تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد ہفتم

خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ تا مقتدر باللہ

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد ہفتم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

حصہ اول

خلافتِ بغداد کا دورِ انحطاط

(۲۳۲ھ تا ۲۵۶ھ)

خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ ۔ تا ۔ خلیفہ محمد المہتدی باللہ

خلافت عباسیہ کے دور اضمحلال کی مفصل و مکمل تاریخ

ترجمہ: علامہ عبداللہ العمادی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

نام کتاب: ــــــــ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ــــــــ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ــــــــ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی
طبع: ــــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: ــــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

زوال خلافتِ عباسیہ

از

چوھدری محمّد اقبال سلیم گاھندری

تاریخ طبری کی یہ ساتویں جلد اور اس کے بعد کا دوسرا حصہ خلافت عباسیہ کے دور اضمحلال کی تصویر ہے۔ تاریخ کے صفحات زمانہ حاضر کے لئے عبرت وموعظت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اردو زبان کا زباں زد فقرہ ہے''اگلا گرے پچھلا ہوشیار'' اگر اگلے کے گر جانے پر بھی پچھلا ہوشیار نہ ہو تو کون اسے ہوشیار کر سکتا ہے۔ اس لئے ہر پچھلے کا فریضہ ہے کہ اگلوں کے ٹھوکر کھانے' سنبھلنے اور گر جانے کی داستان کو بڑی توجہ اور غور و خوض کے ساتھ پڑھے اور نہ صرف پڑھے بلکہ واقعتہً ہوشیاری کا سبق حاصل کر کے ہوشیار ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ اس جہان کی کسی بات کو بقائے دوام حاصل نہیں اور ہو سکتی ہی نہیں۔ صبح جب آفتاب عالم تاب بر آمد ہوتا ہے تو جہاں بہت سی نئی چیزوں کو جنم دیتا ہے وہاں ہزاروں پرانی چیزوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی ایجاد و فنا کا نام دنیا ہے۔ اگر اس جہاں کا یہی قانون کلی ہے تو جاہ وجلال' شکوہ واحتشام کو بھی اس سے استثناء حاصل نہیں ہو سکتا۔ وجوہ واسباب کا ایک طویل سلسلہ ہر دور جلال اور دور اضمحلال میں ہمیشہ ملتا ہی رہتا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود مبارک ہیں وہ آنکھیں جو تاریخ کے اس تسلسل میں اپنے لئے عبرت وموعظت کا نقش دیکھتی ہیں اور اس سے اپنے افکار و اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

ایسی آنکھوں کے لئے بنی عباس کے اس دور کی تاریخ میں بہت کچھ سبق موجود ہیں بنی عباس نے اقتدار حاصل کرنے کے لئے جس نسلیت اور گروہ بندی سے فائدہ اٹھایا تھا اور جس مرکز گریز قوت نے بنوامیہ کی عظیم الشان سلطنت کو ختم کیا تھا وہ (۱۳۲ھ) میں اگر بنی امیہ کو ختم کر سکتی تھی تو پورے ایک سو سال کے بعد (۲۳۲ھ) میں عباسی خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ کے دور خلافت میں بنی عباس کے بھی ٹکڑے اڑا سکتی تھی۔ وہی نسلیت اور گروہ بندی اس دوسرے دور میں ابھرنے لگی بلکہ اہل غرض نے سوئے ہوئے اس فتنہ کو جگایا اور اس سے وہی کام لیا جو خود عباسی لے چکے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عباسی مسند جاہ وجلال اور قوت واقتدار کا منبع ہونے کی بجائے آہستہ آہستہ ایک فقیر کی گدی بنتا چلا گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ انقلاب ایک دن میں نہیں ہو گیا اور ایک مضبوط اور منظم حکومت کے ختم ہوتے ہوتے ایک بڑی مدت گزر ہی جاتی ہے۔ یہ عمل ہوتا رہا اور روز بروز اقتدار کی باگ خلفاء کے ہاتھوں سے نکل کر کبھی اس گروہ کے اور کبھی دوسرے گروہ کے

ہاتھوں میں جاتی رہی اور کام بگڑا تو ہر روز بگڑتا ہی چلا گیا۔ تاریخ طبری کے حصہ نہم و دہم میں (۲۳۲ھ) سے (۳۰۲ھ) تک ستر ۷۰ سال کی تاریخ ہے۔ طبری کا انتقال (۳۱۰ھ) میں اپنی تاریخ کی تکمیل کے تقریباً آٹھ سال کے بعد ہوا ہے۔ طبری اس دور اضمحلال وانحطاط کے بڑے حصہ کا خود عینی شاہد ہے اس لئے بھی یہ حصے بڑی اہمیت کے حامل ہیں ۔ اسے غور سے ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ عروج وزوال کے دور میں کیا فرق ہوتا ہے اور کون سی وہ تدبیری خرابیاں ہوتی ہیں جو بڑی سے بڑی منظم حکومتوں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں ۔ نام کے لئے بغداد کی خلافت عباسی طبری کے بعد بھی تقریباً ساڑھے تین سو سال تک قائم رہی اور اس وقت ختم ہوئی جب کہ (۶۵۶ھ) میں نصیر الدین طوسی اور ابن علقمی کی سازش سے ہلاکو خاں نے شہر بغداد کو جلا کر خاک نہ کر دیا اور بغداد کے آخری خلیفہ المستعصم کو قتل نہیں کر دیا۔ لیکن یہ خلافت محض تبرک تھی (۳۰۲ھ) کے بعد کا پورا زمانہ طوائف الملوکی ' سازش اور ہر حصہ مملکت میں آزاد فرمانرواؤں کے عروج وزوال کی ایک داستان کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

تاریخ طبری جیسی اہم اور ضخیم کتاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھا کر ہم نے بہت بڑی مہم شروع کی تھی اور آج ہم اس کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس مہم کو انجام دینے کی توفیق بخشی ۔ میں اپنے ان تمام تاجران کتب اور اپنے سینکڑوں انفرادی قدردانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مستقل خریداری قبول کر کے میری مالی مشکلات میں غیر معمولی مدد کی ۔ سچ تو یہ ہے کہ ان معاونین کی اعانت ہی اتنی بڑی ضخیم کتاب کی اشاعت کا باعث ہوئی ورنہ دس حصے کی کتاب کی اشاعت یقیناً میرے بس سے باہر تھی ۔

وماتوفیقی الاباللّٰہ

فہرست موضوعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱

خلیفہ جعفر متوکل علی اللہ

جعفر المتوکل علی اللہ اسی سال خلیفہ ہوئے۔

ان کا نام جعفر تھا' ابن محمد بن ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد ذی الثفنات ابن علی السجاد بن عبداللہ ابن العباس بن عبدالمطلب۔

محمد بن واثق کی مخالفت:

مجھ سے کئی شخصوں نے روایت کی کہ جب واثق نے وفات پائی تو احمد بن ابی داؤد' ایتاخ' وصیف' عمر بن فرج' ابن الزیات اور احمد ابن خالد ابوالوزیر ایوان خلافت میں حاضر ہوئے اور محمد بن واثق کے لیے بیعت خلافت لینی چاہی' محمد اس وقت ایک کم سن وسادہ رولڑکے تھے' ان کو خلعت خلافت پہنایا تو کم عمری کے باعث جسم پر ٹھیک نہ آیا' وصیف نے یہ دیکھ کر کہا:

جعفر کی خلافت کی تجویز:

''تم لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے کہ ایسے لڑکے کو خلیفہ بناتے ہو' اس کی اقتدا میں تو نماز بھی جائز نہیں''۔

اب بحث چھڑی کہ کس کو خلیفہ بنائیں' بہتیرے نام لیے گئے' حاضرین مجلس میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا تو جعفر متوکل کے پاس سے گزرا جو ایک قمیض وشلوار پہنے ترک بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے' پوچھا:

''کہو! کیا خبر ہے؟''۔

میں نے عرض کی: ''ابھی فیصلہ نہیں ہوا''۔

ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ارکان شوریٰ نے جعفر کو بلوایا' بغا شرابی منتظم مشروبات یا داروغہ آب دار خانہ۔ پیغام طلب لے کے آیا' واقعہ سنایا اور مجلس میں جعفر کو ساتھ لایا۔

جعفر نے ارکان مجلس سے کہا! مجھے خوف ہے کہ واثق زندہ ہوں گے' (ازالہ اشتباہ کے لیے) ان کو واثق کی لاش دکھائی گئی جو کفن پوش تھی۔

وہاں سے واپس آ کر جعفر بیٹھ گئے' احمد بن ابی دواد نے ان کو ملبوس خلافت پہنایا' عمامہ باندھا' دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا' اور السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ کے الفاظ میں آداب بجالائے۔

جعفر کی تخت نشینی:

یہ سب کچھ ہو چکا تو واثق کو غسل دیا گیا' نماز پڑھی گئی' اور دفن کیے گئے اس سے فراغت ہوئی تو سب لوگ فوراً دیوان عام میں حاضر ہوئے' ابھی تک متوکل کے خطاب کی نوبت نہیں آئی تھی۔

جعفر جب خلیفہ ہوئے ہیں تو اس وقت ان کی عمر (۲۶) سال کی تھی۔

انھوں نے لشکر کو آٹھ مہینے کی عطا عنایت فرمائی (یعنی آٹھ ماہ کی تنخواہ انعام میں دی)

محمد بن عبدالملک الزیات نے جو اس وقت دیوان رسائل کے وزیر تھے' بیعت نامہ خلافت لکھا تھا۔

جعفر کا خطاب المتوکل علی اللہ:

اب پھر اجتماع ہوا کہ خلیفہ کے لیے کوئی خطاب انتخاب کیا جائے ابن زیات نے المنتصر باللہ کی تجویز کی' لوگ اسی خطاب میں غور وخوض کرنے لگے حتیٰ کہ اس کے تسلیم کر لیے جانے میں شک نہ رہا' ایک صبح کو احمد بن ابی دواد محل خلافت میں حاضر ہوئے اور گذارش کی میں نے سوچ سوچ کے ایک ایسا خطاب تجویز کیا جو امید ہے کہ مناسب حال وفرخ فال ثابت ہوگا' ان شاء اللہ' وہ خطاب المتوکل علی اللہ ہے (یعنی اللہ پر بھروسہ رکھنے والا) خلیفہ نے اسی خطاب کے نفاذ کا حکم دیا اور محمد بن عبدالملک الزیات کو طلب کر کے فرمایا کہ جمہور کو اس کی تحریری اطلاع دے دی جائے' اس باب میں جو مراسلہ بھیجا گیا تھا وہ یہ تھا:

اعلان خلافت:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اللہ تجھے باقی رکھے' امیر المومنین نے کہ اللہ انھیں بقائے دراز عطا فرمائے' حکم دیا ہے کہ منبروں پر قضاۃ وعمال' وکتاب واہل دیوان وغیرہم کی تحریروں میں' جن کے ساتھ امیر المومنین کی مراسلت کا قاعدہ ہے' امیر المومنین کا نام یوں لیا جائے! عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ' امیر المومنین تجھے اب اس کے عمل میں دیکھنا ہے اور میرے مراسلے کی رسید دینا ہے' تجھ کو اس کی توفیق ہو' انشا اللہ''۔

فوج میں تنخواہوں کی تقسیم

متوکل نے ترکوں کو چار مہینے اور لشکر اور شاکری اور اسی ذیل میں بنی ہاشم وغیرہ کو آٹھ مہینے کی عطا انعام میں دی۔ مغربیوں کو تین مہینے کی عطا مرحمت کی' جس کے لینے سے انھوں نے انکار کر دیا' متوکل نے ان کو پیام دیا کہ تم میں جتنے غلام ہیں احمد بن ابی دواد کے پاس جائیں' وہ سب کو بیچ ڈالیں گے' اور جو آزاد ہیں ان کے ساتھ وہی عمل ہوگا جو لشکر کے ساتھ ہوا ہے' مغربیوں کو اس پر راضی ہونا پڑا' وصیف نے سفارش کی' متوکل کی ناخوشی جاتی رہی' پہلے تین مہینے کا انعام ملا اور پھر ترکوں کے ذیل میں کر دیئے گئے (یعنی چار مہینے کا انعام نوازش ہوا)

المتوکل علی اللہ کی عام بیعت:

متوکل کی خاص بیعت تو اسی وقت ہوئی جب واثق مرے ہیں' مگر عام بیعت اسی دن زوال آفتاب کے بعد ہوئی سعید صغیر سے روایت ہے کہ متوکل نے خلیفہ ہونے سے قبل سعید سے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت سے بیان کیا کہ آسمان سے شکر

سلیمانی مجھ پر گر رہی ہے جس (کے ڈلے) پر جعفر المتوکل علی اللہ مرقوم ہے' اس خواب کی ہم سے تعبیر پوچھی تو ہم نے عرض کی:

اے امیر' اللہ آپ کو عزت بخشے' یہ تو خلافت (کی بشارت) ہے

واثق کو اس خواب کی خبر ملی تو جعفر کو اور ان کے ساتھ سعید کو بھی قید کر دیا اور اسی سبب سے جعفر کو ضیق میں بھی رکھا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال کے حج میں محمد بن داؤد امیر حج تھے۔

۲۳۳ھ کے واقعات

متوکل کی محمد بن عبدالملک سے ناراضگی:

اس سال کے واقعات میں ایک بات یہ ہے کہ محمد بن عبدالملک الزیات پر متوکل نے ناخوش ہو کر ان کو قید کر دیا اس کے سبب وانجام کار کا قصہ یہ ہے۔

ابن زیات سے ناخوش ہونے کا سبب یہ ہے کہ واثق نے محمد بن عبدالملک الزیات کو اپنا وزیر بنایا تھا اور تمام امور ان کو تفویض کر دیئے تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ سے واثق اپنے بھائی جعفر المتوکل سے ناخوش ہوئے اور عمر بن فرج رخجی اور محمد بن علاء خادم کو ان پر موکل مقرر کیا' یہ دونوں جعفر کی نگرانی کرتے اور ہر وقت ان کے حالات لکھتے رہتے۔

متوکل کی ناراضگی کی وجہ:

جعفر (ایک مرتبہ) محمد بن عبدالملک الزیات کے پاس یہ درخواست لے کر گئے کہ بھائی واثق سے جعفر کی سفارش کریں کہ واثق پھر جعفر سے خوش ہو جائیں۔

جعفر جب ابن زیات کے پاس پہنچے تو پہلے کچھ دیر کھڑے رہے' ابن زیات نے ان سے بات تک نہ کی' کچھ وقفے کے بعد بیٹھنے کا اشارہ کیا' جعفر بیٹھ گئے اور کاغذات دیکھتے رہے' جب فارغ ہوئے تو بہ نظر تہدید جعفر کی جانب رخ کیا اور پوچھا:

تجھے کیا چیز (یہاں) لائی ہے؟

جواب دیا: میں اس لیے آیا ہوں کہ تو امیر المومنین سے درخواست کرے کہ مجھ سے خوش رہیں۔

ابن زیات نے اپنے حاشیہ نشینوں سے خطاب کیا:

''اس شخص کو دیکھو' اپنے بھائی کو خود تو ناخوش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرے ذریعے سے پھر وہ خوش ہو جائیں' جا چلا جا' جہاں اپنی حالت تو نے درست کی کہ وہ بھی تجھ سے خوش ہوئے''۔

اس برتاؤ اور بدسلوکی سے جعفر رنجیدہ ہو کر اٹھے اور چلے گئے کہ آداب مجلس میں ان کے ساتھ کوتاہی کی گئی' وہاں سے نکل کے عمر بن فرج کے پاس آئے کہ عمر سے کہہ کر اپنے چیک پر مہر کرا لیں کہ مدد معاش وصول ہو سکے' عمر بن فرج بھی ملے' ان کی نشست مسجد میں تھی' چیک کو لیا اور مسجد کے صحن میں پھینک دیا' ابوالوزیر احمد ابن خالد بھی وہاں موجود تھے' یہ دیکھ کر اٹھے کہ واپس جائیں' جعفر بھی انھیں کے ساتھ اٹھے اور کہا:

ابوالوزیر! تو نے دیکھا عمر بن فرج نے میرے ساتھ کیا کیا؟

ابوالوزیر نے عرض کی: قربان جاؤں' میں اس کا افسر ہوں' پھر بھی بے مانگے اور بے خوشامد کیے میرے مد معاش کے چیک پر مہر نہیں کرتا' تو اپنے وکیل کو میرے پاس بھیج دے۔

جعفر نے اپنا وکیل بھیجا تو ابوالوزیر نے بیس ہزار روپے دیئے کہ جب تک اللہ تیرا سامان کرے اسے خرچ کر۔

اس پیش کش کو جعفر نے لے لیا اور مہینہ بھر کے بعد استمداد کے لیے پھر قاصد بھیجا' اب کہ ابوالوزیر نے دس ہزار درہم پیش کیے۔

عمر بن فرج کے پاس سے جعفر اٹھے اور فوراً احمد بن ابی دواد کے ہاں گئے' احمد نے اٹھ کے دروازے تک استقبال کیا' ہاتھ چومے' گلے لگایا' اور عرض کی: قربان جاؤں کیسے آئے؟

جعفر نے کہا میں اس لیے آیا ہوں کہ امیر المومنین کو تو مجھ سے راضی کر دے۔

عرض کی: بسرو چشم میں اس کی عزت حاصل کروں گا۔

متوکل کے لیے احمد بن ابی دواد کی سفارش:

احمد بن ابی دواد نے واثق سے اس باب میں گفتگو کی' واثق نے وعدہ تو کر لیا اور پھر بھی راضی نہ ہوئے' گھڑ دوڑ کے دن احمد ابن ابی دواد نے واثق سے پھر سفارش کی کہ ''مجھ پر معتصم کے بڑے بڑے احسان ہیں' جعفر انھیں کا لڑکا ہے' میں نے اس کے متعلق گذارش کی تھی اور امیر المومنین نے وعدہ بھی فرمایا تھا' اب میں معتصم کا واسطہ دلاتا ہوں' کیا امیر المومنین اس سے راضی نہ ہوں گے؟

واثق نے اسی وقت خوشنودی ظاہر کی اور جعفر کو خلعت دیا' واثق کے جانے پر احمد بن ابی دواد نے جعفر کو اپنا ممنون بنا لیا کہ ان کی سفارش سے بھائی (واثق) کی خوشنودی حاصل ہوئی' جعفر اس کے شکر گزار رہے حتیٰ کہ جب حکمران ہوئے تو اسی حسن سلوک نے ابن ابی دواد کو ان کے دربار میں بہرہ ور رکھا۔

استخفاف:

بیان کیا جاتا ہے کہ جعفر جب محمد بن عبدالملک الزیات کے ہاں سے باہر نکلے تو محمد نے واثق کو لکھا کہ یا امیر المومنین! جعفر بن معتصم میرے پاس آئے تھے اور درخواست کی تھی کہ ان کی نسبت امیر المومنین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے میں امیر المومنین سے ان کی سفارش کروں' ان کی سج دھج ہجڑوں کی سی تھی' لانبے لانبے بال گردن سے لٹک رہے تھے۔

واثق نے جواب میں لکھا کہ جعفر کو اپنے پاس بلا بھیج اور کسی کو حکم دے کہ ان کے بال تراش دے اور پھر کسی اور کو حکم دے کہ انھیں بالوں کو ان کے منہ پر مارے اس کے بعد ان کے گھر واپس بھیج دے۔

متوکل سے روایت ہے کہ ابن زیات کا قاصد جب میرے پاس آیا تو میں سیاہ رنگ کی درباری پوشاک (سواد) پہن کے اس کے ہاں گیا' امید یہ تھی کہ میرے متعلق امیر المومنین کی خوشنودی کی خبر آئی ہوگی' میں پہنچا تو اس نے ایک چھوکرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک حجام بلا دے' حجام آیا تو کہاں۔ جعفر کے بال تراش کر یک جا کر لے' حجام نے بالا پوش یا تولیہ تک نہ اڑھایا اور اسی نئی پوشاک پر بال تراشے اور وہی بال میرے منہ پر پھینک مارے' مجھے کبھی اتنا ہول نہیں ہوا تھا جتنا اس وقت ہوا تھا کہ میں تو نئی پوشاک میں خوش خبری سننے آیا تھا اور اس نے مجھے مونڈ لیا۔

جعفر متوکل علی اللہ کا انتخاب:

واثق کی وفات کے بعد محمد بن عبدالملک نے اشارہ کیا کہ واثق کے فرزند کو خلیفہ بنانا چاہیے' اس باب میں گفتگو بھی کی' حجرہ شوریٰ کے علاوہ جس میں ارکان مشاورت کی نشست تھی ایک دوسرے حجرے میں جعفر بیٹھے ہوئے تھے حتیٰ کہ طلبی ہوئی اور اسی حجرے میں ان کو خلیفہ منتخب کیا گیا جو ابن زیات کی ہلاکت کا سبب ٹھہرا۔

جعفر کے پاس بغا شراب وار (داروغہ آب دارخانہ) قاصد کی حیثیت میں ان کو بلانے گئے تھے' وہاں پہنچ کر (جعفر کو ساتھ لیا) راستے میں تسلیمات خلافت بجالائے' ارکان مجلس شوریٰ نے ان کو خلیفہ منتخب کیا اور بیعت کی۔

ابن زیات کی گرفتاری:

خلیفہ ہونے کے بعد متوکل نے ڈھیل دی' حتیٰ کہ چہار شنبہ ۷/صفر کا دن آیا' متوکل قصد کر چکے تھے کہ زیات کو آزار پہنچائیں ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن زیات کو پکڑ کر سزا دے' ایتاخ نے آدمی بھیجا' ابن زیات سمجھے کہ بلوایا ہے' دوپہر کا کھانا کھا کے فوراً سوار ہوئے اور سمجھے کہ خلیفہ نے مجھے طلب کیا ہے' ایتاخ کے مکان کے سامنے پہنچے تو ابو منصور کے مکان کی جانب مڑنے کو کہا گیا' وہ مڑ تو گئے مگر دل میں خوف کھانے لگے' جہاں ایتاخ مقیم تھے۔ جب وہاں پہنچے اور وہاں سے بھی مڑنا پڑا تو سمجھ گئے کہ بدی مقصود ہے' آخر ایک حجرے کے اندر لایا گیا اور ان کی تلوار اور کمر بند (بکلوس) اور ٹوپی اور قبا لے لی گئی اور انھیں کے غلاموں کو سب چیزیں دے دی گئیں کہ لے کے گھر واپس جاؤ' غلام سمجھے کہ ابن زیات ایتاخ کے ہاں صحبت نبیذ کے لیے ٹھہرے ہیں۔ اس گمان کی واقعیت میں انھیں ذرا بھر شک نہ گزرا''۔

ایتاخ نے اپنے سربرآوردہ یاران صحبت میں سے دو شخص تیار کر رکھے تھے:

❶ یزید بن عبداللہ حلوانی۔

❷ ہرثمہ شار بامیان۔

ابن زیات جب قابو میں آ گئے تو اپنے فوج در فوج ساتھیوں کو لیے ہوئے یہ دونوں دوڑتے ابن زیات کے گھر پہنچے' وہاں غلاموں نے پوچھا! کہاں کا قصد ہے؟

ابوجعفر (ابن زیات) تو سوار ہو گئے۔

یہ دونوں گھر پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔

یزید بن عبداللہ حلوانی کا بیان ہے کہ میں ابن زیات کے اس گھر میں پہنچا جہاں ان کی نشست تھی' دیکھا کہ برے حالوں میں ہے اور سامان بھی کم ہے' چار فرش اور کچھ شیشے دیکھے جن میں کوئی شربت تھا' وہ گھر بھی دیکھا جس میں ابن زیات کی لونڈیاں سوتی تھیں اس خواب گاہ میں کچھ بوریے اور عمدہ عمدہ بستر تہہ بہ تہہ ایک پر ایک رکھے ہوئے تھے' لیکن ان لونڈیوں کو بستر نصیب نہ تھا' وہ خالی زمین پر سوتی تھیں۔

ابن زیات کے مال واملاک کی ضبطی:

بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسی دن کسی کو ابن زیات کے گھر بھیج کر سب قرق کر لیا' اثاث البیت' سواریاں' جانور' لونڈیاں'

غلام' جو کچھ تھا' سب کا سب ہارونی میں بھجوا دیا' راشد مغربی کو بغداد بھیجا کہ وہاں ابن زیات کے مال وزر وحزم کو قرق کر لے' ابوالوزیر کو حکم دیا کہ ابن زیات اور ان کے گھر والوں کی جس قدر جائدادیں جہاں کہیں بھی ہوں لے لی جائیں' سامرا میں جو کچھ تھا سب خلیفہ کے لیے خرید لیا گیا اور پھر تمام سامان مسرور سمانہ کے خزانے میں داخل ہوا۔

ابن زیات پر عتاب:

عباس بن احمد رشید کو جو عجیف کا کاتب (سیکریٹری) تھا ابن زیات کے پاس لائے اور کہا کہ عباس کو اپنا وکیل مقرر کر دو کہ تمھارا سامان فروخت کر ڈالے' اس وکالت کی تکمیل ہو جانے کے بعد کچھ دن تو ابن زیات اپنے قید خانے میں آزاد رہے' مگر پھر قید و بند کا حکم ہوا اور مقید کر دیے' کھانا بند کر دیا گیا۔

اس زمانے میں وہ کچھ نہ کھاتے تھے' سخت جزع کی حالت میں رہتے تھے' اکثر روتے تھے' باتیں کم کرتے تھے ایک سوچ میں پڑے رہتے تھے' کچھ دن اس طرح گزرے' پھر بیداری کی سزا دی گئی کہ دن رات جاگتے رہیں' سونے نہ پائیں' جگاتے' سوئی چبھاتے کہ نیند نہ آئے' پھر یہ تعزیر ایک رات دن کے لیے ملتوی کر دی گئی' ابن زیات سو گئے اور جب اٹھے تو کچھ میوے اور انگور کی خواہش کی' یہ چیزیں آئیں اور انھوں نے کھائیں' اب پھر دن رات جاگتے رہنے کی سزا ملی' پھر لکڑی کے ایک تنور میں ڈالنے کا حکم ہوا جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں' یہ تنور پہلے پہل انھیں نے بنوایا تھا اور اسی میں ڈال کر ابن اسباط' معری کو اتنی سزا دی تھی کہ جو کچھ اس پر عائد ہوتا تھا سب نکلوا لیا تھا' آخر اسی تعزیر میں خود مبتلا ہوئے اور چند روز یہی عذاب اٹھانا پڑا۔

دندانی کا بیان ہے کہ ابن زیات کی تعزیر پر جو موکل تھا' اس کا قول ہے کہ میں نکلتا تو دروازے پر قفل چڑھا دیتا' ابن زیات آسمان کی جانب ہاتھ بڑھاتے اور اتنا پھیلاتے کہ بغل میں ٹہوکے لگتے' تنور کے اندر بیٹھ جاتے جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں' بیچ میں ایک لکڑی تھی کہ جسے سزا دی جاتی وہ دم لینے کو ایک ساعت اس لکڑی پر بیٹھ رہتا' جب موکل آتا اور دروازہ کھلنے کی آہٹ ہوتی تو پہلے کی طرح کھڑا ہو جاتا اور پھر تشدد ہونے لگتا' ایک روز نکلتے وقت میں نے چالاکی سے ایسا ظاہر کیا کہ دروازہ مقفل کر دیا ہے' حالانکہ صرف بھیڑا تھا' قفل نہیں لگایا تھا' کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد سمجھ لیا کہ اب غفلت ہے تو دروازہ کھول دیا' دیکھا تو ابن زیات تنور میں لکڑی پر بیٹھے ہیں۔

میں نے کہا! میں دیکھتا ہوں کہ تم یہ کام کرتے ہو۔

اب کبھی میں نکلتا تو اچھی طرح گلا باندھ دیتا کہ بیٹھ سکتے ہی نہ تھے' بیچ کی لکڑی بھی کھینچ لی حتیٰ کہ اب وہ ان کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہوگئی اس کے بعد چند روز جئے اور آخر مر گئے۔

وفات ابن زیات:

اس امر میں اختلاف ہے کہ ابن زیات کس طرح مرے۔

کہا جاتا ہے کہ گرا کران کے شکم پر پچاس تازیانے مارے گئے' الٹ کے پچاس تازیانے سرینوں پر لگائے' پٹتے پٹتے دم نکل گیا اور مارنے والوں کو خبر بھی نہ ہوئی' مرے ہیں تو گردن ٹیڑھی ہوگئی تھی' داڑھی نچ گئی تھی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ بے مار پیٹ کے مرے۔

مبارک مغربی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابن زیات نے تمام ایام حبس میں صرف ایک روٹی کھائی' البتہ (کبھی کبھی) ایک دو انگور کھا لیتے تھے۔

مرنے سے پہلے میں نے سنا کہ وہ اپنے آپ سے باتیں کررہے تھے۔

اے محمد! تو عافیت و آرام سے تھا' راحت نعمت پر' اچھی سواریوں پر' پاکیزہ محل پر' عمدہ پوشاک پر تو نے قناعت نہ کی اور وزارت کے درپے ہوا' اب اپنے کرتوت کا مزہ چکھ۔

بار بار کہتے تھے اور اپنے جی سے یہی باتیں کرتے تھے۔

مرنے سے ایک دن پہلے عتاب وخطاب جاتا رہا' اب صرف کلمہ شہادت اور ذکر الٰہی کی تکرار تھی۔

ابن زیات کے مرنے پر ان کے دونوں بیٹوں نے جن کے نام سلیمان وعبید اللہ تھے اور دونوں قید میں پڑے تھے' ابن زیات کی میت طلب کی یہ لاش ایک لکڑی پر رکھی ہوئی دروازے پر پڑی تھی جسم پر وہی کرتہ تھا' جسے پہنے ہوئے قید ہوئے تھے' بالکل میلا ہو گیا تھا کہ لڑکوں نے دیکھ کر کہا:۔

الحمدللہ کہ اس فاسق سے نجات ہوئی۔

ابن زیات کی لاش کا انجام:

لاش ان دونوں کو دے دی گئی' جنھوں نے اسی لکڑی پر اس کو غسل دے کر دفن کر دیا' قبر بھی گہری نہیں کھودی بیان کیا جاتا ہے کہ کتوں نے لاش نکال لی اور گوشت کھا گئے۔

ابراہیم بن العباس اہواز کے حاکم تھے' ابن زیات سے دوستی تھی (لیکن ایک سرکاری معاملہ پیش آنے پر) ابن زیات نے ابوالجہم احمد بن یوسف کو ابراہیم پر سزا اول متعین کیا' ابوالجہم نے سب کے سامنے ابراہیم کو کھڑا رکھا حتیٰ کہ ہزار ہزار درہم اور پانچ لاکھ درہم پر اس نے اپنی جان بچائی' اب جو یہ واقعہ پیش آیا تو ابراہیم نے اس کی ہجو کی۔

ابن زیات کے غلام کی گرفتاری:

قید کے بعد ابن زیات کو راشد مغربی کے ساتھ بغداد لے گئے کہ وہاں جو مال ومتاع ہے سب قرق کرلیں' بغداد میں راشد نے ابن زیات کے غلام روح کو گرفتار کیا جو اس گھر کا منتظم تھا' ابن زیات کا مال وزر اسی کے ہاتھ میں رہتا اور وہی اس سرمائے سے تجارت کیا کرتا' راشد نے گھر والوں میں سے چند آدمی گرفتار کیے اور ایک خچر کے بوجھ برابر مال پر بھی انھیں کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

بغداد میں ابن زیات کے متعدد کارخانے پائے گئے جن میں طرح طرح کا مال تجارت تھا مثلاً گیہوں' جو' آٹا' اور دوسرے دانے' تیل' انجیر۔

ایک پورا گھر کپڑوں سے بھرا تھا۔

نوے ہزار دینار (۹۰۰۰۰) کا سامان دستیاب ہو کر قرق ہوا۔

چہارشنبہ ساتویں صفر کو متوکل نے ابن زیات کو قید کیا اور پنج شنبہ ۱۹/ ربیع الاول کو ابن زیات نے وفات پائی۔

ابن فرج پر عتاب:

اسی سال عمر بن فرج سے متوکل ناخوش ہوئے یہ واقعہ ماہ رمضان کا ہے عمر بن فرج' اسحاق بن ابراہیم بن معصب کے سپرد کیے گئے' اور وہیں مقید ہو گئے' حکم نافذ ہوا کہ عمر کی جائداد مال ومنال قرق کر لیا جائے' نجاح بن سلمہ عمر کے گھر گئے' وہاں صرف پندرہ ہزار درہم پائے' مسرور سمانہ نے آ کے عمر کی لونڈیاں قرق کر لیں' تیس رطل (پونڈ) وزن کی قید میں عمر کو مقید رکھا گیا' بغداد سے عمر کے آزاد غلام نصر کو بلایا گیا جس نے تیس ہزار دینار پیش کیے اور چودہ ہزار دینار اپنی طرف سے حاضر کیے' اہواز سے عمر کے چالیس ہزار اور عمر کے بھائی محمد بن فرج کے ڈیڑھ لاکھ دینار ملے گھر سے جو سامان برآمد ہوا اس میں صرف فرش اتنے تھے کہ سولہ اونٹوں پر لائے گئے' چالیس ہزار دینار کے جواہر نکلے' پچاس اونٹوں پر اثاثہ وفروش لاد کر لائے اور ایک ہی بار نہیں بار بار لاد کر لائے عمر کو پشمینے کا کھلا ہوا کپڑا (فرجیہ) پہنا کر قید کر دیا گیا' اسی حالت میں سات دن رہے' پھر رہائی پائی مگر اپنے محل سے بے دخل کر دیئے گئے' اہل وعیال پکڑے گئے' تفتیش ہوئی' شمار میں سولونڈیاں تھیں' پھر اس شرط پر مصالحہ ہوا کہ مصاورے میں دس ہزار درہم وہ پیش کریں اور فقط اہواز کی جائدادان کو واپس دی جائے' پشمینے کا جبہ اتار دیا گیا اور زنجیر سے رہائی ملی۔

یہ واقعہ شوال کا ہے۔

علی بن الجہم بن بدر نے نجاح بن سلمہ کو برانگیختہ کرنے کے لیے عمر بن فرج کی ہجو کی۔

ابراہیم بن جنید کی اسیری:

اسی سال متوکل کے حکم سے ابراہیم بن جنید نصرانی کو جو ایوب کاتب سمانہ کا بھائی تھا' اس قدر لاٹھیوں سے مارا گیا کہ (سرکاری مال میں) اس نے ستر ہزار دینار (کی خیانت وتغلب) کا اعتراف کیا' مبارک مغربی کو اس کے ساتھ بغداد بھیجا گیا جس نے ابراہیم نصرانی کے گھر سے یہ مال برآمد کیا' پھر اس کو واپس لائے اور قید میں ڈال دیا گیا۔

ابوالوزیر پر عتاب:

اسی سال ماہ ذی الحجہ میں ابوالوزیر سے متوکل ناخوش ہوئے اور حکم دیا کہ ابوالوزیر سے حساب فہمی کی جائے تقریباً ساٹھ ہزار دینار ابوالوزیر نے پیش کیے اور درم کے توڑے اور زیور پیش کش گزارنے' ابوالوزیر کے پاس مصر کا جو سامان تھا' اس میں (۶۲) جامدان قرق ہوئے' اور بتیس غلام اور بہت سے فرش لے لیے گئے۔

ابوالوزیر ہی کی خیانت کے طفیل میں محمد بن عبدالملک کو جو موسیٰ بن عبدالملک کے بھائی تھے اور ہیثم بن خالد نصرانی کو' اور اس کے بھتیجے سعدون بن علی کو قید کر لیا گیا' پھر سعدون سے چالیس ہزار دینار پر محمد کے دونوں بھتیجے عبداللہ واحمد سے کچھ اوپر تیس ہزار دینار پر مصالحت ہوگئی' واصلات اور مصادرہ میں ان سب کی جائدادیں ضبط ہوگئیں۔

عمال کا عزل ونصب:

اسی سال متوکل نے محمد بن فضل جرجرائی کو اپنا کاتب مقرر کیا۔ اسی سال متوکل نے چہار شنبہ ۷ اھ رمضان کو دیوان خراج (صدر المہامی مال) سے فضل بن مروان کو معزول کر دیا اور یحییٰ بن خاقان خراسانی کو جو قبیلہ ازد کے مولی تھے' یہ عہد دیا' اسی دیوان زمام نفقات (صدر المہامی فینانس) سے ابوالوزیر کو معزول کر کے ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول کو مقرر کیا۔

اسی سال متوکل نے اپنے فرزند منتصر کو حرمین اور یمن اور طائف کا والی مقرر کیا' اور پنجشنبہ ۱۱ ماہ رمضان کو اس کا فرمان نافذ فرمایا۔

اسی سال ۲/ جمادی الآخر کو احمد بن ابی دواد فالج میں مبتلا ہوئے۔

تھیوڈورا کا انجام:

اسی سال میخائیل بن توفیل (قیصر روم) نے اپنی ماں تذورہ (تھیوڈورا) کو سزا دی' دھوپ میں بٹھایا' پھر خانقاہ میں بھیج دیا' لغیط کو قتل کرڈالا جس کے ساتھ تذورہ پر تہمت جوڑی تھی' تذورہ چھ (۶) برس تک حکمران رہی۔

امیر حج محمد بن دواد:

اس سال محمد بن دواد امیر حج ہوئے۔

۲۳۴ھ کے واقعات

محمد بن بعیث کا فرار:

اس سال کے واقعات میں محمد بن بعیث بن حلبس کا فرار ہے' جسے قید کر کے آذربائیجان کے علاقے سے لائے تھے اور محبس میں ڈال دیا تھا۔

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل اس سال بیمار ہوئے' ابن بعیث کے ہاں ایک شخص تھا' جو ان کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا نام خلیفہ تھا' اس نے ابن بعیث کو خبر دی کہ متوکل انتقال کر گئے' اس نے ابن بعیث کے لیے سواریوں کا بھی انتظام کرلیا' نتیجہ یہ ہوا کہ ابن بعیث مع خلیفہ کے جس نے یہ افواہ اڑائی تھی' اپنے گاؤں ''مرند'' علاقہ آذربائیجان میں بھاگ نکلے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن بعیث کے دو قلعے تھے ایک کا نام شاہی اور دوسرے کا یکدر تھا' یکدر بحیرہ کے باہر اور شاہی بحیرہ کے وسط میں تھا' یہ بحیرہ بقدر پچاس فرسنگ کے سرحد ارمیہ سے استاق واخرقان تک' جو محمد بن رواد کا علاقہ تھا' پھیلا ہوا تھا' ابن بعیث کا قلعہ شاہی محکم داستوار تھا' جس کے چاروں طرف ٹھہرے ہوئے پانی کی خندق تھی' اطراف مراغہ ارمیہ تک لوگ جاتے یہیں سے سوار ہوتے اس بحیرہ میں نہ مچھلی ہے نہ اور کوئی خیر وخوبی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن بعیث' اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کی قید میں تھے' بغا شراب دار نے سفارش کی تقریباً تیس ضامن لیے جن میں محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی بھی تھے' (اس شفاعت وضمانت نے ابن بعیث کو رہائی دلائی) سامرا میں آتے جاتے رہتے' وہاں سے مرند بھاگ گئے' سامان رسد جمع کرلیا' مرند میں پانی کے چشمے پہلے سے موجود تھے' شہر پناہ کے کمزور حصوں کی مرمت کرائی' ہر سمت کے فتنہ انگیز قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے افراد پہنچ گئے اور تقریباً دو ہزار دو سو کی جمعیت ہوگئی۔

امارت آذربائیجان پر حمدویہ کا تقرر:

آذربائیجان کے والی (گورنر) محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھے' ابن بعیث کے طلب کرنے میں انھوں نے کوتاہی کی متوکل نے اس تقصیر کی بنا پر حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور سامرا سے ان کو ڈاک پر وہاں بھیجا۔

حمدویہ نے وہاں پہنچ کر لشکر اور رضا کار شاکریہ جمع کیے اور جس نے خدمت خلافت قبول کی سب کو ساتھ لیا' دس ہزار کی

جمعیت ہوگئی' اب ابن بعیث پر چڑھائی کی اور شہر مرند میں ابن بعیث کو پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

یہ شہر دو فرسنگ دور میں ہے' اس کے اندر بہت سے باغ ہیں' باہر جہاں تک دور ہے درخت ہی درخت ہیں' البتہ دروازوں کے سامنے جگہ چھوٹی ہوئی ہے' حالت محاصرہ میں جو سامان درکار ہوتا ہے ابن بعیث نے سب فراہم کر لیا' پانی کے چشمے موجود ہی تھے۔

ابن بعیث کا محاصرہ:

محاصرہ مرند کو مدت دراز گزری تو متوکل نے زیرک ترک کو دو لاکھ ترک سواروں کے ساتھ بھیجا' زیرک نے (نادانی سے) کچھ نہ کیا' متوکل نے عمر بن سیسل بن کال کو نو ہزار (۹۰۰۰) شاکری سپاہ کے ساتھ روانہ کیا' اس سے بھی کچھ کام نہ نکلا۔

اب متوکل نے بغا شراب دار کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجا' جس میں ترک و شاکری و مغربی سپاہی تھے۔

حمدویہ بن علی اور عمر بن سیسل اور زیرک نے چڑھائی کر کے شہر کے اردگرد تقریباً ایک لاکھ درخت کٹوا دیئے' بیس منجنیقیں شہر پر نصب کرا دیں اور شہر کے بالمقابل ایسی گڑھیاں بنالیں جن میں کچھ دیر آرام لے سکیں۔

ایسی ہی اور اتنی ہی منجنیقیں ابن بعیث نے بھی نصب کرا دیں' جو دہقانی وحشی ساتھ تھے وہ ایسی سنگ باری کرتے تھے کہ کوئی شہر پناہ کے پاس تک نہ پھٹک سکتا تھا۔

اس جنگ میں سلطنت کی طرف سے آٹھ مہینے میں تقریباً سو آدمی قتل اور تخمیناً چار سو زخمی ہوئے' ابن بعیث کی طرف بھی یہی حساب رہا۔

حمدویہ و عمرو زیرک روزانہ صبح و شام سرگرم جنگ رہتے' ابن بعیث کی فوج والے (دروازہ شہر تو بند رکھتے مگر) دیوار پر رسیوں سے لٹک لٹک کے نیچے اترتے اور تیر و کمان سے جنگ کرتے' جب خلافت کی فوجیں حملہ کرتیں تو دیوار کی پناہ میں آجاتے' کبھی کبھی ایک دروازہ بھی کھول کر جسے باب الماء (پانی کا دروازہ) کہتے تھے' اس دروازے سے تیار نکلتے اور لڑ بھڑ کے لوٹ جاتے۔

محصورین کو امان کی پیش کش:

بغا شراب دار جب مرند کے قریب پہنچا تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے عیسیٰ بن شیخ ابن سیسل شیبانی کو ابن بعیث اور متعلقین کے لیے امان دے کے بھیجا کہ امیر المومنین کے زیر فرمان حاضر ہو جائیں ورنہ جنگ ہوگی اور فتح ہونے پر ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے' البتہ جو فرماں برداری کی نیت سے حاضر ہوگا اس کو امان ملے گی۔

ابن بعیث کی گرفتاری:

عام طور پر جو لوگ ابن بعیث کے ساتھ تھے وہ قبیلہ ربیعہ کے تھے اور عیسیٰ بن شیخ ہی کی قوم کے لوگ تھے' امان پا کر ان میں سے بکثرت آدمی رسیوں سے لٹک کے اتر آئے' ابن بعیث کا بہنوئی ابوالاغر بھی اتر کے حاضر ہوگیا' اسی ابوالاغر کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا' حمدویہ و زیرک کی جماعت اندر آگئی' ابن بعیث اپنے گھر سے بھاگ نکلے' چاہتے تھے کہ کسی دوسرے رخ سے نکل جائیں' لشکر کا ایک دستہ دوچار ہوگیا' ابن بعیث کا ارادہ تھا کہ ایک نہر کی راہ لیں جہاں پن چکی چلتی تھی اور وہیں روپوش ہو جائیں' تلوار اس وقت بھی گردن میں حمائل تھی' اسی حالت میں پکڑے گئے اور سپاہیوں نے ان کا گھر لوٹ لیا' ان کے ساتھیوں کے گھر غارت کیے گئے اور شہریوں کے بھی چند گھر لٹے' اسی کے بعد منادی ہوئی کہ جو لوٹے گا غارت گری کرے گا خلافت

اس سے بری الذمہ ہے (یعنی ایسا شخص شرع وقانون کی حفاظت سے خارج سمجھا جائے گا اور اس کی جان اور اس کا مال غیر محفوظ ہو گا) ابن بعیث کی دو بہنیں، تین بیٹیاں، ایک خالہ اور باقی لونڈیاں گرفتار ہوئیں، تیرہ حرمیں حکومت کے قبضے میں آئیں، قابل تذکرہ سر گروہوں میں سے تقریباً دو آدمی پکڑے گئے اور باقی بھاگ گئے۔

دوسرے دن بغا شراب دار کا لشکر بھی پہنچ گیا، اور پھر منادی ہوئی کہ خبردار غارت گری نہ ہونے پائے

بغا نے یہ فتح اپنے نام سے لکھ بھیجی۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں متوکل سامرا سے نکل کر مدائن گئے۔

اسی سال ایتاخ نے (میرحج کی حیثیت میں) حج کیا، اس کا سبب یہ ہوا۔

ایتاخ:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایتاخ، سلام ابرش کا کھانا پکانے والا خزری غلام تھا، معتصم نے اس کو ۱۹۹ھ میں خرید لیا، ایتاخ میں مردمی وشکوہ کی شان تھی، پہلے معتصم نے اور پھر واثق نے اس کو سربلندی بخشی، حتیٰ کہ سلطنت کے بہت سے کام اس کو تفویض ہوئے۔

سامرا بھر کی خانہ داری کا سامان فراہم رکھنے کی خدمت معتصم نے اس کو سپرد کی جس میں اسحاق ابن ابراہیم بھی اس کے شریک خدمت تھے، اس کام پر ایک نائب ایتاخ کی طرف سے اور ایک اسحاق کی طرف سے مامور تھا۔

معتصم یا واثق جسے قتل کرنا چاہتے وہ ایتاخ ہی کے ہاں قتل ہوتا اور اسحاق ہی کے ہاتھوں پابزنجیر کیا جاتا، انھیں مقتولین ومحبوسین میں محمد بن عبدالملک الزیات اور مامون کی اولاد جو مندس سے تھی اور صالح بن عجیف وغیرہ تھے۔

ایتاخ کے اختیارات واعزاز:

متوکل خلیفہ ہوئے تو ایتاخ اپنے پورے مراتب ومناصب پر فائز تھے، لشکر، جماعت مغاربہ، ترک موالی، ڈاک حجابت، دارغگی دارالخلافت، سب انھیں کے ہاتھ میں تھی۔

استقرار خلافت کے بعد متوکل ایک مرتبہ نواح قاطول میں سیروتفریح کو نکلے، شب میں نبیذ پی اور ایتاخ کے ساتھ بدسلوکی کی ایتاخ نے ان کو قتل کر ڈالنا چاہا، لیکن جب صبح ہوئی اور ماجرائے شبینہ بیان کیا گیا تو متوکل نے معذرت کی، ایتاخ کو گلے لگا لیا اور کہا۔

تو میرا باپ ہے تو نے مجھے پالا ہے۔

متوکل جب سامرا گئے تو ایتاخ نے بارگاہ خلافت میں ایک شخص کو خفیہ مامور کیا، جس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ ایتاخ حج کو جانا چاہتا ہے، اجازت دی جائے۔

یہ اجازت مل گئی اور اس پر اضافہ یہ ہوا کہ ایتاخ جس جس شہر سے (دوران سفرحج میں) گزریں ان شہروں کی حکومت بھی انھیں کے ذمے ہے، خلعت دیا گیا اور (رخصت کے وقت) تمام سرداران لشکر مشایعت کو نکلے، شاکری اور سران سپاہ اور غلامان درگاہ، بہتیرے لوگ ساتھ ہوئے، خاص اپنے خدم وچشم مزید برآں۔

ایتاخ چلے گئے تو عہدہ حجابت وصیف کو عطا ہوا، یہ واقعہ شنبہ ۱۸/ ذی القعدہ کا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قصہ ۲۳۳ھ کا ہے، اور متوکل نے وصیف کو ۱۸/ ذی الحجہ ۲۳۳ھ کو حجابت دی تھی۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال کے امیر حج محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ تھے۔

۲۳۵ھ کے واقعات

ایتاخ کی مراجعت بغداد:

اس سال جو نئے واقعات (احداث) پیش آئے ان میں ایک واقعہ ایتاخ کا قتل ہے' اس کی کیفیت یوں ہے۔

یہ بیان خود ایتاخ کی زبانی ہے۔

ایتاخ جب مکے سے عراق واپس ہوئے تو متوکل نے ان کے پاس سعید ابن صالح حاجب کو خلعت وسوغات دے کے بھیجا اور حکم دیا کہ کوفے میں یا اور کہیں راستے میں ایتاخ سے ملیں۔

متوکل نے پہلے ہی سے اپنے کوتوال بغداد کو ایتاخ کے متعلق حکم دے رکھا تھا۔

ابراہیم بن المدبر کا بیان ہے کہ میں اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ (استقبال کو) نکلا' یہ اس وقت کی بات ہے جب ایتاخ بغداد کے قریب آ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ رود فرات کا راستہ اختیار کر کے انبار جائیں اور وہاں سے سامرا پہنچیں۔

اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کو لکھا کہ' اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے انھوں نے فرمایا ہے کہ تو (یعنی ایتاخ) پہلے بغداد جائے وہاں بنی ہاشم اور سرداران جمہور تیرا استقبال کریں' خزیمہ بن خازم کے محل میں تو ان کے لیے دربار کرے اور انھیں جائزے دے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم نکل کے یاسریہ پہنچ چکے تھے' اسحاق نے پل کو سپاہیوں اور شاکریوں سے بھر دیا تھا۔

ایتاخ کا بغداد میں استقبال:

یاسریہ میں ایک صفہ بچھا تھا جس پر خود بیٹھتے تھے لوگوں کے کہنے سے معلوم ہوا کہ ایتاخ قریب آ گئے' اسحاق سوار ہو کر استقبال کو چلے' ایتاخ سے جب نگاہ روبرو ہوئی تو اسحاق اترنے کے لیے جھکے' ایتاخ نے قسم دی کہ نہ اتریں۔

ایتاخ کے ساتھ تین سو حشم اور غلام تھے' سفید قبا پہنے ہوئے' گردن میں تلوار حمائل تھی۔

دونوں ساتھ چلے' پل کے پاس پہنچے تو اسحاق آگے بڑھ گئے اور پل کو عبور کر کے خزیمہ بن خازم کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ایتاخ سے کہا۔

اللہ امیر کو صلاح (وفلاح) عطا فرمائے' اندر چلیں۔

ایتاخ کا جب کوئی غلام پل پر سے گزرتا تو پل کے موکل اس کو آگے بڑھا دیتے حتیٰ کہ ایتاخ فقط اپنے غلامان خاص کے ساتھ رہ گئے اور سامنے کچھ لوگ آ گئے۔

خزیمہ کا محل ایتاخ کے لیے آراستہ ہو چکا تھا' اسحاق پیچھے رہ گئے اور حکم دے دیا کہ محل میں ایتاخ کے تین چار غلاموں سے زیادہ نہ جانے پائیں' دروازوں پر پہرے دار بیٹھ گئے' نہر کے کنارے کے رخ سے حفاظت کا حکم ہوا' محل میں جتنی سیڑھیاں تھیں سب توڑ دی گئیں۔

ایتاخ کی گرفتاری:

ایتاخ کا اندر آنا تھا کہ پیچھے سے دروازہ بند ہو گیا' دیکھا تو فقط تین چھوکرے ساتھ ہیں' اس وقت ایتاخ کی زبان سے نکلا' آ خر کر گزرے۔

ایتاخ اگر بغداد میں نہ پکڑے گئے ہوتے تو گرفتار کرنا ممکن نہ ہوتا' سامرا پہنچ جاتے اور اپنی جمعیت سے تمام مخالفوں کو قتل کر ڈالنا چاہتے تو یہ بھی کر سکتے تھے رات ہونے کو تھی کہ کھانا گیا' جسے ایتاخ نے کھالیا۔

دو تین دن اسی طرح گزرے تھے کہ اسحاق خود ایک کشتی میں سوار ہوئے اور دوسری کشتی ایتاخ کے لیے تیار کر کے سوار ہونے کو پیغام بھیجا اور حکم دیا کہ ایتاخ کی تلوار لے لی جائے' لوگوں نے اسحاق کو کشتی میں سوار کرایا' کچھ مسلح آدمی ساتھ کر دیئے اس سفر کے بعد اسحاق اپنے گھر پہنچے' ایتاخ بھی کشتی سے اتار کر اسحاق کے گھر کے ایک گوشے میں لائے گئے' یہاں قید ہوئے اور لوہے کی بھاری وزنی زنجیر گردن اور دونوں پاؤں میں ڈال دی گئی۔

ایتاخ کے دونوں بیٹے منصور اور مظفر اور دونوں کاتب (سیکریڑی) سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی بغداد لائے گئے' سلیمان تو (ایتاخ کی جانب سے) سرکاری خدمت پر مامور تھے اور قدامہ ایتاخ کی ذاتی جائداد سے متعلق تھے' بغداد میں دونوں قید ہوئے اور دونوں پر مار پڑی۔

قدامہ مسلمان ہو گئے۔

منصور اور مظفر بھی قید کر لیے گئے۔

ایتاخ کی درخواست:

اسحاق کے آزاد کردہ غلام ترک کا بیان ہے کہ ایتاخ جس گھر میں قید تھے میں اس کے دروازے پر کھڑا تھا' ایتاخ نے مجھے آواز دی۔

ترک:

میں نے پوچھا۔ ابو منصور کیا چاہیے؟

ایتاخ نے کہا۔ امیر (اسحاق) کو سلام کہنا اور پھر کہنا کہ تجھے معلوم ہے کہ معتصم اور واثق تیرے معاملے میں مجھے کیا حکم دیتے تھے اور میں کیونکر اس کے ضرر سے تجھے حتیٰ الوسع بچاتا تھا اب تیری جانب سے اس کا فائدہ مجھے ملنا چاہیے' مجھ پر تکلیف و آرام کے سب ہی وقت گزر چکے ہیں' مجھے تو اچھے کھانے پینے کی پرواہ نہیں' لیکن یہ دونوں لڑکے (منصور و مظفر) آرام میں پلے ہیں اور تکلیف کو جانتے بھی نہیں' ان کے لیے کچھ شوربا و گوشت اور کچھ کھانے کی شے مقرر کر دے۔

ترک کا بیان ہے کہ میں اسحاق کی نشست گاہ کے دروازے پر جا کھڑا ہوا' اسحاق نے پوچھا۔

کیا ہے تو کچھ کہنا چاہتا ہے؟

عرض کی: ہاں' مجھ سے ایتاخ نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔

ایتاخ کا راتب ایک روٹی اور ایک کوزہ آب تھا' لڑکوں کے لیے ایک خوان بھیجا جاتا جس میں سات روٹیاں ہوتیں اور بقدر پانچ چلو کے شوربا' ایتاخ جب تک جئے' یہی راتب قائم رہا' پھر میں نہیں جانتا ان پر کیا گزری۔

ایتاخ کا خاتمہ:

ایتاخ کی گردن میں اسی رطل (پونڈ) کا وزنی طوق ڈالا گیا اور ایک بھاری بیڑی پاؤں میں پڑی' چہارشنبہ ۵/ جمادی الآخر ۲۳۵ھ کو وفات پائی۔

اسحاق نے ابوالحسن اسحاق بن ثابت بن ابی عباد کو بغداد کی ڈاک کے افسر کو اور قاضیان عدالت کو ایتاخ کی لاش دکھائی اور ان کی شہادت ثبت کرائی کہ لاش پر کسی مار پیٹ کا نشان نہیں نہ اس سے موت واقعہ ہوئی مگر مجھ سے میرے بعض شیوخ نے روایت کی کہ پیاس کے مارے ایتاخ مرے' ان کو کھانا کھلایا گیا' پانی مانگا تو پینے نہ دیا' اسی پیاس میں جان گئی۔

ایتاخ کے دونوں لڑکے متوکل کی زندگی بھر قید رہے منتصر خلیفہ ہوئے تو دونوں کو رہا کر دیا' مظفر تو رہا ہونے کے بعد صرف تین ماہ جئے' البتہ منصور بعد میں بھی زندہ رہے۔

ابن بعیث کی بغداد میں اسیری:

اسی سال بغا شراب دار شوال میں ابن بعیث کو ان کے نائب ابوالاغر کو ان کے دونوں بھائی صقر اور خالد کو جو امان کے وعدے پر اتر آئے تھے' ان کے ایک پوتے کو جس کا نام علاء تھا اور وہ بھی امان ہی کے وعدے پر باہر نکلا تھا ان سب کو لیے حاضر ہوئے قیدیوں میں سے تقریباً ایک سو اسی تو صحیح وسالم پہنچے اور باقی پہنچنے سے قبل ہی مر گئے۔

یہ لوگ جو سامرا کے قریب پہنچے تو اونٹوں پر سوار کرائے گئے' لوگ ان کو دیکھتے نظارہ کرتے متوکل نے ان سب کو قید کرنے کا حکم دیا اور ابن بعیث کو بہت بھاری لوہے کی زنجیر میں مقید کیا۔

ابن بعیث کی رہائی:

علی بن جہم کا بیان ہے کہ محمد بن بعیث کو متوکل کے پاس لائے تو گردن مارنے کا حکم دیا' ایک نطع پر ان کو ڈال دیا گیا' جلاد حاضر ہوئے اور ابن بعیث کو آخری موقع دیا گیا' متوکل نے سختی سے پوچھا۔

یا محمد! تجھے اس کرتوت پر کس نے ابھارا؟

عرض کی بدبختی نے' یا امیر المومنین! تو اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک پھیلی ہوئی رسی ہے (جسے تھام کر اللہ تک مخلوق پہنچ سکتی ہے) تیرے متعلق میرے دو طرح کے گمان ہیں' ان میں پہلا گمان وہی ہے جو تیری شان کے شایاں ہے۔ اور یہ گمان عفو ہے۔

یہ کہہ کے فوراً ایک نظم پڑھی۔

علی کہتے ہیں کہ متوکل نے یہ سن کے میری طرف دیکھا اور فرمایا: یہ باادب ہے۔

میں نے فوراً ابن بعیث سے خطاب کیا کہ تو نے یہ دو شقیں جو پیش کی ہیں ان میں جو بہترین شق ہے اسی کا برتاؤ امیر المومنین تیرے ساتھ برتیں گے اور تجھ پر احسان کریں گے۔

متوکل نے یہ سن کر فرمایا! جا اپنے گھر چلا جا۔

فارسی شاعری

راوی کا بیان ہے کہ مراغہ میں وہاں کے سرداروں کی ایک جماعت نے مجھے ابن بعیث کے فارسی زبان کے اشعار سنائے' یہ

سب ان کی قابلیت اور شجاعت کا تذکرہ کرتے تھے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ ابن بعیث جب متوکل کے حضور میں لائے گئے تو میں اس وقت حاضر تھا' ابن بعیث نے وہی باتیں متوکل سے کیں (جو پہلے بیان ہو چکی ہیں) معتز اس وقت اپنے والد متوکل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' انھوں نے ابن بعیث کی سفارش کی کہ اسے بخش دے' متوکل نے بخش دیا اور خطا معاف کر دی۔

ابن بعیث جب بھاگے ہیں تو اس وقت ایک نظم کہی تھی۔

بھاگتے وقت ابن بعیث نے گھر میں اپنے تین لڑکے' بعیث' جعفر و حلبس اور لونڈیاں چھوڑی تھیں' یہ سب بغداد کے قصر الذہب میں قید کر دیئے گئے۔

ابن بعیث کی وفات:

سامرا میں لائے جانے کے ایک ماہ بعد ابن بعیث نے وفات پائی' بغا شراب دار نے ابن بعیث کی وفات کے بعد ابن بعیث کے بہنوئی ابوالاغر کی سفارش کی' اسے رہائی ملی اور اس کے ساتھ ابن بعیث کی خالہ بھی رہا ہوئی' مگر قید سے نکلنا تھا کہ شادی مرگ میں گرفتار ہوئی اور اس دن مر گئی' باقی سب مقید رہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعیث کی گردن میں سو رطل کی وزنی زنجیر ڈال دی گئی' مرتے دم تک وہ اس کے بوجھ سے اوندھے منہ کے بل پڑے رہے۔

ابن بعیث کی گرفتاری کے بعد جتنے لوگ ان کی ضمانت کے باعث قید تھے' سب رہا ہو گئے' بعض ایسے بھی تھے کہ قید ہی میں مر چکے تھے' باقی عیال و اطفال کو بھی رہائی ملی' حلبس و بعیث و جعفر کو جو ابن بعیث کے بیٹے تھے' شاکریوں کی اس جماعت میں لے لیا گیا جس کے افسر عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان تھے' ان سب کے لیے مدد معاش جاری ہو گئی۔

ذمیوں کو مخصوص لباس پہننے کا حکم:

اسی سال متوکل نے حکم دیا کہ نصاریٰ و اہل ذمہ سب کے سب شہد کے رنگ کے طیلسان پہنیں' زنار باندھیں' ایسے چار جاموں پر سوار ہوں جن میں لکڑی کی کاٹھی ہو' چار جامے کے پیچھے دو گولے بنے ہوں' جو پہنیں ان کا رنگ مسلمانوں کی ٹوپیوں کے رنگ سے جدا ہو اور ان میں دو دو گھنڈیاں ہوں ان کے غلاموں کے بالا جامے پر دو دو پیوند لگے ہوں جن کا رنگ بالا جامے کے رنگ سے جدا ہو' سامنے ایک پیوند سینے پر ہو اور ایک پیٹھ پیچھے' ہر ایک تقریباً چار انگل کے زرد رنگ کا ہو' جو عمامہ باندھے اس کا رنگ بھی شہد کے رنگ کا ہو' جو عورتیں باہر نکلیں وہ شہد کے رنگ کی ازار پہنے ہوں' غلام زنار باندھیں کمربند (بگلوس) نہ باندھیں۔

امتیاز اہل ذمہ:

یہ بھی حکم ہوا کہ ان کے گرجے اور عبادت خانے جو نئے بنے ہوں گرا دیئے جائیں (اور جتنے پرانے گرجے ہیں بدستور قائم رہیں) ان کے گھروں سے عشر لیا جائے (عشر! وہ محصول جس میں آمدنی کا دسواں حصہ لیا جائے) گھر وسیع و فراخ و کشادہ ہو تو (اس کا کچھ حصہ توڑ کر) مسجد بنا دیں اور اگر مسجد کے قابل نہ ہو تو کھلی جگہ چھوڑ دیں' گھروں کے دروازوں پر شیطان کی تصویریں لکڑی میں کھدی ہوں کہ مسلمانوں کے گھر سے ان کے گھر جدا نظر آئیں۔

یہ بھی ممانعت کر دی کہ دفتروں میں اور سلطنت کے ایسے عہدوں پر جن میں مسلمانوں پر احکام اجرا ہوتے ہوں' ان سے مدد نہ لی جائے' ان کے مکتبوں میں مسلمانوں کی اولاد تعلیم نہ پائے اور نہ کوئی مسلمان ان کو پڑھائے' شعانین کے تہوار میں صلیب نہ نکالیں' راستے کے کنارے چلا کریں' ان کی قبریں زمین کے برابر ہوں کہ مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ مشابہت نہ رہے۔

ذمیوں کے متعلق فرمان خلافت:

تمام ممالک میں جتنے عہدہ دار تھے سب کو (اس باب میں) فرمان لکھ بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی عزت وقدرت سے اسلام کو برگزیدہ فرمایا اپنے لیے اس کو پسندیدہ ٹھہرایا' ملائکہ کو اس سے عزت دی' اپنے پیغمبروں کو اسی کے لیے معبوث کیا' اپنے دوستوں کو اس سے تائید بخشی' اس کو تمام مذہبوں پر غالب بنایا' ہر طرح کے شبہات سے اس کو بچایا' بہترین خوبیوں سے اس کو نوازا' نہایت پاکیزہ شریعت اس کو دی' بہت ہی شریفانہ فرائض اس کے لیے مقرر کیے سب سے منصفانہ احکام اور سب سے اچھے اعمال اس کے لیے مخصوص کیے اہل اسلام کو حلال وحرام کی بزرگی دی' شرائع واحکام وحدود ومناہج واضع کیے' فرمایا۔

اللہ تم کو عدل واحسان اور قرابت دار کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے' اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے روکتا ہے' وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے' شاید تم یاد رکھو۔

برے کھانے پینے اور برے نکاح سے بچانے اور پاک رکھنے کے لیے فرمایا۔

تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جو بجائے اللہ کے دوسرے کے لیے نامزد ہو' اور جس کا گلا گھونٹا گیا ہو' یہ سب حرام ہے۔ الیٰ آخر الآیۃ.

معاندین سے اپنے دین کی حفاظت اور اپنے برگزیدہ بندوں پر اپنے اتمام نعمت کے لیے فرمایا۔

آج کفار تمھارے دین سے ناامید ہو گئے' اب ان سے نہ ڈرو' مجھ سے ڈرو' آج میں نے تمھارے دین کو مکمل کر دیا۔ تم پر تمھاری مائیں اور بیٹیاں حرام ہوئیں۔ شراب' اور کمار اور انصاب اور ازلام ناپاک شیطانی کام ہیں۔

ان ہدایات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرکین کے ماکولات میں سے وہ کھانے جو نہایت نجس تھے' مشروبات میں سے وہ شرابیں جو دشمنی وبغض پیدا کرنے والی' اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھنے والی تھیں مناکحات میں سے جو بہت ہی برے اور ارباب عقل سلیم کے نزدیک بھی حرام ہونے کے لائق تھے' سب حرام کر دیئے۔

مسلمانوں کو محاسن اخلاق وفضائل وکرامات عطا فرمائے' اہل ایمان وامانت وفضل ومرحمت باہمی یقین وصدق بنایا' ان کے دین کو آپس میں کٹ مرنے' پسپا ہونے' جوش بے محل وتکبر وخیانت وغدر سے آپس میں سرکشی کرنے سے' ایک دوسرے پر ظلم سے بچایا' پہلی بات کا حکم دیا اور دوسری سے منع فرمایا' ایک کے لیے وعدہ کیا اور دوسرے کی وعید کی' اس کے لیے بہشت وثواب اس کے لیے دوزخ وعذاب۔

اللہ نے مسلمانوں کے لیے جس دین حق کو پسند فرمایا ہے اس کی بنا پر' پاکیزہ شہریت کی بنا پر پسندیدہ وپاک احکام کی بنا پر'

روشن دلیل کی بنا پر اور اس بناء پر کہ حلال و حرام کو جدا جدا کر کے اللہ نے ان کے دین کو پاک وصاف کر دیا ہے تمام دوسرے ادیان وملل پر وہی غالب آنے والے ہیں۔

امیر المومنین کی رائے یہ قرار پائی ہے کہ ممالک محروسہ میں جہاں کہیں جتنے اہل ذمہ ہیں سب کے طیلسان شہد کے رنگ کے ہوں جن کو طیلسان کی توفیق نہ ہو وہ تقریباً ایک بالشت مربع کا اپنے آگے پیچھے ایک ایک پیوند لگا لیں اور اس میں کچھ پس وپیش نہ کریں ٹوپیوں میں گھنڈیاں لگائیں جن کے رنگ ٹوپیوں سے الگ ہوں یہ گھنڈیاں ابھری رہیں ہر حالت میں محسوس کریں چار جاموں میں کاٹھی ہو اور قربوس پر ابھرے ہوئے گولے لگے ہوئے ہوں جن کو دیکھنے والے بے تامل دیکھ سکیں غلام اور لونڈیاں بجائے کمر بند کے زنار باندھیں جو اس کے خلاف کرے اس کو سزا دی جائے۔

امیر المومنین اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے وہ رحیم وکریم ہے۔

بخط ابراہیم بن عباس بتاریخ شوال ۲۳۵ھ

علی بن جہم نے اس باب میں ایک نظم لکھی کہ عسلیات یعنی شہد کے رنگ کے کپڑوں نے اہل حق اہل باطل میں امتیاز تو پیدا کر دیا مگر عقل مند آدمی کو اس میں زیادتی نہ کرنی چاہیے کیونکہ ایک طرح کی سرکاری آمدنی کا زیادہ حصہ اہل باطل ہی سے وابستہ ہے۔

محمود بن فرج کا دعویٰ نبوت:

اس سال سامرا میں ایک شخص ظاہر ہوا جسے محمود بن فرج نیشاپوری کہتے تھے اس کا گمان تھا کہ میں ذوالقرنین ہوں۔

اس کا ظہور بابک کی پھانسی دینے کی جگہ ہوا۔

ستائیس آدمی ساتھ تھے ان میں سے دو شخص سامرا کے دروازہ عام میں اور دو آدمی بغداد کے مدینہ منصور کی مسجد میں نمایاں ہوئے۔ اپنے زعم میں کہتے تھے کہ محمود پیغمبر بھی ہے اور ذوالقرنین بھی۔

محمود اور اس کے ساتھی متوکل کے حضور میں لائے گئے تو متوکل نے حکم دیا کہ ان کو خوب مارو محمود تو اس مار پیٹ کے بعد مر گیا اور اس کے ساتھی قید ہو گئے۔

یہ لوگ نیشاپور سے آئے تھے۔ ساتھ کوئی چیز تھی جسے پڑھتے تھے۔ اہل وعیال بھی ساتھ تھے۔

ان میں ایک بڈھا تھا جو محمود کے نبی ہونے کی گواہی دیتا تھا کہ اس پر وحی آتی ہے اور جبریل یہ وحی لاتے ہیں۔

محمود بن فرج کا انجام:

محمود کو سو تازیانے مارے گئے تب بھی اس نے اپنی نبوت سے انکار نہ کیا بڈھا کہ اس کی پیمبری کی گواہی دیتا تھا۔ چالیس ہی درے کھانے پایا تھا کہ اس کی پیمبری سے منکر ہو گیا۔

محمود کو وہاں لے گئے جہاں دروازہ عام تھا یہاں اس نے بھی اپنی تکذیب کی بڈھے نے اعلان کیا کہ محمود نے مجھے فریب دیا تھا اور ساتھیوں سے فرمائش کی کہ اسے طمانچے لگائیں سب نے دس دس طمانچے مارے۔

ایک مصحف ملا جس میں کچھ باتیں جمع کی تھیں کہتا تھا کہ یہ میرا قرآن ہے جبریل اسے میرے پاس لاتے ہیں۔

اسی سال چہار شنبہ ۳/ ذی الحجہ کو وہ مر گیا اور جزیرے میں دفن کیا گیا۔

ولی عہدی کی بیعت:

اسی سال متوکل نے اپنے تینوں فرزندوں کے لیے بیعت لی۔

۱۔ محمد' ان کو منتصر کا خطاب دیا۔

۲۔ ابوعبداللہ' یہ قبیحہ کے بطن سے تھے' نام میں اختلاف ہے' کوئی محمد کہتا ہے' کوئی زبیر' ان کو معتز کا خطاب دیا۔

۳۔ ابراہیم' ان کو موید خطاب دیا۔

اس بیعت کے ذریعے سے یہ تینوں (یکے بعد دیگرے) ولی عہد خلافت ہوئے۔

یہ واقعہ شنبہ ۲۷/ ذی الحجہ کا ہے' بعض ۲۸/ ذی الحجہ کہتے ہیں۔

ہر ایک کو دو دو پرچم دیئے' ایک سیاہ کہ ولی عہد کا نشان تھا' دوسرا سفید کہ نشان حکومت تھا' ہر ایک کو اتنے علاقوں کی حکومت دی جس کا ابھی ذکر ہوتا ہے۔

محمد المنتصر کو یہ علاقے دیئے۔

(۱) افریقیہ (۲) بلاد مغرب' تمام و کمال' عریش مصر سے جہاں تک مغرب میں خلافت عباسیہ کا دائرہ وسیع تھا (۳) جند قنسرین (۴) عواصم (۵) شام کے سرحدی علاقے (۶) جزیرے کے سرحدی علاقے (۷) دیار مضر (۸) دیار ربیعہ (۹) موصل (۱۰) ہیت (۱۱) عانات (۱۲) خابور (۱۳) قرقیسیا (۱۴) کورہ باجرمی (۱۵) کورہ تکریت (۱۶) طساسیج سواد (۱۷) کور دجلہ (۱۸) حرمین (۱۹) عک (۲۰) حضر موت (۲۱) یمامہ (۲۲) بحرین (۲۳) سندھ (۲۴) مکران (۲۵) قندابیل (۲۶) فرج بیت الذہب (مولتان) (۲۷) کور اہواز (۲۸) سامرا کے غلہ خانے (۲۹) ماہ کوفہ (۳۰) ماہ بصرہ (۳۱) ماسبذان (۳۲) مہرجان قذق (۳۳) شہرزور (۳۴) درآباذ (۳۵) صامغان (۳۶) اصبہان (۳۷) قم (۳۸) قاسان (کاشان) (۳۹) قزوین (۴۰) علاقہ کوہستان اور اس کے متعلق جائدادیں (۴۱) بصرے کے صدقات عرب۔

معتز کو یہ علاقے دیئے۔

(۱) کور خراسان و متعلقات (۲) طبرستان (۳) رے (۴) آرمینیہ (۵) آذربائیجان (۶) کور فارس۔

۲۴۰ھ میں تمام ممالک محروسہ میں جس قدر بیت المال تھے ان سب کی خزانہ داری اور دارالضرب کا انتظام بھی معتز کو عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان کے نام کا سکہ (درم) ضرب ہو۔

موید کو یہ علاقے دیئے۔

(۱) جند دمشق (۲) جند حمص (۳) جند اردن (۴) جند فلسطین۔

ابوالغصن۔ اعرابی نے اس باب میں ایک نظم کہی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

بے شک مسلمانوں کے جلیل القدر والی محمد پھر ابوعبداللہ۔

پھر ابراہیم ذلت سے دور رہنے والے ہیں۔ اللہ کے خلفاء میں برکت ہو۔

ولی عہدی کے متعلق فرمان خلافت:

متوکل نے ان کے متعلق ایک معاہدہ (یا وصیت نامہ) بھی لکھوا دیا جس کی نقل یہ ہے۔

یہ ایک معاہدہ ہے جسے عبداللہ جعفر امام متوکل علی اللہ امیر المومنین نے لکھا ہے جو کچھ اس معاہدے میں ہے اس کے متعلق اپنی ذات پر اللہ کو اور اپنے حاضرین اہل بیت کو اور اپنے گروہ کو اور اپنے سرداروں کو اور اپنے فقہا کو اور دوسرے مسلمانوں کو گواہ بنا دیا' محمد المنتصر باللہ اور ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المویدباللہ فرزندان امیر المومنین کے لیے اپنی ذاتی رائے اور پوری صحت بدنی اور اجتماع فہم سے ان امور کو اختیار کرنے کے لیے جن کی اسے اطلاع ملی اس (معاہدہ) کے ذریعے سے اپنے رب کی اطاعت اور اپنی رعیت کی سلامتی اور اس کی استقامت اور اس کی قبول اطاعت اور اس کے کلمے کی وسعت اور اس کی باہمی صلاح حاصل کرنے کے لیے یہ معاہدہ کیا گیا (اور یہ معاہدہ ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں ہوا) جس نے محمد المنتصر باللہ بن جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین کی طرف سے امیر المومنین کی حیات میں مسلمانوں کی ولی عہدی اور امیر المومنین کے بعد ان کی خلافت (منتقل کر دی) اور اسے اللہ کے تقویٰ کی ہدایت کر دی' اس شخص کے لیے پناہ ہے جو اس سے پناہ حاصل کرے اور اس کی نجات ہے جو اس کی طرف پناہ کے لیے آئے اور اس کی عزت ہے جو اسی پر کفایت کرے کیونکہ اللہ کی اطاعت ہی سے نعمت تام حاصل ہوتی ہے اور وہی اللہ کی رحمت کو واجب کرتی ہے اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔ عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے بعد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین کی خلافت کو ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کی طرف منتقل کر دیا۔ پھر بعد ابوعبداللہ المعتز باللہ بن امیر المومنین کی خلافت کو ابراہیم المویدباللہ ابن امیر المومنین کی طرف (منتقل کر دیا) عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اپنے دونوں فرزندوں ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المویدباللہ پر محمد المنتصر باللہ فرزند امیر المومنین کی اطاعت وسماعت اور نصیحت اور اتباع اور اس کے دوستوں کی محبت اور دشمنوں کی عداوت ظاہر اور باطن میں' غضب و رضا میں سلوک نہ کرنے اور سلوک کرنے کی حالت میں اور اس کی بیعت کو مضبوط پکڑنا اور اس کے عہد کو پورا کرنا اس طرح (فرض کیا کہ کوئی فریب انھیں اس کا باغی نہ بنانے پائے) اور نہ کوئی دغاباز انھیں اس سے برگشتہ کرنے پائے اور نہ وہ دونوں اس کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں اور وہ دونوں بغیر اس کے تنہا کوئی ایسا کام نہ کریں جس میں اس کی شکست ہو جو امیر المومنین نے اپنی حیات میں اپنی ولی عہدی اور اپنے بعد اپنی خلافت اس کی طرف منتقل کی ہے۔

عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر اس عقد کی وفا فرض کی جو اس نے فرزندان امیر المومنین ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المویدباللہ کے لیے کیا اور اس عہد کی جو اس نے ان دونوں کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین سے اس کے بعد کی خلافت کے متعلق اور یہ کہ ابراہیم المویدباللہ ابن امیر المومنین بعد ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے خلیفہ ہیں اور (اسی متوکل نے منتصر پر اس معاہدے کا اتمام فرض کیا اور یہ کہ نہ وہ دونوں کو معزول کرے اور نہ کسی ایک کو اور نہ سوائے ان دونوں کے اور نہ سوائے ان دونوں میں سے کسی ایک کے وہ کسی سے بیعت نہ لے نہ اپنے کسی لڑکے کے لیے اور نہ مخلوق میں سے کسی اور کے لیے اور نہ ان دونوں میں سے مقدم کو موخر کرے اور نہ موخر کو مقدم کرے اور نہ ان دونوں کے یا دونوں میں سے کسی ایک کے ان اعمال (اختیارات) میں کچھ کمی کرے جن پر عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ولی بنایا ہے۔ جن اعمال پر دونوں کو والی بنایا وہ یہ ہیں۔ صلاۃ' معاون' قضا' مظالم' خراج' ضیاع' غنیمت' صدقات' اور ان دونوں کے اعمال کے حقوق وغیرہ' اور جو ہر ایک کے عمل (اختیار) میں ہے (وہ یہ ہے)۔

برید (یعنی ڈاک) انتظام بیت المال کی خازنی اور معاون اور تمام دار الضرب۔

اور وہ تمام اعمال جنھیں امیر المومنین نے دونوں کی جانب منتقل کر دیا آئندہ انھیں کرے گا اور نہ ان دونوں میں سے کسی کے علاقے سے کوئی قائد (سردار لشکر) اور لشکر شاکریہ اور آزاد کردہ غلام اور (خدمت کے) غلام وغیرہ منتقل کرے اور اس کی جائداد اور جاگیر اور بقیہ اموال اور ذخائر اور ان تمام اشیاء میں سے جو اس کے قبضے میں ہوں یا انھیں اس نے جمع کیا ہو اور اس کا قبضہ ہو خواہ وہ از قسم چارپایہ قدیم ہوں یا جدید اور خواہ وہ قدیم اشیاء ہوں یا جدید اور تمام وہ اشیاء جو اپنے لیے حاصل کرے یا اس کے لیے حاصل کی جائیں ان میں کسی طرح کی کمی نہ کرے اور اس کے کسی عامل اور کاتب اور قاضی اور خادم اور وکیل اور ساتھی اور اس کے تمام متعلقین کو مناظرہ یا محاسبہ (دار و گیر) سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے یا تدبیر سے نہ روکے اور نہ ناانصافی کرے اور نہ حائل ہو۔

امیر المومنین نے ان دونوں کے لیے جس عقد و عہد کو موکد و مضبوط کر دیا ہے اسے کسی ایسی بات سے فاسد نہ کرے جو اس عقد کو اپنی جہت سے ہٹا دے یا اسے اس کے وقت سے موخر کر دے یا اس میں سے کسی امر کو توڑ دے۔

عبداللہ جعفر المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اسے محمد المنتصر باللہ کے بعد خلافت پہنچے ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لیے مثل انھیں شرائط کے مقرر کر دیں جو محمد المنتصر باللہ امیر المومنین پر مقرر کی ہیں مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور جو اس عہد نامے میں بیان کر دیئے گئے اور جیسا کہ بیان کر دیا گیا اور واضح کر دیا گیا اور مع اس کے ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین پر ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے ساتھ اس عہد خلافت کی وفا فرض کر دی ہے جسے امیر المومنین نے کیا ہے اور اس کا ماننا لینا خوشی سے اسے اپنے لیے نافذ سمجھ کر اس میں حق اللہ کو اپنے اوپر مقدم جان کر اور اس کا جو امیر المومنین حکم دے (فرض کر دیا) اس طرح کہ نہ اس میں خلاف عہد کرے اور نہ اس عہد کو دور پھینک دے اور نہ تبدیل کرے کیونکہ اللہ نے جس کی بزرگی بہت برتر ہے اور جس کا ذکر عزیز ہے اس شخص کو اپنی کتاب محکم میں عذاب کی خبر دی ہے جو اس کے امر کی مخالفت کرے اور اس کے راستے سے ہٹ جائے پھر جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے تو گناہ اس کا صرف انھیں لوگوں پر ہے۔ جو اسے بدل دیں بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

علاوہ اس کے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المنتصر باللہ پر فرض ہے جس حالت میں کہ وہ دونوں اس کے مقیم ہوں یا دونوں میں سے ایک یا دونوں اس کے پاس سے غائب ہوں دونوں مجتمع ہوں یا متفرق حالانکہ ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت خراسان میں اور ان اعمال میں جو اس کے متعلق ہیں اور جو اس کے ساتھ شامل ہیں اس وقت نہیں ہے اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت شام اور اس کے جنود میں اس وقت نہیں ہے مگر محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر فرض ہے کہ وہ ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو خراسان اور اس کے ان اعمال کی طرف روانہ کرے جو اس کے متعلق اور اس میں شامل ہیں اور ان کی ولایت اور اس کے کل اعمال (اختیارات) اور اس کے تمام جنود اور اس کے اندر کے تمام دیہات اس کے سپرد کرے جیسا کہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو والی بنایا لہٰذا اس ولایت سے اسے نہ روکے اور نہ خود اسے روکے اور نہ کچھ ان شہروں میں سے خراسان اور دیہات سے اور اس کے وہ اعمال جو اس کے متعلق ہیں جلد اسے وہاں کا اور وہاں کے تمام اعمال کا والی بنا کر روانہ کرے اس طرح کہ وہ تنہا وہاں کا (مختار ہو) اور وہاں کے تمام اعمال اس کے سپرد ہوں تاکہ وہ اپنے ماتحت دیہات میں سے جہاں چاہے اترے اور اسے

وہاں سے منتقل نہ کرے اور اس کے ہمراہ ان سب کو روانہ کرے جنھیں امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دیا اور اس کے موالی (آزاد غلاموں) سرداروں اور شاکریہ[1] اور ساتھی اور کاتب و عامل و خادم اور انسانوں میں سے جو اس کے ساتھ کر دے اور نہ اس سے کسی کو روکے اور نہ اس کے اعمال میں کسی کو شریک کرے اور نہ اس پر کسی امین کو مقرر کرے نہ کاتب کو نہ ڈاک کے افسر کو اور نہ قلیل میں اس کا ہاتھ روکے نہ کثیر میں۔

محمد المنتصر باللہ' ابراہیم المؤید باللہ امیر المومنین کو شام اور اس کے لشکروں کی طرف جانے میں آزاد رکھے مع اس جماعت کے جو امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دی اور جو وہ اپنے آزاد کردہ غلاموں اور فوج کے سرداروں اور خادموں اور لشکروں اور شاکریہ اور ساتھیوں اور عاملوں اور خادموں میں سے اور جو لوگ اس کے تابع ہیں' مع ان کی بیویوں بچوں اور اموال کے کہ ان میں سے کسی کو نہ روکے اور اس کی (شام) کی ولایت اور اس کے اعمال (اختیارات) اور اس کے لشکر کل کے کل اس کے سپرد کر دے اور اسے ان میں سے کسی سے نہ روکے اور نہ خود اسے روکے اور نہ وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے' جلد اسے شام اور اس کے لشکروں پر والی بنا کر روانہ کر دے اور اسے وہاں سے منتقل نہ کرے اور یہ کہ اس (منتصر) پر اس کے (مؤید) کے لیے ان سرداروں اور آزاد کردہ غلاموں اور غلاموں اور لشکروں اور شاکریہ اور دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں اور تمام اسباب و وجوہ میں مثل اسی کے ہے جو محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے خراسان اور اس کے اعمال میں شرط کی گئی ہے جیسا کہ اسے لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور خلاصہ کر دیا گیا' اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا۔

اور ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اسے خلافت پہنچے تو اور ابراہیم المؤید باللہ شام میں مقیم ہو تو فرض ہے کہ وہ اسے وہاں برقرار رکھے یا وہ اس کے سامنے ہو یا اس کے پاس سے غائب ہو تو اسے اس کے عمل شام پر روانہ کر دے۔ اور اس کے (شام کے) لشکر اور اس کی ولایت اور اس کے اعمال کل کے کل اس کے سپرد کر دے اور اس کو اس (شام) سے نہ روکے اور اسے روکے اور نہ اس سے وہاں کے شہروں میں رہے کوئی شہر روکے اور یہ کہ اسے جلد وہاں کا اور وہاں کے اعمال کا والی بنا کر روانہ کر دے' مثل اس شرط کے جو ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر خراسان اور اس کے اعمال کے بارے میں گئی' جیسا کہ لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں مشروط کر دیا گیا امیر المومنین نے کسی شخص کو جس پر یا جس کے لیے یہ شرطیں کی گئیں' محمد المنتصر باللہ اور ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ جو کچھ ہم نے اس عہد نامے میں مؤکد کر دیا اور مشروط کر دیا اس میں سے کچھ کم کر دے اور ان سب پر اس کا پورا کرنا واجب ہے' اللہ قبول نہ کرے گا ان سے مگر یہی اور نہ کوئی تمسک مگر جس میں عہد ہو' اور اللہ کے عہد کی باز پرس ہو گی جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اللہ رب العلمین اور حاضرین مسلمین کو ان تمام شرائط پر جو اس عہد نامے میں ہیں اپنی جانب سے ان کے محمد المنتصر باللہ اور المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین پر جاری کرنے پر مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں بیان کر دیا گیا' گواہ بنا دیا اور اللہ ہی شہادت کے لیے کافی ہے اور اسی کی اعانت اس شخص کے لیے جو امیدوار بن کر اس کی اطاعت کرے اور خائف بن کر اس کے عہد کو پورا کرے اور اللہ ہی اس شخص سے حساب لینے اور اس

---

[1] شاکری: چاکر' چھوکرا' ہوائے اس فرقے کی ایک مستعد فوج مرتب تھی۔

پر عذاب کرنے کے لیے کافی ہے جو دیدہ و دانستہ اس کی مخالفت کرے یا کوشش کر کے اس سے اعراض کرے۔

خلافت نامے کے نسخے:

اس عہد نامے کے چار نسخے لکھے گئے تھے جن میں سے ہر نسخے پر امیرالمنین کے سامنے گواہوں کی شہادت واقع ہوئی ان میں سے ایک نسخہ امیرالمومنین کے خزانے میں اور ایک محمد المنتصر ابن امیرالمومنین کے اور ایک ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیرالمومنین کے اور ایک ابراہیم الموید باللہ ابن امیرالمومنین کے پاس رہا۔

المعتز باللہ کی ولایت:

جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیرالمومنین کو اعمال فارس و آذربائیجان و آرمینیہ سے جو اعمال خراسان اور اس کے دیہات کے متصل ہے وہاں تک اور ان اعمال کا جو ان کے متصل ہیں اور انھیں میں شامل ہیں والی بنا دیا' اس شرط پر کہ اس کے لیے محمد المنتصر باللہ ابن امیرالمومنین پر اس معاملے میں وہی فرض کرتا ہے جو اس نے خود اپنے عہد نامے میں اور اعمال کے اس کے سپرد کرنے میں اور ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے ساتھ شامل ہیں اور تمام وہ لوگ جو اس سے مدد چاہتے ہیں خراسان اور اس کے ان دیہات میں جو خراسان میں شامل ہیں اور اس کے متصل ہیں کیا' جیسا کہ ذکر کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا۔

اور ابراہیم ابن العباس بن محمد بن صول نے ان تینوں فرزندان متوکل' منتصر اور معتز اور موید کی مدح کی ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کی وفات:

اسی سال اسحاق بن ابراہیم پل کے افسر کی وفات سہ شنبہ ۲۴/ ذی الحجہ کو ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۲۳/ کو ہوئی اور اس کا فرزند اس کا قائم مقام بنایا گیا اور اسے پانچ خلعت پہنائے گئے اور تلوار اس کے گلے میں ڈالی گئی' اور متوکل نے جب اسے اس کی بیماری کی خبر پہنچی تو اس کی عیادت کے لیے اپنے فرزند معتز کو بغا الشرابی اور سرداروں اور لشکر کی جماعت کے ہمراہ بھیجا۔

متفرق واقعات:

مذکور ہے کہ اسی سال دجلے کا پانی متغیر ہو کر تین دن تک زرد رہا' اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہو گئے پھر نہروں کے پانی کے رنگ میں آ گیا اور یہ ذی الحجہ میں ہوا۔

اسی سال یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن زید بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بعض اطراف سے متوکل کے پاس لایا گیا۔ مذکور ہے کہ انھوں نے ایک قوم (بغاوت) کے لیے جمع کی تھی' عمر بن فرج نے ان کو اٹھارہ تازیانے مارے اور بغداد کے قید خانے میں قید کر دیا گیا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳۶ھ کے واقعات

محمد بن ابراہیم:

محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق برادر اسحاق بن ابراہیم کا فارس میں قتل کیا جانا ہے۔

مجھ سے ایک سے زیادہ لوگوں نے محمد بن اسحاق بن ابراہیم (کی روایت) سے بیان کیا کہ اس کے والد اسحاق کو اس کے متعلق (یعنی محمد بن اسحاق) کے متعلق یہ خبر پہنچی کہ وہ بڑا کھاؤ (بہت کھانے والا) ہے کہ کوئی چیز اس کا پیٹ نہیں بھر سکتی' اس نے (یعنی اسحاق نے) کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور زیادہ تیار کرنے کا' پھر اسے بلا بھیجا پھر اس سے کہا کہ میں آج تیرا کھانا دیکھنا چاہتا ہوں پھر اس نے کھایا اور بہت کھایا یہاں تک کہ اسحاق کو اس پر تعجب ہوا' بعد اس گمان کے سیر ہو گیا اور کھانے سے اس کا پیٹ بھر گیا' بھنا ہوا گوشت اس کے سامنے لایا گیا اس نے وہ بھی کھا لیا یہاں تک کہ سوائے اس کی ہڈیوں کے کچھ نہ بچا' جب کھا چکا تو اسحاق نے کہا اے میرے فرزند تیرے باپ کا مال تیرے پیٹ کے کھانے کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا (کیونکہ تو سب کھا جائے گا) اس لیے تو امیر المومنین سے مل' کیونکہ اس کا مال تیرے لیے میرے مال سے زیادہ وزنی ہے' اسے (امیر المومنین کے) دروازے پر بھیج دیا اور اسے دروازے پر ملازم کرا دیا' پھر وہ اپنے باپ کی زندگی بھر بادشاہ کی خدمت میں اور اس کے دروازے پر اپنے باپ کا نائب رہا' یہاں تک کہ اس کا باپ اسحاق مر گیا۔

محمد بن ابراہیم کا امارت فارس پر تقرر:

المعتز نے اسے فارس کا عہدہ دے دیا' المنتصر نے اسی سال محرم میں یمامہ' بحرین اور راہ مکہ کا عہدہ دار بنایا المتوکل نے اس کے باپ کے تمام اعمال اس کے سپرد کر دیئے' المنتصر نے ولایت مصر بڑھا دی' اور یہ اس لیے ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ جو کچھ جواہر اور اشیائے نفیسہ اس قسم کی اس کے باپ کے خزانوں میں تھیں جو ان کے (متوکل وغیرہ کے) نزدیک بڑے مرتبے کی تھیں متوکل اور اس کے ولی عہدوں کے پاس پہنچا دیں تو انھوں نے اسے اور اس کے مرتبے کو بلند کر دیا' جب محمد بن ابراہیم کو اس برتاؤ کی خبر پہنچی جو اس کے بھتیجے محمد بن اسحاق کے ساتھ کیا گیا تو وہ حکومت سے ناخوش ہوا اور متوکل کو اس کی جانب سے ایسے امور کی خبر پہنچی جنھیں اس نے برا سمجھا۔

محمد بن ابراہیم کی معزولی:

بعض نے مجھے خبر دی کہ محمد بن ابراہیم کی ناخوشی اپنے بھتیجے محمد بن اسحاق کی وجہ سے اور اس کے خراج فارس پر مقرر کیے جانے کے باعث تھی محمد نے اس معاملے میں اپنے چچا محمد بن ابراہیم کی ناخوشی کی متوکل سے شکایت کی' تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر کشادہ کر دیا' اور کام کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا' محمد بن اسحاق نے الحسین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مصعب کو فارس کا والی بنایا اور اپنے چچا کو معزول کر دیا' محمد نے الحسین بن اسمٰعیل کو اپنے چچا محمد بن ابراہیم کے قتل کرنے کا حکم دیا' پھر بیان کیا گیا کہ جب وہ (الحسین) فارس پہنچا تو اس نے نوروز کے دن اسے (محمد بن ابراہیم کو) ہدیے سوغات بھیجے۔

محمد بن ابراہیم کا خاتمہ:

جو چیزیں اسے ہدیہ دی گئیں ان میں حلوا بھی تھا محمد بن ابراہیم نے اس میں کچھ کھایا' پھر الحسین بن اسمٰعیل اس کے پاس آیا

الحسین نے اسے دوسری جگہ پہنچانے اور دوبارہ حلوا دینے کا حکم دیا' اس نے پھر اس میں سے کچھ کھایا پھر اسے پیاس لگی تو پانی مانگا مگر پانی روک دیا گیا اس نے اس مقام سے جہاں وہ داخل کیا گیا تھا' نکلنے کا ارادہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ قید میں ہے' اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے' پھر وہ دو شبانہ روز زندہ رہا اور مر گیا' پھر اس کے مال و عیال سوا ونٹوں پر سامرا پہنچا دیئے گئے۔

فرمان تعزیت:

جب متوکل کو محمد بن ابراہیم کی خبر مرگ پہنچی تو اس نے طاہر بن عبداللہ ابن طاہر کے نام یہ فرمان لکھنے کا حکم دیا۔

امابعد! بے شک امیر المومنین ہر فائدے و نعمت کے ساتھ تجھے اللہ کی نعمتوں پر مبارک باد دینا تیرا حق سمجھتا ہے اور اس کی مقدر کی ہوئی مصیبتوں پر تیری تعزیت کرنے کا تجھے مستحق جانتا ہے اللہ نے محمد بن ابراہیم مولیٰ امیر المومنین کے حق میں وہی فیصلہ کر دیا جو فیصلہ اس کا اپنے تمام بندوں کے حق میں ہے کہ ان کے لیے فنا ہے اور اس کے لیے بقا امیر المومنین محمد کی تجھ سے تعزیت کرتا ہے اور اس امر سے تسلی دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مصائب میں اپنے حکم پر عمل کرنے والے کے لیے کثیر ثواب اور اجر مقرر کیا ہے' بس اللہ اور جو تجھے اللہ کا مقرب کرے' تمام احوال میں تیرے لیے زیادہ محبوب ہو' کیونکہ اللہ کے شکر کے ساتھ مزید ثواب ہے اور اللہ کے حکم کے آگے جھک جانا اس کی رضا ہے' اور اللہ ہی سے امیر المومنین کی توفیق ہے۔ والسلام

وفات ابن سہل:

اسی سال اول ذی الحجہ میں بعض کے قول میں الحسن بن سہل کی وفات ہوئی اور اسی قائل کا قول ہے کہ اسی مہینے کی ۲۶/ تاریخ کو محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی۔

القاسم بن احمد الکوفی سے مذکور ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں ۲۳۵ھ میں الفتح بن خاقان کی خدمت میں تھا' الفتح متوکل کے کئی اعمال کا والی تھا' ان میں سامرا و ہارونی اور اس کے قرب و جوار کے خاص و عام کی خبر دینا تھا' ابراہیم بن عطا کا جو سامرا میں اخبار کا متولی تھا ایک عریضہ آیا جس میں الحسن بن سہل کی وفات کا ذکر تھا کہ اس نے ۲۵/ ذی قعدہ ۲۳۵ھ یوم پنج شنبہ کو صبح کے وقت ایک دوا پی جو اسے نقصان کر گئی' اسی دن ظہر کے وقت مر گیا' متوکل نے اپنے خزانے سے اس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا' لاش جب تختہ غسل پر رکھی گئی تو تجار کی ایک جماعت اس کو لپٹ گئی جو الحسن بن سہل کے قرض خواہوں میں سے تھے' اسے دفن کرنے سے روکا' یحییٰ بن خاقان اور ابراہیم بن عتاب اور ایک اور شخص مسمی بیرعوث نے ان کے معاملے کا فیصلہ کیا' قرض خواہوں نے اپنا مطالبہ ترک کر دیا اور وہ دفن کر دیا گیا' جب دوسرا دن ہوا تو مدینۃ السلام (بغداد) کے صاحب البرید (افسر ڈاک) کا ۵/ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ کو بعد ظہر محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات کے متعلق عریضہ آیا۔

متوکل نے اس پر بہت افسوس کیا اور کہا اللہ بزرگ برتر ہے' الحسن اور محمد بن اسحاق کی موت ایک ہی وقت میں کس طرح آ گئی۔

مشہد کربلا:

اسی سال متوکل نے حضرت حسینؓ بن علیؓ کی قبر اور اس کے قرب و جوار کے مکانات منہدم کرنے کا حکم دیا کہ ان کی قبر کے مقام پر ہل چلایا جائے' آب پاشی کی جائے اور لوگوں کو وہاں آنے سے روکا جائے مذکور ہے کہ افسر پولیس کے عامل نے اس علاقے میں ندائے عام دے دی کہ تین دن کے بعد ہم جسے ان کی قبر کے پاس پائیں گے اسے قید خانے بھیج دیں گے' لوگ بھاگ گئے

اور اس طرف جانے سے باز آ گئے' اس مقام پر ہل چلا دیا گیا اور اس کے اطراف میں زراعت ہونے لگی۔

متفرق واقعات:

اسی سال متوکل نے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو کاتب اور محمد بن الفضل الجرجرائی کو حاکم بنایا۔

اسی سال المنتصر نے حج کیا اور اس کے ہمراہ اس کی دادی شجاع ام متوکل نے بھی حج کیا' متوکل نے نجف تک اس کی مشایعت کی (یعنی اسے رخصت کرنے گیا)۔

اسی سال ابوسعید محمد بن یوسف المروزی نے الکلیج کو ہلاک کیا۔

مذکور ہے کہ فارس بن الشرابی نے جو اپنے باپ کا نائب تھا' ابوسعید کو جو طے کا آزاد کردہ غلام تھا آذربائیجان وارمینیہ کا عہدہ دیا' اس نے کرخ (کرخ فیروز) میں لشکر جمع کیا' جب ۲۳/شوال ہوئی وہ کرخ میں تھا یکایک مر گیا' ایک موزہ پہنا تھا اور دوسرے کو پہننے کے لیے کھینچ رہا تھا کہ مر کے گر پڑا' متوکل نے اس کے بیٹے یوسف کو اس جنگ کا والی بنایا جس کا والی اس کا باپ تھا' اور اس کے بعد اسے اس علاقے کے خراج اور ضیاع کا والی بنا دیا' وہ اس علاقے میں گیا' اس کا انتظام کیا اور اپنے عمال کو ہر طرف بھیجا۔

امیر حج المنتصر محمد بن متوکل:

اس سال المنتصر محمد بن جعفر المتوکل نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳۷ھ کے واقعات

بغاوت ارمینیہ:

اس کے قبل ہم فصل گزشتہ میں متوکل کے یوسف ابن محمد کو ارمینیہ کا عامل بنانے کا سبب بیان کر چکے ہیں' اہل ارمینیہ کے اس پر حملے کا سبب یہ ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا کہ جب وہ اپنے عمل کے لیے ارمینیہ گیا تو بطریقوں (پادریوں) میں سے ایک شخص نکلا جس کا نام بقراط بن اشوط تھا اور اسے بطریق البطارقہ (بڑا پادری) کہا جاتا تھا' وہ امارت وحکومت کا طلب گار تھا' یوسف بن محمد نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر دیا اور اسے خلیفہ کے دروازے پر بھیج دیا' بقراط ابن اشوط کو روانہ کر دیا تو بقراط ابن اشوط کے بھتیجے نے اور بطریقوں (پادریوں) کی ایک جماعت نے اس کے خلاف اجتماع کیا' اس شہر میں برف گر رہی تھی جس میں یوسف تھا اور وہ شہر جیسا کہ بیان کیا گیا طرون تھا۔

یوسف بن محمد کی محصوری:

جب برف رک گئی تو وہ لوگ ہر طرف سے اس شہر پر اونٹ بٹھانے لگے اور یوسف کا اور اس شہر میں اس کے ہمراہیوں کا انھوں نے محاصرہ کر لیا' یوسف شہر کے دروازے کی طرف نکلا' اس نے ان سے قتال کیا' انھوں نے اسے بھی قتل کر دیا اور جس نے اس کے ہمراہ قتال کیا (اسے بھی قتل کر دیا) لیکن جس نے اس کے ساتھ (ہو کر) قتال نہیں کیا انھوں نے اس سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دے اور برہنہ بچ کر چلا جا' ان میں سے ایک بڑی جماعت۔ نے اپنے کپڑے پھینک دیئے اور برہنہ پا و برہنہ بدن ہو کر نجات حاصل کر لی اکثر سردی سے مر گئے' ایک جماعت کی انگلیاں گر گئیں اور نجات پائی' بطارقہ (پادریوں) نے' جب یوسف نے بقراط بن اشواط کو (گرفتار

کر کے) بھیج دیا تو باہم اس کے قتل پر قسم کھالی' اس کے خون کی نذر مانی' موسیٰ بن زرارہ نے جو بقراط کا داماد تھا اس سے اس پر اتفاق کیا' پھر سوادۃ ابن عبدالحمید الجحافی نے یوسف بن ابی سعید کو اپنے موضع میں ٹھہرنے سے منع کیا' اسے بطارقہ (پادریوں) کے متعلق آئی ہوئی خبروں سے آگاہ کیا' مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا' وہ جماعت ماہ رمضان میں اس کے پاس آ گئی' شہر کی دیوار کا محاصرہ کر لیا' برف بیس گز کے قریب شہر کے گرداگرد تھی خلاط سے دیبل تک ساری دنیا برف ہو رہی تھی۔

یوسف بن محمد کا قتل:

یوسف نے اس کے قبل اپنے ساتھیوں کو اپنے عمل کے دیہات میں منتشر کر دیا تھا' ان دیہات میں سے ہر طرف اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت روانہ ہو گئی تھی' ان کے ہر گروہ کی طرف بطارقہ (پادریوں) اور ان کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت روانہ کی گئی جنھوں نے ان کو قتل کر دیا' ایک ہی دن میں قتل کیا شہر کا محاصرہ انھوں نے کئی روز تک کیا تھا' یوسف ان کی طرف نکلا اور ان سے قتال کیا' یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔

اہل ارمینیہ کی سرکوبی:

متوکل نے بغا الشرابی کو یوسف کے خون کا عوض لینے کو ارمینیہ بھیجا' وہ جزیرے کی طرف سے وہاں روانہ ہوا' ارزن میں موسیٰ بن زرارہ کو پایا گیا اس کی اسمٰعیل اور سلیمان اور احمد اور عیسیٰ اور محمد اور ہارون سے برداری تھی' بغا موسیٰ بن زرارہ کو (گرفتار کر کے) خلیفہ کے دروازے پر لے گیا' پھر روانہ ہوا' پھر کوہ الخوثیہ میں قیام کیا' اہل ارمینیہ اور یوسف ابن محمد کے قاتلین کی بہت بڑی جماعت تھی' اس نے ان سے جنگ کی' ان پر فتح پائی' اس نے قریب تیس ہزار کے قتل کیے اور ان میں سے ایک کثیر مخلوق کو قید کر لیا جنھیں ارمینیہ ہی میں فروخت کر دیا' پھر الباق کے شہروں کی طرف گیا پھر اشوط بن حمزۃ العباس کے باپ کو قید کیا جو الباق کا مالک تھا' الباق البسفر جان اور نبی النشوی کے دیہات میں سے ہے' پھر ارمینیہ کے شہر دبیل گیا' وہاں ایک مہینے قیام کیا پھر تفلیس چلا گیا' اسی سال عبداللہ ابن اسحاق بن ابراہیم بغداد اور اس کے دیہات کے معاون کا والی بنایا گیا۔

ولایت ابن طاہر:

اسی سال ۲۳/ ربیع الآخر کو محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے آیا پھر وہ شرطہ (پولیس) جزیہ (ٹیکس) کا اور دیہات کے اعمال کا اور مدینۃ السلام میں امیر المومنین کی نیابت کا والی بنایا گیا پھر وہ بغداد چلا گیا۔

محمد بن دواد کی معزولی:

اس سال متوکل نے محمد بن ابی دواد کو مظالم (فوج داری کے کام) سے معزول کر دیا اور اس پر محمد بن یعقوب المعروف بابی الربیع کو والی بنایا۔

اسی سال ابن اکثم سے ناراضگی رفع ہوئی' وہ بغداد میں تھا پھر سامرا لایا گیا اور قاضی القضاۃ بنایا گیا' پھر مظالم (فوج داری) کا بھی والی بنایا گیا' متوکل نے اسی سال ۲۰/ صفر کو محمد بن احمد بن ابی داؤد کو مظالم سامرا (محکمہ فوج داری) معزول کر دیا تھا۔

ابن ابی دواد پر عتاب:

اسی سال متوکل ابن ابی دؤاد پر ناراض ہوا' ۲۵/ صفر کو احمد بن ابی داؤد کی جائداد پر پہرہ مقرر کرنے کا حکم دیا' ۲۳/ ربیع

الاول یوم شنبہ کو اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن ابی دواد دیوان الخراج میں قید کیا گیا' اس کے بھائی عبیداللہ بن السری صاحب الشرطہ (افسر پولیس) کے نائب کے پاس قید کیے گئے' جب دوشنبہ کا دن ہوا تو ابوالولید ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کے قیمتی جواہر لے گیا اس کے بعد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم پر صلح کی گئی' ان کی تمام جائداد کی بیع پر سب کو گواہ بنالیا گیا' احمد بن ابی دؤاد پر فالج گر گیا تھا' جب ۷/ شعبان کو چہار شنبہ کا دن ہوا تو متوکل نے احمد بن ابی دواد کے لڑکوں کے متعلق حکم دیا' وہ لوگ بغداد کی طرف نکال دیئے گئے' ابوالعتاہیہ نے (یہ اشعار کہے)۔

اگر عقل میں تو ہدایت کی طرف منسوب ہوتا۔ اور تیرا ارادہ ایسا ہوتا جس میں توفیق ہوتی۔

تو تیری مشغولی فقہ میں ہوتی' اگر تو اس پر کلام اللہ کے مخلوق کہنے سے قناعت کرتا۔

(یعنی اگر تو ہدایت یافتہ ہوتا تو بجائے کلام اللہ کو مخلوق کہنے کے تو فقہ میں مشغول ہوتا اور اسی پر قناعت کرتا) تجھے کیا ہوا۔ حالانکہ دین کی اصل سب کو جمع کرتی ہے تو فرع میں نہ ہوتا اگر جہل وحماقت نہ ہوتی۔

اسی سال الخلنجی کو لوگوں کے رفاہ عام کا عہدہ دار بنایا گیا۔

الجمار کے اشعار:

اسی سال ابن اکثم نے قضاء الشرقیہ کا حیان بن بشر کو والی بنایا' اور سوار بن عبداللہ العنبر ی کو قضار جانب غربی کا والی بنایا۔ دونوں کانے تھے' الجمار نے یہ (اشعار کہے)۔

تو نے بڑے آدمیوں میں سے دو قاضی دیکھے۔ کہ وہ دونوں مشرق ومغرب میں ایک نئی چیز ہیں۔

قطعاً ان دونوں نے آپس میں نابینائی کو نصف نصف تقسیم کرلیا۔ جیسا کہ ان دونوں نے دو جانبوں کی قضا تقسیم کرلی۔

جب ان دونوں میں سے کوئی اپنا سر ہلاتا ہے تو تو سمجھتا ہے کہ (یہ اس لیے سر ہلاتا ہے) کہ میراث اور دین کے معاملے میں غور کرے۔

گویا کہ تو نے اس کے سر پر شراب کا مٹکا اوندھا دیا۔ ایک آنکھ سے اس کا ڈھکنا کھول دیا۔

(یعنی وہ قاضی جب سر ہلاتا ہے تو اس کی ٹوپی شراب کا مٹکا معلوم ہوتی ہے۔ اور جو آنکھ کانی نہیں ہے وہ مٹکے کا کھلا ہوا ڈھکنا معلوم ہوتی ہے)۔

وہ دونوں یحییٰ کی ہلاکت پر زمانے کی فال ہیں۔ جب کہ اس نے محکمہ قضا کا دو کانوں سے افتتاح کیا۔

قرآن مجید کے متعلق بحث کی ممانعت:

اسی سال عید کے دن متوکل نے (مقتول) احمد ابن نصر بن مالک الخزاعی کی لاش اس کے دفن کے لیے اس کے وارثوں کو دینے کا حکم دیا' ایسا کیا گیا اور لاش انھیں دے دی گئی جب متوکل کو خلافت پہنچی تھی تو اس نے قرآن مجید کے بارے میں بحث کرنے کی ممانعت کردی تھی' اس کے متعلق ہر طرف اس کے فرمان جاری کردیئے گئے۔

احمد بن نصر کی تدفین:

احمد بن نصر کے تختے سے اتارنے پر پریشانی پھیل گئی' عوام الناس اور چرواہے اس تختے کے مقام پر جمع ہوگئے اور انھوں نے ہجوم کیا اور اعتراض کرنے لگے یہ خبر متوکل کو پہنچی تو اس نے نصر بن اللیث کو ان کی طرف روانہ کیا' اس نے ان میں سے قریب بیس

آدمی گرفتار کر لیے' انھیں مارا اور قید کر دیا پھر اس نے اس کے معاملے میں عوام کے بکثرت جمع ہونے کی وجہ سے احمد بن نصر کا اس کے تختے سے اتارنا ترک کر دیا وہ لوگ جو اس کے سبب سے گرفتار کیے گئے تھے ایک زمانے تک قید رہے پھر رہا کر دیا گیا۔

جس وقت میں کہ میں نے ذکر کیا جب اس کی لاش اس کے وارثوں کو دے دی گئی تو اس کا بھتیجا موسیٰ اسے بغداد لے گیا اور اسے غسل دے کر دفن کر دیا گیا اور اس کا سر اس کے بدن کے ساتھ شامل کر دیا گیا' عبدالرحمن بن حمزہ نے اس کا جسم ایک مصری رومال میں لیا' پھر اپنے مکان لے گیا' کفن دیا اس کی نماز پڑھی اسے قبر میں داخل کرنے پر اس کے بعض اعزہ کے ہمراہ ایک شخص تجار میں سے مقرر ہوا جو الابزاری کہلاتا تھا' بغداد کے صاحب البرید (افسر محکمہ ڈاک) نے جو ابن الکلبی مشہور تھا اور واسط کے علاقے کے ایک موضع کا باشندہ تھا' جو الکلتانیہ کہلاتا تھا' عوام کا حال اور ان کا اجتماع اور احمد بن نصر کے جنازے کے ساتھ ہمدردی اور اس کے سر کی جستجو کا واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا۔ متوکل نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ ابن الابزاری بوجہ کبر سنی مضغہ گوشت ہونے کے باوجود قبر میں کیونکر داخل ہوا' ابن اکثم نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ اس کا دوست تھا۔

متفرق واقعات:

متوکل نے عوام الناس کو اس قسم کے معاملات میں جمع ہونے اور حرکت کرنے کی ممانعت کے لیے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا' ان میں سے کسی نے اپنی موت کے وقت وصیت کی تھی کہ عام لوگوں کو ڈرا دے۔

متوکل نے لکھ دیا جس میں اجتماع کی ممانعت تھی۔

امیر حج علی بن عیسیٰ:

اسی سال موسم حج میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور نے جو والی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳۸ھ کے واقعات

حادثہ تفلیس:

مذکور ہے کہ بغا قاتلین اہل ارمینیہ کے یوسف بن محمد کو قتل کر دینے کے سبب سے جب دبیل گیا تو وہاں ایک مہینے قیام کیا جب دس ربیع الاول ۲۳۸ھ شنبہ کا دن ہوا تو بغا نے زیرک الترکی کو روانہ کیا' وہ الکر کے پار ہو گیا جو ایک عظیم الشان نہر ہے جیسی کہ الصراۃ بغداد میں ہے' بہت بڑی نہر ہے' تفلیس کے غربی جانب اور صغدبیل کے شرقی جانب میں رہے بغا کی چھاؤنی جانب شرقی میں تھی' زیرک الکر سے گزر کر تفلیس کے میدان تک پہنچ گیا' تفلیس کے پانچ دروازے تھے۔

۱۔ باب المیدان ۲۔ باب قریسن ۳۔ باب صغیر ۴۔ باب الربض ۵۔ باب صغدبیل' اور الکر ایک نہر تھی جو شہر میں گرتی تھی۔ بغا نے ابوالعباس الواثی النصرانی کو اہل ارمینیہ کے عرب و عجم کی طرف روانہ کیا پھر زیرک ان کے پاس میدان کی طرف سے اسحاق بن اسمٰعیل زیرک کی طرف نکلا اور اس سے قتال کرنے لگا۔

اسحٰق بن اسمٰعیل کا قتل:

بغا شہر کے بلند ٹیکرے کے قدرے نشیبی ٹیلے پر جو صغدبیل کے قریب تھا ٹھہر گیا تا کہ یہ دیکھے کہ زیرک اور ابوالعباس کیا کرتے

ہے بغا نے مٹی کے تیل والے بھیجے جنھوں نے شہر میں آگ لگا دی (یہ شہر صنوبر کی لکڑی کا تھا) ہوا نے صنوبر میں (آگ) بھڑکا دی پھر اسحاق بن اسمٰعیل شہر کے سامنے آیا کیا دیکھتا ہے کہ اس کے محل اور اس کے اطراف میں آگ لگی ہوئی ہے اسے آگ نے گھیر لیا ہے ترک اور مغربی لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے پکڑ کر قید کر لیا اس کے بیٹے عمر کو بھی گرفتار کر لیا ان دونوں کو بغا کے پاس لائے بغا نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ باب الحسک لوٹا دیا گیا اور قید رہا یہاں تک کہ اس جگہ اس کی گردن ماردی گئی اس کا سر بغا کے پاس پہنچا دیا گیا اور اس کی لاش الکر پر لٹکا دی وہ ایک بوڑھا موٹے سر کا آدمی تھا جو دسے کا خضاب کرتا تھا گندم گوں تھا چندیا پر بال نہ تھے اور بھینگا تھا اس کا سر باب الحسک پر لٹکا دیا گیا اور جو شخص اس کے قتل پر مقرر ہوا وہ غامش نائب بغا تھا۔

تفلیس کی تاراجی:

شہر میں قریب پچاس آدمی جلا دیئے گئے۔ ایک شبانہ روز میں آگ بجھ گئی اس لیے کہ وہ صنوبر کی آگ تھی جسے بقا نہیں ہوتی صبح ہوئی تو مغربیوں نے جو زندہ تھے انھیں قید کر لیا اور مردوں کا مال چھین لیا اسحاق کی عورت صغد بیل میں ٹھہری ہوئی تھی جو تفلیس کے مقابل شرقی جان میں ہے یہ وہ شہر ہے جسے کسریٰ انوشیروان نے بنایا اسحاق نے اسے محفوظ کر دیا تھا اور اس کی خندق کھود دی تھی اس میں الخوثیہ وغیرہ کے جنگجو رکھے تھے بغا نے انھیں امان دے دی اس شرط پر کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں اسحاق کی عورت صاحب السریر (بادشاہ) کی بیٹی تھی جیسا کہ مذکور ہے۔

قلعہ الجردمان کی تسخیر:

بغا نے زیرک کو لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ الجردمان کی طرف روانہ کیا جو برزعہ اور تفلیس کے درمیان ہے زیرک نے الجردمان بھی فتح کر لیا اور اس کے بطریق (پادری) القطریج کو پکڑ کر قید کر لیا پھر اسے لشکر لے گیا بغا نے عیسیٰ بن یوسف کی طرف کوچ کیا جو اصطغانوس کا بھانجا تھا اور جو البیلقان کے موضع کثیش کے قلعے میں تھا کثیش اور البیلقان میں دس فرسخ کا فاصلہ تھا (ایک فرسخ تین میل) البیلقان اور برزعہ میں پندرہ فرسخ کا فاصلہ تھا بغا نے جنگ کی اسے فتح کیا اور اسے (عیسیٰ بن یوسف) کو گرفتار کر لیا اسے اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے کو اور اس کے باپ کو لے گیا ابوالعباس الواثی کو بھی لے گیا جس کا نام سنباط بن اشوط تھا اس کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن سنباط بطریق اران کو بھی لے گیا اور آذرنرسی بن اسحاق الخاشی کو بھی (گرفتار کر لے گیا)۔

لشکر دمیاط کی فسطاط میں طلبی:

اسی سال دولت روم کی جانب سے عرفا اور ابن قطونا اور امرونافہ کے ہمراہ تین سو کشتیاں آئیں وہ سب رئیس بحر تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ سو سو کشتیاں تھیں پھر ابن قطونا نے دمیاط میں قیام کیا اور دمیاط اور ساحل کے درمیان البحیرہ کے مشابہ ہے کہ اس میں پانی آدمی کے سینے تک ہوتا ہے جو شخص اس سے زمین کی طرف آ جاتا ہے وہ دریا کی کشتیوں (کے سفر) سے بچ جاتا ہے ایک جماعت اس سے نکل آئی تو وہ سلامت رہی اور ایک بڑی جماعت عورتوں اور بچوں کی غرق ہوگئی جنھیں قوت تھی وہ کشتیوں میں سوار ہو گئے اور علاقہ الفسطاط کی طرف نجات پا گئے اور اس کے (دمیاط کے) افسطاط کے درمیان چار دن چلنے کا راستہ ہے اور معونت مصر کا والی عنبسہ ابن اسحاق الضبی تھا جب عید آئی تو اس نے دمیاط کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ فسطاط حاضر ہوں کہ عید میں ان سے رونق حاصل کرے دمیاط کو لشکر سے خالی کر دیا۔

رومیوں کی دمیاط میں غارت گری:

علاقہ شطاء سے جہاں شطوی لوگ کام کرتے تھے روم کی کشتیاں پہنچیں پھر وہاں سو کشتیاں ٹھہر گئیں کہ ہر کشتی میں پچاس سے سو آدمی سوار تھے‘ وہ لوگ نکل کر وہاں (دمیاط) گئے اور وہاں انھوں نے جتنے مکانات اور جھونپڑے پائے سب جلا دیئے‘ جتنے ہتھیار وہاں تھے سب اٹھا لیے قریب سو بانس اور ان کے نیزے کے ابوحفص مالک اقریطش کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا‘ مردوں میں سے جسے وہ لوگ قتل کر سکے اسے قتل کر دیا اور سامان اور شکر اور پارچہ کتاں جو عراق بھیجنے کے لیے تیار کیا گیا تھا لے لیا‘ مسلمان اور قبطی عورتوں میں سے قریب چھ سو کے قید کر لیں‘ کہا جاتا ہے کہ ان میں مسلمان عورتیں ایک سو پچیس تھیں اور باقی قبط کی عورتیں تھیں‘ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رومی جو ان کشتیوں میں تھے جو دمیاط میں ٹھہر گئیں قریب پانچ ہزار مرد تھے‘ ان لوگوں نے اپنی کشتیاں سامان اور مال اور عورتوں سے بھر لیں‘ اور کشتیوں کا خزانہ اور جو کشتیوں کی رسیاں تھیں جلا دیا‘ دمیاط کی جامع مسجد کو بھی جلا دیا اور یہودیوں کے عبادت خانے بھی جلا دیئے‘ جو عورتیں اور بچے ان سے بچ کر بحیرہ دمیاط میں غرق ہوئے وہ ان سے بہت زیادہ تھے جنھیں رومیوں نے قید کر لیا۔

رومی سپاہ کی مراجعت:

پھر رومی وہاں سے چلے گئے‘ مذکور ہے کہ ابن الاکشف دمیاط کے قید خانے میں قید تھا اسے عنبسہ نے قید کیا تھا اس کی بیڑی توڑ دی گئی‘ اور نکلا پھر اس نے رومیوں سے قتال کیا اور ایک قوم نے اس کی مدد کی‘ روم کی ایک جماعت مقتول ہوئی‘ پھر وہ لوگ (روم) ساحل تینسی کی طرف گئے مگر پانی نے ان کی کشتیاں وہاں نہیں پہنچائیں‘ وہ ڈرے کہ ان کی کشتیاں دلدل میں نہ پھنس جائیں‘ جب پانی نے انھیں نہ اٹھایا تو وہ دمیاط کے ساحل کی طرف گئے وہ ایک ایسا ساحلی مقام ہے کہ اس کے اور تینس کے درمیان کچھ کم چودہ فرسخ کا فاصلہ ہے‘ اس کی ایک دیوار اور لوہے کے دو دروازے ہیں جو معتصم کے حکم سے بنائے گئے تھے‘ انھوں نے اس کا اکثر حصہ تباہ کر دیا اور اس میں جتنے منجنیق (گوپھن) اور عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) تھے‘ سب جلا دیئے اس کے لوہے کے دونوں دروازے اکھاڑ لیے اور لے گئے پھر اس طرح اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے کہ کوئی ان کا مزاحم نہ ہوا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ۵/ جمادی الآخر یوم سہ شنبہ کو متوکل الشماسیہ گیا اور وہاں شنبہ تک قیام کیا رات کو بذریعہ کشتی قطربل گیا پھر واپس آیا اور ۱۹/ جمادی الآخر یوم دوشنبہ کو بغداد میں داخل ہوا‘ شہر کے بازار اور راستے میں گزرا یہاں تک کہ الزعفرانیہ میں اتر گیا‘ پھر مدائن چلا گیا۔

اسی سال موسیٰ گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی۔

امیر حج علی بن عیسیٰ:

اسی سال علی بن عیسیٰ بن جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۳۹ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

جو کچھ اس سال ہوا اس میں سے محرم میں متوکل کا ان ذمیوں کی گرفتاری کا حکم دینا ہے‘ کہ اپنی قبا پر دو عسلیہ عبائیں پہنیں‘ اور

سفر میں انھیں اس کا یہ حکم ہوا کہ معمولی گھوڑوں اور عربی گھوڑوں کو ترک کر کے ان کی سواری گدھوں اور خچروں پر ہو۔

اسی سال متوکل نے علی بن الجہم بن بدر کو خراسان کی طرف جلاوطن کیا۔

اسی سال جمادی الآخر میں صاحب انصاریہ باب العامہ پر قتل کیا گیا۔

اسی سال متوکل نے ان مسیحی عبادت خانوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جو زمانہ اسلام میں بنائے گئے۔

اسی سال ذی الحجہ میں ابوالولید محمد بن احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی۔

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی۔

امیر حج عبداللہ بن محمد:

اور اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے جو والی مکہ تھا' لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو طریق مکہ سے کوفہ کے متصل تک کا والی تھا' پھر وہی موسم حج کے حادثات کا والی بنایا گیا۔

اسی سال نصاریٰ کی شعانین (عید فصح جو ہندوستان کے عیسائی اپریل کے پہلے جمعے کو مناتے ہیں مشہور ہے کہ یہ حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کا دن ہے) اور یوم نوروز ساتھ پڑا' یہ بیس ذی القعدہ یوم یک شنبہ کو ہوا' مذکور ہے کہ نصاریٰ کا گمان تھا کہ یہ دونوں عیدیں زمانہ اسلام میں کبھی جمع نہیں ہوئیں۔

۲۴۰ھ کے واقعات

جو کچھ اس سال ہوا اس میں اہل حمص کا اپنے عامل معونت پر حملہ کرنا ہے۔

اہل حمص کی شورش:

مذکور ہے کہ ان کے عامل معونت نے ایک شخص کو قتل کر دیا جو ان کے رؤسا میں سے تھا' اس زمانے میں ابوالمغیث الرافعی موسیٰ بن ابراہیم عامل تھا' اسی سال جمادی الآخر میں اہل حمص نے حملہ کر دیا' انھوں نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اس کو اور صاحب الخراج کو اپنے شہر سے نکال دیا' اس کی خبر متوکل کو پہنچی تو اس نے عتاب بن عتاب کو ان کی طرف روانہ کیا اور اس کے ہمراہ محمد بن عبدویہ کرداس الانباری کو روانہ کیا' اسے (عتاب کو) یہ حکم دیا کہ وہ ان سے یہ کہے کہ امیر المومنین نے تمھارے ایک آدمی کی جگہ دوسرا آدمی بدل دیا' پھر اگر وہ سن لیں اور اطاعت کر لیں اور راضی ہو جائیں تو محمد بن عبدویہ کو ان پر والی بنا دینا اور اگر انکار کریں اور مخالفت پر اڑے رہیں تو اپنی جگہ قیام کر کے امیر المومنین کو لکھ بھیج' یہاں تک کہ وہ رجاء یا محمد بن رجاء الحضاری یا لشکر میں سے اور کسی کو ان کی جنگ کے لیے روانہ کرے۔

امارت حمص پر محمد بن عبدویہ کا تقرر:

عتاب بن عتاب سامرا سے ۲۵/ جمادی الآخر یوم دوشنبہ کو نکلا' وہ لوگ محمد بن عبدویہ پر راضی ہو گئے' اس نے اسے ان پر والی بنا دیا' پھر اس نے ان میں عجیب معاملے کیے۔

متفرق واقعات:

اسی سال محرم میں اپنے بیٹے ابوالولید محمد کے بعد احمد بن ابی دواد کی بغداد میں وفات ہوئی' اس کا بیٹا اس سے بیس روز قبل بغداد میں ماہ ذی الحجہ میں مر چکا تھا۔

اسی سال ماہ صفر میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضا سے معزول کر دیا گیا اور جو کچھ اس کا بغداد میں تھا ضبط کر لیا گیا' جس کی مقدار پچھتر ہزار دینار تھی' اس کے گھر کے ستون کی قیمت دو ہزار دینار تھی اور چار ہزار جریب (زمین) بصرے میں تھی (جریب زمین کے ناپنے کا آلہ)۔

اسی سال صفر میں جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی قاضی القضاۃ مقرر ہوا۔

امیر حج عبداللہ بن محمد:

اس سال عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا' اور جعفر بن دینار نے حج کیا اور وہی موسم حج کا والی تھا۔

۲۴۱ھ کے واقعات

اہل حمص کا محمد بن عبدویہ پر حملہ:

مذکور ہے کہ اسی سال جمادی الآخر میں اہل حمص نے اپنے عامل محمد بن عبدویہ پر مل جل کر حملہ کر دیا' حمص کے نصاریٰ میں سے ایک جماعت نے اس حملے میں ان کی مدد کی' عامل نے یہ واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا' متوکل نے اسے ان کے تباہ کرنے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی اس لشکر سے امداد کی جو دمشق میں صالح عباسی ترکی کے ماتحت تھا' وہ دمشق کا عامل تھا رملہ کے لشکر میں سے بھی کچھ فوج سے امداد کی' اور اسے یہ حکم دیا کہ ان میں سے تین سرداروں کو گرفتار کرے اور انھیں ہلاک کر دینے والے تازیانے بجائے' جب وہ مر جائیں انھیں ان کے دروازوں پر لٹکا دے' اس کے بعد ان میں سے کتنے وجاہت دار آدمی گرفتار کر لے اور ان میں سے ہر ایک کو تین تین سو تازیانے مارے انھیں پابزنجیر کر کے امیر المومنین کے دروازے پر روانہ کر دے حمص میں جس قدر معابد نصاریٰ و معابد یہود ہیں سب کو تباہ کر دے اور اس معبد نصاریٰ کو مسجد میں داخل کر لے جو مسجد کے قریب ہو' شہر میں کوئی نصرانی نہ رہنے پائے جسے اس سے خارج نہ کر دیا جائے۔ اور قبل اس کے ان میں اعلان کر دے' جسے تین دن کے بعد پائے اسے اچھی طرح سرزنش کرے' محمد بن عبدویہ کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور اس کے افسروں اور باوجاہت اصحاب کے لیے انعامات کا اور اس کے نائب علی بن حسین کے لیے پندرہ ہزار درہم کا اور نائب کے افسروں کے لیے پانچ پانچ ہزار درہم کا اور خلعت کا حکم دیا۔

مفسدین حمص پر عتاب:

محمد بن عبدویہ نے ان میں سے دس آدمی گرفتار کر لیے۔ ان کی گرفتاری کا حال لکھ بھیجا کہ انھیں امیر المومنین کے حضور روانہ کر دیا اور انھیں مارا نہیں' متوکل نے الفتح بن خاقان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو محمد بن رزق اللہ کہلاتا تھا روانہ کیا تاکہ وہ ان میں سے جنھیں محمد بن عبدویہ نے بھیجا ہے محمد بن عبدالحمید التحیدی اور قاسم بن موسیٰ بن فرعوس کو حمص واپس لے جائے اور انھیں باعث ہلاکت مار مارے اور انھیں حمص کے دروازے پر لٹکا دے' وہ انھیں واپس لے گیا اور دونوں کو اتنا مارا کہ وہ مر گئے اور حمص کے دروازے پر انھیں لٹکا دیا دوسروں کو سامرا لایا وہ آٹھ تھے جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ان میں سے مر گیا متوکل نے انھیں کو اس کا سر

پکڑ ادیا' ان میں سے ساتوں آدمیوں اور مردے کے سر کو سامرا لے آئے اس کے بعد محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اس نے ان کے دس آدمی گرفتار کر لیے اور ان میں سے پانچ آدمیوں کو تازیانے مارے تو وہ مر گئے پھر پانچ کو مارے تو وہ نہیں مرے' پھر بعد اس کے محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اس نے انھیں مخالفین میں سے ایک شخص پر فتح پائی جس کا نام عبدالملک بن اسحاق بن عمارہ تھا اور جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ فتنے کے بانیوں میں ایک تھا اسے حمص کے دروازے پر اتنے کوڑے لگائے کہ وہ مر گیا اور اسے قلعے پر لٹکا دیا جو تل العباس کے نام سے مشہور ہے۔

اسی سال بیان کیا جاتا ہے کہ سامرا کے لوگوں پر آب میں نہایت اچھی بارش ہوئی۔

اسی سال محرم میں حسان زیادی کو شرقیہ کا قاضی بنایا گیا۔

اسی سال عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب خان عاصم کو بغداد میں مارا گیا' کہا جاتا ہے ہزار کوڑے مارے گئے۔

سب صحابہ:

اس کا سبب یہ تھا کہ احسان زیادی قاضی شرقیہ کے یہاں اس کے خلاف سترہ نے یہ شہادت دی کہ اس نے ابوبکر وعمر و عائشہ وحفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو گالی دی ہے' ان کی شہادت جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اس اعتبار سے مختلف تھی' اس لیے یہ واقعہ بغداد کی ڈاک کے منتظم نے عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو لکھ دیا' عبیداللہ نے اس کی متوکل کو اطلاع دی' متوکل نے یہ حکم دیا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر اس علیلی کو کوڑے مارنے کا حکم دے' پھر اگر وہ مر جائے تو اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اس کی لاش اس کے ورثاء کو نہ دی جائے' پھر عبیداللہ نے حسن بن عثمان کو اس عیسیٰ کے متعلق خط کا جواب لکھا۔

تعزیر شرعی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدائے تعالیٰ تمھیں زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت کرے اور تم پر اپنا انعام کرے تمھارا خط اس شخص مسمی عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب الخانات کے بارے میں اور جو کچھ گواہوں نے اس کے خلاف اصحاب رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے اور انھیں کافر کہنے اور ان پر کبیرہ گناہوں کی تہمت لگانے اور انھیں نفاق اور ایسے امور کی طرف منسوب کرنے کی شہادت دی ہے جن سے انسان اللہ ورسول ﷺ کے معاندین میں شامل ہو جاتا ہے اور تمھارے ان گواہوں کے حال میں اور جو کچھ انھوں نے شہادت دی ہے اس کے بارے میں تمھارے دریافت کرنے اور جو کچھ تمھارے نزدیک ان میں سے عادلین کی عدالت سے صحیح ثابت ہوا اور جو بات ان کی شہادت سے تمھارے لیے واضح ہوئی ان سب کے بارے میں اور تمھارا مفصل رقعہ اس معاملے کے متعلق جو تمھارے خط کے اندر تھا' پہنچا میں نے امیر المومنین کی (خدا ان کی عزت برقرار رکھے) خدمت میں پیش کر دیا' انھوں نے ابوالعباس محمد ابن عبداللہ بن طاہر کو جو امیر المومنین ابقاہ اللہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں وہ لکھنے کا حکم دیا جو امیر المومنین کے یہاں نافذ ہے اور جو ان امور میں امیر المومنین کے اختیارات کے مشابہ ہے اللہ کے دین کی نصرت میں اور اس کی سنت کے زندہ رکھنے میں اور اس شخص سے انتقام لینے میں جو دین میں الحاد کرے' اس شخص کو مجمع عام میں گالی دینے کی سزا دی جائے اور اس سزا کے بعد پانچ سو کوڑے ان امور معظمہ کی وجہ سے مارے جائیں جن پر اس نے جرات کی ہے' پھر اگر مر جائے تو اسے بغیر نماز جنازہ کے دریا میں ڈال دیا جائے تا کہ یہ عمل ہر دین میں الحاد کرنے والے اور ایک جماعت مسلمین سے نکل جانے والے کے لیے مانع ہو' اور یہ میں نے تمھیں

اس لیے بتا دیا تا کہ تم اسے پہچان لو' انشا اللہ تعالیٰ' والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

متفرق واقعات:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم یہی ہے اور بعض نے کہا کہ اس کا نام احمد بن محمد بن عاصم تھا' جب اسے مارا گیا تو دھوپ میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا پھر اسے دجلے میں پھینک دیا گیا۔

اسی سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور بکھر گئے اور یہ واقعہ جمادی الآخر کی ایک شب کے بعد شب پنج شنبہ کو پیش آیا۔

اسی سال وہاں بیماری ہوئی جس سے چوپائے اور بیل ہلاک ہو گئے۔

اسی سال رومیوں نے چشمہ زربہ پر چھاپہ مارا اور جو لوگ (جاٹ) وہاں آباد تھے انھیں مع عورتوں اور بچوں کے اور مع گایوں بھینسوں کے قید کر لیا۔ اسی سال مسلمانوں اور رومیوں میں فدیے کا معاملہ طے ہو گیا۔

مسلمان قیدیوں کے فدیہ کا معاملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ تذورہ ملکہ روم مادر میخائیل نے ایک شخص مسمی جورجس بن فروانس کو مقرر کیا تا کہ وہ ان مسلمانوں کا فدیہ طلب کرے جو رومیوں کے ہاتھ میں قید ہیں' مسلمان قیدی تقریباً بیس ہزار تھے' متوکل نے اپنی جماعت میں سے ایک شخص مسمی نصر بن الازہر بن فرج کو مقرر کیا تا کہ وہ ان مسلمان قیدیوں کی صحیح تعداد معلوم کرے جو رومیوں کے قبضے میں تھے تا کہ وہ ان کے فدیے کا حکم دے یہ واقعہ اسی سال (۲۴۱ھ) کے شعبان میں ہوا ان کے یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد (نصر بن الازہر واپس آیا)۔

مسلم قیدیوں کا قتل:

پھر اس سے بیان کیا کہ نصر کے روانہ ہونے کے بعد تذورہ نے اپنے قیدیوں کو (اپنے روبرو) پیش کرنے کا اور ان پر مذہب نصرانیت پیش کرنے کا حکم دیا کہ اس کے بعد جس نے ان میں سے نصرانیت کو قبول کر لیا وہ اس کے برابر ہو گیا جو پہلے سے نصرانی تھا اور جس نے اس کے روبرو انکار کیا اسے اس نے قتل کر دیا' بیان کیا (نصر نے) بارہ ہزار (مسلمان) قیدیوں کو قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھیں خصی نے قتل کیا اور وہ بغیر اس کی (ملکہ کی) اجازت کے انھیں قتل کرتا تھا۔

فدیہ کے متعلق معاہدہ:

سرحد شام اور جزریہ کے عمال کے پاس متوکل کا فرمان پہنچا کہ شنیف خادم اور جورجس سفیر عظیم روم کے درمیان فدیے کے بارے میں معاہدہ ہو گیا ہے اور دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے جورجس نے ۲۵ رجب ۲۴۱ھ سے ۲۳ شوال ۲۴۱ھ تک کے لیے التوائے جنگ کی درخواست کی ہے تا کہ قیدیوں کو جمع کر سکیں اور انھیں اپنی جائے پناہ تک پلٹنے کے لیے مہلت ہو' لہٰذا یہ فرمان اس کے متعلق ۲۵ رجب یوم چہار شنبہ کو جاری ہوا اور فدیے کا معاملہ اسی سال عید الفطر کے دن واقع ہوگا۔

جورجس سفیر ملکہ روم ۲۲/ رجب یوم شنبہ کو سرحد کی جانب ستر خچروں پر جو اس کے لیے کرائے پر لیے گئے تھے۔ روانہ ہوا اور ابو قحطبہ مغربی طرطوسی بھی اسی کے ساتھ روانہ ہوا تا کہ (وہاں پہنچ کر) وہ لوگ عید الفطر کا انتظار کریں جورجس کے ساتھ ایک جماعت بطریق کی اور قریب پچاس کے اس کے غلاموں کی آ گئی تھی۔

فدیہ کی ادائیگی:

شنیف خادم فدیے کے لیے نصف شعبان کو روانہ ہوا' اس کے ساتھ سوسوار تھے تیس ترکوں میں سے اور تیس مغربیوں میں سے اور چالیس شاکر یہ کے سواروں میں سے (شنیف نے) جعفر بن عبدالواحد سے جو قاضی القضاۃ نے یہ درخواست کی کہ اس کے لیے مال فدیہ حاضر کرنے کا حکم دے اور کسی شخص کو اپنا قائم مقام کر دے' اس نے اس کے لیے انتظام کر دیا اور ڈیڑھ لاکھ روپے کا اور ساٹھ ہزار کے نفقہ کا حکم دیا اور ابن ابی ابشوارب کو جو اس وقت کم سن جوان تھا نائب بنا دیا اور روانہ ہو گیا' پھر شنیف سے مل گیا' ایک جماعت اہل بغداد کے متوسط لوگوں کو بھی روانہ ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ فدیہ بلا د روم کی نہر لاسس پر ۱۲ شوال یوم یک شنبہ ۲۴۱ھ کو واقع ہوا' مسلمان مرد قیدیوں میں سات سو پچاسی آدمی تھے اور عورتوں میں سے ایک سو پچیس۔

اسی سال متوکل نے قصبہ شمشاط کے محصول کو بجائے خراج کے عشر کر دیا' اور اس کے لیے ایک فرمان نافذ کر دیا۔

اسی سال قوم بجہ نے علاقہ مصر کی حفاظتی چوکی پر چھاپہ مارا متوکل نے ان سے جنگ کرنے کے لیے محمد بن عبداللہ القمی کو روانہ کیا۔

قوم بجہ اور مسلمان:

بیان کیا گیا ہے کہ قوم بجہ اور مسلمان آپس میں اس قدیم صلح کی بنا پر جو اس کے قبل ہم اپنی اسی کتاب میں بیان کر چکے ہیں جنگ نہیں کرتے تھے نہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور نہ مسلمان ان سے لڑتے تھے' وہ لوگ مغربی حبش کی اقوام میں سے ایک قوم تھے' مغرب کے کالے لوگوں میں' بجہ' نوبہ' اہل غانۃ الغافر' دینور' زعوین' فرویہ' بکسوم' مکارہ اکرم اور الخمس ہیں۔

بربروں کی بدعہدی:

بلا د بجہ میں سونے کی کانیں تھیں جنھیں وہ جوان میں کام کرتا تھا اسے دیا کرتے تھے اور ہر سال سلطان کے عمال متعینہ مصر کو اپنی کانوں میں سے چار سو مثقال سونے کے پتر بغیر صاف کیے ادا کیا کرتے تھے' پھر جب متوکل کا دورِ حکومت آیا تو بجہ پے در پے چند سال تک یہ خراج ادا کرنے سے باز رہے بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے اپنے خدام میں سے ایک شخص کو مصر کے محکمہ ڈاک پر مقرر کیا جو یعقوب بن ابراہیم الباذغیسی کہلاتا تھا' ہادی کا آزاد کردہ غلام تھا اور وہ قوصرہ مشہور تھا' اس کے سپرد مصر' اسکندریہ' برقہ اور اطراف مغرب کی ڈاک کر دی۔

بربر کے طرز عمل کے خلاف شکایت:

یعقوب نے متوکل کو لکھا کہ بجہ نے اس عہد کو توڑ دیا جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور وہ اپنے شہروں سے نکل کر سونے اور جواہرات کی کانوں کی طرف چلے گئے جو علاقہ مصر و بلاد بجہ کے درمیان واقع ہے' انھوں نے ان چند مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کانوں میں کام کرتے تھے اور سونا اور جوہرات نکالتے تھے' ان کے بچوں اور عورتوں میں سے چند کو قید کر لیا اور یہ بیان کیا کہ وہ کانیں انھیں کی ہیں جو ان کے ملک میں ہیں۔ وہ لوگ مسلمانوں کو ان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے' ان کے اس عمل نے ان تمام مسلمانوں کو جو کانوں میں کام کرتے تھے وحشت میں ڈال دیا' چنانچہ وہ وہاں سے اپنی اور اپنے بچوں کی جان کے خوف سے واپس آ گئے' اس سے سلطنت کے لیے جو حق خمس اس سونے اور چاندی اور جواہرات سے جو کانوں سے نکالا جاتا ہے لیا جاتا تھا منقطع ہو گیا۔

بجہ پر فوج کشی کا حکم:

اس خبر نے متوکل کی ناگواری کو بڑھا دیا اور اسے غضبناک بنا دیا اس نے بجہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اسے بتا دیا گیا کہ وہ

لوگ ایسی قوم ہیں جو بدوی ہیں اور اونٹ اور مویشی والے ہیں' ان کے بلاد تک پہنچنا دشوار ہے' ناممکن ہے کہ لشکر ان کے راستے کو پالیں کیونکہ وہ پٹ پر میدان اور بیابان ہیں اور دارالاسلام اور ان کے بلاد کے درمیان ایک مہینے کا راستہ ہے جو چٹیل میدان اور سخت پہاڑی ہے' جس میں پانی ہے نہ کھیتی نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے' نہ قلعہ جو شخص حکام شاہی میں سے وہاں داخل ہونا چاہے وہ اس امر کا محتاج ہے کہ وہ اس قدر رزاد و راہ اپنے ہمراہ لے جائے جو اتنی تمام مدت کے لیے کافی ہو' جتنی مدت تک ان کے بلاد میں قیام ہونے اور دارالسلام کی طرف واپسی میں صرف ہونے کا گمان ہو اور اگر قیام اس مدت سے بڑھ گیا تو وہ بھی ہلاک ہوگا اور جتنے اس کے ساتھی ہیں وہ بھی' بجہ ان سب کو بغیر جنگ کیے اپنے ہاتھوں سے گرفتار کرلیں گے' ان کا ملک بھی وہ ملک ہے جو سلطان کو خراج وغیرہ بھی کچھ نہیں دیتا متوکل ان پر لشکر کشی سے باز آ گیا ان کی حالت (بغاوت) ترقی کرتی رہی اور ان کی جرات مسلمانوں پر اس قدر بڑھتی گئی کہ باشندگان صعید مصر ان سے اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں کا خوف کرنے لگے۔

محمد بن عبداللہ القمی کی روانگی:

متوکل نے محمد بن عبداللہ المعروف بالقمی کو ان سے جنگ کرنے کے لیے والی بنایا' اور ان مواضع کی امداد یں بھی اس کے سپرد کردیں' وہ مواضع یہ تھے' الاقصر' اسنا' ارمنت' اسوان پہلے اسے جنگ بجہ سے اطلاع کردی (اور اسے یہ بھی بتا دیا کہ) وہ عنبسہ بن اسحاق الضبی سے جو مصر کے محکمہ حرب کا عامل ہے مراسلت کرے اور عنبسہ کو ہر ضرورت کی چیز لشکر و فوج متعینہ مصر وغیرہ مہیا کرنے کو لکھ دیا۔

عنبسہ نے اس معاملے میں اس کی ضرورت کو رفع کردیا۔ اور وہ زمین بجہ کی طرف روانہ ہوگیا وہ تمام لوگ جو کانوں میں کام کرتے تھے اس سے مل گئے اور ایک جماعت کثیر رضا کاروں کی (بھی) چنانچہ وہ تمام انسان پیادہ یا سوار جو اس کے ساتھ تھے قریب بیس ہزار کے ہوگئے وہ بحیرہ قلزم کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے سات جہاز سمندر میں بار کرائے جو آٹے اور روغن زیتون اور خرما اور ستو اور جو سے پر تھے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو ان کے ساتھ براہ بحر روانہ ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ زمین بجہ کے ساحل پر اس کے پاس آئیں اور محمد بن عبداللہ القمی زمین بجہ میں (براہ خشکی) چلتا رہا یہاں تک کہ وہ ان کانوں سے متجاوز ہوگیا' جن میں سونے کا کام کیا جاتا تھا اور ان کے قلعوں اور حفاظت کے مقامات تک پہنچ گیا' اور اس کی طرف ان کا بادشاہ جس کا نام علی بابا اور جس کے بیٹے کا نام لعیس تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ جس کی تعداد قمی کے ساتھ والے لوگوں سے کئی گنا زیادہ تھی نکل آیا۔

محمد بن عبداللہ القمی کا حملہ:

قوم بجہ اپنے اونٹوں پر سوار تھی اور ان کے پاس نیزے تھے' اور ان کے اونٹ عمدہ تھے جو اصالت میں گھوڑوں کے مشابہ تھے چنانچہ وہ چند روز تک پے در پے مقابلہ کرتے رہے اور لڑتے رہے اور صحیح طور پر جنگ نہیں کرتے تھے شاہ بجہ قمی کی مدافعت کرتا رہا تا کہ دن بڑھ جائیں اور رسد اور چارہ جو ان لوگوں کے ساتھ ہے وہ ختم ہو جائے اور انھیں طاقت نہ رہے۔ یہ بھوکے مرنے لگیں تو پھر بجہ انھیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کرلیں جب سردار بجہ کو یہ گمان ہوگیا کہ ان کی رسد تمام ہوگئی تو وہ ساتوں جہاز آ پہنچے جنھیں قمی نے بار کرایا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس سمندر کے کناروں میں سے ایک ساحل پر جس کا نام صنجہ تھا آ لگے قمی نے اپنی فوج میں سے ایک جماعت کو اس جگہ روانہ کردیا تاکہ وہ جہازوں کی بجہ سے حفاظت کریں۔

جو سامان ان جہازوں میں تھا اسے اپنی فوج میں تقسیم کردیا' اور ان کے پاس رسد اور چارہ بافراغت ہوگیا۔

سردار بجہ علی بابا نے یہ دیکھا تو ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا اور ان کے لیے لشکر جمع کیا' وہ مل گئے اور نہایت شدید جنگ کرنے لگے۔ اونٹ جن پر وہ لوگ جنگ کر رہے تھے وہ بھڑ کنے والے تھے بہت گھبراتے تھے اور ہر چیز سے ڈرتے تھے۔

بربروں کی شکست:

جب قمی نے یہ دیکھا تو اس نے اپنے لشکر کے اونٹوں اور گھوڑوں کے تمام گھنٹے جمع کر لیے اور انھیں گھوڑوں کے گلے میں باندھ دیا اور بجہ پر حملہ کیا' ان کے اونٹ گھنٹوں کی آواز سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کا خوف بہت بڑھ گیا' کہ وہ انھیں پہاڑوں پر اور میدانوں میں لے بھاگے' اور انھیں بالکل چورا چورا کر دیا' قمی نے اپنی فوج کے ساتھ ان کا پیچھا کیا اور انھیں قتل اور قید کرنے کے لیے گرفتار کرلیا' یہاں تک کہ رات ہوگئی' یہ واقعہ شروع ۲۴۱ھ میں ہوا۔ وہ ان کے پڑاؤ کی طرف واپس ہوا اور مقتولین کی کثرت کی وجہ سے وہ ان کے شمار پر قادر نہ ہوا۔ جب صبح ہوئی تو قمی نے انھیں اس طرح پایا کہ وہ اپنے پیادوں کو جمع کر کے کسی ایسے مقام کی طرف روانہ ہوئے جہاں وہ قمی کے تعاقب سے بچ جائیں۔

قمی نے ان سب کو رات ہی میں اپنے سواروں میں گھیرلیا۔

ان کا بادشاہ بھاگ گیا تو اس نے اس کا تاج اور سامان لے لیا۔

علی بابا کی امان طلبی:

علی بابا نے پناہ طلب کی کہ وہ اپنی مملکت اور بلاد کی طرف واپس چلا جائے' قمی نے اسے پناہ دے دی اس نے تمام اس مدت کا خراج کہ جسے اس نے روک لیا تھا ادا کر دیا اور وہ چار سال کا تھا' ہر سال کا چار سو مثقال اور علی بابا نے اپنی مملکت پر اپنے بیٹے لعیس کو نائب بنا دیا۔

محمد بن عبداللہ القمی کی مراجعت بغداد:

قمی علی بابا کو لے کر متوکل کے دربار میں واپس آیا اس کے پاس آخر ۲۴۱ھ میں پہنچا اس علی بابا کو ریشمی عبا اور سیاہ عمامہ پہنایا اور اس کے اونٹ پر بھی دورخ کا کجاوہ کسا اور ریشمی جھولیں ڈالیں اور اسے باب عامہ پر قوم بجہ کے ستر لڑکوں کے ساتھ کھڑا کر دیا جو کجاوے والے اونٹوں پر تھے اور ان کے پاس نیزے تھے اور ان کے نیزوں کی نوک پر اس جماعت کے سر تھے جو ان کے لشکر میں سے مارے گئے تھے' جنھیں قمی نے قتل کیا تھا۔

متفرق واقعات وامیر حج عبداللہ بن محمد:

متوکل نے حکم دیا کہ قمی سے عید الاضحیٰ ۲۴۱ھ کو (محاصل کا) قبضہ لے لیں' متوکل نے بجہ اور مکہ اور مصر کے درمیانی راستے کا سعد خادم ایتاخی کو حاکم مقرر کیا' سعد نے محمد بن عبداللہ قمی کو حاکم مقرر کیا' قمی علی بابا کو لے کر روانہ ہوا اور وہ اپنے دین پر قائم تھا' چنانچہ ان میں سے بعض نے بیان کیا کہ انھوں نے اس کے ساتھ ایک بت دیکھا جو بچے کی شکل کا تھا جسے وہ سجدہ کرتا تھا۔

اسی سال جمادی الآخر میں یعقوب بن ابراہیم عرف قوصرہ کا انتقال ہوا۔

اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال جعفر دینار حاکم راہ مکہ وحوادث حج نے حج کیا۔

۲۴۲ھ کے واقعات

زلزلے:

اس سال کے واقعات میں سے وہ ہول ناک زلزلے ہیں جو قومس اور اس کے خرما کے باغوں میں شعبان میں ہوئے جن سے مکانات منہدم ہوگئے اور وہاں کے باشندوں میں سے بہت سے آدمی جن پر دیواریں وغیرہ گر پڑیں مر گئے' بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد پینتالیس ہزار چھیانوے انسانوں تک پہنچ گئی' سب سے بڑا زلزلہ دامغان میں ہوا' بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال فارس وخراسان وشام میں بھی زلزلے اور بھیانک آوازیں پیدا ہوئی اور یمن میں اسی سال زلزلہ آیا۔

رومیوں کا حملہ:

اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی کے جو صائفے سے نکلنے کے بعد رومی بھی شمشاط کی طرف سے نکل آئے یہاں تک کہ وہ لوگ آمد کے قریب ہوگئے پھر جزیرہ کی سرحدوں سے نکل گئے' چند مواضع لوٹ لیے اور دس ہزار آدمی کے قریب قید کر لیے ان کا داخلہ قریباس کے موضع ابریق کی طرف سے تھا وہ اپنے شہروں کے ارادے سے واپس ہوئے قریباس اور عمر بن عبداللہ الاقطع اور ایک جماعت رضا کاروں کی ان کے پیچھے روانہ ہوئی' ان میں سے کسی کو بھی ان لوگوں نے نہ پایا تو علی بن یحییٰ کو یہ لکھا کہ موسم سرما میں ان کے شہروں کی طرف روانہ ہو۔

متفرق واقعات:

اسی سال متوکل نے ایک شخص عطارد کو قتل کیا جو نصرانی تھا پر مسلمان ہوا' مدت دراز تک مسلمان رہا پھر مرتد ہوگیا اس سے توبہ چاہی گئی' اس نے اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکار کر دیا' ۲ شوال ۲۴۲ھ کو اس کی گردن ماردی گئی اور اسے باب عامہ میں جلا دیا گیا۔

اسی سال رجب میں ابوحسان زیادی قاضی شرقیہ کی وفات ہوئی۔

اسی سال حسن بن علی بن الجعد قاضی مدینۃ المنصور کی وفات ہوئی۔

اسی سال والی مکہ عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

امیر حج جعفر بن دینار:

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا۔

۲۴۳ھ کے واقعات

متوکل کی روانگی دمشق:

اس سنہ میں ۲/ ذیقعد کو دمشق کی طرف متوکل کی روانگی ہوئی اس نے کسی شہر میں قربانی کی تو یزید بن محمد المہلبی نے اس کی

روانگی کے وقت یہ شعر پڑھے:

''میں یقین کرتا ہوں کہ نحوست عراق میں آ گئی۔ جب کہ ان کے امام نے روانگی کا ارادہ کر لیا۔ اگر تو عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑ دے گا۔ تو (گویا) حسینہ طلاق میں مبتلا کر دی جائے گی''۔

متفرق واقعات:

اسی سال شعبان میں ابراہیم بن عباس کی وفات ہوئی' جس میں مخلد بن الجراح نائب ابراہیم کو دیوان ضیاع کا حاکم بنایا گیا اور ہاشم بن بنجور کا انتقال ذی الحجہ میں ہوا۔

امیر حج عبدالصمد بن موسیٰ:

اسی سال عبدالصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور جعفر بن دینار نے جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا حج کیا۔

۲۴۴ھ کے واقعات

متوکل کی دمشق میں آمد:

اس سال کے واقعات میں سے ماہ صفر میں متوکل کا دمشق میں داخل ہونا ہے جو سامرا کے قریب ایک مقام میں تھا یہاں اس پر ستتر یا ستانوے دن گزر گئے اس نے قیام کا ارادہ کر لیا' شاہی دفاتر منتقل کر دیئے اور وہاں عمارت بنانے کا حکم دے دیا ترکوں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے وظائف کے لیے درخواست کی' اس نے ان کے لیے اس قدر وظائف کا حکم دیا جس سے وہ رضامند ہو گئے' پھر شہر میں وبا پھیل گئی اور یہ اس لیے ہوا کہ وہاں ہوا سرد تر تھی اور پانی ثقیل تھا۔ اور ہوا جو وہاں چلتی تھی اس میں پانی کے اجزا نہیں ہوتے تھے اور وہ نہایت تیزی سے چلا کرتی تھی یہاں تک کہ ساری رات گزر جاتی تھی وہاں پسو بہت تھے اور نرخ بھی گراں تھا اور درمیان سالمہ اور میرہ کے برف حائل تھی۔

بغا کی روم پر فوج کشی:

اسی سال متوکل نے ماہ ربیع الآخر میں بغا کو دمشق سے روم تک جنگ کرنے کو روانہ کیا اس نے صائفہ سے جنگ کی صملہ کو فتح کر لیا متوکل دمشق میں دو ماہ چند روز مقیم رہا پھر سامرا واپس آیا' اس نے اپنی واپسی میں دریائے فرات کو اختیار کیا' پھر انبار کی طرف لوٹا پھر انبار سے کنارے کے راستے سے سامرا لوٹا اور ۲۳ جمادی الآخر دوشنبہ کو وہاں داخل ہوا' اسی سال متوکل نے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے ابوالساج کو مکہ کے راستے پر بجائے جعفر بن دینار کے مقرر کیا میرے نزدیک صواب یہ ہے کہ اسے ۲۴۲ھ میں مکے کے راستے پر مقرر کیا۔

آنحضرت ﷺ کا نیزہ:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو نبی ﷺ کا تھا جس کا نام عنزہ تھا' بیان کیا گیا ہے کہ وہ نجاشی شاہ حبشہ کا تھا اس نے زبیر بن عوام کو دیا زبیر نے رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے لایا جاتا تھا اور میدان میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا آپ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے متوکل نے اپنے آگے لے چلنے کا حکم دیا' پولیس افسر اسے اس کے آگے لے چلتا تھا' اور اس کا نیزہ

نائب پولیس افسر لے چلتا تھا۔

بختیشوع پر عتاب:

اسی سال بختیشوع پر متوکل نے عتاب کیا اور اس کا مال ضبط کر لیا اور اسے بحرین کی طرف شہر بدر کر دیا اس پر ایک اعرابی نے اشعار کہے۔

امیر حج عبدالصمد بن موسیٰ:

اسی سال مسلمانوں کی عیدالاضحیٰ اور نصاری کی شعانین اور یہود کی عید الفطر جمع ہو گئی۔

اسی سال عبدالصمد بن موسی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

۲۴۵ھ کے واقعات

جعفریہ شہر کی تعمیر:

اسی سال متوکل نے ماحوزہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کا نام جعفری رکھا' اسی سال قواد اور اس کے ساتھیوں کو جاگیردی تعمیر میں جدت کی اور محمد یہ میں منتقل ہو گیا تا کہ ماحوزہ کا کام مکمل ہو جائے' قصر مختار و بدیع کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور ان کی لکڑی جعفری کی طرف منتقل کر دی' اور اس پر جیسا کہ کہا گیا ہے بیس لاکھ دینار سے زائد خرچ کیا اور اس میں قراء کو جمع کیا' جنھوں نے تلاوت کی' اور کھیل تماشے والے آ گئے تو انھیں بیس لاکھ درہم عطا کیے' متوکل اور اس کے مصاحبین اسے خاصہ متوکلہ کے نام سے پکارتے تھے' اس میں ایک محل بنایا جس کا نام لولوہ رکھا کہ بلندی میں جس کا مثل نہیں دیکھا گیا۔

نہر بنانے کا حکم:

ایک ایسی نہر کھودنے کا حکم دیا جس کی ابتدا ماحوزہ سے پانچ فرسخ اوپر سے اس موضع سے ہو جس کا نام کرمی ہے تا کہ اس کے آس پاس کی آب رسانی' نہر کے سرے اس محل تک ہو سکے۔ مواضع جلبتا اور خصاصہ علیا اور سفلی اور کرمی کے لینے کا حکم دیا اور ان کے باشندوں کو اپنے مکانات اور زمین بیچنے پر برانگیختہ کیا وہ لوگ اس پر مجبور کیے گئے تا کہ ان مواضع کے کل مکانات اور زمینیں اس نہر کے لیے ہو جائیں اور ان لوگوں کو ان مواضع سے نکال دے' نہر کے خرچ کے لیے بیس لاکھ دینار مقرر کیے' اور اس پر خرچ کرنے کے لیے ذی الحجہ ۲۴۵ھ میں دلیل بن یعقوب نصرانی کاتب بغا کو مقرر کیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو نہر کھودنے میں لگا دیا جو اس میں کام کرتے تھے' چنانچہ دلیل کام کرتا رہا اور مال پر مال اٹھاتا رہا اور اس کا حصہ کاتبوں میں تقسیم کرتا رہا یہاں تک کہ متوکل قتل کر دیا گیا نہر برباد ہو گئی' جعفریہ ویران و منہدم ہو گیا اور نہر کا کام ناتمام رہ گیا۔

زلزلے:

اسی سال بلاد مغرب میں ایسے زلزلے آئے کہ قلعے مکانات اور پل منہدم ہو گئے' متوکل نے تیس لاکھ روپیہ ان لوگوں پر صرف کرنے کا حکم دیا جن پر ان کے مکانوں میں مصائب نازل ہوئے۔ اسی سال عسکر مہدی بغداد میں زلزلہ آیا اور مدائن میں بھی۔

اسی سال قیصر روم نے مسلمان قیدیوں کو بھیجا' اور جو لوگ اس کے پاس قید تھے' ان کا فدیہ طلب کرنے کو بھیجا۔

اور جو بوڑھا شخص شاہ روم کی جانب سے متوکل کی طرف قاصد بن کر آیا وہ اطرابیلیس کے نام سے پکارا جاتا تھا' اس کے ساتھ ستتر مسلمان قیدی تھے جنھیں بن توخیل شاہ روم نے متوکل کو ہدیۃً بھیجا تھا اور اس کی آمد اسی سنہ میں ۲۵/صفر کو ہوئی وہ شفیف خادم کا مہمان ہوا' متوکل نے نصر بن الازہر شیعی کو شاہ روم کے قاصد کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ اسی سال روانہ ہوا اور فدیے کا معاملہ ۲۴۶ھ سے پہلے نہیں ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس سال شوال میں انطاکیہ میں ایسی حرکت شدیدہ اور زلزلہ محسوس ہوا جس نے خلق کثیر کو قتل کر دیا اور اس سے پندرہ سو مکانات گر پڑے' شہر پناہ کے کچھ اوپر نوے برج گر پڑے اور مکانات کے روشن دانوں سے ایسی خوفناک آوازیں لوگوں کو سنائی دیں جن کی حالت کو اچھی طرح بیان نہیں کر سکتے' اور اس کے باشندے بیابانوں میں بھاگ گئے اور انطاکیہ کو وہ اقرع ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا' اس روز دریا میں ہیجان پیدا ہو گیا اور اس پہاڑ سے بدبودار' تاریکی پھیلانے والا سیاہ دھواں بلند ہوا اور اس سے ایک فرسخ تک نہر خشک ہو گئی کہ نامعلوم کہاں چلی گئی اسی سال جیسا کہ کہا گیا ہے اہل تنیس نے مصر میں ایک ایسی مسلسل خوفناک آواز سنی جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔

اسی سال الس' رقہ' حران' راس العین' حمص' دمشق' رہا' طرطوس' مصیصہ' اذنہ اور سواحل شام میں زلزلہ اور لاذقیہ میں ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے نہ کوئی گھر باقی رہا اور نہ کوئی اس کا باشندہ بچا سوائے چند کے اور جبلہ مع اپنے باشندوں کے غائب ہو گیا۔

مکہ میں پانی کی کمیابی:

اسی سال مکے کا چشمہ مشاغل خشک ہو گیا' یہاں تک کہ مکے میں ایک مشک پانی کی قیمت اسی درہم تک پہنچ گئی' متوکل کی ماں نے کچھ روپیہ بھیجا جو وہاں خرچ کیا گیا۔

اسی سال اسحاق بن ابی اسرائیل اور سوار بن عبداللہ اور ہلال رازی کی وفات ہوئی۔

نجاح بن سلمہ:

اسی سال نجاح بن سلمہ ہلاک ہوا۔

مجھ سے حارث بن ابی اسامہ نے اس کے حالات میں سے بعض وہ باتیں بیان کیں جو مجھے ابھی یاد ہیں اور بعض اس کے علاوہ کہ نجاح بن سلمہ دفتر فرمان ونگرانی اہل کاران پر مقرر تھا اور اس کے قبل ابراہیم بن رباح جوہری کا کاتب تھا' اور وہ جاگیروں پر مامور تھا' چنانچہ تمام اہل کار اس سے ڈرتے تھے اور اس کی ضروریات پوری کرتے تھے اور کسی کو اس کے ارادے سے روکنے کی طاقت نہ تھی' متوکل بسا اوقات اسے ندیم وہم نشین بناتا تھا حسن بن مخلد اور موسیٰ بن عبدالملک کی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان سے جو وزیر متوکل تھا تنہائی میں صحبت رہتی تھی وہ دونوں اس کے پاس جایا کرتے تھے جب وہ انھیں اس کا حکم دیتا تھا حسن ابن مخلد دفتر جاگیر پر مامور تھا اور موسیٰ دفتر خراج (محصول) پر۔

حسن وموسیٰ کے خلاف ابن سلمہ کی شکایت:

نجاح بن سلمہ نے ایک رقعہ متوکل کو حسن وموسیٰ کے بارے میں لکھا جس میں یہ ذکر تھا کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور ان امور میں تقصیر کی ہے جن پر وہ مامور ہیں وہ چار کروڑ درہم ان دونوں سے برآمد کرا دے گا' متوکل نے اسے اپنے پاس بلایا اور شب

اس کے ساتھ گزاری اور کہا اے نجاح خدا اسے برباد کرے جو تمھیں برباد کرے کل صبح ہونے دو تو میں ان دونوں کو تمھارے سپرد کروں گا' صبح ہوئی اور متوکل نے اپنے مصاحبین کو ترتیب سے بٹھا دیا اور کہا اے فلاں تو حسن کو گرفتار کرلے اور اے فلاں تو حسن کو گرفتار کرلے۔

عبیداللہ کی حکمت عملی:

صبح کے وقت نجاح بھی متوکل کے پاس آیا' عبیداللہ سے ملا' عبیداللہ نے اسے یہ حکم دیا کہ متوکل سے پوشیدہ ہو جائے' پھر اس سے کہا کہ اے ابوالفضل واپس چلو تاکہ ہم اور تم اس معاملے میں غور کریں میں تمھیں ایسی بات کا مشورہ دوں گا جس میں تمھارے لیے بہتری ہوگی' اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں تمھارے اور ان دونوں کے درمیان صلح کرا دوں گا تم ایک رقعہ لکھ دو اس میں یہ ذکر ہو کہ تم شراب پیئے ہوئے تھے اور تم نے ان چیزوں کے متعلق گفتگو کی ہے جن میں نظر ثانی کی حاجت ہے میں امیر المومنین کے یہاں بات بنالوں گا' پھر وہ اسے فریب دیتا رہا' یہاں تک کہ اس نے اس مضمون کا رقعہ لکھ دیا جس کا اس نے حکم دیا تھا۔ پھر اس نے وہ رقعہ متوکل کے یہاں داخل کر دیا اور کہا:۔

عبیداللہ کی موسیٰ حسن کے لیے سفارش:

اے امیر المومنین جو کچھ نجاح نے کل کہا تھا اس سے اس نے رجوع کرلیا اور یہ رقعہ موسیٰ وحسن کا ہے وہ دونوں اسے قبول کرتے ہیں جو انھوں نے لکھا ہے آپ ان سے وہ رقم لے لیجئے جس کی انھوں نے ذمہ داری لی ہے پھر ان دونوں پر مہربانی فرمایئے ان دونوں سے تقریباً اتنا لے لیجئے جتنے کی ان کی جانب سے ذمہ داری کی گئی ہے۔

ابن سلمہ کی گرفتاری:

متوکل خوش ہوا اور اس کے لالچ میں آ گیا جو عبیداللہ نے کہا تھا' پھر عبیداللہ نے کہا کہ نجاح کو دونوں کے سپرد فرما دیجئے' وہ دونوں اسے لے گئے ان دونوں نے اس کے سر سے ان کی ٹوپی اتارنے کو کہا جو ریشم کی تھی اسے سردی محسوس ہوئی تو اس نے کہا کہ افسوس ہے اے حسن میں سردی محسوس کرتا ہوں اس نے اس کے سر پر ٹوپی پہنا دینے کا حکم دیا اور اسے موسیٰ دفتر خراج لے گیا' دونوں اس کے دونوں بیٹوں ابوالفرج وابومحمد کی طرف روانہ ہوئے' ابوالفرج گرفتار کرلیا گیا اور ابومحمد ابن بنت حسن شنیف فرار ہوگیا اس کا کاتب اسحاق بن سعد بن مسعود القطربلی اور عبداللہ بن مخلد المعروف با بن البواب جس کی تنہائی میں نجاح سے صحبت رہتی تھی گرفتار کرلیا گیا۔

نجاح اور اس کے بیٹے نے قریب ایک لاکھ چالیس ہزار دینے کا اقرار کیا' علاوہ اپنی بغداد اور سامرا کی جائیدادوں اور فرشوں اور محلوں کی قیمت کے علاوہ اپنی کثیر جائداد کے۔

ابن سلمہ کی ہلاکت:

حسن نے ان تمام پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور کئی مرتبہ اسے ایسی جگہ کوڑوں سے مارا جو مارنے کی جگہ نہ تھی' قریب دو سو کوڑے مارے' اسے دبوچا گیا اور گلا دبایا گیا' اس کا گلا موسی الفرانق اور مخلوف نے دبایا' لیکن حارث نے کہا ہے کہ اس کے دونوں خصیے اس قدر دبائے گئے کہ وہ مر گیا۔

وہ اسی سال ۲۲/ ذی قعدہ یوم دوشنبہ کو صبح کو مرا' اس نے اس کے غسل دینے اور دفن کرنے کا حکم دیا رات کو دفن کیا گیا' اس

کے بیٹے محمد اور عبداللہ بن مخلد اور اسحاق بن سعد کو تقریباً پچاس پچاس کوڑے مارے گئے۔

آل نجاح بن سلمہ پر عتاب:

اسحاق نے پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور عبداللہ بن مخلد نے پندرہ ہزار دینار دینے کا' اور کہا گیا ہے کہ بیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا جو بیٹا اس کا احمد ابن بنت حسن بھاگ گیا تھا اس پر بھی بعد موت نجاح قابو پالیا گیا' پھر اسے کچہری میں قید کر دیا گیا' جو کچھ نجاح اور اس کے بیٹے ابوالفرج کے گھر میں اسباب تھا سب لے لیا گیا' اور ان کے مکانات اور جائدادیں جہاں کہیں تھیں' قبضے میں لے لی گئیں' اور ان کے عیال کو نکال دیا گیا' ان کے وکیل ملک حبش کو جو ابن عیاش تھا' گرفتار کر لیا گیا' اس نے بھی بیس ہزار دینار کا اقرار کیا اور حسن بن سہل بن لوح اہوازی اور حسن بن یعقوب بغدادی کی تلاش میں مکے بھیجا گیا' اور اس کی وجہ سے ایک قوم گرفتار کر کے قید کر دی گئی۔

ابن سلمہ کی ہلاکت کی دوسری روایت:

سبب ہلاک میں اس کے علاوہ بھی مذکور ہے' بیان کیا گیا ہے کہ وہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے خلاف تھا' اور عبیداللہ متوکل پر قابو پائے ہوئے تھا اور وزارت اور امور عامہ اسی کے سپرد تھے اور نجاح کے فرمان عامہ سپرد تھا' جب متوکل نے محل جعفری بنانے کا ارادہ کیا تو اس سے نجاح نے کہا جو اس کے مصاحبوں میں سے تھا کہ اے امیر المومنین میں آپ کے لیے ایک ایسی قوم نامزد کرتا ہوں کہ آپ انھیں میرے سپرد کر دیں تا کہ میں آپ کے لیے ان سے اتنے اموال وصول کروادوں جن سے آپ کا یہ شہر تعمیر ہو جائے' کیونکہ اس کے تعمیر کرنے میں آپ کو اس قدر مال کی ضرورت ہوگی جس کی مقدار بھی بڑی ہے اور اس کا تذکرہ بھی بڑا ہے۔ اس نے کہا کہ ان کا نام لو۔

عبیداللہ کی ابن سلمہ کے خلاف شکایت:

اس نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں ان لوگوں کا ذکر تھا' موسیٰ بن عبدالملک اور عیسیٰ بن عرخانشاہ نائب' حسن بن مخلد اور زیدان بن ابراہیم نائب موسیٰ بن عبدالملک اور عبیداللہ بن یحییٰ اور اسے کے دونوں بھائی عبداللہ بن یحییٰ اور زکریا اور میمون بن ابراہیم اور محمد بن موسیٰ منجم اور اس کا بھائی احمد بن موسیٰ اور علی بن یحییٰ بن ابی منصور اور جعفر معلوف دفتر خراج کا مستخرج اور ان کے علاوہ قریب بیس آدمی' یہ متوکل کو ایسے موقع سے بتایا کہ اسے پسند آیا اور اس نے کہا کہ صبح کو سویرے آنا' جب صبح ہوئی تو اسے اس معاملے میں کچھ شک نہیں ہوا' عبیداللہ بن یحییٰ نے متوکل سے بحث کی اور اس سے کہا کہ یا امیر المومنین اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ بغیر مصیبت میں ڈالے کسی کو نہ چھوڑے نہ کاتب کو نہ قیدی کو نہ عامل کو' تو اے امیر المومنین پھر کون ان خدمتوں کے لیے کھڑا ہوگا۔

نجاح کی موسیٰ وحسن کو حوالگی:

نجاح صبح کو آیا تو عبیداللہ نے اسے اس کی جگہ پر بٹھا دیا اور اس کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی' موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد حاضر کیے گئے ان سے عبیداللہ نے کہا کہ اگر وہ (نجاح) امیر المومنین کے یہاں داخل ہو گیا تو امیر المومنین تم دونوں کو اس کے حوالے کر دیں گے پھر وہ تم دونوں کو قتل کر دے گا اور جس کے تم دونوں مالک ہو لے لے گا' لہٰذا تم دونوں امیر المومنین کی خدمت میں ایک رقعہ لکھو جس میں بیس لاکھ دینار کا دینا قبول کرو ان دونوں نے اپنے قلم سے رقعہ لکھ دیا اور عبیداللہ بن یحییٰ نے وہاں پہنچا دیا اور امیر المومنین کے اور نجاح اور موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد کے درمیان آمد و رفت کرنے لگا اور موسیٰ وحسن کی مدد کرتا

رہا' پھر دونوں کو متوکل کے پاس پہنچا دیا' تو ان دونوں نے اس رقم کی ذمہ داری کر لی اور وہ یعنی عبید اللہ ان دونوں کے ساتھ نکل آیا پھر اس نے اسے (نجاح) کو ان دونوں کے حوالے کر دیا حالانکہ تمام لوگ خواص اور عوام اور وہ دونوں خود بھی اس بات میں شک نہ کرتے تھے کہ وہ دونوں اور عبید اللہ بن یحییٰ اس بات کی وجہ سے جو نجاح اور متوکل کے درمیان ہو چکی ہے' نجاح کے سپرد کر دیئے جائیں گے' ان دونوں نے نجاح کو گرفتار کر لیا اور موسیٰ بن عبد الملک اسے سزا دینے کے لیے مامور ہوا' اس نے اسے سامرا کے دیوان خراج میں قید کرایا اور اسے بہت سے درے مارے۔

اسحاق بن سعد پر تاوان:

متوکل نے یہ حکم دیا کہ اس کے کاتب اسحاق بن سعد پر جو اس کے خاص امور اور اسکے ایک لڑکے کی جائداد کے کام پر مقرر تھا' اکاون ہزار دینار کا تاوان ڈالا جائے اور اسے حلف دیا جائے اور یہ کہا کہ اس نے خلیفہ واثق کے زمانے میں جبکہ وہ عمر بن فرج کا قائم مقام تھا۔ مجھ سے پچاس دینار لیے تھے' تب میرا وظیفہ کھولا تھا' لہٰذا ہر دینار کے بدلے ہزار دینار لے لو اور ایک ہزار زیادہ جیسا کہ اس نے زیادہ لیا' چنانچہ وہ قید کر دیا گیا اور اس پر تین قسطیں مقرر کر دی گئیں اور اس وقت تک رہا نہیں کیا گیا جب تک کہ اس نے بعجلت ایک قسط سترہ ہزار دینا کی ادا نہ کر دی باقی کے ضامن لینے کے بعد رہا کیا گیا پھر اس پر سترہ ہزار دینار کا تاوان ڈالا گیا۔

نجاح پر عتاب و خاتمہ:

عبید اللہ نے حسین ابن اسمٰعیل جو متوکل کا ایک دربان تھا اور عتاب بن عتاب کو متوکل کی جانب سے روانہ کیا کہ وہ نجاح کے پچاس کوڑے مارے اگر وہ اس کا اقرار نہ کرے اور ادا نہ کرے جو اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

اس نے اسے مارا' پھر دوسرے دن بھی اسی طرح مار کا اعادہ کیا' پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی اعادہ کیا نجاح نے کہا کہ امیر المومنین کو (یہ پیام) پہنچا دو کہ میں مر گیا۔ موسیٰ بن عبد الملک نے جعفر کو اور اس کے ساتھ (دیوان خراج) کے مددگاروں میں سے دو مددگاروں کو حکم دیا انھوں نے اس کی شرم گاہ کو اس قدر دبایا کہ وہ سرد ہو گیا اور مر گیا۔

حسن و موسیٰ سے متوکل کا مطالبہ زر:

صبح ہوئی تو ایک سوار متوکل کی طرف روانہ کیا گیا جس نے حادثہ وفات نجاح کی اسے خبر دی' متوکل نے ان دونوں (موسیٰ وحسن) سے کہا کہ میں اپنا وہ مال چاہتا ہوں جس کی تم دونوں نے ضمانت کی ہے؟ انھوں نے اس سے بہانہ کر دیا ان دونوں نے اس کے (نجاح) کے اور اس کے لڑکے کے تمام مال پر قبضہ کر لیا' ابوالفرج کو قید کر دیا جو ابی صالح بن یزداد کی جانب سے انتظام جائداد کے دفتر پر مقرر تھا' اور اس کے کل اسباب اور تمام ملک پر قبضہ کر لیا' اور اس کی جائداد پر لکھ دیا کہ یہ امیر المومنین کی ہے اور جہاں تک بنا یہ دونوں اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرتے رہے۔

متوکل جب پیتا تھا تو بسا اوقات ان دونوں سے کہا کرتا تھا کہ یا تو میرے کاتب (نجاح) کو واپس کر دو ورنہ مال لاؤ' دیوان عامہ کے کام کا انتظام بھی عبید اللہ بن یحییٰ کے کام کے ساتھ ملا دیا گیا اس نے اس پر اپنے چچا کے بیٹے یحییٰ بن عبد الرحمٰن ابن خاقان کو خلیفہ بنا دیا اور موسیٰ بن عبد الملک اور حسن بن مخلد کی یہی حالت رہی کہ متوکل ان دونوں سے ان مالوں کا مطالبہ کرتا رہا جس کے یہ نجاح کی جانب سے ضامن ہوئے تھے۔

موسیٰ کا خاتمہ:

اس حالت کو زیادہ وقفہ نہ گزرا تھا کہ قصر جعفری سے منتصر کی مشایعت کے لیے موسیٰ بن عبدالملک سوار ہوا اور اس نے اپنی منزل کے لیے جو اسے محل تک پہنچاتی ہے سامرا کا ارادہ کیا تھا' چنانچہ اسے پہنچایا اور تھوڑی دیر اس کے ساتھ رہا پھر واپسی کے ارادے سے پلٹا۔ جب وہ چل رہا تھا' یکا یک ایک چیخ مار کے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے پکڑو' وہ دوڑ پڑے تو وہ ان کے ہاتھوں پر بے حس ہو کر گر پڑا' اسے اس کے مکان پر پہنچا دیا گیا' وہ ایک شبانہ روز زندہ رہا پھر مر گیا۔

متفرق واقعات:

اس کے بعد دیوان خراج پر بھی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو مقرر کر دیا گیا' اس نے احمد بن اسرائیل کا تب معتز کو اس پر خلیفہ بنا دیا اور وہ جب بھی اس کا خلیفہ تھا جب یہ کتابت معتز پر تھا۔

قصافی نے ان واقعات میں یہ اشعار کہے:

''نجاح زمانے کے حملے سے ڈرتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس سے گزر کر موسیٰ وحسن کی بھی نوبت آ گئی۔ صبح اس طرح ہوئی کہ وہ آزاد لوگوں کی نعمتیں چھینتا تھا۔ پھر شام ہوئی تو خود اس کا مال اور بدن چھنا ہوا تھا''۔

اسی سال رجب میں بختیشوع طبیب کو ایک سو پچاس کوڑے مارے گئے اور بیڑیاں ڈال کر تہ خانے میں قید کر دیا گیا۔

اسی سال رومیوں نے سمیساط پر ڈاکہ ڈالا اور قریب پانچ سو آدمی کے قتل و قید ہوئے۔

علی بن یحییٰ ارمنی کی مہم:

علی بن یحییٰ ارمنی نے صائفہ کی جنگ کی۔

اہل لولوہ نے تیس دن تک اپنے رئیس کو اس پر چڑھنے سے روکا پھر شاہ روم نے ان کے پاس ایک بطریق (سردار) کو بھیجا کہ وہ اقرار پر ان میں سے ہر ایک کے لیے ہزار دینار کا ذمہ لے لے کہ وہ لولوہ کو اس کے حوالے کر دیں' انھوں نے اس بطریق کو اپنی طرف چڑھا لیا' پھر ان کے بقیہ وظائف بھی دیئے گئے اور جو کچھ انھوں نے چاہا وہ بھی' انھوں نے لولوہ اور وہ بطریق کو ذی الحجہ میں بلکا جور کے حوالے کر دیا اور وہ بطریق کہ جسے شاہ روم نے ان کے پاس بھیجا تھا نغیط کہلاتا تھا جب اہل لولوہ نے اسے بلکا جور کے حوالے کر دیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علی بن یحییٰ ارمنی اسے متوکل کے پاس لے گیا تو متوکل نے اسے فتح بن خاقان کے حوالے کیا چنانچہ اس نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کیا' مسلمانوں نے اس سے کہا کہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو اس نے کہا تم جانو اور قیصر روم نے لکھا کہ وہ اس کے بدلے ایک ہزار آدمی مسلمانوں میں سے دے گا۔

امیر حج محمد بن سلیمان:

اسی سال محمد بن سلیمان بن عبداللہ ابن محمد ابن امام ابراہیم نے جو مکے کا حاکم تھا اور زینبی مشہور تھا لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

متوکل کی سال گرہ:

اسی سال ۱۱/ ربیع الاول یوم شنبہ ۱۷/ حزیران' ۲۸/ اردی بہشت ماہ کو متوکل کی سال گرہ تھی جس میں اس نے اہل خراج کے لیے ادائے خراج میں مہلت کی رعایت کی تھی' چنانچہ بحتری طائی نے کہا کہ سال گرہ کا دن اس زمانے سے مل گیا جس کو اردشیر نے ایجاد کیا تھا۔

۲۴۶ھ کے واقعات

صوائف:

ان واقعات میں عمر بن عبداللہ الاقطع کی صائفہ سے جنگ ہے جس میں اس نے سات ہزار فوج نکالی تھی اور قربیاس کی جنگ ہے جس میں اس نے پانچ ہزار فوج نکالی تھی' اور فضل بن قارن کی بیس جہازوں میں بحری جنگ ہے جس میں اس نے قلعہ انطا کیہ کو فتح کرلیا' اور جنگ کا بلکار جور ہے جس میں اس نے غنیمت وقیدی حاصل کیے اور صائفہ میں علی بن یحییٰ ارمنی کی جنگ ہے جس میں اس نے پانچ ہزار فوج اور قریب دس ہزار چوپائے اور گھوڑے گدھے چھین لیے تھے۔

اسی طرح متوکل اپنے محل کی طرف منتقل ہوا جسے اس نے ماحوزہ میں بنایا تھا' اسی سال یوم عاشورہ میں وہ اس میں داخل ہوا۔

شاہ روم کے لیے تحائف:

اسی سال صفر میں علی بن یحییٰ ارمنی کے ہاتھوں فدیہ ادا ہوا چنانچہ دو ہزار تین سو سڑسٹھ آدمیوں کا فدیہ ادا کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فدیہ اسی سال جمادی الاولی سے پہلے تمام نہیں ہوا۔

نصر بن الازہر شیعی سے کہ فدیے کے معاملے میں شاہ روم کی طرف متوکل کا قاصد تھا مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب میں قسطنطنیہ گیا۔ شاہ میخائیل کے مکان پر مع اپنی فوج اور تلوار اور خنجر اور ٹوپی کے حاضر ہوا تو میرے اور بادشاہ کے ماموں بطرناس کے درمیان جو شاہی شان کا سردار تھا مناظرہ ہونے لگا اور ان لوگوں نے مجھے مع میری فوج وتلوار کے اندر جانے دینے سے انکار کیا' پھر مجھ سے کہا واپس ہو تو میں واپس ہو گیا' پھر میں راستے سے پلٹا اور میرے ساتھ تحائف تھے قریب ایک ہزار نافہ مشک اور ریشمی کپڑے اور زعفران کثیر اور نادر تحفے تھے۔

نصر بن الازہر کی شاہ روم سے ملاقات:

اور برجان کے وفود کو ان لوگوں کو جو اس کے پاس آئے تھے (اندر جانے کی) اجازت مل گئی تھی اور میں نے ان تحائف کو جو میرے ساتھ تھے اٹھایا اور اس کے پاس داخل ہو گیا تو وہ ایک تخت بالائے تخت پر بیٹھا تھا اور بطریق (سردار لوگ) اس کے اردگرد کھڑے ہوئے تھے' پھر میں نے سلام کیا اور بڑے تخت کے کنارے پر بیٹھ گیا اور میرے لیے بیٹھنے کی جگہ تیار کی گئی تھی اور میں نے تحائف اس کے سامنے پیش کر دیے اور اس کے سامنے تین ترجمان تھے' ایک غلام فرش بچھانے والا جو مسرور کا خادم تھا اور ایک غلام عباس بن سعید جوہری کا اور اس کا قدیم ترجمان تھا جسے سرحون کہا جاتا تھا' چنانچہ ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم اس کے (بادشاہ کے) پاس کیا (پیام) پہنچائیں' میں نے کہا کہ جو کچھ میں کہوں اس پر تم لوگ کچھ بڑھانا نہیں' پھر وہ لوگ سامنے آ کر جو کچھ میں کہتا تھا اس کا ترجمہ کرنے لگے پھر اس نے میرے تحائف قبول کر لیے اور ان وفود میں سے کسی کے لیے کوئی حکم نہیں دیا اور مجھے اپنا مقرب بنا لیا اور میرا اکرام کیا اور میرے لیے اپنے نزدیک ایک منزل تیار کرائی پھر میں نکلا اور اپنی منزل میں گیا اور میرے پاس اہل لولوۃ آئے' جنھوں نے اس کے ساتھ اپنی وفاداری کا اور نصرانیت کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا' اور انھوں نے ان مسلمانوں میں سے

دو آدمیوں کو روانہ کیا جو اس میں مقیم تھے' کہا نصر بن از ہر شیعی نے کہ وہ قریب چار مہینے تک مجھ سے غافل بنا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس مخالفت اہل لولوہ اور ان کے اس کے قاصدوں کے گرفتار کر لینے اور عرب کے لولوہ پر غالب آ جانے کے بارے میں خط آیا تو پھر دوبارہ انھوں نے مجھ سے گفتگو شروع کی اور میرے اور ان کے درمیان میں فدیے کے بارے میں یہ امر قرار پایا کہ وہ لوگ ان سب کو دے دیں جو ان کے پاس ہیں اور میں ان سب کو دے دوں جو میرے پاس ہیں اور میرے پاس ایک ہزار سے کس قدر زیادہ تھے اور وہ تمام قیدی جو ان کے قبضے میں تھے دو ہزار سے زیادہ تھے جن میں بیس عورتیں تھیں جن میں دس بچے تھے۔

قیدیوں کا تبادلہ:

انھوں نے میرے جواب میں باہم حلف کرنے کو کہا' پھر میں نے اس کے ماموں سے حلف چاہا چنانچہ اس نے میخائیل کی طرف سے حلف کیا پھر میں نے کہا اے بادشاہ آپ کی طرف سے آپ کے ماموں نے حلف کیا ہے لہٰذا یہ قسم آپ کے لیے بھی لازم ہوگئی' اس نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں' اور میں نے بلاد روم میں داخل ہونے سے نکلنے تک کبھی اس کو کوئی بات کہتے نہیں سنا' سوائے اس کے کہ ترجمان کہتا تھا اور وہ سنتا تھا پر سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کہہ دیتا تھا اور کلام نہیں کرتا تھا اور اس کا ماموں اس کے کام کا مدبر تھا میں ان قیدیوں کو جو اس کے پاس تھے اچھے حال میں لے کے نکلا' پھر جب ہم لوگ فدیے کے مقام پر پہنچ گئے تو ہم نے یہ سب اور وہ سب رہا کر دیئے اور ان مسلمانوں کی تعداد جو ہمارے قبضے میں آ گئے دو ہزار سے زیادہ تھی اور ان میں ایک تعداد ان کی بھی تھی جو نصرانی بن گئے تھے اور جو ان کے قبضے میں گئے ان کی تعداد ایک ہزار سے کسی قدر زیادہ تھی اور وہ جماعت جو نصرانی بن گئی تھی ان کے متعلق شاہ روم نے یہ کہا کہ میں تم سے نصرانیت کو قبول نہ کروں گا جب تک کہ تم فدیے کے مقام پر نہ پہنچ جاؤ پھر جو شخص چاہے کہ میں اسے نصرانیت میں قبول کروں' تو وہ مقام فدیہ سے واپس آ جائے ورنہ تاوان دے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا جائے' اور زیادہ تر جو نصرانی ہوئے اہل مغرب تھے' اور زیادہ تر جو نصرانی ہوئے قسطنطنیہ میں ہوئے' اور وہاں کے دو سنار تھے جو نصرانی ہو گئے تھے' وہ دونوں قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے' پھر ان مسلمانوں میں سے جن پر شاہ روم غالب آ گیا تھا' بلاد روم میں کوئی نہ رہا سوائے ان سات آدمیوں کے جن میں پانچ وہ تھے جو سقلیہ سے لائے گئے تھے جن کا فدیہ اس شرط پر ادا کیا گیا کہ وہ سقلیہ پہنچا دیئے جائیں اور دو شخص لولوہ کے باشندوں میں سے تھے' جنھیں میں نے چھوڑ دیا اور کہہ دیا کہ انھیں قتل کر دو کیونکہ ان دونوں نے نصرانیت کی طرف میلان ظاہر کیا تھا۔

متفرق واقعات و امیر حج محمد بن سلیمان:

اسی سال شعبان و رمضان میں اہل بغداد پر اکیس دن تک پانی برسا' یہاں تک کہ اینٹوں پر گھاس اگ آئی۔

اسی سال متوکل نے نماز عید الفطر جعفریہ میں پڑھی' اور عبدالصمد بن موسیٰ نے جعفریہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور سامرا میں کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ اسی سال یہ خبر آئی کہ اطراف بلخ کے ایک راستے میں جو دہقانوں کی طرف منسوب ہے' خون خالص برسا۔

اسی سال محمد بن سلیمان زینبی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اسی سال محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا وہی حوادث موسم کا حاکم تھا۔

اسی سال محمد بن اہل سامرا نے رویت کی بنا پر دوشنبہ کو عید الاضحیٰ منائی اور اہل مکہ نے سہ شنبہ کو۔

۲۴۷ھ کے واقعات

وصیف کی املاک پر قبضہ کرنے کا ارادہ:

اس کا سبب مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے وصیف کی اصبہان والجبل اور اس کے مواضع کی جائداد پر قبضہ کر لینے کے لیے فتح بن خاقان کو خطوط لکھنے کا حکم دیا اس کے متعلق خطوط لکھ دیئے گئے اور اس بنا پر مہر کے لیے بھیج دیئے گئے' کہ ۵/ شعبان کو پنج شنبہ کا دن آ گیا تھا' پھر یہ خبر وصیف کو پہنچ گئی اور اس کے معاملے میں جو حکم دیا گیا تھا اس کا اسے یقین آ گیا اور متوکل نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رمضان کے آخر جمعہ میں لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائے۔

آخری جمعہ کی امامت کا ارادہ:

شروع رمضان ہی میں اس بات کی شہرت ہوگئی کہ امیر المومنین لوگوں کو آخر جمعہ رمضان کی نماز پڑھائیں گے لوگ اس کے جمع ہونے لگے اور اکٹھا ہو گئے' اور بنی ہاشم بغداد سے اپنی درخواستیں پیش کرنے اور اس سے کلام کرنے نکلے کہ جب وہ سوار ہو تو (پیش کریں)۔

منتصر کو نماز کی امامت کا حکم:

جب اس جمعہ کا دن آیا تو اس نے نماز کے لیے سوار ہونے کا ارادہ کیا' عبیداللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اہل بیت میں سے بہت لوگ جمع ہو گئے اور بعض دادخواہ ہیں اور بعض طالب حاجت' اور امیر المومنین کو ضیق صدر اور حرارت کی شکایت ہے' اس لیے اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ اپنے ولی عہد کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اور ہم سب اس کے ساتھ ہوں' تو ایسا کریں' اس نے کہا میری بھی وہی رائے ہے جو تم دونوں کی رائے ہے منتصر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

معتز کی امامت کی تجویز:

جب منتصر چلا کہ نماز پڑھانے کے لیے سوار ہو تو ان دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے ایک رائے اور مناسب سمجھی ہے اور امیر المومنین کی رائے بہت برتر ہے' اس نے کہا وہ کیا ہے مجھ سے بیان کرو' ان دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ابو عبداللہ المعتز باللہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے تاکہ وہ اس یوم شریف سے شرف حاصل کریں کیونکہ ان کے اہل بیت اور لوگ سب جمع ہیں' اللہ انھیں (اس شرف کو) پہنچائے۔

معتز کے یہاں اس سے ایک دن قبل بچہ پیدا ہوا تھا معتز کو حکم دیا پھر وہ سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر منتصر اپنی منزل میں جو جعفریہ میں تھی ٹھہر گیا' اور یہ واقعہ ان واقعات میں سے ہے جن سے منتصر کیا اشتعال میں زیادت ہوئی۔

معتز کی مراجعت:

جب معتز اپنے خطبے سے فارغ ہوا تو عبیداللہ بن یحییٰ اور فتح بن خاقان اس کی طرف کھڑے ہو گئے' پھر ان دونوں نے اس کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا' معتز نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوا اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ اس طرح واپس ہوئے کہ لوگ

ان کے ساتھ خلافت کی سواری میں اور سارا عالم اس کے آگے تھا یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور وہ دونوں اس کے ساتھ تھے اور اسی کے ساتھ داؤد بن محمد بن ابی العباس طوسی بھی داخل ہوا۔

داؤد بن محمد کی معتز کی تعریف:

داؤد نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھے اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں' اس نے کہا' کہو تو کہا واللہ اے امیر المومنین میں نے امین اور مامون کو معتصم کو بھی دیکھا ہے اور واثق باللہ کو بھی دیکھا ہے' مگر واللہ میں نے کسی شخص کو منبر پر اس قدر اچھا بہ اعتبار حاجت روائی کے اور نہ اس قدر اچھا باعتبار فی البدیہہ تقریر کرنے کے اور نہ اس قدر بلند آواز اور نہ اس قدر شیریں زبان اور نہ اس قدر نصیحت کرنے والا المعتز باللہ سے زیادہ نہیں دیکھا' اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ انھیں آپ کی بقاء کے طفیل میں عزت دے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان کی زندگی سے فائدہ مند کرے۔ متوکل نے کہا اللہ تعالیٰ تمھیں خیر سنائے اور ہمیں تمھاری زندگی سے فائدہ مند کرے۔

متوکل کی علالت:

جب یک شنبہ ہوا اور یہی عید الفطر کا دن تھا تو متوکل کو کچھ سستی بیماری محسوس ہوئی اس نے کہا کہ منتصر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے' عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین لوگ جمعہ کے دن بھی امیر المومنین کے دیدار کے منتظر رہے وہ جمع ہوئے اور اکٹھا ہوئے اور پھر امیر المومنین سوار نہ ہوئے' اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر امیر المومنین سوار نہ ہوئے تو لوگ ان کی بیماری کی خبر اڑائیں گے اور ران کے معاملے میں چرچا کریں گے اگر امیر المومنین کی یہ رائے ہے کہ وہ اپنی سواری سے دوستوں کو خوش کریں اور دشمنوں کو مایوس کر دیں تو ایسا کریں' اس نے انھیں اپنی سواری کے لیے تیاری اور انتظام کا حکم دیا پھر سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے مکان میں واپس آ گیا' اس دن بھی اور دوسرے دن بھی اس طرح رہا کہ اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا۔

متوکل کی کسر نفسی:

بیان کیا گیا ہے کہ وہ عید کے دن کی طرح سوار ہوا کہ قریب چار میل تک اس کے لیے صفیں کھڑی کر دی گئی تھیں اور لوگ اس کے آگے پیدل چل رہے تھے' پھر اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے محل کی طرف واپس ہوا' پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ میں نے اس گروہ کی کثرت دیکھی اور ان سب کو اپنا زیر دست دیکھا' اس لیے میں نے پسند کیا کہ اللہ عز وجل کے لیے تواضع کروں۔

متوکل کی خواہش:

جب عید کی صبح ہوئی (یعنی دوسرا دن ہوا) تو اس دن بھی اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا' پھر جب تیسرا دن ہوا اور اس دن ۳/ شوال سہ شنبہ تھا تو صبح کو خوش اور بشاش اور مسرور اٹھا تو کہا کہ شائد میں خون کی بیماری محسوس کرتا ہوں' اس کے دونوں طبیب طیفوری اور ابن الابرش نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کے لیے خیر کرے (علاج) کر ڈالیے چنانچہ (علاج) کیا پھر اس نے اونٹ کے بچے کی خواہش کی چنانچہ اس کی تیاری کا حکم دیا اور اس کے سامنے لایا گیا' پھر اسے وہ اپنے ہاتھ سے اٹھانے لگا۔

ابن حفصی مغنی کا بیان:

ابن حفصی مغنی سے مذکور ہے کہ وہ اس مجلس میں موجود تھا ابن حفصی نے کہا کہ میرے اور عثعث اور زنان اور بنانان احمد بن یحییٰ بن معاذ کے غلام کے سوا جو منتصر کے ساتھ آیا تھا اور کوئی کھانے والا موجود نہ تھا' متوکل اور فتح بن خاقان ساتھ کھا رہے تھے اور ہم لوگ ان کے سامنے ایک کونے میں اور مصاحبین علیحدہ علیحدہ اپنے حجروں میں تھے اس نے اب تک کسی کو نہیں بلایا۔

میری طرف امیر المومنین متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اور عثعث میرے سامنے کھاؤ اور تمھارے ساتھ نصر ابن سعید الجہبذ بھی کھائے' پھر میں نے کہا کہ اے سردار واللہ نصر تو مجھ کو بھی کھا لے گا پھر کیونکر ہو گا' جو ہمارے سامنے رکھا جائے گا' پھر اس نے کہا تم سب کھاؤ میری جان کی قسم' چنانچہ کھایا پھر ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ اس سے اٹھا لیے۔

ایک مرتبہ امیر المومنین متوجہ ہوئے تو ہم لوگوں کو ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھ کر کہا کہ تمھیں کیا ہوا جو نہیں کھاتے' میں نے کہا اے سردار جو ہمارے سامنے تھا۔ ختم ہو گیا' حکم دیا گیا اور دیا جائے' ہمیں اس کے آگے سے چمچہ بھر کے دیا گیا۔

متوکل کو سبز رومال کی پیش کش:

امیر المومنین کسی دن اس دن سے زیادہ مسرور نہ تھے' اپنی مجلس شروع کی اور مصاحبین اور گانے والوں کو بلایا وہ حاضر ہوئے' پھر قبیحہ والدۂ معتز نے ایک سبز ریشمی شالی رومال بھیجا کہ جس کے برابر خوبصورت لوگوں نے نہ دیکھا ہو گا' اسے دیکھا اور دیر تک دیکھتا رہا پھر اسے اچھا معلوم ہوا اور اسے بہت عجیب معلوم ہوا پھر اس کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور اسے اس کے پاس پھیر دینے کا حکم دیا اس کے قاصد سے کہا کہ کیا اس کے ذریعے سے اس نے مجھے یاد کیا ہے' پھر کہا واللہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اسے نہ اوڑھوں اور نہ یہ پسند کروں کہ کوئی اسے میرے بعد اوڑھے اور اسی لیے میں نے اسے پھڑوا دیا تاکہ اسے میرے بعد کوئی نہ اوڑھ سکے۔

ہم لوگوں نے اس سے کہا کہ اے ہمارے سردار یہ خوشی کا دن ہے ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں اے امیر المومنین کہ آپ ایسا نہ کریں۔

متوکل شراب اور تماشے میں مشغول ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں قلیل وقفے میں تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں' اپنے سرور اور تماشے میں رات تک مشغول رہا۔

منتصر کے قتل کی سازش:

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ متوکل نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اور فتح بن خاقان ۵/شوال یوم پنج شنبہ کو اس لیے اپنا دو پہر کا کھانا عبداللہ بن عمر البازیار کے یہاں کھائیں گے تاکہ دھوکے سے منتصر کو قتل کیا جائے اور ترکوں کے سرداروں اور لیڈروں میں سے وصیف اور بغا وغیرہ کو قتل کیا جائے۔

ابن حفصی کے بیان کے مطابق اس دن سے ایک پہلے یوم سہ شنبہ کو اپنے بیٹے منتصر کے متعلق اس نے بہت سی لغو باتیں کیں' کبھی اسے گالی دیتا تھا اور کبھی اسے اس کی طاقت سے زیادہ شراب پلاتا تھا اور کبھی اس کے چپت لگواتا تھا اور کبھی اسے قتل کی دھمکی دیتا تھا۔

منتصر کی اہانت:

ہارون بن محمد بن سلیمان ہاشمی سے مذکور ہے کہ اس نے کہا مجھ سے بعض ان عورتوں نے بیان کیا جو پردے میں تھیں کہ متوکل فتح بن خاقان کی طرف متوجہ ہوا کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بری ہوں اگر تم اسے یعنی منتصر کو طمانچہ نہ مارو' فتح بن خاقان کھڑا ہوا اور دو مرتبہ اسے اس طرح طمانچہ مارا کہ اپنا ہاتھ اس کی گدی پر گزار دیتا تھا' متوکل نے تمام حاضرین سے کہا کہ سب اس بات کے گواہ رہو کہ میں نے تیرا نام منتصر رکھا تھا پھر لوگوں نے بوجہ تیری حماقت کے تیرا نام منتظر رکھ دیا' پھر اب تو مستعجل ہو گیا' منتصر نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری گردن مارنے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر اس سے زیادہ آسان ہوتا جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں' متوکل نے حکم دیا کہ اسے بلاؤ' اس کے بعد رات کے کھانے کا حکم دیا' چنانچہ وہ حاضر کیا گیا اور یہ واقعہ نصف شب میں ہوا' منتصر اس کے پاس سے نکلا اور احمد بن یحییٰ کے غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہولے' پھر جب وہ چلا گیا تو متوکل کے سامنے دستر خوان بچھایا گیا اور وہ کھانے لگا اور نشے کی حالت میں لقمہ لینے لگا۔

منتصر اور زرافہ کی گفتگو:

ابن حفصی سے مذکور ہے کہ منتصر اپنے حجرے کی طرف چلا تو اس نے زرافہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ میرے ہمراہ چلو' اس نے کہا اے سردار امیر المومنین (ابھی دربار) سے نہیں اٹھے تو اس نے کہا کہ امیر المومنین کو تو شراب نے روک لیا ہے اور عنقریب بغا اور مصاحبین نکلتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے بچوں کا معاملہ میرے سپرد کر دو' کیونکہ اتامش نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس کے بیٹے کی تمھاری بیٹی سے اور تمھارے بیٹے کی شادی اس کی بیٹی سے کر دوں۔

زرافہ نے جواب دیا کہ اے میرے سردار ہم لوگ تو آپ کے غلام ہیں آپ' ہمیں حکم سے آگاہ کر دیجئے منتصر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے ہمراہ لے گیا۔

اس کے پہلے مجھ سے زرافہ نے یہ کہا تھا کہ اپنے اوپر مہربانی کرو کیونکہ امیر المومنین نشے میں ہیں اور تھوڑی دیر میں افاقہ ہو جائے گا اور مجھے تمرہ نے بلایا ہے اور مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں تم سے یہ درخواست کروں کہ تم بھی اس کے پاس چلو' اس لیے ہم دونوں اس کے حجرے میں چلیں' کہا ابن حفصی نے کہ میں نے اسے یہ جواب دیا کہ میں تم سے پہلے اس کے حجرے میں پہنچ جاؤں گا۔

زرافہ منتصر کے ساتھ اس کے حجرے میں چلا گیا۔

بنان کا بیان ہے جو احمد بن یحییٰ کا غلام تھا کہ اس سے منتصر نے کہا کہ میں نے زرافہ کے بیٹے کا اوتامش کی بیٹی سے اور اتامش کے بیٹے کا زرافہ کی بیٹی سے نکاح کر دیا' بنان نے کہا کہ پھر میں نے منتصر سے کہا کہ اے سردار نچھاور کہاں ہے؟ کیونکہ وہی نکاح کو اچھا کرتی ہے' تو اس نے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو کیونکہ اب رات ہوگئی ہے۔

ابن حفصی کی روایت:

ابن حفصی کہتا ہے کہ زرافہ تمرہ کے حجرے کی طرف روانہ ہوا جب اس میں داخل ہوا تو کھانا مانگا کھانا لایا گیا اس نے اس میں سے ذرا سا ہی کھایا تھا کہ ہم نے شور وغل سنا تو کھڑے ہو گئے' پھر کہا بنان نے کہ زرافہ تمرہ کے گھر سے نکلا ہی تھا کہ فوراً ہی بغا منتصر کے سامنے کھڑا ہو گیا تو منتصر نے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے تو اس نے کہا خیر ہے اے امیر المومنین' اس نے کہا تجھے خرابی ہو کیا کہتا ہے۔

اس نے کہا ہمارے سردار امیر المومنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ آپ کا اجر زیادہ کرے جو اللہ کے بندے تھے' اس نے انھیں دعوت دی انھوں نے اسے قبول کر لیا منتصر بیٹھ گیا اور اس گھر کا اور مجلس کا دروازہ بند کرنے کا حکم دیا چنانچہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور وصیف کے پاس متوکل کی جانب سے قاصد روانہ کیا جس میں معتز اور موید کے حاضر کرنے کا حکم تھا۔

مصاحبین متوکل کا مجلس سے اخراج:

عثعث سے مذکور ہے کہ منتصر کے کھڑے ہو جانے اور اس کے مع زرافہ نکل جانے کے بعد متوکل نے دوستر خوان مانگا' اور بغا صغیر جو شرابی کے نام سے مشہور تھا پردے کے پاس کھڑا تھا' اور اس دن گھر میں (پہرے پر بغا کبیر کی باری تھی اور اس کا نائب گھر میں پہرہ دینے پر) اس کا بیٹا موسیٰ تھا اور یہ موسیٰ وہی ہے جو متوکل کی خالہ کا بیٹا تھا اور بغا کبیر اس دن سمیساط میں تھا' بغا صغیر مجلس میں آیا اور مصاحبوں کو اپنے حجروں میں داخل ہونے کا حکم دیا تو فتح نے کہا کہ یہ وقت ان کے واپس جانے کا نہیں ہے حالانکہ امیر المومنین نہیں اٹھے' بغا نے اس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جب سات بج جائیں تو میں مجلس میں کسی کو نہ رہنے دوں متوکل نے چودہ رطل شراب پی تھی فتح کو ان کا اٹھنا ناگوار ہوا تو بغا نے اس سے کہا کہ امیر المومنین کی بیگمات پردے کے پیچھے ہیں اور وہ خود نشے میں ہیں' اس لیے کھڑے ہو اور نکلو' سب نکل آئے' پھر فتح اور عثعث اور ان میں کے چار خاص خادموں شفیع اور فرج صغیر اور مونس اور ابو عیسیٰ مارد المحرزی کے سوا کوئی نہیں رہا' باورچی نے متوکل کے سامنے دستر خوان بچھا دیا' پھر وہ کھانے لگا اور لقمہ لینے لگا اور مارد سے کہنے لگا کہ میرے ساتھ کھاؤ' یہاں تک کہ اس نے اپنا کچھ کھانا نشے کی حالت میں کھایا پھر شراب بھی پی' عثعث نے بیان کیا کہ ابو احمد بن متوکل بھی جو موید کا اخیافی تھا اس مجلس میں ان لوگوں کے ساتھ تھا' متوکل بیت الخلاء جانے کو کھڑا ہو گیا۔

ابو احمد احتجاج:

بغا شرابی نے سوائے دریا کے دروازے کے سب دروازے بند کر دیئے تھے اور اسی دروازے سے وہ جماعت گھس آئی جو اس کے قتل کرنے کو مقرر کی گئی تھی' ان لوگوں کو ابو احمد نے دیکھا تو ان پر چلایا کہ یہ کیا' ہے اے کمینو' دفعتہً دیکھا تو وہ ننگی تلواروں کے ساتھ تھے' جس جماعت نے قتل کا ذمہ لیا تھا اس میں سے بغلون ترکی اور باغر اور موسیٰ بن بغا اور ہارون بن صوار تکین اور بغا شرابی پہلے آ گئے تھے' جب متوکل نے ابو احمد کی آواز سنی سر اٹھا کر اس جماعت کو دیکھا تو کہا اے بغا یہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ چوکی والے ہیں جو میرے سردار امیر المومنین کے دروازے پر رات کو رہتے ہیں' متوکل کی بغا سے گفتگو کرنے کے وقت وہ جماعت اپنے پیچھے پلٹ گئی' اور واجن اور اس کے ساتھی اور وصیف کے لڑکے ان کے ساتھ اب تک نہیں آئے تھے۔

متوکل کا قتل:

عثعث نے کہا کہ میں نے بغا کو ان سے یہ کہتے سنا کہ اے کمینو تم لوگ لامحالہ قتل کیے جاؤ گے' تو عزت کی موت مرو' پھر وہ جماعت مجلس کی طرف واپس آ گئی' بغلون نے اس پر (حملہ کرنے میں) سبقت کی' اس نے اس کے شانے اور کان پر ایک ضرب ماری چنانچہ اسے کاٹ دیا' پھر متوکل نے کہا ذرا ٹھہر' خدا تیرے ہاتھ کاٹے' پھر کھڑا ہو گیا اور اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہاتھ سے اس کا مقابلہ کرنا چاہا تو بغلون نے ہاتھ کو جدا کر دیا' اور باغر بھی اس کا شریک ہو گیا' فتح نے کہا کہ تمھاری خرابی ہو امیر المومنین کو مار رہے ہو' بغا نے کہا اے کمینے خاموش نہیں رہے گا؟ فتح نے خود اپنے کو متوکل پر ڈال دیا تو ہارون نے اس کے اپنی تلوار بھونک دی' تو وہ موت

موت چلانے لگا اور ہارون اور موسیٰ بن بغا نے بھی اس پر تلواروں سے حملہ جاری رکھا' ان دونوں نے اسے قتل کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور عشعث کے سر میں جوٹ لگی' متوکل کے ساتھ ایک چھوٹا خادم تھا جو پردے کے پیچھے چھپ کر بچ گیا اور لوگ بھاگ گئے' اور ان لوگوں نے جس وقت وہ وصیف کے پاس آئے تھے یہ کہا تھا کہ ہمارے ساتھ رہو کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہماری مراد پوری نہ ہوئی تو ہم قتل کر دیئے جائیں گے وصیف نے کہا کہ تمھارے لیے کوئی اندیشہ نہیں ہے' انھوں نے کہا کہ اچھا اپنے بعض لڑکوں ہی کو ہمارے ساتھ بھیجو' اس نے ان کے ساتھ اپنے لڑکوں میں سے پانچ کو صالح اور احمد اور عبداللہ اور نصر اور عبیداللہ کو بھیج دیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی مراد تک پہنچ گئے۔

فتح بن خاقان کا قتل:

زرقان سے مذکور ہے جو دربانوں پر زرافہ کا قائم مقام تھا کہ منتصر جب زرافہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھر سے باہر لے گیا اور جماعت اندر آ گئی تو عشعث نے انھیں دیکھ کر متوکل سے کہا کہ ہم شیروں سے اور سانپوں اور بچھوؤں سے فارغ ہو گئے اور تلواروں کا ذکر کیا تو متوکل نے اس سے کہا کہ تجھے خرابی ہو تو کیا بکتا ہے' اس کا کلام ناتمام ہی تھا کہ وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے تو فتح ان کے روبرو کھڑا ہو گیا' اے کتو پیچھے ہٹو پیچھے و بغا شرابی بڑھا اور تلوار سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا باقی لوگ متوکل کی طرف بڑھے اور عشعث سامنے کی طرف بھاگ گیا' ابو احمد اپنے حجرے میں تھا جب اس نے شور سنا تو نکلا اور اپنے باپ پر گر پڑا' بغلون نے اس پر حملہ کیا دو ضربیں ماریں' وہ نکل آیا اور سب کو چھوڑ دیا' جماعت منتصر کی طرف روانہ ہوئی' پھر اس کی خلافت کو تسلیم کر کے تعزیت کی کہ امیر المومنین مر گئے۔

زرافہ کی خلیفہ منتصر کی بیعت:

تلوار لے کر وہ لوگ زرافہ کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا کہ بیعت کر' اس نے (منتصر سے) بیعت کر لی' منتصر نے وصیف کو خبر بھیجی کہ وصیف نے میرے باپ کو قتل کر دیا تو میں نے اسے اس کے بدلے قتل کر دیا' تم بھی اپنے معزز اصحاب کے ساتھ حاضر ہو' وصیف اور اس کے اصحاب آئے اور انھوں نے بھی بیعت کی عبیداللہ بن یحییٰ اپنے حجرے میں تھا قوم کے حال کی اسے کچھ خبر نہ تھی' وہ احکام نافذ کرنے میں مشغول تھا۔

ترکوں کا منصوبہ:

ذکر کیا گیا ہے کہ ترکی عورتوں میں سے ایک عورت نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں اس نے قوم کے ارادے کی خبر دی تھی' وہ رقعہ عبیداللہ کو ملا' پھر اس نے اس معاملے میں فتح سے مشورہ کیا' اور یہ رقعہ ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کاتب فتح ابن خاقان کو دیا گیا پھر اس نے فتح کو اس کی خبر دی' ان سب کی رائے متوکل سے پوشیدہ رکھنے پر متفق ہو گئی' اس لیے کہ انھوں نے اس کو خوش دیکھا تو انھیں یہ گوارا نہ ہوا کہ اسے دن بھر رنجیدہ کریں اور انھیں قوم کا معاملہ حقیر معلوم ہوا' اور انھیں یہ بھروسہ تھا کہ کوئی شخص نہ اس پر جرات کر سکے گا اور نہ اس پر قادر ہو گا۔

عبیداللہ کا فرار:

بیان کیا گیا ہے کہ اس رات ابو نوح بہانے سے بھاگ گیا' عبیداللہ اپنے کام میں بیٹھا رہا جعفر بن عاملہ اس کے سامنے تھا کہ یکا یک اس کا کوخادم اس کے پاس آیا اور کہا اے میرے سردار آپ کیوں بیٹھے ہیں' اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو' کہا کہ سارا گھر تلوار بنا ہوا ہے پھر اس نے جعفر کو نکلنے کا حکم دیا' وہ نکلا اور لوٹا اس نے خبر دی کہ امیر المومنین اور فتح قتل کر دیئے گئے' وہ اپنے خدام اور لوگوں

کے ساتھ نکلا تو اسے خبر دی گئی کہ تمام دروازے بند ہیں' تو اس نے دریا کی طرف کا راستہ اختیار کیا تو اتفاقاً اس راستے کے دروازے بھی بند تھے' پھر اس نے وہ دروازے توڑنے کا حکم دیا جو دریا کے متصل تھے' تین دروازے توڑ ڈالے گئے' یہاں تک کہ وہ نکل کر دریا کی طرف آ گیا اور ایک کشتی تک پہنچ گیا' پھر وہ اس میں بیٹھ گیا اور جعفر بن حامد اور اس کا ایک غلام اس کے ساتھ تھا' پھر معتز کے مکان پر گیا اور اسے دریافت کیا تو اسے نہ پایا تو کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اس نے مجھے بھی مارا اور اپنے کو بھی مارا' پھر اس پر افسوس کیا۔

عبیداللہ کا حملہ کرنے سے انکار:

عبیداللہ کے پاس چہارشنبہ کو صبح کے وقت اس کے ساتھی جمع ہو گئے جو مخلوط النسل عرب اور عجم اور امن اور آوارہ گرد اور بدوی اور بے روزگاروں وغیرہ میں سے تھے' بعض نے کہا ہے کہ وہ قریب بیس ہزار سوار کے تھے' کم تعداد بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ تیرہ ہزار آدمی تھے' بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ ہزار سوار تھے' کم تعداد بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ پانچ اور دس ہزار کے درمیان تھے' ان لوگوں نے اس سے کہا کہ اسی دن کے لیے آپ ہمارے ساتھ سلوک کرتے تھے' لہٰذا آپ اپنا حکم دیجیے اور ہمیں اجازت دیجیے تو ہم اس جماعت پر ایک دم سے حملہ کر دیں' اس نے ان سے انکار کیا اور کہا کہ اس میں کوئی اچھی تدبیر نہیں کیونکہ وہ شخص یعنی معتز ان کے قبضے میں ہے۔

علی بن یحییٰ منجم:

علی بن یحییٰ منجم سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں متوکل کے قتل سے چند روز قبل اس کے سامنے حالات جنگ کی پیشین کوئی کی کتاب پڑھا کرتا تھا تو اس کتاب میں میں نے ایک مقام پایا جس میں یہ تھا کہ خلیفہ دہم اپنی مجلس میں قتل کیا جائے گا تو میں نے پڑھنا بند کر دیا اور اس سلسلے کو منقطع کر دیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو کیوں ٹھہر گیا تو میں نے کہا خیریت ہے' خلیفہ نے کہا خدا کی قسم تجھے ضرور پڑھنا ہوگا' تو میں پڑھنے لگا اور خلفاء کے ذکر سے باز آ گیا' پھر متوکل نے کہا کہ کاش مجھے علم ہو جاتا کہ کون ہے وہ بدبخت جو قتل کیا جائے گا۔

متوکل کی ابن حمزہ ارمنی سے برہمی:

سلمۃ بن سعید نصرانی سے مذکور ہے کہ متوکل نے اپنے قتل سے چند روز قبل اشوط بن حمزہ ارمنی کو دیکھا تو اسے دیکھ کر گھر کی دی اور اس کے نکال دینے کا حکم دیا' کہا گیا ہے کہ اے امیر المومنین کیا آپ اس کی خدمت کو پسند نہیں کیا کرتے تھے' کہا ہاں لیکن چند راتوں سے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں اس پر سوار ہوں اور وہ میری طرف دیکھ رہا ہے اور اس کا سر خچر کے سر کے مثل ہو گیا ہے پھر اس نے کہا کہ تو کب تک ہمیں ایذا دے گا' اب تیری عمر میں صرف کچھ دن کم پندرہ برس باقی رہ گئے ہیں' یہ واقعہ اس کے ایام خلافت کے شمار کے مطابق تھا۔

ابن ابی ربیع اور محمد بن سعید کے خواب:

ابن ابی ربیع سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ایک شخص باب الرسن سے ایک گاڑی پر سوار داخل ہوا اس کا منہ صحرا کی طرف ہے اور پشت (گدی) شہر کی طرف ہے اور وہ اشعار پڑھتا ہے۔

مذکور ہے کہ حبشی اب ابی ربعی کی وفات متوکل کے قتل سے دو سال قبل ہوئی۔

محمد بن سعید سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ ابوالوارث قاضی نصیبین نے کہا کہ میں نے خواب میں ایک آنے والے کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آیا ہے اور اشعار پڑھتا ہے۔

مدت حکومت:

۴/ شوال شب چہارشنبہ کو نصف شب سے ایک گھنٹے بعد قتل کیا گیا' ایک قول یہ ہے کہ شب پنج شنبہ کو قتل کیا گیا اس کی خلافت چودہ سال دس مہینے تین دن رہی' وہ جس روز بھی قتل ہوا ہو جیسا کہ کہا گیا ہے وہ چالیس برس کا تھا' اور شوال ۲۰۶ھ میں فم الصلح میں پیدا ہوا تھا اور اس کا رنگ گندمی تھا' آنکھیں خوبصورت تھیں' رخسار ابھرے ہوئے نہ تھے اور چھریرے بدن کا تھا۔

مروان ابن ابی الجنوب کا قصیدہ:

مروان ابن ابی الجنوب ابی السمط سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین کی شان میں شعر کہے اور اس میں روافض کا تذکرہ کیا تو اس نے مجھے بحرین و یمامہ کا حاکم بنا دیا اور مجھے دربار عام میں چار خلعت دیئے' اور منتصر کو بھی خلعت دیا' اور میرے لیے تین ہزار دینار کا حکم دیا جو میرے سر پر نچھاور کر دیئے گئے' اور اپنے بیٹے منتصر اور سعد ایتاخی کو حکم دیا کہ وہ انھیں میرے لیے سمیٹ لیں' اور میں نے انھیں چھوا بھی' پھر ان دونوں نے انھیں جمع کر لیا' پھر میں وہ سب لے گیا۔

ایک اور شعر پر جو میں نے اسی مضمون میں کہا تھا میرے سر پر دس ہزار درہم نچھاور کیے۔

اور مروان ابن ابی الجنوب سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب متوکل خلیفہ بنایا گیا تو میں نے ابن ابی دواد کو ایک قصیدہ بھیجا جس میں میں نے ابن ابی دواد کی مدح کی تھی اور اس کے آخر میں دو شعر تھے جس میں میں نے ابن الزیات کا حال بیان کیا تھا' اور وہ یہ تھے:

''مجھ سے بیان کیا گیا کہ زیات کو موت آ گئی۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ میرے پاس فتح و نصرت لایا۔ زیات نے بے وفائی سے ایک کنواں کھودا تھا۔ پھر خیانت و بدعہدی کی وجہ سے وہی اس میں ڈال دیا گیا''۔

مروان بن ابی الجنوب کی طلبی:

جب وہ قصیدہ ابن ابی دواد کے پاس پہنچا تو اس نے متوکل سے اس کا ذکر کیا اور اسے وہ دونوں شعر سنا دیئے۔ اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا' تو اس نے کہا کہ وہ یمامہ میں ہے' واثق نے اسے امیر المومنین سے محبت ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا' کہا اسے سواری پر بلایا جائے' تو اس نے کہا اس پر قرض ہے' پوچھا کتنا ہے' کہا چھ ہزار دینار' کہا وہ دے دیئے جائیں' چنانچہ اسے دے دیئے گئے اور یمامہ سے سوار کرا دیا گیا چنانچہ وہ سامرا پہنچا اور ایک قصیدے میں متوکل کی مداح کی' اس میں کہتا ہے:

''شباب رخصت ہو گیا' اے کاش نہ رخصت ہوتا۔ اور پیری آ گئی اور کاش وہ نہ آتی''۔

پھر جب قصیدے کے ان دو شعروں پر پہنچا:

''جعفر کی خلافت مثل نبوت کے ہے۔ جو بے طلب اور بے حق جتائے آ گئی۔ خدا نے اسے اسی طرح خلافت عطا کی۔ جس طرح نبی مرسل علیہ السلام کو نبوت عطا کی اس کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا''۔

مروان ابن ابی الجنوب پر نوازشات:

ابو یحییٰ بن مروان بن محمد الشنی الکلبی سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے الوالسط مروان ابن ابی الجنوب نے خبر دی ہے کہ اس نے کہا جب میں امیر المومنین متوکل علی اللہ کے پاس گیا تو میں نے ولی عہد کی مدح کی اور یہ اشعار اسے سنائے:

''اللہ تعالیٰ نجد کو سیراب کرے اور سلام ہے نجد پر۔ اور نجد کیسا اچھا ہے باوجود دوری' بعد کے بھی۔ میں نے نجد کی طرف دیکھا حالانکہ بغداد درمیان میں ہے۔ اے کاش میں نجد کو دیکھتا اور کس قدر دور نجد نجد میں ایسی قوم ہے جنھیں میری زیارت محبوب ہے۔ اور میرے نزدیک بھی ان کی زیارت سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے''۔

اس نے کہا کہ جب میں نے پورا قصیدہ سنا دیا تو میرے لیے ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس اور تین سواریوں یعنی ایک گھوڑے ایک خچر ایک گدھے کا حکم دیا' میں اس وقت تک نہ گیا جب تک میں نے اس کے شکریے میں یہ اشعار نہ کہہ لیے:

''پرودگار عالم نے لوگوں کے لیے جعفر کا خود انتخاب کیا اور اسے اپنے ہی انتخاب سے بندوں کے حال کا مالک بنا دیا''۔

اس نے کہا کہ جب میں اس شعر پر پہنچا:

''بس اپنے ہاتھوں کی بخشش کو مجھ سے روک دیجئے اور زیادہ نہ کیجئے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں سرکش اور متکبر نہ ہو جاؤں''۔

فرمایا نہیں' خدا کی قسم میں نہ روکوں گا تاوقتیکہ تو میری کو سخاوت نہ جان لے اور تو جانے نہ پائے گا تاوقتیکہ اپنی حاجت نہ مانگ لے' میں نے کہا اے امیر المومنین یمامہ میں جس جائداد کو بطور جاگیر آپ نے مجھے دینے کا حکم دیا ہے' ابن مدبر نے بیان کیا ہے کہ وہ معتصم کی جانب سے اولاد پر وقف ہے اور اس کا بطور جاگیر دینا جائز نہیں اس نے کہا کہ وہ زمین تجھے سو سال کے لیے ایک درہم لگان پر دیتا ہوں' میں نے کہا کہ امیر المومنین یہ اچھا نہیں ہے کہ ایک درہم دربار میں ادا کیا جائے ابن مدبر نے کہا کہ ہزار درہم کے عوض میں نے کہا ہاں اس نے اسے میرے لیے اور میرے وارثوں کے لیے نافذ کر دیا پھر کہا کہ یہ حاجت نہیں ہے یہ تو قبالہ (معاملہ) ہے میں نے کہا کہ میری وہ جائداد جو واثق نے بطور جاگیر مجھے دی تھی ابن الزیات نے مجھے ہٹا دیا اور میرے اور اس جائداد کے درمیان حائل ہو گیا لہٰذا آپ اسے بھی میرے لیے نافذ فرما دیجئے' سو درہم سالانہ پر اس کے نافذ کرنے کا بھی حکم دے دیا۔

ابی حشیشہ کی روایت:

ابی حشیشہ سے مذکور ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مامون کہا کرتا تھا کہ جو خلیفہ میرے بعد ہوگا' اس کے نام میں' عین' ہوگا تو گمان ہوتا تھا کہ اس کا بیٹا عباس ہوگا' مگر معتصم ہوا اور کہا کرتا تھا اور اس کے بعد ھاء ہوگی گمان ہوتا تھا کہ ہارون ہوگا' مگر واثق باللہ ہوا اور کہا کرتا تھا اور اس کے بعد زرد پنڈلیوں والا' گمان ہوتا تھا کہ وہ ابوالحنا نز عباس ہوگا مگر متوکل اس طرح کا تھا' میں نے اسے دیکھا کہ جب وہ تخت پر بیٹھ کر اپنی دونوں پنڈلیاں کھولتا تھا تو وہ دونوں ایسی زرد تھیں کہ گویا زعفران میں رنگی گئی ہیں۔

یحییٰ بن اکثم کا بیان:

یحییٰ بن اکثم سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میں متوکل کے پاس حاضر ہوا تو میرے اور اس کے درمیان مامون کا اور اس کے ان خطوط کا جو حسن بن سہل کے نام تھے تذکرہ جاری ہو گیا میں نے اس کی فضیلت اور تعریف اور اس کی نیکیوں اور علم اور معرفت اور خبر داری کے متعلق بہت کچھ کہا جو بعض حاضرین کے موافق نہ تھا۔

متوکل نے کہا کہ وہ (مامون) قرآن کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔

میں نے کہا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ قرآن کے ساتھ اور کسی علم فرض کی حاجت نہیں (یعنی قرآن کافی ہے) نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ کسی اور کے فعل کی طرف جانے کی ضرورت ہے' نہ آپ کے بیان کر دینے اور سمجھا دینے کے بعد (نہ) سیکھنے کے لیے حجت ہے نہ ذلیل اور حق ہونے کے بعد بوجہ حجت ظاہر ہو جانے کے سوائے تلوار کے کچھ نہیں۔

متوکل نے کہا کہ میری مراد وہ نہیں جن کی طرف تو گیا۔

یحییٰ نے جواب دیا کہ احسان مند پر محسن غائب کی خوبیاں بیان کرنا فرض ہے۔

پوچھا: وہ دوران گفتگو میں کیا کہا کرتا تھا' معتصم باللہ مرحوم اس کے متعلق کچھ کہا کرتا تھا جو میں بھول گیا ہوں

یحییٰ نے کہا وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ میں ان نعمتوں پر تیری حمد کرتا ہوں جن کا شمار تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا' اور میں ان گناہوں کی تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں جن کا احاطہ سوائے تیری عفو کے کوئی نہیں کر سکتا۔

متوکل نے کہا کہ اس وقت وہ کیا کہتا تھا جب اسے کچھ اچھا معلوم ہوتا تھا یا اسے کوئی خوش خبری ملتی تھی' معتصم باللہ نے علی بن یزداد کو حکم دیا کہ وہ اسے ہمارے لیے لکھ دے اس نے لکھ دیا تھا اور وہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا مگر پھر ہم اسے بھول گئے۔

یحییٰ نے کہا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا اور اس کی اشاعت کرنا اور اس کے انعامات کو شمار کرنا اور انھیں بیان کرنا اہل نعمت پر اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اس میں اس کے حکم کی فرماں برداری ہے اور ان نعمتوں پر اس کا شکر ہے' پس اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں جن کا وہ اہل اور مستحق ہے جو اس کے حق کی پوری کرنے والی اور اس کے اس شکر تک پہنچنے والی ہیں جو موجب مزید نعمت ہے' اس قدر تعریفیں ہیں جنھیں اس وجہ سے ہماری تعداد شمار نہ کر سکے اور ہماری یاد احاطہ نہ کر سکے کہ اس کے احسانات پے در پے ہیں اور اس کا فضل مسلسل ہے اور اس کی بخشش ہمیشہ ہے' تعریف اس ذات کی ہے جو یہ جانتا ہے کہ یہ نعمتیں اسی کی جانب سے ہیں اور اس کا شکر ہے اس پر۔

متوکل نے کہا کہ تو نے سچ کہا بعینہٖ یہی کلام ہے اور یہ سب تجربہ کار اور ذی علم کی حکمتیں ہیں' مجلس ختم ہو گئی۔

یوم النحر کے متعلق فرمان:

اسی سال صفر میں محمد بن عبداللہ بن طاہر مکے سے پلٹ کر بغداد آیا اور یوم النحر میں اختلاف کی وجہ سے جو پریشانی اسے ہوئی' اس کی شکایت کی۔

متوکل نے زرد لفافے میں باب خلافت سے حاکم حج کے پاس رویت ہلال ذی الحجہ کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ اسے روانہ کر دیا جائے جس طرح حج کی خیریت کے متعلق آنے والا لفافہ روانہ کیا جاتا ہے' حکم دیا کہ مشعر حرام (مزدلفہ) اور تمام مقامات حج میں بجائے روغن زیتون کے شمع روشن کی جائے۔

اسی سال ۶/ ربیع الآخر کو جعفریہ میں والدہ متوکل کی وفات ہوئی اور منتصر نے نماز جنازہ پڑھائی' جامع مسجد کے قریب دفن کی گئی۔
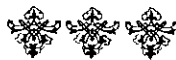
باب ۲

خلیفہ المنتصر

اسی سال ۴/ شوال یوم چہار شنبہ کو ایک اور قول میں ۳ شوال کو جعفریہ میں منتصر محمد بن جعفر کی خلافت کی بیعت لی گئی' وہ (اس وقت) پچیس سال کا تھا' بیعت کے بعد دس روز تک مقیم رہا پھر وہاں سے مع اپنے عیال و سرداران لشکر و فوج سامرا میں منتقل ہو گیا۔

بیعت خلافت:

ان لوگوں نے جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے اس سے شب چہار شنبہ کو بیعت کی تھی بعض لوگوں سے مذکور ہے کہ انھوں نے کہا جب چار شنبہ کی صبح ہوئی تو سردار اور کاتب اور معززین اور شاکریا اور عام فوج والے اور ان کے علاوہ اور بہت سے آدمی جعفریہ میں حاضر ہوئے' انھیں احمد بن خصیب نے ایک فرمان سنایا جس میں امیر المومنین منتصر کی جانب سے یہ خبر دی تھی کہ فتح بن خاقان نے اس کے والد جعفر متوکل کو قتل کر دیا تو اس نے اس کے عوض اسے قتل کر دیا پھر لوگوں نے بیعت کر لی' اور عبید اللہ بن فتح بن خاقان بھی حاضر ہوا اور بیعت کر کے چلا گیا۔

منتصر اور فتح:

ابو عثمان سعید سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جب وہ رات ہوئی جس میں متوکل قتل کیا گیا تو ہم لوگ منتصر کے ساتھ دار الخلافہ میں تھے' جب فتح باہر جاتا تھا تو منتصر بھی اس کے ساتھ جاتا تھا اور جب وہ واپس آتا تو اس کے کھڑے ہونے پر کھڑا ہو جاتا تھا اور بیٹھنے پر بیٹھ جاتا تھا' اور اس کے پیچھے پیچھے جاتا تھا' سوار ہوتا تو اس کی رکاب پکڑتا تھا اور اس کے کپڑے جو اس کے گھوڑے کے زین میں (دب جاتے تھے) برابر کرتا تھا۔

منتصر کا ترکوں سے معاہدہ:

خبر ملی تھی کہ عبید اللہ بن یحییٰ نے منتصر کے لیے اس کے راستے میں ایک جماعت تیار کی ہے کہ لوگ اس کے پلٹنے کے وقت غفلت کی حالت میں اسے قتل کر دیں' متوکل نے بھی واپسی کے قبل اسے برا بھلا کہا تھا اور غصہ دلایا تھا اور اس پر حملہ کیا تھا اس لیے وہ غصے میں پلٹا اور ہم لوگ بھی اس کے ساتھ پلٹے' جب منتصر اپنے مکان پہنچ گیا تو اس نے اپنے ہم نشینوں اور خاص لوگوں کو بلوایا اپنی واپسی سے پہلے وہ ترکوں سے متوکل کے قتل کا وعدہ لے چکا تھا جب کہ نبیذ سے بے ہوش ہوا۔

سعید صغیر کی منتصر سے درخواست:

سعید صغیر نے کہا کہ مجھے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ میرے پاس قاصد آیا کہ میں حاضر ہوں کیونکہ امیر المومنین کے قاصد امیر کے پاس آئے ہیں اور وہ سواری کے لیے تیار ہیں میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہم لوگوں میں جو یہ خبر پھیلی تھی کہ وہ لوگ غفلت میں منتصر کے قتل کے درپے ہیں تو بے شک اسی کو اسی لیے بلایا گیا ہے' میں ہتھیار اور آلات حرب لے کر سوار ہوا' اور امیر کے دروازے پر پہنچ

گیا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر مارے مارے پھر رہے ہیں' یکا یک دجن منتصر کے پاس آیا اور اسے یہ اطلاع دی کہ اس کے کام سے فرصت ہوگئی' یہ کہہ کر سوار ہوگیا اور میں کچھ راستے تک اس کے ساتھ ہولیا میں خوف زدہ تھا اس نے میری حالت دیکھی تو کہا کہ تیرے لیے کچھ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے واپس جانے کے بعد امیر المومنین کے گلے میں اس کے پیالے سے پھندا لگ گیا جس سے وہ مرگیا اس پر خدا کی رحمت ہو' میں نے اسے بہت برا سمجھا اور یہ مجھے شاق گزرا' ہم چلے اور احمد بن خصیب اور سرداروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی یہاں تک کہ ہم الحیر میں پہنچ گئے' اور پے در پے قتل متوکل کی خبریں آنے لگیں دروازے روک دیئے گئے اور ان پر پہرہ مقرر کر دیا گیا' میں نے کہا اے امیر المومنین اور خلافت کا سلام کیا (یعنی السلام علیکم یا امیر المومنین کہا) یہ مناسب نہیں کہ اس وقت ہم ایسی جگہ آپ کو تنہا چھوڑ دیں جہاں آپ کے غلاموں سے آپ کے لیے اندیشہ ہے' کہا اچھا تو اور سلیمان رومی میرے پیچھے رہ اس کے لیے ایک رومال بچھا دیا گیا جس پر وہ بیٹھ گیا اور ہم لوگوں نے اسے گھیر لیا اور احمد بن خصیب اور اس کا کاتب سعید بن حمید بیعت لینے کے لیے آ گئے۔

معتز کی طلبی:

سعید بن حمید سے مذکور کہ احمد بن خصیب نے اس سے دریافت کیا کہ تیری خرابی ہوا نے سعید کیا تیرے ساتھ دو تین کلمے ہیں جن کے ذریعے سے تو بیعت لیتا ہے میں نے کہا ہاں' کلمات ہیں اور میں نے مضمون بیعت لکھ لیا ہے حاضرین' واردین سب کو وہی دیا' سعید کبیر آیا تو اسے منتصر نے موید کے پاس بھیجا' سعید صغیر سے کہا کہ تو معتز کے پاس جا اور بلا لا' سعید صغیر نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین جب تک آپ اپنے ساتھیوں کی قلت میں ہیں' میں خدا کی قسم اس وقت تک آپ کے پس پشت نہ جاؤں گا جب تک لوگ جمع نہ ہو جائیں' احمد بن خصیب نے کہ یہاں وہ لوگ ہیں جو تیرے بجائے کافی ہیں' تو جا' میں نے کہا کہ میں نہ جاؤں گا جب تک اتنا مجمع نہ ہو جو بجائے میرے کافی ہو کیونکہ اس وقت بہ نسبت تیرے میں اس کا دوست زیادہ ہو' جب بہت سے سردار آ گئے اور انھوں نے بیعت کر لی تو میں روانہ ہوا میری حالت یہ تھی کہ میں اپنی جان سے مایوس تھا' میرے ساتھ دو غلام تھے جب میں ابولوج کے مکان پر پہنچا تو یہ حالت تھی کہ لوگ اِدھر اُدھر پھر رہے تھے جاتے تھے اور آتے تھے دفعتہً میں نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر بہت بڑا مجمع اسلحہ اور آلات حرب سے مسلح ہے' انھوں نے میری آہٹ پائی تو ان میں سے ایک سوار میرے ساتھ ہولیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کیونکہ وہ مجھے نہیں پہچانتا تھا کہ تو کون ہے میں نے اپنا حال اس سے چھپایا اور یہ بتایا کہ میں فتح کے بعض دوستوں میں سے ہوں میں چلتا رہا یہاں تک کہ معتز کے دروازے پر پہنچ گیا مجھے دروازے پر کوئی نہ ملا' دربان نہ پہرے والا نہ کوئی نوکر اور نہ کوئی اور مخلوق یہاں تک کہ میں صدر دروازے تک پہنچ گیا۔

سعید بن حمید کی معتز سے ملاقات:

پھر میں نے اسے بہت زور سے کھٹکھٹایا' بڑی دیر کے بعد مجھے جواب ملا کہ تو کون ہے میں نے کہا میں سعید صغیر امیر المومنین منتصر کا قاصد ہوں' وہ چلا گیا اور بڑی دیر لگائی' بدی کے اندیشے مجھ پر طاری ہونے لگے' زمین مجھ پر تنگ ہو رہی تھی' پھر دروازہ کھلا اور یکا یک بیدون خادم نکل آیا اور مجھ سے کہا کہ اندر آ' میرے بعد دروازہ بند کر دیا میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میری جان گئی اس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا میں نے اسے بتایا کہ امیر المومنین کے گلے میں پیالے سے پھندا لگ گیا اور وہ اسی وقت مر گئے

اور سب لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے منتصر سے بیعت کر لی' اس نے مجھے امیر ابو عبداللہ المعتز باللہ کے پاس بھیجا ہے تا کہ وہ بھی بیعت میں حاضر ہوں' بیدون اندر گیا پھر میرے پاس آیا اور کہا اندر چلو میں معتز کے پاس پہنچا' اس نے کہا تیری خرابی ہو کیا واقعہ ہے۔

معتز اور سعید حمید کی روانگی:

میں نے واقعہ بتایا و تعزیت کی رویا اور کہا اے میرے سردار چلیے اور ان پہلے لوگوں میں شامل ہو جایئے جنھوں نے بیعت کر لی کہ آپ اس طریقے سے اپنے بھائی کا قلب اپنے ہاتھ میں لے لیں اس نے کہا کہ تیرے لیے خرابی ہو صبح تک تو ٹھہر' پھر اس سے خوب باتیں بناتا رہا اور بیدون خادم اس میں میرا ساتھ دیتا رہا' یہاں تک کہ اس نے نماز کی تیاری کی اپنے کپڑے منگائے اور پہنے' گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا میں بھی اس کے ساتھ سوار ہو گیا میں نے وہ راستہ اختیار کیا جو عام راستے کے علاوہ تھا اور اس سے باتیں کرتا رہا اور معاملے کو اس پر سہل کرتا رہا اسے اپنے بھائی کی وہ باتیں یاد دلاتا رہا' جنھیں وہ جانتا تھا یہاں تک کہ ہم لوگ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے دروازے تک پہنچے' مجھ سے اس کے متعلق پوچھا میں نے کہا وہی لوگوں سے بیعت لے رہا ہے فتح نے بیعت کر لی ہے اس وقت وہ مانوس ہو گیا۔

خلیفہ منتصر کی معتز کی بیعت:

اتفاقاً ایک سوار جو ہمارے پیچھے ہولیا تھا اور بیدون خادم کے پاس چلا گیا تھا اس نے اس سے آہستہ کہا جسے میں نہیں جانتا بیدون نے اسے جھڑک دیا' وہ چلا گیا پھر سہ بارہ پلٹا اور ہر مرتبہ بیدون اسے دھتکار دیتا اور جھڑک دیتا تھا کہ دور ہو' یہاں تک کہ ہم لوگ باب الحیر پہنچ گئے میں نے اسے کھلوایا تو مجھ سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے' میں نے کہا کہ سعید صغیر اور امیر معتز میرے لیے دروازہ کھول دیا گیا ہم لوگ منتصر کے پاس پہنچ گئے جب منتصر نے اسے دیکھا تو اپنے قریب بلا لیا اور گلے لگا لیا اور تعزیت کی اور اپنی بیعت لی اس کے بعد موید بھی سعید کبیر کے ساتھ آ گیا اس کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا' صبح ہو گئی منتصر جعفر یہ گیا' متوکل اور فتح کے دفن کرنے کا حکم دیا اور لوگوں میں سکون ہو گیا سعید صغیر نے کہا کہ میں معتز سے خلافت منتصر کی خوش خبری کے انعام کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ دار الخلافت میں نظر بند تھا یہاں تک کہ اس نے مجھے دس ہزار درہم دیئے۔

بیعت نامہ خلافت:

منتصر کے لیے جو بیعت لی گئی اس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! تم لوگ عبداللہ المنتصر باللہ امیر المومنین سے دل سے اور اعتقاد اور رضا مندی اور رغبت اور اپنے باطل کے اخلاص اور دلوں کے انشراح اور سچی نیتوں کے ساتھ بیعت کرتے ہو' نہ تم پر زبردستی کی گئی نہ تم مجبور کیے گئے ہو بلکہ یہ جانتے ہوئے اقرار کرتے ہو کہ اس بیعت اور اس کے مضبوط کرنے میں اللہ کی اطاعت و تقویٰ ہے' دین الٰہی کا اعزاز ہے اس کا حق ہے اللہ کے بندوں کی پوری بھلائی' کلمہ ایمان کا اجتماع ہے' شیرازہ بندی ہے مصائب کا سکون عواقب کا امن' دوستوں کی عزت ملحدین کی بربادی' اس بنا پر بیعت کرتے ہو کہ محمد امام المنتصر باللہ اللہ کا بندہ اور اس کا خلیفہ ہے جس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اس کے حق کا ادا کرنا اور بیعت کا پورا کرنا تم پر فرض ہے جس میں نہ تم شک کرو گے اور نہ نفاق کرو گے نہ تم اس سے ہٹو گے نہ تردد میں پڑو گے۔ بیعت کرتے ہو تم اس کا حکم سننے پر' اسے ماننے پر' صلح پر مدد کرنے پر وفاداری پر استقلال پر اور خیر خواہی ظاہری و باطنی پر' سفر میں اور حضر میں' ہر وقت عبداللہ' امام المنتصر باللہ امیر المومنین جو حکم دے ہر وقت (اس کی اطاعت کرو گے) تم اس پر بیعت کرتے ہو کہ تم اس کے دوستوں کے دوست دشمنوں کے دشمن رہو گے خواہ وہ خاص ہوں یا عام' قریب ہوں یا بعید' تمھارا باطن اس معاملے میں مثل

ظاہر کے رہے گا اور تمھارے قلوب تمھاری زبانوں کی طرح ان امور پر راضی رہیں گے' جواب یا آئندہ امیر المومنین تمھارے لیے پسند کرے گا۔ تم اپنے اوپر اور اپنی گردنوں میں اس بیعت کی تجدید و تاکید کرنے کے بعد امیر المومنین کو اپنی مکمل قسم رغبت اور خوشی قلب اور نیت اور خواہش کی سلامتی نظر دینے کی بیعت کرتے ہو جس کی اللہ نے تم پر تاکید کی ہے' اس کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے کوئی برگشتہ کرنے والا تمھیں اس معاملے میں مدد اور اخلاص اور خیر خواہی و محبت سے برگشتہ نہ کر سکے گا' نہ بدلہ لو گے نہ تم میں سے کوئی رجوع کرنے والا اپنی نیت سے رجوع کرے گا' نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا' تمھاری وہ بیعت جو تم نے اپنی زبان اور اپنی ذمہ داریوں کو دی ہے اللہ تعالیٰ کو تمھارے دلوں کی اطلاع ہے' مافی الضمیر سے وہ آگاہ ہے۔

یہ بیعت اپنی تمام ذمہ داریوں کی تکمیل پر مبنی ہے کہ تم اخلاص رکھو گے مدد کرتے رہو گے' محبت کرو گے' تمھاری طرف سے کوئی دغا و نفاق و حیلہ و بہانہ کبھی نہ ہوگا' یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملو کہ اس کے عہد کو پورا کرنے والے اور اس کے اس حق کو جو تم پر واجب ہے' ادا کرنے والے ہو نہ انتظار کرنے والے اور نہ عہد توڑنے والے' کیونکہ تم میں سے وہ لوگ جو امیر المومنین سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں' اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے لہٰذا جس نے عہد شکنی کی اس نے اپنے ہی اوپر عہد شکنی کی اور جس نے اسے پورا کیا' جس پر اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔

تم پر لازم ہے اور وہ بھی کہ جو اس بیعت نے تمھاری گردنوں میں مضبوط کر دیا ہے' جس پر تم نے اپنی سچی قسمیں دی ہیں اور وہ بھی لازم ہے جس کی تم پر شرط کی گئی ہے' وفائے عہد' مدد' محبت اور کوشش اور خیر خواہی تم پر اللہ کے عہد کا پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اس کے عہد کے متعلق باز پرس کی جائے گی' تم پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری پوری کرنا بھی ضروری ہے' جو مضبوط عہد انبیا اور رسل اور اس کے بندوں سے لیے گئے ان سب سے زیادہ سخت ہے کہ سنو جو تم سے اس بیعت میں عہد لیا گیا ہے اور اسے نہ بدلو' اطاعت کرو و نافرمانی نہ کرو' سچائی اختیار کرو اور شک میں نہ پڑو اور سنبھالے رہو' جس طرح اہل اطاعت اپنی طاعت کو سنبھالتے ہیں اور عہد کرنے والے اور وفادار اپنی وفاداری اور حق کو سنبھالے رہتے ہیں تمھیں اس سے نہ کوئی خواہش پلٹائے اور نہ کوئی برگشتہ کرنے والا اور نہ کوئی گمراہی تمھیں ہدایت سے کج کرے۔

تم صرف کرو گے اپنی جان اور کوشش اور مقدم کرو گے دین اور طاعت کے حق کو جو کچھ تم نے اپنے اوپر لازم کیا ہے' اللہ تعالیٰ تم سے اس بیعت میں سوائے وفاداری کے اور کچھ قبول نہ کرے گا جس نے تم میں سے امیر المومنین سے یہ بیعت کی اور اسے مضبوط کر دیا اور پھر اس کی عہد شکنی کی' باطن میں یا ظاہر میں کھلم کھلا یا بہانہ و حیلہ سے پھر نفاق کیا اس عہد میں جو وہ اپنی طرف سے اللہ سے کر چکا ہے اور امیر المومنین کے مواثیق میں اور اللہ کے عہود میں جو اس پر ہیں اس میں بجائے کوشش کے بے پروائی استعمال کرے گا یا باطل کی طرف جھکے گا بجائے حق کی مدد کے ہٹ جائے گا اس راستے سے جس سے وفادار لوگ اپنی وفائے عہد کی وجہ سے پناہ پاتے ہیں۔

ہر وہ شخص جس نے اس میں خیانت کی ذرا سا بھی عہد توڑا تو وہ ہر شے جس کا یہ ہو (خواہ) مال ہو یا جائیداد مواشی ہوں یا زراعت یا دودھ والے جانور سب اللہ کے راستے میں مساکین پر صدقہ ہیں اور اس پر یہ حرام ہے کہ اس میں سے کچھ بھی اپنے مال میں کسی حیلے یا بہانے سے شامل کرے جو مال اپنی بقیہ عمر میں حاصل کرے خواہ وہ کم قیمت ہو خواہ اس کی مقدار بڑی ہو تو وہ سب اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے' یہاں تک کہ اسے موت آئے اور اس کا وقت آ جائے اور ہر وہ غلام کہ جس کا وہ آج سے تیس سال تک مالک ہو مذکر ہو یا مونث سب اللہ کے لیے آزاد ہیں اور اس کی عورتیں جس دن سے اس کی قسم ٹوٹے اور جن سے وہ بعد میں عقد کرے' تیس سال

تک سب پر طلاق بائنہ ہے' بطور طلاق حرج سنت کے کہ جس میں دوسری طلاق ہے اور نہ رجعت ہے اور اس پر تمیں حج کے لیے بیت اللہ الحرام تک جانا واجب ہے' نہ قبول کرے گا اللہ اس کے فرض کو یا نفل کو اور اللہ تم پر اس معاملے میں گواہ ہے اور اللہ ہی کی شہادت کافی ہے۔

ماحوزہ میں ہنگامہ:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس دن کی صبح ہوئی جس میں منتصر سے بیعت کی گئی تھی تو ماحوزہ میں جعفر کے قتل کی خبر پھیل گئی اور ماحوزہ وہ شہر ہے جسے جعفر نے سامرہ میں بنایا تھا اور جعفریہ کے باب عامہ پر لشکر اور شاکریہ اور ان کے علاوہ آوارہ گرد اور عوام جمع ہو گئے مجمع بہت ہو گیا وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے سننے لگے بعض پر بعض سوار ہو گئے اور بیعت کے معاملے میں گفتگو کرنے لگے' ان کی طرف سے ابن عتاب نکلا یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص ان کی طرف نکلا' وہ ذرافہ تھا اس نے انھیں منتصر کی وہ باتیں پہنچائیں جو وہ پسند کرتے تھے' انھوں نے اسے وہ باتیں سنائیں' وہ منتصر کے پاس گیا اور اسے خبر دی وہ نکلا اور اس کے سامنے ایک جماعت مغربی فوج کی تھی جنھیں اس نے پکارا کہ اے کتو! انھیں پکڑو' انھوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور تین دروازوں تک دھکیل آئے' لوگ آپس میں دھکم دھکا کرنے لگے اور بعض لوگ بعضوں پر گر پڑے' پھر وہ لوگ ہتھیاروں سے جدا ہوئے اور جو لوگ بھیڑ اور روندنے سے مر گئے تھے ان کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ چھ تھے اور بعض کہتے ہیں وہ تین سے چھ تک تھے۔

متفرق واقعات:

اسی سال اپنی بیعت کے ایک دن بعد منتصر نے ابو عمر احمد بن سعید غلام آزاد کردہ بنی ہاشم کو حاکم فوج داری بنایا کسی کہنے والے نے کہا!

وائے بربادی اسلام جب کہ لوگوں میں عدالت کا ابو عمرہ حاکم بن گیا۔
وہ امت پر امین سمجھا گیا' حالانکہ وہ اونٹ کی ایک مینگنی پر بھی امین نہیں ہے۔

اسی سال ذی الحجہ میں منتصر نے علی بن معتصم کو سامرا سے بغداد نکال دیا اور اس پر پہرہ مقرر کر دیا۔

امیر حج محمد بن زینبی:

اسی سال محمد بن زینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۴۸ھ کے واقعات

احمد بن خصیب اور وصیف میں رنجش:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ احمد بن خصیب اور وصیف کے درمیان بغض اور ترک کلام تھا' جب منتصر خلیفہ اور ابن خصیب اس کا وزیر بنایا گیا تو احمد بن خصیب نے منتصر کو ابھارا اور اسے اپنی جماعت سے نکال کر سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرنے کا مشورہ دیا' وہ کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ منتصر نے اسے بلوایا اور جنگ کا حکم دیا' منتصر نے جب اس امر کا قصد کیا کہ وصیف کو سرحد پر جنگ کے لیے روانہ کرے تو اس سے احمد بن خصیب نے کہا کہ آزاد کردہ غلاموں پر کس کی جرات ہوگی تاوقتیکہ آپ وصیف کو جنگ پر جانے کا حکم دیں (یعنی بغیر وصیف کو جنگ پر بھیجے ہوئے اور کوئی بھی اس کے لیے تیار نہ ہوگا' اس لیے وصیف کی روانگی ضروری ہے)

وصیف کی جہاد کے لیے پیش کش:

منتصر نے بعض دربانوں سے کہا کہ جو شخص دار الخلافت پر حاضر ہوا سے (اندر آنے کی) اجازت دے باریابوں کو اجازت

دی گئی جن میں وصیف بھی تھا' منتصر نے متوجہ ہو کر اس سے کہا کہ اے وصیف میرے پاس (سرکش) بادشاہ روم کے متعلق یہ خبر آئی ہے کہ اس نے سرحدوں کے ارادے سے توجہ کی ہے یہ ایسا امر ہے کہ اس سے بچنا (بغیر اس کے) ناممکن ہے کہ تم یا تو جنگ کے لیے جاؤ یا میں جاؤں وصیف نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جاؤں گا' منتصر نے کہا کہ اے احمد وصیف کی ضروریات پر توجہ کر خواہ وہ جس مقدار میں بھی ہوں' اور وہ اس کے لیے مہیا کر احمد نے کہا اچھا اے امیرلمومنین' فرمایا' اچھا اسی وقت اس کے لیے کھڑا ہو۔

منتصر کی وصیف کو ہدایات:

اے وصیف اپنے کاتب کو حکم دے کہ وہ بھی جن چیزوں کی حاجت ہے ان میں اس کی مدد کرے اور اس کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ اس معاملے پر وہ تیری ضرورت رفع کرے' احمد بن خصیب بھی اٹھ کھڑا ہوا اور وصیف بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تیاری میں مشغول رہا یہاں تک کہ روانہ ہو گیا مگر اسے فلاح و کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ بیان کیا گیا کہ منتصر نے جب وصیف کو بلا کر جنگ کے لیے حکم دیا' تو اس سے کہا کہ سرکش یعنی بادشاہ روم نے حرکت کی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ بلاد اسلام میں سے جہاں سے گزرے گا سب کو ہلاک اور قتل کرے گا اور بچوں اور عورتوں کو قید کرے گا' جب تو لڑے اور لوٹنے کا ارادہ کرے تو بہت جلد امیر المومنین کے دروازے کی طرف واپس آنا' سرداروں کی ایک جماعت کو اس کے ہمراہ روانگی کا حکم دیا لوگوں کا اس کے لیے انتخاب کیا' جو لوگ فوج شاکر یہ اور لشکر اور آزاد کردہ غلاموں میں سے اس کے ہمراہ ہوئے وہ تقریباً دس ہزار آدمی تھے' مقدمے پر مزاحم بن خاقان برادر فتح بن خاقان ساقہ پر محمد بن رجا میمنہ پر سندی بن بختاشہ اور دراجے پر (دراجہ وہ لشکر ہے جو قلعہ شکن آلات رکھتا ہے) نصر بن سعید مولیٰ مامور تھا' وصیف کے نائب کو جو سامرا کا کوتوال تھا منتصر نے لوگوں اور لشکر پر عامل بنا دیا۔

منتصر نے اپنے آزاد کردہ غلام وصیف کو جنگ کے لیے روانہ کرتے وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھا جس کی نقل یہ ہے۔

فرمان جہاد:

بسم اللہ الرحمن الرحیم! عبداللہ محمد المنتصر باللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ آزاد کردہ غلام امیر المومنین کی جانب۔ اسلام علیک!

بے شک امیر المومنین تیری سلامتی پر اس اللہ کی حمد کرتا ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر رحمت بھیجے۔

امابعد' بے شک اللہ نے (اور اسی کے لیے تمام محامد ہیں ان کی نعمتوں پر اور شکر ہے اس کے عمدہ امتحان پر) اسلام کو انتخاب کیا اور اسے فضیلت دی اور پورا کیا اور کامل بنایا اور اسے اپنی رضامندی اور ثواب کا وسیلہ اور اپنی رحمت کا کھلا ہوا راستہ اور اپنے ذخیرہ کرامت کا سبب بنایا اسے مغلوب کر دیا جس نے اس کی مخالفت کی اور اسے ذلیل کر دیا جس نے اس کو حق ہونے سے انکار کیا اور اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا اور اسے سب سے زیادہ مکمل اور کامل شریعت کی اور افضل اور منصفانہ احکام کی خصوصیت عطا کی اور اس کے لیے اپنی مخلوق میں سے سب سے بہتر اور اپنے بندوں میں سے سب سے برتر محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور اپنے نزدیک تمام فرائض میں سے اپنے قریب پہنچنے کا سب سے واضح وسیلہ اسی کو بنایا اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو عزت دی اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے والے اہل شرک کو ذلت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے اور اسے فرض کرتے ہوئے فرمایا' چلو بغیر سامان کے یا سامان کے ساتھ' اللہ کی راہ میں

اپنی جان و مال سے جہاد کرو' اگر تم جانتے ہو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے' کوئی ایسی حالت مجاہد فی سبیل اللہ پر نہیں گزرتی کہ وہ اللہ کی راہ میں تکلیف کو برداشت نہیں کرتا اور نہ ایذا کو اور وہ کچھ خرچ نہیں کرتا اور وہ دشمن سے قتال نہیں کرتا اور کسی شہر کا راستہ قطع نہیں کرتا اور وہ کسی زمین پر نہیں گزرتا مگر اس کے لیے ان امور کی وجہ سے ایک امر ہے جو لکھا ہوا ہے اور ایک ثواب ہے جو بہت ہے اور ایک اجر ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ اس لیے ہے کہ بے شک انھیں نہیں پہنچتی ہے پیاس اور نہ تکلیف اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور وہ کسی زمین پر اس طرح نہیں گزرتے جس سے کفار کو غصہ آتا ہے اور انھیں دشمن سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی ہے مگر یہ کہ اس کے عوض ان کے واسطے عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا' اور وہ لوگ کوئی خرچ نہیں کرتے ہیں' چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ کوئی میدان وکوہ قطع کرتے ہیں مگر ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے سب سے اچھے اعمال کی جزا دے۔

اس کے بعد اللہ عزوجل نے اپنے نزدیک مجاہدین کی غیر مجاہدین پر زیادت مرتبہ کی اور جو کچھ ان کے لیے جزا وثواب کا وعدہ ہے' اس کی اور جو کچھ ان کے لیے یہاں تقرب ہے ان کی تعریف فرمائی ہے' ارشاد ہے' برابر نہیں ہیں مومنین میں سے بغیر کسی ضرر کے بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو (بے عذر) بیٹھ رہنے والوں پر درجے کی بزرگی وہی ہے اور اللہ نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہے' اور اللہ نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر بہ اعتبار اجر عظیم کے فضیلت دی ہے جہاد کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جان و مال خرید لیے ہیں اور اپنی جنت کو ان کے لیے قیمت بنایا ہے اور اپنی خوشنودی کو ان کے لیے بدلہ' اس کے خروج کرنے پر اس کی جانب سے ایسا سچا وعدہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور ایسا منصفانہ حکم ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک اللہ نے مومنین سے ان کے جان و مال کو اس قیمت کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے' اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں یہ وعدہ اس پر واجب ہے' جو توریت اور انجیل اور قرآن میں ہے' اور اللہ سے زائد اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ لہٰذا تم اپنی اس تجارت سے خوش ہو جاؤ جو تم نے اللہ سے کی ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زندہ مجاہدین کے لیے اپنی نصرت کا اور اپنی رحمت بھیجنے کا حکم فرمایا ہے اور شہدائے مجاہدین کے لیے ان کی حیات دائمہ اور تقرب الی اللہ کا اور اپنے ثواب میں سے حصہ کثیرہ کی شہادت دی ہے فرمایا ہے تو' ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے مردہ نہ سمجھ' وہ زندہ ہیں' اپنے پروردگار کے یہاں رزق پاتے ہیں' اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اس سے خوش ہیں' اور ان لوگوں کو جو ان کے پس ماندوں میں سے ان سے نہیں ملے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ نہ ان پر (آئندہ کا) کوئی خوف ہے اور نہ انھیں (گزشتہ کا) غم ہے۔

اعمال مومنین میں سے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے سے مومنین اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تقرب حاصل کریں اور اس کے ذریعے سے اپنے گناہ معاف کرانے میں اور عذاب الٰہی سے آزاد کرنے میں کوشش کریں اور اس کے ذریعے سے اپنے پروردگار کی جانب سے ثواب کے مستحق بنیں' مگر جہاد اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے اور اس کے نزدیک بہت بلند رتبہ رکھتا ہے اور دنیا آخرت میں کامیابی کے زیادہ قریب ہے' کیونکہ اہل جہاد نے اللہ کے لیے اپنی جان کھپائی تا کہ اللہ ہی کا بول بالا رہے اور انھوں نے اپنی جانوں کو اپنے پس افتادہ بھائیوں اور مسلمانوں کی عورتوں اور ان کی آبرو پر صرف کیا اور اپنے جہاد کے ذریعے سے دشمن کو مغلوب کیا۔

امیر المومنین نے اس لیے کہ اسے دشمن خدا کے جہاد کے ذریعے سے تقرب بارگاہ الٰہی حاصل کرنا اور اس کے اس حق کو ادا کرنا جو اس نے اسے اپنے دین کا محافظ بنا کر مقرر کر دیا ہے اور اس کے اولیاء کے اعزاز میں اپنے لیے تقرب کا تلاش کرنا' اور ان پر جو اس کے دین سے ہٹ گئے اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی اور اس کی فرمانبرداری سے جدا ہو گئے' قوت سزا کا نازل پسند ہے یہ مناسب سمجھا ہے کہ وصیف آزاد کردہ غلام امیر امومنین کو اسی سال اللہ کے دشمن کفار روم کے بلاد کی طرف غازی مقرر کرے اس لیے کہ اس کی فرمان برداری اور خیر خواہی اور عمدہ مہارت قواعد جنگ پر ہر اس چیز میں اس کی خلوص نیت کے متعلق جس نے اسے اللہ اور خلیفۃ اللہ کا مقرب بنا دیا ہے' اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو معرفت عطا فرمادی ہے۔

امیر المومنین نے یہ مناسب سمجھا ہے اور اللہ ہی اس کا مددگار اور توفیق دینے والا ہے کہ وصیف اور اس کے آزاد کردہ غلاموں کا اور اس کے عام لشکر کا اور فوج شاکریا کا جنھیں امیر المومنین نے اس کی ہمراہی کے لیے قائم کیا ہے۔ ۱۲ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو جو شہور عجم میں سے نصف جزیران کے مطابق ہے' سرحد ملطیہ پر پہنچنا ہو بلاد دشمنان خدا میں تموز (موسم گرما) کے سب سے پہلے دن وہ داخل ہو' اسے جان لے اور امیر المومنین کے اس فرمان کی نقل اپنے علاقے کے اطراف کے کارندوں کو بھی لکھ بھیج' انھیں یہ حکم دے کہ جو مسلمان ان کے سامنے ہوں انھیں پڑھ کر سنائیں' انھیں جہاد کی ترغیب دیں۔ ان پر برانگیختہ کریں' انھیں جہاد کے لیے روانہ کریں' انھیں وہ ثواب بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل جہاد کے لیے مقرر کیا ہے' تاکہ نیت والے اور سے ثواب کی امید رکھنے والے اور جہاد کا شوق رکھنے والے اپنے دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے اور اپنے دین کی مدافعت کرنے والے اور اپنی حدود سے دشمن کو دور کرنے والے اس فرمان کے مطابق وصیف آزاد کروہ غلام امیر المومنین کے لشکر کے ملطیہ پر اس وقت پر پہنچنے پر جس کو امیر المومنین نے ان کے لیے مقرر کیا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ عمل کریں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ'

وصیف کو بلاد سرحد میں قیام کا حکم:

احمد بن خصیب نے ۷/محرم ۲۴۸ھ کو لکھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف کے لشکر کے اخراجات ورسد پر اور مال غنیمت اور اس کی تقسیم پر اس کی شخص کو مقرر کیا جو ابوالولیلہ الجریری البجلی کے نام سے مشہور تھا اسی کے ساتھ منتصر نے بھی وصیف کو لکھا کہ جب وہ اپنی اس جنگ سے فارغ ہو کر لوٹے تو بلاد سرحد پر چار سال تک قیام کرے اور وہاں کے اوقات جنگ میں جنگ کرتا رہے یہاں تک کہ امیر المومنین اپنی رائے سے اس کو اطلاع دیں۔ اس سال موید و معتز نے اپنے آپ کو ولایت عہد خلافت سے سبک دوش کر دیا۔ ان کی دست برداری کو منتصر نے جدید قصر جعفری میں ظاہر کیا۔

موید و معتز کی معزولی کا منصوبہ:

بیان کیا گیا ہے کہ محمد منتصر باللہ کے جب تمام امور خلافت درست ہو گئے تو احمد بن خصیب نے وصیف اور بغا سے کہا کہ لوگ ان دونوں جوانوں سے مطمئن نہیں ہیں جب کہ امیر المومنین مر جائے گا تو معتز حاکم خلیفہ بن جائے گا' پھر ہم میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دے گا اور ہماری اولاد کو بھی مٹا دے گا' رائے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ یہ دونوں ہم پر قابو پائیں ہم ان دونوں لڑکوں کے معزول کرنے کی کوشش کریں' تمام ترکوں نے اس معاملے میں کوشش کی اور منتصر سے اصرار کیا کہ اے امیر المومنین ان دونوں کو خلافت

سے معزول کر دیجیے اور اپنے فرزند عبدالوہاب کے لیے بیعت لے لیجیے' منتصر اپنے بھائی معتز و موید کا اکرام کرتا رہا۔ باوجودیکہ اس کا میلان موید کی طرف زائد تھا' جب اس کی خلافت کو چالیس دن گزر گئے تو معتز و موید کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب کہ دونوں اس کے پاس سے واپس ہو چکے تھے' پھر بلائے گئے اور ایک گھر میں ٹھہرائے گئے۔ معتز نے موید سے کہا کہ اے بھائی تم جانتے ہو کہ ہم دونوں کیوں بلائے گئے ہیں' اس نے کہا اے بدبخت معزول کرنے کے لیے۔ (معتز نے) پھر کہا کہ مجھے یہ گمان نہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیا جائے' وہ لوگ اس قسم کی باتوں میں تھے کہ معزولی کے پیامبران کے پاس پہنچ گئے' موید نے کہا کہ میں نے سنا اور مان لیا' معتز نے کہا کہ میں اس کے لیے تیار نہیں' اگر تم قتل کرنا چاہو تو تمھیں اختیار ہے۔

معتز کی گرفتاری:

وہ لوگ منتصر کے پاس لوٹ گئے اور اسے اس جواب سے آگاہ کیا' پھر سخت غصے میں واپس آئے معتز کو سختی سے گرفتار کر کے ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔

موید اور معتز کی گفتگو:

یعقوب بن السکیت سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ سے موید نے بیان کیا کہ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا تو میں نے جرات و زباں درازی سے ان سے کہا کہ اے کتو! یہ کیا حرکت ہے' تم نے ہمارے خون پر جرات کی ہے' اسی طرح حملہ اپنے آقا پر کر چکے ہو' دور ہو خدا تمھیں بدحال کرے مجھے چھوڑ دو کہ میں معتز سے گفتگو کروں وہ لوگ فوراً کچھ کہنا چاہتے تھے مگر مجھے جواب دینے سے باز رہے اور تھوڑی دیر ٹھہر گئے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے تو اس سے مل لے' مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگوں نے آپس میں مشورہ کر لیا ہے' میں اس کی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کوٹھری میں رو رہا ہے' میں نے کہا کہ ارے جاہل تو دیکھتا ہے کہ ان لوگوں نے تیرے باپ سے اپنی مراد حاصل کر لی وہی ہوا جو وہ چاہتے تھے' پھر بھی تو ان سے رکتا ہے' معزول ہو جا' تجھ پر خرابی ہو' اور (اب) انھیں واپس نہ کر' کہا سبحان اللہ' وہ امر جس کا فیصلہ ہو چکا' شہرت ہو چکی' ساری دنیا میں پھیل گیا' اس سے دست بردار ہو جاؤں' میں نے کہا کہ اسی امر نے تیرے باپ کو قتل کیا' اے کاش وہ تجھے نہ قتل کرے اسے دور کر' خرابی ہو تجھ پر' کیونکہ خدا کی قسم اگر اللہ کے علم میں یہ امر آ چکا ہے تو حاکم بنے گا معتز نے کہا! اچھا۔

موید اور معتز کی ولی عہدی سے دستبرداری:

موید نے یہ سن کر نکل کر کہا کہ اس نے قبول کر لیا' لہٰذا امیر المومنین کو اطلاع کر دو' وہ لوگ گئے پھر پلٹے' اور مجھے دعائے خیر دی' ان کے ساتھ ایک کاتب بھی داخل ہوا جس کا وہ کچھ نام لیتے تھے' اس کے ہمراہ دوات و کاغذ بھی تھا' وہ بیٹھ گیا' ابوعبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم اپنے قلم سے اپنی معزولی لکھو جس سے وہ متحیر ہو گیا' میں نے کاتب سے کہا کہ مجھے کاغذ دے تو جو چاہے گا وہ میں لکھ دوں گا' مجھ سے منتصر کے نام ایک عریضہ لکھوایا گیا' جس میں میں نے اسے اس امر کے متعلق اپنے ضعف کی اطلاع دی کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میرے لیے مقتدا بننا حلال نہیں' اور یہ بھی ناپسند ہے کہ میرے سبب سے متوکل گناہ گار ہو جب کہ میں اس امر کے لیے محل نہ ثابت ہوں' میں نے اس سے معزولی کی درخواست کی اور اسے یہ اطلاع دی کہ میں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور لوگوں کو

اپنی بیعت سے آزاد کر دیا' میں نے بالکل اس کی خواہش کے موافق لکھ دیا' پھر میں نے کہا اے ابو عبداللہ تو بھی لکھ دے' وہ پھر کا' میں نے کہا تجھ پر خرابی ہو' لکھ دے' آخر لکھ دیا وہ کاتب ہمارے پاس سے چلا گیا' پھر ہمیں بلانے لگا تو میں نے کہا کہ آیا ہم لوگ اپنے کپڑے بدل لیں یا اسی حالت میں چلیں' کہا بدل لو' میں نے منگا کر پہنے اور ابو عبداللہ نے بھی ایسا ہی کیا' اور ہم لوگ روانہ ہو گے جب پہنچے تو منتصر اپنی مجلس میں تھا لوگ حسب مراتب بیٹھے ہوئے تھے' ہم نے اسلام کیا سب نے جواب دیا۔

منتصر کی موید و معتز سے گفتگو:

منتصر نے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ یہ دونوں کا خط ہے معتز خاموش رہا' میں نے سبقت کر کے کہا کہ ہاں امیر المومنین یہ میرا خط ہے' میرے سوال اور میری رغبت کے متعلق' معتز سے میں نے کہا بول اس نے بھی یہی کہا' منتصر ہماری طرف متوجہ ہوا ترک بھی کھڑے تھے کہ کیا تم دونوں یہ گمان کرتے ہو کہ میں نے تم کو اس طمع میں معزول کر دیا ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک میرا لڑکا بڑا ہو اور میں اس کے لیے بیعت لے لوں' خدا کی قسم میں نے گھڑی بھر کے لیے بھی کبھی اس قسم کا لالچ نہیں کیا جب اس معاملے میں لالچ نہیں تھا تو خدا کی قسم مجھے اپنے باپ کے بیٹوں کا حاکم بننا بہ نسبت چچا کے بیٹوں کے حاکم بننے سے زیادہ پسند ہے لیکن ان لوگوں نے (اس نے تمام آزاد کردہ غلاموں کی طرف اشارہ کیا جو وہاں کھڑے اور بیٹھے تھے) مجھ پر تم دونوں کے معزول کرنے میں بہت اصرار کیا مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میں نہ کروں تو ان میں سے کوئی تم دونوں کے ساتھ ہتھیار سے پیش آئے اور دونوں کو قتل کر دے' تو تم دونوں مجھے کیسا خیال کرو گے' خدا کی قسم ان سب کا خون مل کر بھی تم میں سے کسی ایک کے خون کے برابر نہیں' اس لیے مجھ پر ان کی درخواست کا قبول کر لینا زیادہ آسان ہوا' یعقوب نے کہا کہ دونوں اس پر جھک گئے اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا' اس نے دونوں کو چمٹا لیا' پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔

موید اور معتز کی ولی عہدی سے معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوم شنبہ کو ۲۳ صفر ۲۴۸ھ ہوئی تو معتز اور موید نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور ہر ایک نے اپنے قلم سے ایک ایک رقعہ لکھا کہ اس نے اس بیعت سے جو اس کے لیے کی گئی تھی اپنے آپ کو معزول کر دیا لوگ اس بیعت کے توڑ دینے میں آزاد ہیں' وہ دونوں اس کا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں دونوں اسی امر کا بیان کرنے کے لیے سب کے درمیان کھڑے ہو گئے' سب لوگ اور تمام ترک اور معززین اور مصاحبین اور قاضی اور جعفر بن عبدالواحد قاضی القضاۃ اور سردار اور بنی ہاشم اور تمام محکموں کے حکام اور جماعت اور دربانوں کے سردار اور محمد بن عبداللہ بن طاہر اور وصیف اور بغا الکبیر اور تمام حاضرین دربار عام و دربار خاص (سب موجود تھے) اس کے بعد سب لوگ واپس گئے' ان دونوں نے یہ لکھا تھا۔

خلع بیعت:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' امیر المومنین المتوکل علی رضی اللہ عنہ نے اس (امر خلافت) کو میری گردن میں ڈالا تھا اور میرے لیے بیعت لی تھی حالانکہ میں بچہ تھا (یہ فعل) بغیر میرے ارادے اور (محض) ان کی محبت کی وجہ سے ہوا تھا' جب میں نے اپنے معاملے کو سمجھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں اسے نہیں قائم کر سکتا جو انھوں نے میری گردن میں ڈالا ہے' اور نہ مجھ میں مسلمانوں کی خلافت کی صلاحیت ہے اس لیے جس شخص کی گردن میں میری بیعت تھی' وہ اس کے ٹوٹ جانے سے آزادی میں ہے میں نے تمھیں اس سے آزاد کر دیا ہے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر دیا ہے' میرا کوئی عہد تمھاری گردن میں نہیں ہے اور نہ کوئی معاملہ تم لوگ اس سے بری

ہو۔اس رقعے کو احمد بن خصیب نے پڑھا تھا' ان دونوں میں سے ہر ایک نے کھڑے ہو کر تمام حاضرین سے کہا کہ یہی میرا رقعہ ہے اور یہی میرا قول ہے لہٰذا تم لوگ میرے گواہ رہو' میں نے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر کے بیعت سے آزاد کر دیا ہے' منتصر نے اس وقت ان دونوں سے کہا کہ خدا تمھارا اور تمام مسلمانوں کا بھلا کرے' اور کھڑا ہوا اور اندر چلا گیا' پہلے مجمع میں بیٹھا تھا اور ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا تھا' پھر تمام عالموں کو ان دونوں کی معزولی کے متعلق ایک فرمان لکھوایا۔صفر ۲۴۸ھ میں یہ واقعہ پیش آیا۔

فرمان معزولی:

منشور المنتصر باللہ بنام ابوالعباس محمد بن عبداللہ بن طاہر آزاد کردہ غلام امیر المومنین دربارہ معزولی ابوعبداللہ المعتز وابراہیم المؤید۔

منجانب عبداللہ محمد امام المنتصر باللہ امیر المومنین بنام محمد بن عبداللہ غلام آزاد کردہ امیر المومنین۔

امابعد' بے شک اللہ تعالیٰ نے کہ اسی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اس کی نعمتوں پر اور اس کا شکر ہے اس کے عمدہ امتحان پر اپنے خلفاء میں سے اہل حکومت کے ان امور کا قائم کرنے والا جن کے لیے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والا اور اپنے حق کی طرف بلانے والا اور اپنے احکام کو جاری کرنے والا بنا دیا' اپنی اس بزرگی کو جو خاص طور پر انھیں عطا فرمائی اپنے بندوں کے لیے باعث قیام اور اپنے شہروں کے لیے باعث درستی و رحمت بنا دیا' جس کے ذریعے سے اس نے اپنی مخلوق کو آباد کیا' ان کی فرمانبرداری کو فرض کر دیا۔اسے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے ملا دیا' اسے اپنے قرآن محکم میں واجب کر دیا کیونکہ اسی میں مصائب سے سکون اور خواہشوں کا اجتماع اور پریشانی کی اصلاح اور راستوں کا امن اور دشمن پر غلبہ اور عورتوں کی حفاظت اور سرحدوں کی روک تھام اور تمام امور کا انتظام جمع ہے' فرماتا ہے۔

''اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم'' (اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور ان حکام کی جو تم میں سے ہوں) لہٰذا اللہ کے ان خلفاء پر جنھیں اس نے اپنی اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا اپنی بزرگی کے اعلیٰ مرتبے کے لیے انھیں مخصوص کیا اور ان امور کا کہ جنھیں اس نے اپنی رحمت کا وسیلہ اور اپنی خوشنودی و ثواب کا سبب بنایا ہے انھیں نگہبان بنایا' یہ حق ہے کہ وہ ہر حالت میں جو انھیں پیش آئے اس کی اطاعت کو اختیار کریں' اس کے حق کو خود اپنے اندر قائم کریں۔

امیر المومنین اللہ تعالیٰ سے اس کا محتاج اور اس کی عظمت کے آگے ذلیل بن کر دعا کرتا ہے کہ وہ اس کی ان امور میں مدد کرے جن میں اس نے اسے راعی بنایا' ایسی مدد کرے جس میں اس کی درستی ہو' اور جو بار اس پر ہے اس سے سرگردانی نہ ہونے پائے' اپنی توفیق سے اپنی اطاعت پر اس کی اعانت کرتا رہے۔بے شک وہی سننے والا اور قریب ہے۔

اے ابوالعباس! ان خطوط کا اسی وقت علم ہو گیا تھا۔جب تو یہاں حاضر تھا جو اپنے قلم سے لکھ کر ابوعبداللہ و ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیے تھے جس میں انھوں نے وہ امور ذکر کیے تھے جن سے انھیں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا تھا جو امیر المومنین کی ان دونوں پر توجہ اور اس کی دونوں پر کمال مہربانی اور اس کی ان پر نیک نظر کے متعلق تھے' امیر المومنین علی اللہ نے ابوعبداللہ کو امیر المومنین کا ولی عہد مقرر کیا تھا اور بعد ابوعبداللہ کے ابراہیم کو ولی عہد مقرر کیا تھا' یہ اس وقت ہوا تھا جب کہ ابوعبداللہ بچہ تھا' تین سال کا بھی نہ ہونے پایا تھا اسے سمجھ نہ سکا جو اس کے لیے مقرر کیا گیا اور نہ اس سے ہو سکا جو اس کی گردن میں ڈالا گیا۔

ابراہیم بھی چھوٹا تھا جوانی کی حد تک نہیں پہنچا تھا نہ ان دونوں کے احکام جاری ہو سکتے تھے اور نہ اسلام کے احکام ان دونوں

پر جاری ہوئے تھے جب وہ بالغ ہو گئے اور ان اعمال کے جو ان کی طرف منسوب کیے گئے اور اس عہد کے قیام سے اپنی عاجزی پر واقف ہوئے' ان دونوں پر واجب ہوا کہ یہ اس طور پر اللہ اور جماعت مسلمین کی خیر خواہی کریں کہ اسی امر سے جو ان دونوں کے لیے مقرر کیا گیا اپنے آپ کو نکال دیں اور ان کاموں سے علیحدہ ہو جائیں جو ان کی گردن میں ڈالے گئے' ہر اس شخص کو جس کی گردن میں ان دونوں کی بیعت ہے' اور اس پر قسم ہے آزاد کر دی جب کہ وہ دونوں ان امور کو جن کے وہ اہل سمجھے گئے' قائم نہیں کر سکتے اور اس کی اپنی گردن میں ڈالے رکھنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

وہ لوگ بھی جو ان دونوں کے اطراف میں امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور لڑکوں اور لشکر اور شاکریہ میں سے اور تمام وہ لوگ جو عہدہ داروں کے ماتحت ہیں بارگاہ خلافت میں خراسان میں اور تمام اطراف میں جو ان دونوں کے قبضے میں ہیں ان سب سے ان دونوں کی علامات نکال دی جائیں اور ان سب سے ان کے قبضے کا ذکر علیحدہ کر دیا جائے' وہ دنوں بھی عام مسلمانوں کے طریقے پر ہوں گے' وہ دونوں جو کچھ بیان کرتے ہیں امیر المومنین سے برابر اسی کے متعلق تذکرہ کرتے رہتے ہیں' اس بارے میں اس وقت سے اس سے درخواست کرر ہے ہیں جب سے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت پر پہنچایا' ان دونوں نے ولی عہدی سے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور اس سے علیحدہ ہو گئے ہر شخص جس پر ان دونوں کی بیعت اور قسم تھی امیر المومنین کے عہدہ داروں اور اس کے دوستوں اور رعیت میں سے قریب و بعید' حاضر و غائب' سب کو ان دونوں نے آزاد کر دیا اور اپنی بیعت و قسم کے متعلق وسعت دیدی کہ وہ بھی انھیں معزول کر دیں' جس طرح انھوں نے خود اپنے آپ معزول کر دیا۔

ان دونوں نے امیر المومنین کے لیے خود اپنی ذات سے اس سے بھی سخت اللہ کا عہد لے لیا جو عہد و میثاق اس کے ملائکہ اور انبیاء اور اس کے بندوں سے لیا گیا تھا اور تمام قسموں پر بھی جو امیر المومنین (منتصر) نے ان دونوں کے لیے اس امر کے متعلق مضبوطی کے ساتھ لیں تھیں کہ وہ دونوں اپنے آپ کو اس کی فرمانبرداری اور خیر خواہی اور دوستی پر ظاہر اور باطن میں قائم رکھیں گے وہ دونوں امیر المومنین سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ان دونوں نے کیا ہے اسے وہ ظاہر اور شائع کر دے اور اپنے تمام دوستوں کو جمع کرے تاکہ وہ سب ان امور کو ان دونوں سے سن لیں یہ درخواست ان دونوں کی اپنی طلب رغبت و طیب قلب سے بغیر جبر و اکراہ کے ہے' ان دونوں کے روبرو ان کے وہ رقعے پڑھے جائیں جو انھوں نے اپنے قلم سے لکھ کر پیش کیے ہیں جن میں انھوں نے اس ولی عہدی کا جو بحالت طفلی ان کے لیے واقع ہوئی اور بعد بلوغ اپنے آپ کو اس سے معزول کرنے کا' اور ان اعمال کے متعلق جن کے وہ متولی بنائے گئے تھے اپنے سے واپس لے جانے کے متعلق دونوں نے جو درخواست کی ہے اس کا ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں سے جو اس تولیت کی وجہ سے ان کے ساتھ کر دیئے گئے تھے' جو ان کی اطراف کے سرکاری عہدہ داروں اور لشکر والوں اور غلاموں اور شاکریہ اور تمام لوگوں میں سے تھے جو ان عہدہ داروں کے تحت ہیں اپنی علامات نکال دینے اور ان لوگوں میں سے اپنے ماتحت ہونے کی علامت کو زائل کرنے کی درخواست کی ہے کہ اس کے متعلق ایک فرمان تمام اطراف کے اعمال کو لکھ دیا جائے۔

بے شک امیر المومنین ان دونوں کے بیان کرنے اور پیش کرنے میں ان کے صدق پر واقف ہو گیا اور اپنے تمام بھائیوں اور اپنے اہل بیعت کے جو اس کی بارگاہ میں تھے اور اپنے تمام عہدے داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور گروہوں اور لشکر اور شاکریہ کے امیروں اور اپنے کاتبوں' قاضیوں اور فقہا وغیرہ کے اور اپنے تمام دوستوں کے جن کے روبرو ان امور کے متعلق ان دونوں کے لیے یہ بیعت واقع ہوئی تھی' بلانے میں سبقت کی' ابو عبداللہ اور ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ان

دونوں کے رقعے جوان کے قلم کے لکھے ہوئے تھے ان کے حضور میں امیر المومنین کی مجلس میں ان دونوں کے اور تمام حاضرین مجلس کے روبرو پڑھے گئے اور ان دونوں نے رقعے پڑھے جانے کے بعد ان باتوں کو اسی طرح زبان سے دہرایا جس طرح انھوں نے لکھا تھا امیر المومنین نے ان کی اس درخواست کو جو اپنے فعل کی اشاعت اور اس کے اظہار اور اجرا کے متعلق تھی قبول کرنے میں اتفاق کو اس لیے مناسب سمجھا کہ اس میں تین حق ادا ہوتے تھے۔

اول: اللہ عزوجل کا حق اس امر میں کہ اس نے امیر المومنین کو اپنی خلافت کا محافظ بنایا اور اس پر اپنے دوستوں کے لیے ایسی نظر رکھنی واجب کی جو حال استقبال میں بالاتفاق ان کے قلوب میں الفت پیدا کرے۔

دوم: رعایا کا حق ہے جو اس کے پاس اللہ کی امانت ہے اسی لیے ان کے امور کا اپنی گردن میں (بار) اٹھانے والا اس شخص کو ہونا چاہیے جو رات دن اپنی عنایت اور نظر اور مہربانی اور عدل اور رحمت سے ان کی رعایت کرے' اللہ کے احکام کو اس کی مخلوق میں قائم کرے سیاست کی گرانی اور تدبیر کی درستی سے خوب واقف ہو۔

سوم: ابوعبداللہ اور ابراہیم کا حق جو امیر المومنین پر ان کے بھائی ہونے کی وجہ سے اور ان کے ہم رحم ہونے کی وجہ سے واجب ہے' اس لیے کہ اگر وہ دونوں جس چیز سے جدا ہو گئے' باوجود اپنی عاجزی کے اس پر باقی رکھے جائیں تو اس سے یہ اطمینان نہیں ہوسکتا کہ یہ کسی ایسے امر تک نہیں پہنچے گا جس میں دین کا ضرر ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے خرابی ہے اور اس میں ان دونوں پر بہت بڑا گناہ ہوگا' لہٰذا امیر امومنین نے ان دونوں کو معزول کر دیا' جیسا کہ خود ان دونوں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا' اور امیر المومنین کے تمام بھائیوں نے اور جو اہل بیعت کہ بارگاہ امیر المومنین میں ہیں' ان سب نے بھی دونوں کو معزول کر دیا' امیر المومنین کے عہدہ داروں اور آزاد کردہ غلاموں اور گروہوں اور روسائے لشکر و شاکریہ اور کاتبوں اور قاضیوں اور فقہا وغیرہ اور امیر المومنین کے ان تمام موالی نے بھی انھیں معزول کر دیا جن کے روبرو ان دونوں کے لیے بیعت لی گئی تھی۔

امیر امومنین نے اپنے تمام اعمال کی جانب اس کے متعلق فرمان نافذ کرنے کا حکم دے دیا کہ وہ لوگ جو کچھ فرمان میں ہے اس کے مطابق عمل کریں' ابوعبداللہ اور ابراہیم کو ولی عہدی سے معزول کر دیں جیسا کہ خود ان دونوں نے اس سے اپنے آپ کو معزول کر دیا' دونوں نے خاص و عام اور قریب و بعید اور حاضر و غائب کو اس سے آزاد کر دیا' کہ لوگ ولی عہدی کے ساتھ ان کا ذکر نہ کریں' جو چیزیں ولی عہدی کی نسبت سے ان کی طرف منسوب ہیں جیسے المعتز باللہ و المؤید باللہ اپنے خطوط اور الفاظ میں اور منبر پر ان دونوں کے لیے دعائیں ترک کر دیں اور وہ سب ترک کر دیں جو ان کے دفاتر میں ان کے ماتحت لوگوں پر ان کی قدیم یا جدید علامات ہیں' جھنڈوں اور لفافوں پر جو ان کا ذکر ہے اسے بھی مٹا دیں' اور جو گھوڑے شاکریہ اور رابطہ ان دونوں کے ناموں سے ہیں (ان سے بھی ان کے نام نکال دیں)

تیرا مرتبہ اور حال امیر لمومنین کے نزدیک اس اخلاص کے مطابق جو اللہ نے تجھے امیر المومنین کی اطاعت اور خیر خواہی اور ولا اور پیروی کے متعلق دیا ہے' تیرا مرتبہ وہی ہے جو اللہ نے تیرے لیے تیرے بزرگوں اور خود تیری ذات کی وجہ سے واجب کیا ہے' جو اللہ نے امیر المومنین کو تیری اطاعت اور مبارک حالی اور ادائے حق میں کوشش کے متعلق معرفت دی ہے (تیرا مرتبہ اس کے مطابق ہے) امیر المومنین نے اپنی ذمہ داری کے لیے اور تجھ سے اور ان سب سے جو تیرے قریب ہیں اور تمام اطراف میں ہیں ابوعبداللہ کی ماتحتی دور کرنے کے لیے تجھے منتخب کر لیا' امیر المومنین نے اپنے اور تیرے درمیان کسی شخص کو نہیں کیا جو تجھ پر افسر ہو' اس کے متعلق تمام محکموں کے حکام کے پاس حکم روانہ ہو گیا لہٰذا تو بھی آگاہ ہو جا اور اپنے تمام عمال کو امیر المومنین کے اس فرمان کی نقل بھیج دے اور انھیں عمل میں اسی

کے مطابق حکم دیتا رہ' انشاء اللہ والسلام' بقلم احمد بن خصیب یوم شنبہ ۲۰/ صفر ۲۴۸ھ۔ اسی سال منتصر کی وفات ہوئی۔

منتصر کی موت کے متعلق مختلف روایات:

وہ مرض جس کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی زیر اختلاف ہے' بعض نے کہا ہے کہ یوم پنج شنبہ ۲۵/ ربیع الاول کو اس کے حلق میں درد ہوا اور ۵/ ربیع الآخر یوم یک شنبہ کو عصر کی نماز کے وقت مر گیا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ یوم شنبہ ۴/ ربیع الآخر بوقت عصر اس کی وفات ہوئی' بیماری یہ تھی کہ اس کے معدے میں ورم ہوا جو قلب تک ترقی کر گیا' اس کی بیماری تین دن یا اسی کے قریب رہی' مجھ سے بعض صاحبوں نے بیان کیا کہ اسے حرارت ہوئی اپنے کسی طبیب کو جو اس کا علاج کرتا تھا بلایا' اور اسے فصد کھولنے کا حکم دیا' اس نے زہر آلود آلے سے اس کی فصد کھولی جس میں اس کی موت ہوگئی' وہ طبیب جس نے اس کی فصد کھولی تھی اپنے مکان واپس چلا گیا' اور اسے بخار آ گیا' اس نے اپنے شاگرد کو بلایا اور اسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا اور اس کے آلات اپنے سامنے رکھ لیے تاکہ ان میں سے سب سے اچھے کا انتخاب کرے' انھیں میں وہ زہر آلود آلہ بھی تھا جس سے اس نے منتصر کی فصد کھولی تھی اور وہ اسے بھول گیا' اس شاگرد نے ان آلات میں جو اس کے سامنے رکھے ہوئے تھے' زہر آلود آلے سے زیادہ اچھا کوئی آلہ نہ پایا' اس نے اسی سے اپنے استاد کی فصد کھول دی' وہ اس آلے کے حال سے ناواقف تھا' چنانچہ جب اس نے اس آلے سے اس کی فصد کھولی تو اس کے استاد نے اس کی طرف دیکھا' پھر معلوم ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا' اس نے اسی وقت وصیت کی اور مر گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر کو اپنے سر میں کوئی بیماری معلوم ہوئی تو ابن طیفوری نے اس کے کان میں تیل ٹپکایا جس سے اس کے سر پر ورم آ گیا اور وہ فوراً پھیل گیا چنانچہ وہ مر گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن طیفوری ہی نے اس کے آلات حجامت کو زہر آلود کر دیا تھا۔ میں برابر لوگوں سے سن رہا ہوں جب سے کہ خلافت اسے پہنچی اس کے خلیفہ بننے سے مرنے تک یہی کہتے تھے کہ بے شک اس کی مدت حیات صرف چھ مہینے ہے جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ کی جو اپنے باپ کا قاتل تھا' مدت حیات (چھ مہینے تھی) ہر خاص و عام کی زبان پر یہ مشہور تھا۔

منتصر کا خواب:

یسر خادم سے مذکور ہے اور وہ جیسا کہ مذکور ہے' منتصر کے زمانہ خلافت میں اس کے بیعت المال کا متولی و محافظ تھا' اس نے بیان کیا کہ ایک روز اپنے زمانہ خلافت میں منتصر اپنے محل میں سو رہا تھا کہ یکایک روتا اور چلاتا ہوا بیدار ہوا' مجھے اس سے ہیبت معلوم ہوئی کہ میں اس سے اس کے رونے کا سبب دریافت کروں دروازے کے باہر ٹھہر گیا کہ اتفاقاً عبداللہ بن عمر البازیار سے ملاقات ہو گئی' اس نے بھی اس کی چیخ سنی تھی' مجھ سے کہا کہ اسے کیا ہوا خرابی تجھ پر اے یسر' میں نے اسے بتایا کہ وہ سو رہا تھا پھر روتا ہوا اٹھا' عبداللہ اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں' اے امیر المومنین خدا آپ کی آنکھ کو نہ رلائے کہا اے عبداللہ میرے قریب آ' وہ اس کے قریب گیا تو اس سے کہا کہ میں سو رہا تھا' پھر میں نے دیکھا اس عالم میں کہ سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا متوکل میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ بربادی ہو تیری اے محمدؐ' تو نے مجھ کو قتل کیا اور مجھ پر ظلم کیا اور میری خلافت چھین لی' خدا کی قسم میرے بعد تو اس سے متمتع نہ ہو گا مگر چند روز پھر تیری روانگی دوزخ کی طرف ہے' میں بیدار ہو گیا نہ میری آنکھ قابو میں ہے اور نہ میری فریاد عبداللہ نے اس سے کہا کہ یہ تو خواب ہے اور وہ سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی ہوتا ہے' خدائے تعالیٰ آپ کو عمر دے گا اور آپ کے لیے آسانی کر دے گا' اس وقت کو شراب سے ٹالیے اور دل بہلانے کا سامان اختیار کیجیے اور خواب کی پرواہ نہ کیجیے' منتصر

نے اس طرح دل تو بہلانا چاہا مگر شکستہ خاصر ہی رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

متوکل کے قتل پر منتصر کی پشیمانی:

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر نے اپنے باپ کو قتل کے متعلق فقہا کی ایک جماعت سے مشورہ کیا تھا اس کے طریقوں سے انھیں آگاہ کیا تھا اور اس کے متعلق ایسے امور قبیحہ بیان کیے تھے جن کا ذکر کرنا بھی اس کتاب میں مکروہ ہے' انھوں نے اس پر اس کے قتل کا اشارہ کیا اس کے حالات بعض وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔

منتصر ہی سے مذکور ہے کہ جب اس کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اس نے اس کا حال دریافت کیا تو کہا کہ خدا کی قسم مجھ سے دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔

ابن دہقانہ سے مذکور ہے کہ اس نے بیان کیا کہ متوکل کے قتل کے بعد ہم لوگ ایک دن منتصر کی مجلس میں تھے کہ مسدود طیفوری نے ایک قصہ بیان کیا' منتصر نے کہا کہ ایسا کب ہوا' اس نے جواب دیا کہ اس شب میں کہ نہ کوئی روکنے والا تھا اور نہ منع کرنے والا' اس جواب نے منتصر کو غصے میں ڈالا۔

منتصر کی عمر:

سعید بن سلمہ نصرانی سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ ہمارے پاس احمد بن خصیب خوش خوش آیا یہ بیان کرتا ہوا کہ امیر المومنین منتصر نے کسی شب خواب میں یہ دیکھا کہ وہ ایک زینے پر چڑھا یہاں تک کہ وہ اس کی پچیس سیڑھیوں تک پہنچ گیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ ہے تیری سلطنت' یہ خبر ابن منجم کو پہنچی تو محمد بن موسیٰ اور علی بن یحییٰ منجم اسے اس خواب کی مبارک باد دینے آئے' اس نے کہا کہ واقعہ اس طرح نہ تھا جیسا کہ تم سے احمد بن خصیب نے بیان کیا بلکہ جب میں آخری سیڑھی پر پہنچا تو مجھ سے کہا گیا کہ ٹھہر' کیونکہ یہی تیری عمر کا آخر ہے' اور اس کی وجہ سے وہ نہایت مغموم رہا اس کے بعد وہ چند روز ایک سال کے دن پورے کرنے تک زندہ رہا پھر مر گیا اس وقت وہ پچیس سال کا تھا' کہا گیا ہے کہ جب وہ مرا ہے پچیس سال اور چھ مہینے کا تھا۔

منتصر کی مدت حکومت:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی عمر چوبیس سال تھی اور اس کی مدت خلافت چھ مہینے تھی اور بعض کے قول میں (چھ مہینے) اور دو دن تھی اور کہا گیا ہے کہ برابر چھ مہینے رہی کہا گیا ہے کہ ایک سو اٹھاسی دن رہی' اپنے بھائیوں کے ساتھ جو سلوک اس نے کیا اس کی چوالیس شب کے بعد سامرا کے قصر جدید میں انتقال کر گیا بیان کیا گیا ہے کہ جب مرنے لگا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

''میرا جی اس دنیا سے خوش نہ ہوا جسے میں نے حاصل کیا۔ لیکن اپنے کریم پروردگار کے پاس جا رہا ہوں''۔

اس کی نماز جنازہ احمد بن محمد بن معتصم نے سامرا میں پڑھائی اور وہی اس کی جائے ولادت تھی۔

منتصر کا حلیہ:

بڑی آنکھ سرخ رنگ' پست قد' زیادہ گوشت والا تھا' جیسا کہ بیان کیا گیا' مہیب (یعنی رعب دار) تھا' ایک قول کے مطابق وہ بنی العباس کا سب سے پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر مشہور ہوئی اور یہ اس لیے ہوا کہ اس کی ماں نے اس کی قبر کے بلند کرنے کی خواہش کی' اس کی کنیت ابو جعفر اور اس کی ماں کا نام حبیشہ تھا۔ وہ ام ولد (یعنی وہ لونڈی تھی جس کے مالک کی اولاد اس کے بطن سے پیدا ہوئی تھی) وہ رومی تھی۔

صالح والی مدینہ کی معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر جب خلافت کا والی بنا تو سب سے پہلا جو کام اس نے کیا وہ صالح کا مدینے سے معزول کرنا اور علی بن الحسین بن اسمٰعیل بن العباس بن محمد کو وہاں کا حاکم بنانا ہے۔

علی بن الحسین کو ہدایات:

علی بن الحسین سے مذکور ہے کہ میں منتصر کے پاس اسے رخصت کرنے گیا تو مجھ سے کہا کہ اے علی میں تجھے اپنے گوشت اور خون کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور اپنی کلائی کی کھال کھینچ کر کہا کہ اس طرف تک میں نے تجھے متوجہ کیا' دیکھ تو قوم کے لیے کیسا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے قوم سے اس کی مراد آل ابی طالب تھے میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ انشا اللہ میں ان کے معاملے میں امیر المومنین ایدہ اللہ کی رائے کی پابندی کروں گا' کہا کہ تو اس وقت اس کی وجہ سے میرے نزدیک سعادت حاصل کرے گا۔

محمد بن ہارون کا بیان:

محمد بن ہارون سے بھی محمد بن علی بردالخیار کا کاتب اور ابراہیم موید کی جاگیر کے دفتر پر اس کا نائب تھا' مذکور ہے کہ ایک مقتول اپنے بستر پر پایا گیا جس پر چند زخم تلوار کے تھے' اس کا لڑکا اس کے ایک حبشی خادم کو اور وصیف کو بلا لایا بیان کیا گیا ہے کہ وصیف نے اس حبشی کو قاتل ٹھہرایا' پھر وہ منتصر کے پاس پہنچا دیا گیا اور جعفر بن عبدالواحد کو حاضر کیا گیا' منتصر نے اس سے اس کے مالک کے قتل کا حال دریافت کیا اس نے اس کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ اپنے اس فعل کا اور اسے قتل کرنے کا سبب بیان کیا' منتصر نے کہا تجھ پر خرابی ہو تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ حبشی نے اسے جواب دیا کہ اس لیے کہ تو نے اپنے باپ متوکل کو قتل کیا اس نے فقہا سے اس کے معاملے میں دریافت کیا تو انھوں نے اس کے قتل کا اشارہ کیا' اس کی گردن ماردی اور جہاں بابک خرمی کو پھانسی دی گئی تھی وہیں اس کو بھی لٹکا دیا۔

محمد بن عمرو الشاری کی گرفتاری:

اسی سال محمد بن عمرو الشاری موصل کی طرف نکل گیا تو منتصر نے اس کی طرف اسحاق بن ثابت فرغانی کو روانہ کیا اس نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قید کر لیا وہ لوگ قتل کیے گئے اور لٹکا دیئے گئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال یعقوب بن اللیث الصفار سجستان سے حرکت کر کے ہراۃ کی طرف چلا گیا۔

احمد بن عبداللہ بن صالح متولی عیدگاہ سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میرے باپ کا ایک موذن تھا جسے ہمارے گھر والے نے خواب میں دیکھا کہ گویا اس نے کسی نماز کے لیے اذان دی پھر اس گھر کے قریب گیا جس میں منتصر تھا پھر اس نے پکارا کہ اے محمد اے منتصر (ان ربك لبالمرصاد) بے شک تیرا رب تیری گھات میں ہے۔

بنان مغنی سے مذکور ہے اور وہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' منتصر کے مخصوصین میں تھا اس کے باپ کی زندگی میں بھی اور خلیفہ ہونے کے بعد بھی' اس نے کہا کہ جب منتصر خلیفہ ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے ایک دیبا (ریشم) کا کپڑا عطا کر' اس نے کہا کہ یا دیبا کے کپڑے سے بھی تیرے لیے زیادہ بہتر میں نے کہا وہ کیا' کہا کہ تو بیمار بن جا تا کہ میں تیری عیادت کروں پھر تجھے ریشمی کپڑے سے زائد نذرانے مل جائیں گے' آخر انھیں دنوں میں مر گیا اور مجھے کچھ نہ ملا۔

باب ۳

خلیفہ المستعین باللہ

بیعت خلافت:

اسی سال محمد بن احمد بن المعتصم سے بیعت خلافت کی گئی۔

مذکور ہے کہ جب منتصر کی وفات ہوئی اور یہ یوم شنبہ بوقت عصر ۴/ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو ہوئی تھی تو سب موالی (آزاد کردہ غلام) یوم یک شنبہ کو ہارونی کے پاس جمع ہوئے' ان میں بغا صغیر و بغا کبیر اور اتامش اور ان کے ہمراہی بھی تھے یہ لوگ ترک سرداروں اور مغربیوں اشروسنیوں کو اس امر پر حلف دینے لگے' جو شخص ان میں سے سب کو حلف دے رہا تھا وہ علی بن الحسین بن عبداللہ الاعلیٰ الاسکانی کاتب بغا کبیر تھا' کہ وہ سب لوگ بھی اس شخص پر راضی ہیں' جن پر بغا کبیر و ابغا صغیر و آتامش راضی ہوں' یہ امر احمد بن الخصیب کی تدبیر سے ہوا' ساری جماعت نے حلف دیا اور سب نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ ناپسند کیا کہ متوکل کی اولاد میں سے کوئی شخص خلافت کا متولی بنے اپنے باپ کو قتل کر دینے کی وجہ سے اور ان کے اس خوف کی وجہ سے کہ ان میں سے جو متولی خلافت ہوگا وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا' احمد بن الخصیب اور جو موالی موجود تھے سب نے احمد بن محمد بن المعتصم پر اتفاق کیا' خلافت ہمارے آقا معتصم کی اولاد سے نہیں نکل سکتی' وہ لوگ پہلے سے بنی ہاشم کی ایک جماعت سے ذکر کر چکے تھے عشاء کے آخر وقت شب دوشنبہ ۶/ ربیع الآخر کو اسی سنہ میں سب نے اس سے بیعت کر لی اور وہ اس وقت اٹھائیس سال کا تھا اور اس کی کنیت ابوالعباس تھی پھر اس نے احمد بن الخصیب کو کاتب بنایا اور اتابش کو وزیر مقرر کیا۔

المستعین باللہ کے انتخاب کا ردِعمل:

جب ۶/ ربیع الآخر دوشنبہ کا دن ہوا تو قبل طلوع آفتاب عمری کے راستے سے جو باغوں کے درمیان سے تھا' دار العامہ (دربار عام) اس حالت میں روانہ ہوا کہ لوگوں نے اسے طویلہ اور (لباس خلافت) پہنا دیا تھا ابراہیم بن اسحاق اس کے سامنے نیزہ لیے کھڑا تھا' واجن الاشروسنی باب العامہ پر بیت المال کے عام راستے سے مل گیا' اس نے اپنے ہمراہیوں کو دو صفوں میں کر دیا وہ اور اس کے معزز ہمراہی صف میں کھڑے ہو گئے۔ دار العامہ میں متوکل کی اولاد اور عباسیوں اور طالبیوں میں سے جو صاحب مرتبہ تھے حاضر ہوئے' وغیرہ۔ سب اس حالت میں تھے' ڈیڑھ گھنٹہ دن بھی گزر چکا تھا' بازار اور سڑک کی طرف سے ایک آواز آئی دفعتاً شاکریہ کے تقریباً پچاس سواروں کی بھی ایک جماعت ہے اور لوگوں کی مختلف جماعتیں بھی ہمراہ آوارہ گرد اور بازاری لوگوں میں سے قریب ایک ہزار کے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ وہ ابوالعباس محمد بن عبداللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھ طبریہ کے سواروں نے ہتھیار اٹھا لیے اور یا معتز یا منصور! چلانے لگے۔

اشروسنیہ اور معتزیہ کی جنگ:

اشروسنیہ کی ان دونوں صفوں پر حملہ کر دیا جنہیں واجن نے قائم کیا تھا' وہ متفرق ہو گئے' بعض ان میں سے بعضوں میں مل گئے' شاکریہ کے ساتھ جو سفید فام لشکر والے باب عامہ پر متعین تھے' بھاگ گئے' انبوہ ہو گیا' مغربیوں اور اشروسنیوں نے ان پر حملہ

کر کے شکست دی' یہاں تک کہ عزون بن اسمٰعیل کے بھائی کے گھر بھگاتے چلے گئے وہ اس وقت تنگ راستے میں تھے معتزیہ وہاں کھڑے ہو گئے اور اشروسنیہ نے ان میں سے چند پر تیر چلائے' تلواریں ماریں اور ان میں جنگ جاری ہو گئی' معتزیہ اور آوارہ گرد لوگ تکبیر کہتے ہوئے سامنے آ گئے' آپس میں بہت سے مقتول کرنے لگے' یہاں تک کہ دن کے تین گھنٹے گزر گئے ترک واپس چلے گئے اور انھوں نے احمد بن محمد بن المعتصم سے بیعت کر لی تھی' وہ لوگ اس راستے سے واپس ہوئے جو عمری اور باغوں کے متصل ہے اور ہاشمیوں اور دوسرے صاحب مرتبہ جو دارلعامہ میں حاضر تھے آزاد کردہ غلاموں نے ترکوں کی واپسی سے پہلے بیعت کر لی تھی۔

مستعین بھی ہارونی کے یہاں واپس جانے کے لیے باب العامہ سے روانہ ہوا رات کو وہیں رہا' اور اشرونیہ بھی ہارونی کے یہاں چلے گئے دونوں فریق کی بڑی تعداد مقتول ہوئی' ایک جماعت اشروسنیہ کے مکانوں میں گھس گئی' ان پر آوارہ گرد لوگ غالب آ گئے' انھوں نے ان کی زرہیں اور ہتھیار اور جوشن اور گھوڑے سب چھین لیے یہ آوارہ گرد اور لوٹنے والے ہارونی کی طرف واپس جاتے ہوئے دارالعامہ میں گھس آئے انہوں نے وہ خزانہ لوٹ لیا جس میں ہتھیار اور زرہیں' جوشن اور تلواریں تھیں اور سرحدی گھوڑے اور اس سے وہ خوب مسلح ہو گئے' بسا اوقات کوئی ان میں سے جوشن اور نیزے لے جاتا تھا تو وہ بھی کثیر السلاح ہو جاتا تھا ارمش بن ایوب کے گھر میں جو شربت والوں کے سامنے تھا خیزران کی ڈھالیں اور نیزوں کے دستے لوٹ لیے' آوارہ گردوں' حمامیوں اور باقلا فروش لڑکوں سے بہت سے نیزے اور ڈھالیں ہاتھ لگیں ان کے پاس ترکوں کی ایک جماعت براہ زرافہ آئی ان میں بغا صغیر بھی تھا انھیں خزانے سے نکال دیا' چند قتل ہوئے بہت تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دونوں فریق واپس گئے اور ان میں مقتول بہت تھے' آوارہ گرد لوگ سامنے آ گئے تھے' ترکوں میں سے جو شخص باب العامہ کے ارادے سے سامرہ میں گزرتا تھا عوام اس کے ہتھیار لوٹ لیتے تھے' ترکوں کی ایک جماعت کو مبارک مغربی کے مکان کے قریب اور سامر کے عام راستوں ان لوگوں نے قتل کر دیا اور اکثر ان لوگوں میں سے جنھوں نے یہ ہتھیار لوٹے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے شربت والے پانی والے حمام والے پانی پلانیوالے اور بازاروں کے آوارہ گرد بدمعاش تھے' نصف النہار تک ان کی یہی حالت رہی۔

قیدیوں کا فرار:

اسی دن سامرا میں قیدیوں نے گڑبڑ کی ان میں سے ایک جماعت بھاگ گئی پھر بیعت پر عطا مقرر کر دی گئی ایک بیعت نامہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس اسی دن بھیجا گیا جس دن بیعت لی گئی' دوسرے دن محمد کو وصول ہوا اسے اتامش کے بھائی اور محمد بن عبداللہ نے ایک باغ میں پہنچایا جو محمد کا تھا دربان وہاں لے گیا اور اس کا مکان بتایا وہ اسی وقت لوٹا' اور ہاشمیوں اور سرداروں اور لشکر کو بھی بھیجا گیا اور ان کے لیے تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

امارت خراسان پر محمد بن عبداللہ کا تقرر:

اسی سال رجب میں طاہر بن عبداللہ ابن طاہر کی جو خراسان میں تھا وفات کی خبر مستعین کو پہنچی' مستعین نے اس کے بیٹے محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر مقرر کر دیا اور محمد بن عبداللہ کو عراق پر حرمین اور پولیس اور اطراف دیہات بھی اسی کے سپرد کر دیئے اور تنہا اسی کو اس پر مقرر کیا محل شاہی میں محمد بن طاہر ابن عبداللہ بن طاہر کو خراسان اور اس کے متعلقہ کاموں پر یوم شنبہ ۱۲/ شعبان کو مقرر کیا۔

بغا کبیر کی وفات:

بغا کبیر جمادی الآخر میں بیمار پڑا تو نصف جمادی الآخر کو مستعین نے اس کی عیادت کی' بغا اسی روز مر گیا تو اس کے بیٹے موسیٰ کو اپنے اور اپنے باپ کے کل کاموں پر مقرر کیا اور اسے ڈاک کے محکمے کا بھی حاکم بنایا۔

ابوالعمود کا قتل:

اسی سال انور جور تر کی ابوالعمود الثعلبی کی طرف روانہ ہوا اس نے اسے کفر ثوتی میں یوم شنبہ ۲۵/ ربیع الآخر کو قتل کر دیا۔

اسی سال عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان حج کے لیے روانہ ہوا اس کے پیچھے ایک شیعہ قاصد شعیب اسے حج سے روکنے اور برقہ جلاوطن کرنے کے لیے روانہ کیا گیا۔

معتز و موید کے مال و املاک کی فروختگی:

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مستعین نے معتز اور موید سے ان دونوں کی تمام چیزیں خرید لیں جن کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی' سوائے اس کے جسے معتز نے مستثنیٰ کر لیا تھا معتز نے اپنے اور ابراہیم کے لیے اسی ہزار دینار سالانہ آمدنی (کی جائداد) لے لی۔

جب دوشنبے کو بارھویں رمضان ہوئی تو معتز و موید سے ان کی تمام اشیاء مکانات' منزلیں اور محل اور جائداد اور فرش اور آلات وغیرہ سب بیس ہزار دینار میں خرید لی گئیں' دونوں نے اپنے اس معاملے پر گواہ اور عادل اور قاضی وغیرہ کو شاہد بنایا' کہا گیا کہ ان کا مال خرید اگیا جو جائداد میں سے تھا' ابو عبیداللہ کے پاس اتنا چھوڑ دیا گیا جس کی آمدنی بیس ہزار دینار تھی اور ابراہیم کے پاس اتنا جس کی آمدنی سالانہ پانچ ہزار دینار تھی۔

معتز و موید کی گرفتاری:

جو مال عبیداللہ سے خرید اگیا (اس کی قیمت) ایک کروڑ دینار تھی اور دس موتی' جو ابراہیم سے خریدے گئے (ان کی قیمت) تیس لاکھ دینار تھی اور تین موتی' فقہا و قضاۃ کو گواہ بنایا گیا' خریداری تبوسط الحسن بن مخلد المستعین کے نام سے ہوئی' یہ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کا واقعہ ہے' وہ دونوں (معتز و موید) محل کے حجرے میں قید کر دیے گئے' ان پر نگران مقرر کر دیے گئے اور ان کا معاملہ بغا صغیر کے سپرد کر دیا گیا' ترکوں نے جس وقت بدمعاشوں اور شاکریوں نے ہنگامہ برپا کیا تھا ان دونوں کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا' احمد بن الخصیب نے منع کیا کہ ان دونوں کا کوئی گناہ نہیں اور نہ ہنگامہ کرنے والے ان کے ہمراہی ہیں ہنگامہ کرنے والے تو صرف ابن طاہر ہی کے ہمراہی ہیں ان دونوں کو قید کر دو' چنانچہ وہ دونوں قید کر دیے گئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال موالی احمد بن الخصیب سے بگڑ گئے یہ واقعہ اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ میں ہوا' اور اس کا اور اس کے لڑکے کا مال ضبط کر لیا گیا اور اسے اقریطش میں جلاوطن کر دیا گیا۔

اسی سال علی بن یحییٰ شامی سرحدوں سے واپس آیا اور اسی سال رمضان میں اسے ارمینیہ و آذربائیجان پر مقرر کر دیا گیا۔

اسی سال اہل حمص نے کیدر بن عبیداللہ پر جو حمص پر مستعین کا عامل تھا ہنگامہ کیا اور اسے وہاں سے نکال دیا' پھر الفضل بن قارن بھیجا گیا جس نے ان سے چالاکی کی۔ یہاں تک کہ انھیں گرفتار کر لیا اور ان میں خلق کثیر کو قتل کر ڈالا' ان میں سے سو بڑے

بڑے آدمیوں کو سامرا بھیج دیا اور ان کے شہر پناہ کی دیوار منہدم کر دیا۔

اسی سال موسم گرما میں وصیف نے جنگ کی اور وہ سرحد شام پر مقیم تھا' یہاں تک کہ اسے منتصر کی موت کی خبر پہنچی' پھر وہ بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ فتح کر لیا جس کا نام فروریہ تھا۔

اسی سال مستعین نے اتامش کو مصر اور مغرب پر مقرر کیا اور اسے وزیر بنایا۔

اسی سال بغا شرابی کو ماسبذان' حلوان' مہرجان اور قذق پر مقرر کیا گیا' مستعین نے شاہک الخادم کو اپنے گھر اور جائداد اور حرم اور خزانوں اور اپنے خاص کاموں پر مامور کیا اسے پیش کار بنایا' اور اتامش کو سب لوگوں پر مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن سلیمان:

اور اس سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۴۹ھ کے واقعات

عمر بن عبیداللہ کی ناکام مہم:

منجملہ ان واقعات کے جو اس سنہ میں ہوئے' جعفر بن دینار کا موسم گرما میں جنگ کرنا ہے' چنانچہ اس نے ایک قلعہ اور غلے کی چند کھتیاں حاصل کر لیں' اس سے عمر بن عبیداللہ الاقطع نے بلاد روم کے علاقے میں جانے کی اجازت چاہی تو اسے اجازت دی اہل ملطیہ میں سے وہ ایک مخلوق کثیر کو اپنے ساتھ لے گیا' ایک مقام پر اسقف کے میدان میں جس کا نام ارز تھا اس کی بادشاہ سے مڈبھیڑ ہوگئی جو رومیوں کی بڑی جماعت میں تھا اس نے اس سے مع اس کے ساتھیوں کے نہایت شدید جنگ کی جس میں فریقین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے رومیوں نے جن کی تعداد پچاس ہزار تھی اسے گھیر لیا' عمر اور دو ہزار مسلمان مارے گئے' یہ واقعہ نصف رجب یوم جمعہ کو ہوا۔

علی بن یحییٰ ارمنی کا قتل:

اسی سال علی بن یحییٰ مارا گیا۔

بیان کیا گیا ہے رومیوں نے جب عمر بن عبیداللہ کو قتل کر دیا تو وہ سرحدوں کی طرف روانہ ہوئے' ان مقامات پر اور وہاں کے مسلمانوں کی عورتوں پر جھپٹ پڑے اس کی خبر علی بن یحییٰ کو اس وقت پہنچی جب وہ ارمینیہ کے سفر سے میافارقین واپس جا رہا تھا' اس نے اہل میافارقین اور سلسلے کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف کوچ کر دیا' تقریباً چار سو آدمی مارے گئے یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

اسی سال یکم صفر کو لشکر اور شاکریہ نے بغداد میں ہنگامہ برپا کر دیا۔

ابن عبیداللہ وارمنی کے قتل کا ردعمل:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بغداد و سامرا اور ان کے قریب کے اسلامی شہروں میں عمر بن عبیداللہ الاقطع اور علی بن یحییٰ الارمنی کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی' یہ دونوں (گویا) مسلمانوں کے دانتوں میں سے دو دانت تھے جن کا خوف بہت تھا' ان سرحدوں میں جہاں کہ یہ دونوں تھے ان کی وجہ سے سب میں نہایت بےفکری تھی' ان پر یہ شاق گزرا' ان کے دلوں میں ان دونوں کا مقتول ہونا

نہایت گراں گزرا' اس وجہ سے اور بھی کہ ایک کا قتل دوسرے کے قریب ہی زمانے میں ہوا اور اس وجہ سے بھی جو کچھ ترکوں سے حرکات شنیعہ انھیں پیش آئیں جیسے متوکل کا قتل کرنا اور مسلمانوں کے معاملات پر ان کا غالب آ جانا' اور خلفاء میں سے جسے چاہا قتل کر دینا اور جسے چاہا اسے خلیفہ بنا دینا' نہ دیانت داری کی طرف لوٹنا نہ مسلمانوں کے نفع پر نظر کرنا۔

ہنگامہ بغداد:

لوگ بغداد میں جمع ہو کر شور وغل کرنے لگے' عرب مولدین اور شاکریہ بھی ان میں شامل ہو گئے' بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ تنخواہ مانگتے ہیں' یہ یکم صفر کو ہوا انھوں نے نصر بن مالک کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اس میں (قید) تھے اور جو باب الجسر کے پل میں تھے سب کو نکال دیا' قید خانے میں جیسا کہ بیان کیا گیا ایک جماعت خراسان کے بداطواروں اور اہل جبال اور الحمرہ وغیرہ کے بدمعاشوں کی تھی' انھوں نے پل کا ایک حصہ کاٹ ڈالا اور دوسرے کو آگ لگا دی اس کی کشتیاں ڈوب گئیں' قیدیوں کا دفتر لوٹ لیا گیا اور دفاتر پھاڑ کر پانی میں ڈال دیئے گئے بشر نصرانی اور ابراہیم نصرانی فرزندان ہارون کا جو محمد بن عبداللہ کے کاتب تھے گھر لوٹ لیا' یہ سب بغداد کی شرقی جانب ہوا' اور اس وقت جانب شرقی کا حاکم احمد بن محمد بن خالد بن ہرثمہ تھا' اس کے بعد بغداد اور سامرا کے مالدار لوگوں نے اپنے ہاں سے بہت سا مال نکالا' اس طریقے سے انھوں نے کم مال والوں کو جنگ روم کے لیے سرحدوں کی طرف جانے کے لیے مدد پہنچائی بہت لوگ الجبل فارس اور دیہات وغیرہ سے جنگ روم کے لیے آ گئے' مگر ہمیں اس امر کی خبر نہیں پہنچی کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابل رومی فوج میں کوئی تغیر ہوا ہو اور نہ ان ایام میں جنگ کے لیے ان کی طرف لشکر بھیجنے کی اطلاع ملی۔

سامرا میں طوائف الملوکی:

۲۳ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں ایک گروہ نے حملہ کر دیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھے' وہاں کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اس میں قید تھے انھیں نکال دیا' موالی کی ایک جماعت کے ساتھ زرافہ اس گروہ کی تلاش میں روانہ ہوا' عام لوگوں نے حملہ کر کے انھیں شکست دے دی' اتامش اور وصیف او بغا اور سب ترک سوار ہو کر آئے تو عوام میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا' وصیف پر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے ایک پکی ہوئی ہانڈی ڈالی گئی کہا جاتا ہے کہ عام لوگوں کی ایک جماعت نے الشریحہ کے قریب اس پر پتھر پھینکا' وصیف نے مٹی کا تیل نکالنے والوں کو حکم دیا' انھوں نے وہاں تجار کی دکانیں اور لوگوں کے مکانات تھے ان پر آگ چھینکی' میں نے اس مکان کو جلا ہوا دیکھا ہے اور یہ سامرا میں دار اسحاق کے قریب ہے۔

احمد بن جمیل کی معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی دن مغربیوں نے عام لوگوں میں سے ایک جماعت کے مکانات لوٹے' پھر اسی دن کے آخر میں حالت میں سکون ہو گیا عوام کی اور اس کی اس دن میں حرکت کی وجہ سے جس کا میں نے ذکر کیا احمد بن جمیل سامرا میں اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن سہل الدارج حاکم بنایا گیا۔

اتامش:

اسی سال اتامش اور اس کا کاتب شجاع قتل کیا گیا' اور یہ یوم شنبہ ۱۴/ ربیع الآخر کو ہوا۔

مذکور ہے کہ جب خلافت مستعین کو ملی تو اس نے اتامش اور شاہک خادم کے ہاتھ کو بیت المال میں آزاد کر دیا اور ہر اس فعل

کی جسے وہ دونوں بیت المال میں کرنا چاہیں انھیں بھی اجازت دے دی اور اس کے کرنے کی اپنی ماں کو بھی' کسی بات سے جسے ماں کرنا چاہے روکتا نہ تھا' اس کی ماں کا کاتب سلمہ بن سعید نصرانی تھا' زمانے بھر کے تمام اموال جو بادشاہ کو بھیجے جاتے تھے ان کا اکثر حصہ انھی تینوں کے لیے ہو جاتا تھا' اتامش نے بیت المال کے اموال کا قصد کیا مستعین نے اپنے بیٹے عباس کو اتامش کی پرورش میں دے دیا تھا' جو مال ان تینوں سے بچتا تھا وہ عباس کے لیے لیا جاتا تھا اور اس کے اخراجات اور اسباب میں صرف کر دیا جاتا تھا اس زمانے میں اس کی جاگیر کے دفتر کا منتظم دلیل تھا اس نے بھی اس میں سے بڑے بڑے مال اپنے لیے لے لیے موالی (آزاد کردہ غلام) دیکھا کرتے تھے' کہ مال اڑایا جا رہا ہے اور وہ لوگ تنگی میں ہیں' اتامش ہی جو مستعین پر چھایا ہوا تھا' خلافت کے احکام نافذ کیا کرتا تھا۔

اتامش کا قتل:

وصیف اور بغا اس کی وجہ سے بالکل بے کار تھے' ان دونوں نے موالی کو اس پر بھڑکایا' دونوں برابر اس کے خلاف تدبیر کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے اپنی تدبیر مضبوط کر لی' ترکوں اور فرغانیوں نے اتامش کو بہت ملامت کی' اسی سال ۱۲/ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو گھر والے اور پانی پہنچانے والے اس کی طرف روانہ ہوئے سب جمع ہو گئے اور انھوں نے اس پر چڑھائی کی' وہ محل میں مستعین کے ساتھ تھا' اسے اطلاع ہو گئی' اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر موقع نہ ملا' مستعین سے پناہ مانگی مگر اس نے بھی اسے پناہ نہ دی' وہ لوگ پنج شنبہ و جمعہ کو اپنے اسی حال پر قائم رہے' جب شنبہ ہوا تو محل میں گھس گئے اور اتامش کو وہاں سے نکال لائے جہاں وہ چھپا ہوا تھا' پھر وہ بھی قتل کر دیا گیا اور اس کا کاتب شجاع بن القاسم بھی قتل کر دیا گیا' اتامش کا گھر بھی لوٹ لیا گیا جیسا کہ مجھے اطلاع ملی اس میں بڑے بڑے مال اور اسباب اور فرش اور آلات لے لیے گئے۔

عمال کا عزل و نصب:

جب اتامش قتل کر دیا گیا تو مستعین نے ابوصالح عبداللہ ابن محمد بن یزداد کو وزیر بنایا۔

ماہ ربیع الآخر میں الفضل بن مروان دفتر خراج سے معزول کر دیا گیا اور عیسیٰ بن فرخان شاہ اس کا حاکم بنایا گیا' اور وصیف دیہات کا حاکم بنایا گیا اور بغا الصغیر فلسطین کا' بغا الصغیر اور اس کی جماعت ابوصالح بن یزداد سے ناراض ہو گئی تو ابوصالح شعبان میں بغداد بھاگ گیا' مستعین نے اس کی جگہ محمد بن الفضل الجرجرائی کو کر دیا' اس نے محکمہ خطوط پر سعید بن حمید کو رئیس بنا دیا اس کے متعلق حمدونی نے کہا ہے!
سعید اب تلوار لگائے پھرتا ہے' حالانکہ اس سے پہلے پھٹے پرانے کپڑوں میں بسر ہوتی تھی جن کے بدلنے کی نوبت نہ آتی۔

علی بن الجہم کا قتل:

اسی سال علی بن الجہم بن بدر قتل کیا گیا' اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ بغداد سے سرحد کی طرف روانہ ہوا' حلب کے ایک گاؤں میں پہنچا جسے خساف کہا جاتا تھا تو اسے کتوں کا ایک گروہ ملا جنھوں نے اسے قتل کر دیا' اعراب نے جو (اسباب) اس کے ساتھ تھا لے لیا' چنانچہ اس نے (یہ اشعار) روانگی کی حالت میں کہے تھے:

''کیا آج کی رات میں ایک رات اور بڑھا دی گئی۔ یا کوئی سیلاب صبح کو بہا لے گیا۔ مجھے اہل دجیل یاد آ رہے ہیں۔
حالانکہ مجھ سے دجیل کتنی دور ہے''۔

اس کا مکان دجیل کے راستے ہی میں تھا۔

اسی سال جعفر بن عبدالواحد قضا کے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور جعفر بن محمد بن عمار البرجمی جو اہل کوفہ میں سے تھا اس پر مقرر کیا گیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ۲۵۰ھ میں ہوا۔

رے میں شدید زلزلہ:

اسی سال ذی الحجہ میں اہل رے پر سخت زلزلے کی مصیبت آئی' اور ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے رے کے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے ایک مخلوق ہلاک ہوگئی اور رہنے والوں میں جو بچے وہ شہر بھاگ گئے' اور انھوں نے اس کے باہر قیام کیا اور پچیس جمادی الاولیٰ یوم جمعہ مطابق ۱۶ تموز کو سامرا میں برق رعد (چمک اور کڑک) کے ساتھ اچھی بارش آئی' سارے دن ابر گھرا رہا اور اس دن آفتاب کے زرد ہونے تک نہایت تیز بارش ہوتی رہی' پھر رک گئی۔

اسی سال ۳ جمادی الاولیٰ یوم پنج شنبہ کو مغربی لوگوں نے (فساد کے لیے) حرکت شروع کی' اور وہ سامرا کے پل کے قریب جمع ہو رہے تھے' اس کے بعد جمعے کو متفرق ہو گئے۔

امیر حج عبدالصمد بن موسیٰ

اس سال عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے جو مکے کا والی تھا لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۰ھ کے واقعات

ابوالحسین یحییٰ بن عمر:

منجملہ ان واقعات کے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کا جن کی کنیت ابو الحسین تھی کوفے میں ظاہر ہونا ہے اور اسی سال میں ان کا قتل بھی ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابوالحسین یحییٰ بن عمر اور ان کی ماں ام الحسین فاطمہ بنت الحسین بن عبداللہ ابن اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سخت تنگ دستی پیش آئی' قرض ہو گیا جس نے بہت تنگ کیا' عمر بن فرج سے ملے جو متوکل کے زمانے سے اپنے خراسان سے آنے کے بعد سے اولاد ابی طالب کے معاملات کا محافظ تھا باتیں کہیں جن کا جواب سختی سے ملا یحییٰ بن عمر نے اس کی مجلس ہی میں اسے گالی دی اور وہ قید کر دیے گئے' یہاں تک کہ گھر والوں نے ضمانت کی تو رہائی ملی' مدینۃ السلام (بغداد) روانہ ہوئے وہاں بدحالی کے ساتھ ٹھہرے رہے پھر سامرا گئے اور وصیف سے ملاقات کی کہ عطا جاری کر دی جائے وصیف نے بھی سختی سے باتیں کیں کہ کس لیے تجھ جیسوں پر عطا جاری کی جائے' وہ اس کے پاس سے پلٹ آئے۔

یحییٰ بن عمر کا ظہور:

ابن ابی طاہر نے بیان کیا کہ ابن الصوفی الطالبی نے اس سے بیان کیا کہ یحییٰ ابن عمر اس کے پاس اس شب میں جس کی صبح کو ان کی روانگی ہوئی رات اس کے پاس بسر کی اپنے ارادے کے متعلق اسے کچھ نہیں بتایا' اس نے کھانا پیش کیا' یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھوکے ہیں مگر کھانے سے انکار کر دیا کہ زندہ رہیں گے تو کھائیں (ابن الصوفی) نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے کسی خطرناک کام کا ارادہ کیا ہے میرے پاس سے چلے گئے اور کوفے کا رخ کیا' یحییٰ بن عمر نے اعراب کی بڑی جماعت جمع کی اور اہل

کوفہ کی بھی ایک جماعت مل گئی' الفلوجہ میں آئے پھر ایک گاؤں کی طرف چلے گئے جو العمد کے نام سے مشہور تھا' ڈاک کے محکمے کے افسر نے خبر لکھ بھیجی' محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ایوب بن الحسن اور عبداللہ بن محمود السرخسی کو لکھا' عبداللہ بن محمود دیہات کی آمدنی پر محمد بن عبداللہ کا عامل تھا' جس میں دونوں کا یہ حکم تھا کہ وہ یحییٰ بن عمر سات سواروں کی جماعت میں کوفے گئے' بیت المال میں جو کچھ تھا لے لیا' موجودات تقریباً کچھ اوپر دو ہزار دینار تھے' ستر ہزار درہم تھے' کوفے میں اپنا پورا تسلط کر لیا' دونوں قید خانے کھول دیئے جو لوگ ان میں قید تھے سب کو نکال دیا' کارندوں کو بھی وہاں سے نکال دیا' عبداللہ بن محمود السرخسی جو شاکر یہ میں سے تھا' یحییٰ بن عمر نے اس کے منہ پر پیشانی کے بالوں کے پاس ایک ایسی ضرب ماری جس نے اسے کمزور کر دیا' ابن محمود مع اپنے ہمراہیوں کے شکست کھا کر بھاگا' یحییٰ بن عمر نے جو کچھ سواریاں اور مال ابن محمود کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا پھر کوفے سے دیہات میں چلے گئے' ایک گاؤں کی طرف گئے جسے بستان کہا جاتا تھا جنبلا سے تین فرسخ کے (نو میل کے) فاصلے پر تھا' کوفے میں نہیں ٹھہرے' ایک جماعت زیدیہ میں سے بھی ساتھ ہوئی' مدد کے لیے ایک جماعت اس علاقے کے اعراب کی اور اہل الطفوف اور اہل سیب الاسفل اور اہل ظہر واسط کی جمع ہو گئی' اس کے بعد وہ بستان میں ٹھہر گئے' جماعت بڑھتی رہی۔

الحسین بن اسمٰعیل کی روانگی:

محمد بن عبداللہ ان سے لڑنے کے لیے الحسین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا' اس کے ساتھ اپنے سرداروں میں سے بہادروں اور طاقت وروں کی ایک جماعت شامل کر دی' جیسے خالد بن عمران اور عبدالرحمٰن بن الخطاب جو وجہ الفلس کے نام سے مشہور تھا اور ابوالسنا الغنوی اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ اور سعد الضبابی او فوج اسحاقیہ میں سے احمد بن محمد بن الفضل اور ایک جماعت خاصہ خراسانیہ سے ان کے علاوہ تھی۔

محمد بن اسمٰعیل کا ہفندی میں قیام:

محمد بن اسمٰعیل روانہ ہو گیا اور یحییٰ بن عمر کے مقابلے میں ہفندی میں اس طرح ٹھہر گیا کہ الحسین بن اسمٰعیل اور اس کے ہمراہی اس پر جرات نہیں کرتے تھے' یحییٰ نے البحریہ کا ارادہ کیا جو ایک گاؤں ہے کہ اس کے قسین کے درمیان پانچ فرسخ (پندرہ میل) کا فاصلہ ہے' اگر الحسین چاہتا کہ اس سے مل جائے تو مل سکتا تھا' یحییٰ بن عمر السیب کی شرقی جانب چلے گئے اور الحسین اس کے غربی جانب' یہاں تک کہ احمد آباد تک حسین پہنچ گیا' پھر علاقہ سورا کی طرف روانہ ہوا اور لشکر کو جو کمزور تھا اور یحییٰ سے ملنے سے عاجز تھا' ایسا تیار کر دیا کہ وہ ملتے ہی یحییٰ کو گرفتار کر لیں اور جو لوگ ان گاؤں والوں میں سے یحییٰ بن عمر کے ساتھ ہو گئے ہیں انھیں بھی قید کر لیں۔

احمد بن الفرج جو ابن الفزاری کے نام سے مشہور تھا محمد بن عبداللہ کی طرف سے السیب کی آمدنی پر مقرر تھا' اس کے پاس السیب کی جو کچھ آمدنی جمع تھی' یحییٰ بن عمر کے داخل ہونے سے پہلے وہ سب احمد آباد اٹھا لے گیا' یحییٰ بن عمر اس پر کامیاب نہ ہوئے۔

یحییٰ بن عمر کا کوفہ پر تسلط:

یحییٰ بن عمر کوفہ روانہ ہوئے تو عبدالرحمٰن بن الخطاب وجہ الفلس سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی' اس نے کوفے کے پل کے قریب نہایت شدید جنگ کی' عبدالرحمٰن الخطاب کو شکست ہوئی' اور وہ علاقہ شاہی کی طرف بھاگا' الحسین بن اسمٰعیل بھی اسے مل گیا' یحییٰ بن

عمر کوفے میں داخل ہوئے زیدیہ ان کے پاس جمع ہو گئے یحییٰ نے آلِ محمد کی دعوت کی حالت درست کر دی اور ان کے پاس لوگوں کی ایک جماعت اکٹھا ہو گئی' وہ اس سے محبت کرتے تھے اور بغداد کے عوام بھی ان کے ایسے دوست تھے کہ یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا' کہ ان لوگوں نے اہل بیت میں سے ان کے سوا کسی اور سے بھی دوستی کی ہو' کوفے میں ان سے ایک ایسی جماعت نے بیعت کر لی' جو اپنے تشیع میں بصیرت اور تدبیر رکھتی تھی' ان میں وہ مختلف لوگ بھی شامل ہو گئے جن میں دیانت بالکل نہ تھی۔

یحییٰ کی کوفہ میں جنگی تیاریاں:

الحسین بن اسمٰعیل شاہی میں ٹھہر کے ستایا اور اس کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کو بھی آرام کرایا اور پھر سے ان میں جان آ گئی دریائے فرات کا شیریں پانی انھوں نے پیا' اور انھیں امداد اور مال بھی پہنچ گیا یحییٰ بن عمر کوفے میں ٹھہر کر لوگوں کو تیار کرتے رہے تلواریں بناتے رہے لوگوں کو اپنا حق جتاتے رہے ہتھیار جمع کرتے رہے۔

زیدیہ کا الحسین بن اسمٰعیل کی گرفتاری پر اصرار:

زیدیہ کی ایک جماعت نے جو فنِ حرب سے واقف نہ تھی یحییٰ کو الحسین کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا اور ان کے عام ساتھیوں نے بھی اسی طرح کا اصرار کیا' یحییٰ نے کوفے کی پشت سے خندق کے پیچھے شب دوشنبہ ۱۳/ رجب کو اس پر چڑھائی کر دی ان کے ہمراہ الہیضم العجلی بنی عجل کے سواروں کے ساتھ اور کچھ لوگ بنی اسد کے اور کچھ پیادے اہل کوفہ سے تھے جن میں کوئی بھی علم (حرب) نہ رکھتا تھا نہ تدبیر نہ شجاعت' وہ رات بھر چلتے رہے' صبح کو حسین اور اس کی جماعت کے قریب اس حالت میں پہنچے کہ حسین کے ساتھی ستا رہے تھے اور تیار تھے' ان لوگوں نے تاریکی میں ان پر حملہ کر دیا اور تھوڑی دیر تک تیر چلائے' حسین کے ہمراہیوں نے ان پر حملہ کر دیا' انھیں شکست ہوئی اور ان پر تلوار چلائی گئی سب سے پہلا قیدی الہیضم بن العلا بن جمہور العجلی تھا' پھر پیادہ اہل کوفہ کو بھی شکست ہوئی اکثر ان میں سے خالی ہاتھ بغیر ہتھیار کمزور پھٹے کپڑوں میں تھے' گھوڑوں نے اسے روند ڈالا۔

یحییٰ بن عمر کا قتل:

یحییٰ بن عمر سے لشکر جدا ہو گیا' وہ بتی جوشن پہنے تھے اس ترکی گھوڑے نے جسے عبداللہ بن محمود سے انھوں نے چھینا تھا ان کو ایک کنارے پھینک دیا تھا ابن خالد بن عمران کو جسے خیر کہا جاتا تھا اس کی اطلاع ہوئی' تو اس نے ان کو نہیں پہچانا' سمجھا کہ یہ کوئی خراسانی ہے' ابوالغور بن خالد عمران کو بھی اس کی اطلاع ہوئی' جب (ابوالغور بن الخالد بن عمران نے) ان پر جوشن دیکھا تو خیر بن خالد سے کہا کہ اے بھائی یہ تو خدا کی قسم ابوالحسین ہے' حالت یہ تھی کہ اس کا قلب کھلا ہوا تھا' اور وہ پڑے ہوئے تھے' قلب کے کھلنے کا قصہ نہیں معلوم ہوتا تھا' خیر نے محسن بن المنتاب کو حکم دیا جو ہمیشہ ساتھ رہنے والے سرداروں میں سے تھا' وہ اترا اور ان کو ذبح کر دیا اور ان کا سر لے لیا اور اسے بانس کی ٹوکری میں رکھ لیا' عمر بن الخطاب برادر اور عبدالرحمٰن بن اخطاب کے ہمراہ اسے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا ایک سے زیادہ لوگوں نے ان کے قتل کا دعویٰ کیا (یعنی ہر ایک اپنے کو ان کا قاتل بتاتا تھا)۔

یحییٰ کے قتل کے مدعی:

العرس بن عراہم سے مذکور ہے کہ ان لوگوں نے حسین کو اوندھا پایا اس کی انگوٹھی مع تلوار انھوں نے ایک شخص کے پاس پائی جو العسقلانی مشہور تھا' وہ اس امر کا مدعی تھا کہ اس نے ان کو نیزہ مارا اور ان کا اسباب چھینا' سعد الضبابی نے دعویٰ کیا کہ اس نے ان کو قتل

کیا' ابوالسنا کے ماموں ابوالحسین سے مذکور ہے کہ اس نے تاریکی میں ایک شخص کی پشت میں نیزہ مارا جسے وہ پہچانتا نہ تھا لوگوں نے ابوالحسین کی پشت میں نیزے کا زخم پایا یا مدعیان قتل کی کثرت کی وجہ سے یہ نہیں معلوم ہوسکتا تھا کہ کس نے ان کو قتل کیا۔

یحییٰ کے سر کی روانگی سامرا:

سر اس حالت میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر پہنچا کہ مر گیا تھا' ایسے شخص کی تلاش ہوئی جو گوشت کو جدا کر کے آنکھ کا ڈھیلا اور گردن و سر کے درمیان کا گوشت نکال دے مگر کوئی نہ ملا قصاب بھاگ گئے تھے الخرمیہ کے قصابوں میں جو قید خانے میں تھے' ایسا شخص تلاش کیا گیا جو یہ کام کرے مگر سوائے ایک شخص کے جو نئے قید خانے کے کارندوں میں سے تھا اور جسے سہل بن الصفدی کہا جاتا تھا' کوئی دوسرا نہ ملا سہل اس کا بھیجا اور آنکھیں نکالنے پر مقرر ہو گیا اور اس کا گوشت اپنے ہاتھ سے علیحدہ کر دیا دھونے کے بعد ایلوا اور مشک اور کافور بھر کے روئی میں رکھ دیا گیا' بیان کیا گیا ہے کہ اس کی پیشانی پر نامعلوم تلوار کا زخم تھا' محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ان کا سر جس دن اسے ملا تھا' اس کے دوسرے دن مستعین کے پاس لے جانے کا حکم دیا' اسے اپنے ہاتھ سے کھولنے اور سامرا کے باب العامہ پر نصب کرنے کو لکھا' لوگ اس کے لیے جمع ہو گئے اور افسوس کرنے لگے۔

یحییٰ کے سر کی تشہیر:

نصب کرنے پر ابراہیم الدیرج مقرر کیا گیا۔ کیونکہ ابراہیم بن اسحاق نائب محمد بن عبداللہ نے اسے حکم دیا تھا' اس نے اسے تھوڑی دیر کے لیے نصب کر دیا' پھر اتار لیا گیا اور بغداد لوٹا دیا گیا کہ وہاں باب الجسر پر نصب کر دیا جائے مگر لوگوں کے بکثرت جمع ہو جانے کی وجہ سے محمد بن عبداللہ کو یہ امر مناسب نظر نہ آیا' محمد بن عبداللہ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے لینے کے لیے جمع ہوئے ہیں اس نے انھیں نصب نہیں کیا اپنے گھر میں اسلحہ خانے کے ایک صندوق میں رکھ دیا۔

یحییٰ کے ساتھیوں کی اسیری و رہائی:

الحسین بن اسمٰعیل نے قیدی اور ان لوگوں کے سر جو ابوالحسین کے ساتھ قتل کیے گئے تھے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کر دیئے جس کا نام عصومیہ تھا اور اسحاق بن ابراہیم کے ساتھیوں میں سے تھا اس نے انھیں تھکایا اور بھوکا رکھا اور برا برتاؤ کیا' مستعین کے حکم سے سب جدید قید خانے میں قید کر دیئے گئے' محمد بن عبداللہ نے ان کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ اس نے ان سب سے درگزر کی درخواست کی تھی' مستعین نے سب کی رہائی کا حکم دے دیا کہ تمام سر دفن کر دیئے جائیں اور نصب نہ کیے جائیں باب الذہب کے ایک محل میں سب دفن کر دیئے گئے۔

ابوہاشم جعفری کا احتجاج:

بعض طاہریوں سے مذکور ہے کہ وہ اس حالت میں محمد بن عبداللہ کی مجلس میں حاضر ہوا کہ اسے یحییٰ بن عمر کے قتل کی اور فتح کی مبارک باد دی جا رہی تھی' ہاشمیوں اور طالبیوں وغیرہ کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ اتفاقاً آنے والوں میں داؤد بن الہیثم ابوہاشم الجعفری بھی آیا' اس نے لوگوں کو مبارک باد دیتے سنا تو کہا کہ اے امیر تجھے ایسے شخص کے قتل کی مبارک باد دی جا رہی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ زندہ ہوتے تو آپ سے اس کی تعزیت کی جاتی' محمد بن عبداللہ اسے کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ابوہاشم جعفری یہ شعر پڑھتا ہوا چلا گیا' اشعار:

''اے نبی طاہر تم اسے مال سمجھ کر کھاؤ۔ مگر بنی کا گوشت (کھانا تو مبارک نہیں ہے)۔ بے شک اللہ تعالیٰ بھی جس انتقام کا طالب ہے۔ وہ وہی انتقام ہے جس کا پورا کرنا مناسب ہو''۔

کلباتکین کی مراجعت:

مستعین نے کلباتکین کو الحسین کی مدد اور اس کی اعانت کے لیے بھیجا تھا مگر وہ حسین سے جب ملا کہ اس قوم کو شکست دی جا چکی تھی' اور یحییٰ بن عمر کو قتل کیا جا چکا تھا' وہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ کوفے ڈاک خانے کا افسر بھی تھا' ایک ایسی جماعت سے ملا جو عمر بن یحییٰ کے ساتھی تھی اور ان کے ہمراہ ستو اور کھانا بھی تھا جو یحییٰ کے لشکر کے ارادے سے جا رہے تھے پھر اس نے تلوار چلا کر قتل کر دیا' کوفہ پہنچا تو یہ ارادہ کیا کہ اسے لوٹ لے اور اس کے باشندوں کو قتل کر دے مگر الحسین نے اسے منع کیا اور وہاں کے کالے گورے سب کو امان دے دی چند روز قیام کیا پھر وہاں سے واپس آ گیا۔

اسی سال رمضان میں الحسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علیؓ بن ابی طالب نکل پڑے۔

محمد بن عبداللہ بن طاہر پر مستعین کی نوازشات:

مجھ سے اہل طبرستان وغیرہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبداللہ ابن طاہر کے ہاتھ سے یحییٰ بن عمر کا قتل ہو چکا لشکر کوفے میں داخل ہوا اور جو کچھ ہونا تھا ہو چکا تو مستعین نے طبرستان کی خالص شاہی جاگیروں سے کچھ قطعات زمین اسے بطور جاگیر دیئے' ان قطعات میں جو اس نے بطور جاگیر دیئے تھے وہ قطعہ بھی تھا جو طبرستان کی ان دونوں سرحدوں کے قریب تھا کہ دیلم سے ملی ہوئی تھیں وہ دونوں سرحدیں کلار و سالوس تھیں' اس کے مقابل ان اطراف کے باشندوں کی ایک زمین تھی جس میں مختلف فوائد تھے' اسی میں انکے ایندھن چننے کی جگہ تھی اور ان کے مواشی کی چراگاہ تھی' اس زمین کا کوئی مالک نہ تھا' غیر آباد زمین کا ایک صحرا تھا' جس میں گھنے جنگل اور درختوں اور چارے کی جگہ تھی۔

محمد بن اوس کے بیٹوں کا جبر و تشدد:

جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے کاتب کے بھائی بشر بن ہارون نصرانی کو' جس کا نام جابر بن ہارون تھا جاگیر پر قبضہ کرنے کو بھیجا' طبرستان کا عامل سلیمان بن عبداللہ تھا' جو محمد ابن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کا نائب اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کا بھائی تھا' سلیمان پر محمد بن اوس البلخی حاوی و مسلط تھا' محمد بن اوس نے اپنے لڑکوں کو طبرستان کے شہروں میں پھیلا دیا تھا' ان کو ان شہروں کا حاکم بنا دیا تھا' ان میں سے ہر ایک کو اس کا ایک ایک شہر سپرد کر دیا تھا' یہ ایسے نوجوان اور بے وقوف تھے کہ ان سے اور ان کی بے وقوفی سے زیردستوں کو بھی اذیت پہنچتی اور رعیت بھی ابتلا میں رہتی' یہی بداطواریاں تھیں جن کے باعث سب لوگ ان سے اور ان کے والد سے اور سلیمان بن عبداللہ سے بھڑک گئے تھے' ان کا برا اثر جو رعایا میں تھا ان لوگوں پر بہت گراں تھا۔

محمد بن اوس کا دیلم پر ظلم و ستم:

ان کے ایسے قصے ہیں کہ بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جائے گی' باجود اس کے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے حدود طبرستان کے قریب ان کے شہروں میں اپنے دھوکے سے داخل ہونے سے محمد بن اوس نے دیلم پر ظلم کیا' حالانکہ وہ لوگ اہل طبرستان

سے میل اور صلح کیے ہوئے تھے' یہ سب کچھ مال غنیمت کی تلاش میں پیش آیا' اس نے ان میں سے بعض کو قید بعض کو قتل کیا' وہاں سے فارغ ہو کر طبرستان واپس ہوا۔

جابر بن ہارون کے عمل کی مخالفت:

یہ ایسا واقعہ ہوا جس نے اہل طبرستان کے غیظ و غضب کو بڑھا دیا' جب محمد بن عبداللہ کا قاصد کہ جابر بن ہارون نصرانی تھا اس قطعے پر قبضہ کرنے کے لیے جو محمد کو بطور جاگیر دیا گیا تھا طبرستان گیا' جابر بن ہارون نے جیسا کہ مجھ سے کہا گیا ہے' خالص سلطانی علاقے تک جو بطور جاگیر محمد عبداللہ کو دیا گیا تھا ستون قائم کر دیئے تھے' اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کے متصل کی اس زمین پر بھی قبضہ کر لیا جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے وہ زمین جس کے قبضے کا اس نے ارادہ کیا تھا' ان دونوں سرحدوں کے قریب تھی جن میں سے ایک کا نام کلار اور دوسری کا سالوس تھا' اسی علاقے میں ان دنوں دو شخص بہادری میں مشہور تھے دیلم کے اس علاقے کے جس پر جابر نے قبضہ کیا تھا وہی دونوں قابض بیان کیے جاتے تھے' لوگوں کو کھلانے پلانے اور جوان کے پاس آئے اس پر احسان کرنے میں مشہور تھے' ایک کا نام محمد اور دوسرے کا جعفر تھا' دونوں رستم کے بیٹے اور بھائی بھائی تھے ان دونوں نے جابر بن ہارون کے فعل کو برا جانا اور اسے اس سے روکا' ان اطراف میں رستم کے ان دونوں بیٹوں کی اطاعت کی جاتی تھی' دونوں نے مل کے جابر بن ہارون کو اس زمین پر قبضے سے روکنے کے لیے کہ اس علاقے کے باشندوں کے فائدے کے لیے تھی اور اس زمین میں داخل بھی نہ تھی جو اس کے مالک نے بطور جاگیر محمد عبداللہ کو دی تھی' اپنے قرب و جوار کے لوگوں کو جوان دونوں کی اطاعت کرتے تھے کھڑا کر دیا' سب لوگ ان دونوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

جابر بن ہارون کا فرار:

جابر بن ہارون نصرانی اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر سے ملا' اور محمد و جعفر فرزندان رستم اور ان لوگوں نے جوان کے ساتھ جابر کو روکنے اٹھے تھے' اس زمین پر جس کا میں نے ذکر کیا حیلے سے قبضہ کرنے کو شرارت یقین کر بیٹھے' اس لیے کہ پورے طبرستان کا عامل سلیمان بن عبداللہ تھا اور وہ محمد بن عبداللہ کا بھائی تھا' محمد بن طاہر بن عبداللہ کا چچا تھا جو اس زمانے میں پورے مشرق اور رے اور خراسان و طبرستان پر مستعین تھا۔

دیلموں سے ایفائے عہد کا مطالبہ:

جب تمام قوم میں اس (شرارت) کو یقین کر لیا تو اپنے دیلم کے پڑوسیوں کے پاس قاصد بھیجے اور انھیں اس وفائے عہد کی یاد دلائی جوان کے اور ان کے درمیان ہوا تھا کہ ان کیساتھ محمد بن اوس نے خیانت و قتل و قید کا طریقہ اختیار کیا' اس امر کا اندیشہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ بھی ویسا ہی کرے جیسا کہ ہمارے ساتھ کیا' انھوں نے ان سے اعانت کی درخواست کی' اہل دیلم نے ان لوگوں کو اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام اطراف کی زمینوں اور شہروں پر جوان کی زمین کے متصل ہیں ان کے عامل صرف یا تو طاہر کے عامل ہیں اور یا ان کے عامل ہیں جو آل طاہر کی مدد کرتے ہیں بشرطیکہ وہ ان کی مدد کے محتاج ہوں' جو درخواست اعانت کی انھوں نے ان سے کی ہے ان کے لیے اس کا کوئی طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان سے اس امر کا خوف زائل کر دیا جائے کہ جب وہ سلیمان بن عبداللہ کے عاملوں کے ساتھ سامنے لڑائی میں مشغول ہوں گے تو وہ لوگ ان کی پشت کی جانب سے حملہ کر دیں گے۔

دیلمیوں کا اہل کلار و سالوس سے معاہدہ:

ان لوگوں نے جنھوں نے سلیمان اور اس کے عاملوں سے جنگ کے لیے مدد کی درخواست کی تھی انھیں بتا دیا کہ وہ اس امر کے انتظام سے غافل نہیں رہیں گے' یہاں تک کہ وہ لوگ اس سے مطمئن ہو گئے جس سے انھیں خوف تھا دیلم نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا' ان لوگوں نے ان سے اور اہل کلار و اہل سالوس سے سلیمان بن عبداللہ اور ابن اوس کی اور ان کے علاوہ جو شخص ان سے لڑائی کا ارادہ کرے اس جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ کر لیا۔

الحسن بن زید:

فرزندان رستم محمد و جعفر نے جیسا کہ بیان کیا گیا ان طالبیوں میں سے اس زمانے میں طبرستان میں مقیم تھے ایک صاحب کے پاس جن کا نام محمد بن ابراہیم تھا قاصد بھیجا' وہ بیعت کرنے کے لیے انھیں بلاتے تھے مگر انھوں نے انکار کیا اور رک گئے کہ میں تمھیں اپنے میں سے ایسے شخص کو بتاتا ہوں جس کام کے لیے تم نے بلایا ہے وہ مجھ سے زیادہ مضبوط ہے' پوچھا وہ کون ہے' کہا الحسن بن زید' رے میں ان کے مکان کا پتہ بتا دیا۔

ابن زید کو طبرستان آنے کی دعوت:

ابن زید کے پاس قوم نے ایک ایسے شخص کو بھیجا کہ انھیں اپنے ساتھ طبرستان چلنے کی دعوت دے' حسن بن زید ان کے پاس آ گئے اور دیلم اور اہل کلار و سالوس در دیان اور ان کی بیعت اور سلیمان بن عبداللہ کے قتال پر متحد ہو گئے' جب حسن زید ان کے پاس آ گئے تو دونوں فرزندان رستم اور اہل سرحد کی ایک جماعت اور رؤسائے دیلم کجایا اور لاشام اور وھسودان بن جستان نے اور اہل رویان میں سے عبداللہ بن وندامید نے کہ ان کے خیال میں پرہیزگار عبادت گزار بھی تھے' عاملان ابن اوس کو مار بھگایا جو برسر جنگ تھے' یہ لوگ ابن اوس اور سلیمان بن عبداللہ سے ملے اور وہ دونوں شہر ساریہ میں تھے۔

حسن بن زید کی بیعت:

حسن بن زید کے اور ان کی اس جماعت کے ساتھ جن عوام نے بیعت کی تھی وہ شتربان تھے' عام شتربانوں کو جب ابن زید کے ظہور کی خبر پہنچی تو طبرستان کے پہاڑوں کے کماصمغان و فادسبان کے اونٹ والے اور لیث بن قباذ اور پہاڑ والوں میں سے خشک جستان بن ابراہیم بن الخلیل بن وندااسفجان سوائے ان لوگوں کے جو کوہ فریم کے رہنے والے تھے سب لوگ شامل ہو گئے' اہل کوہ فریم کے شامل نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ اس زمانے میں ان کا مالک و متصرف قارن بن شہریار تھا' وہی اپنے پہاڑ اور اپنے ساتھیوں کو (جنگ سے) روکے رہا اس نے حسن بن زید کی اطاعت نہ کی اور ہمراہیوں نے یہاں تک کہ وہ اپنی موت سے مر گیا باوجودیکہ دونوں کے درمیان بعض حالات میں صلح تھی اور آپس میں محبت اور سسرالی رشتہ داری بھی تھی' اپنے اس فعل سے قارن حسن بن زید اور ان کے ساتھیوں کے معاملہ کو روکنا چاہتا تھا۔

حسن بن زید کی آمل پر فوج کشی:

حسن بن زید اور ان کے ان سرداروں نے جو ان اطراف والوں میں سے تھے شہر آمل کی طرف چڑھائی کر دی کہ طبرستان کے شہروں میں سب سے پہلا شہر ہے جو کلار و سالوس کے پہاڑ سے متصل ہے' ابن اوس شہر ساریہ سے مدافعت کے ارادے سے

سامنے آیا دونوں لشکر عامل کے بعض اطراف میں مل گئے اور آپس میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی' حسن بن زید اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے قوم کی لڑائی کا میدان پس پشت چھوڑ کر دوسری جانب کا رخ کیا' وہ سب اس میں داخل ہو گئے' شہر آمل میں داخل ہونے کی خبر ابن اوس کو اس حالت میں پہنچی کہ وہ حسن بن زید کے ان آدمیوں سے جنگ میں مشغول تھا جو اس کے سامنے تھے' اپنی جان بچانے اور ساریہ میں سلیمان سے مل جانے کے سوا اس سے کچھ بن نہ پڑا جب حسن بن زید آمل میں داخل ہو گئے تو لشکر بہت اور حالت مضبوط ہوگئی' اونٹ والے بدمعاش جو فتنے کے خواہش مند اور لوٹ مار کے طلب گار تھے ان پر ٹوٹ پڑے۔

ساریہ پر قبضہ:

بیان کیا گیا ہے کہ حسن بن زید آمل میں چند روز مقیم رہے وہاں کے باشندوں سے خراج جمع کیا اور تیاری کرتے رہے اپنے ہمراہیوں کیساتھ سلیمان بن عبداللہ کے ارادے سے ساریہ کی طرف جنگ کے لیے گئے تو سلیمان اور ابن اوس بھی مع اپنے لشکروں کے نکل آئے' دونوں فریق میں شہر ساریہ سے باہر مڈبھیڑ ہوگئی' ان میں خوب زور کی جنگ ہونے لگی' حسن بن زید کے بعض سرداروں نے اس سمت کو جس میں دونوں لشکر مقابلہ کر رہے تھے پس پشت چھوڑ کر شہر ساریہ کی اور سمتوں میں سے کسی دوسری سمت کی طرف رخ کیا' وہ اپنے آدمیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ اس میں داخل ہوگیا' سلیمان بن عبداللہ اور اس کے ہمراہی لشکر کو یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے سوا چارہ نہ رہا۔

سلیمان بن عبداللہ کا فرار:

اطراف کی ایک جماعت نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ بھاگ گیا اپنے اہل وعیال اور اسباب اور ہر وہ مال واثاثہ جو ساریہ میں تھا بغیر کسی محافظ ونگران کے سب چھوڑ گیا' سوائے جرجان کے اور کوئی جگہ اس کو بچانے والی نہ تھی اس کے اور دوسروں کے لشکر پر حسن بن زید اور ان کے ساتھی غالب آ گئے' سلیمان کے اہل وعیال اور اس کے اثاثے کے متعلق مجھے یہ اطلاع ملی کہ حسن بن زید نے ان کے لیے ایک سواری کا حکم دیا جس میں انھیں سوار کرا کے سلیمان کے پاس بھیج دیا جو اس وقت جرجان میں تھا' جو مال سلیمان کے ساتھیوں کا تھا حسن بن زید کے متبعین نے لوٹ لیا۔

حسن بن زید کا طبرستان پر تسلط:

حسن بن زید کو سلیمان بن عبداللہ کے جرجان چلے جانے سے پورے طبرستان کی حکومت مل گئی' جب پورے طبرستان پر حسن بن زید کی حکومت ہوگئی اور سلیمان بن عبداللہ اور اس کے ساتھی اس سے نکال دیئے گئے تو ایک لشکر اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص کو سردار بنا کر رے بھیجا وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے عامل نے کہ ابن طاہر کی جانب سے تھا' مدافعت کی جب وہ شخص کہ طالبیوں کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ رے میں داخل ہوگیا تو وہاں سے عامل بھاگ گیا' طالبیوں میں سے ایک شخص محمد بن جعفر کو نائب بنا کے وہاں سے واپس آ گیا' حسن بن زید کے لیے طبرستان کے ساتھ ہمذان کی حد تک رے بھی مل گیا۔

اسمٰعیل بن فراشتہ کی روانگی ہمذان:

مستعین کو خبر پہنچی اس زمانے میں اس کے معاملات کا مدبر وصیف ترک اور اس کا کاتب احمد بن صالح بن شیرزاد تھا اس کے سپرد مستعین کی مہر تھی' مستعین نے اسمٰعیل بن فراشتہ کو ایک جماعت کے ساتھ ہمذان کی طرف روانہ کیا اور اسے وہاں مقام کرنے اور حسن بن زید کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روکنے کا حکم دیا' یہ حکم اس لیے دیا کہ ہمذان کی طرف کی حکمرانی محمد بن طاہر بن عبداللہ بن

طاہر کے سپرد تھی' اس کے ساتھ اس کے عمال تھے اور اچھا انتظام تھا' جب محمد بن جعفر طالبی رے میں متمکن ہو چکے تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان سے ایسے امور ظاہر ہوئے جنھیں اہل رے نے ناپسند کیا۔

محمد بن جعفر اور محمد بن میکال کی جنگ:

محمد بن طاہر بن عبداللہ نے اپنی جانب سے اپنے ایک سردار کو جس کا نام محمد بن میکال تھا اور جو شاہ بن میکال کا بھائی تھا ایک جماعت کو پیادہ وسوار کے ہمراہ رے کی طرف روانہ کیا' وہ اور محمد بن جعفر طالبی رے سے باہر مل گئے' محمد بن میکال نے محمد بن جعفر کے لشکر کو منتشر کر دیا اور رے میں داخل ہو گیا وہاں ٹھہر کے خلیفہ کے لیے دعا کی' اس کے قیام کو وہاں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ حسن بن زید نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کا سردار لشکر اہل از رکا ایک شخص واجن تھا' واجن رے پہنچا تو محمد بن میکال اس کے مقابلے کے لیے نکل آیا دونوں لڑے' واجن اور اس کے ساتھیوں نے محمد بن میکال اور اس کے لشکر کو شکست دی' محمد ابن میکال پناہ کی تلاش میں شہر رے کی طرف بھاگا تو واجن اور اس کے ساتھیوں نے اس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا' رے پھر حسن بن زید کے ساتھیوں کے قبضہ میں آ گیا۔

محمد بن علی اور احمد بن عیسیٰ کی جنگ:

محمد بن میکال کے قتل کے بعد اسی سال جب عرفہ (۹ ذی الحجہ) ہوا تو رے میں احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ادریس بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا' احمد بن عیسیٰ نے اہل رے کو عید پڑھائی اور آل محمد ﷺ کی دعوت دی' محمد بن علی بن طاہر نے جنگ کی تو اسے احمد بن عیسیٰ نے شکست دی' پھر وہ قزدین چلا گیا۔

جعفر بن عبدالواحد کی جلاوطنی:

اسی سال جعفر بن عبدالواحد پر عتاب ہوا' اس لئے کہ وہ شاکریہ میں مامور ہوا تو وصیف کو گمان ہوا کہ اس نے شاکریوں کو بھڑکایا ہے' ۲۳/ ربیع الاول کو جعفر بصرے کی طرف جلاء وطن کر دیا گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال بنی امیہ میں سے ابن ابی الشوارب اور عثمانیوں کے دارالعامہ میں جو مرتبے تھے وہ گھٹا دیئے گئے۔

اسی سال الحسن بن افشین قید سے نکالا گیا۔

اسی سال عباس بن احمد بن محمد بٹھا دیا گیا اور جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن الموسیٰ المعروف بہ بشاشات کو جمادی الاولیٰ میں مکے پر مامور کیا گیا۔

اسی سال اہل حمص نے اور قبیلہ قلب کی ایک جماعت نے جس کا سردار ایک شخص مسمی عطیف بن نعمۃ الکلبی تھا الفضل بن قارن برادر مازیار بن قارن پر جو اس زمانے میں حمص پر عامل تھا حملہ کر دیا' اسے رجب میں انھوں نے قتل کر دیا' مستعین نے موسیٰ بن بغا الکبیر کو ان کی طرف روانہ کیا' موسیٰ سامرا سے پنج شنبہ ۱۳/ رمضان کو روانہ ہوا' جب موسیٰ قریب ہوا تو اہل حمص نے حمص رستن کے درمیان اس سے مقابلہ کیا' موسیٰ ان سے لڑا اور انھیں شکست دی اور حمص فتح کر لیا' باشندوں میں اس نے قتل عظیم برپا کر کے آگ لگا دی' روساء کی ایک جماعت کو قید کر لیا عطیف بدویوں میں مل گیا تھا۔

اسی سال یوم یک شنبہ ۲۳/ رمضان کو جعفر بن احمد بن عمار قاضی کی وفات ہوئی۔

اسی سال احمد بن عبدالکریم الجواری والیتمی قاضی بصرہ کی وفات ہوئی۔

اسی سال احمد بن الوزیر سامرا کا قاضی بنایا گیا۔

اسی سال شاکریہ اور لشکر فارس نے عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم پر حملہ کیا' اس کا گھر لوٹ لیا محمد بن حسن بن کارن کو قتل کر دیا' عبداللہ بن اسحاق بھاگ گیا۔

اسی سال محمد بن طاہر نے خراسان سے دو ہاتھی بھیجے جو اس کے پاس کابل سے بھیجے گئے تھے' اور کچھ تصویریں اور کچھ خوشبوئیں۔

اسی سال موسم گرما میں بلکاجور نے جنگ کی۔

امیر حج جعفر بن الفضل:

اسی سال جعفر بن الفضل بشاشات نے جو والی مکہ تھا' لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۱ھ کے واقعات

باغر اور دلیل میں مخاصمت:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ باغر متوکل کے قاتلوں میں سے ایک تھا' اسی وجہ سے تنخواہ بڑھا دی گئی تھی' اور اسے بہت سی جاگیریں ملی تھیں' ان جاگیروں میں سے کچھ جائداد کوفے کے دیہات میں تھی' وہ جائداد جو وہاں باغر کو جاگیر میں ملی تھی' باغر کے ایک یہودی کاتب سے باروسما و نہر الملک کے دہقانوں میں سے ایک شخص نے دو ہزار سالانہ پر لے لی' علاقے کے ایک شخص مسمی ابن مارمہ نے باغر کے وکیل پر جو وہاں تھا' کچھ ظلم کیا وکیل باغر نے اسے گرفتار کر لیا یا اس کے گرفتار کرنے کے لیے کوئی پوشیدہ کارروائی کی' ابن مارمہ قید اور بند کر دیا گیا' مگر قید ہی میں کارروائی کرتا رہا یہاں تک کہ رہا ہو کے وہ سامرا چلا گیا' دلیل بن یعقوب نصرانی سے ملا' دلیل اس زمانے میں بغا شرابی کا کاتب اور اس پر حاوی تھا' فوج کا کام بھی اسی کے سپرد تھا' بغا کے مقرب ہونے کی وجہ سے سرداروں اور عالموں کی سواریاں اس کے پاس آیا کرتی تھیں ابن مارمہ دلیل کا دوست تھا اور باغر بغا کے سرداروں میں سے ایک تھا' دلیل نے باغر کو احمد بن مارمہ پر ظلم کرنے سے روکا اور اس کا حق باغر سے دلایا اس فعل نے باغر کے سینے میں غصہ بھڑکا دیا' دلیل اور باغر میں سے ہر ایک نے اس سبب سے مفارقت کر لی' باغر شجاع اور بہادر اور ترکوں میں مشہور مرتبے والا تھا کہ بغا وغیرہ بھی اس سے ڈرتے اور اس کے شر سے خائف رہتے۔

باغر کی دلیل کے خلاف شکایت:

بیان کیا گیا ہے کہ یوم سہ شنبہ ۲۶/ ذی الحجہ ۲۵۰ھ کو باغر بغا کے پاس آیا' بغا حمام میں تھا' باغر نشے میں تھا وہ اس کا منتظر رہا' بغا حمام سے نکلا تو باغر اس کے پاس اندر گیا اور اس سے کہا کہ خدا کی قسم دلیل کے قتل سے کوئی چارہ نہیں' پھر اسے گالی دی' بغا نے جواب دیا کہ اگر تو میرے بیٹے فارس کے قتل کا ارادہ کرے تو بھی میں تجھے نہ روکوں گا دلیل نصرانی کی کیا حقیقت ہے' لیکن میرا اور خلافت کا کام اسی کے ہاتھ میں ہے اتنا انتظار کر کے میں اس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کر لوں۔

دلیل بن یعقوب کی روپوشی:

بغا نے دلیل کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ سوار نہ ہوں (یعنی گھر سے نہ نکلے) کہا گیا ہے کہ اسے بغا کا طبیب ملا جس کا نام ابن سرجویہ تھا اس نے اس قصے کی خبر دی تو وہ اپنے گھر لوٹ گیا اور چھپ گیا' بغا نے محمد بن یحییٰ بن فیروز کے پاس بھیجا ابن فیروز اس کے قبل اس کا

کاتب رہ چکا تھا اس نے اسے دلیل کی جگہ مقرر کر دیا' باغر یہ وہم کرتا رہا کہ اس نے دلیل کو معزول کر دیا۔

باغر اور دلیل میں مصالحت:

پھر بغا نے دلیل اور باغر کے درمیان صلح کرا دی' باغر جب اپنے دوستوں کے ساتھ تنہا ہوتا تھا تو دلیل کو قتل کی دھمکی دیا کرتا تھا' باغر مستعین کی خوشامد میں لگا رہا' دارالخلافت کی خدمت اختیار کر لی مگر مستعین کو اس کا ہونا پسند نہ تھا' جب بغا کی اپنے گھر میں رہنے کی باری آئی تو مستعین نے دریافت کیا کہ کاموں پر کون ہے' اسے وصیف نے خبر دی' کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ان اعمال کو ابومحمد باغر کے سپرد کر دو وصیف نے کہا کہ بہت خوب' دلیل سوار ہو کر بغا کے پاس گیا کہ تو اپنے گھر میں ہے اور لوگ تیرے تمام عہدوں سے معزول کرنے کی تدبیر میں ہیں' جب تو معزول ہو جائے گا تو پھر تیری زندگی کہاں' سوائے اس کے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے' بغا سوار ہو کر اسی دن کہ اس کی اپنے گھر میں رہنے کی باری تھی' رات کو دارالخلافت گیا اور وصیف سے کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے مرتبے سے گرا دے اور باغر کو لائے پھر اسے میری جگہ کر دے' باغر تو میرے غلاموں سے صرف ایک غلام ہے اور میرے آدمیوں میں سے ایک آدمی' وصیف نے جواب دیا' کہ تجھے معلوم نہیں کہ خلیفہ کا اس کے متعلق کیا ارادہ ہے' بغا اور وصیف نے باغر کے دارالخلافت سے علیحدہ کرانے اور اس کے لیے حیلہ تلاش کرنے کا باہم عہد کیا' لوگوں نے یہ خوف ناک خبر مشہور کی کہ باغر امیر بنایا جائے گا' لشکر اس سے مل جائے گا اسے خلعت پہنایا جائے گا دارالخلافت میں وصیف و بغا کی مجلس منعقد کی جائے گی اور ان دونوں کو امیر کا خطاب دیا جائے گا' لوگوں نے یہ خبر سنی تو باغر کی حمایت کی۔

مستعین کے خلاف سازش:

باغر نے مستعین کا تقرب صرف اس لیے حاصل کیا تھا کہ محفوظ رہے' اس نے اور اس کے طرف داروں نے شر محسوس کیا تو متوکل کے قتل پر اس سے بیعت کرنے والے بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے پاس جمع ہوئے اور گفتگو کے بعد معاملے کو پختہ کر لیا' سب نے عہد کیا کہ جس طرح متوکل کے قتل کے معاملے میں ہماری استواری نمایاں ہو چکی ہے اب بھی ہم ویسے ہی میثاق پر قائم ہیں' باغر نے سب کو حکم دیا کہ دارالخلافت میں ہی رہو کہ ہم مستعین اور وصیف کو قتل کر دیں اور علی بن المعتصم یا ابن الواثق کو لائیں اور خلیفہ بنائیں کہ حکومت ہماری ہو جائے جس طرح کہ اس وقت وصیف بغا کی حکومت ہے وہ دونوں خلافت پر غالب آ گئے ہیں اور ہم لوگ بیکار ہو گئے ہیں' سب نے اس کی یہ بات مان لی۔

بغا اور وصیف کی طلبی:

یہ خبر مستعین کو پہنچی تو اس نے بغا اور وصیف کو بلا بھیجا' یہ دوشنبے کا دن تھا' دونوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں سے یہ خواہش نہیں کی تھی کہ مجھے خلیفہ بنا دو' تمھیں نے اور تمھارے ساتھیوں نے مجھے بنایا' پھر تمھیں یہ چاہتے ہو کہ مجھے قتل کر دو دونوں نے قسم کھائی ہم کو اس کا کوئی علم نہیں ہے' خلیفہ مستعین نے واقعہ کہہ سنایا۔

بغا کی گرفتاری:

کہا گیا ہے کہ باغر کی ایک عورت نے جسے اس نے طلاق دے دی تھی' مستعین کی ماں سے اور بغا سے اس کی چغلی کھائی' صبح سویرے دلیل بغا کے پاس گیا اور وصیف بھی بغا کے گھر پر حاضر ہوا' وصیف کے ہمراہ اس کا کاتب احمد بن صالح بھی تھا' باغر اور اس

کے ساتھ دو ترکوں کے گرفتار کر لینے اور حسب ضرورت جب تک مناسب ہو اس وقت تک قید رکھنے پر سب نے اتفاق کر لیا' انھوں نے باغر کو بلوایا تو وہ دستہ سپاہ کے ہمراہ بغا کے گھر آیا' بشر ابن سعید المرثدی سے مذکور ہے کہ میں باغر کے داخل ہونے کے وقت موجود تھا اسے وصیف اور بغا کے پاس پہنچنے سے روک دیا گیا' بغا کو حمام کی طرف لے جا کر بیڑیاں منگائیں' اور اسی حمام میں قید کر دیا۔

باغر کا قتل:

یہ خبر ہارونی اور کرخ اور الدور میں ترکوں کو پہنچی تو انھوں نے شاہی اصطبل پر حملہ کر دیا' جو گھوڑے اس میں تھے لے لیے اور لوٹ لیے' ان پر سوار ہوئے اور ہتھیار لے کر محل میں حاضر ہو گئے' جب شام ہو گئی تو وصیف اور بغا رشید کو جو وصیف کی بہن سعاد کا بیٹا تھا حکم دیا کہ باغر کو قتل کر دے' وہ ایک جماعت کے ساتھ باغر کے پاس آیا لوگوں نے کلہاڑیوں سے اس کا سر توڑا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا' جب مستعین کو ان سب کا جمع ہونا معلوم ہوا تو وہ اور وصیف اور بغا کشتی میں سوار ہوئے اور سب مل کر وصیف کے گھر گئے' یہ سہ شنبہ کا دن تھا تمام دن اور رات بھر ہتھیار لیے لوگ آتے تھے اور جاتے تھے' وصیف نے کہا کہ جب تک نتیجہ نہ نکلے سب کے سب یک جا رہو' مخالفین مقابلے پر جمے رہے تو باغر کا سر ان کے پاس پھینک دیں گے۔

بلوائیوں کا ہنگامہ و پشیمانی:

بلوائی ترکوں تک اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ ہنگامے پر جم گئے و یہاں تک کہ انھیں یہ علم ہو گیا کہ مستعین اور بغا اور وصیف چلے گئے' وصیف نے مغربیوں کو ایک سوار اور پیادہ جماعت کو ہتھیار اور نیزے دے دیئے تھے' انھیں بلوائیوں کے مقابلے میں روانہ کر دیا' اور شاکر یہ کو کہلا بھیجا کہ وقت ضرورت کے لیے تیار رہیں' ظہر کے وقت لوگ ٹھہرے اور سب کام درست ہوئے' چند ترک سردار ہنگامہ کرنے والوں کے پاس گئے اور ان سے پلٹ جانے کو کہا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ یوق یوق ای لالا (یعنی نہیں نہیں کبھی نہیں)۔

جامع بن خالد سے مذکور ہے کہ وصیف کا ایک ترک نائب تھا جو مع چندان لوگوں کے جو ترکی زبان جانتے تھے ان سے بات چیت کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا' ان لوگوں نے ان کو بتایا کہ مستعین اور بغا اور وصیف بغداد چلے گئے' بلوائی آخر پریشان ہوئے اور تھک کر رو گرداں ہو گئے۔

ترکوں کی لوٹ مار:

جب مستعین کے چلے جانے کی خبر پھیل گئی تو ترک دلیل ابن یعقوب کے مکانوں کی طرف اور اس کے اعزہ کے مکانوں میں جو اس کے قریب رہتے تھے' نیز اس کے پڑوسیوں کے مکانوں کی طرف گئے جو کچھ ان مکانوں میں تھا لوٹ لیا' یہاں تک کہ نخشب اور دردر ندات گئے اور وہاں جن خچروں پر قابو پایا انھیں قتل کر دیا دانہ چارہ لوٹ کے چوپائیوں کو بے چارہ کر دیا' آب دار خانہ ویران کر دیا' سلمہ بن نصرانی کے گھر سے اس جماعت سے مدافعت کی جنھیں پہلوانوں میں سے اس نے مقرر کیا تھا اور ان کے علاوہ ان کے پڑوسیوں نے بھی' انھوں نے انھیں گھر میں گھسنے سے روکا' ابراہیم بن مہران نصرانی کے گھر میں گھسنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے انھیں دفع کر دیا' اور سلمہ و ابراہیم لٹنے سے بچ گئے'

باغر کے قتل کے متعلق اشعار:

باغر کے قتل اور اس فتنے کے بارے میں جو اس کی وجہ سے برپا ہوا بعض شعرا نے یہ شعر کہے' بیان کیا گیا ہے کہ ان اشعار

کہنے والا احمد بن الحارث الیمامی ہے:

''میری جان کی قسم! اگر باغر کو لوگوں نے قتل کیا (تو کچھ حرج نہیں) .... البتہ باغر نے ایک عظیم الشان جنگ برانگیختہ کی تھی۔

خلیفہ اور دونوں سردار بھاگے .... رات کو کہ وہ دونوں کشتی تلاش کرتے تھے۔ پکارا انھوں نے میسان میں اپنے ملاح کو .... تو وہ دیکھنے والوں پر سبقت کرتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔

اس نے انھیں کشتی کے اندر بٹھا دیا .... اور ان کی ناؤ کھینے والے بانس متحرک ہو گئے۔ ابن مارمہ کی قدر اتنی نہ تھی .... جس کی وجہ سے ہم نے بڑی بڑی لڑائیاں حاصل کریں۔

لیکن دلیل نے ایسی کوشش کی .... جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل عالم کو رسوا کیا۔ طلوع آفتاب سے پہلے بغداد میں داخل ہوا۔ اس میں وہ داخل ہوا .... جسے ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں۔

اے کاش کشتی ہمارے پاس نہ آتی .... اور اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے سواروں کو غرق کر دیتا۔

ترک اور مغربی مقابلے پر آ گئے .... اور سیاہ روفراغنہ آ گئے۔

ان کے گروہ مسلح ہو کر چلتے ہیں .... پیادہ سوار (ہتھیار سامنے رکھ کر چلتے ہیں)

ایک ایسا ماہر فن حرب ان کی جنگ کا سرپرست ہوا .... جسے زمانے نے اس پر مقرر کیا ہے۔

اس نے دونوں کی جانب نئی چہار دیواری قائم کر دی .... یہاں تک کہ ان سب کو گھیر لیا۔

اس کے چور دروازوں کو .... چہار دیوار پر مضبوط قائم کر دیا جس کی وجہ سے مستعین کی حمایت کرتا ہے۔

ایسے خطرناک گوپھن تیار کیے ہیں .... اور جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور تیر کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس نے کمانیں اور لشکری تیار کیے ہیں .... جو ہزار ہا ہزار ہیں' جب تم شمار کرو گے۔

ایسے گوپھن تیار کیے ہیں جو لگے ہوئے ہیں .... فصیل کی دیوار پر یہاں تک کہ اس نے اہل شہر کو آزاد کر دیا''۔

ابن مارمہ کی وفات:

مذکور ہے کہ جب وہ لوگ بغداد پہنچے تو ابن مارمہ بیمار ہو گیا' دلیل بن یعقوب نے اس کی عیادت کی اور اس سے دریافت کیا کہ تیری بیماری کا کیا سبب ہے کیا بیڑی کا زخم پھر پیدا ہو گیا؟ دلیل نے کہا کہ اگر بیڑی نے تجھے زخمی کیا تو تو نے خلافت کو توڑ ڈالا فتنہ برانگیختہ کر دیا' اسی زمانے میں ابن مارمہ مر گیا' ابوعلی یمامی حنفی نے مستعین کے بغداد آنے کے بارے میں کہا ہے:

''وہ ہٹ تو گیا مگر اپنی سلطنت کے زوال کے بعد اور پھر اپنی موت و ہلاکت کے بعد''۔

ترکوں نے لوگوں کو بغداد آنے سے روکا' مذکور ہے کہ انھوں نے ایک ملاح کو گرفتار کیا' جس کی کشتی کرائے پر لی گئی تھی' دوسو کوڑے مارے اور اسے اسی کی کشتی کی لکڑی میں لٹکا دیا' کشتی والے پار اتارنے سے رک گئے' مگر پوشیدہ طور پر یا بڑی دشواری سے اتار دیتے تھے۔

باب ۴

خلیفہ المستعین باللہ کی معزولی

اسی سال فتنہ برپا ہوا اور اہل بغداد و سامرا کے لشکر میں جنگ واقع ہوئی اور ان میں سے جو لوگ سامرا کے تھے انہوں نے معز سے بیعت کر لی' اور جو لوگ بغداد کے تھے وہ مستعین کی وفائے بیعت پر قائم رہے۔

مستعین کا بغداد میں قیام:

ہم مستعین اور شاہک خادم اور وصیف اور بغا اور احمد بن صالح بن شیرزاد کا بغداد میں آنا بیان کر چکے ہیں' وہاں ان کی آمد تین گھنٹے دن گزرنے کے بعد یوم چار شنبہ ۴ یا بقول بعض ۵ محرم کو اسی سنہ میں ہوئی، جب مستعین وہاں آیا تو محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر میں اترا، وصیف کا نائب بغداد میں آیا جو سلام مشہور تھا، جس قدر معلومات اس کو تھی مستعین نے دریافت کر لی وہ اپنے گھر جانے کے لئے سامرا واپس ہوا۔ سرداران لشکر سوائے جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ کے مع بڑے بڑے کاتبوں اور عاملوں اور بنی ہاشم کے بغداد آئے، ان کے بعد ان ترک سرداروں میں سے جو وصیف کے طرفدار تھے کلباتکین اور طفیج نائب ترک اور ابن عجوز نائب نسائی۔ ان میں سے جو بغا کے طرف داروں میں تھے۔ بایک باک قائد جو خدمت کے غلاموں میں سے تھے بغا کے چند نائبوں کے ساتھ آئے، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف اور بغا نے ان کے آنے سے پہلے ان کے پاس ایک قاصد بھیج کر حکم دیا تھا کہ ''جب بغداد آئیں تو اس جزیرے میں چلے جائیں جو محمد بن عبداللہ ابن طاہر کے مکان کے سامنے ہے پل کی طرف نہ جائیں جس سے عام لوگ ان کے آنے سے ڈریں''۔ انہوں نے یہی کیا۔ اور جزیرے کی طرف جا کر اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے۔ کشتیاں آ گئیں ان میں بیٹھ کر دریا عبور کیا۔

ترکوں کی مستعین سے معذرت خواہی:

کلباتکین اور بایکباک اور دار الخلافت کے سردار اور ارناتجور ترک کنارہ دریا سے بلندی کی طرف چل کر مستعین کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے اس کے آگے اپنے کو نثار کیا۔ اپنے پٹکے عاجزی اور ذلت ظاہر کرنے کے لئے گردنوں میں ڈال لئے اور مستعین سے گفتگو کرنے لگے، معافی مانگی، درگزر کرنے اور راضی ہو جانے کی درخواست کی۔

مستعین نے جواب دیا کہ تم لوگ اہل بغاوت اور اہل فساد اور مستقل طور پر نعمتوں کے مالک بنے ہوئے ہو۔ کیا تم لوگوں نے اپنے لڑکوں کے بارے میں میرے پاس درخواست نہیں پیش کی، پھر میں نے انہیں تمہارے ہی ساتھ شامل کر دیا وہ قریب دو ہزار کے تھے، لڑکیوں کے بارے میں تمہاری درخواست پر میں نے انہیں شادی کی عمر والی عورتوں میں شمار کرنے کا حکم دیا، یہ لڑکیاں قریب چار ہزار کے تھیں اور بالغ اور نابالغ بچوں کے بارے میں بھی تمہاری درخواست منظور کی، میں نے تمہاری ہر بات قبول کر لی تنخواہیں جاری کیں، سونے چاندی کے برتن بنوا دیئے اپنے آپ کو نفس کی لذت اور خواہش سے روکا، یہ سب تمہیں خوش کرنے اور خوش حال

بنانے کیلئے کیا گیا۔مگر تم ہو کہ بغاوت اور فساد اور دھمکی اور بیگانگی میں بڑھتے جارہے ہو۔ترکوں نے بہت عاجزی وزاری کی کہ بے شک ہم نے خطا کی اور امیر المومنین اپنے ہر قول میں سچے ہیں ہم معافی اور اپنی لغزش سے درگذر چاہتے ہیں۔

با یکباک کی اہانت:

مستعین نے کہا کہ اچھا میں نے تمہیں معاف کیا اور راضی ہوگیا۔ با یکباک نے کہا کہ اگر آپ ہم سے راضی ہیں اور معاف کردیا ہے تو اٹھیے اور ہمارے ساتھ سوار ہوکر سامرا چلیئے۔ترک آپ کے منتظر ہیں۔محمد بن عبداللہ نے محمد بن ابی عون کی طرف اشارہ کیا جس نے با یکباک کے منہ پر طمانچہ مارا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ کیا یوں ہی امیر المومنین سے بات کی جاتی ہے کہ کھڑے ہو جایئے اور سوار ہوکر ہمارے ساتھ چلیئے۔

مستعین کے خلاف ترکوں کی کاروائی:

مستعین ہنسا کہ یہ عجمی لوگ ہیں انہیں کلام کے حدود معلوم نہیں ہیں۔ پھر ان سے مخاطب ہوا کہ تم لوگ سامرا جاتے ہو، تمہارے تنخواہیں تم پر جاری رہیں گی، میں اپنے اس جگہ کے کام کو اور اپنے مقام کو دیکھتا رہوں گا، ترک اس کے پاس سے مایوس واپس ہوئے محمد عبداللہ کے طرز عمل نے انہیں غضب ناک کردیا، جس ترک کے پاس وہ جاتے تھے اسے اپنے واقعے کی خبر دیتے تھے اور مستعین نے جو جواب انہیں دیا تھا اس کے معزول کرنے اور بدل دینے پر برانگیختہ کرنے کے لئے اس جواب کی مخالفت کرتے تھے ان کی رائے معتز کے نکالنے اور اس سے بیعت کرنے پر متفق ہوگئی۔معتز اور موید اس طرح ایک محل کے چھوٹے سے حجرے میں قید تھے کہ ہر ایک کے ساتھ خدمت کے لئے ایک غلام تھا اور ان پر ایک شخص ترکوں میں سے مقرر تھا۔جس کا نام عیسیٰ تھا۔اس کے ساتھ چند مددگار تھے۔

معتز کی بیعت:

اسی دن معتز کو نکالا، اس کے بال کترے اور اس سے بیعت خلافت اس طرح کی گئی تھی کہ بیعت کے عوض دس مہینے کے خرچ کا حکم دیا گیا تھا، مگر مال پورا نہ ہوا۔لوگوں کو مال کم ہونے کی وجہ سے دو ماہہ دیا گیا، مستعین نے سامرا کے بیت المال میں وہی مال چھوڑا تھا جو طلمجور قائد اور اساتکین قائد شام کے خزانے میں سے موصل کے علاقے سے لائے تھے جو قریب پانچ لاکھ دینار کے تھا، والدہ مستعین کے بیت المال میں چھ لاکھ دینار کی قیمت کا مال تھا۔

عقد بیعت:

مذکور ہے کہ جو بیعت لی گئی اس کا مضمون یہ تھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔تم لوگ عبداللہ، امام معتز باللہ امیر المومنین سے ایسی بیعت کرتے ہو جو خوشی، اعتقاد، رضا، رغبت، دلوں کے اخلاص، شرح صدر اور نیتوں کی سچائی کے ساتھ ہے نہ تمہیں مجبور کیا گیا ہے اور نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے اس بیعت کے مضبوط کرنے میں اللہ کا تقویٰ ہے اس کی اطاعت ہے، اس کے حق اور اس کے دین کا اعزاز ہے، عام طور پر اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی ہے۔سب کا اتفاق ہے اجماع واجتماع ہے مصائب سے تسکین، نتائج میں امن وتسلی، دوستوں کی عزت اور بے دینوں کی بیخ کنی ہے اسے جان کر اقرار کرتے ہو کہ ابو عبداللہ المعتز باللہ اللہ کا بندہ اور اس کا خلیفہ ہے جس کی اطاعت، اور خیر خواہی اور اس

کے حق اور عہد کا پورا کرنا تم پر فرض ہے۔ جس میں نہ تمہیں شک ہے نہ نفاق ہے نہ کسی اور طرف میلان ہے اور نہ تمہیں شبہ ہے (اور بیعت کرتے ہو) (اس کے ہر حکم کے) سننے اور ماننے پر اور دوستی اور وفاداری اور (اس عہد پر) ثابت قدم رہنے پر اور خیر خواہی پر ظاہر میں بھی باطن میں بھی سفر میں بھی حضر میں بھی کہ جس وقت اللہ کا بندہ ابوعبداللہ امام معتز باللہ امیر المومنین جو حکم دے گا اپنے دوستوں سے دوستی کرنے کے متعلق اور اپنے دشمنوں سے دشمنی کرنے کے متعلق، وہ دوست و دشمن خاص لوگوں میں سے ہوں یا عام لوگوں میں سے قریب سے ہوں یا بعید سے ہوں (تو اسے سنو گے اور بجالاؤ گے) اس طرح سے کہ اس کی بیعت کو وفائے عہد اور ذمہ داری سے مضبوط پکڑے رہو گے، تمہارے باطن اس معاملے میں مثل تمہاری زبانوں کے ہونگے اپنی اس بیعت کو اپنے اوپر لازم کر لینے اور اسے اپنی گردنوں میں پورے طور پر حوشی، اور رغبت اور قلوب اور خواہشوں اور نیتوں کی سلامتی سے مضبوط کر لینے کے بعد تم لوگ بھی اس امر سے راضی ہو گے جس سے امیر المومنین راضی ہونگے اور (بیعت کرتے ہو) ابراہیم المؤید باللہ برادر اور امیر المومنین کے لئے مسلمانوں کی ولی عہدی پر، اور اس امر پر بیعت کرتے ہو کہ کبھی اس امر کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے جو تم پر مضبوط کیا گیا اور اس امر پر کہ کوئی ہٹانے والا تمہیں مدد اور اخلاص اور دوستی سے ہٹا نہ سکے گا اور اس امر پر کہ تبدل و تغیر نہ کرو گے اور نہ کوئی رجوع کرنے والا تم میں سے اپنی بیعت سے رجوع کرے گا اور نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، اور اس امر پر کہ جو بیعت تم نے اپنی زبان سے کی اور اور اس کا عہد کیا وہ ایسی بیعت ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ آگاہ ہے تمہارے قلوب سے اس کے اختیار کرنے پر اور اس پر بھروسہ کرنے پر اور اس ذمہ داری کے پورا کرنے پر جو اس بیعت میں اللہ کی طرف سے ہے اور تمہارے اخلاص پر بیعت کی نصرت اور اہل بیعت کی دوستی کے متعلق، کہ اس میں تمہاری جانب سے نہ کسی نفاق کی آمیزش ہے اور نہ دکھاوے کی اور نہ کسی بہانے کی یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو کہ تم اس کے عہد کو پورے کرنے والوں اور اپنے اوپر سے اس کے حق کو ادا کرنے والوں میں سے ہو نہ شک میں پڑنے والوں میں اور نقض عہد کرنے والوں میں سے ہو کیونکہ جو لوگ تم میں سے امیر المومنین سے اس کی خلافت کی اور اس کے بعد برادر امیر المومنین ابراہیم موید باللہ سے اس کی ولی عہدی کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جو بدعہدی کرے گا وہ صرف اپنی ہی جان پر بدعہدی کرے گا، اور جو اسے پورا کردے گا جو اس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا کرے گا، تم اس بیعت کو مضبوط پکڑو اور اسے جسے اس بیعت نے تمہاری گردنوں میں مضبوط کر دیا اور اس پر تم نے اپنی مضبوط قسمیں دے دیں، اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑو، کیونکہ اللہ کے عہد کا تم سے مواخذہ ہوگا، اللہ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو، جس قسم کے عہد و پیمان اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور مرسلین اور اپنے کسی اور بندے سے لئے ہیں ویسے ہی اس بیعت میں تم سے لئے گئے ہیں، تم بدلو گے نہیں اور نہ کسی اور طرف جھکو گے تم نے جس امر پر اللہ سے عہد کیا ہے اسے اسی طرح مضبوط رکھو گے جس طرح اہل طاعت اپنی طاعت کو اور اہل وفا اور اہل عہد اپنی وفا کو مضبوط پکڑتے ہیں نہ تمہیں کوئی خواہش نفسانی اس سے ہٹائے گی اور نہ رغبت نہ کوئی فتنہ یا گمراہی تمہارے قلوب میں ہدایت سے کجی پیدا کرلے گی اس معاملے میں اپنی جان اور کوشش صرف کرتے رہو گے، دین اور طاعت کا اور اس عہد کی وفا کا حق جو تم نے اپنے اوپر کیا ہے مقدم رکھو گے اللہ تعالیٰ تم میں سے اس بیعت میں سوائے وفا کے اور کچھ قبول نہ کرے گا۔

تم میں سے جس شخص نے امیر المومنین اور ولی عہد مسلمین برادر امیر المومنین سے اس طرح کی بیعت کو جیسی کہ تم سے لی گئی

توڑ دے گا، پوشیدہ یا علانیہ صاف صاف یا بہانے سے یا حیلے سے اس عہد میں نفاق کرے گا جو اس نے اللہ کو دے دیا، جو عہد و پیمان اس سے لئے گئے اس کی عہد شکنی کرے گا، اس راستے سے ہٹے گا جس کی وجہ سے اہل عقل پناہ پاتے ہیں تو ہر وہ چیز جس کا بدعہدی کرنے والوں میں سے کوئی مالک ہے مال یا جائداد یا مویشی یا زراعت یا دودھ والے جانور ہوں وہ سب اللہ کی راہ میں مساکین پر صدقہ ہے اس کے لئے حرام ہے کہ اس میں کی کوئی شے کسی حیلے سے واپس لے جو مال اس کی بقیہ عمر میں حاصل ہوگا خواہ وہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ قیمت کا وہ بھی اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ یہاں تک اسے موت اٹھا لے اور اجل آ جائے، ہر مملوک جس کا آج مالک ہے اور تیس برس تک رہے، مذکر ہو یا مونث وہ سب اللہ کی راہ میں آزاد ہیں اور اس کی عورتیں، وہ جو قسم و عہد ٹوٹنے کے دن ہو اور وہ بھی جن سے بعد کو نکاح کرے تیس سال تک سب پر طلاق ہے۔ کہ نہیں قبول کرے گا اللہ اس سے مگر وفائے عہد، وہ اللہ اور رسول سے اور اللہ تمہارے اس معاملے پر گواہ ہے۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ و حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل۔

ابواحمد بن الرشید کا بیعت کرنے سے انکار:

جیسا کہ بیان کیا گیا بیعت میں ابواحمد بن الرشید کو جسے نقرس تھا ڈولی میں سوار کر کے لایا گیا اور اسے بیعت کے لئے کہا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور معتز سے کہا کہ تو رغبت کے ساتھ ہماری طرف آ گیا اس سے دست بردار ہو گیا جو تیرے لئے لی گئی تھی تو نے یہ گمان کیا تھا کہ تو اسے قائم نہ کر سکے گا، معتز نے کہا کہ مجھے دستبرداری پر مجبور کیا گیا اور میں نے تلوار کا خوف کیا، ابواحمد نے کہا کہ ہمیں تو معلوم ہو کہ تجھ پر زبردستی کی گئی ہے ہم اس شخص (مستعین) سے بیعت کر چکے، تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو طلاق دے دیں اور اپنے مال و دولت سے باہر ہو جائیں، ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا، اگر تو مجھے لوگوں کے جمع ہونے تک میرے حال پر چھوڑ دے تو بہتر ہے ورنہ پھر وہی تلوار ہے جس کا خوف تیرے لئے باعث دست برداری ہوا تھا، معتز نے کہا کہ اسے چھوڑ دو، وہ بغیر بیعت کے اپنے گھر واپس کر دیا گیا۔

ابراہیم سے بیعت کرنے والوں میں الدیرج اور عتاب بن عتاب تھا، عتاب بن عتاب بھاگ کر بغداد چلا گیا، الدیرج کو خلعت دے کے پولیس پر مقرر کیا گیا، سلیمان بن یسار کاتب کو بھی خلعت دے کر دفتر جاگیر پر مقرر کیا گیا۔ اس دن وہ ٹھیرا، احکام دیتا اور کام کرتا رہا رات کو چھپ کر بغداد چلا گیا۔

عمال کا عزل و نصب:

جب ترکوں نے معتز سے بیعت کر لی تو اس نے اپنے عامل مقرر کئے، سعید بن صالح کو پولیس پر، جعفر بن دینار کو دربانوں، جعفر بن محمود کو وزارت پر مقرر کیا، ابوالحمار کو دفتر خراج پر مقرر کیا، پھر معزول کر دیا اس کی جگہ محمد بن ابراہیم منقار کو دی، ترکی لشکر کے دفتر پر کاتب سیما الشرابی کو مقرر کیا جو ابوعمر مشہور تھا، مقلد کبد الکلب برادر ابوعمر کو بیت المال اور ترکوں مغربیوں اور شاکریہ کی عطا پر مقرر کیا، ڈاک اور مہر پر سیما السارابانی کو مقرر کیا، ابوعمر کو کاتب بنایا پھر وہ وزارت کی حد میں آ گیا۔

سامرا کی ناکہ بندی:

جب محمد بن عبداللہ کو معتز کی بیعت اور اس کے عمال روانہ کرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اہل سامرا کا غلہ بند کر دینے کا حکم دیا مالک بن طوق کو اور اس کے ہمراہ اس کے اہل بیت و لشکر کو بغداد جانے کو لکھا، نجوبۃ بن قیس کو جو انبار پر تھا سب کے متفق رکھنے اور جمع

کرنے کو اور سلیمان بن عمران موصلی کو اپنے اہل بیت کو مع رکھنے اور کشتیوں اور غلے کو سامرا اترنے سے روکنے کو لکھا منع کیا کہ کوئی شے از قسم غلہ بغداد سے سامرا جانے آنے نہ پائے، وہ کشتیاں گرفتار کر لی گئیں جن میں چاول اور روی سامان تھا ملاح اس سے بھاگ گئے اور کشتیاں رہ گئیں جو غرق کر دی گئیں۔

بغداد کے لئے دفاعی تدابیر:

مستعین نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد کی حفاظت کا حکم دیا، کام شروع کر دیا گیا، ایک دیوار گھیری گئی جو دجلے کے باب الشماشیہ سے سوق الثلثا تک تھی، یہاں تک کہ اسے دجلے سے ملا دیا، دجلے کے باب قطعیہ ام جعفر سے لے کر حمید بن الحمید کے محل تک یہ شہر پناہ محیط تھی، ہر دروازے پر ایک سردار کو مع اپنے ماتحت لوگوں کی جماعت کے مقرر کیا، دونوں دیواروں کے گرد خندقیں کھودنے کا حکم دیا جیسا کہ وہ دیواریں پوری دونوں جانب بنی ہوئی ہیں، کچھ سائبان جس میں گرمی اور بارش میں سوار لوگ پناہ لے سکیں، جیسا کہ بیان کیا گیا دونوں دیواروں پر اور خندقوں کے کھودنے پر اور سائبانوں پر تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے، باب الشماسیہ پر پانچ دروازے راستے کی چوڑان کے مطابق لگائے گئے۔ جن میں چوکھٹ بازو اور تختے اور خوب لمبی اور ابھری ہوئی کیلیں تھیں، باہر اس دروازے کے برابر ایک معلق اور موٹا دروازہ بنایا گیا۔ جس پر لوہے کی چادریں چڑھائی گئی تھیں اور رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا کہ جو کوئی اس دروازے پر پہنچے۔ تو اس پر وہ معلق دروازہ چھوڑ دیا جائے اور وہ اس کے نیچے مر جائے اندر کے دروازے پر پتھر پھینکنے کا آلہ بنایا گیا' اور بیرونی دروازے پر پانچ بڑے گوپھن ان میں ایک بہت بڑا تھا' جس کا نام انہوں نے الغضبان رکھا تھا' چھ پتھر پھینکنے کے آلات جن سے شماسیہ کی دریائی زمین کی طرف پتھر پھینکے جاسکتے تھے۔ اور باب البردان پر آٹھ پتھر پھینکنے کے آلے بنائے گئے۔ ہر طرف چار چار، اور چار دروازے، اسی طرح بغداد کے ہر دروازے پر شرقی اور غربی جانب میں اور اس کے ہر دروازے پر مسقف ڈیوڑھیاں بنائی گئیں جن میں سو سو سوار اور سو سو پیادے کی گنجائش تھی ہر گوپھن اور پتھر پھینکنے والے آلے کے لئے ترتیب وار آدمی مقرر کئے۔ جو اس کی رسیوں کو کھینچتے تھے ایک تیرانداز تھا کہ بوقت جنگ تیر چلائے۔

عمال کو بغداد خراج بھیجنے کا حکم

بغداد میں فوج کے لئے کچھ عطایا مقرر کئے اہل خراسان کی ایک جماعت سے جو بقصد حج آئے تھے ان لوگوں نے ترکوں کی جنگ کے لئے مدد چاہی انہوں نے مدد دی' محمد بن عبداللہ بن طاہر نے یہ حکم دیا کہ آوارہ گردوں سے بھی کام لیا جائے ان پر ایک سردار مقرر کر دیا جائے بوریئے پر قیر اور رلفط لگا کر ڈھالیں بنوائی جائیں، آلات سنگباری تیار ہوں، حسب الحکم ان سب پر عمل ہوا بیان کیا گیا ہے کہ اس کام پر محمد بن ابی عون مامون ہوئے، یہ شخص انہیں میں سے تھا جو بوریا بنانے والوں کے پیچھے کھڑا رہتا تھا ان میں سے کسی کو کپڑا بننے کا کام کرتے نہیں دیکھا جاتا، ان پر سو دینار سے زیادہ خرچ کیا جو شخص بیکار پھرنے والے، بوریا بنانے والے رنگریزوں پر نگران تھا اس کا نام نیتو یہ تھا، دیوار کے کام سے ۲۳ محرم پنج شنبہ کو فراغت ہوئی مستعین نے ہر شہر اور ہر موضع کے حاکم کو خراج کو لکھا کہ جو کچھ وہ مال بھیجا کرتے ہیں۔ بغداد بھیجیں اور سامرا کچھ نہ بھیجیں امداد کے حکام کو ترکوں کے خطوط واپس کرنے کو لکھا کہ ان کے احکام نہ مانیں، ترکوں اور اہل لشکر کو جو سامرا میں تھے ایک فرمان لکھوایا جس میں انہیں معتز کی بیعت توڑنے اور خود اپنی وفائے بیعت کی طرف مراجعت کرنے کا حکم تھا اپنے وہ عطایا یاد دلائے تھے جو ان کے پاس تھے، نافرمانی اور بیعت توڑنے سے منع

کیا تھا اسی مضمون کا ایک فرمان سمائے شرابی کو بھی کو بھیجا گیا۔

معتز اور محمد بن عبداللہ میں مراسلت

معتز اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے درمیان مراسلات جاری ہوئے جس میں معتز نے محمد کو بیعت کر کے مستعین کے معزول کرنے کی دعوت دی تھی اسے وہ عہد یاد دلایا تھا جو اس کے باپ متوکل نے اس کے بھائی منتصر کے بعد لیا تھا، محمد بن عبداللہ کی معتز کو ایسے امر کی طرف دعوت دی تھی جس میں مستعین کی طاعت کی طرف رجوع تھا، دونوں میں سے ہر ایک کا اپنے مخاطب کے مقابلے میں اپنی دعوت کے متعلق وہ استدلال جسے وہ حجت سمجھتا تھا میں نے اس کا طویل تذکرہ ناگوار سمجھ کر چھوڑ دیا۔

پلوں کے انہدام کا حکم:

محمد بن عبداللہ نے پلوں کے توڑنے کا اور پانی کے بند توڑنے کا جو طسوج الانبار اور اس کے قریب طسوج باددریا میں تھے حکم دیا کہ ترکوں کا راستہ منقطع ہو جائے جبکہ ان کے انبار آنے کا خوف ہوا نجوبتہ بن قیس اور محمد بن حمد بن منصور السعدی اس کام پر مقرر ہوئے۔ محمد بن عبداللہ کو ترکوں کے شمسہ کے مقابلے کے لئے آنے کی خبر ملی شمسہ بینوق فرغانی محمد کے ساتھیوں میں تھا جو اس کی حفاظت کرتا تھا۔

محمد نے شب چارشنبہ ۲۰/محرم کو خالد بن عمران اور بندار طبری کو علاقہ انبار بھیجا ان دونوں کے بعد رشید بن کاؤس کو بھیجا' یہ لوگ بینوق اور اس کے ساتھ کے ترکوں اور مغربیوں سے ملے' خالد و بندار نے انہیں بلایا بینوق اور اس کے ساتھی خالد و بندار کے ہمراہ مستعین کے پاس بغداد گئے محمد بن حسن بن جیلویہ کو دی عکبرا کی آمدنی پر والی تھا راز اس پر مغربیوں میں سے ایک شخص تھا جس کے پاس مال جمع ہو گیا تھا ابن جیلویہ نے اس کے پاس علاقے کے نام بھیجنے کو کہلایا تو اس نے اس سے انکار کیا اس سے جنگ ہوئی ابن جیلویہ نے اس مغربی کو قید کر کے محمد بن عبداللہ کے دروازے پر بھیج دیا اس کے ہمراہ اس علاقے کے مال سے بارہ ہزار دینار اور تیس ہزار درہم تھے' محمد بن عبداللہ نے ابن جیلویہ کے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا۔

موسیٰ بن بغا کی معتز کی اطاعت:

مستعین و معتز میں سے ہر ایک نے موسیٰ بن بغا کو لکھا جو اطراف شام میں قریب جزیرے کے مقیم تھا اور حمص کی طرف وہاں کے باشندوں سے جنگ کرنے نکلا تھا ہر ایک نے (ان دونوں میں سے) اسے اپنی طرف بلایا تھا' دونوں نے اسے چند جھنڈے بھیجے مستعین نے اسے بغداد واپس آنے کا اور اپنی رائے سے اپنے عہدے پر نائب بنانے کا حکم دیا تھا وہ معتز کے پاس واپس آیا اور اسی کے ساتھ ہو گیا۔

عبداللہ بن بغا کی معذرت:

عبداللہ بن بغا الصغیر بغداد آیا' وہ سامرا میں پیچھے رہ گیا تھا۔ جس وقت اس کا باپ مستعین کے ہمراہ وہاں سے آیا تھا مستعین کی طرف ہو گیا اور اس سے معذرت کی اور اپنے باپ سے کہا کہ میں صرف اس لئے آپ کے پاس آیا کہ میں آپ کی رکاب کے نیچے مروں' چند روز بغداد میں مقیم رہا پھر اس نے بغداد کے قریب انبار کے راستے میں ایک گاؤں جانے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی وہاں رات بھر ٹھہر کے شبا شب بھاگ گیا' سامرا کی جانب غربی میں پہنچا' دکھانا یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ اور اس کے

خلاف ہے' معتز سے اپنے بغداد جانے کی معذرت کی کہ بغداد اس لئے گیا تھا کہ ان لوگوں کے حالات معلوم کرے کہ جب معتز کے پاس لوٹے تو صحیح حالات معلوم کرا دے' معتز نے عذر کو قبول کر کے اس کی خدمت پر واپس کر دیا' الحسن بن الافشین بغداد وارد ہوا تو مستعین نے اس کی تنخواہ میں سولہ ہزار درہم ماہوار زیادہ کر دیا۔

اسد بن داؤد کا سامرا سے فرار:

اسد بن داؤد سامرا میں برابر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ وہاں سے بھاگا' مذکور ہے کہ ترکوں نے اس کی تلاش میں علاقہ موصل وانبار اور جانب غربی کی طرف ہر سمت میں پچاس سوار روانہ کئے۔ وہ بغداد پہنچ گیا۔ محمد بن عبداللہ کے پاس گیا تو اس نے ابراہیم الدیرج کی جمعیت میں سے سو سوار اور دو سو پیادے اس کے ماتحت کر کے باب الانبار پر عبداللہ بن موسیٰ بن ابی خالد کے ساتھ مقرر کیا۔

ابواحمد بن متوکل کی سپہ سالاری:

اسی ۲۵۱ھ ۲۳ محرم یوم شنبہ کو معتز نے اپنے بھائی ابواحمد بن متوکل سے مستعین وابن طاہر کی جنگ کا عہد لیا اور یہ کام اس کے سپرد کیا۔ لشکر اس کے ماتحت کیا اور امر ونہی کا اسے اختیار دیا۔ تدبیر جنگ کلباتکین ترک کے سپرد کی۔ اس نے قاطول میں پانچ ہزار ترک اور فرغانی دو ہزار مغربی جمع کئے' مغربیوں کو محمد بن راشد مغربی کے ماتحت کیا۔ یہ لوگ ۱۲ محرم شب جمعہ کو عکبرا پہنچے۔ ابواحمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور معتز کی خلافت کے لئے دعا کی۔ اس کے متعلق معتز کو ایک تحریر بھیجی اہل عکبراء کی ایک جماعت نے بیان کیا۔ کہ انہوں نے اس حالت میں ترکوں اور مغربیوں اور ان کے تمام متبعین کو دیکھا کہ وہ شدید خوف میں تھے۔ کہ محمد بن عبداللہ نے ان پر حملہ کیا۔ وہ لوگ عکبراء اور بغداد کے درمیانی دیہات کو لوٹنے لگے۔ عکبراء اور بغداد اور رادانا اور جانب غربی کے تمام دیہات کے لوگ اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ گئے' دکانوں اور مکانوں کو خالی کر گئے۔ مکانات اجاڑ دیئے گئے۔ اور دکانات اور اسباب لوٹ لیا گیا۔ گھر گرا دئے گئے۔ راستے میں لوگوں سے مال چھین لیا گیا۔

ابواحمد کی عکبراء میں آمد:

ابواحمد مع اپنے ہمراہیوں کے عکبراء پہنچا تو ایک جماعت ان ترکوں کی نکلی جو بغداد میں بغا الشرابی کے ساتھ تھے اور اس کے آزاد کردہ غلام اور اس کے ماتحت تھے۔ رات کے وقت بھاگ کے باب الشماسیہ سے گذرے' اس دروازے پر عبدالرحمٰن بن الخطاب مامور تھا۔ اور وہ ان کا حال نہیں جانتا تھا' یہ خبر محمد بن عبداللہ کو پہنچی تو اس نے بیزاری ظاہر کر کے اس کے ساتھ سختی کی۔ دروازوں کی حفاظت اور نگرانی کا اور جو لوگ ان پر مقرر تھے ان کے اخراجات کا انتظام کر دیا۔

الحسن بن الافشین کا باب الشماسیہ پر تقرر:

الحسین بن الافشین بغداد پہنچا تو باب الشماسیہ پر مقرر کیا گیا۔ ابواحمد اور اس کا لشکر ۷ صفر شب یک شنبہ کو شماسیہ پہنچا' اس کا کاتب محمد بن عبداللہ بن بشر بن سعد الشرمدی اور معتز کی طرف سے لشکر کا خبرگیراں الحسین بن عمر بن قماش اور ابواحمد کی جانب سے جعفر بن احمد البیان تھا۔ بصریوں میں سے ایک شخص نے جو باذنجانہ مشہور تھا اور اس کے لشکر میں تھا یہ شعر کہا:۔

اے بنی طاہر تمہارے پاس اللہ کے لشکر اس حالت میں آ گئے کہ موت ان پر سے نثار ہے۔ ایسے لشکر آ گئے۔ جن کے آگے

ابواحمد ہے' جو کیسا اچھا مولیٰ اور کیسا اچھا مددگار ہے۔

محمد بن عبداللہ کے جاسوس کی اطلاع:

ابواحمد باب الشماسیہ پر پہنچا تو مستعین نے الحسین بن اسمٰعیل کو باب الشماسیہ کا والی بنا کر سرداروں کو اس کے ماتحت کر دیا۔ زمانہ جنگ میں وہ برابر وہیں رہا۔ یہاں تک کہ انبار چلا گیا۔ پھر اس کی جگہ ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم والی بنایا گیا' ۱۳ صفر کو محمد بن عبداللہ کا جاسوس اس کے پاس آیا۔ کہ ابواحمد نے ایک جماعت کو تیار کیا ہے۔ جو بغداد کے دونوں طرف کے بازاروں کے سائبانوں میں آگ لگائے گی اسی روز وہ سائبان اتار دیے گئے۔

ابن میکال اور حسین کی پیش قدمی:

مذکور ہے کہ محمد بن عبداللہ نے محمد بن موسیٰ منجم اور حسین بن اسمٰعیل کو روانہ کیا کہ وہ جانب غربی سے نکلیں اور بالا ہی بالا جائیں' یہاں تک کہ ابواحمد کے لشکر پہنچ کر شمار کر لیں کہ اس کے لشکر میں کتنے آدمی ہیں محمد بن موسیٰ نے خیال کیا کہ دو سو آدمی ہوں گے جن کے ہمراہ ایک ہزار چوپائے ہیں۔ جب ۱۰ صفر دوشنبہ کا دن ہوا۔ تو ترکی لشکر کے مقدمہ الجیش باب الشماسیہ کے قریب ٹھہر گئے۔ محمد بن عبداللہ نے حسین بن اسمٰعیل اور شاہ بن میکال اور بندار طبری کو مع ان کے ہمراہیوں کے بھیجا اور اس نے بھی ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا' شاہ اس کے پاس واپس آیا۔ اور اسے بتایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں باب الشماسیہ پہنچا تو جب ترکوں نے نشانات اور جھنڈے دیکھے جن کا رخ ان کی طرف تھا۔ تو اپنی چھاؤنی کی طرف واپس گئے۔ شاہ اور حسین واپس آ گئے اور محمد نے اس دن کی روانگی ترک کر دی۔

محمد بن عبداللہ کی امان کی پیش کش:

جب ۱۳/ صفر سہ شنبہ ہوا تو محمد بن عبداللہ نے القفص کی جانب لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا۔ کہ ترکوں کو مرعوب کرے' وصیف و بغا بھی زرہ پہن کر اس کے ہمراہ سوار ہوئے۔ محمد زرہ پر زرہ پہنے تھا۔ سامنے کا حصہ طاہر کی زرہ کا تھا۔ اور اس پر لوہے کی کلائی تھی۔ اپنے ہمراہ فقہا اور قضاۃ کو بھی لے گیا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ انہیں زیادہ دیر تک سرکشی میں رہنے اور اس پر اصرار کر کے نافرمانی کرنے سے باز آنے کی دعوت دے' کہلا بھیجا کہ انہیں اس شرط پر امان ہے کہ ابوعبداللہ مستعین کے بعد ولی عہد ہو جائے۔ اگر وہ امان قبول کر لیں (تو خیر) ورنہ ۱۲ صفر یوم چہار شنبہ کی صبح کو ان سے قتال کرے گا۔ پھر باب قطربل کی طرف گیا۔ اور وہ وصیف اور بغا دجلے کے کنارے ٹھہر گئے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا' محمد بن راشد مغربی نے دجلے کی شرقی جانب سے ان کا مقابلہ کیا' پھر محمد واپس ہو گیا۔

ملک القائد کا سنگ باری کا حکم:

جب دوسرا دن ہوا تو عبدالرحمٰن بن الخطاب وجہ الفلس اور ملک القائد اور ان کے ساتھ کے دوسرے سرداروں کے قاصد اس کے پاس یہ بتانے آئے کہ ہماری جماعت ان کے قریب ہوئی اور وہ اپنے لشکر کی طرف جو شماسیہ کے دریا کے کنارے کی زمین پر ہی لوٹ گئے۔ محمد نے ان کے پاس قاصد بھیجا کہ تم جنگ کی ابتداء نہ کرنا۔ اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم ان سے جنگ نہ کرنا۔ اور آج مدافعت کرنا' ترکوں کے لشکر سے بارہ سوار باب الشماسیہ پر آ کر اس دروازے کے قریب ٹھہر گئے۔ اور دروازے والوں کو گالی

دینے لگے اور تیر چلانے لگے جو لوگ باب الشماسیہ تھے وہ بالکل خاموش تھے۔ جب وہ زیادتی کرنے لگے تو ملک نے گوپھن والے کو ان پر سنگ باری کرنے کا حکم دیا' پتھر پھینکے تو ان کے ایک آدمی کو لگا اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس کے ساتھی اس کے پاس آئے اسے اٹھا لیا اور اپنے لشکر کی طرف باب الشماسیہ میں واپس چلے گئے' عبداللہ بن سلیمان آیا جو مکے کے راستے میں راستے کے انتظام کے لئے مع ابوالساج کے شاکریہ کے تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا' محمد بن عبداللہ کے پاس گیا تو اس نے اسے پانچ خلعت دیے اور جو اس کے ہمراہ تھے انہیں چار خلعت دیئے اسی دن ثعلبیہ کے بدویوں میں سے ایک شخص آیا جو حصہ مانگتا تھا' اس کے ہمراہ پچاس آدمی تھے' شاکریہ بھی وارد ہوئے جو سامرہ سے آ رہے تھے' متفرق سرداروں کی ماتحتی میں اور چالیس آدمی تھے۔ انہیں انعام دینے اور ٹھیرانے کا اس نے حکم دیا۔

اسی دن ترک باب الشماسیہ پر آئے تو انہیں تیروں اور گوپھن اور پتھر پھینکنے والے آلات سے مارا گیا۔ ان میں مقتول و مجروح بہت ہوئے اس جنگ کا افسر و امیر حسین بن اسمٰعیل تھا' پھر مطلبین کے چار سو اشخاص سے اس کی مدد کی گئی جو ابوالسنا الغنوی کی ہمراہی میں تھے۔ تقریباً تین سو اعراب کی ایک جماعت سے ترکوں کی مدد کی گئی۔

فرغانیوں اور ترکوں کے حملے:

اسی دن جو لوگ جنگ میں مبتلا تھے انہیں پچیس ہزار درہم اور سونے چاندی کے طوق اور کنگن بطور صلے کے بھیجے گئے یہ سب حسین بن اسمٰعیل اور عبدالرحمٰن بن الخطاب اور علک اور یحییٰ بن ہرثمہ اور حسن بن الافشین اور امیر جنگ حسین بن اسمٰعیل کے پاس پہنچ گیا۔ اہل بغداد کے زخمی دو سو سے زائد انسان تھے اور چند مقتول اسی طرح مقتول و مجروح ترکوں میں تھے کہ اکثر ان میں گوپھنوں سے تھے۔ بغداد کے اکثر لوگوں کو شکست ہوئی' بوریا والے ثابت قدم رہے سب کے سب اس حالت میں واپس ہوئے۔ کہ مقتولین و مجروحین تقریباً مساوی تھے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ان میں بھی دو سو مجروح ہوئے اور ان میں بھی فریقین کی ایک جماعت قتل ہوئی اسی دن فرغانیوں اور ترکوں کے سواروں کی جماعتیں خراسان کے مشرقی دروازے پر آئیں کہ اس دروازے سے داخل ہوں۔ محمد بن عبداللہ الصریخ میں آیا' مقابلے میں اشراف بھی ثابت قدم رہے اور اوباش بھی انہوں نے انہیں دفع کر دیا محمد نے حکم دیا تھا۔ کہ اس سمت کی زمین کھود دی جائے۔ جب ان لوگوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو زیادہ تر ان کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے۔ اور ان میں اکثر بچ گئے' ترک گوپھن لائے تھے یہ لوگ اس پر ان کے مقابلے میں غالب آ گئے اور اس کے پایوں میں سے ایک پایہ توڑ ڈالا' شاشیہ کے حجاج میں سے دو آدمی قتل کر دیئے گئے محمد نے قصر الطین پر حملہ کرنے کا حکم دیا' جو علاقہ باب الشماسیہ کی طرف تھا' باب الشماسیہ کو فتح کر لیا اور اس کا سامان لا کے دیوار کے اس جانب لے گئے۔

ترکوں کے خلاف فوجی دستوں کی روانگی:

محمد بن عبداللہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ ترکوں کی ایک جماعت نہروان کے علاقے کی طرف چلی گئی اس اپنے دو سرداروں کو جن کا نام عبداللہ بن محمود السرخسی اور یحییٰ بن حفص عرف حبوس تھا۔ اس جانب پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ بھیجا' پھر سات سو آدمی اور بھیجے' اور انہیں وہاں ٹھیرنے اور ترکوں کے روکنے کا حکم دیا' کہ جو ادھر کا ارادہ کرے اس کو روک دیں' یہ دوسری جماعت اس علاقے میں ۷ صفر یوم جمعہ کو پہنچی۔

عبداللہ بن محمود کی پسپائی:

شب دوشنبہ ۷ اصفر کوترکوں کی ایک جماعت نہروان پہنچ گئی۔ ان لوگوں کی ایک جماعت نکلی جو عبداللہ بن محمود کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ بھاگتے ہوئے پلٹے' ان کے گھوڑے وغیرہ گرفتار کر لئے گئے۔ جو بچ گئے وہ شکست خوردہ بغداد واپس چلے گئے۔ تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیئے گئے۔ ان لوگوں نے ساٹھ گھوڑے اور چند خچر کہ ان پر اسلحہ تھے گرفتار کر لیے یہ حلوان کے علاقے سے آئے تھے۔ وہ انہیں سامرا لے گئے۔ لشکر کے مقتولین کے سر بھی سامرا لے گئے۔ اس جنگ میں یہ سب سے پہلے سر تھے جو سامرا پہنچے۔

اسمٰعیل بن فراشہ کی طلبی:

عبداللہ بن محمود شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ خراسان کا راستہ ترکوں کے قبضے میں ہو گیا۔ بغداد سے خراسان کا راستہ منقطع ہو گیا۔ اسمٰعیل بن فراشہ ہمدان میں قیام کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ پھر اسے واپس آنے کو لکھا گیا۔ وہ واپس آ گیا۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو جوان کا واجب الا دا دیا گیا۔

معتز نے ایک لشکر ترکوں اور مغربیوں اور فرغانیوں کا اس طرح بھیجا کہ ترکوں اور فرغانیوں پر الدرغمان الفرغانی اور مغربیوں پر ربلہ مغربی سردار تھا یہ لوگ بغداد کے مغربی جانب گئے۔ پھر قطربل سے بغداد کی طرف پہنچ گئے قطربل اور قطعیہ ام جعفر کے درمیان اپنے لشکر کو خیمہ زن کیا۔ یہ ۱۸ اصفر شب سہ شنبہ کا واقعہ تھا۔

ابو احمد اور طبریوں کی جنگ:

صبح کو چہارشنبہ ہوا تو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال کو باب القطیعہ سے اور بندار اور خالد بن عمران کو مع ان کی پیادہ وسوار جماعت کے روانہ کیا۔ شاہ اور اس کے ہمراہی ان کے مقابلے میں صف بستہ ہو گئے تیر اندازی وسنگ باری ہونے لگی شاہ نے باب القطیعہ کے قریب ایک تنگ مقام میں پناہ لے لی۔ اشراف بغداد کا انبوہ ہو گیا۔ ان سب نے مل کر ایک ایسا حملہ کیا کہ انہوں نے ترکوں اور مغربیوں اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اور انہیں جنگل کی جانب بھگا دیا طبریوں نے ان پر حملہ کیا' ان میں گھس گئے' بندار اور خالد بن عمران نے گھاٹی سے ان پر حملہ کر دیا۔ وہ قطربل کے قریب چھپے ہوئے تھے ان لوگوں نے ابو احمد کے ترکی اور غیر ترکی ساتھیوں پر تلوار چلائی اور انہیں شدت سے قتل کیا' ان میں سے بہت کم قتل ہوئے لشکر اور جو کچھ اس میں اسباب اور عورتیں اور سامان اور خیمہ تھا سب کا سب لوٹ لیا' تلوار سے جو بچ گئے' انہوں نے اپنے آپ کو دجلے میں گرا دیا۔ کہ ابو احمد کے لشکر سے ٹل جائیں' ماہی گیر کشتی بانوں نے انہیں پکڑ لیا۔ کشتیاں سپاہیوں سے بھری ہوئی تھیں یہ سب قید کیے گئے ان کے سر چھوٹی کشتیوں میں بھر دیئے گئے' کچھ ان میں سے دونوں پلوں پر اور محمد بن عبداللہ کے دروازے پر نصب کر دیئے گئے۔

ترکوں کی شکست:

محمد بن عبداللہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس دن مصیبت میں مبتلا ہوئے تھے۔ کنگنوں کا حکم دیا۔ لشکر وغیرہ کی بڑی جماعت کو کنگن پہنائے گئے۔ پھر شکست کھانے والے بلائے گئے۔ بعض ان میں کے اوان چلے گئے۔ بعض دجلے کے پار ابو احمد کے قریب چلے گئے اور بعض سامرا روانہ ہو گئے بیان کیا گیا کہ ترکی لشکر جس دن انہیں باب القطیعہ پر شکست ہوئی۔ چار ہزار تھا۔ شکست کے دن اس مقام پر ان میں سے دو ہزار قتل کر دیئے گئے۔ باب القطیعہ سے قفص تک تلوار چلائی گئی۔ جنہیں قتل کر دیا۔ انہیں قتل کر دیا۔ اور جو

غرق ہو گئے وہ غرق ہو گئے۔ان میں ایک جماعت قید کر لی گئی' محمد بن عبداللہ نے بندار کو چار خلعت دیئے۔جو ریشمی اور منقش اور سیاہ اور اون اور ریشم ملے ہوئے تھے۔ایک سونے کا طوق پہنایا۔ابوالسنا کو چار خلعت دیئے' خالد بن عمران اور تمام سرداروں میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیئے۔جنگ سے ان کی واپسی مغرب کے وقت ہوئی تھی۔خچر روک لئے گئے کہ ان پر سر لا د کر بغداد لائے جائیں ہر وہ شخص جو محمد کے گھر پر ترکی یا مغربی کا ایک سر لاتا تھا اسے پچاس درہم دیئے جاتے تھے۔بغداد کے بیکار پھرنے والے قطربل گئے اور اہل قطربل کا اسباب جو ترک چھوڑ گئے تھے۔اور ان کے مکانوں کے دروازے لوٹ لئے۔

شکست خوردہ فوج کا تعاقب:

محمد نے اسی دن کے آخر میں اپنے بھائی ابواحمد عبیداللہ بن عبداللہ اور مظفر بن سیسل کو بغداد کی حفاظت کے خیال سے بھاگنے والوں کے پیچھے روانہ کیا کیونکہ وہ ان کے پلٹنے سے بے خوف نہ تھا۔دونوں قفص پہنچے اور سلامت واپس آئے جو پیدل چلنے والے اور آوارہ گرد وہاں مقیم تھے انہیں قطربل کے علاقے میں بھگا دیا۔محمد بن عبداللہ کو مشورہ دیا گیا۔کہ وہ دوسرے بھی ایک لشکر سے ان کا تعاقب کرے' اس نے انکار کیا اور کسی پیچھا کرنے والے کو نہیں بھیجا یہ حکم نہیں دیا کہ کسی زخمی پر سختی کی جائے' جو امان کا خواہاں ہوا اس کو قبول کر لیا۔سعید بن حمید کو حکم دیا' اس نے ایک فرمان لکھا۔جس میں اس واقعے کا ذکر تھا' بغداد کی جامع مسجد میں وہاں کے باشندوں کو پڑھ کر سنایا گیا وہ یہ ہے۔

شورش نامہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ام بعد تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' جو نعمت دینے والا ہے' کوئی شخص اس کی نعمت کے شکر کو نہیں پہنچ سکتا' ایسا قادر ہے کہ اس کی قدرت میں اس کا معارضہ نہیں کیا جا سکتا' ایسا غالب ہے کہ اپنے کام میں عاجز نہیں ہوتا۔فیصلہ کرنے والا ہے اور عدل کرنے والا ہے کہ اس کا حکم ٹالا نہیں جا سکتا ایسا مدد کرنے والا ہے کہ اس کی مدد صرف حق ہے اور اہل حق ہی کے لئے ہوتی ہے۔تمام اشیا کا ایسا مالک ہے۔کہ کوئی شخص اس کے حکم سے باہر نہیں ہو سکتا' رحمت کی طرف ہادی ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کے لئے جھک گیا وہ گمراہ نہیں ہوتا۔جس نے دین کو اپنے بندوں کے لئے رحمت بنا دیا' اپنی خلافت کو اپنے دین کا محافظ بنا دیا۔

اپنے خلفاء کی فرماں برداری کو تمام امت پر فرض وواجب کر دیا۔وہی لوگ ان امور کے محافظ ہیں۔اس نے اپنے رسول بھیجے جو مخلوق پر اس کے امین ہیں' خلفا انہیں کے نائب ہیں' وہی انہیں حق کے راستے پر چلانے والے ہیں کہ ان میں کوئی ایسا راستہ نہ بن جائے جو اس کے راستے کے مخالف ہو' وہی ہدایت کرنے والا ہے' تاکہ انہیں اس راستے پر جمع کر دے جس کی طرف اس نے اپنے ان بندوں کو دعوت دی ہے جن کی وجہ سے گمراہوں اور مخالفوں سے دین کی حفاظت ہوتی ہے۔وہ امتوں پر اس کی کتاب اللہ کی حجت قائم کرنے والے ہیں' جس کا اس نے انہیں عامل بنایا۔امت کو اللہ کے اس حق کی طرف بلانے والے ہیں جس کے لیے اس نے انہیں منتخب کیا' اگر وہ جہاد کرتے ہیں' تو اللہ کی حجت ان کے ساتھ ہوتی ہے اگر جنگ کرتے ہیں تو اللہ ان کی مدد کا حکم دیتا ہے اگر کوئی مکار انہیں دھوکا دیتا ہے تو اللہ ان کی مدد کرتا ہے۔اللہ نے خلفا اپنے دین کے غالب کرنے کے لیے قائم کئے ہیں لہٰذا جس نے ان سے عداوت کی اس نے اس دین سے عداوت کی جس کو اللہ نے ان کے ذریعے سے غالب ومحفوظ کیا ہے' جس نے ان سے عداوت کی تو اس نے صرف اس حق پر طعن کیا جس کی وہ ان کی حمایت ذریعے سے حفاظت کرتا ہے ان کے لشکروں کی نصرت وغلبہ سے مدد کی

جاتی ہے۔ان کی جماعتیں اللہ کے غلبے سے ان کے دشمنوں سے محفوظ ہیں۔ان کے ہاتھ اللہ کے دین سے مدافعت کرنے والے ہیں۔ان کے فرماں برداران کی مدد کی وجہ سے حق میں غالب ہیں ان کے دشمنوں کے گروہ ان سے سرکشی کرنے کی وجہ سے تباہ ہیں۔ ان کی حجت اللہ کے نزدیک اور اس کی مخلوق کے نزدیک جاری ہے ان کے وسیلہ مدد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ جو انہیں اختلاف کے موقعوں پر جمع کر دیتے ہیں۔

اللہ کے احکام ان کی مدد ترک کرنے کے بارے میں واقع ہیں۔اس کی قدرتیں ان کے اسلام کے ذریعے سے اپنے اولیاء کی طرف سے نافذ ہیں' ان کی عادتیں گذشتہ امتوں اور اگلے زمانے کے بارے میں جاری ہیں کہ اہل حق وعدہ سابق کے پورا ہونے پر بھروسا کریں اس کے دشمن پہلے سے انہیں ڈرا دینے کی وجہ سے شرمندہ ہوں' ان کے لیے اللہ کا انتقام اس کے دوستوں کے ہاتھوں جلد پورا ہوگا۔ پروردگار کے پاس ان کے لیے عذاب ہے۔

رسوائی دنیا ہی میں ان کی پیشانیوں سے ملا دی گئی ہیں۔عذاب آخرت ان کے پیچھے ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناانصافی نہیں کرتا۔

رحمت کاملہ بھیجے اللہ اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ پر اپنے پسندیدہ رسول پر' گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جانے پر ایسی رحمت جو کامل ہو' جس کی برکتیں بڑھنے والی ہوں' جس کا اتصال ہمیشہ ہو' اور سلام کامل نازل کرے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں' اس کی عظمت کے آگے جھک کر' اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں' اس قصور کے اعتراف کے لئے کہ اس کی بخشش کے مرتبوں میں سے ادنیٰ مرتبے کے شکر کا بعید مرتبہ بھی ادا نہ ہو سکا۔سب تعریفیں ہیں اللہ کے لیے جو اپنی اس حمد کا راستہ بتانے والا ہے۔جو باعث مزید انعام ہے' جو اس کے مکرر احسانات کا احاطہ کرنے والی ہے۔

ایسی تعریف ہے۔ جسے وہ پسند کرے اور قبول کرے اور جو اس کی بخشش وفضل کو واجب کرے' تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں' جس نے ان لوگوں کی ترک نصرت کا حکم دیا۔ جو اس کے اہل دین پر بغاوت کریں اور جس نے اپنے حق کے مددگاروں میں سے جس کے خلاف بغاوت کی جائے اس کی مدد کا وعدہ کیا اور اس کے متعلق اپنی کتاب عزیز کو باغیوں کی نصیحت کے لئے نازل کیا' اگر وہ لوگ باز آ جائیں تو یہ تذکرہ ان کے لیے مفید ہو' اس کے لیے اللہ کے نزدیک حجت ہو اس تذکرے کو ان میں قائم کرے' بعد تذکرہ واصرار کے ان سے جہاد کرنے کو واجب ارشاد فرمایا۔جس میں اپنے وعدے کو مقدم کیا اور اپنی حجت کو ظاہر کیا'' اور جس پر بغاوت کی جائے گی ضرور ضرور اللہ اس کی مدد کرے گا'' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچا وعدہ ہے'' اس کے ذریعے اس نے اپنے خلیفہ کے دشمنوں کو اس کی نافرمانی سے روکا اور اس کے دوستوں کو اس کے راستے پر ثابت قدم کیا' اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اللہ ہی کے لیے امیر المومنین کی جانب جو اس کی دعوت کا رئیس ہے۔اس کی دولت کی تلوار ہے' جو اس کے غلبے کی وجہ سے محفوظ ہے۔اور اس کے بھروسے کا محل ہے' اس کی اطاعت میں اور اس کے اولیاء کی خیر خواہی میں آگے بڑھنے والا ہے اس کے حق کی مدافعت کرنے والا ہے۔اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہے جو محمد بن عبداللہ مولی امیر المومنین ہے ایسی نعمت ہے کہ اللہ سے اس کے کامل کرنے کی خواہش کی جاتی ہے۔اور اس کے شکر کی توفیق اور مزید فضل کی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے آباء کے لیے آباء امیر المومنین کی دعوت اولیٰ کا قیام مقدر کر دیا۔ پھر اس کے لیے ان کے آثار دولت ثانیہ پر قائم کر کے جمع کر دیئے۔

جس وقت کہ اللہ کے دشمن اس کے دین کے علامات مٹانے کے لیے اور اسے محو کرنے کے لیے مکاری کر رہے تو اس نے اللہ کے اور اس کے خلیفہ کے حق کو اس سے مدافعت کر کے اور سازشوں کو اس سے دور ہٹا کر قائم کر دیا' اس طور پر کہ بعید کو اپنی رائے اور غور سے حاصل کیا' اور قریب کو اپنی توجہ اور حضور سے نزدیک تر کر لیا' ہر اس امر میں جو باعث قرب الٰہی و موجب تقرب خدا ہو اس میں اپنی جان کو کھپا تا رہا' عنقریب اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو اس کی وجہ سے ایسا ولی جو حق کا مددگار اور ایسا ناصر جو خیر کا معین ہوگا' اور ایسا پشت پناہ جو دین کے دشمنوں سے جہاد کرنے والا ہوگا بنا دے گا۔

امیر المومنین کے اس فرمان سے تم واقف ہو چکے جو تمہارے پاس اس واقعہ کے متعلق آیا تھا۔ کہ اسی فرقے نے اس واقعہ کو پیدا کیا' کہ صراط مستقیم الٰہی سے گمراہ ہے' اس کے دین کی پناہ سے جدا ہے۔ اللہ اور اس کے خلیفہ کی ان نعمتوں کا منکر ہے جو اس کے پاس ہیں امت کی جماعت میں جدائی ڈلوانے والا ہے۔ جس کے نظام کو اللہ نے اپنی خلافت سے جمع کر دیا ہے۔ اور اجتماع کلمہ کے بعد اس کے متفرق کرنے کے لیے حیلہ تلاش کرنے والا ہے۔ جو اپنی بیعت کو توڑنے والا ہے جو اپنی گردنوں سے اسلام کی رسی کو نکالنے والا ہے۔ یہ آزاد کردہ غلام ترک ہیں' انہوں نے ایک لڑکے کو مدد دینے کی حرکت کی' جو ابو عبداللہ بن متوکل مشہور ہے۔ یہ حرکت امیر المومنین کے مدینۃ السلام جانے کے بعد سرزد ہوئی کہ وہ اس لڑکے کو امیر المومنین کے مقام خلافت پر قائم کریں' یہ ان کی وہ خیانت ہے جس کا امیر المومنین نے مقابلہ تو کیا' مگر ان کے معاملے میں تحمل اختیار فرمایا۔ ان بیعت توڑنے والوں نے ایک ایسی جماعت ترکوں اور مغربیوں کی اور دوسرے شاملین ولاحقین کی جمع کی جو گمراہی کے مجموعوں میں سے فتنے کی موافقت کرنیوالی تھی اور ان پر ایک ایسے شخص کو رئیس بنایا جو ابو احمد بن المتوکل مشہور ہے۔ یہ لوگ مدینۃ السلام (بغداد) کی جانب شرقی بغاوت اور اقتدار کا اعلان کرتے ہوئے اور سرکشی اور اصرار ظاہر کرتے ہوئے روانہ ہوئے' امیر المومنین نے انہیں مہلت دی' اور ان پر مہربانی کر کے انہیں وسعت دی' ایک فرمان کا حکم دیا۔ جس میں انہیں ہدایت تھی اور جو بیعت وہ کر چکے تھے یاد دلائی گئی تھی۔ اللہ کا حق جو ان پر ہے اور اس معاملے میں جو امیر المومنین کا حق ہے' انہیں سمجھایا گیا تھا' کہ اس بیعت سے ان کا نکلنا جس میں وہ خوشی سے داخل ہوئے تھے۔ اللہ کے دین سے نکلنا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے علیحدہ ہو جانا ہے' اپنی عورتوں اور مالوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ان کے اس بیعت کو تھامے رہنے ہی میں دین کی سلامتی ہے۔ نعمت کی بقا ہے۔ ان پر عذاب آنے سے حفاظت ہے' ان کی جانب سے جو مصیبت پیش آئی اس کے عوض میں اعلیٰ درجے کے عطایا اور بلند ترین مرغوب اشیاء اور اعلیٰ مراتب کے ساتھ انہیں مخصوص کرنے اور مجلسوں میں انہیں سب سے آگے رکھنے کا حکم نافذ فرمایا' با ایں ہمہ ان کی سرکشی نہ گئی' پھر امیر المومنین نے اپنے خیر خواہ' امین' وعقیدت مند غلام آزاد محمد بن عبداللہ کو ان کے معاملات کے درست کرنے اور انہیں حق کی طرف بلانے کے لیے مقرر کیا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں' اگر ان کی سرکشی باقی رہے' اور وہ اپنی گمراہی میں عجلت کرتے رہیں' تو پھر ان سے لڑیں۔

محمد بن عبداللہ نے ان سرکشوں کو مہلت دینے' سمجھانے اور ہدایت کرنے میں دیر نہیں کی' حالانکہ اس معاملے میں یہ لوگ اہل بغداد کا ان کا خون بہانے کی ان کی عورتوں کو قید کرنے کی اور ان کے اموال لوٹنے کی دھمکی دینے میں اپنی آوازیں بلند کر رہے تھے قبل اس کے جو کچھ ان راستوں پر جنہیں اہل شرک استعمال کرتے ہیں' لوٹ مار کے لئے ان کی روانگی ہوا کرتی تھی۔ جب انہیں اپنے لئے لوٹ کا امکان ہوتا تھا تو اس طرف جھک پڑتے تھے۔ جس آبادی پر گزرتے ویران کر دیتے' جو مسلم یا غیر مسلم عورت ملتی اسے

حلال سمجھتے' جو عاجز مسلمان نظر آتا اسے قتل کر دیتے' جو ذمی دکھائی دیتا' اسے گرفتار کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ ان خبروں کو سن کر وطن چھوڑ بھاگے' اپنے مکانات اور گھر چھوڑ گئے اور امیر المومنین کے دروازے پر ان کے شر سے بچنے کیلئے فریاد کی' کہ ان سرکشوں نے وتیرہ بنالیا ہے کہ امیر سامنے آیا تو اس کا لباس امارت چھین لیا۔ پردہ دار پر گزرے تو عورتوں اور بچوں کا پردہ چاک کر دیا۔ نہ کسی مومن کے بارے میں عہد اور ذمے کی حفاظت کرتے ہیں نہ کسی مسلمان کی پردہ داری اور اس کے ناک کان کاٹنے میں توقف روا رکھتے ہیں اور نہ اس خون اور حرمت سے باز آتے ہیں' جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ نصیحت کا انہوں نے جنگ سے استقبال کیا' وعظ کا مقابلہ گناہ پر اصرار کرنے سے کیا۔ حق کی تعلیم کا معاوضہ انہوں نے باطل پر مستقل رہنے سے کیا' باب الشماسیہ کے قریب آ گئے۔

محمد بن عبداللہ ولی امیر المومنین نے باب الشماسیہ' نیز بغداد کے ان سب دروازوں پر جن کا راستہ ادھر سے گزرتا ہے' پوری تعداد میں لشکر اور اس کے معاون ترتیب وار مقرر کر دیئے تھے' اپنے پروردگار توکل جن کی جائے پناہ تھی' اس کی اطاعت کو مضبوط پکڑنا جن کے قلعے تھے تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) دشمن کے مقابلے میں جن کا طریقہ تھا' محمد بن عبداللہ انہیں ان چیزوں کی حفاظت کا حکم دیتا تھا۔ جو ان کے قریب تھی اور جنگ سے بچنے کا جب تک کہ گنجائش ہو' انہیں نصیحت شروع کی اور مگر ان بیعت شکن گمراہوں نے بالمقابل جنگ شروع کر دی' چند روز تک اپنی جماعتوں اور لشکروں کے ذریعے سے زیادتی کرتے رہے۔ اپنی کثرت تعداد پر نازاں تھے ان پر کوئی غالب آنے والا انہیں اللہ کو نہیں جانتے تھے کہ اس کی قدرت ان کی طاقت سے زیادہ ہے' تقدیر الٰہی ان کے ارادے کے خلاف نافذ ہو چکی اور اس کے احکام وانصاف کرنے والے اہل حق کے لئے جاری ہو چکے۔

نصف صفر یوم شنبہ ہوا تو وہ لوگ مع اپنی تمام جماعتوں کے باب الشماسیہ پر آ گئے' اپنے جھنڈے انہوں نے پھیلا دیئے تھے۔ اور آپس میں اپنا شعار پکار پکار کر بیان کر رہے تھے۔ ہتھیار سنبھال رہے تھے اور انہی سے اس پر ابتدا ہوئی جس نے انہیں دیکھ لیا۔ اسی سے ابتدا کر دی' بجز خونریزی اور عورتوں کے قید کرنے اور مال کو مباح سمجھنے کے اور کوئی کام نہ تھا' نصیحت شروع کی جو انہوں نے نہ سنی' عوض میں جنگ شروع کر دی اور کچھ توجہ نہ کی اور کھلم کھلا جنگ شروع کر دی' آخر اولیائے خلافت نے بھی ان کی طرف جلدی کی اللہ سے ان کے مقابلے میں مدد مانگی' اللہ کے ساتھ ان کا بھروسہ مضبوط ہو گیا' اور اس کی وجہ سے ان کی بصیرتیں تمام وکامل ہو گئیں' اس دن عصر کے وقت تک ان کے درمیان برابر جنگ رہی' اللہ تعالیٰ نے ان کے حامیوں اور سواروں اور رئیسوں اور ان کے باطل کے پیشواؤں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بہتیروں کو زخم شدید پہنچا۔ جب اللہ کے اور اللہ کے دین کے دشمنوں نے دیکھا کہ ان کے گمان جھوٹے کر دیئے گئے' اور ان کے اور ان کی آرزوؤں کے درمیان حسرتیں حائل ہو گئیں اور وہی ان کا انجام بنادی گئیں تو انہوں نے سامرا سے ترکوں اور مغربیوں کا ایک لشکر جو تیاری اور جماعت اور قوت اور ہتھیاروں میں تھے' غربی جانب کے ارادے سے بلوایا کہ اپنے بھائیوں کو شرقی جانب دشمنوں کے مقابلے میں مشغول کر کے یکا یک غربی جانب کے باشندوں پر پہنچ جائیں۔ محمد ابن عبداللہ غلام آزاد کردہ امیر المومنین نے دونوں جانب کو آدمیوں اور لشکر سے بھر دیا تھا۔ ہر طرف ان لوگوں کو مقرر کر دیا۔ جو اس کی حفاظت ونگرانی قائم رکھیں اور ان کے دشمنوں کے شر کو رعیت سے روکیں دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک سردار کو مع جماعت کثیرہ کے مقرر کر دیا۔ دیوار پر ان لوگوں کی باری مقرر کر دی جو رات میں اور دن میں اس کی

نگرانی کریں آدمیوں کو پھیلا دیا کہ وہ اللہ کے دشمنوں کی خبروں سے ان کی حرکات اور ان کے اٹھنے اور قیام کرنے اور ان کے تصرف کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں۔ تاکہ وہ ان کے ہر حال کا ایک ایسے حال سے معاملہ کرے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان کے بازوؤں میں کمزوری پیدا کر دے۔

۱۹ صفر چارشنبہ کو وہ لشکر پہنچ گیا جس کی نسبت تجویز تھی۔ کہ باب قطربل کے مغربی جانب مقیم ہو وہ لوگ دجلے کے شرقی جانب بیعت توڑنے والے لشکریوں کے مقابلے میں ٹھہر گئے جو اتنی تعداد میں تھے جن کی فضا اور خلا ہی میں گنجائش نکل سکتی تھی۔ اور کشادہ میدان کو وسعت پنہائی ہی میں ان کی سمائی تھی' انہوں نے آپس میں یہ قرار دے لیا تھا کہ ایک دم سے سب دروازوں کے قریب پہنچ جائیں تاکہ وفادار فوج مختلف سمتوں سے ان کی جنگ میں مشغول ہو کر ان سے کمزور ہو جائے اور وہ اپنے حق پر اپنے باطل کے ذریعے سے غالب آ جائیں یہ ایسی امید تھی جسے اللہ نے جھوٹا کر دیا اور ایسا نامراد گمان تھا' جس میں اللہ کا حکم جاری ہو چکا تھا۔

محمد بن عبداللہ نے محمد بن ابی عون اور بندار بن موسیٰ طبری آزاد غلام امیر المومنین اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ کو ان کے قریب باب قطربل کی جانب کھڑا کر کے ہدایت کر دی تھی کہ اللہ سے ڈریں اس کی اطاعت کریں' احکام الٰہی پر کاربند رہیں کتاب اللہ پر عمل پیرا رہیں' جنگ سے اس وقت تک توقف کریں جب تک کہ نصیحت کانوں تک پہنچے اور حجت ان کے عاجلانہ شر اور اصرار کے مقابلے میں نازل ہو جائے۔ وہ ایک جماعت میں گھس گئے جو ان کی جماعت کے مقابل تھی اس طرح سے کہ اللہ کا حق ان پر ظاہر کر رہے تھے اور اپنے دشمن کے مقابلے میں جلدی کرتے تھے' اور ان کی خطا کا یقین رکھتے تھے' ان کا چلنا ثواب آخرت اور جزائے دنیا کے بھروسے پر تھا۔ انہیں اور ان کے ہمراہیوں کو اللہ کے دشمن اس حالت میں ملے کہ انہوں نے اپنے گھوڑے ان کی طرف چھوڑ دیئے تھے۔ ان کے سینوں کے لیے اپنے خنجر تیار کر لیے تھے۔ انہیں اس میں شک نہ تھا کہ وہ لوگ لوٹنے والے کی لوٹ ہیں' اور چھیننے والے کی غنیمت' انہوں نے ان لوگوں کو نصیحت کی ایسی سزا دی جو ان کے کانوں تک پہنچنے والی تھی جسے ان کے کانوں نے بہا دیا اور ان کی آنکھیں اس سے نابینا ہو گئیں' مقابلے میں اولیائے خلافت نے کمال دل جمعی و یقین کے ساتھ اللہ کی تصدیق کی کہ اللہ ان کے بارے میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا' ان پر گھوڑے دوڑنے لگے اور بار بار ان پر لوٹنے لگے' نیزوں سے کونچنا اور تلوار سے مارنا اور تیروں کا چلنا شروع ہو گیا۔ جب انہیں زخم لگا درد محسوس ہوا' جنگ نے انہیں اپنے دانتوں سے زخمی کر دیا' اور لڑائی کی چکی انہیں پیسنے لگی تو انہوں نے اپنی پشت پھیر لی' اللہ نے ان میں اپنا خوف ڈال دیا' ایک جماعت کثیرہ قتل ہوئی جو بذریعہ توبہ اللہ کے عذاب سے نہ بچے اور نہ بذریعہ امانت اس کی دار و گیر سے محفوظ رہے' دوسری جماعت نے مقابلہ کیا' کشتی میں سوار ہو کر ان کے لشکر کے گمراہ گروہ جو ان کے منتخب لوگوں میں سے تھے' ایک ہزار آدمی ان کی گمراہی پر مددگار بن کر باب الشماسیہ پر عبور کر آئے' محمد بن عبداللہ نے خالد بن عمران اور شاہ بن میکال آزاد غلام طاہر کو مامور کیا وہ ایسی بصیرت کے ساتھ گھس گئے جس کو کوئی کمزوری کم کرنے والی نہ تھی' اور ایسی نیت کے ساتھ جس میں کوئی خطا شامل نہ تھی ان دونوں کے ہمراہ عباس بن قارن آزاد غلام امیر المومنین بھی تھا۔

شاہ مع اپنی ہمراہ جماعت کے جب اللہ کے دشمنوں تک پہنچ گیا تو اس نے ان مقامات پر پہرے بٹھا دیئے جہاں چھپ چھپ کے داخل ہونے کا اندیشہ تھا' پھر اس نے اور اس کے ہمراہ جو نامور تجربہ کار سردار گئے تھے انہوں نے حملہ کر دیا' جنہیں نہ کوئی وعید اور دھمکی بہکا سکتی تھی' اور نہ انہیں اللہ کی جانب سے مدد اور تائید میں شک تھا۔ انہوں نے ان میں اپنی تلواریں چلا دیں جو اللہ کے

احکام ان پر جاری کر رہی تھیں یہاں تک کہ انہیں ان کی اس چھاؤنی سے ملا دیا جہاں وہ جمع ہو کر گناہ کر رہے تھے' ان کی ہر شے ہتھیار اور چوپائے اور آلات حرب سب ان سے چھین لئے' کتنے ہی مقتول تھے جن کا جسم اس کے مقتل میں چھوڑ دیا گیا تھا' اور ان کا سر ایسی جگہ منتقل کر دیا گیا تھا۔ جہاں دوسرے کے لیے عبرت تھی' کتنے ہی شخص تلوار سے غرق کی طرف پناہ لینے والے تھے' اللہ نے انہیں ان کے خوف سے پناہ دی۔ کتنے ہی اسیر گرفتار تھے' جو اولیاء اللہ اور اس کے گروہ کے مکان کی طرف ہنکائے جا رہے تھے کتنے ہی بھاگنے والے زخموں کی وجہ سے جن کی روح پرواز کر رہی تھی' ایسے تھے کہ اللہ نے ان کے قلب میں بٹھا دیا تھا' بحمد اللہ انتقامی عقوبت دونوں فریق پر واقع ہوئی جو ان میں سے جانب غربی سے آیا۔ اور جو شرقی جانب عبور کر کے ان کے پاس اعانت کو آیا' ان میں سے کسی نجات پانے والے کو نجات نہ ملی' نہ کوئی پناہ مانگنے والا توبہ کی وجہ سے پناہ پا سکا' نہ کسی رجوع کرنے والے نے اللہ کی طرف رجوع کیا' چار فرقے تھے جنہیں دوزخ نے گھیر لیا اور فوری عذاب ان پر آ گیا' یہ نصیحت وعبرت ہے اہل عقل کے لیے' سب لوگ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہو گئے۔ (اے نبی ﷺ) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔ اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اتار دیا۔ وہ سب اس میں داخل ہوں گے۔ اور وہ کس قدر برا ٹھکانہ ہے۔

اولیاء اور اس فرقے کے درمیان جو شرقی جانب تھا اس وقت تک جنگ برابر جاری رہی اور قتل ان کے سرداروں میں مجتمع رہا اور زخم بھی ان میں پھیلتے رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے وہ ہلاکت دیکھ لی جو اللہ نے ان کی جماعتوں پر نازل کی تھی' اور جو عذاب ومصیبت ان میں پہنچا دی کہ کوئی اللہ سے ان کا بچانے والا نہ تھا اور نہ اس کے اولیا سے کوئی پناہ اور رجوع کی جگہ' تو انہوں نے اس حالت میں پشت پھیر لی' شکست خوردہ اور زخمی اور مصیبت زدہ تھے۔ اللہ نے انہیں اپنے گمراہ بھائیوں اور گمراہ کرنے والے فرقوں میں عبرتیں دکھا دی تھیں' جو کچھ ان کے دلوں میں تھا سب جاتا رہا جب کہ انہوں نے اللہ کی مدد اس کے لشکر کے ساتھ اور اس کا غلبہ اس کے اولیا کے ساتھ دیکھا۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' کہ گمراہوں کو مٹانے اور میٹ دینے والا ہے جو اہل حق کے گروہ سے خارج ہیں' ایسی تعریف جو اس کی رضا تک پہنچانے والی ہے۔ اور اس کی بہتر اور زیادہ رضا مندی کی باعث ہے' اللہ رحمت کاملہ نازل کرے ابتداء میں بھی' محمد ﷺ اپنے بندے اور اپنے رسول ﷺ پر جو اس کے راستے کی طرف ہدایت کرنے والے اور اس کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے ہیں' اور اسلام کامل نازل فرمائے' سعید بن حمید نے (یہ مضمون) ۷ صفر یوم شنبہ ۲۵۱ھ کو لکھا۔

نہروان کی تاراجی:

محمد بن عبداللہ بن طاہر ۱۸ صفر یوم سہ شنبہ کو سواری پر باب الشماسیہ گیا' اور بغداد کی دیوار (شہر پناہ) کے علاوہ باب الشماسیہ سے تین دروازوں تک جتنے مکانات دکانیں اور باغ تھے' سب کے کھودنے اور کھجوریں اور درسرے درخت کاٹنے کا حکم دیا کہ وہ جانب اس شخص پر وسیع ہو جائے جو اس میں جنگ کرے' علاقہ فارس واہواز سے ستر سے زائد مال کے گدھے بغداد بھیجے گئے' جیسا کہ بیان کیا گیا۔ منکجور بن قارن الاشروسنی قائد لا رہا تھا' ترکوں اور ابواحمد نے ابن بابک کو تین سو سوار و پیادہ کی جماعت میں طرارستان روانہ کیا کہ جب وہ مال پہنچے تو اسے لے لیں' محمد بن عبداللہ نے اپنے ایک قائد یحییٰ بن حفص کو مال لانے کے لیے بھیجا' اس نے ابن بابک کے خوف سے وہ مال طرارستان سے پلٹا دیا' جب ابن بابک کو یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ مال اس سے بچ گیا تو وہ اپنے ہمراہیوں کو

لے کر نہروان گیا۔ اس کے ہمراہی لشکر نے وہاں کے باشندوں کو قتل کر کے اکثر کو نکال دیا۔ پل کی کشتیوں کو جلا دیا۔ جو بیس سے زائد تھیں اور سامرا واپس آ گیا۔

محمد بن خالد کی شکست و مراجعت:

محمد بن خالد بن یزید آیا جسے مستعین نے جزیرے کی سرحدوں کا حاکم بنا دیا تھا۔ شہر بلد میں ٹھہر کر وہ اس مال کا منتظر تھا۔ جو اس کے پاس پہنچنے والا تھا' جب ترکوں کی حالت میں اضطراب اور مستعین کا دخول بغداد میں ہو گیا۔ اس وقت سوائے رقہ کے راستے کے اسے بغداد جانا ناممکن ہو گیا۔ وہ اپنے خاص خاص لوگوں کے ہمراہ جو قریب چار سو سوار و پیادہ تھے۔ اس طرف گیا۔ وہاں سے بغداد اتر گیا۔ جہاں ۱۸ صفر یوم سہ شنبہ کو پہنچا' محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر گیا تو اس نے اسے پانچ خلعت دیئے جو ریشمی اور سنہری تار کے اون و ریشم ملے ہوئے نقشی اور سیاہ تھے۔ ایک بڑے لشکر کے ساتھ ایوب بن احمد کی جنگ کے لیے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے اسے فرات کے کنارے پا لیا' اس سے جنگ کی جو ایک قلیل جماعت میں تھا' محمد بن خالد کو شکست ہوئی یہ اپنی جائداد کی طرف سواد میں چلا گیا۔

محمد بن عبداللہ کا قتل:

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ جب محمد بن عبداللہ کو محمد بن خالد کی شکست کی خبر پہنچی تو اس نے کہا کہ عرب میں سے کوئی فلاح نہیں پا سکتا مگر یہ کہ اس کے ہمراہ نبی ہو کہ اللہ اس کے وسیلے سے اس کی مدد کر دے اسی دن باب الشماسیہ پر ترکوں کو شکست ہوئی جو اس دروازے پر گئے تھے۔ اس پر انہوں نے نہایت سخت جنگ کی یہاں تک کہ انہیں شکست دے دی جو اس درزازے پر تھے۔ اس گوپھن پر جو باب الشماسیہ کے بائیں جانب نصب تھا' مٹی کا تیل اور آگ ڈالی مگر آگ اس میں کارگر نہ ہوئی۔ جو لشکر اس دروازے پر تھا۔ وہ اس پر غالب آ گیا۔ یہاں تک کہ انکی قیام گاہ سے انہیں ہٹا دیا۔ اور اس دروازے سے انہیں نکال دیا' وہ اہل بغداد کی ایک قلیل جماعت کو قتل اور جماعت کثیر کو تیروں سے زخمی کر چکے تھے۔ اس وقت محمد بن عبداللہ نے وہ عراوات (پتھر والے آلات) ان کی طرف بھیجے جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں لدے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے نہایت سختی سے پتھر مارے' ان میں سے ایک جماعت کثیرہ کو جو قریب سو آدمی کے تھے قتل کر دیا' وہ لوگ دروازے کے کنارے ہٹ گئے' ایک مغربی نے دیار شماسیہ میں میخ گاڑ دی' اور اس سے لپٹ گیا اور چڑھ گیا۔ تو اسے دیوار کے محافظوں نے گرفتار کر لیا اور اسے قتل کر کے اس کا سر گوپھن میں رکھ کر ترکوں کے لشکر میں پھینک دیا۔ اس وقت وہ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے۔

محافظ باب الشماسیہ کا قتل:

مذکور ہے اس دن ایک شخص کو جو نیم عرب لوگوں میں سے باب الشماسیہ پر محافظ مقرر تھا ان ترکوں اور مغربیوں کی کثرت نے جو باب الشماسیہ پر اتر آئے تھے۔ اسے گھبرا دیا' وہ لوگ اپنے جھنڈوں اور ڈھولوں کے ساتھ اس دروازے کے قریب ہو گئے تھے ایک مغربی نے دیوار پر ایک میخ لگائی تو محافظ دیوار نے یہ ارادہ کیا۔ کہ وہ یا مستعین یا منصور کہہ کر چلائے مگر غلطی کی اور یا معتز یا منصور چلانے لگا۔ دوسرے محافظ دروازے نے مخالف سمجھ کر اسے قتل کر دیا' اس کا سر محمد بن عبداللہ کے گھر بھیج دیا' جس نے اس کے لٹکانے کا حکم دیا۔ اس کی ماں اور بھائی اس کا دھڑ محمل میں رکھ کر چلاتے ہوئے اور اس کا سر مانگتے ہوئے آئے مگر انہیں نہیں دیا گیا۔ اور باب

الجسر پر لٹکا رہا' یہاں تک کہ جب اور سر اتارے گئے تو وہ بھی ان کے ساتھ اتارا گیا۔

الدرغمان کا خاتمہ:

۲۳ صفر شب جمعہ کو ترکوں کی ایک جماعت باب البراؤن پہنچی' اس کا وکیل محمد بن رجا تھا یہ واقعہ اس کے علاقہ' واسط جانے سے قبل ہوا ان میں سے چھ آدمی مقتول اور چار گرفتار ہوئے' الدرغمان شجاع اور بہادر تھا۔ کسی دن ترکوں کے ساتھ باب الشماسیہ گیا تو اس پر گوپھن کا پتھر پھینکا گیا' جو اس کے سینے پر لگا اسے سامرا واپس کیا گیا' مگر وہ بصریٰ اور عکبراہ کے درمیان مر گیا۔ لاش سامرا بھیجی گئی۔ یحییٰ بن العلی قائد مغربی نے بیان کیا کہ وہ کسی دن الدرغمان کے پہلو میں تھا۔ کہ یکا یک اس پر ایک تیر آیا جو اس کی آنکھ میں لگا۔ پھر ایک پتھر لگا جس نے اس کا سر اڑا دیا' آخر مردہ لاد کے لایا گیا۔

علی بن حسن کا بیان:

علی بن حسن رامی سے مذکور ہے کہ رامیوں یعنی منجنیق چلانے والوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ کی دیوار پر جمع تھی' ایک مغربی اس دروازے کے قریب آ رہا تھا۔ نیچے کا حصہ کھول دیا تھا۔ ہوا خارج کر رہا تھا اور چلا رہا تھا۔ کہ میں نے ایک تیر نکال کر ایسا مارا کہ نیچے سے نکل کر حلق سے جا نکلا اور مر کر گر پڑا اس دروازے سے ایک جماعت نکلی جس نے اسے مصلوب کی طرح لٹکا دیا۔ بعد کو مغربی آئے اور اسے اٹھا لے گئے۔

تجار کی ابراہیم موید سے شکایت:

بیان کیا گیا ہے۔ کہ قطربل کے دن ترکوں کی شکست کے بعد بدمعاش لوگ سامرا میں جمع ہوئے اور معتز کی حکومت میں کمزوری دیکھی تو انہوں نے زیور اور تلوار والوں اور صرافوں کا بازار لوٹ لیا۔ جو سامان پایا سب لے لیا۔ تجار معتز کے بھائی ابراہیم موید کے پاس جمع ہوئے اس سے اس واقعہ کی شکایت کی اور اس امر سے آگاہ کیا۔ کہ ہمارا مال حکومت کی حفاظت میں تھا اہل حکومت ضامن تھے کہ محفوظ رہے گا' موید نے نہایت ناگوار چشم وابرو سے جواب دیا کہ تمہیں مناسب یہ تھا کہ اپنا سامان اپنے گھروں کو لے جاتے۔

معتز زین طرطوس کی آمد:

نجوبۃ بن قیس بن ابی السعدی ۲۲ صفر یوم شنبہ کو ان اعراب کو لایا جن کے لیے حصہ مقرر کیا گیا تھا۔ وہ چھ سو پیادے اور دو سو سوار تھے' اسی دن اہل طرطوس کے معتز زین میں سے دس آدمی آئے جو بلکا جور کے شاکی تھے اور گمان کرتے تھے۔ کہ معتز کی بیعت کی خبر اسے مل گئی بلکا جور فرمان پہنچنے کے دو گھنٹے بعد نکلا اور معتز کی بیعت کی دعوت دی' اور سرداروں اور سرحد والوں سے بیعت لے لی اکثر نے بیعت کر لی اور بعض ان میں سے رکے رہے۔ رکنے والوں پر مار پڑی۔ بیڑیاں پہنائی گئیں اور قید کر لئے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب اس نے زبردستی بیعت کے لئے انہیں پکڑا۔ تو وہ رکے اور بھاگ گئے وصیف نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس کو دھوکا دیا گیا ہے۔ جو شخص اس کے پاس معتز کا فرمان لایا تھا۔ وہ لیث بن بابک تھا۔ اس نے اس سے بیان کیا کہ مستعین مر گیا تو لوگوں نے معتز کو اس کا جانشین کر دیا' پھر وہ گروہ بہت جمع ہو گیا' جو بلکا جور کا شاکی تھا' کہ اس نے عمداً ایسا کیا۔ یہ بھی شکایت کرتے تھے۔ کہ وہ بنی واثق میں دیکھا گیا تھا۔

شامی سرحدوں پر بلکاجور کا تقرر:

۲۶ صفر چار شنبہ کو بلکاجور کا خط ایک شخص کے ہمراہ آیا۔ جس کا نام علی الحسین تھا۔ اور عرف ابن الصعلوک تھا۔ خط میں تھا کہ اس کے پاس ابوعبداللہ ابن المتوکل کا فرمان آیا ہے۔ کہ وہ خلیفہ بنا دیا گیا ہے اور اس کے لیے بیعت ہوگئی جب اس امر کی تصدیق میں اس کے پاس مستعین کا فرمان آیا۔ تو اس نے ان لوگوں سے بیعت کی تجدید کی جنھوں نے اسے قبول کرلیا تھا۔ وہ اس کے مطیع وفرماں بردار ہیں۔ قاصد کے لئے ایک ہزار درہم کا حکم دیا۔ جو اس نے لے لئے محمد بن علی ارمنی معروف بہ ابونصر کے شامی سرحدوں پر والی بنانے کا فرمان لکھا جا چکا تھا۔ پھر جب بلکاجور کے لئے فرمان آ گیا' تو محمد بن علی ارمنی کی ولایت کا فرمان روک لیا گیا۔

معتز کے قاصد کی گرفتاری:

اسی سنہ میں ۲۴ صفر یوم دوشنبہ کو اسمٰعیل بن فراشہ تین سو سواروں کی جماعت کے ساتھ علاقہ ہمدان سے آیا۔ اس کا لشکر پندرہ سو تھا۔ کوئی پہلے آیا' اور کوئی پیچھے' سب متفرق ہو گئے تھے۔ اپنے ہمراہ معتز کے ایک قاصد کو لایا تھا' جو اس کے پاس بیعت لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس نے اس قاصد کو قید کرلیا۔ اور ایک خچر پر بدون چار جامے کے مدینۃ السلام (بغداد) لے گیا۔ اسمٰعیل کو پانچ خلعت عنایت ہوئے۔

ایک علوی کی گرفتاری ورہائی:

ایک آدمی لایا گیا جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ وہ علوی ہے' جورے وطبرستان کے علاقے میں وہاں کے علویوں کے پاس جاتے ہوئے گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے ساتھ چوپائے اور غلام تھے۔ اسے چند مہینے دارالعامۃ میں قید رکھا گیا' پھر ضمانت لے کر رہا کر دیا گیا۔

شاکریہ اور ابناء کی معتز کی اطاعت:

اسی روز موسیٰ بن بغا کا خط پڑھا گیا۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ معتز کا فرمان آیا اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ حادثے کی خبر دی اور انہیں اپنے ہمراہ بغداد واپس چلنے کا حکم دیا۔ وہ تو نہ مانے مگر شاکریہ اور ابناء نے قبول کرلیا ترکوں اور اُن کے مددگاروں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور انہوں نے اس سے جنگ کی ان میں سے ایک جماعت قتل کی گئی اور چند قید کئے گئے۔ جو اس کے ہمراہ آ رہے تھے خط پڑھنے کے وقت ابن طاہر کے گھر میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔

بصری جنگی جہازوں کی آمد:

۲۵ رصفر کو بصرے سے دس جنگی جہاز آئے' ہر ایک میں ایک ایک اندازہ گیر' اور تین مٹی کے تیل والے ایک نان بائی اور انتالیس آور جہاز ران تھے' ایک ایک میں کشتیاں اس جزیرے کی طرف لائی گئیں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل تھا' پھر اسی شب شماسیہ کی طرف کھینچی گئیں جو لوگ ان میں سوار تھے انہوں نے ترکوں پر آگ برسائی پھر اپنی شماسیہ کی چھاؤنی سے پل والے ابوجعفر کے باغ کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا لشکر کے روبرو ایسے موضع میں اٹھ گئے جہاں آتش بازی سے ضرر نہ پہنچ سکے۔

۲۹ صفر کو ترک اور مغربی شرقی جانب سے بغداد کے دروازوں پر گئے دروازے ان کے روبرو بند کر دیئے گئے اور انہیں تیروں اور منجنیقوں سے مارا گیا۔ فریقین کے لوگ مقتول ہوئے ایک بڑی جماعت مجروح ہوئی' عصر تک اسی طرح کرتے رہے۔

سلیمان بن عبداللہ کی ساریہ میں آمد:

اسی سال سلیمان بن عبداللہ جرجان سے طبرستان کی واپسی کے لئے روانہ ہوا' آمل سے اس طرح روانہ ہوا کہ ایک جماعت

کثیر اور گھوڑے اور ہتھیار کے ساتھ نکلا۔ حسن بن زید کنارے ہٹ کر دیلم چلے گئے اس نے اپنے بھائی اور طاہر کے بیٹے السلطان کو اپنے طبرستان جانے کو لکھا' یہ خط بغداد میں پڑھ لیا گیا' مستعین نے بغا صغیر آزاد غلام امیر المومنین کو اس کی ایک نقل محمد بن طاہر کے ہاتھ پر فتح طبرستان اور حسن بن زید کی شکست کے متعلق لکھی کہ سلیمان بن عبداللہ ساریہ میں سلامت حال کے ساتھ داخل ہو گیا۔ قارن بن شہریار آزاد کردہ غلام امیر المومنین کے دونوں بیٹے جو رستم و مازیار کہلاتے ہیں' کم وبیش پانچ سو آدمیوں کے ساتھ اس فتح میں اس کے پاس آئے اہل آمل کی حاضری وفادارانہ تھی جو اپنی وفاداری کو ظاہر اور اپنی جگہ سے منتقل کئے جانے کی درخواست کرتے تھے' ان کے پاس اتنی جماعت بھیج دی' جس نے ان کے سکون ووثوق میں ترقی کی لشکر اس کے سامنے کے دیہات اور راستوں پر گشت کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ قتل کرنے اور اسباب چھیننے کی ہر ایک کو پہلے ہی ممانعت کر دی' جو اس سے تجاوز کرے وہ سزا کا مستوجب ٹھیرا' اسد بن جندان کا خط علی بن عبداللہ طالبی مسمی مرتعش کی مع اس کے ہمراہیوں کے جو دو ہزار سے زائد تھے اور مع اجیل کے دو رئیسوں کے جو بڑی جماعت کے ساتھ تھے۔ ہزیمت کے متعلق اسے اس وقت ملا جس وقت انہیں حسن بن زید کی شکست اور اس کے وفاداروں کو اس علاقے میں داخل کرنے کی خبر ملی تھی' شہر آمل میں بڑے اچھے طریقے اور نمایاں عزت وسلامت کے ساتھ داخل ہوا' فتنے کے اسباب اس سے جدا ہو گئے۔

علاء بن احمد کا ایک قلعہ پر قبضہ:

اسی سال ۲۵ محرم کو علاء بن احمد کا خط آیا جو خراج واجائداد پر آرمینیہ میں بغا شرابی کا عامل تھا جس میں اس علاقے کے دو آدمیوں کے حملے کی خبر تھی جن کا اس نے نام بھی لکھا تھا' ان دونوں کے ساتھ اپنے قتال کا ذکر کیا تھا کہ دونوں نے ایک قلعے میں پناہ لے لی تو اس نے اس قلعے پر گوپھن لگا دیئے۔ یہاں تک کہ قلعے کو ہلا دیا' دونوں قلعے سے بھاگنے کے لیے نکل گئے ان کا حال پوشیدہ رہا' اور وہ قلعہ قبضے میں آ گیا۔

اسی سال ۱۹ محرم کو ایک مورخ کا خط آیا جس میں اہل اردبیل کی شکست کا اور ان کے نام طالبی کے ایک خط کا ذکر تھا' طالبی نے ان کے شہر کے چودہ دروازوں پر چودہ لشکر بھیجے کہ ان کا محاصرہ کر لیں۔

عیسیٰ بن الشیخ اور موفق خارجی کی جنگ:

اسی سال ایک مخبر کا خط اس جنگ کے بارے میں آیا۔ جو عیسیٰ بن الشیخ اور الموفق خارجی کے درمیان ہوئی' عیسیٰ کے موفق کو قید کر لینے' مستعین سے ضروری ہتھیار روانہ کرنے کی درخواست کی تھی کہ شہر میں ایسا ذخیرہ فراہم ہو جائے جس سے لشکر کو جنگ پر قوت حاصل ہو' حاکم کنارہ نہر کو ایسی چار کشتیاں مع ان کے سامان کے بھیجنے کو لکھ دے کہ وہ سامان ان کشتیوں کے مقابلے کا ہو۔

محمد بن جعفر کی گرفتاری:

اسی سال محمد بن طاہر کا عریضہ اس طالبی کے بارے میں آیا جو رے اور اس کے قرب وجوار میں نکلا تھا۔ جو لشکر اس کے لیے تیار کئے گئے۔ جو فوج اس کی طرف بھیجی گئی محمد بن طاہر کے محمد یہ جانے کے وقت حسن بن زید کا بھاگ جانا ابن طاہر کے لشکر کا محمد یہ کا احاطہ کر لینا' محمد یہ میں ابن طاہر کے داخل ہونے کے وقت راستوں اور کوچوں پر پہرہ مقرر کرنا' حسن بن زید کے آدمیوں کا پھیل جانا یہ سب واقعات مذکور تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن طاہر کو محمد بن جعفر کی گرفتاری میں بغیر کسی ذمہ داری کے کامیابی دی۔ جو شخص محمد بن جعفر کی گرفتاری کے بعد علویوں میں سے رے میں دوبارہ آیا۔ وہ احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ادریس بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

تھے یہ وہی ہیں جو حجاج کی روانگی مکہ کے وقت نکلے تھے' وہ جو طبرستان میں ہیں' وہ الحسن بن زید ابن محمد بن اسمٰعیل بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں' (رحمۃ اللہ علیہم ورضوانہ) اسی سال موسیٰ بن عبداللہ الحسینی کے بھانجے یوسف بن اسمٰعیل علوی نے خروج کیا۔

عیاروں میں اسلحہ کی تقسیم:

اسی سال ربیع الاول میں محمد بن عبداللہ نے یہ حکم دیا کہ بغداد کے عیاروں کے لیے کافر کوب (ہتھیار) بنائے جائیں اس میں آہنی میخیں لگائی جائیں مظفر بن سیسل کے گھر میں یہ کام ہو' وہ لوگ جنگ میں بغیر ہتھیار آ جاتے تھے۔ دشمن کو اینٹ سے مارا کرتے تھے' منادی کو حکم دیا تو اس نے ندا دی کہ جو شخص ہتھیار لینا چاہے' وہ دار المظفر میں حاضر ہو' ہر طرف کے عیار وہاں پہنچ گئے' وہ ہتھیار ان میں تقسیم کر دیئے گئے اور ان کے نام لکھوا دیئے گئے' ان پر ایک شخص کو رئیس بنایا گیا' جس کا نام نیتویہ اور کنیت ابو جعفر تھی' کچھ اور لوگ بھی تھے جن میں ایک کو دونل' دوسرے کو دمحال' تیسرے کو ابو نملہ اور چوتھے کو ابو عصارہ کہا جاتا تھا' ان میں سے سوائے نیتویہ کے اور کوئی ثابت قدم نہیں رہا' نیتویہ برابر جانب غربی کے عیاروں پر سردار رہا یہاں تک کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا' جب عیاروں کو کافر کوب دے دیئے گئے تو وہ بغداد کے دروازوں پر پھیل گئے ترکوں اور ان کے پیروی کرنے والوں میں سے قریب پچاس آدمیوں کو اسی روز قتل کر ڈالا' خود ان کے دس آدمی قتل ہوئے ان میں سے پانچ سو تیر انداز نکالے گئے انہوں نے ترکوں سے دو جھنڈے اور دو سیڑھیاں لے لیں۔

ابن قیس کی ترکوں سے جھڑپ:

اسی سال نجوبیۃ بن قیس کی علاقہ بزوغی میں ترکوں کی ایک جماعت سے جنگ ہوئی' اس نے اور محمد بن ابی عون وغیرہ نے ان کا مقابلہ کیا ترکوں میں سے انہوں نے سات گرفتار اور تین قتل کئے' بعض ان میں سے اپنی جان لے کر بھاگے' پھر بعض ڈوب گئے' اور بعض بچ گئے۔

احمد بن صالح کا بیان:

احمد بن صالح بن شیرزاد سے مذکور ہے کہ اس نے قیدیوں میں سے ایک شخص سے اس جماعت کی تعداد دریافت کی جس کا نجوبیۃ نے مقابلہ کیا تھا' اس نے کہا کہ ہم لوگ چالیس آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے نجوبیۃ اور اس کے ہمراہیوں سے صبح کے وقت مقابلہ کیا' ہمارے تین آدمی مارے گئے تین غرق ہوئے' آٹھ قید ہو گئے' اور باقی چھپ گئے عامل اوانا ہارون بن شعیب کا بھائی تھا۔ واقعہ اوانا چار شنبہ کو ہوا' اور نجوبیۃ اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ کے لشکر نے اسلحہ سے آراستہ ہو کر قطربل میں قیام کیا۔

نیتویہ کا ترکوں پر حملہ:

جیسا کہ مذکور ہے' نیتویہ اور اس کے ساتھ والے عیار انہیں ایام میں کسی دن باب قطربل سے نکلے' ترکوں کو گالیاں دیتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ قطربل سے بڑھ گئے ان کے مقابلے کے لئے ترکوں میں سے جسے کشتی میں سوار ہونا تھا۔ وہ تیر چلاتا ہوا' ان میں سے ایک آدمی کو قتل اور دس کو زخمی کر دیا' عیار ایک دم سے انہیں پتھر مارنے لگے' سب کو زخمی کر دیا وہ لوگ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے نیتویہ کو ابن طاہر کے گھر میں بلا کر حکم دیا گیا کہ وہ سوائے یوم جنگ کے' اور کسی دن حملہ نہ کرے' اسے کنگن پہنایا گیا۔ اور اس کے لئے پانچ سو درہم کا حکم دیا گیا۔

مزاحم بن خاقان کی بغداد میں آمد:

۱۴ ربیع الاول کو علاقہ الرقہ سے مزاحم بن خاقان آیا' اس نے سرداروں اور بنی ہاشم اور دفتری حکام کو اپنی ملاقات کا حکم دیا۔

وہ خراسانی اور ترک اور مغربی جو اس کے ماتحت تھے سب اس کے ہمراہ آئے' قریب ایک ہزار آدمی کے تھے' ہمراہ ہر قسم کے آلات حرب تھے۔ مزاحم بن خاقان اس طرح بغداد میں داخل ہوا کہ دست راست پر وصیف' دست چپ پر بغا عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر بغا کی بائیں جانب اور ابراہیم بن اسحاق ان کے پیچھے تھا۔ اس نمایاں تمکنت و وقار کے ساتھ جب وہ پہنچا' تو اسے سات خلعت دیئے گئے' ایک تلوار اس کے گلے میں ڈالی گئی' اس کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ خلعت دیئے گئے' حکم دیا گیا کہ اس کے لئے تین ہزار آدمی پیادہ و سوار مقرر کئے جائیں۔

محمد بن عبداللہ کا حملہ و مراجعت:

معتز نے موسیٰ بن اشناس اور اس کے ہمراہ حاتم بن داؤد بن بیجور کو مع تین ہزار پیادہ و سوار کے روانہ کیا اس نے غربی جانب باب قطربل پر کیم ربیع الاول کو ابو احمد کے لشکر کے مقابل لشکر جمع کر دیا' ایک شخص عیاروں میں سے جو دیکویہ مشہور تھا' ایک دوسرے گدھے پر نکلا' ان کے ساتھ ڈھالیں اور ہتھیار تھے۔ دوسرا شخص نکلا جس کی کنیت ابو جعفر تھی اور مخرمی مشہور تھا پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ جن کے ساتھ کھلے ہوئے ہتھیار اور ڈھالیں تھیں' تلواریں اور چھریاں ان کے ٹپکوں میں تھیں ہاتھ میں کافر کوب لئے تھے۔ سامرا سے آنے والا لشکر بغداد کی غربی جانب کے قریب ہو گیا' محمد ابن عبداللہ کے ہمراہ چودہ سردار تھے۔ ان کی فوج سوار ہو کر نکلی تماشائیوں میں سے مخلوق کثیر نکل آئی' ابو احمد کے لشکر کے مقابل پہنچے' پانی میں ان لوگوں کے درمیان ایک جماعت حائل تھی۔ جو ابو احمد کے لشکر میں سے قتل ہوئی تھی' یہ پچاس آدمی تھے عرب آگے بڑھے' یہاں تک کہ ڈیڑھ میل لشکر سے آگے بڑھ گئے' ابو احمد کے لشکر کے کشتی والے کشتی میں سوار ہو کر ان کی طرف آئے' دونوں کے درمیان جنگ ہونے لگی' عربوں نے چند کشتی والے گرفتار کر لئے جن میں جنگ کرنے والے اور ملاح تھے۔ ان سے تاوان لیا گیا۔

محمد بن ابی عون کے خلاف احتجاج:

محمد بن عبداللہ واپس آ گیا۔ ابن ابی عون کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو واپس کر دے' ابن ابی عون تماشائیوں اور عوام کی طرف متوجہ ہوا' جنہیں وہ واپس کرنا چاہتا تھا۔ انہیں سخت سست کہا' گالیاں دیں' انہوں نے بھی اسے گالیاں دیں۔ اس نے ان میں سے ایک آدمی کو مارا جو مر گیا' انہوں نے اس پر حملہ کر دیا' مگر وہ ان کے ہاتھوں سے بچ گیا۔ بغداد کے چار کشتی والے پیچھے رہ گئے تھے' جب ابن عون عوام سے شکست کھا کر واپس ہو رہا تھا تو ابو احمد کے لشکر والوں نے کشتی والوں کو دیکھ لیا' انہوں نے ان کی تلاش میں کشتی والے روانہ کئے انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا' ایک کشتی کو جلا دیا' جس میں اہل بغداد کا عرادہ (پھر پھینکنے والا آلہ) تھا' عوام فوراً ابن ابی عون کے گھر گئے کہ اسے لوٹ لیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابن ابی عون ترکوں سے مل گیا ہے' ان کی مدد کی ہے اور اپنے آدمیوں کو شکست دے دی ہے اس کے منحرف ہو جانے کے بارے میں محمد بن عبداللہ سے گفتگو کی اور غل مچایا۔ محمد عبداللہ نے مظفر بن سیسل کو اس کے ماتحتوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ کہ وہ عوام کو واپس کر دے' انہیں ابن ابی عون کے سامان میں کچھ لینے سے روکے اور اعلان کر دے کہ اس کو معزول کر کے یہ خدمت اپنے بھائی عبید اللہ بن عبداللہ کے سپرد کر دی ہے۔ مظفر گیا اور لوگوں کو محمد بن ابی عون کے گھر سے واپس کیا۔

ابو السنا کی ترکوں سے جنگ:

۱۹ ربیع الاول یوم پنج شنبہ کو سامرا سے بغداد آنے والا ترکی لشکر عکبراء پہنچا ابن طاہر نے اپنے سرداروں میں سے بندار طبری

اور اپنے بھائی عبید اللہ اور ابوالسنا اور مزاحم بن خاقان اور اسد بن داؤد سیاہ اور خالد بن عمران وغیرہ کو باہر روانہ کیا' وہ روانہ ہو کر قطربل پہنچے' اس میں ترکوں کی پوشیدہ جماعت تھی' جوان پر ٹوٹ پڑے اور ان کے درمیان جنگ جاری ہو گئی' ترکوں نے انہیں اتنا دھکیلا کہ وہ دونوں دیواروں تک پہنچ گئے جو قطربل کے راستے میں تھیں ابوالسنا اور اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی ان دونوں میں سے ہر ایک نے چند ترکوں اور مغربیوں کو قتل کیا' ابوالسنا یونہی لوٹا' اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے اس نے ایک ترک سردار کو جس کا نام سور تھا قتل کر کے اس کا سر اٹھا لیا۔ فوراً ابن طاہر کے مکان پر آیا اور اسے لوگوں کی شکست کی خبر دے کر مدد مانگی ابن طاہر نے مدد کا حکم دیا' ابوالسنا کے گلے میں زیور پہنایا گیا۔ ہر طوق کا وزن تیس دینار تھا اور ہر کنگن ساڑھے سات مثقال کا (ایک مثقال ۴/۱/۲ ماشہ) ابوالسنا ان لوگوں کی طرف مع اس امدادی فوج کے جو تمام دروازوں سے نکالی گئی تھی واپس ہوا۔

اسد بن داؤد کی ثابت قدمی:

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے ابوالسنا کو اپنا مقام چھوڑنے اور سر کو خود لانے پر ڈانٹا کہ تو نے لوگوں کے ساتھ برائی کی' خدا تیرے ساتھ برائی کرے' یہ سر دیکھ اور اسے لانا دیکھ' محمد بن عبدوس (ابواسنا) واپس چلا گیا' لوگوں سے جدا ہو جانے کے بعد اہل بغداد کی ایک جماعت نے اس کی جگہ جمع ہو کر ترکوں سے اس کے جسم کو بچا لیا اور اسے ایک کشتی میں بغداد اٹھا لے گئے' ترک باب قطربل پہنچ گئے' لوگ ان کے مقابلے میں نکلے انہوں نے ان کو نہایت سختی سے دروازے سے دھکیل دیا اور ان کا تعاقب کر کے ایک کنارے کر دیا' ابن طاہر کے مکان پر چند سر آئے۔ جوان لوگوں کے تھے کہ اس دن ترکوں اور مغربیوں میں سے قتل کئے گئے تھے۔ حسب الحکم باب الشماسیہ پر لٹکا دیئے گئے۔ ترک اور مغربی اہل بغداد پر قطربل کی طرف سے پلٹ پڑے بغدادیوں میں سے بھی ایک مخلوق کثیر قتل ہوئی اور ترکوں میں سے بھی ایک مجمع عظیم مقتول ہوا۔ بندار اور اس کے ہمراہی رات تک ان سے قتال کرتے رہے' بندار جس وقت لوگوں کو واپس لایا۔ دروازے بند ہو چکے تھے۔ ابن طاہر کے حکم سے مظفر بن سیسل اور رشید بن کاؤس جن کے ہم رکاب ایک اور سردار بھی تھا۔ پانچ سو سواروں کو لے کر باب قطربل سے ابن اشناس کے لشکر کے علاقے کی طرف گئے ان کو انہوں نے امن سکون کی حالت میں پایا۔ ان میں سے قریب تین سو کے قتل اور ایک جماعت کو قید کر کے واپس آ گئے۔ مذکور ہے کہ اسی دن ترک اور مغربی باب القطعیہ پہنچے' اس حمام کے قریب نقب لگائی جو باب القطعیہ سے منسوب تھا۔ جو شخص سب سے پہلے نقب سے نکلا وہ قتل کر دیا گیا' آج کے دن زیادہ ترک اور مغربی مقتول اور بغدادی مجروح ہوئے۔

ایک نابالغ لڑکے کی قادراندازی:

ایک جماعت سے میں نے سنا کہ اس جنگ میں ایک نابالغ لڑکا نکلا جس کے پاس ایک جھولی میں پتھر بھرے تھے' ایک ہاتھ میں گوپھن تھا۔ جس سے وہ پتھر پھینکتا تھا' قادراندازی کا یہ عالم تھا کہ اس کا نشانہ ترکوں اور ان کے گھوڑوں کے منہ سے کبھی خطا نہ کرتا' چار ترک جنگ کرنے والے سوار اسے پتھر مار رہے تھے۔ مگر سب نشانے سے خطا کر رہے تھے وہ انہیں پتھر مار رہا تھا اور مطلق خطا نہیں کرتا تھا۔ گھوڑوں نے انہیں گرا دیا تھا۔

ایک نوجوان کی شجاعت:

ایک لڑکے کی جوانمردی ترکوں نے دیکھی تو جا کر اپنے ہمراہ چار مغربی پیادے لائے جن کے ہاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں

تھیں سب کے سب مل کر اس لڑکے پر حملہ کرنے لگے۔ دو آدمی اس کے قریب آ گئے اس نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا' وہ دونوں بھی اس کے پیچھے گھس گئے مگر اسے نہ پایا۔ شرقی جانب تیر کے وہ نکل گیا۔ نکل کر اپنے حملہ آوروں کو للکارہ' اللہ اکبر کا نعرہ لگایا لوگوں نے بھی تکبیر کہی' آخر غائب و خاسر واپس گئے' اس کے قریب تک نہ پہنچ سکے۔

عبیداللہ بن عبداللہ کی ہدایت:

بیان کیا گیا ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے اسی دن پانچ سرداروں کو بلا کر ہر ایک کو ایک طرف مقرر کیا۔ لوگ جنگ کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس نے دروازے کی طرف پلٹ کر عبداللہ بن جہم سے کہا جو باب قطربل کی حفاظت پر مقرر تھا کہ خبردار جوان میں سے کسی کو تو نے شکست کھانے کے بعد اندر آنے دیا' معرکہ جنگ گرم ہوا' زور و شور کا رن پڑا۔ پراگندہ مزاجوں میں انتشار پھیلا آخر کو شکست ہو گئی۔

اسد بن داؤد کا قتل:

اسد بن داؤد ثابت قدم رہا' یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ اپنے ہاتھ سے اس نے تین آدمی مارے تھے۔ دور سے ایک تیر آیا جو اس کے گلے میں لگا۔ اس نے پشت پھیر لی کہ دوسرا تیر آیا جو گھوڑے کی سرینوں میں لگا' گھوڑا الف ہو گیا۔ اور ابن داؤد کو گرا دیا۔ اس کے ہمراہ کوئی نہ ٹھیرا ایک بیٹا رہ گیا مگر وہ بھی زخمی ہو گیا تھا۔ شکست کھا کر بھاگنے والوں پر دروازے کی بندش دشمنوں کے حملے سے بھی زیادہ سخت نکلی۔

قیدیوں کی سامرا میں آمد:

بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد میں سے ستر قیدی بھیجے گئے اور تین سو سر تھے قیدی جب سامرا کے قریب پہنچے تو اس شخص کو جوان کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا۔ یہ حکم دیا گیا کہ قیدیوں کو بغیر منہ ڈھانکے سامرا میں نہ لائے' اہل سامرا نے جب انہیں دیکھا تو بہت فریاد وزاری کی' ان کی اور ان کی عورتوں کی آوازیں نالہ وفریاد کے ساتھ بلند ہوئیں۔ یہ خبر معتز کو پہنچی اس نے ناپسند کیا۔ کہ اپنے ہم نشینوں کے دل ناراض کر دے اس لئے ہر قیدی کے لئے دو دینار کا حکم دیا قتال کا انتقام ترک کر دیا۔ سروں کے متعلق حکم دیا۔ سب دفن کر دیئے گئے۔

ابن محمد بن نصر کا قتل:

قیدیوں میں محمد بن نصر بن حمزہ کا ایک بیٹا بھی تھا' اور ام حبیب کی باندی کا ایک بھائی بھی' پانچ آدمی معزز ین بغداد میں سے جو تماشائیوں کی جماعت میں سے تھے ابن محمد بن نصر اپنے باپ کی جگہ قتل کر دیا گیا۔ اور باب الشماسیہ کے سامنے لٹکا دیا۔

ابوالساج کی آمد:

۲۶ ربیع الاول یوم پنج شنبہ کو ابوالساج مکے کے راستے سے قریب سات سو سواروں کی جماعت میں آیا' اس کے ہمراہ اٹھارہ محمل تھے جن میں چھتیس بدوی بجرم خیانت قید تھے بغداد میں اچھی صورت اور کھلے ہتھیاروں کے ساتھ داخل ہوئے' دارالخلافت گیا تو اسے پانچ خلعت دیئے گئے تلوار گلے میں حمائل کی گئی ہمراہیوں کے ساتھ اپنے مکان واپس آیا' اس کے ہمراہیوں میں سے چار شخصوں کو خلعت دیئے گئے تھے۔

معتز کا محمد بن عبداللہ کے نام فرمان:

آخر ربیع الاول یوم دوشنبہ کو بیان کیا گیا ہے کہ ترکوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ پہنچی' ان کے ہمراہ معتز کا ایک فرمان محمد بن عبداللہ کے نام سے تھا۔ انہوں نے اس کے پاس پہنچانے کو کہا تو حسین بن اسمٰعیل نے پہلے تو انکار کیا' پھر مشورے کے بعد مان لیا۔ جمعہ کو تین سوار پہنچے' حسین بن اسمٰعیل نے ایک آدمی ساتھ کر دیا۔ جس کے پاس ڈھال تلوار تھی۔ فرمان ملفوف تھا۔ اس نے لے لیا جو لفافے میں تھا اور محمد کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اس میں محمد کو اس قدیم عہد و پیمان کی حفاظت اور احترام کی نصیحت تھی۔ جو اس کے اور معتز کے درمیان ہوا تھا' اسے سب سے پہلا شخص ہونا چاہیے تھا۔ جس نے اس کے معاملے اور اس کی خلافت میں کوشش کی۔

حبشون بن بغا کی بغداد میں آمد:

۵ ربیع الآخر یوم شنبہ کو حبشون بن بغا الکبیر بغداد پہنچا' اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب توصرہ آزاد کردہ الہادی مع اس لشکر شاکریہ کے تھا' جو موسیٰ بن بغا کے ماتحت تھا' تیرہ سو کے قریب شاکری جو رقہ میں مقیم تھے۔ وہ بھی شامل ہو گئے تھے۔ اسے پانچ خلعت اور یوسف کو چار خلعت دیئے گئے قریب بیس سرداران شاکری اپنے مکانات واپس گئے۔

ایک شخص بغداد میں آیا۔ بیان کیا کہ ان ترکوں اور مغربیوں اور ان کے چیلوں کی تعداد جو ابواحمد کے ہمراہ شرقی جانب میں سات ہزار ہے جن پر الدرغمان الفرغانی ابواحمد کا نائب افسر ہے' سامرا میں ترک قائدوں میں سے یا مغربی قائدوں میں سے کوئی نہیں صرف چھ آدمی ہیں جو دروازہ ہوں کی حفاظت پر مقرر کیے گئے ہیں۔

معتز کی فوج اور ابن طاہر کی فوج میں شدید جنگ:

فریقین کے درمیان ۷ ماہ ربیع الآخر چار شنبہ کو ایک جنگ ہوئی' بیان کیا گیا ہے کہ معتز کے آدمیوں میں سے مع ان کے جو غرق ہوئے چار سو قتل ہوئے ابن طاہر کے متصولین مع ان کے جو غرق ہوئے تین سو تھے جن میں سوائے لشکری کے کوئی نہ تھا یہ اس وجہ سے ہوا کہ اس روز عیاروں میں سے کوئی نہیں نکلا الحسن علی الخسری قتل کیا گیا' دونوں فریقوں پر یہ دن بڑا سخت گذرا۔

بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰ بن خاقان نے اسی جنگ میں موسیٰ بن اشناس کو ایک تیر مارا' جو اس کے لگا۔ وہ مجروح ہو کر واپس گیا' ابواحمد کے لشکر سے تقریباً بیس ترک و مغربی سردار گم ہو گئے۔

۱۶ ربیع الآخر پنج شنبہ کا دن ہوا تو ابوالساج کو خلعت دیئے گئے۔ ابن فراشہ کو چار خلعت' اور یحییٰ بن حفص جیوس کو تین خلعت' ابوالساج نے سوق الثلثا (بازار سہ شنبہ) میں لشکر جمع کیا' لشکر کو شاہی خچر دیئے جن پر پیادے سوار کیے جا رہے تھے۔

ابوالساج کی ابن طاہر سے درخواست:

مزاحم بن خاقان باب حرب سے باب السلامت کی طرف بدل دیا گیا۔ مزاحم کی جگہ خالد بن عمران طائی موصلی چلا گیا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابوالساج کو جب ابن طاہر نے آنے کا حکم دیا تو اس نے جواب دیا۔ کہ یا امیر' ایک مشورہ ہے' جسے میں پیش کرنا چاہتا ہوں' اس نے کہا اے ابوجعفر بیان کر' تو معتبر ہے' عرض کی' اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اس قوم سے اپنا حق طلب کرے تو رائے یہ ہے کہ اپنے سرداروں کو علیحدہ نہ کر متفرق نہ کر' انہیں جمع رکھ یہاں تک کہ وہ لشکر جو تیرے مقابلے میں مقیم ہے پارہ پارہ ہو جائے کیونکہ جب تو ان لوگوں سے فارغ و بےفکر ہو جائے گا تو سامنے والوں پر تجھے کون قادر کرے گا۔ اس نے کہا کہ میرے لیے ایک تدبیر ہے' اللہ کافی

ہے۔ انشاء اللہ ابوالساج نے کہا کہ میں سنتا ہوں اور مانتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے کار خدمت پر چلا گیا۔

اہل بغداد کے متعلق معتز کے اشعار:

مذکور ہے کہ معتز نے ابواحمد کو (ایک قصیدہ لکھا) جس میں اہل بغداد کے قتال میں قصور کرنے پر ملامت تھی:

''اموات کے لئے ہم پر ایک راستہ ہے۔ زمانے کے لیے اس میں تنگی بھی ہے اور وسعت بھی۔ ہمارے دن لوگوں کے لئے عبرتیں ہیں۔ انہی میں سے صبح کا آنا ہے اور انہی میں سے شام کا آنا۔ انہی میں ایسے دن ہیں جو بچے کو بوڑھا کرتے ہیں۔ اور انہی میں دوست کی مدد ترک کر دیتا ہے۔ چوڑی دیوار ہے جس کے لئے اس قدر بلند پشتہ ہے۔ جو آنکھوں کو عاجز کر دیتا ہے۔ اور گہرا دریا ہے۔ قتال مہلک ہے اور تلوار جو (قتل کے لئے) تیار ہے۔ خوف شدید ہے اور قابل وثوق قلعہ ہے۔ صبح کے پکارنے والے (مؤذن) آواز دراز ہے' کہ ہتھیار ہتھیار مگر کوئی بیدار نہیں ہوتا۔ یہ مقتول ہے اور یہ مجروح ہے۔ یہ آتش زدہ ہے' اور یہ غریق۔ کہیں غضب ہے اور کہیں لوٹ ہے۔ مکانات ویران ہیں' جو کبھی آباد تھے۔ یہ مقتول ہے' اور یہ پچھاڑا ہوا۔ اور ایک دوسرا ہے' جسے منجنیق نے توڑ دیا ہے۔ جب ہم کسی کوچے کی طرف اٹھتے ہیں۔ تو اپنے راستے کو بند پاتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اس چیز تک پہنچیں گے جس کی ہم امید کرتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اسے دفع کر دیں گے' جس کی ہمیں طاقت نہیں''۔

محمد بن عبداللہ کا جواب:

محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل جواب دیا' یا اس کی جانب سے کہہ دیا گیا:

''خبردار جو شخص اپنے حال سے کج ہو گیا۔ اور اسے ہدایت سے ہٹا کر دوسرے راستے پر لے گیا۔ تو اسے وہی حالت پیش آئے گی جو تو نے بیان کی خاص کر جو بیعت کو توڑنے والا ہے۔ یہ اس قسم کے لوگوں کے لئے امر قدیم ہے۔ حالانکہ اس کی مضبوطی کے بارے میں پختہ وعدے کر چکا ہو۔ ایسے شخص پر راہ ہدایت بند کر دی جائے گی۔ اور ایسے حالات میں ڈال دیا جائے گا' جنہیں برداشت نہ کر سکے گا۔ اپنی مراد کو نہیں پہنچے گا۔ جو شخص اپنی کجی و گمراہی سے باز نہ آئے گا۔ اس کے متعلق ہمارے پاس ایک مشہور حدیث آئی ہے۔ جو ہم یکے بعد دیگر روایت کرتے چلے آئے ہیں یہ کتاب (قرآن مجید) ہمارے لئے شاہد ہے۔ نبی صادق جس کی تصدیق کرتے ہیں''۔

لیکن پہلے اشعار علی بن امیہ نے امین مخلوع اور مامون کے فتنے میں پڑے تھے۔ جواب کا کہنے والا معلوم نہیں۔

الحسن بن علی کی کارگزاری:

اسی سال ربیع الآخر میں مذکور ہے کہ دو سو سوار و پیادہ معتز کی جانب سے علاقہ البندنیجین روانہ ہوئے ان کا رئیس ایک ترک تھا جو ابلج کہا جاتا تھا۔ انہوں نے الحسن بن علی کا گھر لوٹ لیا۔ اس کا گاؤں بھی لوٹا' قریب کے گاؤں میں چلے گئے۔ وہاں کھایا پیا' جب وہ لوگ مطمئن ہو گئے۔ تو الحسن بن علی نے شور مچا کر اپنے ننھیال کے کردوں کو اور قریب کے دیہات کی ایک جماعت کو بلایا وہا گئے وہ غافل بیٹھے تھے الحسن نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا۔ سترہ آدمیوں کو قید کر لیا' ابلج قتل کر دیا گیا' جو ان میں سے بچ گیا وہ رات کے وقت بھاگ گیا۔ الحسن بن علی نے قیدی اور ابلج اور اس کے ساتھ والے مقتولین کے سر بغداد بھیج دیئے الحسن

بن علی ایک بوڑھا شخص تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ یحییٰ بن حفص کی نیابت پر مامور تھا۔ اس کی ماں کردیہ تھی۔

ابوالساج ابن فراشہ کی روانگی مدائن:

مذکور ہے کہ ابوالساج اور اسمٰعیل بن فراشہ اور یحییٰ بن حفص کو جب مدائن کی طرف جانے کے لئے خلعت پہنایا گیا۔ تو ان لوگوں نے سوق الثلثاء بازار سہ شنبہ میں لشکر جمع کیا۔ ۲۰ ربیع الاول یوم یکشنبہ کو لشکر کے پیادے خچروں پر سوار ہو کر مدائن کی طرف روانہ ہو گئے پھر الصیاوہ گئے اور مدائن کی وہ خندق کھودنا شروع میں جو خندق کسریٰ تھی طلب امداد کے لئے لکھا' تو پانچ سو پیادے روانہ کئے گئے' شروع میں اس لشکر کی روانگی تین ہزار پیادہ وسوار جماعت کے ساتھ دو ہزار پیادے ہو گئے' اس کے بعد دو سو پرانے شاکری بھی مدد میں بھیجے گئے جو کشتیوں میں سوار ہو کر ۴ جمادی الآخر کو وہاں اترے۔

انبار پر قبضہ:

جو کچھ ہوا اس میں سے یہ بھی ہے کہ محمد بن عبداللہ نے نجوبتہ بن قیس کو اعراب کے ہمراہ انبار بھیج کر وہاں ٹھہرے اور قریب کے اعراب بھرتی کر لیے' پھر انبار میں ٹھہر کر اس پر قبضہ کر لیا۔

خبر ملی کہ ترکوں کی ایک جماعت نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ تو اس نے دریائے فرات کا پانی انبار کی خندق میں کاٹ لیا پانی کی زیادتی سے خندق بھر گئی اور متصل کے جنگلوں میں بہ نکلا۔

السالحین تک پانی پہنچ گیا۔ الانبار کے متصل کا علاقہ ایک سیلاب گاہ بن گیا۔ پل منقطع ہو گئے' امداد کے لئے لکھا تو رشید بن کاؤس برادر افشین سے اس کے پاس جانے کی خواہش کی گئی۔ پانچ سو سوار پانچ سو پیادہ جملہ ہزار آدمی اس کے ہمراہی تھے۔ وہ سب اس کے ہمرہ کئے گئے۔ روانہ ہو کر عبدویہ کے محل میں لشکر جمع کیا اس طاہر نے اس کی ان تین سو مطلبین سے مدد کی جو سرحدوں سے آئے تھے اور منتخب کر لئے گئے تھے۔ عطا انہیں دے دی گئی تھی وہ لوگ اس کے یہاں سہ شنبہ کو داخل ہوئے' رشید ختم ربیع الآخر یوم دوشنبہ کو تقریباً پندرہ سو آدمی کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔

ابونصر بن بغا کی کارگذاری:

المعتز نے ابونصر بن بغا کو سہ شنبہ کو سامرا سے راہ الاسحاق روانہ کیا۔ وہ ایک شبانہ روز چل کر صبح کے وقت ٹھیک اس وقت الانبار پہنچا' جب کہ رشید بن کاؤس وہاں اترا تھا۔ نجوبتہ شہر میں اترا تھا۔ اور رشید بیرون شہر' ابونصر پہنچا تو رشید اور اس کے ہمراہیوں پر جو بلا کسی تیاری کے غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ ٹوٹ پڑا' لوگوں کو تہ تیغ کیا' تیر اندازی کی' ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ رشید کے بعض ساتھی بھاگ کر اپنے ہتھیاروں تک پہنچ گئے۔ انہوں نے ترکوں اور مغربیوں سے نہایت شدید جنگ کی' ان میں سے ایک جماعت قتل کر دی' شاکریہ اور رشید جس راستے سے آئے تھے۔ اسی سے پسپا ہو کر بغداد واپس ہوئے۔

نجوبہ اور رشید کی مراجعت:

نجوبہ کو اس حادثے کی خبر ہوئی جو اصحاب رشید کو پیش آیا۔ کہ ترک رشید کے الانبار کی طرف پسپا ہونے کے وقت ٹوٹ پڑے نجوبہ نے بذریعہ کشتی غربی جانب روانہ ہو کر الانبار کا پل کاٹ دیا۔ ہمراہیوں کی ایک جماعت بھی بذریعہ کشتی گئی' رشید اسی شب المحول چلا گیا۔ نجوبہ نے غربی جانب روانہ ہو کر پنج شنبہ کو عشا ابن عبداللہ کو بتایا۔ کہ ترکوں کے الانبار جانے کے وقت اس نے رشید سے کہلا بھیجا

تھا۔ کہ اس کے پاس سو تیر انداز بھیج دے کہ انہیں مقدمہ الجیش بنائے' رشید نے اس سے انکار کیا۔

نجوبہ نے ابن طاہر سے یہ درخواست کی کہ کچھ تیر انداز سوار و پیادہ اس کے ہمراہ کر دے اور بیان کیا۔ کہ وہ لوگ اسی مقام پر جانب غربی اطاعت کے ساتھ امیر المومنین کے انتظار میں مقیم ہیں' جو ہوا اس کے پھر پیش نہ آنے کا ذمہ دار بنا۔ ابن طاہر نے شاکر یہ کے تین سو پیادہ سوار اس کے ساتھ کر دیئے اور اسے پانچ خلعت دیئے وہ ابن ہبیرہ کے محل جا کر وہاں تیاری کرنے لگا۔

الحسین بن اسمٰعیل کی سپہ سالاری:

محمد بن عبداللہ نے الانبار کے لئے الحسین بن اسمٰعیل کو منتخب کیا اور اس کے ہمراہ محمد بن رجاء الحصاری اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ اور رشید بن کاؤس اور محمد بن یحییٰ کو ایک اور جماعت کو روانہ کیا' اس جماعت کے ہمراہ جو نکلے ان کو مال دینے کا حکم دیا' شاکر یہ نے انکار کیا جو ملطیہ سے آئے تھے۔ وہی ان لوگوں سے زیادہ تھے۔ جن کی عطا چار مہینے سے بند تھی اس لئے کہ ان میں سے اکثر بغیر سواری کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے' کہ ہم اپنے آپ کو طاقتور بنالیں اور خرید لیں' جو عطا انہیں دی جاتی تھی وہ چار ہزار دینار تھی پھر وہ لوگ چار مہینے کی عطا لے کر روانگی پر راضی ہو گئے۔ محمد بن عبداللہ کے دروازے پر حسین ایک مجلس میں بیٹھا لشکر کی درستی میں لگا رہا کہ لوگ اور اس کے ساتھی مدینہ ابوجعفر میں اس کے سامنے ہوں' اسی روز اس نے اپنے خاص لشکر کی ایک جماعت کو عطا دی' حسین اور افسران دفاتر اس کے بعد مدینہ ابوجعفر گئے' تین مجلسوں میں ان اہل لشکر کے لئے جو اس کے ساتھ نکلیں عطا مقرر کی گئی یہ سلسلہ ۱۸/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو تمام ہوا۔

الحسین بن اسمٰعیل کی طلبی:

دوشنبہ کے دن الحسین بن اسمٰعیل دار لاخلافت میں بلایا گیا۔ اس کے ساتھ سرداران ذیل رشید بن کاؤس' محمد بن رجاء عبداللہ بن نصر بن حمزہ' ارمش الفرغانی' محمد بن یعقوب برادر حزام' یوسف بن منصور بن یوسف البرم الحسین بن علی بن یحییٰ الارمنی' الفضل بن محمد بن الفضل اور محمد بن ہرثمہ بن العضر بھی تھے۔ حسین کو خلعت دیا گیا۔ مرتبہ مقدم کر کے فوج ثانی میں کر دیا گیا۔ پہلے وہ فوج چہارم میں تھا۔

ان سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا۔ رشید بن کاؤس مقدمے پر کر دیا گیا۔ محمد بن رجا ساقہ پر' الحسین مع اپنے ساتھیوں کے چھاؤنی کی طرف روانہ ہو گیا۔ وصیف اور بغا کو یہ حکم دیا گیا کہ دونوں الحسین سے پہلے اس کی چھاؤنی چلے جائیں' عبیداللہ بن عبداللہ اور ابن طاہر کے تمام سرداروں اور اس کے کاتبوں اور بنو ہاشم اور معززین نے الیاسریہ تک مشایعت کی' اہل لشکر کے لئے چھتیس ہزار دینار نکالے گئے' باقی لوگوں کے لئے اٹھارہ سو دینار چھاؤنی (الیاسریہ) بھیجے گئے۔

مقدمہ لشکر کی روانگی:

پنج شنبہ کے دن مقدمہ لشکر ایک ہزار پیادہ و سوار کی جماعت میں روانہ ہوا۔ اس کے سردار عبداللہ بن نصر اور محمد بن یعقوب تھے وہ سب البثق میں اترے۔ جو القاطوفہ کے نام سے مشہور ہے' ترکوں نے اپنی ایک جماعت المنصوریہ بھیج دی تھی جو بغداد سے پانچ فرسخ ہے۔ مغربیوں اور عیاروں میں سے قریب سو آدمی کے تھے' سات مغربیوں پر فتح ہوئی جو الحسین کے پاس بھیج دیے گئے اس نے انہیں باب عامہ روانہ کر دیا۔

الحسین بن اسمٰعیل کی روانگی:

الحسین ۲۳ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ کو روانہ ہوا۔ جس وقت نجوبہ ورشید کنارے ہٹ گئے۔ اور ترک اور مغربی الانبار چلے گئے تو باشندگان الانبار امان کے لئے پکارنے لگے تھے۔ ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے ان کو پناہ دی گئی۔ اپنی دکانیں کھولنے' بازار لگانے اور دل جمعی کے ساتھ کام کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس حد تک انہیں ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے اطمینان دلایا گیا۔ تسکین دی گئی اور امید دلائی گئی کہ ان کے ساتھ وفا کی جائے گی۔ ایک شبانہ روز یہی صورت برقرار رکھی' یہاں تک کہ صبح ہوئی' باشندگان الانبار کے الانبار پر غلبے کے وقت ان کے پاس چند کشتیاں الرقہ سے آئی تھیں جن میں آٹا تھا اور مشکیں تھیں جن میں روغن زیتوں تھا۔ ان لوگوں نے لے لیا۔ جتنے اونٹ اور گھوڑے اور گدھے اور خچر وہاں پائے سب جمع کر لئے اور سب کو مع اس شخص کے جو انہیں پہنچا دے سامرا اپنے مکانات روانہ کر دیا۔ اور جو پایا لوٹ لیا۔ نجوبہ ورشید کے ساتھیوں اور اہل بغداد کے مقتولین کے سر اور جنہیں قید کیا تھا سب کو روانہ کر دیا۔ قیدی ایک سو بیس اور سر ستر تھے' قیدیوں کو ان پالانوں میں لادا جن سے ان کے سر نکال لیے تھے۔ یہاں تک کہ سامرا پہنچے ترک الاسنانہ کے دہانے کی طرف گئے پانی کے بند کو گھیر لیا۔ کہ آپ فرات کو بغداد سے منقطع کر دیں' ایک شخص کو مال دے کر بند توڑنے کا آلہ لانے کو بھیجا' خریدتے وقت وہ پہچان لیا گیا۔ عوام الناس کی گالیوں اور مار پیٹ سے قریب تھا۔ کہ موت کے کنارے تک پہنچ جائے آخر ابن طاہر کے گھر لایا گیا۔ اس سے اس کے کام کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو اس نے سچ سچ کہہ دیا۔ پھر اسے قید میں بھیج دیا گیا۔

ابن ابی دلف کو انبار جانے کا حکم:

ابن طاہر نے الحارث نائب ابوالساج کو روانہ کیا تھا' وہ مکے کے راستے میں ابن ہبیرہ کے محل میں تھا پانچ سو شاکریہ کے سوار بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جو اسی کے ساتھ آئے تھے۔ وہ قصر ابن ہبیرہ سے مع اپنے ہمراہیوں کے ۷ جمادی الاولیٰ کو روانہ ہوا' ابن ابی دلف ہشام بن قاسم دو سو سوار و پیادے کی جماعت میں السیبین روانہ کیا گیا کہ وہاں قیام کرے جب الحسین الانبار روانہ ہوا' تو ابن ابی دلف کو لکھا گیا۔ کہ وہ الحسین کے لشکر سے مل کر الانبار جائے بغداد میں الحسین اور مزاحم بن خاقان کے ساتھیوں میں منادی کی گئی کہ وہ اپنے سرداروں سے مل جائیں الحسین روانہ ہو گیا۔ خالد بن عمران جو پہلے روانہ تھا دمم میں اتر گیا' اس نے نہر انق پر پل باندھنے کا ارادہ کیا کہ اس کے ساتھی اس پر سے گزر سکیں' ترکوں نے اسے روکا خالد بن عمران نے ایک جماعت پیادہ لشکر کی ان کی طرف بھیجی جو ان پر فتح مند ہوئے اور خالد نے پل باندھ لیا۔ وہ اور اس کے ساتھی اس پر سے گزر گئے الحسین دمم پہنچا' بیرون آبادی لشکر جمع کر کے چھاؤنی میں ایک دن قیام کیا۔ قریہ دمم کے اوپر نہر رقیل اور نہر انق کے متصل ترکوں کے طلیعے ملے الحسین نے اپنے ساتھیوں کو کنارے صف بستہ کھڑا کر دیا۔ ترک اس کے دوسرے کنارے قریب ایک ہزار آدمی کے تھے۔ آپس میں تیر اندازی کرنے لگے' دونوں میں متعدد مجروح ہوئے ترک الانبار واپس گئے۔

الحسین کو فوجی دستوں کی کمک:

نجوبہ ابن ہبیرہ کے محل میں مقیم تھا۔ وہ مع اپنے ہمراہی اعراب وغیرہ کے الحسین سے مل گیا۔ نجوبہ نے خط لکھا' جس میں اپنے ہمراہیوں کے لیے مال مانگا تھا۔ ان کے لئے تین ہزار دینار الحسین کی چھاؤنی بھیجنے کا حکم دیا گیا۔ الحسین کے پاس جنگ کے مصیبت

زدوں کے لئے مال اور طوق اور کنگن اور رائج الوقت سکے روانہ کئے گئے۔ اور وعدہ کیا گیا تھا کہ اتنے آدمیوں سے اس کی مدد کی جائے گی کہ اس کا لشکر دس ہزار ہو جائے' وعدہ پورا کرنے کو لکھا' تو ابو السنا محمد بن عبدوس الغنوی اور الجحاف بن سواد کو مع یلطمین کے ایک ہزار سوار پیادہ اور اس لشکر کے جو مختلف سرداروں کی ماتحتی سے منتخب کیا گیا تھا۔ روانگی کا حکم دیا گیا۔

الحسین بن اسمٰعیل کا القطیعہ میں قیام:

۲۸ جمادی الاولیٰ کو لوگوں نے اپنا زاد راہ لیا' ابو السنا' اور الجحاف کے ہمراہ نہر کز حایا پر المحول روانہ ہو گئے' وہاں سے دم گئے الحسین نے اپنا لشکر موضع القطیعہ میں اتارا جو اتنا وسیع تھا۔ کہ لشکر کی پوری گنجائش اس میں تھی' وہاں ایک دن اس نے قیام کر کے الانبار کے قرب میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا' رشید اور دوسرے سرداروں نے مشورہ دیا کہ بوجہ گنجائش وحفاظت اسی موضع میں اپنا لشکر اتار دے اور وہ اس کے سردار ایک چھوٹی سی جماعت میں تنہا جائیں' حالات اگر موافق ہوئے تو وہ اپنا لشکر منتقل کرنے پر قادر ہے' اور اگر اس کے خلاف صورت پیش آئی تو اپنا لشکر واپس آ جائے۔ اس نے یہ رائے قبول نہ کی' وہاں سے چلنے پر برانگیختہ کیا' آخر روانہ ہو گئے دونوں موضعوں کے درمیان دو فرسخ یا قریب دو فرسخ کے فاصلہ تھا۔

ترکوں کا الحسین بن اسمٰعیل پر حملہ:

جب اس موضع میں پہنچے جہاں الحسین نے اترنے کا حکم دیا۔ ترکوں کے جاسوس الحسین کے لشکر میں تھے۔ وہ ترکوں کے پاس گئے اور انہیں الحسین کا کوچ اور جس موضع میں وہ اترا لشکر کے لیے اس کی تنگی کا حال بتایا وہ ان کے پاس اس حالت میں آ گئے کہ یہ لوگ اپنا اسباب اتار رہے تھے' اہل لشکر پریشان ہو گئے اور ہتھیاروں کے لیے پکارنے لگے مقابلے میں صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں فریق کے درمیان مقتول ہونے لگے' الحسین کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کیا۔ مگر ان پر ترکوں نے ایک بڑی فتح حاصل کی' بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا' جماعت کثیر' دریائے فرات میں غرق ہو گئی' ترکوں نے ایک جماعت گھاٹیوں میں پوشیدہ رکھی تھی' بقیہ لشکر پر پوشیدہ جماعت نے حملہ کر دیا پھر تو ان کے لیے سوائے فرات کے کوئی امن کی جگہ نہ تھی۔

الحسین کی شکست:

الحسین کے ساتھیوں میں سے خلق کثیر غرق اور ایک جماعت اسیر ہوئی' سوار اپنے گھوڑوں کو مار کر بھاگ رہے تھے کسی طرف پلٹ کر نہیں دیکھتے تھے۔ سردار انہیں پکار پکار کر واپس آنے کو کہہ رہے تھے۔ مگر ان میں سے کوئی واپس نہ ہوا۔ محمد بن رجا اور رشید نے اس روز بڑے بڑے کام کئے' جو شخص شکست کھا کر بھاگا' اس کے لیے سوائے الیاسریہ کے جو بغداد کے دروازے پر تھا۔ کوئی امن کی جگہ نہ تھی' اپنے ساتھیوں کی حالت بھی سرداروں کے قابو میں نہ تھی' اس لیے انہیں اپنی جان کا خوف ہوا۔ واپسی کے ارادے سے اس طرح لوٹے کہ اپنے پس پشت کی حفاظت کر رہے تھے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ ان کا تعاقب کیا جائے ترکوں نے الحسین کے لشکر کے خیموں اور تمام اسباب اور بازار والوں کے مال تجارت پر قبضہ کر لیا۔ کشتیوں میں جو ہتھیار الحسین کے ہمراہ تھے وہ بچ گئے اس لیے کہ ملاحوں نے اپنی کشتیاں بچالیں ان کے ساتھ کشتیوں میں جو ہتھیار اور تجار کا مال تھا۔ وہ محفوظ رہا۔

ابن زنبور کا بیان:

ابن زنبور کاتب الحسین سے مذکور ہے کہ اس نے الحسین کے لیے بارہ صندوق لئے تھے۔ جس میں کپڑے اور شاہی مال تھا۔

جس کی قیمت آٹھ ہزار دینار تھی' قریب چار ہزار دینار کا اپنے لیے اور تقریباً سو خچر' الحسین کے رضا کار الحسین اور اس کے ہمراہیوں کے خیموں میں گھسے ہوئے تھے۔ وہ بھی بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ کر الیاسریہ پہنچ گئے' زیادہ تر لوٹ ابوالسنا کے ہمراہیوں کے ساتھ ہوئی۔

الحسین بن اسمٰعیل کی الیاسریہ میں آمد:

الحسین اور ہزیمت خوردہ لوگ ٦ جمادی الآخر یوم سہ شنبہ کو الیاسریہ پہنچے الحسین سے ایک تاجر ملا جو ان لوگوں میں تھا جن کا مال اس کے لشکر میں لٹا تھا۔ تاجر نے اسے دیکھ کر کہا کہ ''سب تعریف اللہ کے لیے جس نے تیرا چہرا روشن کیا تو بارہ دن میں پستی سے بلندی کی طرف پہنچا اور ایک ہی دن میں بلندی سے پستی کی جانب واپس آ گیا''۔ الحسین اسے ٹال گیا۔

ابوجعفر کی روایت:

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ ان خبروں میں سے جو الحسین بن اسمٰعیل اور اس کے ساتھ کے ان لشکر والوں اور سرداروں کے متعلق ہمیں پہنچیں' جنہیں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سال الانبار اور اس کے متصل کے شہروں کا قصد کرنے والے ترکوں اور مغربیوں کی جنگ کے لیے بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ایک خبر یہ ہے کہ جب الحسین شکست کھا کر آیا تو اس نے الیاسریہ میں ابن الحروری کے باغ میں قیام کیا دوسرے شکست خوردہ جو آئے وہ الیاسریہ کے غربی جانب ٹھیر گئے انہیں دریا عبور کرنے سے روکا گیا۔

فوجیوں کے لیے اعلان:

الحسین کی فوج کے ان لشکر والوں میں جو بغداد میں آ گئے تھے۔ بغداد میں یہ منادی کی گئی کہ وہ الحسین سے اس کی چھاؤنی میں ملیں' انہیں تین دن کی مہلت دی گئی اور یہ اعلان کیا گیا کہ ان میں سے جو شخص تین دن کے بعد بغداد پایا جائے گا۔ اسے تین سو تازیانے مارے جائیں گے' اور دفتر سے اس کا نام خارج کر دیا جائے گا۔ آخر وہ سب لوگ چلے گئے۔

جس شب میں الحسین آیا اسی شب میں خالد بن عمران کو یہ حکم ملا کہ وہ الحول میں اپنے ساتھیوں کا لشکر جمع کرے اسی شب اس کے ساتھیوں کو جو السرج میں تھے۔ عطائیں دے دی گئیں' ان ساتھیوں میں جو الحول میں تھے' اس سے مل جانے کا اعلان کیا گیا' قدیم رضا کار جو ابوالحسین یحیٰی بن عمر کے سبب سے کوفے میں بھرتی کئے گئے تھے پانچ سو تھے' خالد کے اعوان و انصار قریب ایک ہزار کے تھے' ان سب میں بھی یہی اعلان کیا گیا۔ سب لوگ ۷/ جمادی الآخر یوم سہ شنبہ کو وہاں جمع ہو گئے۔

الحسین کو الیاسریہ جانے کا حکم:

ابن طاہر نے اس شب کو صبح میں جس میں الحسین پہنچا تھا' شاہ بن میکال کو یہ حکم دیا کہ وہ اس سے ملے اور اسے بغداد میں داخل ہونے سے روکے شاہ اس سے راستے میں ملا اسے ابن الحروری کے باغ میں واپس کر دیا' لوگ دن بھر وہاں مقیم رہے' جب رات ہوئی تو ابن طاہر کے گھر گئے ابن طاہر نے ڈانٹا اور الیاسریہ میں واپس جانے کا حکم دیا کہ ان لشکروں کے ساتھ الانبار جائے جو وہاں بھیجے گئے ہیں الحسین اسی شب الیاسریہ چلا گیا۔ ابن طاہر نے لشکر والوں کو ایک مہینے کا خرچ دینے کے لیے بیت المال سے درخواست کی' نو ہزار دینار روانہ کئے گئے' دیوان عطا اور دیوان عرض کے کاتب بھی تقسیم کے لیے الیاسریہ چلے گئے۔

فرمان المستعین کا اعلان:

ے جمادی الآخر جمعہ کا دن ہوا تو خالد بن عمران ہلایا کے پل پر سے روانہ ہوا' جو پانی کے بند کی جگہ ہے قریب بیس کشتیاں روانہ ہوئیں۔ عبید اللہ بن عبد اللہ اور احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد سوار ہو کر الحسین بن اسمٰعیل کے لشکر گئے جو الیاسریہ میں تھا' الحسین اور اس کے سرداروں کو المستعین کی جانب سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا جس میں ان کی ترک طاعت کی اور جس نافرمانی اور ترک اعانت کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا اس کی تشریح تھی' یہ فرمان اس طرح سنایا جا رہا تھا' کہ لشکر مقیم تھا۔ اور گشت کرنے والے ان میں گشت کر رہے تھے کہ دریافت کریں کہ ہر سردار کی ماتحتی میں سے کون کون قتل ہوا' اور کون کون غرق ہوا۔ اپنے لشکر سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ جو خالد کی معیت میں ہلایا کے بند پر تھا وہ نکلے ان کے پاس الانبار کے کسی سردار کا خط آیا جس میں یہ خبر تھی کہ ترکوں میں دو سو سے زیادہ قتل ہوئے اور قریب چار سو کے مجروح کل قیدی جو ترکوں نے بغدادی لشکر اور پیادہ رضا کاروں میں سے گرفتار کئے دو سو بیس آدمی ہیں مقتولین کے سر شمار کئے تو ستر پائے۔

تجار کی گرفتاری:

لوگوں نے اہل بازار کی ایک جماعت گرفتار کر لی تھی جو ابونصر سے چلا کر کہنے لگے کہ ہم تو بازار والے ہیں۔ اس نے کہا کہ انکی ہمراہی کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے (یعنی تم دشمن کی فوج کے ساتھ کیوں تھے) انہوں نے کہا کہ ہم مجبور کئے گئے اس سبب سے نکلے' ان میں سے جو بازاریوں کے مشابہ تھے وہ رہا کر دیے گئے' قیدیوں کو القطیعہ میں قید کرنے کا حکم دیا گیا۔

شاہی خچروں کے داروغہ سے مذکور ہے کہ کل شاہی خچر جو لوٹے گئے ایک سو بیس تھے۔

الحسین بن اسمٰعیل کی روانگی:

۱۸ جمادی الآخر یوم دوشنبہ کو الحسین نے کوچ کیا' خالد بن عمران کو جو بند پر مقیم تھا۔ یہ لکھا کہ پہلے کوچ کر کے اس کے آگے چلے' خالد نے اس سے انکار کیا کہ وہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا' جب تک کوئی دوسرا سردار بڑے لشکر کے ساتھ آ کر اس کی جگہ پر نہ ٹھیرے کیونکہ اسے یہ اندیشہ ہے کہ ترک اپنے لشکر سے قطربل کی طرف سے اس کے پیچھے آ جائیں گے۔

ابن طاہر نے مال کا حکم دیا۔ جو الحسین بن اسمٰعیل کو اپنے تمام لشکر کو ایک مہینے کی عطا دینے کے لیے بھیج دیا گیا کہ دمم میں انہیں تقسیم کر دیا جائے' یہ بھی حکم دیا کہ کاتب اور الحسین کے ساتھیوں کے عارض (یعنی ان کی تنخواہ تقسیم کرنے والے اور تفصیل بتانے والے) اس مال کے ہمراہ وہیں چلے جائیں فوج کی تنخواہوں کا اور لشکر کو دینے کا کام دیوان الخراج کی جانب سے الفضل بن مظفر السبعی کے سپرد کیا۔ مال السبعی کے ہمراہ الحسین کی چھاؤنی بھیج دیا گیا کہ جب حسین چلے تو سبعی بھی ساتھ ہی ساتھ چلے۔

محمد بن عبد اللہ کی محمد بن عیسیٰ کو ہدایت:

بعض کا بیان ہے کہ الحسین نے شب چارشنبہ ۲۰/ جمادی الآخر آدھی رات کے وقت کوچ کیا اس کے لشکر والے چارشنبہ کو اس کے پیچھے روانہ ہوئے' ساتھیوں میں اس سے مل جانے کا اعلان کر دیا۔ وہ دمم پہنچا اور ارادہ کیا کہ نہرانق پر پل باندھ کر اس پر سے عبور کرے مگر ترکوں نے اسے روکا' اس نے پیادہ لشکر کی ایک جماعت ان کے مقابلے میں اس پار بھیجی انہوں نے اس سے جنگ کی یہاں تک کہ فتح مند ہوئے' خالد نے پل باندھا' اس کے ساتھی پار ہوئے' محمد بن عبد اللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کو کچھ زبانی کہہ کر روانہ کیا' کہا جاتا ہے کہ اس کے ہمراہ طوق اور کنگن بھی بھیجے گئے' محمد بن عبد اللہ اپنے مکان واپس گیا۔

الحسین کا ترکوں پر حملہ:

۸ رجب یوم شنبہ کو ایک آدمی الحسین کے پاس آیا۔ اور اسے یہ خبر دی کہ ترکوں کو دریائے فرات کے وہ چند مقامات بتا دیے گئے جہاں کا پانی الحسین کے لشکر میں جاتا ہے اس نے اس آدمی کو دوسو تازیانے مارنے کا حکم دیا پانی کے مقامات پر (جہاں لشکر کو پانی پہنچتا ہے) اپنے ایک سردار کو جس کا نام الحسین بن علی بن یحییٰ الارمنی تھا۔ مع سو پیادہ اور سو سوار کے مقرر کر دیا۔ الحسین کو ترکوں کی پہلی جماعت کا علم ہوا۔ تو وہ ان پر نکلا' ان میں چودہ سردار آئے تھے تھوڑی دیر الحسین کے ساتھیوں نے قتال کیا۔

خالد بن عمران کی شکست و پسپائی:

الحسین نے پل پر ابوالسنا کو محافظ مقرر کر کے حکم دیا تھا کہ شکست کھا کر بھاگنے والے کو اس پر سے گذرنے سے روکے' ترک پانی کے مقامات پر آئے۔ پہرہ دیکھا تو اسے عمداً چھوڑ گئے' دوسرے گھاٹ پر گئے جو اس پہرے والے کے پیچھے تھا۔ ان سے وہ لوگ قتال کرنے لگے' الحسین بن علی بھی ٹھیر گیا۔ اور قتال کرنے لگا۔ الحسین بن اسمٰعیل کو اطلاع دی گئی تو اس نے اس طرف کا قصد کیا۔ وہ اس کے پاس نہ پہنچ سکا۔ یہاں تک کہ وہ اور اس کے ہمراہ خالد بن عمران اور اس کے ساتھی شکست کھا بھاگے' ابوالسنا انہیں پل پر سے گزرنے سے روکا پیادے اور خراسانی واپس ہوئے۔ اور اپنے آپ کو دریائے فرات میں ڈال دیا۔ جو اچھی طرح تیرنا جانتے تھے۔ بچ گئے باقی ڈوب مرے' بچنے والوں نے برہنہ ہو کر نجات پائی اور ایسے جزیرے کی طرف نکلے جو ساحل کے قریب نہ تھا۔ کیونکہ ساحل پر ترک تھے۔

الحسین بن اسمٰعیل کی شکست:

الحسین کے کسی لشکری نے بیان کیا کہ الحسین بن علی الارمنی نے الحسین بن اسمٰعیل سے کہلا بھیجا کہ ترک پانی کے مقام پر آ گئے وہ قاصد اس کے پاس آیا۔ تو اس سے کہا گیا۔ کہ امیر (یعنی الحسین بن اسمٰعیل) سو رہا ہے۔

قاصد واپس گیا۔ اور اسے اطلاع دی' اس نے دوبارہ واپس کیا تو دربان نے کہا' کہ امیر بیت الخلا میں ہے۔

پھر واپس ہوا اور اسے خبر دی' اس نے سہ بارہ قاصد کو بھیجا تو کہا کہ بیت الخلاء سے نکل کر پھر سو گیا۔

آخر صبح کی روشنی بلند ہوگئی' ترک پار آ گئے اور الحسین ایک چھوٹی کشتی یا مچھلی کے شکار کی کشتی میں بیٹھ کر پار اتر گیا' خراسانیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی' جنھوں نے اپنے کپڑے اور ہتھیار پھینک دیئے تھے' اور برہنہ ساحل پر بیٹھے تھے۔

الحسین بن اسمٰعیل کے لشکر گاہ پر ترکوں کا قبضہ:

ترکی جھنڈے والے چلے' انہوں نے اپنے جھنڈے الحسین بن اسمٰعیل کے خیمے پر لگا دیئے اور بازار پر قبضہ کر لیا' اکثر کشتیاں روانہ ہو گئیں تو بچ گئیں' سوائے ان کشتیوں کے جو وہاں مقرر تھیں۔ ترک الحسین کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے انہیں تہ تیغ کیا' قریب دوسو کے قتل و قید کئے۔ بہت سی مخلوق غرق ہوگئی الحسین اور شکست خورہ لوگ آدھی رات کو بغداد پہنچے' جن میں مجروح بہت تھے۔ وہ لوگ آدھے دن تک اس طرح آگے پیچھے برابر آتے رہے کہ برہنہ تھے' اور ان کے جسم کا اکثر حصہ مجروح تھا۔ الحسین کے سرداروں میں سے ابن یوسف البرم وغیرہ گم تھے۔ البرم کا خط آیا۔ کہ مفلح کے قریب ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے' الحسین کی دوسری جنگ سے قیدیوں کا شمار ایک سوستر سے کچھ زیادہ ہے اور مقتول سو ہیں' وہ گھوڑے جو ان کے قبضے میں ہیں۔ قریب دو ہزار ہیں۔ اور دو سو خچر ہیں' اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ ایک لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ہیں۔

الہندوانی کے اشعار:

الہندوانی نے الحسین بن اسمٰعیل کے بارے میں یہ اشعار کہے:

ترجمہ:

''اے قتال سے بھاگنے میں سب سے زیادہ مضبوط رائے رکھنے والے۔ تو نے پاکی کو ناپاکی سے ملا دیا۔ تو نے ترکوں کی تلواریں کھنچی ہوئی دیکھیں، حالانکہ تو جانتا تھا' کہ ترکوں کی تلوار کی قدر کتنی ہے۔ تو ذلت ونقصان کے ساتھ دھکیلا ہوا آ گیا۔ حالانکہ کامیابی عاجزی واضطراب میں جاری ہے''۔

ابن خاقان اور دیگر امراء کی معتز کی اطاعت:

اسی سال جمادی الآخر میں بغداد کے کاتبین اور بنی ہاشم کی ایک جماعت المعتز سے مل گئی' سرداروں میں سے مزاحم بن خاقان ارطوج کاتبین میں سے عیسیٰ بن ابراہیم بن نوح' یعقوب بن اسحاق' نمازی' یعقوب بن صالح بن مرشد' مقلۂ مزاحم بن یحییٰ بن خاقان کا ایک لڑکا بنی ہاشم میں سے علی اور محمد فرزندان الواثق' محمد بن ہارون بن عیسیٰ بن جعفر اور محمد بن سلیمان عبدالصمد بن علی کے فرزندوں میں تھے۔

آل ہارون بن معمر کے مکانات کا انہدام:

اسی سال محمد بن خالد بن یزید اور محمد مولد جو خالص عرب نہ تھا۔ اور ایوب بن احمد کے درمیان اسکیر میں جو بنی تغلب کی زمین میں ہے جنگ ہوئی جس میں فریقین کی بڑی جماعت قتل ہوئی' محمد بن خالد بھاگ گیا۔ دوسروں نے اس کا سامان لوٹ لیا۔ ایوب نے آل ہارون بن معمر کے مکانات منہدم کر دیے۔ ان کے مردوں میں سے جو ملا قتل کر دیا۔

فتح مطمورہ:

اسی سال بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مطمورہ فتح ہوا۔ بہت سا مال غنیمت ملا۔ کفار کی ایک جماعت قید ہوئی' اس کے متعلق المستعین کو ایک عریضہ ملا جس کی تاریخ ۲۷ ربیع الآخر ۲۵۱ھ یوم دوشنبہ تھی۔

جعلان کی شکست:

اسی سال ۲۲ رجب یوم شنبہ کو محمد بن رجاء اور اسمٰعیل بن فراشہ اور جعلان ترک کے درمیان علاقہ بادرایا و باکسایا میں جنگ ہوئی ابن رجاء و ابن فراشہ نے جعلان کو شکست دی۔ دونوں نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کیا۔

بایکباک کا قتل:

اسی سال رجب میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' دیوداد ابوالساج اور بایکباک کے درمیان علاقہ جرجرایا میں جنگ ہوئی' جس میں ابوالساج نے بایکباک کو قتل کر دیا اس کے آدمیوں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا' اور ایک جماعت کو قید کر لیا۔ ایک جماعت النہروان میں غرق ہوگئی۔

بنی ہاشم کی مستعین کو دھمکی:

اسی سال نصف رجب کو بغداد کے عباسی بنی ہاشم جمع ہو کر اس جزیرے گئے جو محمد بن عبداللہ کے مکان کے سامنے ہے۔

المستعین کو پکارنے اور محمد بن عبداللہ کو بری بری گالیاں دینے لگے کہ ''ہماری تو عطائیں بند کر دی گئی ہیں اور مال ان اغیار کو دیا جا رہا ہے جو اس کے مستحق بھی نہیں' ہم لوگ بھوکے اور دبلے ہو کر مر رہے ہیں۔ ہمارے وظیفے ہمیں دیتا ہے تو دے ورنہ ہم لوگ دروازوں کا رخ کریں گے اور انہیں کھول کر ترکوں کو اندر بلالیں گے' پھر اہل بغداد میں سے کوئی شخص بھی ہماری مخالفت نہ کر سکے گا۔

بنی ہاشم سے مصالحت کی کوشش:

کشتی پر شاہ بن مکیال ان کے پاس آیا۔ ان سے گفتگو کی ان کی خوشامد کرنے لگا کہ ان میں سے تین آدمی کشتی پر اس کے ہمراہ چلیں کہ وہ انہیں ابن طاہر کے پاس پہنچا دے' انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور سوائے محمد بن عبداللہ کو گالی دینے اور شور مچانے کے اور کسی بات پر راضی نہ ہوئے' شاہ ان کے پاس سے واپس آ گیا' وہ لوگ رات کے قریب تک اسی حالت میں رہے۔ اس کے بعد واپس چلے گئے۔ دوسرے روز پھر جمع ہوئے محمد بن عبداللہ نے ان کے پاس کسی کو بھیجا اور دوشنبہ کو دار الخلافت میں حاضر ہونے کو کہا کہ کسی کو ان سے گفتگو کرنے کا حکم دے' وہ دار الخلافت گئے' محمد بن داؤد طوسی ان سے گفتگو کے لیے مامور ہوا۔ اس نے انہیں ایک مہینے کا وظیفہ دیا کہ یہ لے لیں اور خلیفہ کو اس سے زیادہ تکلیف نہ دیں انہوں نے ایک مہینے کا وظیفہ لینے سے انکار کیا اور واپس چلے گئے۔

الحسین بن محمد بن حمزہ کا خروج:

اسی سال کوفے میں طالبیین میں سے ایک صاحب نکلے جن کا نام الحسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسین .... بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھا اپنی جماعت میں سے ایک شخص کو قائم مقام بنایا جن کا نام محمد بن جعفر بن الحسین بن حسن اور کنیت ابو احمد تھی۔ المستعین نے مزاحم بن خاقان ارطوج کو روانہ کیا' علوی کوفے کے دیہات میں تین سو بنی اسد اور تین سو جارود یہ وزیدیہ کے آدمیوں کے ساتھ تھے۔ ان میں اکثر لوگ صوفی تھے۔ اس زمانے میں کوفے کا عامل احمد بن نصر بن مالک الخزاعی تھا علوی نے احمد بن نصر کے ساتھیوں میں سے گیارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ جن میں کوفے کے لشکر کے چار آدمی تھے احمد بن نصر ابن ہبیرہ کے محل بھاگ گیا۔ پھر وہ ہشام بن دلف مجتمع ہو گئے' ابو دلف کوفے کے کسی دیہات کے قریب تھا' جب مزاحم قریہ شاہی تک پہنچا تو اسے وہاں قیام کرنے کو لکھا گیا کہ وہ علوی کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجے جو ان کو مطیع بنا کر واپس لائے اس نے داؤد بن القاسم الجعفری کو روانہ کیا۔ اور کچھ مال کا حکم دیا۔ وہ روانہ ہو گیا۔ مزاحم کو داؤد کی خبر ملنے میں دیر ہوئی تو قریہ شاہی سے کوفے چلا گیا وہاں پہنچ کر علوی کا ارادہ کیا' مگر وہ جا چکے تھے۔ تلاش میں ایک سردار کو روانہ کیا' کبوتروں کی ڈاک کا انتظام تھا' اسی کے ذریعہ کوفہ فتح کرنے کا حال لکھ بھیجا۔

اہل کوفہ کی سرکوبی:

مذکور ہے کہ اہل کوفہ نے مزاحم کے آنے کے وقت علوی کو اس کے قتال پر برانگیختہ کیا اور مدد دینے کا وعدہ کیا تھا' علوی فرات کے غربی جانب نکلے' مزاحم نے اپنے ایک سردار کو فرات کے شرقی جانب روانہ کر کے حکم دیا کہ کوفے کے پل کو عبور کر لے' پھر لوٹے سردار اس کام کے لیے روانہ ہوا' مزاحم نے اپنے بعض ہمراہیوں کو یہ حکم دیا کہ قریہ شاہی میں فرات کے دہانہ آب پر بذریعہ کشتی جائیں آگے بڑھ کر اہل کوفہ سے جنگ کریں اور مقابلے میں صف بستہ ہو جائیں' وہ روانہ ہوئے' مزاحم بھی ساتھ چلا' اس نے فرات کو اس

طرح عبور کیا کہ اپنا اسباب اور اپنے بقیہ ساتھی پیچھے چھوڑ گیا۔ جب اہل کوفہ نے انہیں دیکھا تو جنگ شروع کر دی' مزاحم کا سرداران کے پاس پہنچ گیا تو اس نے ان کے پیچھے سے قتال شروع کر دیا اور مزاحم نے ان کے سامنے سے سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے ان میں سے کوئی نہ بچا۔

علویوں کی گرفتاری:

ابن الکرویہ سے مذکور ہے کہ مزاحم کے کوفے میں داخل ہونے سے قبل اس کے ساتھیوں میں سے تیرہ آدمی مقتول ہوئے' زیدیہ کے صوفیوں میں سے سترہ آدمی اور اعراب میں سے تین سو آدمی' مزاحم کوفے میں داخل ہوا تو اس پر پتھر پھینکے گئے' اس نے کوفے کے دونوں جانب آگ لگا دی۔ سات بازار جلا دیئے۔ یہاں تک کہ آگ السبیع تک پہنچ گئی اس مکان پر چڑھائی کی جس میں وہ علوی تھے۔ پہلے وہ فرار ہو گئے' پھر گرفتار کر کے لائے گئے' اس جنگ میں ایک علوی کام آئے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ جتنے علوی کوفے میں تھے سب قید کر لیے گئے اور بنی ہاشم بھی قید کر لیے گئے۔ وہ علوی انہیں میں سے تھے۔

ابو اسمٰعیل علوی کا بیان:

ابو اسمٰعیل علوی سے مذکور ہے کہ مزاحم نے کوفے میں ایک ہزار مکان جلا دیئے اس نے ان کے ایک آدمی کی لڑکی کو گرفتار کیا اور اسے بہت ڈانٹا۔ مذکور ہے کہ مزاحم نے علوی کی باندیاں گرفتار کر لیں' جن میں ایک آزاد عورت بھی ملی ہوئی تھی' انہیں اس نے مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا اور ان پر (نیلام کے لئے) بولی بولنے لگا۔

مزاحم کے نام المعتز کا فرمان:

اسی سال نصف رجب کو المعتز کی جانب سے مزاحم کے پاس ایک فرمان آیا۔ جس میں اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور اس سے اور اس کے ساتھیوں سے وعدہ تھا کہ جو چاہیں ملے گا۔ مزاحم نے وہ فرمان اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا۔ ترکوں' فرغانیوں اور مغربیوں نے اس کو قبول کر لیا۔ شاکریہ نے انکار کر دیا۔ مزاحم مطیع جماعت کے ہمراہ المعتز کے پاس چلا گیا۔ وہ قریب چار سو آدمی کے تھے ابونوح مزاحم سے پہلے سامرا آ چکا تھا۔ اسی نے اسے فرمان بھیجنے کا مشورہ دیا تھا' مزاحم الحسین بن اسمٰعیل کا منتظر تھا' جب الحسین کو شکست ہوئی تو وہ بھی سامرا چلا گیا۔ المستعین نے کوفہ فتح کرنے پر مزاحم کو دس ہزار دینار اور پانچ خلعت اور ایک تلوار روانہ کی تھی۔ قاصد یہ سب لے کر اس کے پاس روانہ ہوا' اس نے لشکر کو جو مزاحم کے ساتھ تھا۔ راستے میں پایا۔ سب لوگ ایک ساتھ پلٹ کر محمد بن عبداللہ کے دروازے پر گئے۔ اور مزاحم کے واقعات سے اس کو اطلاع دی لشکر اور شاکریہ میں الحسین بن یزید الحرانی کا قائم مقام اور ہشام بن ابی دلف اور الحارث خلیفہ ابوالساج بھی تھا۔ ابن طاہر نے یہ حکم دیا۔ کہ ان میں سے ہر ایک کو تین تین خلعت دیئے جائیں۔

علویوں کا نینویٰ میں ظہور:

مذکور ہے کہ یہی علوی اسی سال آخر جمادی الآخر میں نینویٰ میں ظاہر ہوئے تھے' اعراب کی ایک جماعت ساتھ ہو گئی تھی ان میں وہ قوم بھی تھی جو ۲۵۰ھ میں یحییٰ بن عمر کے ساتھ نکلی تھی' ہشام بن ابی دلف اس علاقے میں آیا تھا۔ تو علوی قریب پچاس آدمی کی ایک جماعت کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے' ہشام نے شکست دی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ بیس آدمیوں اور لڑکوں کو قید کر لیا وہ علوی

کوفہ بھاگ گئے وہاں پوشیدہ رہے' اس کے بعد نکلے قیدی اور مقتولین کے سر بغداد بھیج دیئے گئے ان میں سے وہ پانچ شخص پہچانے گئے جو ابوالحسین یحییٰ بن عمر کے ساتھیوں میں سے تھے وہ رہا کر دیئے گئے محمد بن عبداللہ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے رہا ہونے کے بعد دوبارہ خروج کیا اسے پانچ سو تازیانے مارے جائیں' جمادی الآخر کے آخر دن انہیں تازیانے مارے گئے۔

متفرق واقعات:

مذکور ہے کہ جب ابوالساج کے وہ خطوط جو بایکباک سے اس کی جنگ کے متعلق تھے اسی سال ۱۸ رجب کو آئے تو دس ہزار دینار بطور اس کی امداد کے اور ایک خلعت جس میں پانچ پارچے تھے اور ایک تلوار اسے بھیجی گئی۔

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے منکجور بن حیدروس اور ترکوں کی ایک جماعت کے درمیان مدائن کے دروازے پر جنگ ہوئی۔ جس میں منکجور نے انہیں شکست دی اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

اسی سال موسم گرما میں بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں اسے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ بڑی فتح حاصل ہوئی۔ اسی سال یحییٰ بن ہرثمہ اور ابوالحسین بن قریش کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں فریقین کی ایک جماعت قتل ہوئی۔ ابوالحسین بن قریش کو شکست ہوئی۔

باب بغواریا کی جنگ:

۱۲ شعبان یوم پنج شنبہ کو باب بغواریا میں ترکوں اور ابن طاہر کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی' اس کا سبب یہ ہوا۔ کہ باب بغواریا کا محافظ ابراہیم بن محمد بن حاتم اور سردار فوج النسادی مع تین سوار و پیادے کے تھا' ترک اور مغربی بڑی جماعت کے ساتھ آئے' فصیل میں دو جگہ نقب لگا کر اندر گھس آئے النسادی نے ان سے قتال کیا' انہوں نے اسے شکست دی اور باب الانبار چلے گئے جہاں ابراہیم بن مصعب اور ابن ابی خالد اور ابن اسد داؤد سیاہ محافظ تھے۔ وہ لوگ ان کے باب بغواریا میں داخل ہونے سے بے خبر تھے۔ انہوں نے ان سے سخت قتال کیا فریقین کی ایک جماعت قتل ہوئی' اہل بغداد میں سے جو لوگ باب الانبار پر تھے۔ وہ اس طرح بھاگے کہ کسی چیز کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ ترکوں اور مغربیوں نے باب الانبار میں آگ لگا دی' وہ جل گیا اور جتنی منجنیقیں اور سنگ باری کے آلات باب الانبار پر تھے۔ سب جلا دیئے۔ بغداد میں داخل ہو کر باب الحدید اور قبرستان رہیتہ تک پہنچ گئے' قریب قریب جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے تھا' سب جلا دیا' اور ان دکانوں پر اپنے جھنڈے نصب کر دیئے جو اس مقام کے قریب تھیں' لوگ اس طرح بھاگے' کہ کوئی ان کے مقابلے میں نہ ٹھیرا۔

بغا اور وصیف کی جنگ:

یہ واقعہ صبح کی نماز کے وقت ہوا تھا' ابن طاہر سرداروں کے پاس گیا' مسلح ہو کر سوار ہوا باب درب صالح المسکین پر ٹھیر گیا۔ سردار اس کے پاس آ گئے' انہیں باب الانبار اور باب بغواریا اور ان تمام دروازوں کی طرف روانہ کیا جو غربی جانب تھے ان دروازوں کو آدمیوں کے ذریعے سے محفوظ کر دیا' بغا اور وصیف بھی سوار ہوئے' بغا اپنے ساتھیوں اور لڑکے کے ہمراہ باب بغواریا روانہ ہوا۔ شاہ بن میکال' العباس بن قارن الحسین بن اسمٰعیل اور عیار باب الانبار گئے تو یہ لوگ دروازے کے اندر ترکوں سے ملے العباس بن قارن نے ان پر سبقت کی۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' اس نے ایک ہی مقام میں ترکوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ ان

کے سر ابن طاہر کے دروازے پر روانہ کر دیئے' ان دروازوں پر لوگوں کی کثرت ترکوں سے زیادہ ہوگئی ان لوگوں نے ترکوں کو دفع کیا' اور ان کی ایک جماعت کے مقتول ہونے کے بعد انہیں نکال دیا بغا شرابی جماعت کثیر کے ساتھ باب بغوار یا کی طرف نکلا تھا۔ اس نے ترکوں کو غافل پایا۔ ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا باقی لوگ بھاگ کر اس دروازے سے نکل گئے۔

باب الشماسیہ کی جنگ:

بغا ان سے عصر تک برابر جنگ کرتا رہا' انہیں شکست ہوئی' وہ بھاگے' بغا اس دروازے پر محافظ مقرر کر کے باب الانبار واپس آیا اور اینٹ چونا بھیجنے کا انتظام کیا' دروازے کی نقب کے بند کرنے کا حکم دیا' اور اسی دن باب الشماسیہ پر بھی نہایت شدید جنگ ہوئی تھی۔ جس میں فریقین کی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ بڑی جماعت قتل ہوئی' دوسرے لوگ مجروح ہوئے اس دن جس نے ترکوں سے قتال کیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ یوسف بن یعقوب قومرہ تھا۔

المظفر بن سیسل کا استعفیٰ

اسی سال محمد بن عبداللہ نے المظفر بن سیسل کو یہ حکم دیا۔ کہ وہ الیاسریہ میں لشکر جمع کرے۔ جمعیت فراہم کر کے وہ الکناسہ چلا گیا۔ اور الاشروسنی ملا تو اس نے فوج بھرتی کرنے کا حکم دیا۔ شاکریہ کے آدمیوں کو اس کے ساتھ کر دیا۔ کہ المظفر بھی انہیں کے ساتھ شامل ہو جائے۔ الکناسہ میں چھاؤنی قائم کرے دونوں کا حال ایک ہی رہے اور اس علاقے کا انتظام کرے وہ دونوں اس جگہ ایک زمانے تک رہے اشروسنی نے مظفر کو حکم دیا۔ کہ ترکوں کا حال دریافت کرے کہ ان کے معاملے میں جیسا مناسب سمجھے تدبیر کرے مظفر نے اس سے انکار کیا' ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت لکھ بھیجی اور مظفر نے لکھا کہ وہ الکناسہ کے قیام سے مستعفی ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جنگ کا اہل نہیں ہے' اس کا استعفا منظور ہو گیا اسے واپسی کا اور اپنے گھر ہی میں رہنے کا حکم دیا گیا' لشکر وبہادران لشکر سب کے سب اشروسنی کے سپرد کر دیئے گئے مظفر کے بہادروں کی جمعیت بھی اسی کے ساتھ شامل کر دی گئی' اس علاقے کا وہ تنہا سردار بنا دیا گیا۔

ہشام بن ابی دلف کی مراجعت بغداد:

اسی سال ماہ رمضان میں ہشام بن ابی دلف اور علوی بیرون نینویٰ مل گئے' ان کے ہمراہ بنی اسد کا بھی ایک آدمی تھا۔ انہوں نے قتال کیا جس میں علویوں کے ساتھیوں میں سے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ تقریباً چالیس آدمی مارے گئے۔ دونوں جدا ہو گئے۔ وہ علوی کوفے چلے گئے اور معتز کے لئے وہاں کے باشندوں سے بیعت لینے لگے' ہشام بن ابی دلف بغداد چلا گیا۔

ابوالساج کا ترکوں پر حملہ:

اسی سال ماہ رمضان میں ترکوں اور ابوالساج کے درمیان علاقہ جرجرایا میں ایک جنگ ہوئی جس میں ابوالساج نے انہیں شکست دی ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور دوسری جماعت کو قید کر لیا۔

اشروسنی کا قتل:

۲۹ رمضان کو اشروسنی قتل کر دیا گیا' اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ ابونصر بن بغا جب الانبار اور اس کے قرب وجوار پر غالب آ گیا اور اس علاقے سے ابن طاہر کے لشکروں کو شکست دے کر وہاں سے نکال دیا تو اس نے اپنے لشکر اور اپنے آدمی جانب غربی

بغداد کے اطراف میں پھیلا دیئے۔ ابن ہبیرہ کے محل کی طرف چلا گیا وہیں ابن طاہر کی جانب سے نجوبۃ بن قیس بھی تھا پھر وہ بے لڑے بھڑے بھاگ گیا۔ ابونصر نہر صرصر چلا گیا۔ ابن طاہر کو اس جنگ کی خبر ملی جو ابوالساج اور ترکوں کے درمیان جرجرایا میں ہوئی تھی۔ اس نے اشروسنی کو ابوالساج کے ساتھ شامل ہونے اور مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا' دن بھر چلا اور صبح کو مدائن پہنچا' وہاں اس کی آمد ترکوں کی آمد کے ساتھ ہوئی۔ مدائن میں ابن طاہر کے سردار اور آدمی بھی تھے۔ ان سے ترکوں نے قتال کیا۔ ابن طاہر کے آدمیوں کو شکست ہوئی وہاں جو سردار تھے ابوالساج سے مل گئے اشروسنی نے بھی شدید جنگ کی' ابن طاہر کے آدمیوں کو بھاگتے دیکھا تو وہ بھی اپنے مع اپنے ہمراہیوں کے جو ابوالساج کے پاس جانے کو چلا ہی تھا۔ کہ لوگوں نے اسے پالیا۔ اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابن القواریری کا بیان:

ابن القواریری سے کہ ایک سردار تھا مذکور ہے کہ میں اور ابوالحسین بن ہشام بغداد کے دروازے پر مقرر تھے۔ منکجور باب ساباط پر تنہا مقرر تھا۔ اس کے دروازے کے قریب مدائن کی دیوار میں ایک درز تھی امین نے منکجور سے اس کے بند کرنے کی درخواست کی' اس نے انکار کیا' ترک اسی درز سے گھس آئے اور اس کے ساتھی آئے تو اشروسنی نے ظاہر کیا کہ میں امیر ہوں۔ میں سوار ہوں۔ اور میرے ہمراہ اور بھی سوار ہیں۔ ہم لوگ ساحل پر جا رہے ہیں۔ پیادے کشتیوں پر ہیں۔ اس نے تھوڑی دیر ترکوں کی مدافعت کی پھر وہ خود ابوالساج کے یا اس علاقے کے ارادے سے چلا اور اس کا لشکر بدستور کشتیوں میں رہا۔ میں (ابن القواریری) اس کے بعد پورے ایک گھنٹے تک ٹھیرا رہا۔ میرے زیر ران ایک زرکار زیوروں سے مرصع گھوڑا تھا۔ میں ایک نہر کی طرف چلا گیا۔ ترکوں کو میری اطلاع ہوگئی میں گھوڑے سے اتر گیا۔ انہوں نے میرا ارادہ کیا۔ کہ سنہری گھوڑے والے کو پکڑو' میں نہر سے پیادہ نکلا اپنے ہتھیار بھی پھینک دیئے تھے۔ آخر بچ گیا۔ ابن القواریری اور اس کے ساتھیوں سے ابن طاہر ناخوش ہوا اور انہیں اپنے گھروں میں ہی رہنے کا حکم دیا۔ اشروسنی غرق ہوگیا۔

محمد بن عبداللہ بن طاہر کا فوجی امراء کو مشورہ:

اسی سال ۴ شوال کو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنے ان تمام سرداروں کو جمع کیا جو بغداد کے دروازوں پر محافظ مقرر تھے۔ ان سب سے معاملات میں مشورہ لیا' جتنی ہزیمتیں ان پر نازل ہوئیں۔ ان سے انہیں آگاہ کیا سب نے اس کی مرضی کے موافق جان و مال دینے کا یقین دلایا۔ اس نے جزائے خیر کی دعا دی اور انہیں المستعین کے پاس لے گیا خلیفہ کو اس گفتگو سے جو اس نے ان سے کی اور اس جواب سے جو انہوں نے اسے دیا آگاہ کیا۔ المستعین نے ان لوگوں سے کہا کہ اے گروہ سرداران! اگر میں اپنی ذات یا اپنی سلطنت کے لئے قتال کروں تو تم لوگ میرے ساتھ قتال نہ کرو میں صرف تمہارے مال اور تمہارے عام کے لئے قتال کرتا ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ترکوں اور ان کے مشابہ لوگوں کے آنے سے پہلے تمہارے معاملات تمہاری طرف پھیر دے لہٰذا تم پر خیر خواہی اور ان نافرمانوں کے قتال میں کوشش واجب ہے۔ انہوں نے اچھا جواب دیا۔ انہیں جزائے خیر کی دعا دی اور اپنے مرکز پر واپس جانے کا حکم دیا' وہ واپس چلے گئے۔

ترکوں اور اہل بغداد کی جنگ:

اسی سال ذیقعد کے چند روز گزرنے کے بعد یوم دوشنبہ کو اہل بغداد کی وہ جنگ عظیم ہوئی جس میں انہوں نے ترکوں کو شکست

دی۔ اور ان کے لشکر کو لوٹ لیا۔ اس کا سبب یہ ہوا۔ کہ بغداد کے دونوں جانب کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور پتھر مارنے کے آلات تمام دروازوں پر نصب کر دیئے گئے' شبارات یعنی مسلح چھوٹی چھوٹی کشتیاں دجلے میں چھوڑ دی گئیں' ان کشتیوں سے تمام لشکر باہر نکل آیا۔ ابن طاہر اور بغا اور وصیف جس وقت دونوں فریق جنگ میں مشغول تھے اور جنگ بڑی شدت سے جاری تھی نکل کر باب القطیعہ گئے پھر بذریعہ کشتی باب الشماسیہ گئے ابن طاہر ایک خیمے میں بیٹھ گیا جو اس کے لئے لگایا گیا تھا۔

ترکوں کی شکست وفرار:

بغداد کی ایک تیرانداز جماعت چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر سامنے آئی یہ ایسے قادر انداز تھے کہ بسا اوقات ایک ہی تیر سے کئی اشخاص کو نشانہ بناتے اور قتل کر ڈالتے اس جماعت نے ترکوں کو شکست دی۔ اہل بغداد نے ان کا تعاقب کیا' یہاں تک کہ ترک اپنے لشکر پہنچ گئے اہل بغداد نے ان کا بازار لوٹ لیا۔ اور ان کی کشتی کو جس کا نام الحدیدی تھا اور جو اہل بغداد پر ایک آفت تھی آگ لگا دی' جو اس میں تھا ڈوب گیا ان کی دو جنگی کشتیاں بھی لے لیں ترک اس طرح اپنے منہ کے بل بھاگے کہ پھر پلٹ کر نہ دیکھا' وصیف اور بغا جب کوئی سر لایا جاتا تو کہنے لگتے کہ مدد کرنے خدا کی قسم چلا گیا۔ اہل بغداد نے رودبار تک ان کا تعاقب کیا' ابو احمد بن المتوکل آزاد غلاموں کو واپس بلا رہا تھا۔ اور انہیں یہ خبر دے رہا تھا کہ ''اگر وہ نہ لوٹے تو ان کے لیے کچھ نہ بچے گا' یہ قوم سامرا تک ان کا تعاقب کرے گی' لہٰذا واپس آؤ'' بعض ان میں سے واپس آ گئے' عوام سامنے آ کر مقتولین کے سر شمار کر رہے تھے۔ محمد بن عبداللہ ہر ایک سر لانے والے کو طوق پہنانے اور اسے صلہ دینے لگا۔ یہاں تک کہ سر بہت ہو گئے۔ جو ترک اور آزاد کردہ غلام بغا و وصیف کے ہمراہ تھے۔ ان کے چہروں پر ناگواری ظاہر ہونے لگی' باد جنوبی سے ایک غبار اٹھا اور آتش زدہ چیزوں سے دھواں بلند ہوا۔

الحسن بن الافشین کے جھنڈے ترکوں کے جھنڈوں کے ساتھ آئے آگے ایک سرخ جھنڈا تھا۔ جسے شاہک کے ایک غلام نے چھینا تھا۔ اور اسے ردوبدل کرنا بھول گیا تھا۔ لوگوں نے سرخ جھنڈا اور جو اس کے پیچھے تھا۔ اسے دیکھا تو انہیں یہ وہم ہوا کہ ترک ان پر پلٹ پڑے عوام بھاگے جو رک گیا اس نے یہ ارادہ کیا کہ شاہک کے غلام کو قتل کر دے پھر اسے سمجھ گیا۔ جھنڈا جب پلٹ دیا گیا تو بھاگنے والے بھی پلٹ آئے ترک اپنی چھاؤنی واپس ہو چلے انہیں اہل بغداد کے بھاگنے کی خبر نہ ہوئی ورنہ ان پر حملہ کرتے۔

ابو اسلاسل اور نصر سہلب کی جنگ:

اسی سال ابو السلاسل وکیل وصیف کی علاقہ الجبل میں مغربیوں کے ساتھ جنگ ہوئی اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا۔ کہ مغربیوں میں سے ایک شخص جس کا نام نصر سہلب تھا۔ ایک مغربی جماعت کے ہمراہ ابو الساج تقریباً سو پیادہ و سوار آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا' جب یہ لوگ گئے تو وہ مغربی ایک دم سے جھپٹ پڑے ان میں سے نو آدمی قتل ہوئے اور بیس آدمی قید' نصر سہلب بھاگ کر بچ گیا۔

اس جنگ کے بعد ابن طاہر اور آزاد غلاموں کے درمیان جنگ موقوف ہو گئی' انہوں نے پھر جنگ نہ کی' بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن طاہر اس کے قبل زمانہ صلح میں المعتز کا کاتب تھا۔ جب یہ واقعہ ہوا (یعنی جنگ مستعین ومعتز) تو ابن طاہر سے ناپسندیدگی ظاہر کی گئی پھر اسے (معتز نے) لکھا تو اس نے بیان کیا کہ وہ دوبارہ ایسا کوئی کام نہ کرے گا جسے وہ ناپسند کرے۔

اہل بغداد کا محمد بن عبداللہ سے احتجاج:

اس کے بعد اہل بغداد کے دروازے بند کر دیئے گئے۔تو انہیں یہ محاصرہ شاق گزرا' وہ اسی سال یکم ذیقعدہ یوم جمعہ کو بھوک بھوک چلانے لگے اور اس جزیرے گئے جو ابن طاہر کے گھر کی طرف ہے ابن طاہر نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی جماعت میں سے میرے پاس پانچ مشائخ بھیجو انہوں نے ان کو بھیجا جو اس کے پاس پہنچا دیئے گئے ان سے کہا کہ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جنہیں عوام الناس نہیں جانتے ہیں بیمار ہوں' مجھے امید ہے کہ میں لشکر میں عطا تقسیم کر کے انہیں تمہارے دشمن کے مقابلے میں نکالوں گا۔مشائخ خوش ہو گئے اور بغیر کسی بات کے نکل آئے عوام الناس اور تجار اس کے بعد اس جزیرے کی طرف لوٹے جو ابن طاہر کے گھر کے بالمقابل ہے سب چلانے لگے۔اور اشیاء کی گرانی سے اپنی تکلیف کی شکایت کی' اس نے کسی کو ان کے پاس بھیجا جس نے انہیں تسکین دی' وعدہ کیا اور انہیں امید دلائی ابن طاہر نے صلح کے بارے میں المعتز کے پاس قاصد روانہ کیا اہل بغداد کی حالت پریشان تھی۔

ابن طاہر اور ابواحمد میں مراسلت:

اسی سال نصف ذی قعدہ کو حماد بن اسحاق بن حماد بن زید بغداد آیا اس کی جگہ ابوسعید الانصاری ابواحمد کے لشکر کو بطور ضمانت روانہ کیا گیا۔حماد بن اسحاق ابن طاہر سے تنہائی میں ملا' یہ نہیں بیان کیا گیا۔کہ ان دونوں میں کیا گفتگو ہوئی حماد ابواحمد کے لشکر کی طرف واپس ہوا' پھر حماد ابن طاہر کی طرف واپس آیا' ابن طاہر اور ابواحمد کے درمیان بذریعہ حماد مراسلات جاری ہوئی۔

فوجیوں کا ابن طاہر سے مطالبہ:

۲۳ ذی قعدہ کو ابن طاہر نے ان تمام لوگوں کی رہائی کا حکم دیا۔جو لڑائی میں ابن طاہر کے خلاف ابواحمد کی اعانت کرنے کی وجہ سے قید کئے گئے تھے وہ سب رہا کر دیئے گئے اس کے دوسرے دن پیادہ لشکر کی ایک جماعت اور بہت سے عوام الناس جمع ہو گئے۔لشکر نے اپنی تنخواہیں مانگیں اور عوام نے اس بدحالی کی شکایت کی جس کی وجہ سے وہ تنگ تھے۔سودے کی گرانی اور محاصرے کی شدت کی شکایت کی کہ یا تو نکل کر قتال کر یا ہمیں چھوڑ دے اس نے ان سے بھی نکلنے یا صلح کا دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا اور انہیں امید دلائی' وہ لوگ واپس گئے۔

محافظ پل ابو مالک کا فرار:

۲۵ ذی قعدہ کو قید خانے اور پل اور اس کے گھر کا دروازہ اور جزیرہ لشکر اور آدمیوں سے بھر گیا۔بہت آدمی جزیرے میں آ گئے۔ابن طاہر کے آدمیوں نے کہ جزیرے میں مامور تھے۔ان لوگوں کو ہٹایا۔وہ لوگ شرقی جانب پل کی طرف چلے گئے' عورتوں کا قید خانہ کھول دیا۔جو عورتیں تھیں انہیں نکال دیا۔علی بن جشیار اور جس قدر طبری اس کے ہمراہ تھے۔انہوں نے ان لوگوں کو مردوں کے قید خانے سے روکا' ابو مالک محافظ پل نے انہیں پل سے روکا۔تو انہوں نے اس کا سر زخمی کر دیا۔اور اس کے ساتھیوں کے دو چوپائے زخمی کر دیئے ابو مالک اپنے گھر میں گھس گیا۔اور انہیں تنہا چھوڑ دیا پھر انہوں نے جو کچھ اس کی مجلس میں تھا سب لوٹ لیا۔طبریوں نے ان پر حملہ کر کے دروازوں سے نکال دیا۔انہیں نکال کر دروازے بند کر لئے' پھر ان کی ایک جماعت نکلی' محمد بن ابی

عون بذریعہ کشتی ان کے پاس گیا۔لشکر کے لئے اس نے چار ماہ کی تنخواہ کا ذمہ لیا۔تو وہ لوگ اس بات پر واپس چلے گئے۔ابن طاہر نے ابن جہشیار کے ساتھیوں کو اسی دن ان کی دو ماہ کی تنخواہ دلا دی۔

ابن طاہر کے سرداروں کی معتز کی اطاعت:

انہیں دنوں میں ابواحمد نے پانچ کشتیاں آٹے اور گیہوں اور جو اور باجرے اور چارے کی ابن طاہر کو بھیجیں جب ۴ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ ہوا تو لوگوں کو المستعین کے معزول کرنے اور المعتز کے لیے بیعت لینے کے متعلق ابن طاہر کا خیال معلوم ہوا ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو ابواحمد کے پاس روانہ کیا' یہاں تک کہ انہوں نے المعتز کے لئے اس سے بیعت کر لی' ان میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیئے گئے' عام لوگوں کا گمان یہ تھا۔کہ صلح خلیفۃ المستعین کے حکم سے ہوئی اور المعتز اس کا ولی عہد بنایا گیا۔

رشید بن کاؤس کی معتز کی اطاعت:

جب چار شنبہ کا دن ہوا' تو رشید بن کاؤس جو باب السلامت پر محافظ مقرر تھا۔سردار نہسل بن صخر بن خزیمۃ بن خازم اور عبداللہ بن محمود کے ساتھ نکل کر ترکوں کی طرف روانہ ہوا کہ ان کے ساتھ ہو جائے' تقریباً ایک ہزار ترک سوار ملے' صلح ہو چکی تھی انہیں سلام کیا' جسے پہچانا اسے معانقہ کیا انہوں نے اخلاقاً اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی' اور اسے اور اس کے پیچھے اس کے بیٹے کو لے گئے۔

اہل بغداد کا بلوہ:

جب دوشنبے کا دن ہوا۔تو رشید باب الشماسیہ گیا' لوگوں سے گفتگو کی کہ امیر المومنین اور ابواحمد تمہیں سلام کہتے ہیں۔کہ جو شخص ہماری اطاعت میں داخل ہوگا اسے ہم اپنا مقرب بنالیں گے اور صلہ دینگے' جو اس کے خلاف اختیار کرے گا' تو وہ جانے' اسے عوام نے گالیاں دیں وہ تمام شرقی دروازوں پر اس طرح گھوما اور اسے اور المعتز کو ہر دروازے پر گالیاں دی گئی۔جب رشید نے ایسا کیا تو عام لوگوں کو بھی ابن طاہر کا خیال معلوم ہو گیا۔وہ اس جزیرے کی طرف گئے۔جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل ہے۔اسے پکارنے لگے۔اور نہایت خراب گالیاں دینے لگے۔اس کے دروازے کی طرف گئے وہاں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا راغب خادم ان کی طرف نکلا اور انہیں جو کچھ وہ کر رہے تھے۔اس پر برانگیختہ کیا۔جو کچھ وہ المستعین کی مدد میں کر رہے تھے اس میں زیادت کی درخواست کی' یہ کہہ کر خادم اس عمارت کی طرف گیا۔جس میں لشکر تھا۔انہیں اور ان کے علاوہ ایک دوسری جماعت کو بھی لے گیا۔وہ تقریباً تین سو مسلح آدمی تھے۔وہ ابن طاہر کے دروازے کی طرف گئے جو لوگ اس دروازے پر تھے فتح مند ہوئے۔ان کو انہوں نے دفع کر دیا۔برابر ان کا قتال کرتے رہے' یہاں تک کہ ڈیوڑھی تک پہنچ گئے' اندرونی دروازے کے جلانے کا ارادہ کیا مگر آگ نہ ملی' ان لوگوں نے اس جزیرے میں ساری رات اس طرح گزاری کہ اسے گالیاں دیتے اور برا کہتے رہے۔

ابن شجاع البلخی کا بیان:

ابن شجاع البلخی سے مذکور ہے کہ میں امیر ابن طاہر کے پاس تھا۔وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔جو گالیاں دی جا رہی تھیں۔سن رہا تھا۔یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی ماں کا نام لیا تو وہ ہنسا اور کہا کہ اے ابوعبداللہ مجھے نہیں معلوم کہ انہیں میری ماں کا کیونکر معلوم ہو گیا۔ابوالعباس بن طاہر کی بہت سی باندیاں تھیں۔لوگ جن کا نام نہیں جانتے تھے میں نے جواب دیا۔اے امیر میں نے تجھ

سے زیادہ وسیع الحلم کسی کو نہیں دیکھا اس نے مجھے جواب دیا کہ اے ابوعبداللہ میں نے ان پر صبر سے زیادہ موافق اور کچھ نہ دیکھا۔ اس سے چارہ بھی نہیں۔

مستعین کی عوام کو یقین دہانی:

جب صبح ہوئی تو وہ لوگ دروازے پر آ گئے اور چلانے لگے۔ پھر ابن طاہر المستعین کے پاس گیا۔ اور درخواست کی کہ وہ ان کے سامنے آئے' اور تسکین اور اپنی رائے سے آگاہ کرے۔ مستعین دروازے کے اوپر سے ان کے سامنے آیا۔ لباس خلافت میں ملبوس تھا۔ ابن طاہر اس کے ایک طرف تھا المستعین نے ان سے اللہ کی قسم کھا کر اس تہمت کی تکذیب کی جو ابن طاہر پر لگائی گئی تھی۔ یہ بھی کہا کہ میں بالکل عافیت میں ہوں کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ معزول نہیں کیا گیا ان سے یہ وعدہ کیا کہ وہ کل جمعہ کو نکلے گا۔ کہ انہیں نماز پڑھائے عوام واپس ہوئے۔

فوجی سرداروں کا مطالبہ:

جمعہ کا دن ہوا تو لوگ دوبارہ چلا چلا کر المستعین کو طلب کرنے لگے۔ علی بن جہشیار کے گھوڑے لوٹ لئے جو پل کے شرقی دروازے پر ایک ویران مقام میں تھے۔

جو کچھ ان کے مکان میں تھا۔ سب لوٹ لیا گیا۔ وہ بھاگ گیا۔ دن چڑھے تک اسی طرح برابر کھڑے رہے' وصیف اور بغا اور ان کی ولاد اور موالی اور دونوں کے سردار اور المستعین کے ماموں آئے' سب لوگ دروازے کی طرف گئے وصیف اور بغا اپنی خاص جماعت کے اندر چلے گئے المستعین کے ماموں وصیف وغیرہ کے ہمراہ ڈیوڑھی تک گئے مگر گھوڑے پر سے نہ اترے ابن طاہر کو اطلاع دی گئی اس نے اترنے کی اجازت دی' انہوں نے انکار کیا کہ یہ دن گھوڑوں کی پشت سے اترنے کا نہیں ہے جب تک ہم اور عوام یہ نہ جان لیں کہ ہم کس حال پر ہوں گے۔ قاصد ان کے پاس برابر آمدورفت کرتے رہے۔ اور وہ لوگ انکار کرتے رہے خود محمد بن عبداللہ ان کے پاس گیا سخت اور ان سے اترنے اور المستعین کے پاس چلنے کی درخواست کی۔ انہوں نے اسے آگاہ کیا۔ کہ عوام سخت مضطرب ہیں انہیں صحت کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ تو المستعین کے معزول کرنے اور المعتز کی بیعت کے خیال میں ہے۔ سرداروں کو المعتز کی بیعت کے لئے روانہ کرنا۔ خوف دلانے کا ارادہ کہ حکومت المعتز کی منتقل ہو جائے' ترکوں اور مغربیوں کا بغداد میں داخل کرنا کہ اہل مدائن اور دیہات والوں میں سے جس پر غالب آئیں اس پر اپنی مرضی کے مطابق حکومت کریں اور تیری وجہ سے اہل بغداد شک میں پڑ گئے اور اپنے خلیفہ اور اموال اور اولاد اور اپنی جانوں کے خلاف تجھے ملزم و متہم سمجھے انہوں نے خلیفہ کو مجمع عام میں لانے کی درخواست کی کہ اسے دیکھیں۔

مستعین کا دربار عام:

محمد بن عبداللہ نے ان کے قول کی صحت کو خوب جان لیا اور لوگوں کے کثرت اجتماع اور ان کی فریاد و زاری کی طرف نظر کی تو اس نے المستعین سے باہر نکلنے کی درخواست کی' وہ دار العامہ (دربار عام) کی طرف نکلا جس میں تمام لوگ داخل تھے۔ وہاں اس کے لیے ایک کرسی بچھائی گئی' اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو پہنچایا گیا انہوں نے اسے دیکھا اور نکل کر اپنے پیچھے والوں کو خلیفہ کے بعافیت ہونے کی خبر دی مگر انہوں نے اس پر قناعت نہ کی جب خوب معلوم ہو گیا کہ بغیر نکلے ہوئے انہیں سکون نہ ہوگا۔ لوگوں کی

کثرت بھی معلوم ہو چکی تھی۔ تو بیرونی آہنی دروازہ اس کے حکم سے بند کر دیا گیا‘ المستعین اور اس کے ماموں اور محمد بن موسیٰ المنجم اور محمد بن عبداللہ اس درجے کی طرف گئے جو دارالعامہ کے صحنوں اور ہتھیار کے خزانوں تک پہنچتا ہے۔ ان کے لئے مجلس کی اس سطح پر جہاں محمد بن عبداللہ اور فتح بن سہل بیٹھا کرتا تھا منبر بچھائے گئے۔

مستعین کا نقل مکانی کا وعدہ:

المستعین لوگوں کے روبرو اس طرح آیا کہ قبائے سیاہ میں ملبوس تھا سر و دوش پر رسول ﷺ کی ردائے مبارک تھی۔ ہاتھ میں عصا تھا۔ اس نے لوگوں سے گفتگو کی اور انہیں قسم دی اس چادر کے مالک (ﷺ) کا واسطہ کہ وہ کچھ نہ کریں واپس چلے جائیں کیونکہ میں سالم و محفوظ ہوں‘ مجھے محمد بن عبداللہ کی جانب سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ لوگوں نے اس سے سوار ہونے اور محمد بن عبداللہ کے مکان سے نکلنے کی درخواست کی‘ اس لئے کہ انہیں محمد بن عبداللہ کی جانب سے اطمینان نہ تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ اس کے مکان سے اپنی پھوپھی ام حبیب بنت الرشید کے مکان پر منتقل ہونے کو تیار ہے۔ پہلے مکان کا وہ حصہ جس میں اس کی سکونت مناسب ہے اس کے لئے درست کر دیا جائے۔ اس کا مال و اسباب اور خزانہ اور ہتھیار اور جو کچھ محمد بن عبداللہ کے مکان میں ہے۔ منتقل کر دیا جائے‘ یہ سن کر اکثر لوگ واپس چلے گئے اہل بغداد کو سکون ہو گیا۔

اہل بغداد کی ابن طاہر سے معذرت:

اہل بغداد کا ابن طاہر پر بار بار ہجوم کرنا اور اسے بری باتیں سنانا رنگ لایا۔ ابن طاہر بغداد کے عہدہ داران معاون کے پاس آیا۔ کہ جتنے اونٹ اور گدھے ان کے قابو میں آسکیں‘ مہیا کریں۔ کہ وہ بھی وہاں سے منتقل ہو جائے‘ لوگوں نے بیان کیا کہ اس کا ارادہ تھا۔ کہ مدائن کا قصد کرے اس کے دروازے پر ایک جماعت مشائخ حربیہ اور باشندوں کے معززین کی جمع ہو گئی‘ سب کے سب اس سے معذرت کر رہے تھے۔ اور ان لوگوں کے ناروا برتاؤ کے معاف کرنے کی درخواست کرتے تھے۔ کہ جو کچھ نادانوں نے کیا‘ وہ محض اپنی بدحالی کی وجہ سے کیا۔ جس میں مبتلا تھے۔ اور اس فاقے کی وجہ سے جس نے بھوکوں مار رکھا تھا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابن طاہر نے انہیں نہایت عمدہ جواب دیا۔ پاکیزہ بات کہی ان کی تعریف کی اور جو کچھ ہوا تھا معاف کر دیا۔ ان کا اور ان کے نوجوانوں اور نادانوں کا (مصافحے کے لئے) ہاتھ پکڑنے کو ان کی طرف بڑھا۔ ترک سفر کے متعلق ان کی بات مان لی۔ اور عہدہ داران معاون کو سواریاں روکنے کی ممانعت لکھ دی۔

مستعین کا رزق الخادم کے مکان میں قیام:

ذی الحجہ کے چند دن گزرنے کے بعد المستعین محمد بن عبداللہ کے مکان سے منتقل ہو گیا وہاں سے سوار ہو کر الرصافہ میں رزق الخادم کے مکان پر پہنچا علی بن المعتصم کے مکان سے گزرا تو علی اس کی طرف نکلا اور اس سے اپنے یہاں اترنے کی درخواست کی‘ اس نے اس سے بھی سوار ہونے کو کہا۔ جب رزق الخادم کے مکان پر پہنچا تو وہاں اتر گیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ وہاں شام کو پہنچا‘ پھر جس وقت وہاں پہنچ گیا۔ تو لشکر کے ہر سوار کے لئے دس دس دینار کا اور ہر پیادے کے لئے پانچ پانچ دینار کا حکم دیا۔ المستعین کی سواری کے ساتھ ابن طاہر بھی اس طرح سوار ہوا کہ اُپنے ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے اس کے آگے چل رہا تھا۔ سرداراس کے پیچھے تھے بیان کیا گیا ہے کہ المستعین کے ہمراہ جس رات وہ رزق کے مکان پر منتقل ہوا۔ محمد بن عبداللہ نے ایک ثلث شب تک قیام کیا۔ پھر واپس آیا۔ صبح تک وصیف اور بغا اس کے پاس رہ کر اپنے اپنے مکان چلے گئے۔

ابن طاہر کا عوام سے خطاب:

جب اس شب کی صبح ہوئی جس میں المستعین ابن طاہر کے مکان سے منتقل ہوا تھا۔ تو لوگ الرصافہ میں جمع ہوئے۔ سرداروں اور بنی ہاشم کو ابن طاہر کے پاس جانے اور اسے سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔ کہ جب وہ سوار ہو۔ تو ہم رکاب ہو جائیں۔ اسی روز جب خوب دن چڑھ گیا تو ابن طاہر اس شان کے ساتھ سوار ہوا کہ اس کے تمام سردار سامان سے تیار تھے' گرداگرد پیادہ فوج کے تیر انداز تھے' گھر سے نکلا تو لوگوں کی وجہ سے کھڑا ہو گیا' ان پر عتاب کیا اور قسم کھائی کہ' اس نے امیر المومنین کے (خدا اس کی عزت برقرار رکھے) یا اس کے کسی دوست کے لئے اپنے دل میں کوئی بدی پوشیدہ نہیں کی وہ بجز ان کی اصلاح حال کے اور ایسے امر کے جوان کے لئے مزید نعمت کا موجب ہو۔ اور کچھ نہیں چاہتا۔ انہوں نے اس کے متعلق ایسے امر کا وہم کر لیا۔ جس کا اسے علم بھی نہیں'' یہ باتیں اس درد سے کیں کہ حاضرین کو رلا دیا۔ جو لوگ وہاں موجود تھے۔ اسے دعا دینے لگے۔ وہ پل عبور کر کے المستعین کے پاس چلا گیا۔ کسی کو لوگوں کے بلانے کو بھیجا اس کے پڑوسی اور باشندگان جانب غربی کے معززین بلائے گئے ان سے اس طرح کلام کیا۔ کہ ان پر عتاب بھی تھا۔ اور جو خبریں انہیں پہنچیں ان کے متعلق عذر خواہی بھی وصیف اور بغا کو بغداد کے دروازوں پر گھومنے والوں کی نگرانی کے لئے روانہ کیا' ان دونوں نے صالح بن وصیف کو باب الشماسیہ پر محافظ مقرر کیا تھا۔

علی بن یحییٰ اور محمد بن عبداللہ میں سخت کلامی:

مذکور ہے کہ المستعین کو محمد کے مکان سے منتقل ہونا پسند نہ تھا' وہ اس لئے وہاں سے منتقل ہوا۔ کہ جمعہ کے روز جب لوگوں کو ابن طاہر کی کھڑکی کا دروازہ کھولنا دشوار ہوا تو وہ مٹی کے تیل والوں کو چھوٹی کشتیوں میں سوار کر لائے کہ اسے آگ لگا دیں۔ مذکور ہے کہ ایک جماعت جن میں کنجور بھی تھا۔ ابو احمد کی جانب سے باب الشماسیہ پر آ کر ٹھیری' انہوں نے ابن طاہر کو بلایا' کہ اس سے گفتگو کریں۔ اس نے وصیف کو لکھ کر اس جماعت کی خبر دی کہ المستعین کو اس کی اطلاع کرے' وہ اس معاملے میں جو مناسب سمجھے حکم دے' المستعین نے معاملہ اسی کے اختیار میں دے دیا۔ کہ ان تمام امور کی تدبیر اسی کے سپرد ہے جس طرح مناسب سمجھے کرے۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ علی بن یحییٰ بن ابی منصور المنجم نے اس معاملے میں محمد بن عبداللہ سے سخت کلامی کی' محمد بن ابی عون نے اس پر حملہ کیا اور اسے گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا۔

سعید بن حمید کا بیان:

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور عبیداللہ ابن یحییٰ ابن طاہر سے تنہائی میں ملے اس سے باتیں بناتے رہے۔ اور اسے صلح کے حق میں مشورہ دیتے رہے۔ کبھی اس کے پاس کوئی دوسری جماعت ہوتی تھی وہ لوگ صلح کی مخالفت میں گفتگو کرتے تھے تو ابن طاہر مخالفین صلح کے روبرو بات بدل دیتا تھا۔ اور ان سے علیحدہ ہو جاتا تھا۔ جب یہ تینوں آتے تھے تو ان کے سامنے آتا تھا۔ اور ان سے گفتگو اور مشورہ کرتا تھا۔

انہی میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سعید بن حمید سے کہا کہ کوئی بات سوائے اس کے مناسب نہ تھی کہ المستعین کی ابتدا ہی میں مداہنت پر سب کا اتفاق ہو جاتا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں بھی چاہتا تھا کہ ایسا ہی ہو۔ خدا کی قسم وہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ اس کے ساتھیوں کو مدائن اور انبار سے شکست دے دی گئی' یہاں تک کہ اس جماعت کے کاتب کو بھی' اس نے انہیں اس وقت جواب دیا۔ جب کہ انہوں نے اس سے اپنا حق مانگا۔

احمد بن یحییٰ کی مستعین کے خلاف شکایت:

مجھ سے احمد بن یحییٰ النحوی نے بیان کیا جو ابن طاہر کے فرزند کا اتالیق تھا کہ محمد بن عبداللہ المستعین کی امداد میں برابر سعی کرتا رہا' یہاں تک کہ عبیداللہ بن یحییٰ ابن خاقان نے اسے طیش دلا دیا کہا کہ '' خدائے تعالیٰ تیری عمر دراز کرے تو جس شخص کی مدد کرتا ہے۔ اوراس کے معاملے میں کوشش کرتا ہے وہ نفاق میں سب سے بڑھا ہوا ہے' اس کا دین بھی سب سے زیادہ ناپاک ہے خدا کی قسم اس نے وصیف و بغا کو تیرے قتل کا حکم دیا تھا۔ مگر انہوں نے اسے بہت برا سمجھا اور ایسا نہیں کیا' جو حالت میں نے اس کی بیان کی اگر تجھے اس میں شک ہو تو دریافت کر' تجھے معلوم ہو جائے گا' اس کے نفاق کی یہ کھلی ہوئی علامت ہے کہ جب وہ سامرا میں تھا۔ تو اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھتا تھا جب وہ تیرے سامنے آیا تو تیرے دکھانے کے لئے بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ تو اپنے دوست اور داماد اور تربیت یافتہ کی مدد چھوڑ دی'' اسی قسم کی اس سے باتیں کیں۔ محمد بن عبداللہ نے کہا۔ کہ خدا ایسے شخص کو غارت کرے جو نہ ہی دین کے لئے مناسب ہے نہ دنیا کے لئے۔

عبیداللہ بن یحییٰ کی مخالفت:

احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سب سے پہلے شخص جس نے اس مجلس میں محمد بن عبداللہ کو المستعین کے معاملے میں کوشش سے باز رکھنے میں پیش قدمی کی وہ عبیداللہ بن یحییٰ تھا۔ اس امر پر احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد نے عبیداللہ بن یحییٰ کی اعانت کی وہ اس کے درپے رہے یہاں تک کہ المستعین کی مدد کے بارے میں محمد بن عبداللہ کی جو رائے تھی اس سے اسے پھیر دیا۔

مستعین کی امامت نماز:

اسی سال عیدالاضحیٰ کے دن المستعین نے اس جزیرے میں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابلے میں تھا' لوگوں کو نماز عید پڑھائی' المستعین نماز کے لئے اس شان سے سوار ہوا کہ آگے عبیداللہ بن عبداللہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں سلیمان کا نیزہ تھا۔ الحسین بن اسمٰعیل کے ہاتھ میں خلافت کا نشان تھا۔ وصیف اور بغا المستعین کی حفاظت کر رہے تھے محمد بن عبداللہ بن طاہر ہم رکاب سوار نہ ہوا۔ عبداللہ بن اسحاق نے نماز عید الرصافہ میں پڑھی۔

مستعین اور محمد بن عبداللہ کی گفتگو:

یوم پنج شنبہ کو محمد بن عبداللہ سوار ہو کر المستعین کے پاس گیا۔ اس کے پاس چند فقہا اور قاضی موجود تھے' مذکور ہے کہ اس نے المستعین سے کہا کہ تو نے مجھے اختیار دیا تھا کہ میں جس امر کا قصد کروں تو میرے ہی امر کو نافذ کر دے گا۔ اس بات کے متعلق میرے پاس تیرے قلم کا رقعہ موجود ہے۔ المستعین نے کہا کہ وہ رقعہ پیش کر' اس نے وہ رقعہ پیش کیا تو اتفاقاً اس میں صلح کا ذکر تھا۔ معزولی کا ذکر نہ تھا۔ المستعین نے کہا کہ ہاں صلح کو نافذ کر دے الخلنجی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین وہ تجھ سے یہ چاہتا ہے کہ تو اس قمیض (خلافت) کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنایا ہے۔ علی بن یحییٰ المنجم نے گفتگو شروع کی' اس نے محمد بن عبداللہ کو سخت باتیں کہیں اس کے بعد محمد بن عبداللہ سوار ہو کر چلا گیا۔ یہ واقعہ نصف ذی الحجہ کا ہے جب کہ المستعین الرصافہ میں تھا۔

محمد بن عبداللہ کی مراجعت:

محمد بن عبداللہ واپس ہوا۔ اس کے ہمراہ وصیف اور بغا بھی تھے۔ وہ سب کے سب روانہ ہو کر باب الشماسیہ تک پہنچے محمد بن

عبداللہ اپنے ہی گھوڑے پر کھڑا ہو گیا۔ اور وصیف اور بغا الحسن بن الافشین کے مکان چلے گئے لوگ دیوار فصیل سے ٹوٹ پڑے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولا جا سکا' اس کے قبل ایک بڑی جماعت نکل کر ابو احمد کے لشکر گئی تھی۔ لشکر کے لوگوں نے جو چاہا خریدا۔ باب الشماسیہ کی طرف نکلے تو احمد کے ساتھیوں میں یہ اعلان کیا گیا۔ کہ اہل بغداد میں سے کسی سے کچھ نہ خریدا جائے۔ اہل لشکر خریدنے سے روک دیئے گئے۔ محمد ابن عبداللہ کے لئے باب الشماسیہ پر ایک بہت بڑا سرخ خیمہ نصب کیا گیا تھا ابن طاہر کے ہمراہ بندار طبری اور ابوالسنا اور تقریباً دو سو سوار اور دو پیادے بھی تھے۔

ابن طاہر اور ابواحمد کی گفتگو:

ابواحمد ایک بڑے مجمع میں آیا' خیمے کے قریب آیا۔ تو مجمع سے نکل کر محمد ابن عبداللہ کے ہمراہ خیمے میں داخل ہو گیا۔ لشکر والے جوان دونوں کے ہمراہ تھے ایک کنارے کھڑے رہے ابن طاہر اور ابواحمد نے طویل گفتگو کی دونوں خیمے سے باہر نکل آئے ابن طاہر بڑے مجمع میں اپنے خیمے سے اپنے مکان گیا۔ مکان پہنچ گیا تو مجمع سے نکل کر سوار ہو کر المستعین کے پاس چلا کہ جو گفتگو اس کے اور ابواحمد کے درمیان ہوئی اس کی اطلاع دے عصر تک وہیں ٹھیر کے واپس آیا۔

مذکور ہے کہ ابن طاہر یہ طے کر کے جدا ہوا کہ اسے (ابن طاہر کو) پچاس ہزار دینار اور تیس ہزار دینار سالانہ آمدنی کی جاگیر دی جائے گی اور اس کا قیام بغداد میں رہے گا۔ یہاں تک ان کے لیے اتنا مال جمع ہو جائے جو لشکر میں تقسیم ہو سکے' یہ بھی طے کیا کہ بغا مکہ مدینہ اور حجاز کا والی بنایا جائے گا۔ وصیف الجبل اور اس کے مضافات کا جو مال آئے گا اس میں ایک تہائی محمد بن عبداللہ کا اور لشکر بغداد کا ہوگا۔ اور دو تہائی آزاد غلاموں اور ترکوں کے ہوں گے۔

امراء کو عہدے عطا کرنے کے وعدے:

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن اسرائیل جب المعتز کے پاس گیا تو اس نے اسے ڈاک کے محکمے کا والی بنا دیا۔ اور وعدہ کر لیا کہ وہ وزیر ہوگا' عیسیٰ بن فرخان شاہ دیوان خراج پر اور ابونوح مہر اور فرمان جاری کرنے پر مامور کئے جائیں گے۔ ان لوگوں نے سب عہدے تقسیم کر لئے موسم (حج) کی خیریت کا لفافہ بغداد میں آیا تو ابواحمد کے پاس بھیج دیا گیا۔

مستعین کا معزول ہونے سے انکار:

بیان کیا گیا ہے۔ اسی سال ۱۶ ذی الحجہ کو ابن طاہر معزولی کے متعلق گفتگو کرنے کو سوار ہو کر المستعین کے پاس گیا' اس سے گفتگو کی' مگر المستعین نے انکار کیا۔ المستعین نے یہ گمان کیا کہ وصیف و بغا اس کے ہمراہ ہیں اور المستعین کے عیب ظاہر کر رہے ہیں۔ المستعین نے کہا کہ یہ میری گردن ہے اور تلوار جب اس نے اس کا انکار دیکھا تو واپس آ گیا۔

المستعین نے علی بن یحییٰ المنجم اور اپنے معتمدین کی ایک جماعت کو ابن طاہر کے پاس بھیجا کہ اس سے کہو کہ "خدا سے ڈر۔ میں تو تیرے پاس صرف اس لئے آیا تھا۔ کہ تو میری مصیبت کو دفع کرے گا۔ اگر تو میری مصیبت کو دفع نہیں کرتا تو کم از کم میری مخالفت ہی سے باز رہ" اس نے اسے یہ جواب دیا کہ "بہر حال میں تو اپنے گھر میں بیٹھتا ہوں۔ مگر تیرے لئے معزولی ضروری ہے۔ خوشی سے ہو یا زبردستی سے"۔

ابن طاہر کا مستعین کو مشورہ:

علی بن یحییٰ سے مذکور ہے کہ اس نے ابن طاہر سے کہا کہ تو اس سے یہ کہہ کہ اگر تو خلافت سے از خود معزول ہو گیا' تو کچھ خوف

نہیں مگر خدام کی قسم اگر تو نے اسے اس طرح پارہ پارہ کر دیا۔ کہ وہ جڑ نہ سکے۔ اور اس میں تو نے کوئی بھلائی نہ چھوڑی تو تیرے لئے خطرہ ہے۔ پھر جب المستعین اپنی حکومت کا ضعف اور اپنے مددگاروں کی ترک نصرت دیکھی تو اس نے معزولی کو قبول کر لیا۔

مستعین کا مطالبہ:

۱۸ ذی الحجہ کو پنج شنبہ کا دن ہوا تو ابن طاہر نے ابن الکرو یہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الاصغر ابن المنصو راور الخلنجی کو موسیٰ بن صالح بن شیخ کو ابو سعید الانصاری کو احمد بن اسرائیل کو محمد بن موسیٰ المنجم کو ابو احمد کے لشکر کو بھیجا کہ اسے محمد کا وہ خط پہنچا دیں جو ان اشیاء کے متعلق ہے۔ جو المستعین نے خلافت سے اپنے معزول کرنے تک چاہی ہیں۔ ان لوگوں نے وہ خط پہنچا دیا ابو احمد نے جو کچھ اس نے طلب کیا تھا۔ قبول کر لیا۔ اور یہ جواب لکھا کہ ''ان کو مدینہ رسول خدا ﷺ میں جاگیر اور جگہ دی جائے گی۔ اور ان کی آمد و رفت مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ تک ہو سکے گی''۔

ابن طاہر نے یہ جواب پہنچا دیا، مگر المستعین نے اس پر قناعت نہ کی اصرار تھا۔ کہ ان کا مطالبہ براہ راست المعتز تک پہنچا دیا جائے، المعتز اپنے قلم سے اس کی منظوری لکھیں ابن الکرو یہ اس درخواست کو لے کر روانہ ہو گیا۔

مستعین کی معزولی قبول کرنے کی وجہ:

المستعین کا معزولی کو قبول کر لینے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا۔ یہ ہوا کہ ابن طاہر اور وصیف اور بغا نے اس معاملے میں اس سے گفتگو کی اور اس کا مشورہ دیا۔ تو اس نے انہیں سخت جواب دیا۔ وصیف نے کہا کہ ''تو نے ہمیں باغر کے قتل کا حکم دیا۔ ہم نے امتثال امر کیا۔ اور تو ہی نے ہمارے سامنے اتامش کا قتل پیش کیا۔ تو نے کہا کہ محمد خیر خواہ نہیں''۔ یہ لوگ مستعین کو برابر خوف دلاتے رہے اور حیلہ سازی کرتے رہے۔

محمد بن عبداللہ نے اس سے کہا تو نے مجھ سے یہ کہا تھا۔ کہ ہماری حالت درست نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ ہم دونوں (وصیف و بغا) سے راحت حاصل کر لیں'' (یعنی دونوں کو قتل کر دیں) پھر جب ان سب کی گفتگو متفق ہو گئی تو اس نے ان کی جانب سے معزولی کا یقین کر لیا۔ جو شرائط اپنے لئے مناسب سمجھیں لکھ دیں۔ یہ واقعہ ۱۹ ذی الحجہ کا ہے۔

فوجی سرداروں کی طلبی:

جب ۲۰ ذی الحجہ یوم شنبہ ہوا تو محمد بن عبداللہ سوار ہو کر الرصافہ گیا اور تمام قاضی اور فقہا ایک ایک گروہ بنا کر المستعین کے پاس لائے گئے انہیں اس امر کا گواہ بنایا کہ اس نے اپنا معاملہ محمد بن عبداللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے پاس دربانوں اور خادموں کو لے گیا۔ اس سے نشان خلافت لے لیا۔ اس کے پاس ٹھیرا رہا یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ صبح اس طرح ہوئی کہ لوگ مختلف قسم کی خوفناک خبریں مشہور کر رہے تھے ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ ہر سردار اپنے دس دس باوجاہت ساتھیوں کو لے کر اس کے پاس آئے وہ لوگ اس کے پاس آئے انہیں اندر لے گیا۔ امید دلائی کہ میں نے جو کچھ کیا اس سے میرا مقصد تم لوگوں کی بہتری اور سلامتی ہے۔ خون ریزی بند کر دی۔

مستعین و ابن طاہر کی شرائط:

المعتز کے حضور میں ان شرائط کو لے جانے کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا۔ جو اس نے المستعین کے لئے اور اپنے لئے اور اپنے سرداروں کے لئے قرار دیا تھا۔ مدعا یہ تھا۔ کہ اس معاملے میں المعتز اپنے قلم سے فرمان جاری کرے وہ لوگ المعتز کے پاس

گئے المستعین اور ابن طاہر نے‘ جن شرائط کی اپنے اپنے لئے درخواست کی تھی۔معتز نے سب کی منظوری کا فرمان اپنے قلم سے لکھ دیا۔ سب لوگ گواہ ہو گئے المعتز نے قاصدوں کو خلعت دیئے سب کو تلواریں دیں اور وہ لوگ بغیر جائزہ دیئے اپنا اسباب دکھائے واپس چلے گئے۔ان کے ہمراہ اپنے پاس سے ایک جماعت کو المستعین سے اپنی بیعت لینے کے لئے روانہ کیا۔اور (ہمراہی کے لئے) نہ لشکر کا حکم نہیں دیا۔سعید بن صالح کے ساتھ المستعین کی ماں اور اس کی بیٹی اور تلاش کے بعد اس کے کنبے والے روانہ کر دیے ت۔ اور ان سات سے بعض چیزیں لے لی گئیں المعتز کے ہاں سے واپس آنے کے بعد ۳ محرم ۲۵۲ھ کو قاصد بغداد پہنچے۔

متفرق واقعات:

مذکور ہے کہ المعتز کے قاصد جب الشماسیہ پہنچے تو ابن سجارہ نے کہا کہ مجھے اہل بغداد سے اندیشہ ہے اس لئے یا تو المستعین کو الشماسیہ لایا جائے یا محمد ابن عبداللہ کے مکان کہ وہ المعتز کی بیعت کرے اور اپنے آپ کو معزول کرے اور اس سے عصا اور ردائے مبارک لی جائے۔

اسی سال ربیع الاول میں الکوکبی کا قروین وزنجان میں ظہور ہوا۔علاقے پر قابض ہو کر وہاں سے آل طاہر کو نکال دیا۔الکوکبی کا نام الحسین تھا‘ ابن احمد بن اسمٰعیل ابن محمد بن اسمٰعیل الارقط بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اسی سال بنی عقیل نے جدہ کے راستے میں ڈاکہ ڈالا‘ جعفر بشاشات نے ان سے جنگ کی اہل مکہ کے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے‘ ڈاکے کے وقت بنی عقیل کا کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا:

”تجھ پر دو کپڑے ہیں حالانکہ میری ماں برہنہ ہے۔اے حرام زادے! اپنا ایک کپڑا میرے لئے ڈال دے“۔

جب بنی عقیل نے جو کرنا تھا‘ وہ کیا‘ تو مکہ میں سودا گراں ہو گیا۔اعراب نے دیہات کو لوٹ لیا۔

اسمٰعیل بن یوسف کا ظہور:

اسی سال ماہ ربیع الاول میں اسمٰعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ ابن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مکہ میں ظہور ہوا‘ مکہ کا عامل جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھاگ گیا۔اسمٰعیل بن یوسف نے جعفر کا مکان اور افسران خلافت کے گھر لوٹ لئے لشکر کو اور اہل مکہ کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔جو مال نہر کی درستی کے لئے لایا گیا تھا‘ اور جو سونا چاندی اور خوشبو اس کے خزانوں میں تھی وہ سب اور غلاف کعبہ لے لیا۔لوگوں سے تقریباً دو لاکھ دینار لے لئے مکہ کو لٹوا دیا۔اور اس کے بعض حصوں کو جلا دیا۔وہاں سے پچاس دن کے بعد نکل کر مدینہ چلا گیا‘ علی بن الحسین بن اسمٰعیل عامل مدینہ (مارے خوف کے) پوشیدہ ہو گیا۔

محاصرہ مکہ:

اسمٰعیل رجب میں مکہ واپس آیا۔شہر کا محاصرہ کر لیا۔باشندے بھوک اور پیاس سے مردہ بن گئے۔اور روٹی کی قیمت ایک درہم میں تین اوقیہ گوشت چار درہم میں ایک رطل اور ایک صراحی پانی تین درہم کو ملنے لگا۔اہل مکہ کو پوری مصیبت آ گئی‘ ستاون دن کے قیام کے بعد جدہ چلا گیا۔غذا روک لی‘ تجار کے اور کشتی والوں کے لئے‘ یمن سے گیہوں اور جوار مکہ بھیجی گئی‘ پھر قلزم کی کشتیاں پہنچیں اسمٰعیل بن یوسف موقف (میدان عرفات) میں آیا۔یہ یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) تھا۔موقف میں محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور المقلب کعب البقر اور عیسیٰ بن المحز ومی سالار فوج مکہ بھی تھا۔المعتز نے ان دونوں کو وہاں روانہ کیا تھا۔اسمٰعیل نے ان سے قتال کیا۔ جس میں گیارہ سو حجاج مقتول ہوئے‘ لوگوں کا مال چھین لیا گیا۔اور وہ مکہ کی طرف بھاگے اور عرفات میں نہیں ٹھیرے نہ دن کو نہ رات کو اسمٰعیل اور اس کے ساتھی ٹھیر گئے پھر وہ جدہ لوٹا اور وہاں کے مال فنا کر دیئے۔

باب ۵

خلیفہ المعتز باللہ

۲۵۲ھ کے واقعات

مستعین باللہ کی معزولی:

منجملہ ان واقعات کے المستعین احمد بن محمد بن المعتصم کا اپنے آپ کو خلافت سے معزول کرنا المعتز محمد ابن جعفر المتوکل محمد بن المعتصم سے بیعت المعتز کے لئے بغداد کے دونوں منبروں پر اور ہر دو جانب کی دونوں مسجدوں میں جانب شرقی میں بھی اور جانب غربی میں بھی اسی سال ۴ محرم یوم جمعہ کو دعا کرنا اور جو لشکر اس روز بغداد میں تھے۔ ان سے اس کی بیعت لینا ہے۔

مذکور ہے کہ ابن طاہر سعید بن حمید کے ہمراہ المستعین کے پاس جس وقت اس نے اس کے لئے شرائط امان لکھیں کہا کہ اے امیر المومنین سعید نے شرائط نامہ لکھ دیا۔ اور اس میں حد درجہ مضبوطی کر دی ہم اسے آپ کو سنانا چاہتے ہیں آپ سن لیجئے المستعین نے جواب دیا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں (سننے کی ضرورت نہیں) کیونکہ تو نے خود اسے نہیں چھوڑا۔ اے ابو العباس کیونکہ کوئی قوم خدا کے فضل سے تجھ سے زیادہ آگاہ نہیں حالانکہ ان سے پہلے تو خود اپنے اوپر ان شرائط کو مضبوط کر چکا ہے آخر وہی ہوا۔ جو تو نے جان لیا تھا محمد نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔

مستعین کی خلیفہ معتز کی بیعت:

جب المستعین نے المعتز سے بیعت کر لی اور بغداد میں اس کی بیعت لے لی اور اس پر بنی ہاشم اور قاضیوں اور فقہا اور سرداروں کو گواہ بنا دیا۔ تو اس جگہ سے جہاں وہ الرصافہ میں تھا مع اپنے عیال اور اولاد اور باندیوں کے المخرم میں کہ الحسن ابن سہل کے محل کا نام تھا منتقل ہو گیا ان سب کو انہوں نے وہاں اتار لیا اور ان پر سعید بن رجاء الحصاری وکیل بنا دیا گیا۔ المستعین سے مہر اور عصا اور چادر مبارک لے لی گئی اور عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کے ہمراہ روانہ کر دی گئی اور یہ بھی لکھا گیا۔

مستعین کا معتز کے نام خط:

اما بعد سب تعریف اس اللہ کے لئے جو اپنی رحمت سے اپنی نعمتیں پوری کرنے والا ہے اور اپنے فضل سے اپنے شکر کا راستہ بتانے والا ہے اللہ اپنی رحمت کاملہ بھیجے محمد ﷺ پر جو اس کے بندے اور اس کے ایسے رسول ہیں جن میں وہ تمام فضائل جمع کر دیئے گئے جو ان کے قبل کے رسولوں میں متفرق تھے۔ جنہوں نے اپنی میراث کو اس شخص کی طرف پھیر دیا۔ جسے اپنی خلافت کے لئے مخصوص کیا اللہ تعالیٰ آپ پر سلام کامل نازل فرمائے میری یہ تحریر ایک ایسے خلیفہ کے نام ہے کہ اللہ نے جس معاملے کو مکمل کر دیا جسے رسول ﷺ کی میراث اس شخص سے لے کر سپرد کر دی گئی جس کے پاس تھی میں نے یہ تحریر امیر المومنین کی خدمت میں عبید اللہ بن

عبداللہ غلام آزاد امیر المومنین کے ہاتھ بھیجی ہے جو امیر المومنین کا فرماں بردار ہے''۔

المستعین کو مکہ جانے سے روک دیا گیا۔ اس نے بصرے میں ٹھیرنا پسند کیا' سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ محمد بن موسیٰ بن شاکر نے کہا کہ بصرہ ایک وبائی مقام ہے تو نے وہاں اترنا کیسے پسند کر لیا۔ المستعین نے جواب دیا کہ وہ زیادہ وبائی ہے یا ترک خلافت۔

متوکل کی باندیوں سے مستعین کی علیحدگی:

مذکور ہے کہ قرب جو بہت بڑی باندی تھی المستعین کے پاس المعتز کا پیام لائی جس میں یہ درخواست تھی کہ المستعین المتوکل کی ان تینوں باندیوں سے علیحدہ ہو جائے جن سے المستعین نے عقد کر لیا تھا۔ وہ ان سے علیحدہ ہو گیا۔ اور ان کا معاملہ انہی کے سپرد کر دیا۔ اس کے پاس جواہرات کی دو انگوٹھیاں تھیں۔ جن میں سے ایک کا نام البرج تھا۔ اور دوسری الجبل محمد بن عبداللہ نے (ان دونوں کے لئے) المعتز کی خواص قرب کی ایک جماعت کو بھیجا' اس نے وہ دونوں انگوٹھیاں انہیں دے دیں وہ لوگ انہیں محمد بن عبداللہ کے پاس لے آئے۔ محمد بن عبداللہ نے انہیں المعتز کے پاس روانہ کر دیا۔

۶ محرم کو جیسا کہ بیان کیا گیا بغداد میں دو سو سے زائد کشتیاں آئیں جن میں مختلف اقسام کا مال تجارت اور بہت سی بھیڑیں تھیں۔

مستعین کی روانگی واسط:

المستعین کو محمد بن مظفر بن سیسل اور ابن ابی حفصہ کے ہمراہ تقریباً چار سو سوار و پیادہ فوج کے ساتھ واسط روانہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد عیسیٰ بن فرخان شاہ اور قرب ابن طاہر کے پاس آئے کہ وہ یاقوت جو نشان خلافت ہے احمد بن محمد نے اپنے پاس روک لیا ہے ابن طاہر نے الحسین بن اسمٰعیل کو (احمد بن محمد کے پاس اس یاقوت کے لئے) بھیجا' اس نے وہ قاقوت اسے نکال کر دے دیا۔ دیکھا کہ وہ ایک قیمتی یاقوت ہے۔ جو چار انگل چوڑا اور چار انگل لمبا ہے اور اس پر اس کا نام لکھا ہوا ہے' قرب کو یاقوت دے دیا گیا جو اسے المعتز کے پاس لے گئی۔

احمد بن اسرائیل کی وزارت:

المعتز نے احمد بن اسرائیل کو وزیر بنایا' خلعت دیا اور اس کے سر پر تاج رکھا۔ اسی سال ۱۲ محرم یوم شنبہ کو ابواحمد سامرا روانہ ہوا' محمد بن عبداللہ اور الحسن ابن مخلد نے اس کی مشائعت کی۔ اس نے محمد بن عبداللہ کو پانچ خلعت دیئے۔ اور ایک تلوار' محمد بن عبداللہ دربار سے واپس آیا۔

عوام پر مستعین کی معزولی کا اثر:

بعض شعراء نے المستعین کی معزولی کے بارے میں نظمیں کہیں:

نظم

احمد بن محمد کی خلافت چھین لی گئی۔ عنقریب اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ یا اسے معزول کر دیا جائے گا۔

اس کے باپ کی اولاد کی سلطنت اس طرح زائل ہوتی ہے۔ کہ ان میں سے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو مالک ہو کر اس سے فائدہ حاصل کرے۔

مزید برآں اے اولادِ عباس بے شک تمہارا راستہ تم نے اپنی دنیا میں پیوند لگایا۔
اپنی رعیت کے قتل میں ایک کشادہ راستہ ہے۔ جس سے تمہاری حیات ایسی شکستہ ہوگئی کہ اس میں پیوند نہیں لگ سکتا۔

بعض اہل بغداد نے حسب ذیل اشعار کہے۔

میں تجھے فراق سے نالاں دیکھتا ہوں۔
اس لئے کہ امام کی صبح اس طرح ہوئی کہ وہ معزول کر کے نکال دیا گیا تھا۔

امام ایسا تھا کہ سارا زمانہ جس کی وجہ سے خوشی سے ہنستا تھا۔
طالب بہار کے لئے وہ بہار تھا۔

اے جماعت اہل آفاق تو گردش روزگار سے غافل نہ ہو۔
بے شک زمانہ ہی مجموع کو منتشر کر دیتا ہے۔

خلافت کا لباس پہنا اور اسے اس نے اس طرح بدلا کہ محبت سے
تمام مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے۔

زمانے کے ہاتھ نے اسے جنگ میں مشغول کر کے اس پر ظلم کیا۔
حالانکہ وہ جنگ سے دور تھا۔

ترک سرکشی کی وجہ سے اس سے برگشتہ ہو گئے۔
تو وہ اس حالت میں ہو گیا کہ اس کا خوف جاتا رہا اس پر خوف ہونے لگا۔

اس نے ان پر حملہ کیا انہوں نے اس پر حملہ کیا۔ قدرت نے اسے مراتب عالیہ سے ہٹا دیا۔
پوشیدہ لشکر کے ہاتھوں نے سروں کا خون لے لیا وہ واسط میں اس طرح مقیم ہو گیا کہ اب واپسی کا خیال بھی کر سکتا۔

ان لوگوں نے اس کے ساتھ بے وفائی بھی کی مکاری بھی کی، خیانت بھی کی،
حالانکہ وہ بستر سے لگا رہا اور بحالت خواب معاہدہ کرتا رہا۔

ان لوگوں نے ہر طرف سے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔
حالانکہ وہ اس کے مطیع تھے۔ اس کے قبل جب کہ وہ محفوظ تھا۔

اگر خود اس نے جنگ بھڑکائی ہوئی ہوتی۔
وہ جنگ کی ملاقات کے لئے زرہ پہن لیتا۔

یہاں تک کہ وہ اپنے پوشیدہ لشکر کو پوشیدہ لشکر سے ٹکرا دیتا۔
پھر جو جنگ کی ملاقات کے لئے زرہ پہن لیتا۔

یہاں تک کہ وہ اپنے پوشیدہ لشکر کو پوشیدہ لشکر سے ٹکرا دیتا۔
پھر جو جنگ کا ارادہ کرتا وہ بچھڑ جاتا۔

تو وہ اس حالت میں ہوتا کہ زمانے کے فریب پر وہ حرام ہوتا، یعنی زمانہ اسے فریب نہ دے سکتا۔
اور جب کمینوں نے اس سے بے وفائی کی تو محفوظ ہوتا۔

لیکن اس نے دوست کی رائے اور اس کی سرزنش نہ مانی۔
اور بدعہدی کرنے والوں کی بات کا فرماں بردار۔

سلطنت کا ایسے بادشاہ کے لئے غلبہ نہیں رہتا۔
جو درست رائے کو ضائع کر دیتا ہو۔

وہ آپ ہی اپنے کو دھوکا دیتا رہا۔
یہاں تک کہ اپنے ملک سے فریب دے کے نکال دیا گیا۔
ابن طاہر نے اس بیعت کے عوض اپنا دین فروخت کر دیا۔
جس بیعت کے ساتھ امام کی سلطنت نے محفوظ ہو کر شام کی تھی۔
اس نے خلافت اور رعیت کو اس سے چھین لیا تو وہ بھی ایسا ہو گیا کہ۔
رسول اللہ ﷺ کے پروردگار کا دین اس سے چھین لیا گیا۔
اس کی وجہ سے وہ بالضرور تلخ پیالے پئیے گا۔
اور بالضرور اس کے ہاتھ سے ذلیل کیا جائے گا۔

مستعین کی معزولی پر محمد بن مروان کے اشعار:

محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان نے اس وقت یہ اشعار کہے جس وقت المستعین معزول ہو کر واسط چلا گیا:

بے شک تمام امور المعتز کی جانب واپس آ گئے۔
جس سے مدد مانگی جاتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) وہ بھی اس کے حالات کی طرف متوجہ ہوا۔
اور وہ (المستعین) جانتا تھا کہ سلطنت اس کے لئے نہیں ہے۔
اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ (سلطنت) تیرے لئے ہے لیکن اس نے اپنے آپ کو دھوکا دیا ہے۔
اور اس مالک الملک (مالک سلطنت) نے جو سلطنت کا دینے والا بھی ہے۔ اور اس کے چھین لینے والا بھی ہے۔
تجھے سلطنت عطا کر دی اور اس سے سلطنت چھین لی۔
بے شک خلافت اس کے لئے مناسب نہ تھی۔
وہ اس عورت کے مثل تھی جس سے متع کے طور پر عقد کیا گیا ہو۔
لوگوں کے نزدیک اس کی بیعت کس قدر قبیح تھی۔
اور کیسا اچھا ہے لوگوں کا یہ قول کہ وہ معزول کر دیا گیا۔
کاش کہ کشتی اسے قاف تک دفع کر دیتی۔
اس ملاح پر میری جان قربان ہوتی' جو اسے دفع کر دیتا۔
کتنے ہی بادشاہوں نے تجھ سے پہلے لوگوں کے معاملات پر حکمرانی کی۔
اگر انہیں وہ شر برداشت کرنا پڑتا جو تجھے برداشت کرنا پڑا ہے (تو وہ ہلاک ہو جاتے)
تیری وجہ سے لوگوں کی شام تنگی کے بعد فراخی میں ہوئی۔
اور اللہ تنگی کے بعد فراغت کر ہی دیتا ہے۔
اور اللہ تجھ جیسے بادشاہ سے برائی کو دفع کرے۔
کیونکہ تیری وجہ سے وہ برائی ہم سے دور ہے۔
نہ میری مدح رائیگاں ہوئی اور نہ تیری مجھ پر عطا رائگاں ہوئی۔
اور بحمد اللہ میں نے تجھ کو سخی و معطی پایا ہے۔
مجھے وہ جائداد واپس کر دے جو نجد میں ضبط کر لی گئی۔
کیونکہ تجھ جیسے مجھ جیسوں کو بڑی بڑی جائدادیں جاگیر دے دیتے ہیں۔
پھر اے امام عادل اگر اس کی آمدنی مجھے تو واپس کر دے گا۔
تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے میرے حاسدوں کو نکتا کر دے گا۔

المعتز کی مدح میں اشعار:

المستعین کی معزولی کے بعد المعتز کی مدح میں کہتا ہے:

دنیا اپنی حالت پر واپس آ گئی۔ اور اللہ نے اس کے آنے سے ہمیں مسرور کیا۔
اہل دنیا کے لئے اللہ نے تجھے کافی کر دیا۔ دنیا کے ہولوں کی شدت نہیں رہی۔
(پہلے) ایک جاہل اس کا مالک ہو گیا تھا حالانکہ دنیا اپنے جاہلوں کے ساتھ صلح نہیں کرتی
اس کی وجہ سے دنیا مقفل ہو گئی تھی۔ تو اس کے قفلوں کی کنجی ہو گیا۔
بے شک وہ دنیا جس کو تو پہنچا اس جاہل کے بعد اپنے اچھے حالات کی طرف واپس آ گئی۔
وہ خلافت جس کے تو لائق تھا۔ اللہ نے اس کا قمیص تجھے عطا فرمایا۔
مستحق خلافت کو اس کے حال پر لوٹا دیا۔ اور اللہ نے دنیا کو اس کے حال پر لوٹا دیا۔
وہ خلافت سب سے پہلے عاریت نہ بنی۔ جو زبردستی اپنے مالک کو واپس کر دی جاتی ہے۔
خدا کی قسم اگر وہ (المستعین) کسی گاؤں پر والی ہوتا۔ تو وہ اس کے بعض اعمال کو بھی کافی نہ ہوتا۔
اس نے سلطنت میں ڈرا کے ہاتھ ڈالا۔ بعد داخل کرنے کے اسے نکال لیا۔
ہمیں اللہ نے اس کے بدلے ایک ایسا سردار دے دیا۔ جس نے دنیا کو زلزلے کے بعد ساکن کر دیا۔
یہ امت اس (کی امت) سے بدل دی گئی تھی۔ گویا کہ وہ امت اپنے دجال کے وقت میں تھی۔
سلطنت اور اس کے بار کو (یعنی المعتز نے) سنبھال لیا۔ اور جنگ اور اس کے بار کو اس نے (المستعین نے) سنبھالا تھا۔
جس ظلم کو ان لوگوں نے سوچا تھا' اسے باطل کر دیا۔ تیرے لشکر اور اس کے بہادروں کے بھیجنے نے۔
تو نے جس لشکر کو قابل بنایا۔ اس نے کس قدر آسانیاں کر دیں۔ کہ کسی لشکر نے مثل اس کے اعمال کے عمل نہیں کیا تیرے۔

ولید بن عبید البختری کے اشعار:

الولید عبید البختری نے المستعین کی معزولی اور المعتز کی مدح میں کہا ہے:

آگاہ ہو جس کے پاس ظلم کی تاریکی آئی۔ کہ وہ روشن ہو گئی۔ اور جانب عیش آسان ہو گئی۔
ہم نے مانگی ہوئی چیز کو جو ایک مذموم شخص کے پاس تھی۔ واپس کر دیا۔ اس کے اہل کو' حق بحق دار رسید۔
مجھے اس زمانے پر تعجب ہے کہ اس کی گردشوں نے تھکا دیا۔ اور زمانہ نہیں بجز اس کی گردشوں اور عجائبات کے۔
ناز سے دامن کھینچنے والا کب تک امید کرے گا۔ یا اس کے عمامے کی مدح کی جائے گی۔
کہ اس کے لئے تاج منتخب کیا جائے گا۔
غاصب نے خلافت کے حق کا کیونکر دعویٰ کیا۔ اس کے بغیر میراث نبوی اس کے اقارب نے لے لی۔
منبر شرقی رو دیا' جب کہ اس پر بولنے لگا۔ ایک نبیل لوگوں کے روبرو جس کے زنخداں ہل رہے تھے۔
وہ ثرید (شوربے میں پکی ہوئی روٹی) کے پہلو پر بار بے انتظار کرتا ہے۔ دستر خوان اٹھنے کے وقت شروع کرتا ہے۔ اور اس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔

جب موجودہ غذا سے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے' تو پھر پرواہ نہیں کرتا۔ کہ آیا ملک کا چراغ روشن ہے یا گل ہو گیا۔

جب صبح کے وقت فراش اس کا فضلہ جھاڑتا ہے۔ تو اس کی تعریف میں کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی عیب گوئی میں بڑھ جاتا ہے۔

اس امر کی طرف اس نے قدم اٹھایا جس کا وہ اہل نہ تھا۔ ایسی افطاری سمجھ کر جس سے خوش ہوتا ہے اور ایسے طور پر کہ وہ شر ہوتا ہے۔

تو کیسا سمجھتا ہے حق کو جب وہ اپنی جگہ ٹھیر گیا۔ اور کیسا سمجھتا ہے ظلم کو جب کہ اس کے نتائج دور ہوں۔

جب اللہ کی جانب سے عزت یافتہ چلتا ہے تو نہیں ہوتا کہ۔ وہ عاجز کر دیا جائے' اس شے سے جس کا وہ طالب ہے۔

جبراً اس نے عصا کو پھینکا اس طرح کہ وہ ذلیل تھا۔ اور اس کے شانے نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک سے برہنہ کر دیئے گئے تھے۔

مجھے بڑی مسرت ہوئی جب یہ کہا گیا کہ تیزی کے ساتھ روانہ کر دی گئیں۔ مشرق کی طرف اس کی کشتیاں اور ناویں۔

دھوبی کی ڈاڑھی جب وہ جنبش کرے۔ اس شخص کو بھلائی پہنچانے والی نہیں جو اس دھوبی کو ملامت کرے۔

ابن خلار وہ اشعار جمع کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔ اور ایک بہادر کی اس طرح صبح ہوتی ہے کہ وہ کاتب جہل ہوتا ہے۔

میں وادی حرام کی قسم کھاتا ہوں۔ اور اس کے تمام محترم پتھریلے میدانوں کی' اور اس کی خشک لکڑیوں کی۔

کہ بے شک المعتز نے امت احمد ﷺ کو چلایا۔ ایسے طریق پر جن کا راستہ حق کی طرف جاتا ہے۔

اس نے اللہ کے دین کو درست کر دیا' اس کے بعد کہ مٹ گئے تھے۔ ہم میں اس کے نشان اور اس کے ستارے غروب ہو گئے تھے۔

اور ملک کے افتراق کو مٹا دیا یہاں تک کہ اس کے مشرق و مغرب اتفاق سے بھر گئے۔

ابوالساج کی بغداد میں آمد و مراجعت:

اسی سال ۲۳ محرم کو ابوالساج دیوداد بن دیودست بغداد واپس آیا' محمد بن عبداللہ نے اسے ان دیہات کے معاون سپرد کئے جن کی آب پاشی دریائے فرات سے ہوتی تھی' ابوالساج نے اپنے نائب کو جسے کر بہ کہا جاتا تھا۔ الانبار بھیجا اور ایک جماعت کو ابن ہبیرہ کے محل بھیجا' الحارث بن اسد کو پانچ سو سوار و پیادہ کے ہمراہ روانہ کیا' کہ وہ اس کے اعمال کی تلاش کرے' وہاں سے ترکوں اور مغربیوں کو نکال دے جو اس علاقے میں پلٹ آئے تھے۔ اور چوری کر رہے تھے ابوالساج بغداد سے ۳ ربیع الاول کو روانہ ہوا۔ اس کے ساتھی طساسیج الفرات میں اس سے جدا ہوئے' وہ ابن ہبیرہ کے محل میں اترا پھر کوفہ چلا گیا۔ ۱۹ محرم کو ابواحمد اپنی چھاؤنی سے واپس ہو کر سامرا آیا تو المعتز نے اسے دو سونے کی تلواریں دیں اور ایک اور جڑاؤ تلوار جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ کرسی پر بٹھایا گیا اور بڑے سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا۔

شریح الحبشی کا قتل:

اسی سال شریح الحبشی قتل کیا گیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت صلح ہوئی تو یہ چند حبشیوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ اور واسط

اور علاقہ الجبل اور اہواز کے درمیان ڈاکہ ڈالنے لگا ام المتوکل کے ایک موضع میں اتر گیا۔ جو دیری کہلاتا تھا۔ پندرہ آدمیوں کے ساتھ وہاں کی سرائے میں اترا' شراب پی اور سب مست ہوگئے۔ اہل موضع نے حملہ کر کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ منصور بن نصر کے پاس واسط لے گئے منصور نے بغداد بھیج دیا۔ محمد بن عبداللہ نے لشکر بھیج دیا۔ جب وہ لوگ پہنچے' تو بایکباک شریح کی طرف اٹھا۔ اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا۔ بابک کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے ساتھیوں کے پانچ سو سے ہزار تک تازیانے مارے گئے اسی سال ربیع الآخر میں مدینہ ابوجعفر میں عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کی وفات ہوئی۔

وصیف و بغا کے قتل کا منصوبہ:

اسی سال المعتز نے محمد بن عبداللہ کو دفاتر سے بغا اور وصیف کا جو شخص ان کا مخصوص ہو اس کا نام خارج کرنے کو لکھا بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن ابی عون نے جو محمد بن عبداللہ کا ایک سردار تھا۔ جب ابواحمد سامرا پہنچ گیا۔ تو محمد بن عبداللہ سے بغا اور وصیف کے قتل کے بارے میں گفتگو کی' اس سے یہ وعدہ کیا کہ ان دونوں کو قتل کر دے گا' المعتز نے محمد بن عبداللہ کو محمد بن ابی عون کے لئے ایک پرچم ایک جماعت نے انہیں یہ واقعہ لکھا اور محمد بن عبداللہ کو محمد بن ابی عون کے لئے ایک پرچم ایک سند عہدہ بھیجی' پرچم بصرہ یمامہ و بحرین کا تھا۔ بغا اور وصیف کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے انہیں یہ واقعہ لکھا اور محمد بن عبداللہ سے ڈرایا۔

وصیف و بغا کی ابن طاہر سے تلخ کلامی:

وصیف اور بغا ۲۵/ ربیع الاول یوم سہ شنبہ کو سوار ہو کر اس کے پاس گئے۔ اور کہا کہ اے امیر ابن ابی عون نے ہمارے قتل کی جو ذمہ داری لی ہے اس کی خبر ہمیں پہنچ گئی ساری جماعت نے بے وفائی اور مخالفت کی جس کی بنا پر وہ ہم سے جدا ہو گئے' خدا کی قسم اگر وہ ہمیں قتل کرنا چاہیں تو اس پر قادر ہوں گے' محمد بن عبداللہ نے ان دونوں سے قسم کھائی کہ وہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا بغا نے نہایت سخت گفتگو کی اور وصیف اسے روکتا رہا۔ وصیف نے کہا کہ اے امیر قوم نے ہم سے بے وفائی کی ہے۔ اور ہم لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا قاتل آ جائے وہ دونوں (محمد بن عبداللہ کے یہاں) ایک جماعت کے ہمراہ گئے تھے پھر اپنے اپنے گھر واپس آ گئے۔ دونوں نے اپنے لشکروں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو جمع کیا۔ اور ختم ربیع الاول تک تیاری اور ہتھیاروں کی خریداری اور اپنے پڑوسیوں میں مال کی تقسیم میں مشغول رہے۔ وصیف اور بغا کو قرب کے آنے کے وقت محمد بن عبداللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کے ذریعے سے بلا بھیجا تھا۔ وہ دونوں اس کے ہمراہ آئے' محمد بن عبداللہ کے مکان کے پاس پل کے قریب تک پہنچے تھے کہ جعفر الکردی اور ابن خالد البرمکی ملے ہر ایک نے دوسرے کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ جعفر و ابن خالد نے ان سے کہا' "کہ تم دونوں اس لئے بلائے گئے ہو' تاکہ تمہیں لشکر بھیج دیا جائے۔ محمد ابن عبداللہ نے تم دونوں کے لئے اس کام کے واسطے ایک جماعت تیار کی ہے۔ یا تم دونوں قتل کر دیئے جاؤ گے" یہ سن کر دونوں واپس ہو گئے' اور ایک جماعت جمع کی' ہر شخص کے لئے دو دو درہم یومیہ مقرر کیا دونوں اپنے اپنے گھر میں مقیم ہو گئے۔

المؤید کی وصیف کے لئے سفارش:

وصیف نے اپنی بہن سعاد کو المؤید کے پاس روانہ کیا تھا المؤید اس کی گود میں رہ چکا تھا' وصیف کے محل سے دس لاکھ دینار جو اس میں مدفون تھے۔ نکال کر لیتی گئی جو اس نے المؤید کو دے دیئے المؤید نے المعتز سے وصیف سے راضی ہو جانے کے بارے

میں گفتگو کی' اس نے اسے اپنی خوشنودی کا فرمان لکھ دیا' وصیف نے باب الشماسیہ پر اپنے خیمے لگائے کہ نکل جائے' ابواحمد بن المتوکل نے بغا سے راضی ہونے کے بارے میں گفتگو کی' اسے بھی خوشنودی کا پروانہ لکھ دیا۔

وصیف و بغا کی طلبی:

دونوں کا حال پریشان تھا اور بغداد ہی مقیم تھے' ترک المعتز کے پاس جمع ہوئے۔ انہوں نے اس سے ان دونوں کے بلانے کے حکم کی درخواست کی کہ ''وہ دونوں ہمارے بزرگ اور رئیس ہیں'' اس نے ان دونوں کو اس کے لئے لکھ دیا (یعنی آنے کے لئے) یہ فرمان تین سو آدمی کے ہمراہ بایک باک لے گیا' اس نے بالبردان میں قیام کیا اور فرمان ان دونوں کے پاس اسی سال ۲۳ رمضان کو بھیج دیا۔ محمد ابن عبداللہ کو ان دونوں کے روکنے کو لکھا' ان دونوں نے اپنے اپنے کاتب احمد ابن صالح اور دلیل بن یعقوب کو محمد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا' کہ وہ دونوں اجازت طلب کریں ان دونوں کے پاس ترکوں کا ایک لشکر آیا جو عیدگاہ میں ٹھہر گیا۔

وصیف و بغا کی بغداد سے روانگی:

وصیف اور بغا اور ان کی اولاد اور سوار تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ نکلے' دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں اپنا سامان اور کنبہ چھوڑ دیا۔ انہوں نے اہل بغداد کے لئے اور اہل بغداد نے ان کے لئے دعا کی' ابن طاہر نے محمد بن یحییٰ الواثقی اور بندار طبری کو باب الشماسیہ اور باب البردان روانہ کیا تھا کہ وہ ان دونوں کو روکیں' حالانکہ دونوں باب خراسان گئے اور اس طرح نکلے کہ کاتبوں کو بھی نہ علم ہوا محمد بن عبداللہ نے احمد اور دلیل سے کہا کہ تمہارے دونوں ساتھی کیا کر گئے۔ احمد بن صالح نے کہا کہ میں نے وصیف کو اس کے گھر میں چھوڑا تھا۔ محمد بن عبداللہ نے کہا کہ ابھی ابھی روانہ ہوا' کاتب نے کہا کہ مجھے علم نہیں۔

وصیف و بغا کی بحالی:

جب وصیف سامرا پہنچ گیا تو اسی سال ۲۱ شوال یوم یک شنبہ صبح کے وقت تڑکے احمد بن اسرائیل وصیف کے پاس گیا۔ اس کے پاس دیر تک بیٹھ کر پھر بغا کے پاس واپس گیا پھر اس کے پاس بھی بیٹھ کر دار الخلافت چلا گیا۔ آزاد کردہ غلام جمع ہو گئے اور انہوں نے ان دونوں کے اپنے اپنے مرتبے پر واپس کئے جانے کی درخواست کی ان کی یہ درخواست منظور کر لی گئی ان دونوں کا بلا بھیجا وہ حاضر ہوئے' دونوں اس مرتبے پر کر دیئے گئے۔ جس پر وہ بغداد جانے سے پہلے تھے۔ ان کی جاگیر بھی واپس کرنے کا حکم دیا۔ ان دونوں کو ان کے مرتبے کا بھی خلعت دیا گیا المعتز سوار ہو کر دار العامہ گیا اور وصیف اور بغا کو ان دونوں کے اعمال کا عہدہ دے دیا' ڈاک کا محکمہ (دیوان البرید) جیسا کہ پہلے تھا۔ موسیٰ بن بغا الکبیر کو واپس کر دیا' موسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

اسی سال اور رمضان میں بغداد کی فوج اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی اس زمانے میں ابن الخلیل سپہ سالار تھا' بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ المعتز نے محمد بن عبداللہ کو مساسیح بادوریا اور قطربل اور مسکن وغیرہ کو لگان پر دینے کو لکھا تھا کہ ہر دو کنوئیں ۵۲ ھ سے پینتیس دینار پر ہوں گے۔

صالح بن الہثیم:

المعتز نے بغداد کے محکمہ ڈاک پر ایک شخص کو والی بنایا تھا جس کا نام صالح بن الہثیم تھا' اس کا بھائی المتوکل کے زمانے میں علیحدہ ہو کر اتامش کے پاس تھا۔ المستعین کے زمانے میں صالح کی حالت نے بلندی اختیار کر لی' وہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے

سامرا قیام کر لیا تھا' حالانکہ وہ المخرم کا رہنے والا تھا اور اس کا باپ کپڑا بنتا تھا پھر وہ سوت بیچنے جایا کرتا تھا' جب اس کی حالت بلند ہوئی تو اس کا بھائی اس کے پاس منتقل ہو گیا' جب صالح نے بغداد میں قیام کیا تو اسے ایک خط لکھا گیا۔ جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس خط کو بغداد کے سرداروں کو پڑھ کر سنا دے' مثلاً عتاب بن عتاب اور محمد بن یحییٰ الواثقی اور محمد بن ہرثمہ اور محمد بن رجا اور شعیب بن عجیف اور ان کے ہم جنس' اس نے وہ خط انہیں سنا دیا' وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے پاس گئے اور اسے اس کی خبر دی محمد بن عبداللہ نے اسے بلانے کا حکم دیا' صالح بن الہیثم بلایا گیا۔ محمد بن عبداللہ نے کہا کہ بغیر میرے علم کے تجھے اس کام پر کس نے ابھارا' اسے دھمکایا' اور گالیاں دیں۔ سرداروں سے کہا کہ اس وقت تک انتظار کرو' جب تک میں غور کروں اور تمہیں اس کے متعلق اپنے عزم کے مطابق حکم دوں' اس بات پر وہ لوگ اس کے پاس سے واپس چلے گئے صالح بھی واپس چلا گیا۔

رضا کاروں کا ابن طاہر سے تنخواہ کا مطالبہ:

۱۰ رمضان کو محمد بن عبداللہ کے دروازے پر اپنی تنخواہ مانگنے والے جمع ہوئے' اس نے انہیں اطلاع دی کہ خلیفہ کا فرمان اس کے جواب میں آیا ہے جو اس نے فوج بغداد کی تنخواہ کے مطالبے میں لکھا تھا کہ اگر ''تو نے رضا کار اپنے لئے مقرر کئے تھے تو ان کی تنخواہ دے' اور اگر ہمارے لئے مقرر کئے تھے تو ہمیں ان کی ضرورت نہیں'' جب اسے فرمان پہنچا تو اس نے لوگوں کے ایک دن تک شورغل مچانے کے بعد ان کے لئے دو ہزار دینار نکالے' جس سے ان کا حساب کر دیا گیا۔ انہیں سکون ہو گیا وہ لوگ ۱۱ رمضان کو اس طرح جمع ہوئے کہ ان کے ہمراہ جھنڈے اور طبل بھی تھے۔ باب حرب اور باب الشماسیہ وغیرہ پر اپنے خیمے ڈیرے نصب کر دیئے۔ بوریا اور بانس کے مکان بنا کر وہاں شب گزاری۔

فوج میں تنخواہ کی تقسیم:

صبح ہوئی تو مجمع اور بڑھ گیا' ابن طاہر نے بھی اپنے خاص لوگوں کی ایک جماعت کو رات بھر اپنے گھر رکھا اور سب کو ایک ایک درہم دیا' صبح ہوئی تو وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے مکان سے بدمعاشوں کے گروہ کی طرف گئے وہ بھی ان کے ساتھ گئے ابن طاہر نے اپنے ان اہل لشکر کو جمع کیا جو اس کے ہمراہ خراسان سے آئے تھے۔ انہیں دو دو دینار اور پیادے کو ایک ایک دینار دیا اور ان آدمیوں کے ذریعے سے اپنا مکان محفوظ کر لیا۔

اوباشوں کا باب حرب پر اجتماع:

جمعہ کا دن ہوا تو بدمعاشوں کی بہت بڑی جماعت' ہتھیار اور جھنڈے اور طبل لئے ہوئے باب حرب پر جمع ہو گئی' جن کا رئیس ایک شخص عبدان بن الموفق تھا۔ ابوالقاسم اس کی کنیت تھی' وہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے مقرر کئے ہوئے لوگوں میں تھا۔ وہ (عبدان) بغداد آیا اور ایک لاکھ دینار میں اپنا مکان فروخت کر کے پھر سامرا چلا گیا۔ جب شاکریہ نے (سامرا کے) باب العامہ پر حملہ کیا تو ان کے ساتھ تھا۔ سعید حاجب نے اسے پانچ سو تازیانے مارے تھے۔ مدت تک قید رہا پھر رہا کر دیا گیا تھا' المستعین کا فتنہ ہوا تو وہ بغداد چلا گیا بدمعاش اس کے ساتھ شامل ہو گئے' اس نے انہیں اپنی تنخواہیں اور چڑھی ہوئی رقوم طلب کرنے پر برانگیختہ کیا اور اس امر کی ذمہ داری کی کہ وہ خود ان کا سردار بن کر ان کی تدبیر کرنے لگا' انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ چارشنبہ پنج شنبہ اور جمعہ کو ان پر تقریباً تیس ہزار دینار ان کے کھانے کا انتظام کرنے میں صرف کئے' جنہیں گنجائش تھی۔ کھانے کے محتاج نہ تھے' وہ اپنے مکان

(کھانے کے لئے) چلے جاتے تھے۔

اوباشوں کی غارت گری:

جمعہ کا دن ہوا تو ان کی بڑی جماعت جمع ہوئی انہوں نے شہر کا ارادہ کیا کہ امام کے پاس جائیں اور اسے نماز سے اور المعتز کے لئے دعا کرنے سے روکیں پوری تیاری کے ساتھ باب حرب کی سڑک سے روانہ ہوئے۔ باب الشام کی سڑک پر باب المدینہ تک لوٹ لیا۔ ابوالقاسم بدمعاشوں کی نیزہ و تلوار سے ایک مسلح جماعت کو ہر گلی کوچے کے راستے پر پہنچا رہا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کوئی ان سے قتال کے لئے نکل آئے' جب وہ باب المدینہ پہنچ گیا۔ تو ان کے ہمراہ بہت بڑی جماعت شہر میں داخل ہوگئی۔ لوگ دونوں دروازوں اور دونوں محرابوں کے درمیان گئے' وہاں تھوڑی دیر قیام کیا۔ ایک جماعت جس میں تقریباً تین سو آدمی ہوں گے' ہتھیار لے کر شہر کی جامع مسجد کے میدان کی طرف روانہ ہوئے ان کے ہمراہ عوام میں سے بھی بہت سی مخلوق داخل ہوگئی یہ لوگ جعفر ابن العباس امام مسجد کے پاس گئے اور کہا' کہ اسے نماز سے نہیں روکیں گئے' البتہ المعتز کے لئے دعا کرنے سے روکیں گے' جعفر نے انہیں بتایا کہ وہ بیمار ہے نماز کے لئے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا' وہ لوگ اس کے پاس سے واپس آ گئے' اسد بن مرزبان کے راستے کی طرف گئے' وہ سڑک بند کر دی جو کوچہ الرقیق (نخاس) جاتی کوچہ سلیمان ابن ابی جعفر کے دروازے پر ایک جماعت مقرر کر دی' الحدادین کی سڑک پر پل کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

لشکر اور شاکریہ سے ابن طاہر کے سرداروں کی جنگ:

ابن طاہر نے اپنے سرداروں کی جماعت ان کی جانب روانہ کی جن میں الحسین ابن اسمٰعیل اور العباس بن قارن اور علی بن جہشیار اور عبداللہ بن الافشین بھی سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے پھر ان سے انہوں نے گفتگو کی اور نرمی سے دفع کیا' ان پر لشکر اور شاکریہ حملہ کر دیا۔ انہوں نے ابن طاہر کے سرداروں کی ایک جماعت کو مجروح کر دیا۔ ابن قارن اور جہشیار اور عبیداللہ بن یحییٰ کے رضا کاروں میں سے ایک شامی آدمی کا جس کا نام سعد الصنابی تھا گھوڑا لے لیا' ابوالسنا کو بھی زخمی کر دیا' پل سے ہٹا کر باب عمرو بن مسعدہ تک پہنچا دیا جماعت کے لوگوں نے جو شرقی جانب تھے۔ جب یہ حال دیکھا کہ ان کے ساتھیوں نے ابن طاہر کے ساتھیوں کو پل سے ہٹا دیا۔ تو تکبیر کہی۔ اور (دریا) عبور کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے کے ارادے سے حملہ کر دیا۔

ابن طاہر کے ساتھیوں پر یورش:

ابن طاہر نے ایک کشتی تیار کر رکھی تھی جس میں کانٹے اور بانس تھے۔ کہ اس میں آگ لگا کر پل کے بالائی حصے پر اسے ڈال دے اس حیلے سے اس نے تمام کشتیوں میں آگ لگا دی پل کو منقطع کر دیا آتش زدہ کشتی دوسری جانب گئی تو جانب غربی بہت بڑا مجمع عبور کر کے آ گیا۔ ابن طاہر کے ساتھیوں کو عمرو مسعدہ کے چھتے سے دفع کر دیا۔ اور ابن طاہر کے دروازے تک پہنچ گئے شاکریہ اور لشکر عمرو بن مسعدہ کے چھتے تک گیا' ظہر تک فریقین کے تقریباً دس آدمی مقتول ہوئے ایک جماعت عوام اور بدمعاشوں کی کوتوالی کی کچہری کو چلی جو مجلس الشرطہ کے نام سے مشہور تھی یہ پل کے غربی جانب ایک مکان میں تھی۔ جو بیت الرفوع کہلاتا تھا۔ اس کا دروازہ انہوں نے توڑ ڈالا جو کچھ تھا لوٹ لیا اس میں بہت قسم کا اسباب تھا۔ جدال و قتال میں انہوں نے کوئی چیز اس میں نہ چھوڑی' سامان بھی کثیر تھا۔ اور کثیر القیمت بھی تھا ابن طاہر نے اپنی جمعیت کی مغلوبیت دیکھ کر دونوں پل جلا دیئے۔ دکانیں جو باب الجسر پر کوچہ

سلیمان کے متصل یمین ویسار واقع تھیں۔ اس کے حکم سے جلادی گئیں' تاجروں کا مال کثیر جل گیا۔ اور مجلس صاحب الشرطہ کی دیواریں بھی مہندم ہوگئیں آگ نے فریقین کو گھیر لیا۔ اس وقت لشکر نے اس وقت نہایت بلند آواز سے تکبیر کہی پھر باب الحرب اپنی چھاؤنی کی طرف واپس گئے۔

تجار اور عوام سے ابن اسمٰعیل کا اظہار ناراضگی:

الحسین بن اسمٰعیل سرداروں اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ہمراہ باب الشام کی طرف گیا۔ پھر تجار اور عوام کے پاس ٹھہر گیا۔ اور لشکر کی مدد کرنے پر انہیں بہت ڈانٹا کہ "یہ لوگ تو اپنی روٹیوں (خوراک وتنخواہ) کے لئے لڑے وہ معذور ہیں۔ تم لوگ امیر کے پڑوسی ہو تم پر امیر کی مدد واجب ہے۔ تمہارے طرز عمل کی کیا توجیہ ہے کیوں اس کے خلاف شاکریہ کی مدد کی اور کیوں تم نے پتھر پھینکے' حالانکہ امیر تم سے بچ رہا تھا"۔

ابوالقاسم اور ابن الخلیل کا فرار:

شورش کرنے والے لشکری اپنے مقامات اور چھاؤنیوں میں ٹھہر گئے ابن طاہر سے اثبات کیا یک جماعت اور مل گئی اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا۔ بعض کو اپنے گھر میں اور بعض کو اس سڑک پر جو پل سے اس کے گھر کی طرف جاتی ہے۔ اثبات وہ لوگ تھے جنہیں اس اندیشے سے کہ لشکر کسی دن اس پر حملہ نہ کردے بغرض مقابلہ جنگ کے لئے تیار کیا تھا۔ ان لوگوں کی واپسی نہ ہوئی' ابن طاہر ان دنوں میں کہ ان کی واپسی کا اندیشہ تھا خوف میں رہا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ان بدمعاشوں میں دو آدمیوں نے اس سے امان کی درخواست کی' دونوں نے اپنے ساتھیوں کے اصرار کی اسے اطلاع دی۔ اس نے ان دونوں کے لئے دوسو دینار کا حکم دیا۔ شاہ بن میکال اور الحسین بن اسمٰعیل کو عشاء کے آخر وقت کے بعد اپنے اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ باب حرب جانے کا حکم دیا' جانے کے بعد ان دونوں نے ابوالقاسم رئیس قوم اور ابن خلیل کی تلاش میں جو محمد بن ابی عون کے ساتھیوں میں تھا' حیلہ سازی کی یہ سب لوگ وہاں گئے' ابوالقاسم اور ابن خلیل دونوں ان آدمیوں کے علیحدہ ہونے کے وقت جس کا نام اقمی تھا۔ اپنی جان کے خوف سے اس طرح کسی کنارے چلے گئے تھے کہ جاتے وقت شاکریہ ان دونوں سے مدافعت کر رہے تھے۔ شاہ اور الحسین ان دونوں کی تلاش میں روانہ ہوکر باب الانبار کے باہر بطاطیا کے پل کی طرف گئے۔

ابن الخلیل کا خاتمہ:

مذکور ہے کہ قبل اس کے بطاطیا کے پل تک پہنچیں ابن الخلیل دونوں کے سامنے آ گیا۔ اور وہ ان دونوں پر شور مچانے لگا۔ فریقین ایک دوسرے کو للکارنے لگے' ابن الخلیل نے پہچان کر حملہ کر دیا۔ اس میں سے چند کو مجروح کر ڈالا' لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہ اپنی جماعت کے وسط میں تھا۔ شاہ کے ایک آدمی نے نیزہ مار کر اسے زمین پر گرادیا۔ علی بن جہشیار نے گر جانے کے بعد اس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی وہ اس حالت میں خچر پر لادا گیا۔ کہ کسی قدر جان تھی لوگ اسے لے کر ابن طاہر تک نہ پہنچنے پائے تھے۔ کہ مر گیا۔ شاہ نے دارالخلافت کی ڈیوڑھی کے مواشی خانے میں لاش کے ڈال دینے کا حکم دیا۔ کہ یہاں سے شرقی جانب پہنچادی جائے گی۔

عبدان بن الموفق کی گرفتاری:

عبدان بن الموفق اپنے گھر چلا گیا تھا اور وہاں سے کسی جگہ جا کر چھپ گیا تھا۔ اس کا پتہ بتا دیا گیا' اور وہ گرفتار کر کے ابن

طاہر کے پاس بھیج دیا گیا' شاکر یہ جو باب حرب پر تھے منتشر ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے' عبدان بن الموفق کو دو بیڑیاں پہنائی گئیں' جن کا تیس رطل (پندرہ سیر) وزن تھا۔ الحسین بن اسمٰعیل دارالعامہ کے اس قید خانے گیا۔ جس میں عبدان تھا' ایک کرسی پر بیٹھ گیا' اور اسے بلا کر دریافت کیا کہ ''آیا وہ کسی کا جاسوس ہے یا اس نے جو کچھ کیا اپنی ہی طرف سے کیا۔ عبدان نے جواب دیا کہ ''وہ کسی کا جاسوس نہیں اور وہ شاکر یہ ہی کا ایک آدمی ہے۔ جس نے اپنی روٹی طلب کی''۔ الحسین نے ابن طاہر کو اس بات سے آگاہ کیا طاہر بن محمد اور اس کا بھائی دارالعامہ کے اندرونی حصے میں گئے' دونوں بیٹھ گئے' جو سردارالعامہ میں رات کو رہتے تھے انہیں اور الحسین بن اسمٰعیل اور شاہ بن میکال اور عبدان کو بلایا۔ اسے دو آدمی لے آئے۔ الحسین اس سے مخاطب ہوا کہ ''تو اس جماعت کا سردار ہے'' اس نے کہا نہیں میں تو صرف ان میں کا ایک آدمی ہوں میں نے وہی مانگا جو انہوں نے مانگا تھا' الحسین نے اسے گالی دی' اور حرب بن محمد بن عبداللہ بن حرب نے کہا کہ جھوٹ بولتا ہے تو اس جماعت کا سردار ہے' ہم نے تجھے دیکھا تھا۔ کہ تو انہیں باب حرب اور شہر اور باب الشام میں تیار کر رہا تھا''۔ اس نے پھر یہی کہا کہ ''ان کا سردار نہ تھا' میں تو ان میں کا ایک آدمی ہوں کہ میں نے بھی وہی طلب کیا جو انہوں نے طلب کیا تھا۔ الحسین نے دوبارہ اسے گالی دی' حکماً اسے چپت ماری گئی اور مع اپنی بیڑیوں کے گھسیٹا گیا۔ یہاں تک دارالعامہ سے باہر نکال دیا گیا۔ جو ملتا تھا اسے گالی دیتا تھا۔

عبدان بن الموفق کا خاتمہ:

طاہر بن محمد اپنے والد کے پاس گیا۔ اور اسے وقعہ کی خبر دی' عبدان خچر پر لاد کر قید خانے پہنچا دیا گیا۔ ابن الخلیل (کا جنازہ) ایک کشتی میں لاد کر جانب شرقی پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں لٹکا دیا گیا۔ عبدان کو برہنہ تازیانوں کی گرہوں سے سو تازیانے مارے گئے۔ الحسین نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ محمد بن نصر سے پوچھا کہ ''پچاس تازیانے اس کی پسلی پر مارنے کے متعلق تو کیا خیال کرتا ہے'' محمد نے جواب دیا' کہ یہ عظیم الشان مہینہ ہے' تجھے حلال نہیں کہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے' آخر اسے پل پر زندہ لٹکا کر رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ لٹکائے جانے کے بعد اس نے پانی مانگا' الحسین نے انکار کیا' کہا گیا کہ ''اگر وہ پانی پئے گا تو مر جائے گا''۔ اس نے کہا اچھا پلا دو' پانی پلایا عصر کے وقت تک لٹکا رہنے دیا گیا۔ پھر قید کر دیا گیا۔ دو دن تک قید میں رہا۔ تیسرے دن ظہر کے وقت مر گیا۔ اسی تختے پر اس کے بھی لٹکانے کا حکم دیا گیا۔ جس پر ابن الخلیل لٹکایا گیا تھا' ابن الخلیل کی لاش وارثوں کو دے دی گئی۔

المؤید کی معزولی کا سبب:

اسی سال رجب میں المعتز نے اپنے بھائی المؤید کو اپنے بعد ولی عہدی سے معزول کر دیا' اس واقعہ کا سبب یہ ہوا کہ العلاء ابن احمد عامل ارمینیہ نے ابراہیم المؤید کو پانچ ہزار دینار بھیجے کہ وہ اس کے معاملے کی اصلاح کرے ابن فرخان شاہ کو ارمینیہ بھیجا تو اس نے وہ دینار لے لئے' المؤید نے ترکوں کو عیسیٰ بن فرخان شاہ پر بھڑکایا۔ مغربیوں نے ترکوں کی مخالفت کی' المعتز نے اپنے دونوں بھائی المؤید اور ابواحمد کے پاس بھیجا' اس نے دونوں کو محل میں قید کر دیا۔ المؤید قید کر کے ایک تنگ حجرے میں کر دیا گیا۔ ترکوں اور مغربیوں کی عطا جاری رکھی گئی' کنجور حاجب المؤید قید کیا گیا۔ اسے پچاس تازیانے مارے گئے۔ اس کے نائب ابوالہول کو پانچ سو کوڑے مارے گئے۔ اور اونٹ پر سوار کر کے پھرایا گیا۔ پھر اس سے اور کنجور سے ناراضگی جاتی رہی۔ وہ اپنے گھر چلا گیا۔ مذکور ہے

کہ ابوالہول کے بھائی کو المو ید نے چالیس تازیانے مارے ۷ رجب یوم جمعہ کو سامرا میں معزول کر دیا گیا۔ اور بغداد میں ۱۱ رجب یوم یک شنبہ کو معزول کیا گیا۔ اپنے معزول کرنے کے متعلق خود اس کے قلم کا رقعہ لے لیا گیا۔

اسی سال ۲۴ رجب کو اور بقول بعض ۲۲ رجب کو ابراہیم بن جعفر المعروف بالمو ید کی وفات ہوئی۔

المو ید کی وفات:

مذکور ہے کہ ایک ترک عورت محمد بن راشد المغربی کے پاس آئی اور اسے خبر دی کہ ترک ابراہیم المو ید کو قید سے نکالنا چاہتے ہیں' محمد بن راشد سوار ہو کر المعتز کے پاس گیا اطلاع دی' اس نے موسیٰ بن بغا کو بلا کر دریافت کیا۔ موسیٰ نے انکار کیا۔ کہ'' یا امیر المومنین ابواحمد بن المتوکل کو جو وہ نکالنا چاہتے ہیں۔ تو وہ محض اس کے ساتھ اس انس کی وجہ سے ہے جو پچھلی جنگ میں پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن المو ید کو تو نہیں''۔

جب ۲۲ رجب پنج شنبہ ہوا تو اس نے قاضیوں اور فقہا اور گواہوں اور معززین کو بلایا۔ ان کے روبرو ابراہیم المو ید کو اس طرح نکالا کہ وہ مردہ تھا۔ کہ اس پر کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ کوئی زخم اور اسے اس کی ماں اسحٰق کے پاس جو ابواحمد کی بھی ماں تھی۔ ایک گدھے پر پہنچا دیا گیا اس کے ہمراہ کفن اور حنوط (عطر میت بھی بھیج دیا گیا۔ دفن کا حکم دیا گیا۔ اور جس حجرے میں المو ید تھا اس میں ابواحمد کو تبدیل کر دیا گیا۔

المو ید کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

مذکور ہے کہ المو ید نے ایک سموری لحاف اوڑھ لیا اس کے دونوں کنارے دبا لئے یہاں تک کہ مر گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے برف کی سل پر بٹھایا گیا۔ اور اس پر برف کی سلیں لادی گئیں' سردی سے مر گیا۔

مستعین کی طلبی کا فرمان:

اسی سال شوال میں احمد بن محمد المستعین قتل کیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ المعتز نے جب المستعین کے قتل کا ارادہ کیا' تو محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس المستعین کے واپس کرنے کے متعلق اس کا فرمان آیا۔ اور اسے اپنے طساسیج کے اہل معاون کے روانہ کرنے حکم دیا۔ دوسرا فرمان سیما خادم لایا۔ جس میں منصور بن نصر بن حمزہ کے نام جو واسط پر عامل تھا۔ المستعین کو سیما کے سپرد کرنے کے متعلق لکھنے کا حکم تھا۔ المستعین وہیں مقیم تھا۔ اس پر ابن ابی خمیصہ' ابن المظفر ابن سیسل منصور بن نصر بن حمزہ اور صاحب البرید (محکمہ ڈاک کا افسر) نگران مقرر تھے۔ محمد نے المستعین کو اس کے سپرد کرنے کے متعلق لکھ دیا۔

مستعین کی القاطول میں آمد:

بیان کیا گیا۔ احمد بن طولون ترک ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوا' اور ۲۴ رمضان کو المستعین کو اس نے نکال لیا' ۳ شوال کو اسے القاطول پہنچا دیا' کہا گیا ہے کہ احمد ابن طولون المستعین پر محافظ مقرر تھا' اس لئے اس نے سعید بن صالح کو اس کے لے جانے کے لئے روانہ کیا۔ سعید اس کے پاس گیا اور اسے لے گیا۔

کہا گیا ہے کہ سعید نے صرف القاطول میں المستعین کو ابن طولون سے لیا' پہلے ابن طولون ہی اسے وہاں تک لے گیا تھا اس موقع پر روایات میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ المستعین کو سعید نے القاطول میں قتل کیا' جس دن وہ قتل کیا گیا ہے اس کے دوسرے دن سعید نے المستعین کی باندیوں کو بلا کر کہا کہ اپنے آقا کو دیکھو وہ تو مر گیا۔

مستعین کے قتل کی مختلف روایات:

بعض اس کے خلاف راوی ہیں کہ نہیں' بلکہ المستعین کو سعید اور ابن طولون پہلے تو سامرا لے گئے پھر سعید اسے اپنے ایک مکان میں لے گیا۔ جہاں اس پر اتنا عذاب کیا کہ وہ مر گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہیں' بلکہ سعید مستعین کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوا۔ فوج بھی ہم رکاب تھی' یہاں تک کہ دہانہ کو جبیل کے مقابل آیا تو مستعین کے پاؤں میں ایک پتھر باندھ کر اسے پانی میں ڈال دیا ایک نصرانی طبیب فضلان سے جو المستعین کے ساتھ مذکور ہے کہ" میں اس وقت اس کے ہمراہ تھا۔ جب وہ روانہ کیا گیا اس نے اسے سامرا کے راستے میں اپنے ساتھ لے لیا تھا جب وہ (المستعین) ایک نہر میں تک پہنچا تو اس نے سواری اور جھنڈے اور ایک جماعت دیکھی' فضلان سے کہا کہ آگے بڑھ کر دیکھ تو یہ کون ہے۔ اگر سعید ہے تو میری جان گئی میں لشکر کے پہلے حصے کی طرف بڑھا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ سعید حاجب ہے یہ سن کر مستعین کے پاس میں واپس آیا' اسے اطلاع کر کے برابر والے خیمے میں ٹھہر گیا۔ المستعین نے کہا" انا للہ وانا الیہ رجعون۔ خدا کی قسم میری جان گئی"۔ فضلان نے کہا کہ جب پہلا لشکر اس سے ملا تو وہ لوگ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور اسے اور اس کی دایہ کو اتارا پھر اسے ایک تلوار ماری تو وہ بھی چلایا اور اس کی دایہ بھی چلائی پھر وہ مر گیا۔ جب وہ مر گیا۔ تو لشکر واپس گیا۔ میں اس مقام پر گیا۔ تو وہ اپنے لباس میں بغیر سر کے مقتول پڑا تھا۔ اور وہ عورت بھی مقتول پڑی تھی' اور اس پر کئی چوٹیں تھیں۔ ہم نے ان پر نہر کی مٹی ڈالی یہاں تک کہ انہیں چھپا دیا۔ پھر ہم لوٹ گئے"۔

جس وقت المعتز کے پاس اس کا سر لایا گیا۔ تو وہ شطرنج کھیل رہا تھا' اس سے کہا گیا کہ یہ معزول کا سر ہے کہا اسے وہیں رکھ دو۔ جب کھیل چکا تو منگایا اور دیکھا پھر دفن کرا دیا۔ سعید کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا۔ اور وہ معونت بصرے کا والی بنا دیا گیا۔

المستعین کے ایک غلام سے مذکور ہے کہ سعید جب مستعین کے سامنے آیا۔ تو اسے اتارا۔ اور ترکوں میں سے ایک شخص کو مقرر کیا کہ اسے قتل کرے' مستعین نے اس سے اتنی مہلت کی درخواست کی کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اس وقت وہ ایک جبہ پہنے تھا۔ سعید نے اس ترک سے جو اس کے قتل پر مامور تھا۔ درخواست کی۔ کہ وہ اس سے قتل سے پہلے وہ جبہ مانگ لے' ترک نے اس جبے کو مانگ لیا۔ جب اس نے دوسری رکعت کا سجدہ کیا تو اسے قتل کر دیا۔ سر کاٹ لیا۔ اور اسے دفن کرا دیا' مدفن کو پوشیدہ رکھا۔

محمد بن مروان کے موید سے متعلق اشعار:

محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان بن ابی حفصہ نے الموید کے معاملے اور المعتز کی مدح میں حسب ذیل اشعار کہے:

تو وہ ہے کہ جب دنیا پریشان ہوتی ہے تو' سنبھال لیتا ہے۔ اے دین و دنیا کی پریشانی کے وقت سنبھالنے والے۔

رعیت کے لئے خدا تجھے قائم رکھے۔ تیرے عدل کی وجہ سے رعیت کو امید ہے کہ تو سالہا سال زندہ رہے گا۔

البتہ تجھے ایسی جنگ میں مشغول کیا گیا جو آسان نہ تھی۔ حالانکہ تیرا نیزہ اس درخت کا تھا۔ جو اپنی جگہ نکلا بھی نہ تھا۔

تو پہلا سردار نہ تھا کہ جس کی کسی کمینے نے خیانت کی ہو۔ تو سردار تھا۔ اور تجھ سے بدعہدی کرنے والا کمینہ تھا۔

اگر اس کے لئے وہ کام پورا ہو جاتا' جس کی اس نے تدبیر کی تھی۔ تو البتہ ملک اور اسلام کی صبح اس طرح ہوئی کہ وہ دونو رخصت ہو چکے تھے۔

اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ ہماری دنیا تباہ و برباد کر دے۔ اور یہ بھی ارادہ تھا۔ کہ ہمارا دین بھی تباہ و برباد کر ڈالے۔

جب اس نے اپنی حماقت سے حملے کا ارادہ کیا۔ تو امام عادل کی شام اس طرح ہوئی کہ اس نے اس پر حملہ کر دیا۔

تجھے اس نے ایک ایسا تیر مارا جس کی رسائی تجھ تک نہ ہوئی۔ جس کسی نے تجھے تیر مارا۔ اس کا تیر اسی پر پلٹ گیا۔

تو نے محض رشتے کی وجہ سے اس کی رعایت کی۔ مگر اس نے نہ رشتے کی وجہ سے تیری رعایت کی نہ احسان کی وجہ سے۔

تیرے جیسا حسن سلوک کبھی کسی بھائی نے بھائی کے ساتھ نہیں کیا۔ ہم بھی اس سلوک کے وقت موجود تھے' غائب نہ تھے۔

تو تعب والی جنگ میں مشغول تھا۔ اور وہ لہولعب میں مشغول تھا۔ جب کہ تو تعب اٹھا رہا تھا۔

اے صاحب عطا اسے بے مانگے دیا جاتا تھا۔ اور اے صاحب عطا! جو وہ مانگتا تھا' تو اسے دے دیتا تھا۔

تو نیکی میں اس کے ساتھ اس کے باپ سے زیادہ تھا۔ تو بھائی نہ تھا' نیکی میں باپ تھا۔

تخت شاہی کے قریب اس کی نشست گاہ تھی۔ مگر جب وہ اس کے قریب ہوا تو اور بھی دور ہو گیا۔

حالانکہ وہ ایسی نعمتوں میں تھا۔ جو ختم ہو چکیں اور اس کے لئے۔ ایسا دروازہ تھا۔ جس کی زیارت کی جاتی تھی' مگر آج اس کی اس طرح ہوئی کہ در بند ہو گیا۔

اس کی شام تنہائی میں ہوئی حالانکہ اس کی جماعتیں بیس ہزار تھیں جنہیں تو اس کے پیچھے مجتمع دیکھتا تھا۔

وہ صفیں کہاں گئیں جو اس کے لئے کھڑی رہتی تھیں۔ جس طرح کوئی شخص اس وقت کھڑا ہوتا ہے۔ جب وہ آئے وہ جائے۔

تکبر اور اس میں اصرار کے بعد اسے اس طرح ذلیل ہونا پڑا۔ جیسا کہ وہ مچھلی صبح کرتی ہے جس کا پانی بہ گیا ہو۔

جب تو نے لوگوں کی گردن سے اس کی بیعت فسخ کر دی۔ تو پھر کوئی خطیب اس کے لئے دعا کرنے والا نہ رہا۔

تو نے اسے اس کی ضعف رائے کے بعد ایک لقب دیا تھا۔ اور اللہ نے اس لقب کو ضعف رائے سے بدل دیا۔

تو نے اسے عزت کا لباس پہنایا تھا۔ جس کو اس نے ذلیل کیا۔ اور اس نے اس کی حفاظت نہ کی اس لئے اسے اس طرح شام ہوئی کہ لباس عزت اس سے چھن چکا تھا۔

اپنی کتنی ہی نعمتوں میں تو نے اسے شریک کر لیا تھا۔ اس کے اعمال کی بدولت اللہ نے اسے ان نعمتوں سے نکال دیا۔

میں اسے شعلے والے چراغ سے تشبیہ دیتا تھا۔ مگر تو نے نہ اس کا نور باقی رکھا نہ شعلہ۔

قطیعہ والدہ ابراہیم نے اس حالت میں شام کی کہ اس نے قطع کر دیا تھا۔ صفا اور محبت کی رسی کو چنانچہ وہ دونوں کٹ گئیں۔

اے سخاوت پر وفاداری کا عہد لینے والے تو اس وقت تک کسی کی گرفت نہیں کرتا۔ جب تک کہ تو اس کی بدعہدی پر اچھی طرح مطمئن نہیں ہو جاتا۔

میں بنی عباس کی مدح کی وجہ سے قابل قدر ہوں۔ بنی عباس کی مدح ہی میرے لئے کافی ہے۔

اے بنی عباس بے شک تقویٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے۔ حتیٰ کہ قریش نے بھی تمہیں سے ادب سیکھا ہے۔

کلام تم لوگوں کی مدح کے دوران میں منقطع تھا۔ مگر تو بحمد اللہ نے اپنی مدح میں منقطع نہیں ہے۔

مجلس شوریٰ:

عبدالرحمٰن سے مذکور ہے کہ سامرا کے ایک نوجوان نے اسے وہ امور لکھے‘ جو ترکوں سے سن سن کر بعض اہل سامرا نے مرتب کر لئے تھے۔ اس کا واقعہ یوں ہے۔ المعتز کو جب خلافت پہنچی اور اللہ نے مشرق ومغرب اور بحر و بر اور دیہات اور شہر اور زمین اور پہاڑ سب کے معاملات کا انتظام اس کے تفویض کیا تو اہل بغداد کو اس برے انتخاب کا رنج ہوا۔ اور اس بد انتخابی نے انہیں بلا میں مبتلا کر دیا۔

المعتز باللہ نے اس جماعت کو مشورے کے لئے بلانے کا حکم دیا جن کے ذہن صاف ہوں۔ مزاج نرم ہوں‘ گمان پاکیزہ ہوں‘ طبیعتیں صحیح ہوں خصلتیں عمدہ ہوں اور عقلیں کامل ہوں۔

معتز کا امرائے دربار سے خطاب:

امیر المومنین نے کہا کہ ’’کیا تم ایسی جماعت کی طرف نظر نہیں کرتے جن کا نفاق ظاہر ہے ان کی خواہش حماقت تک پہنچ گئی ہے۔ وہ ایسے بے عقل اور بے وقوف ہیں۔ جن پر بالکل بھروسہ نہیں‘ نہ انہیں کچھ اختیار ہے نہ تمیز ہے۔ خطا میں منہ کے بل گرنے نے بداعمالی کو ان کے لئے آراستہ کر دیا ہے‘ وہ جمع کئے جائیں تو بہت تھوڑے ہیں۔ اور اگر ان کا ذکر کیا جائے۔ تو مذمت کی جائے‘‘۔

میں نے جان لیا ہے۔ کہ لشکروں کی سرداری‘ سرحدوں کی حفاظت‘ معاملات کا انتظام اور ملکوں کی تدبیر بغیر ایسے شخص کے درست نہیں ہو سکتی جس میں مکمل طور چار خصلتیں نہ ہوں:

1. احتیاط و دور اندیشی جس کی وجہ سے وہ واقعات پیش آنے کے وقت ان کے صدور کی حقیقت دریافت کر لے۔
2. علم جو اسے زیادہ سختی کرنے اور چیزوں میں دھوکا کھانے سے بچائے‘ سوائے اس کے دھوکے کا امکان ہو۔
3. شجاعت و بہادری کہ اسے مصائب کم نہ کر سکیں باوجود مسلسل حوائج کے بھی۔
4. جود و سخاوت‘ جس سے سوال کے وقت بڑے بڑے مال کا خرچ کرنا بھی آسان ہو۔

اور تین باتیں یہ ہوں۔

1. اپنے مددگاروں میں جو اس قابل ہو اس کے احسان کا فوراً بدلہ دے دینا۔
2. گمراہوں اور نافرمانوں پر بھاری بوجھ ڈالنا۔
3. حوادث کے لئے تیار رہنا‘ کیونکہ حوادث زمانہ سے مطمئن رہنا‘ زمانے سے غیر مطمئن رہنا ہے۔

دو خصلتیں یہ ہونا چاہئیں۔
❶ رعیت کے راستے سے دربان کا دور کر دینا (تاکہ بے روک ٹوک وہ اپنی فریاد پہنچا سکے)
❷ قوی اور ضعیف کے درمیان یکساں فیصلہ کرنا۔
ایک خصلت یہ ہونا چاہیے۔
تمام امور میں بیدار رہنا اور آج کا کام کل پر نہ ڈالنا۔
تم لوگوں کی کیا رائے ہے۔
میں نے اپنے موالی یعنی آزاد کردہ غلاموں میں سے چند آدمیوں کا انتخاب کیا ہے۔ ایک ان میں سے مضبوط طبیعت والا اور اپنے ارادے کا پورا کرنے والا ہے کہ نہ اسے کوئی راحت سرکش بناتی ہے' اور نہ کوئی تکلیف خائف کرتی ہے۔
نہ دور والے سے ہیبت ہوتی ہے نہ سامنے والے سے ہول ہوتا ہے۔
وہ مثل اس چوپائے کے ہے جو ببول کی جڑ میں ہے کہ اگر اسے حرکت دی جائے تو حملہ کر دے اور اگر کاٹا جائے تو قتل کر دے۔
اس کی جماعت تیار رہتی ہے۔ اور اس کا انتقام سخت ہوتا ہے۔ کہ اپنے لوہے زیادہ سخت قلب کے ساتھ وہ اپنے بہت تھوڑی تعداد کے لشکر کو جنگ میں ڈال دیتا ہے۔
وہ اس طرح طالب انتقام ہوتا ہے کہ اسے بڑے بڑے خوفناک لشکر عاجز نہیں کر سکتے۔
وہ ایسا قابض ارواح ہے۔ کہ جسے وہ طلب کرے اسے پناہ نہیں' اور جو بھاگے اسے مفر نہیں۔
جسے عمدہ چیزیں حرص میں نہیں ڈالتیں اور نہ مصیبتیں اسے عاجز کرتی ہیں۔
اگر دوستی کرے تو پورا کرے اور اگر وعدہ کرے تو وفا کرے۔
اگر لڑائی میں پورا بہادر ہے اور زبان سے کچھ کہا تو اسے کر دیا۔
اس کا سایہ اس کے دوست کے لئے خوب گھنا ہے۔ اور اس کا خوف اس پر حملے کے وقت اس کی بہادری کی دلیل ہے۔
جو اس سے بازی لگاتا ہے اس سے بڑھ جاتا ہے۔ اور جو اس کا ارادہ کرے' اسے عاجز کر دیتا ہے۔
جو اس کے ساتھ چلے اسے تھکا دیتا ہے اور جو اس سے دوستی کرے اسے ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔

معتز سے ایک درباری امیر کا جواب:

جماعت میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ تجھ میں فضائل ادب جمع کر دے۔ تجھے میراث نبوت میں مخصوص فرمائے' حکمت کی باگیں تیری طرف ڈال دے' عطائے کرامت میں سے تیرا حصہ زیادہ کرے' تیرے فہم میں وسعت پیدا کرے' تیرا قلب پاکیزہ علوم اور صفائے ذہن سے منور کرے۔ تیرے بیان نے تیری مراد ظاہر کر دی اور تیرے فہم نے ادراک کر لیا۔ اے امیر المومنین' واللہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جسے نہیں عطا کی گئیں وہ عطائیں جیسی کہ تجھے دی گئیں' قدرت نے بڑے بڑے احسانات تجھ پر کئے بڑی بڑی مضبوط قوتیں بخشیں' قابل ستائش فضائل طبیعت کی شرافت' حکمت تیری زبان پر گویا کر دی

گئی' اس لئے تو نے جو گمان کیا ہے وہ درست ہے۔ اور جو کچھ سمجھا ہے وہ اتنا حق ہے کہ اس میں کوئی عیب نہیں تو خدا کی قسم اے امیر المومنین خصائل میں بے نظیر اور زمانے بھر کا سردار ہے۔

جس کے پورے فضائل کو کوئی بیان نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی تعریف اس کی شرافت کے اجزاء کا حصر کر سکتی ہے''۔

امیر المومنین نے اپنے مددگاروں کے لئے عہدوں کا حکم دیا۔ اور انہیں اپنے دوشمنوں کے آگاہ کرنے' خوش خبری سنانے اور ان کے نفس و مال میں تصرف کرنے کی آزادی بخشی۔

محمد بن عبداللہ کا تنبیہ آمیز خط:

جب محمد بن عبداللہ کو علاقوں کے متعلق حکم کی خبر پہنچی تو اس نے ایک مراسلہ جاری کیا جس کی نقل یہ ہے۔

اما بعد ! خواہش نفسانی کی کجی نے تمہیں محتاط رائے سے برگشتہ کر دیا۔ خطا کی رسیوں نے تمہیں احمق بنا دیا' اگر تم لوگ حق کو اپنے اوپر مسلط رکھتے اور اسی کے مطابق اپنے اندر فیصلہ کرتے تو حق تمہارے پاس بصیرت (عقل و ہوش کو) لاتا اور حیرت کے پردے تم سے دور کر دیتا' اب بھی اگر تم لوگ مصالحت کے لئے تیار ہو تو تمہارے خون محفوظ ہو جائیں گے۔ اور فراغت سے زندگی بسر کرو گے۔ امیر المومنین تمہارے پے در پے جرائم کو معاف کر دے گا۔ اور اپنی وافر نعمتوں کو تمہارے لئے کھول دے گا' اگر اسی طرح تمہاری بڑھی ہوئی شرارتیں جاری رہیں اور تمہاری حرص تمہاری بداعمالی کو تمہارے لئے (خوبصورت) بناتی رہی۔ تو تم پر حجت قائم کر دینے کے بعد اور تمہیں معذرت سے آگاہ کر دینے کے بعد اللہ اور اس رسول ﷺ کی جنگ کا تمہیں اعلان ہے' اگر لوٹ مار جاری ہوگئی' لڑائی کی چنگاری سلگ اٹھی' آسیائے جنگ حرکت میں آئی' تلواروں نے اس کے حامیوں کے جوڑ کاٹ دیئے' نیزے حرص سے جھک گئے۔ قتال میں آنے کو پکار دیا گیا۔ بہادروں نے جنگ شروع کر دی' جنگ نے باچھیں کھول دیں۔ باہر آنے کے لئے اس نے اپنی نقاب ڈال دی' گھوڑوں کی گردنیں آگے پیچھے ہونے لگیں' اہل شجاعت اہل بغاوت سے بھڑ گئے۔ تو تمہیں ضرور ضرور معلوم ہو جائے گا۔ کہ دونوں فریق میں موت کے ساتھ سب سے زیادہ اپنی جان کی سخاوت کرنے والا کون ہے۔ نہ اس وقت کوئی معذرت قبول کی جائے گی۔ اور نہ فدیہ قبول ہوگا۔ جو ڈر گیا۔ اس کا عذر قبول کر لیا جائے گا۔ عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں''۔

محمد بن عبداللہ کو ترکوں کا جواب:

محمد بن عبداللہ کا خط ترکوں کو پہنچا تو انہوں نے جواب لکھا۔

''باطل کو تو نے حق کی صورت تصور کر لیا۔ اور اپنی گمراہی کو ہدایت خیال کر لیا' جیسا کہ سراب کا میدان جسے پیاسا پانی سمجھ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا اگر تو اپنی گئی ہوئی عقل کو لوٹاتا' تو تیرے لیے بصیرت روشن ہو جاتی۔ شبہ کے مادے تجھ سے منقطع ہو جاتے۔ لیکن تو حقیقت کی راہ سے بھاگا اور پچھلے پاؤں پلٹ گیا' اس لئے کہ تیری طبیعت میں حیرت کے اسباب جم گئے تو اس کے سننے میں مشغول ہو گیا اور تنہا اس کے پاس آ گیا' مثل اس شخص کے جس کی عقل کو شیاطین لے گئے۔ اور اسے حیران چھوڑ گئے' تیری عمر کی قسم اے محمد' تیرا وعدہ بھی ہمارے پاس آیا۔

اور وعید بھی ہمارے پاس آئی اس نے ہمیں نہ تیرے قریب کیا اور نہ تجھ سے دور کیا جب کہ یقین کی بارش تیرے ضمیر کی

پوشیدہ حالت کو کھول دے گی۔ اور تجھے اس شخص کے مثل کردے گی۔ جو برق کو راستہ چلنے کے لئے کافی سمجھتا ہے کہ جب وہ اس کے لئے چمکی تو' اس میں چلنے لگا۔ اور جب تاریک ہوگئی تو رک گیا۔ تیری جان کی قسم اگر تیری خواہش بغاوت میں بڑھتی گئی اور تو امید کے بادل سے فائدہ اٹھاتا رہا۔ تو ضرور تیرا حال تیرے لئے موجب غم ہوگا۔ البتہ ہم لوگ تیرے پاس ایسے لشکر کی شکل میں آئیں گے کہ تجھے اس سے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی۔ وہاں سے ہم لوگ ضرور بالضرور تجھے ذلیل کر کے نکال دیں گے۔ اور تو ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اگر ہمیں اپنی آگاہی کے لئے امیر المومنین کے فرمان کا انتظار نہ ہوتا کہ ہم لوگ کس طریقے پر عمل کریں تو پانی کے برتنوں تک پہنچ جاتے اور تلواروں کو اس حالت میں میان میں داخل کرتے' کہ وہ تھکی ہوئی ہوتیں' زمین کی بلندی کو پست کر دیتے۔ اسے جانوروں اور سانپوں اور الو کا ٹھکانا بنا دیتے' ہم نے تجھے نزدیک سے پکار دیا۔ اور سنا دیا۔ اگر تو زندہ ہے' لہٰذا اگر تو قبول کرلے گا تو کامیاب ہوگا۔ اور تو انکار کرے گا۔ اور سوائے سرکشی کے کچھ نہ کرے گا۔ تو ہم تجھے نقصان پہنچائیں گے اور تم لوگ ندامت کی حالت میں صبح کرو گے''۔

مغربیوں اور ترکوں کی جنگ:

اسی سال یکم رجب کو مغربیوں اور ترکوں کے درمیان جنگ عظیم ہوئی یہ اس لئے ہوئی کہ مغربی اس دن محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے ہمراہ جمع ہوئے جو ترک محل پر تھے۔ ان پر غالب آ گئے۔ انہیں وہاں سے نکال دیا۔ اور ان سے کہا کہ ''ہر روز تم لوگ ایک خلیفہ کو قتل کرتے ہو۔ اور دوسرے کو معزول کرتے ہو اور وزیر کو قتل کرتے ہو۔

ان لوگوں نے عیسیٰ بن فرخان شاہ پر حملہ کیا تھا۔ اسے مارا تھا۔ اور اس کا گھوڑا لے لیا تھا۔ جب مغربیوں نے ترکوں کو محل سے نکال دیا اور بیت المال پر غالب آ گئے۔ تو وہ پچاس گھوڑے لے لئے جن پر ترک سوار ہوا کرتے تھے' پھر ترک جمع ہوئے اور انہوں نے کرخ اور دور میں جو ترک تھے۔ انہیں بلا بھیجا' وہ لوگ اور مغربی مقابل ہوگئے مغربیوں میں سے ایک آدمی مارا گیا۔ مغربیوں نے اس قاتل کو پکڑ لیا۔ شاکریہ مغربیوں کے مددگار ہوگئے' ترک کمزور پڑ گئے۔ آخر مغربیوں کے مطیع ہوگئے۔ جعفر بن عبدالواحد نے فریقین کے درمیان صلح کرادی' انہوں نے اس شرط پر صلح کی کہ ''وہ اب کوئی نئی بات نہ کریں گے۔ اور ہر جگہ جہاں ایک فریق کی جانب سے بھی کوئی آدمی رہے گا''۔ اس شرط پر ایک زمانے تک رکے رہے۔

ابن غزون کی جلاوطنی:

محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے پاس مغربیوں کے جمع ہونے کی خبر ترکوں کو پہنچی' ترک بایک باک کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا کہ ''ہم ان دونوں سرداروں کی تلاش میں ہیں۔ اگر ہم ان دونوں پر کامیاب ہوگئے تو پھر کوئی بولنے والا نہیں''۔ محمد بن راشد اور نصر بن سعید اس دن صبح سویرے جمع ہوئے تھے۔ جس دن ترکوں نے ان پر حملے کا ارادہ کیا تھا' پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے۔ بعد کوئی خبر ملی کہ بایک باک ابن راشد کے مکان گیا تھا' محمد بن راشد اور نصر بن سعید محمد بن عزون کے گھر پلٹ گئے کہ ترکوں کا ہنگامہ جب تک سکون پذیر ہو دونوں اسی کے پاس رہیں۔ پھر دونوں اپنی جماعت کے پاس واپس آ جائیں۔ ایک شخص نے بایک باک کو ان دونوں کو اشارے سے بتا دیا۔ اور اسے ان کا راستہ دکھا دیا۔ کہا گیا ہے کہ ابن عزون وہی شخص ہے جس نے اس آدمی کو چھپایا تھا۔ جس نے بایک باک اور ترکوں کو ان دونوں کا راستہ بتایا تھا۔ ترکوں نے ان دونوں کو پکڑ کر قتل کر دیا' یہ خبر المعتز کو

پہنچی' تو اس نے ابن عزون کے قتل کا ارادہ کیا' اس معاملے میں اعتراض کیا گیا' تو اس نے اسے بغداد جلاء وطن کر دیا۔

ابن خلف العطار وغیرہ کی گرفتاری:

اسی سال محمد بن علی بن خلف العطار کو اور آل ابی طالب کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے بغداد سے سامرا لایا گیا جن میں ابواحمد بھی تھے ابواحمد محمد بن جعفر بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان کے ہمراہ ابو ہاشم داؤد بن القاسم الجعفری کو بھی لایا گیا' یہ واقعہ اسی سال ۸ شعبان کو ہوا۔

عبدالرحمٰن نائب ابوالساج کی آمد:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک صاحب طالبیین میں سے لشکر اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد علاقہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے' اس زمانے میں کوفے اور اس کے مضافات ابوالساج کی ماتحتی میں تھے اور وہ ابن طاہر سے خواہاں تھا۔ کہ اس کو ولایت رے میں تبدیل کر دیا جائے' اسی غرض سے بغداد میں مقیم تھا جب ابن طاہر کو طالبی کی خبر پہنچی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے۔ تو اس نے ابوالساج کو اپنی عمل داری کوفہ میں جانے کا حکم دیا' پہلے ابوالساج نے اپنے نائب عبدالرحمٰن کو کوفہ بھیجا پھر ابوالساج سے ابو ہاشم الجعفری نے مع بغداد کے طالبیین کی ایک جماعت سے ملاقات کی' طالبی کے متعلق گفتگو کی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے۔ ابوالساج نے ان سے کہا کہ تم لوگ ان سے یہ کہو کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہیں اور میں انہیں نہ دیکھنے پاؤں۔

کوفہ میں عبدالرحمٰن پر سنگ باری:

جب عبدالرحمٰن نائب ابوالساج کوفہ پہنچا' تو اسے پتھر مارے گئے۔ ناچار مسجد میں چلا گیا۔ لوگ یہ سمجھے کہ یہ علوی کی جنگ کے لئے آیا ہے۔ اس نے ان لوگوں سے کہا کہ میں عامل نہیں ہوں' میں وہ شخص ہوں جو اعراب کی جنگ کے لئے روانہ ہوا ہوں' اس کہنے پر لوگ اس سے باز آ گئے اور وہ کوفے میں مقیم ہو گیا۔

ابواحمد محمد بن جعفر طالبی کی گرفتاری:

ابواحمد محمد بن جعفر الطالبی جس کا میں نے ذکر کیا وہی صاحب تھے جو طالبیین کی ایک جماعت کے ساتھ (گرفتار کر کے) سامرا بھیجے گئے تھے کہ المعتز نے مزام بن خاقان علوی کو شکست ہونے کے بعد جو ابواحمد کی اس جنگ کے لئے کوفہ روانہ کیا گیا تھا۔ جس کا ذکر اس کے قبل اپنے مقام پر گزر چکا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہے' ابواحمد کوفے کے علاقے میں پلٹ آیا اور لوگوں کو ستایا اور ان کا مال اور جائداد لے لی' ابوالساج کے نائب نے کوفے میں قیام کر لیا' تو وہ ابواحمد علوی سے بہ نرمی پیش آیا۔ اور اتنا مانوس بنا لیا۔ کہ کھانے پینے میں شریک کرنے لگا۔ فریب دے کر کوفے کے ایک باغ میں بطور تفریح کے لے گیا۔ وہاں شام کر دی' عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر رکھا تھا۔ علوی کو قید کر لیا اور رات کے وقت مقید کر کے اندر آنے والے خچروں پر روانہ کر دیا۔ یکم ربیع الآخر کو بغداد لائے گئے' محمد بن عبداللہ کے پاس لے گیا۔ تو اس نے اپنے پاس ہی قید کر لیا پھر ضامن لے کر رہا کر دیا۔

آل ابی طالب کی طلبی:

محمد بن علی بن خلف العطاء کے بھتیجے کے پاس حسن بن زید کے چند خطوط پائے گئے ابن طاہر نے اس کی اطلاع المعتز کو لکھ دی ابواحمد اور ان تمام طالبیین کی عتاب بن عتاب کی معیت میں روانگی کے متعلق فرمان آیا۔ وہ سب لوگ اور ابواحمد اور ابو ہاشم الجعفری

اور علی بن عبید اللہ بن عبداللہ بن حسن بن حسن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) روانہ کر دیئے گئے۔ علی بن عبیداللہ کے بارے میں لوگوں نے بیان کیا۔ کہ صرف اپنے مکان پر سامرا جانے کی اجازت چاہی تھی جو دے دی گئی' بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے ان کے ساتھ ایک ہزار درہم کا سلوک کیا' اس لیے کہ انہوں نے تنگ دستی کی اس سے شکایت کی تھی' ابو ہاشم اپنے گھر والوں کو رخصت کر آئے تھے۔

ابو ہاشم کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ ابو ہاشم کی گرفتاری کا سبب صرف ابن الکرو یہ اور عبداللہ بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ تھے۔ ان دونوں نے المعتز سے کہا کہ اگر تو محمد بن عبداللہ کو داؤد بن القاسم کی گرفتاری کو لکھے گا تو وہ گرفتار کر کے نہیں بھیجے گا۔ لہٰذا اسے لکھ دے کیونکہ تو اسے طبرستان وہاں کی اصلاح حالت کے لیے بھیجنا چاہتا ہے۔ پھر جب وہ تیرے پاس آ جائے تو اس کے بارے میں تو اپنی رائے پر غور کر سکے گا۔ اسی بنا پر یہ گرفتاری ہوئی مگر کوئی اور نا گوار بات نہیں پیش آئی۔

انتظام معدلت:

اسی سال الحسن ابن ابی الشوراب کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ حالانکہ محمد بن عمران الضبی اتالیق المعتز نے عہدہ قضا کے لئے چند آدمیوں کی المعتز سے سفارش کی تھی جن میں الخلنجی اور الخصاف بھی تھے۔ المعتز نے ان کے لئے فرمان بھی لکھ دیا مگر شفیع الخادم اور محمد بن ابراہیم بن الکرو یہ اور عبدالسمیع بن ہارون بن سلیمان بن ابی جعفر اس میں پڑھ گئے۔ اور کہا کہ یہ لوگ ابن ابی داؤد کے احباب میں سے ہیں۔ اور عقیدتاً رافضی اور قدری اور زیدی اور جہمی ہیں۔ المعتز نے انہیں دور کرنے اور بغداد سے نکال دینے کا حکم دیا۔ اور عوام نے الخصاف پر حملہ کر دیا۔ اور دوسرے لوگ بغداد چلے گئے' الضبی صرف مظالم کی وجہ سے معزول کیا گیا۔

فوجی مصارف:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ترکوں اور مغربیوں اور شاکریہ کی تنخواہوں کا اندازہ کیا گیا۔ جس مقدار کی انہیں ایک سال میں حاجت تھی۔ وہ دس ارب دینار تھے۔ جو ساری سلطنت کی دو سال کی آمدنی تھی۔

ابوالساج کو روانگی کا حکم:

اسی سال ابوالساج مکے کے راستے کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ ہوا کہ جب وصیف کے معاملے کی صلح ہو گئی اور المعتز نے اپنی مہر اسے دے دی تو ابوالساج کو فرمان لکھا جس میں اسے مکے کے راستے کی طرف جانے کا حکم تھا کہ راستے کی اصلاح و مرمت راستی کے ساتھ ہو جائے' اس مقصد کے لئے ابوالساج کے پاس اتنا خرچ روانہ کر دیا۔ جتنی اسے ضرورت تھی وہ تیاری کرنے لگا۔ محمد بن عبداللہ نے ایک خط لکھا جس میں یہ درخواست تھی۔ کہ مکے کا راستہ اس کے سپرد کیا جائے اسے قبول کر لیا گیا' پھر اس نے ابوالساج کو اپنی جانب سے روانہ کیا۔

متفرق واقعات:

یکم ذی الحجہ کو عیسیٰ بن الشیخ بن السلیل مقام رملہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اس نے اپنے نائب ابوالمغر اکو وہاں روانہ کر دیا۔ کہا گیا ہے کہ اس نے اس عہدے کے چالیس ہزار دینار بغا کو دیئے یا اس کی ذمہ داری لی۔

اسی سال وصیف نے عبدالعزیز ابن ابی دلف کو الجبل کا والی بننے کو لکھا اور اسے خلعت بھیجا' وہ اس کی جانب سے والی بنا۔

اسی سال ذی قعدہ میں محمد بن عمرو الشاری دیار ربیعہ میں قتل کیا گیا۔ جسے ایوب بن احمد کے نائب نے قتل کیا۔

اسی سال کنجور پر عتاب ہوا۔ اور محل میں اس کے قید کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر بحالت قید بغداد روانہ کر دیا گیا۔ بعد کو الیمامہ بھیج دیا گیا' وہیں قید رہا۔

اسی سال ابن جستان صاحب الدیلم نے احمد بن عیسیٰ العلوی اور الحسن بن احمد الکوکبی کے ہمراہ رے پر ڈاکہ ڈالا قتل بھی کیا۔ اور لوگوں کو قید بھی کیا' اس زمانے میں وہاں عبداللہ بن عزیز حاکم تھا۔ جو وہاں سے بھاگ گیا۔ اہل رے نے ان سے ایک ہزار درہم مال غنیمت پر صلح کر لی' جب ادا کر دیئے تو ابن جستان وہاں سے کوچ کر گیا۔

اور ابن عزیز وہاں واپس آ گیا' اس نے احمد بن عیسیٰ کو گرفتار کر کے نیشاپور روانہ کر دیا۔

اسی سال اسمٰعیل بن یوسف طالبی کی وفات ہوئی یہ وہی ہیں کہ مکے میں جو کچھ کیا وہ کیا۔

امیر حج محمد بن احمد:

اس سال المعتز کی جانب سے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۳ھ کے واقعات

امارت الجبل پر ابن بغا کا تقرر:

منجملہ ان واقعات کے ۴ رجب کو المعتز کا موسیٰ بن بغا الکبیر کو الجبل کا حاکم مقرر کرنا ہے' اس کے ہمراہ اس زمانے میں ترک یا ان کے مثل دو ہزار چار سو تینتالیس آدمی کا لشکر تھا جن میں سے مفلح کے ہمراہ گیارہ سو تیس آدمی تھے۔

اسی سال مفلح نے جو موسیٰ بن بغا کی فوج کے مقدمے پر تھا۔ ۲۲ رجب کو عبدالعزیز ابی دلف پر چھاپہ مارا۔ عبدالعزیز تقریباً بیس ہزار بازاری جماعت کے ساتھ تھا۔ دونوں کی یہ جنگ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہمذان کے باہر تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ہوئی' مفلح نے اسے شکست دے کر تقریباً تین فرسخ تک بھگا دیا۔ مفلح کے لوگ قتل بھی کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے۔ پھر مفلح اور اس کے ہمراہی سلامت واپس آئے۔ اس نے اسی روز اپنی فتح کا حال لکھ بھیجا۔

علاقہ کرخ پر مفلح کی فوج کشی:

جب رمضان کا مہینہ ہوا۔ تو مفلح نے کرخ کی سمت کے لئے اپنا لشکر تیار کیا۔ اور ان کے لئے دو گھاٹیاں بنائیں عبدالعزیز نے ایک لشکر بھیجا جس میں چار ہزار آدمی تھے۔ پھر مفلح نے ان سے قتال کیا۔ پوشیدہ فوج نے گھاٹی سے نکل کر عبدالعزیز کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا وہ بھاگے تو مفلح نے ان پر تلوار چلائی' قتل اور قید کیا' عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے سامنے آیا تو وہ بھی ان کے بھاگنے کی وجہ سے بھاگا اور کرخ چھوڑ کر اپنے ایک قلعہ ''وز'' میں چلا گیا جو کرخ ہی کے علاقے میں تھا' وہاں محصور محفوظ ہو گیا' مفلح کرخ میں داخل ہوا' ابی دلف کی اولاد میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ ان کی کچھ عورتیں بھی گرفتار کیں۔ جن میں کہا جاتا ہے۔ کہ عبدالعزیز کی ماں بھی تھی' انہوں نے سب کو رسی سے باندھ لیا۔ مذکور کہ اس نے بہت سے نیزے اور ستر گھوڑی

سر سامرا روانہ کئے۔

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے ہمدان آیا اور وہیں اتر گیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں المعتز نے بغا الشرابی کو خلعت دیا۔ تاج اور دو تلواریں حمائل کرائیں وہ تاج لگائے اور دونوں تلواریں حمائل کئے اپنے مکان گیا۔

ترکوں وفرغانیوں کا وصیف و بغا سے مطالبہ:

اسی سال وصیف ترک قتل کیا گیا' یہ ۲۷ شوال کا واقعہ ہے۔ اسی واقعے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہے کہ ترکوں' فرغانیوں اور اشروسنیوں نے بلوہ کیا اور اپنی چار ماہ کی تنخواہیں مانگی تو بغا اور وصیف اور سیما الشرابی تقریباً سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ نکلے' وصیف نے ان سے گفتگو کی کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو' کہا اپنی تنخواہیں' وصیف نے کہا' خاک اور کیا ہمارے پاس مال ہے؟ بغا نے کہا کہ اچھا اس معاملے میں ہم امیر المومنین سے درخواست کریں گے۔ اشناس کے گھر میں گفتگو کریں گے' جو تم میں سے نہ ہو وہ تم سے علیحدہ ہو جائے وہ لوگ اشناس کے گھر آئے سیما الشرابی سامرا واپس چلا گیا۔ خلیفہ سے ان لوگوں کے دینے کا حکم لینے کے لیے بغا بھی اس کے ہمراہ ہو گیا۔

قتل وصیف:

وصیف ان لوگوں کے قبضے میں رہ گیا۔ ان میں سے کسی نے اس پر حملہ کر دیا۔ تلوار کے دو ہاتھ مارے دوسرا آدمی اس کے پاس چھری لے آیا۔ اسے ایک سردار نوشری بن طاجبک اس کے گھر اٹھا لے گیا جب بغا نے ان کے کام میں دیر لگائی تو وہ یہ سمجھے کہ مقابلے کی تیاری میں مشغول ہے۔ نوشری کے مکان سے اس کو باہر بلا کر کلہاڑیوں سے اتنا مارا کہ اس کے دونوں بازو توڑ ڈالے پھر اس کی گردن ماردی اور اس کا سر تنور ہلانے کی لکڑی پر نصب کر دیا' سامرا کے عوام نے وصیف اور اس کے لڑکے کے مکانات لوٹنے کا ارادہ کیا وصیف کے لڑکے واپس آ گئے۔ انہوں نے اپنے گھروں کو ان سے بچایا' المعتز نے وصیف کے کام بغا الشرابی کے سپرد کر دیئے۔

بندار طبری کا باغی جماعت پر فوج کشی کا ارادہ:

اسی سال عید الفطر کو بندار الطبری قتل کیا گیا' اس کا سبب یہ ہوا کہ اسی سال رجب میں ایک شخص کو البوازیج کا حاکم بنایا گیا۔ جس کا نام مساور بن عبدالحمید تھا۔ المعتز نے اس کے پاس ماہ رمضان میں ساتکین کو روانہ کیا۔ وہ خراسان کے راستے کے علاقے کی طرف مڑ گیا۔ محمد بن عبداللہ نے اسے بلا بھیجا' یہ اس لئے کہ خراسان کا راستہ اسی کے ماتحت تھا' بندار اور مظفر بن سیسل وہاں کے اسلحہ خانے میں تھا۔ یہ دونوں دسکرۃ الملک جا کر ٹھہر گئے۔ مذکور ہے کہ بندار رمضان کے آخر دن بقصد شکار نکلا۔ شکار کی تلاش میں دور چلا گیا۔ یہاں تک کہ الدسکرہ کے مکانات سے قریب ایک فرسخ دور ہو گیا۔ جب وہ اس حالت میں تھا۔ کہ یکا یک دو علم سامنے سے آتے دیکھے جن کے ساتھ ایک جماعت بھی الدسکرہ کی طرف آ رہی ہے اس نے بعض ساتھیوں کو بھیجا کہ یہ علم کیسے ہیں' خبر ملی کہ صاحب جماعت کرخ جدان کا عامل ہے اور اسے یہ اطلاع ملی ہے کہ ایک شخص مساور بن عبدالحمید جو البوازیج کے دہقانوں میں سے ہے نکلا ہے' خبر ملی ہے کہ وہ کرخ جدان جائے گا۔

بندار کی مظفر سے امداد طلبی:

جب اسے یہ خبر ملی تو وہاں سے بھاگتا ہوا الدسکرہ روانہ ہوا۔ کہ بندار اور مظفر کے پاس بیٹھ کر اپنی وحشت دور کرے بندار اسی وقت' مظفر کے پاس لوٹ گیا اور کہا کہ۔

''وہ باغی کرخ جدان کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم لوگوں کا بھی ارادہ رکھتا ہے۔ آپ کے ساتھ چل کہ اس سے مقابلہ کریں''۔

مظفر نے جواب دیا' کہ ''اب دیر ہوگئی ہے۔ ہمارا ارادہ جمعہ کی نماز پڑھنے کا بھی ہے' کل عید ہے جب عید گزر جائے گی تو ہم اس کا ارادہ کریں گے''۔

مگر بندار نے انکار کیا اور اس امید میں روانہ ہوا کہ اس باغی پر بغیر مظفر کے فتح پا جائے گا' مظفر مقیم رہا اور الدسکرہ سے نہ ہٹا' الدسکرہ اور تل عکبراء کے درمیان آٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا اور تل عکبراء اور مقام جنگ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا' بندار تل عکبراء گیا۔ تہائی رات گئے شب عید الفطر کو وہاں پہنچ گیا۔ اپنے گھوڑے کو کچھ چارہ دیا پھر سوار ہو کر چلا' رات ہی کو اس باغی کے لشکر کے سامنے آ گیا وہ لوگ نماز پڑھ رہے اور تلاوت قرآن کر رہے تھے۔ اس کے کسی خاص ساتھی نے یہ مشورہ دیا کہ ''ان پر رات ہی میں حملہ کر دے جب کہ وہ غافل ہیں''۔ اس نے انکار کیا ''نہیں تاوقتیکہ میں انہیں اور وہ مجھے نہ دیکھ لیں''۔

بندار کا باغی جماعت پر حملہ:

دو تین سوار روانہ کئے۔ کہ ان کی خبر لائیں' جب یہ سوار قریب پہنچے' تو وہ لوگ انہیں دیکھ کر تاڑ گئے' ہتھیار پکارنے لگے۔ اور سوار ہو گئے مگر صبح تک جنگ سے رکے رہے۔ دن نکلے جنگ شروع کی بندار کے تقریباً تین سو پیادہ و سوار ساتھی تھے جن کے لئے ممکن نہ تھا۔ کہ صرف تیر ہی چلائیں۔ بندار نے انہیں میسرہ و میمنہ و ساقہ میں تیار کیا' خود قلب لشکر میں ٹھہرا۔ مساور اور اس کے ساتھیوں نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا' بندار اور اس کے ساتھی جمے رہے باغی اپنے لشکر گاہ اور شب کی قیام گاہ سے پیچھے ہٹ گئے۔ کہ بندار اور اس کے ساتھی ان کے لشکر کی طرف نہ بڑھے' پھر باغیوں نے ان پر دوبارہ تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا۔ یہ تعداد میں تقریباً سات سو تھے۔ پھر دونوں فریق رکے رہے' باغی نیزے چھوڑ کر صرف تلواروں پر اتر آئے باغیوں کے پچاس آدمی مقتول ہوئے اور بندار کے بھی اتنے ہی۔

بندار کا قتل:

باغیوں نے ایک حملہ کیا جس میں تقریباً سو آدمی بندار کے علیحدہ کر دیئے وہ سو آدمی ان کے مقابلے میں کچھ دیر صبر کئے رہے۔ پھر سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ بندار اور اس کے ہمراہی بھاگے وہ لوگ انہیں ایک ایک جماعت میں علیحدہ کرنے اور قتل کرنے لگے' بندار نے بھاگنے کی کوشش کی مگر لوگ اس کی تلاش میں تھے۔ وہ اسے تل عکبراء سے قریب مقام جنگ سے قریب چار فرسخ فاصلے پر پا گئے اسے قتل کر دیا۔ اور سر نصب کر دیا۔ بندار کے ساتھیوں میں سے تقریباً پچاس آدمی بچ گئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریباً سو آدمی تھے' جو خوارج کے ان لوگوں میں مشغول ہونے کے جنہیں وہ جدا کر رہے تھے۔ جنگ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔

بندار کے قتل کی ابن طاہر کو اطلاع:

مظفر کو اس واقعہ کی خبر پہنچی وہ الدسکرہ میں مقیم تھا۔ وہاں سے کنارے ہٹ کر اس مقام پر چلا گیا۔ جو بغداد کے قریب تھا' اس

کے قتل کی خبر محمد بن عبداللہ کو عید کے دوسرے دن پہنچی' مذکور ہے کہ اس غم میں اس نے کھانا پینا سیر وتفریح سب کچھ ترک کر دیا۔ مساور فوراً حلوان چلا گیا۔ وہاں کے لوگ اس کے مقابلے پر آ گئے' اور اس سے قتال کیا' باغی نے تقریباً چار سو آدمی قتل کر دیئے انہوں نے بھی اس باغی کی ایک جماعت قتل کر ڈالی' خراسان کے بعض حجاج بھی مقتول ہوئے جو حلوان میں تھے۔ انہوں نے اہل حلوان کی اعانت کی پھر واپس چلے گئے۔

وفات ابن طاہر:

۱۴ ذی القعدہ کی شب کو چاند گہن پڑا' سب گہنا گیا' اس کا اکثر حصہ غائب ہو گیا' بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کا اسی وقت انتقال ہوا۔ جب چاند اپنے انتہائے خسوف میں تھا۔ وہ مرض جس میں اس کی وفات ہوئی ایک زخم تھا جو اس کے سر اور حلق میں پیدا ہو گیا تھا اس نے اسے ذبح کر دیا' مذکور ہے کہ وہ زخم جو اس کے سر اور حلق میں تھا۔ ایسا تھا کہ اس میں بتیاں داخل ہو جاتی تھیں جب مر گیا تو نماز جنازہ میں اس کے بھائی عبیداللہ اور بیٹے طاہر کے درمیان اختلاف ہوا بیٹے نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے یہی وصیت بھی کی تھی' عبیداللہ بن عبداللہ برادر محمد بن عبداللہ کے اہل وعیال کے درمیان ایسا جھگڑا ہوا۔ کہ ان لوگوں نے عبیداللہ پر تلوار تک کھینچ لی' اسے پتھر مارے گئے' بدمعاش اور عوام اور اسحاق بن ابراہیم کے آزاد کردہ غلام سب طاہر بن محمد بن عبداللہ بن طاہر کے طرف دار تھے۔ وہ لوگ یہ پکارنے لگے' یا طاہر' یا منصور' عبیداللہ دریا عبور کر کے اپنے مکان چلا گیا۔ جو سردار تھے محمد بن عبداللہ کے اپنے اعمال پر اسے اپنا نائب بنا دینے' وصیت کر جانے اور اپنے اعمال کو اس کے متعلق لکھ دینے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گئے۔ المعتز نے خلعت اور بغداد کی ولایت عبیداللہ کو عنایت کی۔ بیان کیا گیا ہے۔ عبیداللہ نے اس شخص کے لئے جو المعتز کی جانب سے اس کے پاس خلعت لایا تھا۔ پچاس ہزار درہم کا حکم دیا۔

وثیقہ نیابت:

اس خط کی نقل جو محمد بن عبداللہ نے اپنے بعد اپنے بھائی کو نائب بنانے کے متعلق اپنے عمال کو لکھا تھا:

''امابعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے موت کو ضروری اور یقینی بنا دیا۔ اس کی جو مخلوق باقی ہے اس پر بھی اسی طرح آنے والی ہے جس طرح گزرنے والوں پر آ گئی' لائق ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس امر میں حصہ ملے کہ وہ اس امر کے آنے کے لئے تیار رہے جس کے بغیر چارہ نہیں جس سے کسی حالت میں پناہ نہیں' میرا یہ خط اس حالت میں ہے۔ کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوں جس سے اندیشہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور جس میں ناامیدی امید پر غالب آ گئی ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے اچھا کر دے اور دور کر دے تو اس کی قدرت ہے۔ اور اس کی کریم عادت کا ایک کرشمہ ہے اور اگر میرے لئے بھی وہی حادثہ پیش آ جائے جو اولین آخرین کا طریقہ ہے تو میں نے عبیداللہ بن عبداللہ مولیٰ امیر المومنین کو اپنا نائب بنایا' جو میرا ایسا بھائی ہے' جس پر میرے قدم بقدم چلنے کا اور انتظام کا اختیار کرنے کا کہ میں امیر المومنین کی جانب سے جس کے انتظام میں تھا پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک اس کے پاس امیر المومنین کا حکم آئے' جس کے مطابق وہ عمل کرے' اس کا اعلان کر دیا گیا اور ان امور میں مشورہ کر لیا گیا۔ جن کا اسے والی بنایا گیا جس کے متعلق عبیداللہ کے احکام انشاء اللہ جاری ہوں گے' ۱۳ ذی قعدہ یوم پنج شنبہ ۲۵۳ھ کو لکھا گیا''۔

امیر حج عبداللہ بن محمد و متفرق واقعات:

اسی سال المعتز نے ابواحمد بن المتوکل کو واسط کی طرف جلاوطن کیا۔ پھر بصرہ' پھر بغداد لوٹایا گیا اور جانب شرقی قصر دینار بن عبداللہ میں اتارا گیا۔

اسی سال علی بن المعتصم کو واسط جلاوطن کیا گیا' پھر بغداد لوٹایا گیا۔ اسی سال مزاحم بن خاقان کو ذی الحجہ میں مصر میں وفات ہوئی۔ اسی سال عبداللہ بن محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال ذی قعدہ میں محمد بن معاذ نے علاقہ لمطیہ سے مسلمانوں سے جنگ کی' انہیں شکست ہوئی اور محمد بن معاذ قید ہوا۔

موسیٰ بن بغا اور الکوکبی طالبی کی جنگ:

اسی سال موسیٰ بن بغا اور الکوکبی الطالبی کا آخری ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو قزوین سے ایک فرسخ پر مقابلہ ہوا' موسیٰ نے الکوکبی کو شکست دے دی' وہ الدیلم چلا گیا۔ اور موسیٰ قزوین میں آ گیا۔

مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جو اس جنگ میں موجود تھا کہ الکوکبی کے وہ ساتھی جو الدیلم کے تھے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر آئے۔ تو انہوں نے اپنی صفیں قائم کیں اور اپنی ڈھالیں موسیٰ کے ساتھیوں کے تیروں سے بچنے کے لئے اپنے منہ کے آگے کر لیں۔ جب موسیٰ نے یہ دیکھا کہ اس کے ہمراہیوں کے تیر ان لوگوں تک نہیں پہنچتے اور وہ بھی دیکھا' جو انہوں نے کیا تھا اس نے اس مٹی کے تیل کے متعلق جو اس کے ہمراہ تھا۔ یہ حکم دیا کہ یہ اس زمین پر پھینک دیا جائے' جس پر دونوں فریق مقابلہ کر رہے ہیں اپنے ساتھیوں کو ان کے مقابلے سے ہٹنے کا اور ان سے اپنی شکست ظاہر کرنے کا حکم دیا۔ ساتھیوں نے ایسا ہی کیا۔ الکوکبی اور اس کے ساتھی یہ سمجھے کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگے' ان لوگوں نے ان کا تعاقب کیا' جب موسیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ الکوکبی اور اس کے ساتھی تیل کے درمیان آ گئے تو اس نے آگ لگوا دی' وہ مشتعل ہو گئی' اور آگ لگ گئی' الکوکبی کے ساتھیوں کے نیچے بھی آگ لگ گئی اور انہیں جلانے لگی۔ دوسرے لوگ بھاگ گئے۔

اسی سال ذی الحجہ میں خطارمش نے مساور باغی کا علاقہ جلولا میں مقابلہ کیا' مساور نے اسے شکست دی۔

۲۵۴ھ کے واقعات

بغا کے قتل کا سبب:

منجملہ ان کے بغا الشرابی کا قتل ہے۔

مذکور ہے کہ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ المعتز کو بغداد جانے کے لیے ابھارا کرتا تھا المعتز اس سے انکار کرتا تھا۔ بغا اپنے خاص آدمی صالح بن وصیف کے ساتھ جمعۃ بنت بغا کی شادی میں مشغول ہوا۔ صالح وصیف نے نصف ذی القعدہ کو اس سے نکاح کیا تھا' المعتز رات کے وقت کہ اس کے ہمراہ احمد بن اسرائیل بھی تھا۔ کرخ سامرا کے لئے سوار ہوا۔

بغا اور بایکباک میں رنجش:

بایکباک کے اس سے ناراض ہونے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ وہ دونوں پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک نے

دوسرے پر سختی کی' اس کی وجہ سے دونوں جدا ہو گئے۔ بایکباک اسی باعث بغا سے بھاگتا اور چھپتا پھرتا تھا۔ جب المعتز مع اپنے ہمراہیوں کے الکرخ پہنچا۔ تو بایکباک کے ہمراہ اہل کرخ اور اہل دور جمع ہوئے سب لوگ المعتز کے ہمراہ سامرا کے محل میں آ گئے یہ خبر بغا کو پہنچی' تو وہ اپنے غلاموں کے ہمراہ نکلا جو تقریباً پانچ سو تھے' انہیں کے برابر اس کی اولاد اور اس کے سردار اور اس کے ساتھی تھے' نہر نیزک کی طرف چلا گیا۔ پھر چند مقامات پر منتقل ہوا' پھر السن چلا گیا' اس کے ہمراہ انیس توڑے دینار اور سو توڑے درہم تھے۔ جنہیں وہ اپنے بیت المال سے اور شاہی بیت المال سے لیتا گیا تھا۔ اس میں سے تھوڑا سا ہی خرچ کرنے پایا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔

بغا کے ساتھی سرداروں کی برہمی:

مذکور ہے کہ جب اسے یہ خبر ملی کہ المعتز احمد بن اسرائیل کے ساتھ الکرخ آ گیا۔ تو اپنے مخصوص سرداروں کے ساتھ نکل کر تل عکبراء تک گیا' پھر روانہ ہو کر السن تک گیا' اس کے ساتھیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس ظلم کی شکایت کی جس میں وہ مبتلا تھے۔ کہ ''اپنے ہمراہ خیمے نہیں لائے اور نہ کوئی اور شے جس سے سردی سے بچ سکیں' جاڑے میں ہیں اور سردی کھا رہے ہیں''۔ بغا اپنے ایک چھوٹے سے خیمے میں تھا جو دجلے پر تھا' اسی میں وہ رہتا تھا۔

ساتکین کی بغا سے شکایت:

اس کے پاس ساتکین آیا اور کہا کہ ''اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے' اہل لشکر نے یہ کلام کیا۔ اور اس معاملے میں انہوں نے غور کیا۔ اور میں تیرے پاس ان کا پیامبر ہوں'' اس نے کہا کہ ''کیا سب لوگ تیرے ہم زبان ہیں'' اس نے کہا ہاں' اگر تو چاہے تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت کر لے'' اس نے کہا کہ ''آج کی رات مجھے چھوڑ دے کہ میں غور کروں' کل ان کے متعلق حکم دوں گا''۔

بغا کا فرار:

جب رات نے اپنی تاریکی پھیلائی تو اس نے کشتی منگائی اس میں مع اپنے خدام کے سوار ہو گیا' کچھ مال بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اپنے ہمراہ نہ کوئی ہتھیار' نہ چھری نہ لاٹھی لی' اور نہ اس کے اہل لشکر میں سے کسی کو اس کی خبر ہوئی۔

المعتز بغا کی غیر حاضری میں بغیر کپڑے پہنے اور بے ہتھیار لگائے نہیں سوتا تھا اور نبیذ پیتا تھا۔ اس کی تمام باندیاں ایک پاؤں پر کھڑی رہتی تھیں۔

بغا کی گرفتاری:

بغا رات کے پہلے تہائی حصے میں پل تک گیا۔ جب کشتی پل کے قریب ہوئی تو پل کے محافظین نے کسی کو یہ دیکھنے بھیجا کہ کشتی میں کون ہے۔ وہ چلایا کہ غلام ہے ان کے پاس واپس آ گیا۔ بغا کشتی سے نکل کر خاقان کے باغ میں پہنچا۔ ایک جماعت اس کے ہمراہ ہو گئی' وہ ان کے لئے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ''میں بغا ہوں'' ولید مغربی بھی اس کے پاس آ گیا' اور کہا کہ ''تجھے کیا کام ہے' میں تجھ پر فدا ہو جاؤں'' اس نے کہا کہ ''یا تو تو مجھ صالح بن وصیف کے مکان لے چل یا لوگ میرے ہمراہ میرے مکان تک چلو کہ میں تمہارے ساتھ احسان کروں'' ولید مغربی اس خدمت پر مامور ہوا' اور وہ محل جانے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔ اس نے المعتز سے اجازت چاہی تو اسے اجازت دی گئی اس نے کہا کہ ''اے میرے سردار' یہ بغا ہے جسے میں نے گرفتار کیا ہے اور اس پر محافظ مقرر کیا گیا ہوں''۔ اس نے کہا ''تو غارت ہو' میرے پاس اس کا سر لا''۔

قتل بغا:

ولید واپس آیا اور محل کے محافظین سے کہا کہ ''تم لوگ ذرا کنارے ہو جاؤ کہ میں اسے پیام پہنچا دوں''۔ وہ لوگ کنارے ہو گئے تو اس کے چہرے اور سر پر ایک ضرب ماری' دونوں ہاتھ کاٹ دیئے پھر اسے ایسا مارا کہ چت گرا۔ آخر ذبح کر کے اس کا سر اپنی قبا کے دامن میں اٹھا کر المعتز کے پاس لے گیا۔ المعتز نے اسے دس ہزار دینار دیئے اور ایک خلعت دیا۔ اس کا سر سامرا میں نصب کیا' پھر بغداد میں مغربی اس کے دھڑ پر ٹوٹ پڑے انہوں نے اسے جلا دیا' اسی وقت المعتز نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابو نوح کو بلا بھیجا' وہ لوگ لائے گئے اور انہیں اطلاع دی گئی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر نے بغداد میں اپنے لڑکوں کو تلاش کیا' وہ لوگ ایک جماعت کے ساتھ جن پر انہیں بھروسا تھا' وہاں بھاگ کر آ گئے تھے۔ اور ان کے پاس چھپ گئے تھے۔ مذکور ہے کہ قصر الذہب میں اس کے لڑکوں اور ساتھیوں میں سے پندرہ آدمی قید کیے گئے اور قید خانے میں دس۔

بغا کا منصوبہ:

کہا گیا ہے کہ بغا شب گرفتاری میں جب سامرا اترا تو اس نے پوشیدہ طور پر وہاں اترنے کے متعلق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا' قرار پایا تھا کہ وہ صالح ابن وصیف کے مکان جائے' جب عید قریب ہو تو اہل لشکر وہاں داخل ہوں اور وہ اور صالح بن وصیف اور اس کے ساتھی نکلیں پھر مغربیوں پر حملہ کریں۔ پھر المعتز پر حملہ کر دیں''۔

متفرق واقعات:

اسی سال ربیع الاول میں صالح بن وصیف نے دیوداد کو دیار مضر وقنسرین اور العواصم کا حاکم بنایا۔

اسی سال بایکباک نے احمد بن طولون کو مصر کا عہدہ دار بنایا۔

اسی سال مفلح اور باجور نے اہل قم پر حملہ کیا' بہت بڑی جماعت قتل کر دی' یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں ہوا۔

اسی سال ۲۶ جمادی الآخر یوم دوشنبہ کو علی بن محمد بن علی موسیٰ الرضی کی وفات ہوئی۔ نماز جنازہ ابو احمد بن المتوکل نے اس سڑک پر پڑھائی جو ابو احمد کی طرف منسوب ہے۔ وہ اپنے گھر میں دفن کیے گئے۔

اسی سال جمادی الآخر میں اپنے والد عبدالعزیز کے روانہ کرنے سے دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف اور سابور کے دو لشکر الاہواز پہنچے اور پوشیدہ ہو گئے اس نے دو لاکھ دینار زمین سے کھودے اور واپس چلا گیا۔

اسی سال رمضان میں نوشری مساور باغی کی طرف روانہ ہوا' اس نے مقابلہ کیا اور شکست دی' اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

امیر حج علی بن الحسین:

اسی سال علی بن الحسین بن اسمٰعیل بن العباس بن محمد امیر الحج تھے۔ انہیں نے سب کو حج کرایا۔

۲۵۵ھ کے واقعات

مفلح کی طبرستان میں آمد:

منجملہ ان واقعات کے مفلح کا طبرستان میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہ جنگ ہے۔ جو اس کے اور الحسن بن زید الطالبی کے درمیان ہوئی، جس میں مفلح نے الحسن بن زید کو شکست دی۔ زید ویلم چلے گئے مفلح آمل میں داخل ہوا' اور الحسن بن زید کے مکانات جلا دیئے' اس کے بعد وہ الحسن بن زید کی تلاش میں ویلم کی طرف روانہ ہوا۔

علی بن الحسین کی یعقوب بن اللیث کے خلاف شکایت:

اسی سال بیرون کرمان یعقوب ابن اللیث اور طوق بن المغلس کے درمیان وہ جنگ ہوئی' جس میں یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ علی بن الحسین بن قریش بن شبل نے خلافت میں ایک معروضہ بھیجا جس میں کرمان کا تذکرہ تھا۔ علی اس کے قبل آل طاہر کے عاملوں میں سے تھا۔ جو علاقے آل طاہر کے سپرد تھے۔ وہاں کی بدنظمی اور آل طاہر کی سستی و کمزوری کا اس معروضے میں ذکر تھا۔ یہ بھی لکھا تھا کہ ''یعقوب بن اللیث سجستان میں آل طاہر پر غالب آ گیا۔ یعقوب نے فارس کا خراج پیش گاہ خلافت میں روانہ کرنے میں تاخیر کر دی ہے''۔

علی و یعقوب کے نام فرمان خلافت:

کارکنان خلافت نے اس معروضے کے بعد ایک طرف تو علی کو کرمان کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا' دوسری جانب یعقوب کے پاس بھی عہد ولایت بھیج دیا۔ اور یعقوب کو بھی اس کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا' مقصد ایک کو دوسرے پر برانگیختہ کرنا تھا۔ کہ ان دونوں میں سے ہلاک ہونے والے کی فکر اس سے ساقط ہو جائے' اور صرف دوسرے کی فکر رہ جائے۔ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایسا گروہ تھا جو سلطنت کی اطاعت سے باہر تھا۔

طوق بن المغلس کی کرمان میں آمد:

سلطنت نے جب ان دونوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو یعقوب بن اللیث نے سجستان سے کرمان کے ارادے سے لشکر روانہ کیا۔ علی بن الحسین نے اپنی جانب سے طوق بن المغلس کو روانہ کیا۔ اسے یعقوب کی اور فارس کے لشکر عظیم کے ہمراہ اس کے کرمان کے قصد کی خبر پہنچ گئی تھی۔ طوق کرمان روانہ ہوا اور یعقوب سے پہلے پہنچ کر وہاں داخل ہو گیا۔ یعقوب سجستان کی جانب سے مقابلے پر آیا' وہ کرمان کی ایک منزل تک پہنچ گیا۔

یعقوب کی احتیاطی تدبیر:

مجھ سے ایک ایسے شخص نے روایت کی جس نے بیان کیا کہ وہ ان دونوں کے حال کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ کہ یعقوب اس طرح اسی مقام پر ٹھہرا رہا' جہاں اس نے کرمان سے ایک منزل پر قیام کیا تھا کہ ایک یا دو ماہ تک وہاں سے وہ کوچ نہیں کرتا تھا۔ طوق کے حالات کی جستجو کرتا تھا۔ جو شخص کرمان سے نکل کر اس کی طرف سے گزرتا تھا۔ اس سے اس کا حال دریافت کرتا تھا۔ کسی ایسے

شخص کو جو اس کے لشکر کی جانب سے کرمان کی طرف جانا چاہے گزرنے نہ دیتا تھا۔ نہ طوق اس کی طرف اور نہ وہ طوق کی طرف لشکر کشی کرتا تھا۔

طوق بن المغلس کی کم فہمی:

جب اس طرح دونوں کی حالت کو وقفہ طویل گزر گیا تو یعقوب نے اپنی چھاؤنی سے جانب سجستان اپنی روانگی ظاہر کی' ایک منزل چلا بھی گیا۔ طوق کو اس کی روانگی کی خبر پہنچی' تو اس نے یہ خیال کیا کہ یعقوب کو اپنی جنگ کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی اور وہ کرمان کو اس کے اور علی بن الحسین کے لئے چھوڑ گیا۔ اس دھن میں مگن ہو کر طوق نے اسلحہ جنگ تو ایک طرف رکھ دیئے۔ اور شراب نوشی میں منہمک ہو گیا۔ دشمن کی بے سروسامانی کے وہم میں سامان لہو ولعب میں پڑ گیا۔

یعقوب بن اللیث کی پیش قدمی:

ادھر یعقوب کسی حال میں بھی غافل نہ تھا۔ تفتیش احوال میں لگا رہتا تھا۔ اسے یہ خبر ملی کہ اس کی روانگی کے ساتھ ہی طوق نے جنگ کے ہتھیار رکھ دیئے۔ اور شراب اور لہو ولعب میں مشغول ہو گیا یہ خبر سن کر یعقوب دوبارہ لوٹ پڑا۔ کرمان کی جانب ایک دن میں دو منزلیں طے کر لیں۔

کرمان کا محاصرہ:

طوق کو جو آخر روز تک اپنے لہو ولعب اور شراب میں مشغول رہا تھا۔ سوائے اس غبار کے کچھ معلوم نہ ہوا۔ جو شہر کرمان کے باہر بلند ہو رہا تھا۔ جہاں وہ خود تھا۔ باشندوں سے دریافت کیا' کہ یہ غبار کیسا ہے۔ جواب دیا گیا۔ کہ یہ شہر کے ان مواشی کا غبار ہے جو اپنے مالکوں کے پاس واپس آ رہے ہیں۔ طوق اس وقت تک اسی خیال میں رہا۔ جب تک کہ سب نے اور حتیٰ کہ یعقوب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسے گھیر نہ لیا۔ یعقوب نے اس کا اور اس کے ہمرہیوں کا محاصرہ کر لیا۔

طوق بن المغلس کی گرفتاری:

طوق کے ہمراہیوں جب ان کا محاصرہ کر لیا' تو اپنی جان کی حفاظت کے ارادے سے چل دیئے۔ یعقوب نے اپنے ساتھیوں سے کہا' کہ ان لوگوں کو راستہ دے دو۔ کہ چلے جائیں' راستہ دے دیا گیا۔ وہ لوگ اپنے سامنے بھاگتے ہوئے چلے گئے۔ اور تمام اشیاء جو لشکر گاہ میں تھیں چھوڑ گئے۔ یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا۔

ابن حماد البربری کا بیان

مجھ سے ابن حماد البربری نے بیان کیا کہ علی بن الحسین نے جس وقت طوق کو روانہ کیا تھا۔ تو اس کے ہمراہ بہت سے صندوق بھی روانہ کئے تھے۔ جن میں سے بعض میں سونے کے طوق اور کنگن تھے۔ کہ ان لوگوں کو پہنائے جائیں جو مصائب جنگ میں مبتلا ہو کے کامیاب ہوئے ہوں بعض میں مال تھا۔ کہ اس شخص کو دیا جائے۔ جو اس کا مستحق ہو' بعض میں لوہے کے طوق اور بیڑیاں تھیں کہ انہیں مقید کیا جو یعقوب کے ساتھیوں میں سے گرفتار ہو۔

طوق بن المغلس کے اثاثہ کا جائزہ:

جب یعقوب نے طوق کو اور روسائے لشکر کو جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا۔ تو طوق اور اس کے ساتھیوں کے مال اسباب

اور اثاثہ وہتھیار پر بھی قبضہ کرلیا گیا۔ اور سب اس کے پاس جمع کر دیا گیا۔ جب صندوق لائے گئے تو مقفل لائے گئے ایک صندوق کھولنے کا حکم دیا' کھولا گیا۔ تو اس میں بیڑیاں اور لوہے کے طوق تھے۔ اس نے طوق سے کہا۔ کہ اے طوق یہ بیڑیاں اور طوق کیسے ہیں؟ طوق نے کہا کہ علی بن الحسین نے انہیں میرے ہمراہ روانہ کر دیا تھا۔ کہ میں انہیں قیدیوں کے پاؤں اور گلوں میں ڈالوں' یعقوب نے کہا کہ فلاں سب سے بڑی اور سب سے بھاری زنجیر دیکھ کر طوق کے دونوں پاؤں اور اس کے گلے میں ڈال دے۔ طوق کے جو ساتھی گرفتار ہوئے سب کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا۔

یعقوب کی اپنے بہادروں پر نوازشات:

اور صندق کھولنے کا حکم دیا' تو اس میں سونے کے طوق اور کنگن تھے۔ پوچھا کہ اے طوق یہ کیا ہے' اس نے کہا کہ علی نے یہ چیزیں میرے ساتھ کر دی تھیں کہ جس نے جانبازی کی ہو اس کو پہنا دوں' یعقوب نے کہا کہ اے فلاں اس میں سے اتنے طوق اور اتنے کنگن لے کر فلاں کو پہنا دے اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ جتنے سرفروش تھے' سب کو سونے کے طوق اور کنگن پہنا دیئے۔ اسی طرح تمام صندوقوں کا جائزہ لیا اور سب کو جائزہ دیا۔

یعقوب بن اللیث کا کرمان پر قبضہ:

یعقوب نے طوق کے ہاتھ پھیلانے کا حکم دیا کہ اسے لوہے کے طوق میں جو اس کی گردن میں پہنا دیا گیا تھا۔ ڈال دے اس کی بانھ پر ایک پٹی تھی' دریافت کیا تھا۔ کہ اے طوق یہ کیا ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ نیکی کرے۔ مجھے کچھ حرارت معلوم ہوئی تو میں نے فصد کھلوائی۔ یعقوب نے اپنے کسی ساتھی کو بلایا اور اسے موزہ اتارنے کا حکم دیا۔ جب اس نے اتارا تو موزے سے سوکھی روٹی کے کچھ ریزے جھڑے' اس نے کہا اے طوق میں نے دو مہینے سے یہ موزے اپنے پاؤں سے نہیں اتارے میری روٹی میرے موزے میں ہے۔ جس میں سے کھاتا ہوں' میں بچھونے پر نہیں لیٹتا' اور تو شراب اور لہو ولعب میں بیٹھا تھا۔ اس تدبیر سے میں نے اپنی جنگ اور قتال کا ارادہ کیا تھا۔

جب یعقوب بن اللیث طوق کے معاملے سے فارغ ہوا تو کرمان میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ سجستان کے ساتھ کرمان بھی اس کے علاقے میں داخل ہو گیا۔

یعقوب بن اللیث کی بجانب فارس پیش قدمی:

اسی سال یعقوب بن اللیث فارس میں داخل ہوا اور علی بن الحسین بن قریش کو گرفتار کیا۔

مجھ سے ابن حماد البربری نے روایت کی کہ میں اس دن فارس میں علی بن الحسین ابن قریش کے پاس تھا۔ کہ اسے حلیف طوق بن المغلس کے ساتھ یعقوب کی معرکہ آرائی' کرمان میں داخلہ اور اس پر قبضہ کر لینے کی خبر پہنچی' شکست خوردہ لشکر اس کے پاس واپس آ گیا۔ اسے یعقوب کے فارس آنے کا یقین ہو گیا۔ علی اس زمانے میں شیراز میں تھا۔ جو علاقہ فارس میں ہے۔ اس نے اپنا لشکر اور طوق کی شکست خوردہ پیادہ فوج کو اپنے ہمراہ کرلیا۔ اور انہیں ہتھیار دے دیئے شیراز سے نکل کر میدان کے اس چشمے تک گیا۔ جو شہر کے باہر آبادی کے بالکل کنارے اور دامان کوہ درمیان واقع ہے۔ اس میں صرف ایک آدمی یا ایک چوپائے کے گزرنے بھر کا راستہ ہے' تنگی کی وجہ سے ایک آدمی سے زیادہ کا گذرنا ناممکن ہے۔ علی اسی مقام پر ٹھہر گیا۔ اور اپنے لشکر کو چشمے کے اس کنارے ٹھہرا دیا۔ جو

شیراز کے متصل ہے شیراز کے اہل بازار اور تجار کو بھی اپنی چھاؤنی تک لے گیا۔ کہ اگر یعقوب آئے گا۔ تو اسے کوئی ایسی کوئی جگہ نہ ملے گی۔ جس سے وہ بیابان سے گذر کر ہم تک آ سکے' اس کے لئے سوائے اس میدان کے جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور وہ راستہ صرف ایک آدمی کے گذرنے بھر کا ہے۔ جب اس پر ایک آدمی بھی کھڑا کر دیا جائے گا۔ جو اس سے گذرنا چاہے گا۔ اس کو روک دے گا۔ جب اسے ہم تک پہنچنے کی قدرت نہ ہوگی تو جنگل میں اس حالت میں ہوگا۔ کہ نہ اس کے لئے کھانا ہوگا۔ اور نہ اس کے ساتھیوں کے لئے اور نہ چوپایوں کے لئے چارہ ہوگا۔

ابن حماد کا بیان

ابن حماد کا بیان ہے کہ یعقوب اتنا آگے بڑھ آیا کہ اس چشمے کے قریب آ گیا۔ اپنے ساتھیوں کو پہلے دن اس چشمے سے جو کرمان کے متصل تھا' تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اترنے کا حکم دیا' خود تنہا اس طرح آگے بڑھا کہ اس کے ہمراہ سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ تھا۔ اس نے چشمہ' پہاڑ اور راستے کی طرف نظر ڈالی' چشمے کے قریب آ گیا اور علی بن الحسین کے لشکر پر غور کرنے لگا۔ علی کے ساتھی اسے گالیاں دینے لگے۔ کہ او کیڑے ہم تجھے پتیلیوں اور پیالوں کے شگاف تک ضرور ضرور پہنچا دیں گے۔ وہ خاموش رہا کچھ جواب نہ دیا۔

یعقوب بن اللیث کی حکمت عملی:

مقام مقصود کو جب اچھی طرح غور کر کے دیکھ لیا تو یعقوب اپنے ساتھیوں کے پاس واپسی کے ارادے سے لوٹ گیا۔ دوسرے دن کا ظہر کا وقت ہوا۔ تو اپنے ساتھیوں اور آدمیوں کو آگے بڑھا کر چشمے کے اس کنارے پہنچ گیا۔ جو صحرائے کرمان کے متصل ہے۔ ساتھیوں کو اترنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اور اپنا مال اسباب بھی اتار لیا۔ یعقوب نے ایک صندوق کھولا جو اس کے ہمراہ تھا۔ (ابن حماد نے کہا کہ) گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک کتا نکالا جو بھیڑیے کے مشابہ تھا۔ اس کے بعد برہنہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے' اپنے اپنے نیزے اپنے ہاتھوں میں لے لئے اس کے قبل علی بن الحسین نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے اس راستے پر کھڑا کر دیا تھا جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے وہ یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ یعقوب کے لئے کوئی تدبیر نہیں ہے۔ اور نہ اس کے لئے کوئی ایسا راستہ ہے جس میں اس کے سوا کسی اور کا گذرنا ممکن ہو وہ کتا لائے اور اسے چشمے میں پھینک دیا' ہم اور علی کے ساتھی انہیں دیکھ رہے تھے۔ اور ان پر اور اس کتے پر' ہنس رہے تھے۔

جب ان لوگوں نے کتے کو چشمے میں ڈال دیا۔ تو وہ پانی میں تیر کر علی بن الحسین کے لشکر کی طرف جانے لگا' یعقوب کے ساتھیوں نے بے تامل اپنے گھوڑے کتے کے پیچھے ڈال دیئے اور اپنے اپنے ہاتھوں میں نیزے لے کر کتے کے پیچھے چلنے لگے۔ جب علی بن الحسین نے یہ دیکھا کہ یعقوب چشمے کا اکثر حصہ طے کر کے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی طرف آ گیا۔ تو اسے کوئی تدبیر نہ بن پڑی حیرت میں پڑ گیا۔

علی بن الحسین کو شکست:

تھوڑی ہی دیر گزری کہ یعقوب کے ساتھی چشمے سے علی بن الحسین کے ساتھیوں کی پشت پر نکلے' ان کی اگلی جماعت کے نکلنے سے بھی جلد تر علی کے ساتھی اس طرح بھاگے کہ وہ شہر شیراز کی تلاش میں تھے۔ اس لئے کہ یعقوب کے ساتھیوں کے چشمے سے نکل

آنے کی وجہ سے وہ لوگ یعقوب کے لشکر اور چشمے کے درمیان گھر گئے تھے۔ اور کوئی ایسی جائے پناہ نہیں پاتے تھے۔ جس میں بھاگ جائیں اپنے ساتھیوں کی شکست کی وجہ سے علی بن الحسین کو بھی شکست ہوئی۔

علی بن الحسین کی گرفتاری:

یعقوب کے ساتھی چشمے سے نکلے تو علی کو اس کے گھوڑے نے منہ کے بل گرا دیا وہ زمین پر گر پڑا۔ ایک سجستانی مل گیا۔ اپنی تلوار سے چاہا کہ اسے مار دے' علی کا ایک خادم اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ یہ امیر ہے۔ سجستانی اپنے گھوڑے سے اس کے پاس اتر پڑا۔ اور اسی کا عمامہ اس کی گردن میں باندھ کر یعقوب کے پاس گھسیٹ لایا۔ جب وہ اس کے پاس لایا گیا۔ تو اس نے اسے بیڑیاں پہنانے کا حکم دیا۔ اور جو کچھ اس کے لشکر میں اسباب وسامان اور ہتھیار وغیرہ تھے۔ سب کچھ اس کے پاس جمع کر دیا گیا۔

یعقوب کا شیراز میں قیام:

شام تک اسی مقام پر ٹھہرا رہا' اچھی طرح تاریکی پھیل گئی تو وہاں سے روانہ ہو کر رات ہی کو شہر شیراز میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ساتھی نقارے بجا رہے تھے مگر شہر میں کسی نے حرکت بھی نہ کی' صبح ہوئی' تو اس کے ہمراہیوں نے علی بن الحسین اور اس کے ہمراہیوں کے مکانات لوٹ لئے وہ اس مال کی طرف متوجہ ہوا جو بیت المال میں خراج اور آمدنی جائیداد کا جمع تھا۔ اسے بھی لا دلیا' خراج مقرر کیا اور اسے بھی وصول کر لیا۔ اور جو سردار اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے لے گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال یعقوب بن اللیث نے المعتز کو گھوڑے اور باز اور مشک نذر میں بھیجے۔ اسی سال سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد اور اس کے مضافات کی پولیس کا والی بنایا گیا۔ یہ واقعہ ۶ ربیع الآخر کا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی خراسان سے سامرا میں آمد ۸ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو ہوئی اور وہ ایتاخیہ چلا گیا۔

اس کے بعد المعتز کے پاس یوم شنبہ کو گیا تو اس نے خلعت دیا۔ اور وہ واپس گیا۔

اسی سال مساور الشاری اور یارجوخ کے درمیان وہ جنگ ہوئی' جس میں الشاری نے اسے شکست دی اور وہ شکست کھا کر سامرا چلا گیا۔

اسی سال ربیع الآخر میں المعلی بن ایوب کی وفات ہوئی۔

اسی سال صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو گرفتار کیا انہیں مقید کر کے مال کا مطالبہ کیا۔

ابن اسرائیل کے خلاف صالح بن وصیف کی شکایت:

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ان سب کاتبوں نے اسی سال ۲ جمادی الآخر یوم چار شنبہ کو مجتمع ہو کر شراب پی تھی' جب اس کے دوسرے دن پنج شنبہ ہوا تو ابن اسرائیل ایک بڑی جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر حاکم کی دولت سرا تک گیا۔ جہاں وہ دربار کیا کرتا تھا۔ ابن مخلد قبیحہ (والدہ المعتز) کے مکان گیا' جس کا وہ کاتب تھا۔ ابونوح دارالخلافت میں حاضر ہوا' المعتز سو رہا تھا۔ قریب نصف النہار کے بیدار ہوا' تو سب کو باریابی کی اجازت دی۔

صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل پر حملہ کیا اور المعتز سے کہا کہ "اے امیر المومنین نہ ترکوں کے لئے تنخواہ ہے اور نہ بیت المال میں مال ابن اسرائیل اور اس کے ساتھی دنیا کے تمام مال لے گئے۔

احمد نے اسے جواب دیا کہ "اے نافرمان اے نافرمان کے بیٹے"

اس کے بعد وہ دونوں سوال و جواب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صالح بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ اس کے منہ پر پانی چھڑکا گیا' یہ خبر اس کے ساتھیوں کو پہنچی جو دروازے پر کھڑے تھے' انہوں نے ایک نعرہ لگایا۔ تلواریں نیام سے نکال لیں۔ اور شمشیر برہنہ المعتز کے حضور پہنچ گئے' جب المعتز نے یہ حال دیکھا تو اندر چلا گیا اور انہیں چھوڑ گیا۔

ابن اسرائیل ابن مخلد اور ابراہیم کی گرفتاری:

صالح بن وصیف نے ابن اسرائیل اور ابن مخلد اور عیسیٰ ابن ابراہیم کو گرفتار کرلیا' انہیں بیڑیاں پہنا دیں لوہے سے جکڑ دیا۔ اور اپنے گھر لے گیا۔ ان لوگوں کو لے جانے سے قبل المعتز نے صالح سے کہا۔ کہ احمد کو مجھے دے دے کیونکہ وہ میرا کاتب ہے۔ اس نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے۔ مگر صالح نے ایسا نہ کیا۔ اس نے ابن اسرائیل کو ایسا مارا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ ابن مخلد کو منہ کے بل گرا دیا۔ اسے سو تازیانے مارے' عیسیٰ بن ابراہیم پچھنے لگائے ہوئے تھا۔ اسے اتنی چپتیں ماری گئیں کہ اس کے پچھنوں کے مقامات سے خون بہنے لگا' انہیں اس وقت تک نہ چھوڑا گیا۔ جب تک کہ ان سے مال کی بہت بڑی مقدار کے رقعے نہ (لکھوا) لئے گئے۔ جس کی ان پر قسط کر دی گئی۔

والدہ معتز کی ابن اسرائیل کے لئے سفارش:

ترکوں کی جماعت اسکاف روانہ ہوئی کہ جعفر بن محمود کو لائیں۔ المعتز نے کہا' کہ جعفر سے نہ تو میری کوئی غرض وابستہ ہے اور نہ وہ میرا کوئی کام کرتا ہے۔ وہ لوگ چلے گئے' المعتز نے ابو صالح عبداللہ بن محمد ابن یزداد المروزی کو بلا بھیجا' وہ لایا گیا کہ وہ اسے وزیر بنائے۔ اسحاق بن منصور کو بلا بھیجا اسے بھی روانہ کر دیا گیا۔ قبیحہ (والدہ المعتز) نے ابن اسرائیل کے بارے میں صالح بن وصیف سے کہلا بھیجا کہ یا تو اسے المعتز کے پاس بھیج دے ورنہ اس کے بارے میں تیرے پاس سوار ہوکر آتی ہوں۔

ترکوں کا تنخواہ کا مطالبہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ترکوں نے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا تھا۔ انہوں نے اسی کو اپنے معاملے کا سبب بنا لیا۔ پیامبر ان کاتبوں اور ان لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ ابو نوح نے صالح بن وصیف سے کہا کہ تیری یہ تدبیر خلیفہ کے مخالف ہے (یعنی تو خلیفہ کی مخالفت کے لئے بہانہ تلاش کر رہا ہے) بوجہ غیظ و غضب کے صالح پر اسی وقت غشی طاری ہوگئی' لوگوں نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔ جب اسے افاقہ ہوگیا۔ تو المعتز کے روبرو بڑی طویل گفتگو ہوتی رہی' لوگ نماز کو چلے گئے۔ صالح تنہا المعتز کے پاس رہ گیا۔ وہ جماعت بلائی گئی' تھوڑی دیر ٹھہرنے پائے تھے۔ کہ صحن کے ایک خیمے میں نکال دیئے گئے۔

ابن اسرائیل وغیرہ پر عتاب:

ابو نوح اور ابن مخلد کو بلا کر ان کی تلواریں اور ٹوپیاں لے لی گئیں' کپڑے پھاڑ ڈالے گئے' ابن اسرائیل بھی ان دونوں میں مل گیا' وہ بھی ان دونوں میں شامل کر دیا گیا۔ اس کی وجہ سے تین کی جماعت ہوگئی' اس کے بعد انہیں ڈیوڑھی میں نکالا گیا۔ اور

گھوڑوں اور خچروں پر سوار کر دیا گیا۔ ہر ایک کے پیچھے ایک ایک ترک بیٹھ گیا' انہیں الخیر کے راستے سے صالح کے مکان پہنچا دیا گیا۔ صالح ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا' ترک منتشر ہو کر واپس چلے گئے۔ جب اس واقعے کو چند روز ہو چکے' تو ان میں سے ہر ایک کے پاؤں میں تیس تیس رطل (یعنی پندرہ پندرہ سیر) اور گردن میں بیس بیس رطل لوہا ڈال دیا گیا' ان سے مال کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر ان لوگوں نے کچھ بھی قبول نہ کیا' معاملہ ختم نہ ہوا تھا' کہ رجب آ گیا' ان کی اور ان کے اعزا کی جائداد و مکانات اور اموال کے قبضے پر متوجہ ہوئے۔ اور یہ ''کاتبین خائن'' کہلانے لگے۔

جعفر بن محمود ۱۰ جمادی الآخر یوم پنج شنبہ کو آیا' تو اسے امر ونہی کا والی بنا دیا گیا۔ (یعنی حاکم فوج داری) ۲/ رجب کو کوفہ میں عیسیٰ بن جعفر الحسنی اور علی بن زید الحسنی ظاہر ہوئے' وہاں ان دونوں نے عبداللہ ابن محمد بن داؤد بن عیسیٰ کو قتل کر دیا۔

المعتز کی اپنی والدہ سے امداد طلبی:

اسی سال ۲۷ رجب کو المعتز کو معزول کر دیا گیا۔ ۲ شعبان کو اس کی موت ظاہر کی گئی۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس کی معزولی کا سبب یہ ہوا' کہ وہ کاتب جن کا حال ہم نے بیان کیا۔ جب ترکوں نے ان کے ساتھ وہ جو کیا' وہ کیا' بایں ہمہ انہوں نے ان سے کسی چیز کا بھی اقرار نہ کیا۔ تو وہ لوگ اپنی تنخواہیں مانگنے المعتز کے پاس گئے۔ کہ ہماری تنخواہیں ہمیں دے کہ ہم صالح بن وصیف کو تیرے لئے قتل کر دیں' المعتز نے اپنی والدہ سے کہلا بھیجا کہ وہ اسے مال دے کہ ان کے حوالے کرے۔ والدہ نے کہلا بھیجا' کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

المعتز کی معزولی پر اتفاق:

ترکوں نے اور سامرا کے لشکر نے جب یہ دیکھا کہ کاتب ان لوگوں کو کچھ دینے سے باز رہے اور انہوں نے بیت المال میں بھی کچھ نہ پایا۔ اور المعتز اور اس کی والدہ بھی انہیں کچھ عطا کرنے سے باز رہے تو ترکوں فرغانیوں اور مغربیوں کی ایک بات ایک ہو گئی' سب کے سب المعتز کے معزول کرنے پر متفق ہو گئے ۲۷ رجب کو اس کے پاس گئے۔

المعتز کا ملاقات سے گریز:

خلافت کے ایک ملازم نے ان لوگوں کے المعتز کے پاس جانے کے دن المعتز کے دیوان میں تحریر خادم کے پاس تھا' بیان کیا کہ اسے صرف الکرخ اور الدور کے باشندوں کی آواز نے ڈرا دیا۔ ناگاہ صالح بن وصیف اور بایکباک اور محمد بن بغا عرف ابونصر مسلح ہو کر آ گئے وہ اس مقام پر بیٹھ گئے۔ جہاں المعتز بیٹھا کرتا تھا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آ جائے جواب ملا کہ ''میں نے شام کو دوائے مسہل استعمال کی ہے جس سے بارہ اجابتیں ہوئی ہیں' ضعف کی وجہ سے بات کرنے کی بھی طاقت نہیں اگر نہایت ضروری کام ہو تو تم میں سے کوئی میرے پاس آ کر مجھے اس سے آگاہ کر دے''۔

المعتز کی اہانت:

وہ یہ سمجھتا تھا' کہ اس کی حکومت اپنے حال پر قائم ہے۔ کرخ اور دور کے باشندوں کی وہ جماعت اس کے پاس داخل ہوئی جو سرداروں کے نائب تھے وہ لوگ اس کا پاؤں پکڑ کر (گھسیٹے ہوئے) حجرے کے دروازے تک لائے۔ مجھے خیال آتا ہے۔ کہ وہ لوگ اسے گرزوں سے مار بھی رہے تھے۔ وہ اس طرح نکلا کہ اس کا قمیص کئی جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ اور اس کے شانے پر خون کے نشان

تھے۔انہوں نے اسے نہایت شدید گرمی کے وقت دارالخلافت میں دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ میں اسے اسی حالت میں دیکھتا رہا۔ کہ وہ اس مقام کی حرارت سے جہاں کھڑا کیا گیا تھا۔ اپنا قدم تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اٹھا رہا تھا۔ میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اسے تھپڑ مار رہا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا تھا۔ وہ لوگ یہ کہنے لگے کہ خلافت سے دست بردار ہو۔ انہوں نے اسے اس حجرے میں داخل کیا جو دروازے پر تھا۔ کہ پہلے اس حجرے میں موسیٰ بن بغا رہا کرتا تھا۔ ابن ابی شوارب کو بلا بھیجا۔

المعتز کی معزولی:

ایک جماعت کے ساتھ انہوں نے اسے حاضر کیا' اس سے صالح اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ المعتز کا معزولی نامہ لکھ۔ اس نے کہا کہ میں اچھا نہیں لکھ سکتا' اس کے ہمراہ ایک اصبہانی تھا' اس نے کہا میں لکھ دوں گا' اس نے لکھا' سب نے اس پر شہادت دی اور چلے گئے۔

والدہ معتز کی نگرانی:

ابن ابی الشوارب نے صالح سے کہا کہ سب لوگ گواہ رہیں کہ اس کے اور اس کی بہن کے اور اس کے بیٹے کے اور اس کی ماں کے لئے امان ہے' صالح نے اپنے ہاتھ (کے اشارے) سے کہا "ہاں" انہوں نے اس مجلس پر اور اس کی ماں پر ایسی عورتیں مقرر کر دیں۔ جو اس کی ماں کی نگرانی کریں۔

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ (والدہ المعتز) نے اس مکان میں جہاں رہتی تھی ایک راستہ بنا لیا تھا۔ اس نے اور قرب (خادمہ) نے اور المعتز کی بہن نے حیلہ بنایا تھا۔ ترک اسی راستے سے نکلے' ان لوگوں نے اس کے تمام راستوں کو بند کر دیا تھا۔ جس دن سے انہوں نے المعتز کے ساتھ وہ کیا جو کیا لوگوں کو گذرنے سے روک دیا تھا یہ دوشنبہ سے ۲۹ رجب چارشنبہ تک تھا۔

المعتز کا قتل:

مذکور ہے کہ جب وہ معزول کیا گیا تو اس شخص کے حوالے کیا گیا جو اس پر عذاب کرے' تین دن تک کھانا پانی بند کیا گیا۔ جب اس نے ایک گھونٹ پانی مانگا تو اس سے بھی انہوں نے روکا۔ پھر انہوں نے تہ خانے کو گاڑھے چونے سے پختہ کر کے اس میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ صبح کے وقت وہ مر گیا۔ اس کی وفات اسی سال ۲ شعبان کو ہوئی' جب وہ مر گیا تو بنی ہاشم کو سرداروں کو اس کی موت پر گواہ بنایا گیا۔ کہ وہ بالکل درست حالت میں ہے۔ اس کے جسم پر (قتل وغیرہ کا) کوئی نشان نہیں ہے (یعنی اپنی طبعی موت سے مرا ہے کسی نے اسے قتل نہیں کیا ہے) قصر الصوامع میں المنتصر کے ساتھ دفن کیا گیا۔

المعتز کی عمر' حلیہ اور مدت حکومت:

جس دن سے اس کی بیعت کی گئی' اس کی خلافت کا زمانہ چار سال چھ ماہ اور تیئیس دن ہوا۔ اس کی عمر کل چوبیس سال کی ہوئی' وہ گورے رنگ کا تھا' بال سیاہ اور گھنے تھے۔ آنکھیں اور چہرہ خوبصورت تھا۔ پیشانی تنگ تھی' دونوں رخسارے سرخ تھے۔ جسم خوبصورت اور طویل تھا' اس کی ولادت سامرا میں ہوئی تھی۔

باب ٦

خلیفہ المہتدی باللہ

المہتدی کی بیعت:

اسی سال ۲۹ رجب یوم چہارشنبہ کو محمد بن الواثق کی بیعت کی گئی' اس کا نام المہتدی باللہ رکھا گیا۔ کنیت ابوعبداللہ تھی۔ اس کی والدہ ایک رومی عورت تھی' جس کا نام قرب تھا۔

ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو ان لوگوں کے معاملات میں موجود تھا کہ محمد بن الواثق نے اس وقت تک کسی کی بیعت قبول نہ کی تاوقتیکہ المعتز لایا گیا اور اس نے اپنے آپ کو معزول کر دیا۔ اس نے جو کچھ اس کے سپرد تھا' اس کے انتظام سے اپنی عاجزی ظاہر کی اور اسے محمد بن الواثق کے سپرد کرنے میں اپنی رغبت ظاہر کی' المعتز نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور محمد الواثق سے بیعت کر لی' لوگوں نے اس کا نام المہتدی رکھ دیا۔ المہتدی ہٹ گیا' اور خاص خاص موالی سے بیعت لی۔

المعتز کی معزولی کا رقعہ:

اپنی معزولی کے بارے میں المعتز کا رقعہ یہ تھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ وہ وثیقہ ہے جس پر وہ لوگ گواہ ہیں' جن کے نام اسی کے آخر میں ثبت ہیں' وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ ابوعبداللہ بن امیر المومنین المتوکل علی اللہ نے بحالت نفس وسلامت عقل اپنے اختیار سے بخوشی و بلا جبر و اکراہ ان کے روبرو اقرار کیا اور انہیں اپنے اوپر گواہ بنایا کہ اس نے خلافت کے کام اور امور مسلمین کے انتظام پر جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ وہ اس کے لئے مناسب ہے' وہ ان امور کے قیام سے عاجز ہے جو اس پر واجب ہیں' اور اس کے مقابلے میں کمزور ہے' اس لئے اس نے اپنے آپ کو خارج کر دیا' اور اس سے علیحدہ ہو گیا' اسے اپنی گردن سے جدا کر دیا اور اپنے آپ کو اس سے جدا کر دیا' اپنے تمام دوستوں اور لوگوں کو جن کی گردنوں میں اس کی بیعت اور عہد و پیمان اور طلاق اور غلاموں کی آزادی اور صدقہ اور حج کی قسمیں ان سے اور تمام قسموں سے بری کر دیا۔ ان سب کو ان تمام امور سے آزاد کر دیا اور اپنی جانب سے دنیا و آخرت میں گنجائش دے دی' کیونکہ اسے یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کہ اس کی اور تمام مسلمین کی صلاح اس کے خلافت سے نکل آنے اور اس سے علیحدہ ہو جانے میں ہے۔ ان تمام امور پر جو اس تحریر میں ذکر کئے گئے اور بیان کئے گئے حرفاً حرفاً پڑھوا کر سن لینے کے بعد ان گواہوں کو جو اس تحریر میں نامزد ہیں۔ اور تمام حاضرین کو اپنے اوپر گواہ بنا دیا' اس میں جو مضمون تھا' اسے سمجھ بوجھ کر بخوشی بلا جبر و اکراہ اقرار کیا' یہ تحریر ۲۷ رجب یوم دوشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئی۔

المعتز نے اس پر دستخط کیا' (اس طرح کہ ''ابوعبداللہ نے ان تمام امور کا جو اس تحریر میں ہیں اقرار کیا اور اپنے قلم سے لکھ دیا''۔ گواہوں نے اپنی شہادتیں اس طرح لکھیں کہ گواہ شد' الحسن بن محمد و محمد بن یحییٰ و احمد بن جناب و یحییٰ بن زکریا بن ابو یعقوب الاصبہانی و عبداللہ بن محمد العامری و احمد بن الفضل بن یحییٰ' و حماد بن اسحاق و عبداللہ بن محمد و ابراہیم بن محمد' یہ شہادتیں ۲۷ رجب یوم دوشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئیں۔ اسی سال رجب کے آخر دن بغداد میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر پر عام لوگوں کا حملہ اور بلوہ ہوا۔

شورش بغداد:

اس کا سبب یہ ہوا کہ ختم رجب یوم پنج شنبہ کو محمد بن الواثق کا فرمان لوگوں سے اپنی بیعت کے لئے سلیمان کے پاس بغداد میں آیا' وہیں ابو احمد بن المتوکل بھی تھا۔ اس کے بھائی المعتز نے جب وہ اپنے اخیافی (ماں شریک) بھائی المویدسے ناراض ہوا تھا۔ اسے بصرہ بھیج دیا تھا۔ جب تشدد والی جماعت نے بصرے میں جنگ کی تو اسے بغداد منتقل کر دیا تھا۔ وہاں مقیم تھا' سلیمان ابن عبداللہ ابن طاہر نے جس کے سپرد اس زمانے میں بغداد کی پولیس تھی اس کو بلا بھیجا وہ اس کے مکان پر حاضر کیا گیا' بغداد کے عوام اور اہل لشکر نے المعتز اور ابن الواثق کا حال سنا تو سلیمان کے دروازے پر جمع ہو گئے اور شور کرنے لگے' آخر اسی بنا پر واپس چلے گئے کہ ان سے یہ کہا گیا۔ کہ ہمارے پاس ایسی خبر نہیں آئی جس سے ہمیں یہ معلوم ہو۔ کہ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ اسی شور وغل اور اس قول پر جو ان سے پنج شنبہ کو کہا گیا تھا جمعہ کا دن ہوا۔ لوگوں نے دونوں مسجدوں میں نماز ادا کی اور دونوں میں المعتز کے لئے دعا کی گئی۔

سلیمان بن عبداللہ بن طاہر سے اہل بغداد کا مطالبہ:

شنبہ کا دن ہوا تو لوگ پھر سلیمان کے مکان پر جمع ہوئے ابو احمد کا نام پکارنے لگے اور اس کی بیعت کی دعوت دینے لگے۔ سلیمان سے اس کے مکان میں مل کر درخواست کی کہ انہیں ابو احمد ابن المتوکل کو دکھانے' ابو احمد کے حضور سب لائے گئے۔ اور ان سے وعدہ ہوا۔ کہ تحمل کے ساتھ رہیں۔ تو جو خواہش کی ہے اس کی تکمیل کی سبیل نکلے گی ابو احمد کی حفاظت کی تاکید کرنے کے بعد لوگ واپس چلے گئے۔

یارجوخ آیا' البردان میں اترا۔ مدینۃ السلام بغداد کے لشکر کے لئے تیس ہزار دینار لایا تھا۔ بعد کو الشماسیہ چلا گیا۔ پھر اس نے صبح کو بغداد میں داخل ہونا چاہا تو لوگوں کو خبر پہنچ گئی وہ شور کرنے لگے اور اسی طرف چل کھڑے ہوئے یارجوخ کو یہ خبر پہنچی تو البردان واپس جا کے مقیم ہو گیا۔ اور سلطنت کو سارا واقعہ لکھ دیا۔ مراسلت ہوتی رہی' آخر اس نے اہل بغداد کو کچھ مال روانہ کیا۔ جس سے وہ راضی ہو گئے۔

۷ شعبان یوم پنج شنبہ کو المہتدی سے خاص لوگوں کی بیعت ہوئی۔

سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کی حفاظت:

یوم جمعہ ۸ شعبان کو ایک فتنے کے بعد جس میں ایک جماعت قتل اور دجلے میں غرق ہوئی اور دوسری جماعت مجروح ہوئی اس کے لئے دعا کی گئی ایک طبری مسلح جماعت سلیمان کے مکان کی حفاظت کر رہی تھی' اس سے اہل بغداد نے دجلے کے راستے اور پل پر جنگ کی اس کے بعد حالت مستقیم ہو گئی اور ان لوگوں کو بھی سکون ہو گیا۔

قبیحہ والدہ المعتز:

اسی سال رمضان میں قبیحہ (والدہ المعتز) کا ترکوں سے سامنا ہوا۔ اس نے انہیں وہ تمام مال اور خزانہ اور جواہر بتائے جو اس کے پاس تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ نے صالح کے ناگاہ قتل کا انتظام کیا تھا' کاتبان سلطنت کی ایک جماعت کو جنہیں صالح نے مصیبت میں مبتلا کیا تھا۔ موافق بنا لیا' جب صالح نے انہیں مصیبت میں ڈالا اور قبیحہ کو یہ معلوم ہوا کہ جو مصیبت ان پر آئی اس کی وجہ سے وہ لوگ

صالح سے اس خبر کے متعلق کوئی بات نہ چھپا سکے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اس نے اپنی برات کی کاروائی کی' محل کے اندر جو مال جواہر اور قیمتی اسباب خزانوں میں تھا۔ سب اس نے نکال لیا۔ اس قسم کا مال جو پہلے سے امانت رکھا ہوا تھا اسی کے ساتھ یہ سب بھی امانت رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ جلد بازی سے بےخوف نہ رہی' یہاں تک کہ اس پر اور اس کے بیٹے پر مصیبت نازل ہوئی' اس نے بھاگنے کے لئے ایک بہانہ بنالیا۔

قبیحہ کا فرار:

محل کے اندر خاص اپنے حجرے سے ایک ایسا راستہ کھدوایا جو ایسے مقام پر نکلتا تھا۔ جہاں تلاش نہ ہو سکے جب اسے اس حادثے کا علم ہوا تو اس نے بغیر تاخیر و خوف ملامت کے بھاگنا شروع کر دیا' یہاں تک کہ اسی راستے میں پہنچ گئی اور محل سے باہر ہو گئی۔

قبیحہ کی تلاش:

وہ لوگ جنھوں نے اس کے بیٹے کے معاملے میں فتنہ برپا کیا تھا اپنے مقاصد کی مضبوطی سے فارغ ہوئے تو وہ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ انہیں اس پر قابو پالینے میں مطلق شک نہ تھا' بایں ہمہ محل کو خالی پایا۔ اور اس کا حال اس طرح پوشیدہ رہا کہ انہیں کچھ معلوم نہ ہو سکا اور نہ کوئی ایسا نشان ملا جو حد شناخت تک پہنچاتا' پھرتے پھراتے اس راستے پر کھڑے ہو گئے یہ راستہ اس وقت ملا جب وہاں تک لائے گئے' آخر اس راستے میں چلے اور ایسے مقام پر پہنچ گئے' جہاں سے کسی نشان یا خبر کی اطلاع نہ ہو سکتی تھی۔ تب انہیں نہ ملنے کا یقین ہو گیا۔ اس کے بعد خیال دوڑانے لگے' مگر انہیں اس کے لئے اگر وہ پناہ لیتی حبیب سے زیادہ مضبوط و محفوظ جائے پناہ نہ ملی (حبیب) المتوکل کی باندیوں میں سے وہ آزاد عورت تھی جس سے موسیٰ بن بغا نے نکاح کیا تھا۔ وہ اس علاقے میں آئے' اس کے اسباب میں سے کسی شے سے تعرض کرنے کر انہوں نے ناپسند کیا' اور اسی قبیحہ پر آنکھ اور نظر لگائے رہے' ان لوگوں کو دھمکیاں دیں جو قبیحہ سے آگاہ ہوں۔ اور خاموش رہیں۔

قبیحہ کی دولت کی پیش کش:

یہ حال ان لوگوں سے برابر پوشیدہ رہا یہاں تک کہ وہ رمضان میں ظاہر ہوئی اور صالح بن وصیف کے پاس گئی' اس کے اور صالح کے درمیان العطارہ واسطہ بن گئی وہ اس پر اعتماد کرتی تھی۔ جو مال اس کا بغداد میں تھا۔ اس نے اسے روانہ کرنے کو لکھ دیا۔ مال نکالا گیا۔ اور سامرا روانہ کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اسی سال ۱۱ رمضان یوم سہ شنبہ کو پانچ لاکھ دینار سامرا پہنچے۔

اس کی وجہ سے وہ لوگ بغداد کے خزانوں سے آگاہ ہو گئے ان کے لانے کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ نکالے گئے۔ اور ان میں سے (کچھ) روانہ کئے گئے' خزانہ سلطنت میں بہت سا مال بھیج دیا گیا۔ جو اہل لشکر و شاکریہ بغداد میں تنخواہ کے طلب گار تھے۔ مال کثیر ان کے حوالے کر دیا گیا۔ چند ماہ تک پے در پے یہ خزانے بغداد اور سامرا میں دست بدست پھرتے رہے۔ یہاں تک کہ ختم ہو گئے۔

قبیحہ کا مکہ میں قیام:

قبیحہ' حجاج کے اسی سال مکہ روانہ ہونے تک مقیم رہی' پھر وہ رجاء الربابی اور وحشی غلام آزاد کردہ المہدی کے ہمراہ روانہ کر

دی گئی' ایک شخص سے مذکور ہے جس نے اس کے راستے میں اسے سنا کہ وہ بلند آواز سے اللہ تعالیٰ سے صالح بن وصیف کے لئے بددعا کرتی تھی کہ ''اے اللہ تو صالح بن وصیف کو رسوا کر جیسا کہ اس نے میرا پردہ فاش کیا' میرے فرزند کو قتل کیا۔ میرے گروہ کو متفرق کیا۔ میرا مال لے لیا' مجھے میرے شہر سے جلاوطن کر دیا' اور میرے ساتھ نہایت بدی کی'' اور لوگ حج کر کے واپس ہو گئے۔ وہ مکہ میں روک لی گئی۔

قبیحہ کا المعتز کو رقم دینے سے انکار:

مذکور ہے کہ جب ترکوں نے شورش کی اور المعتز کو قتل کیا تو اس کے قبل انہوں نے اس بنا پر کسی کے ذریعے سے اس سے پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کرا بھیجا کہ وہ لوگ صالح کو قتل کر دیں گے اور ان کی حالت درست ہو جائے گی۔ المعتز نے اپنی ماں کے پاس کسی کو بھیجا کہ مجھے ان شورش انگیزوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہے۔ والدہ نے صاف جواب دے دیا۔ کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ البتہ کچھ ہنڈیاں آئی ہیں' لوگ اتنا انتظار کریں' کہ ان کی رقم وصول ہو جائے تو ان کو دے دی جائے۔

صالح بن وصیف کی جوہری کو ہدایت:

المعتز قتل کر دیا گیا۔ تو صالح نے ایک جوہری کو بلا بھیجا' جوہری کا بیان ہے۔ کہ میں اس حالت میں صالح کے پاس پہنچا' کہ اس کے پاس احمد بن خاقان بھی تھا' اس نے احمد سے کہا کہ ''تیرا برا ہو دیکھتا نہیں جس حالت میں ہیں''۔ ان لوگوں نے صالح کو ڈرا دیا تھا۔ اس سے مال کا مطالبہ کرتے تھے۔ اور اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کسی ایسے مقام پر قبیحہ کا خزانہ ہے جہاں کا یہ شخص تجھے راستہ بتائے گا'' اتفاقاً ایک آدمی اس کے سامنے موجود تھا۔ اس سے کہا'' تو جا اور احمد بن خاقان کو بھی اپنے ہمراہ لے جا اگر تم لوگوں کو کچھ ملے' تو اسے اپنے ہی تک رکھنا احمد بن خاقان کے سپرد کر دینا اور اس کے ہمراہ میرے پاس آ جانا۔

قبیحہ کا خزانہ:

جوہری نے بیان کیا کہ میں جامع مسجد کے سامنے چبوتروں تک گیا تھا کہ وہ شخص ہمیں ایک ایسے چھوٹے سے مکان کے پاس لایا جو آباد اور صاف ستھرا تھا۔ ہم اس میں داخل ہوئے۔ اس کی ہر جگہ کو ہم نے ڈھونڈ ڈالا مگر کچھ نہ پایا۔ یہ امر احمد بن خاقان پر شاق گزرنے لگا' وہ اس شخص کو ڈرانے اور دھمکانے اور سخت سست کہنے لگا۔ وہ شخص کلہاڑی لے کر اس مقام کی تلاش میں جہاں مال پوشیدہ تھا دیواروں پھرنے لگا۔ اسی طرح کرتے کرتے کلہاڑی دیوار میں ایک ایسے مقام پر پڑی جس کی آواز سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس میں کچھ ہے' اسے منہدم کیا تو پیچھے ایک دروازہ نکلا' ہم لوگ اسے کھول کر اندر داخل ہوئے اس نے ہمیں ایک راستے تک پہنچا دیا۔ ہم ایک ایسے مکان میں پہنچے' جو اس مکان کے نیچے تھا۔ جس میں ہم داخل ہوئے تھے۔ اس کی تعمیر و خوبصورتی اسی اوپر والے مکان کی سی تھی۔ ہم نے مچانوں پر تھیلیوں میں مال پایا۔ جو تقریباً دس لاکھ دینار تھے۔ احمد اور اس کے ہمراہیوں نے اس میں سے بقدر تین لاکھ دینار کے لے لیے۔ ہمیں تین تھیلیاں ملیں' ایک تھیلی میں بقدر ڈیڑھ ڈیڑھ صاع (تقریباً ڈھائی سیر) زمرد تھے یہ ایسے زمرد تھے' کہ میں نے ویسے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے' ایک تھیلی اس سے چھوٹی تھی جس میں پون پون صاع کے بڑے بڑے دانے تھے جس کے مثل خدا کی قسم میں نے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے' ایک تھیلی اس سے چھوٹی تھی جس میں بقدر نصف نصف صاع کے

یاقوت سرخ تھے' جس کا مثل میں نے نہیں دیکھا' اور نہ یہ گمان کیا کہ اس کا مثل دنیا میں ہوگا۔ فروخت کے لئے میں نے سب کی قیمت انکوائی تو بیس لاکھ دینار ہوئی ہم سب صالح کے پاس لے گئے جب تک اس نے دیکھا نہ تھا مانتا نہ تھا اور نہ یقین کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے سامنے لایا گیا اور وہ اس پر مطلع ہوا۔ اس وقت اس نے کہا' کہ قبیحہ کو تباہ کرے اور (تباہ) کر دیا کہ اس نے اپنے بیٹے کو پچاس ہزار دینار کے لئے پیش کر دیا حالانکہ اس کے خزانوں میں سے صرف ایک خزانے میں اس قدر مال تھا''۔

محمد بن الواثق کی والدہ اس کی بیعت کے قبل ہی انتقال کر چکی تھی۔ وہ المستعین کی زوجیت میں تھی' جب المستعین قتل کر دیا گیا۔ تو المعتز نے اسے بھی اور بیگموں کے ساتھ قصر رصافہ میں کر دیا تھا' المہتدی والی خلافت بنا تو اس نے ایک دن اپنے آزاد کردہ غلاموں کی جماعت میں بیان کیا کہ ''میری تو ماں بھی نہیں جسے خادمہ لونڈیوں اور اپنے متعلقین کے لئے ایک کروڑ سالانہ کی حاجت ہو' میں اپنی ذات اور فرزند کے لئے صرف بسر اوقات بھر چاہتا ہوں۔ اس سے زیادہ میں صرف اپنے بھائیوں کے لئے چاہتا ہوں جنہیں تنگی نے گھیر لیا ہے''۔

احمد بن اسرائیل پر عتاب:

اسی سال ۲۵۵ھ ۲۷ رمضان کو احمد بن اسرائیل اور نوح قتل کئے گئے۔ وہ سبب جس نے ان دونوں کو قتل تک پہنچایا ہم اس کے قبل بیان کر چکے ہیں' طریقہ قتل جس سے یہ دونوں قتل کئے گئے۔ اس کے متعلق مذکور ہے کہ صالح بن وصیف نے جب ان دونوں کے مال اور حسن بن مخلد کی دولت پر پورا قبضہ کر لیا۔ انہیں ضرب وقید کا عذاب دیا' دہکتے کوئلوں کی انگیٹھیاں ان کے قریب رکھ دیں اور ہر ایک سامان راحت کو ان سے روک دیا۔ حالانکہ وہ لوگ اپنی اسی حالت میں اس کے قبضے میں تھے۔ اس نے انہیں بڑے بڑے جرائم مثل خیانت' سلطنت کی تذلیل کے ارادے' فتنہ وفساد کے باقی رہنے کی خواہش اور عصائے مسلمین کے توڑنے کی کوشش کی طرف منسوب کیا تو المہتدی نے ان کے معاملات کے متعلق صالح سے کسی امر میں اختلاف نہ کیا' اور نہ ان کے ساتھ اس کے اس برتاؤ کی موافقت کی جو اس نے برا سمجھا۔

حسن بن سلیمان کی ابن اسرائیل کو دھمکی:

ماہ رمضان میں الحسن بن سلیمان الدوشابی کو ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا۔ کہ کچھ وصول کرنے کی ذمہ داری لے لے بشرطیکہ مال پر ان لوگوں کا قبضہ ہو' حسن بن سلیمان نے کہا کہ ''احمد بن اسرائیل کو میرے سامنے لایا گیا۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ ''او بدکار تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مہلت دے گا۔ اور امیر المومنین تیرے قتل کو حلال نہ سمجھے گا۔ حالانکہ باوجود خیانت عظیمہ ونیت فاسدہ وارادہ بد تو ہی فتنوں کا سبب ہے اور خون ریزی میں شریک ہے۔ کہ اس کے کمترین تو جس چیز کا مستحق ہوتا وہ عذاب ہے جیسا کہ تجھ سے پہلے کے لوگ مستوجب ہوئے اور قتل ہے' فی الحال' اور عذاب ورسوائی ہے آخرت میں اگر تو اللہ تعالیٰ سے معافی اور مہلت مانگنے پر اور اپنے امام سے درگزر اور صبر طلب کرنے پر تیار نہ ہوا۔ تو مال کے عوض جو تیرے پاس ہے اپنے دل میں اس مصیبت کے نازل ہونے کو سوچ لے جس کا تو سچائی کے ساتھ مستحق' تو بہ ور جوع کرے گا اور تیری سچائی معلوم ہو جائے گی۔ تو اپنی جان سے سلامت رہے گا۔

ابن اسرائیل کی دولت کی پیش کش:

اس نے بیان کیا کہ ''اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور نہ وقت تک اس کے پاس کوئی مال یا جائداد چھوڑی گئی ہے''۔ میں نے

کوڑے منگائے اور حکم دیا کہ ''اسے دھوپ میں کھڑا کیا جائے'' ڈرایا' دھمکایا۔ اگرچہ قریب تھا۔ کہ میری تیزی اور طاقت رفتار کی کامیابی فوت ہوجائے کہ اس نے انیس ہزار دینار کا اشارہ کیا' میں نے اس کے متعلق اس کا رقعہ لے لیا۔

حسن بن سلیمان کی ابونوح کو دھمکی:

اس کے بعد میں نے ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو بلایا' اور اس سے بھی تقریباً وہی کہا جو احمد سے کہا تھا' اس میں اتنا اور بڑھا دیا کہ تو باوجود اس کے اپنے دین نصرانیت پر قائم رہ کر اسلام اور اہل اسلام سے بری ہو کر خروج مسلمات کو استعمال کرتا ہے' تیری نصرانیت پر اس سے زیادہ دلالت کرنے والی کوئی شے نہیں ہے۔ کہ تیرے جو اہل وعیال تیرے مکان میں ہیں۔ وہ حالت نصرانیت پر قائم ہیں' جس شخص کا یہ معاملہ ہو اللہ نے اس کا خون حلال کر دیا ہے''۔

اس نے کچھ قبول نہ کیا' اور اپنی کمزوری محتاجی ظاہر کی۔

الحسن بن مخلد کی طلبی:

الحسن بن مخلد کو میں نے نکلوایا' جب اس سے گفتگو کی تو گویا ایسے شخص سے گفتگو کی جو نرم اور عاجز تھا۔ جو امر اس سے ظاہر ہوا' اس پر اسے رلایا' میں نے کہا کہ ''پارہ پارہ کرنے کا آلہ جس شخص کے سامنے ہو جب تلوار کی دھار پر چلے' اور ایسی ہی فکر کرے جیسی تو نے کی اور ایسا ہی ارادہ کرے جیسا تو نے کیا تو وہ اچھا عاجز نہ ہوگا۔ اور نہ وہ نرم منکسر ہوگا''۔

الحسن بن مخلد کی پیش کش زر:

میں اس سے یہی کہتا رہا کہ اس نے مجھے جواہر دینے کا رقعہ لکھ دیا۔ جس کی قیمت تیس ہزار دینار سے زائد تھی۔ آخر سب لوگ اپنی اپنی جگہ واپس کر دیئے گئے۔ اور میں بھی واپس آ گیا''۔ الحسن بن سلیمان الدوشابی کی یہ گفتگو آخری گفتگو تھی۔ جو ان لوگوں سے ہوئی' مجھے خبر ملی کہ زمانہ المہتدی میں اس کے سوا ان سے کوئی گفتگو نہ کی گئی۔

احمد بن اسرائیل اور ابونوح کی ہلاکت:

جب ۲۷ رمضان یوم پنج شنبہ ہوا تو احمد بن اسرائیل اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو نکال کر باب العامہ لایا گیا۔ صالح بن وصیف دارالخلافت میں بیٹھ گیا ان دونوں کے مارنے پر حماد بن محمد بن ونقش کو مقرر کیا۔ اس نے احمد بن اسرائیل کو کھڑا کیا' ابن ونقش کہہ رہا تھا' کہ دکھ پہنچا' ہر جلاد اسے دو تازیانے مارتا تھا۔ اور علیحدہ ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پانچ سو تازیانے پورے کر دیئے۔ اور اس کے بعد ابونوح کو بھی کھڑا کیا' اسے اس طرح پانچ سو تازیانے مارے گئے۔ جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔ بعد کو یہ دونوں پانی بھرنے والوں کے دو خچروں پر اس طرح لادے گئے کہ ان کے سر ان کے پیٹ میں گھسے ہوئے تھے۔ اور پشت لوگوں کے سامنے تھی۔ احمد تو بابک خرمی کی سولی کے مقام تک پہنچ کے مرگیا' ابونوح کے پاس جب لوگ پہنچے تو مر چکا تھا احمد دونوں دیواروں کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ابونوح اسی دن سرخسی کی قید میں مرگیا جو خالص پولیس پر طلجور کا نائب تھا' الحسن بن مخلد قید میں رہا۔

ایک حاضر الوقت شاہد کا بیان ہے کہ میں نے حماد بن محمد بن حماد بن ونقش کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ جلادوں سے کہہ رہا تھا کہ ''اے حرام زادو اپنا خیال رکھو'' کسی کا نام نہیں لیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ ''دکھ پہنچا۔ تازیانے بدل دو۔ اور آدمیوں کو بھی بدل دو''۔ احمد

بن اسرائیل اور عیسیٰ فریاد کر رہے تھے۔

مذکور ہے کہ المہتدی کو جب اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ ''آیا سوائے تازیانے یا قتل کے اور کوئی سزا نہیں ہے؟ کیا اس کے قائم مقام اور کوئی شے نہیں ہے؟ کیا قید نہیں ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون'۔ یہی کہتا تھا اور بار بار ''انا للہ و انا الیہ رجعون' پڑھتا تھا۔

عبداللہ اور داؤد کی شر انگیزی:

الحسن بن مخلد سے مذکور ہے کہ ''صالح کے مزاج میں ہم لوگوں کے متعلق سختی نہ تھی' جب تک کہ اس کے پاس عبداللہ بن محمد بن یزداد نہ آیا' وہ آیا تو اس کی سختی بڑھتی رہی وہ صالح سے کہا کرتا تھا۔ کہ ''مار اور سزا دے کیونکہ پھر ایسا کرنے کے بعد قتل ہی زیادہ مناسب ہے اگر یہ لوگ رہا ہو گئے۔ تو انجام میں ان کے مظالم سے امن نہیں ہے خاص کر کینہ رکھنے والوں سے'' وہ ناروا باتیں اس یاد دلاتا تھا۔ جو ان لوگوں کے خلاف اسے پہنچتی تھیں اسی کے متعلق خفیہ طور پر اسے کہتا تھا۔ داؤد بن العباس الطوسی سے ہم لوگوں کو صالح کے پاس حاضر کیا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں۔ خدا تجھے عزت دے کہ تیرا غضب ان کے سبب سے اس حد تک پہنچ جائے داؤد پر ہم گمان کرتے تھے۔ کہ وہ صالح کو ہم مہربان کر دے گا۔ یہاں تک کہ صالح کہتا تھا کہ ''خدا کی قسم میں انہیں جانتا ہوں' یہ لوگ رہا ہو گئے تو ان سے سلام میں شر کبیر اور فساد عظیم پھیل جائے گا''۔

یہ سن کر داؤد واپس ہو جاتا تھا' اسی داؤد نے ہمارے قتل کا صالح کو فتویٰ دیا۔ اور اسی نے اسے ہمارے ہلاک کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کی رائے ترقی کرتی رہی اس نے ہم پر غصہ کر کے جواب نہ دیا اور نہ محبت کی وجہ سے ہمارے ساتھ برائی کرنے کو کہا''۔

الحسن بن مخلد کے لئے سفارش:

اس شخص سے دریافت کیا گیا جو ان کا حال بیان کر رہا تھا۔ کہ الحسن بن مخلد کو اس آگ سے کیونکر نجات ملی جو اس کے دونوں ساتھیوں نے روشن کی تھی۔ اس نے کہا تھا ''دو خصلتوں سے' ایک ان میں یہ ہے کہ اس نے شروع ہی میں صالح کو سچی خبر دے دی تھی اور جو کچھ کہا تھا' اسے دلائل سے ثابت کر دیا تھا' کہ یہ حق ہے۔ صالح نے اس سے معافی کا وعدہ کر لیا تھا۔ بشرطیکہ سچ بولے' دوسری یہ ہے کہ امیر المومنین نے صالح سے اس کے معاملے میں گفتگو کی' صالح کو اس کی بیوی کے ساتھ اپنا احترام بتایا۔ اور اپنا حال درست کرنے کی وجہ سے اس کی محبت کی طرف اشارہ کیا' اس نے اسے بڑی آفت سے چھڑا دیا۔ میں یہ خیال کرتا تھا کہ اگر وہ زیادہ دیر تک صالح کے قبضہ میں رہتا تو وہ اسے رہا کر دیتا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔

صالح بن وصیف نے ان کاتبوں کے معاملے میں صرف ان کے اور ان کی اولاد کے مال لینے پر ہی اکتفا نہ کیا' اس نے اس کے اعزہ اقارب کو بھی مال چھین لینے کی دھمکی دی' اور ان سے تعلق رکھنے والوں تک سبقت کی۔

اسی سال ۱۳ رمضان کو بغداد کا قید خانہ کھولا گیا' شاکریہ بغداد نے محمد بن اوس بلخی پر حملہ کیا۔

خانہ جنگی کا سبب:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ محمد بن ادس سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بغداد آیا' وہ اس لشکر پر جو سلیمان کے ساتھ خراسان سے آیا تھا۔ اور ان درویشوں پر جنہیں سلیمان نے رے میں جمع کیا تھا۔ سپہ سالار تھا۔ عراق کے شاہی دفتر ان لوگوں

کے نام بھی درج نہ تھے۔ اور نہ سلیمان کو ان کے بارے کوئی حکم دیا گیا۔

ان لوگوں کے بارے میں قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص اس کے ہمراہ خراسان سے عراق آتا تھا۔ تو اس کے لئے ذوالمینین کے ورثے کی جاگیر کے مال سے انتظام کر دیا جاتا تھا۔ جیسا کہ خراسان میں اسی قسم کے لوگوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ پورا واقعہ خراسان لکھ دیا جاتا تھا' تا کہ ان ورثاء کو وہاں بیت المال سے اس کا عوض دے دیا جائے جو ان کے مال میں سے عراق میں دیا گیا جب سلیمان بن عبد عراق آیا' تو اس نے ان ورثاء کے بیت المال کو خالی پایا' عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کو جب صحت کے ساتھ اپنے عہدے پر اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کے کئے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے باپ دادا کے ورثہ سے جو کچھ ان کے بیت المال میں جمع تھا' سب لے لیا' لگان پیشگی لے لیا' جو گزرے نہ تھے' سب کچھ وصول کر کے جمع کیا اور روانہ ہو گیا' دجلے کے شرقی جانب محلّہ جویث میں مقیم ہو گیا' اس کے بعد بذریعہ کشتی غربی جانب چلا گیا۔

سلیمان بن عبداللہ کی پریشانی:

سلیمان پر دنیا تنگ ہو گئی' لشکر اور شاکریہ نے تنخواہوں کے مطالبے میں شورش برپا کر دی' سلیمان نے یہ واقعہ ابو عبداللہ المعتز کو لکھ بھیجا' اور تنخواہ کے لئے ان کے مالوں کا اندازہ کیا' اندازہ مال میں آنے والوں کی مقدار بھی داخل کر دی۔ اس معاملے میں محمد بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن کاتب خراسانی نے اپنے کاتب کو روانہ کیا' بہت گفتگو کے بعد اس حد تک قبول کیا گیا۔ کہ اس کے لئے اطراف کے عاملوں سے اس مال کا انتظام کر دیا گیا۔ جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ باشندگان بغداد اور اطراف کی پولیس کی طمع کی وجہ سے یہ اتنا بھی نہ تھا کہ واجب الادا کو کافی ہو سکے' ہمراہ آنے والوں کے لئے کیا کافی ہوتا۔ اس لئے سلیمان کو کوئی مال وصول کرنا مناسب نہ معلوم ہوا۔ ابن اوس اور فقراء اور اس کے ساتھی آ گئے' تو ان سے اور اس لشکر سے جس کو وہ مال دینے کا اندازہ کیا گیا تھا۔ روک دیا گیا' وہ لوگ اس حقیقت حال پر جس میں ان کے لئے مضرت تھی واقف ہو گئے۔

سلیمان کے ساتھ آنے والے فقراء جب بغداد آئے تو اہل بغداد کے ساتھ بری طرح سکونت اختیار کی اور کھلم کھلا برائی کرنے لگے۔ خواتین اور غلاموں اور بچوں پر بھی حملہ کرنے لگے۔ اور ان سے عداوت کرنے لگے۔ یہ سب انہوں نے دربار میں اپنے تقرب کی وجہ سے کیا۔ اہل بغداد بھی ان کے خلاف غیظ و غضب سے بھر گئے۔

سلیمان بن عبداللہ اور الحسین بن اسمٰعیل:

سلیمان بن عبداللہ کو الحسین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مصعب بن رزیق پر اس کے تقرب کی وجہ سے جو اسے عبیداللہ بن عبداللہ سے حاصل تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کی مدد و حمایت کی اور سلیمان اور اس کے اعزہ سے برگشتہ ہو جانے کی وجہ سے غصہ تھا' جب وہ عبیداللہ کی جانب سے لشکر اور شاکریہ پر حاکم ہو جانے کے بعد بغداد واپس آیا۔ تو اس کا کاتب قید خانے میں اس کا دربان باب الشام کے مجس میں قید کر دیا گیا۔ الحسین بن اسمٰعیل کے دروازے پر ابراہیم کو بغداد کے ان دونوں پلوں اور قطربل اور مسکن اور الانبار کے کناروں کے معاملات پر حاکم بنا دیا تھا۔ جن پر الحسین بن اسمٰعیل عبیداللہ کی جانب سے حاکم تھا۔

الحسین بن اسمٰعیل کے خاص آدمی سے بدسلوکی:

جب وہ حادثہ پیش آیا' جو المہتدی کی بیعت اور بغداد میں لشکر اور شاکریہ کے ہنگامے کے متعلق تھا۔ اور انہیں ایام میں جنگ

واقع ہوئی' تو محمد اوس نے ایک مروزی پر جو شیعہ تھا حملہ کر دیا۔ سلیمان کے مکان میں ضرب شدید کے ساتھ اس کو تین سو تازیانے مارے اور باب الشام میں قید کر دیا۔ یہ شخص الحسین بن اسمٰعیل کے مخصوص لوگوں میں سے تھا یہ حادثہ پیش آیا تو الحسین بن اسمٰعیل کو اس کی قوت و جرات کی زیادت کی وجہ سے ضرورت پڑی جو لوگ اس کے دروازے پر مقرر تھے۔ انہیں ہٹا لیا گیا۔ تو وہ سامنے آ گیا۔ اس کے ساتھی بغیر کسی وجہ کے اس کے پاس واپس آ گئے۔ ساتھیوں نے سرداروں کو مال تقسیم کیا تھا۔ ان سرداروں میں سے ایک بڑی جماعت سردار محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہو گئی۔

لشکر اور شاکریہ کا مطالبہ زر:

بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ جب اس کے دروازے پر پہنچے تو اس نے اپنے مال میں سے ان لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ پیادے کو دس درہم اور سوار کی ایک دینار' جب وہ لوگ الحسین کے پاس آئے تو ابو عون کے اس واقعے کا ذکر کیا گیا۔ مگر اس معاملے میں کوئی تعین یا اور کوئی بات نہ نکلی اور حال یہی رہا۔ لشکر یہ اور شاکریہ والے بیعت کے مال کی طلب میں شور کرتے رہے۔ ان کے لیے اس پہلی حرص کے مال میں سے کچھ نہ بچا' ان میں تقسیم کرنے اور لینے کا کام ان لوگوں کو محمد بن اوس کے اور سلیمان کے ساتھ آنے والوں کے ان لوگوں کا مال لے لینے اور بغیر ان کے اس سے فائدہ اٹھانے کے ارادے سے آگاہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کے دل بھر گئے۔

قیدیوں کا جیل خانے سے فرار:

۱۳ رمضان یوم جمعہ ہوا۔ لشکر اور شاکریہ کی ایک جماعت جمع ہوگئی' اور ان کے ہمراہ عوام کی بھی ایک جماعت تھی یہ لوگ رات ہی کو باب الشام کے قید خانے گئے اس کا دروازہ توڑ ڈالا اسی رات کو اس کے اکثر قیدیوں کو رہا کر دیا اور مجرمین میں سے سوائے کمزور مریض اور بوجھ والے کے کوئی نہ رہا' جو لوگ اس رات میں نکلے ان میں مساور بن عبداللہ الحمید الشاری کے گھر والوں کی بھی ایک جماعت تھی' انہیں کے ساتھ وہ مروزی بھی نکلا جسے محمد بن اوس نے مارا تھا' ایک جماعت ان لوگوں کی بھی تھی جو سلطنت کے رفیق تھے۔ یہاں تک کہ اس کے قبضے میں قریب پانچ کروڑ کے ہو گئے۔

جمعہ کی صبح ہوئی' قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا جس میں پا پیادہ چلنے کی سکت تھی وہ چلا گیا اور جو قادر نہ تھا اس نے اپنے سوار ہونے کے لئے کوئی سواری کرائے پر لے لی' نہ کوئی روکنے والا اس سے روکتا تھا اور نہ کوئی دفع کرنے والا کرتا تھا' یہ واقعہ ان مضبوط امور میں سے ہوگیا جنہوں نے عام اور خاص کو اپنے اور سلیمان کے درمیان سے ہیبت دور کرنے پر برانگیختہ کیا' باب الشام کے قید خانے کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر دیا گیا۔ یہ بالکل نہ معلوم ہوا کہ اس رات کو ابراہیم بن اسحاق یا اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی حرکت کی تھی۔ لوگ یہ کہتے تھے۔ کہ جو جرم باب الشام کے قید خانے پر کیا گیا وہ اس مزوری کے اس کے اندر ہونے کی وجہ سے کیا گیا۔ جسے ابن اوس نے مارا تھا کہ وہ رہا ہو جائے۔

ابن اوس اور الحسین بن اسمٰعیل میں تلخ کلامی:

پانچ دن بھی نہ گذرے تھے۔ کہ ابن اوس نے الحسین بن اسمٰعیل سے مال کے بارے میں جھگڑا کیا جس کا محمد بن اوس نے اپنے ساتھیوں کے لئے ارادہ کیا تھا۔ اور الحسین نے اسے روکا تھا۔ اس معاملے میں ان دونوں میں سخت کلامی ہوئی' محمد ناراض ہوکر

چلا گیا۔ دوسرا دن ہوا تو محمد بن اوس صبح کے وقت سلیمان کے گھر گیا۔ الحسین بن اسمٰعیل اور شاہ بن میکال غلام آزاد کردہ طاہر بھی صبح کے وقت گئے۔ دوسرے لوگ بھی سلیمان کے دروازے پر آ گئے۔ ابن اوس کے ساتھی اور آنے والے لوگ جزیرے کی طرف بڑھے ابن اوس اور اس کا بیٹا بھی عبور کر کے ان کے پاس چلا گیا۔ لوگ آپس میں ہتھیار چلانے لگے الحسین بن اسمٰعیل اور شاہ بن میکال اور مظفر بن سیسل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے' لوگ عوام کو پکارنے لگے۔ کہ جو لوٹنا چاہے وہ ہم سے مل جائے۔

الکبیر پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ عوام میں سے ایک لاکھ آدمی اسی وقت دونوں پل کشتیوں کے ذریعے سے عبور کر گئے۔ لشکر اور شاکریہ بھی مسلح ہو کر پہنچ گیا۔ سب سے پہلے لوگ جزیزہ پہنچے' لٹھے بھر میں سرخس کے باشندوں میں سے ایک شخص نے الکبیر فرزند محمد بن اوس پر حملہ کر دیا۔ اس کے نیزہ بھونک دیا اور گھوڑے سے گرا دیا۔ تلواروں سے گھیر لیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پاس سے بھاگے اور ان میں کسی نے کچھ نہ کیا۔ اس زخمی کو چھین لیا گیا۔ ایک کشتی میں لاد کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے مکان لایا گیا۔ اور وہاں اسے ڈال دیا گیا۔

الکبیر کے لئے سلیمان بن عبداللہ کا اظہار افسوس:

ایک حاضر الوقت شاہد کا حال بیان ہے۔ کہ سلیمان نے جب اسے دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں ڈبڈبا آئیں۔ اس کے لئے فرش بچھایا گیا اور اطبا کو بلایا گیا۔ ابن اوس اپنے مکان چلا گیا۔ حالانکہ آل احمد بن صالح بن شیزاد کے کسی مکان میں اترا کرتا تھا۔ جو جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک کے محل کے متصل ہے۔

خانہ جنگی:

اہل بغداد نے پتہ لگانے میں بڑی کوشش کی۔ سردار بھی ان کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ لوگ انہیں پا گئے الدور میں ان کے درمیان جنگ ہوئی۔ جس کی ابتدا دو بجے کے آخر میں ہوئی اور انتہا سات بجے کے شروع میں ہوئی' وہ لوگ برابر تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتے رہے۔ بازار قطوطا کے پڑوسیوں نے الدور کے ملاحوں میں کشتی والوں نے ابن اوس کی مدد کی' جنگ نے شدت اختیار کر لی۔

ابن اوس کا فرار:

اہل بغداد سلیمان کے گھر سے آتش زنوں کی تلاش میں روانہ ہوئے انہوں نے بیان کیا کہ دربان اندر جا کر خبر کر دی تو اس نے ان لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا۔ خود ابن اوس نے نہایت سخت قتال کیا۔ اسے بھی تیر اور نیزے کے زخم لگے وہ مع اپنے ساتھیوں کے بھاگا۔ خواتین کو اپنے گھر سے نکال لے گیا تھا' اہل بغداد اس کا تعاقب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ باب الشماسیہ سے نکال دیا۔ لوگ ابن اوس کے مکان پر پہنچ گئے۔ جو کچھ اس میں تھا سب لوٹ لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا بیس لاکھ درہم کا مال لوٹا گیا۔ جو کم اندازہ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ دس لاکھ پچاس ہزار درہم اور تقریباً اس کے سو پاجامے جن کا استر سمور کا تھا۔ جو سوائے ان کے تھے جن کا اونٹ کے بالوں کا تھا۔ کہ اسی کا ہم شکل تھا' طبرستان کے دبیز فرش اور مقصور مدرج اور منقطوع جن کی قیمت دس لاکھ درہم تھی۔ لوٹے گئے' لوگ واپس چلے گئے۔

اہل بغداد کا فقراء کے مکانوں پر حملہ:

لشکر والے بہت تھے' سلیمان کے گھر میں گھسنے لگے۔ ان کے ہمراہ لوٹ کا مال تھا۔ شور کر رہے تھے نہ انہیں کوئی روکنے والا تھا اور نہ جھڑکنے والا' ابن اوس اس شب میں اپنے ان ساتھیوں کے ہمراہ جو اس سے مل گئے تھے۔ شماسیہ میں رہا' اہل بغداد نے فقراء کے مکانوں پر بھی حملہ کر دیا تھا۔ ان کو بھی لوٹ لیا اور اسے بھی ستایا جو ان میں سے رہ گیا تھا۔ آخر اس جماعت میں بھگدڑ پڑ گئی دوسرے دن بظاہر ان میں سے کوئی بغداد میں نہیں رہا۔ مذکور ہے کہ سلیمان نے اس رات کو ابن اوس کو کپڑے بچھونا کھانا بھیجا' بیان کیا جاتا ہے۔ کہ محمد بن اوس نے اسے قبول کر لیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واپس کر دیا۔

الحسین بن اسمٰعیل کی شاہ بن میکال سے ملاقات:

دوسرے دن کی صبح ہوئی' الحسین بن اسمٰعیل اور المظفر بن سیسل صبح کے وقت شاہ بن میکال کے مکان گئے۔ شاکریہ اور سردار بھی شاہ سے مل گئے تھے' لوگ سلیمان بن عبداللہ بن طاہر پر غضب ناک ہو کر وہیں ٹھہر گئے سلیمان کا مکان خالی ہو گیا۔ سوائے ایک قلیل جماعت کے اس میں کوئی نہیں آیا سلیمان نے محمد بن نصر بن حمزۃ بن مالک الخزاعی کے ہمراہ جو قوم کے عقیدے سے واقف نہ تھا۔ پیام بھیجا جس میں ان کے طرزِ عمل کے برے نتائج سے آگاہ کیا تھا جس کا ارتکاب انہوں نے محمد بن اوس کے ساتھ کیا۔ اگر وہ لوگ اس بات سے آگاہ کر دیتے جو انہیں ناگوار تھی۔ تو وہ اس معاملے میں پیش قدمی کرتا اور اس ارتکاب کی ضرورت ہی نہ پڑتی''۔

شاکریہ کا احتجاج:

شاکریہ جو شاہ کے مکان میں تھے۔ شور کرنے لگے کہ'' ہم لوگ اوس کے یا اس کے ہمراہیوں کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہیں۔ اور نہ ان فقراء کے ساتھ جو اس سے مل گئے ہیں۔ اگر اس بات پر مجبور کیا گیا تو اس سے جدا ہو جائیں گے اور اس کو معزول کر دیں گے۔ وہ انہیں اس کے حوالے کر دے گا''۔ شاہ بن میکال اور الحسین بن اسمٰعیل اور المظفر سیسل نے قوم کی ناگواری کا بہانہ کر دیا۔ قاصد یہ جواب لے کر سلیمان کے پاس گیا۔ تو اس نے پھر اسے واپس کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ'' میں تم لوگوں کی بات اور ذمہ داری پر بغیر تمہاری قسم اور عہد کے بھروسہ کرتا ہوں''۔ اس کے بعد وہ بیٹھ رہا۔

سلیمان کی محمد بن اوس سے بیزاری:

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان محمد بن اوس کو اور درویشوں کو جو اس کے ساتھ تھے' شاکریہ کی بے رغبتی اور ان کے خراب طریقوں کو جان کر گراں سمجھتا رہا' اور خاص کر محمد بن اوس کے ایسا طریقہ پسند کرنے اور شروع کرنے کو جس نے مخالفت اور جدائی کی دعوت دی تھی اس کو خوب سوچا اور اس میں خوب غور کیا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ'' میں اپنی نماز تہجد کی قنوت میں یہ دعا مانگتا تھا' کہ مجھے ابن اوس سے فرصت اور راحت ملے''۔

محمد بن اوس کی روانگی:

اس کے بعد محمد بن علی بن طاہر کی طرف متوجہ ہوا' اور اسے ابن اوس کے پاس جانے اور خراسان کی واپسی کا مشورہ دینے کا حکم دیا کہ اس کے بغداد واپس ہونے کی کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ ان امور پر حاکم بننے کی جن پر وہ سلیمان کی طرف سے حاکم تھا۔ جب یہ خبر ابن اوس کو پہنچی' تو اس نے شماسیہ سے کوچ کیا۔ اور دجلے کی ریگستانی زمین البردان گیا۔ وہاں چند روز مقیم رہا۔ ساتھی جو متفرق ہو

گئے تھے' جمع ہو گئے تو کوچ کر کے نہروان میں اترا اور وہیں مقیم رہا۔ بایکباک اور صالح بن وصیف کو ایک خط لکھا تھا۔ جس میں اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا اور اپنی مصیبت کی ان سے شکایت کی تھی' مگر اس نے جو چاہا تھا۔ اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

محمد بن اوس کی غارت گری:

محمد بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سامرا میں مقیم تھا۔ کہ سلیمان کے فرائض کو ادا کرے' وہ ابن اوس کو برا سمجھتا تھا۔ اور اس سے بیزار تھا۔ محمد بن اوس بھی محمد بن عیسیٰ کاتب کی بددلی سے پریشان حال تھا۔ جب ابن اوس اور اس کے ہمراہیوں کی مدد کی امید منقطع ہو گئی تو انہوں نے دیہات والوں اور راہگیروں کے ساتھ ناروا طریقہ اختیار کیا' خوب لوٹا اور غارت کیا۔ اور آخر نہروان میں جا اترا۔

ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جس کے لوٹنے کا ان لوگوں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اس نے انہیں آخرت یاد دلائی اور خدا کا خوف دلایا۔ ان لوگوں نے اسے جواب دیا کہ ''اگر قتل و غارت مدینۃ السلام (بغداد) میں جائز ہے' حالانکہ وہ مرکز اسلام اور دارالسلطنت ہے تو اسے جنگلوں اور بیابانوں میں کیوں برا سمجھا جائے''۔

ابن اوس نہروان میں اپنی بری یادگار قائم کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گیا' شہر والوں کو مال دینے پر مجبور کیا' کشتیوں میں غلے بھر بھر کے وسط نہروان میں بنی جنید کے بازار میں لایا۔ کہ وہاں فروخت کرے محمد بن المظفر بن سیسل مدائن میں تھا۔ ابن اوس کے نہروان جانے کی خبر ملی تو اس نے اپنی اقامت النعمانیہ میں کر لی جو الزوابی کے ماتحت تھا۔ نعمانیہ کی اقامت اس نے اپنی جان کے خوف سے اختیار کی تھی۔

محمد بن نصر کی جائداد کی تباہی:

محمد بن نصر بن منور بن بسام سے' جس کی جائداد تباہ ہو گئی' مذکور ہے کہ اس کا وکیل قریب پندرہ سو دینار عذاب اور موت کے خوف سے ابن اوس کو ادا کرنے کے بعد وہاں سے بھاگ کر واپس آ گیا' ابن اوس وہیں مقیم رہا' کبھی قریب ہوتا کبھی دور چلا جاتا' کبھی آنکھ بند کر لیتا کبھی کھول دیتا' سختی بھی کرتا' اور نرمی بھی شفقت سے بھی پیش آتا اور دھمکاتا بھی تھا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس بایکباک کا خط آیا' جس میں اس نے خراسان کے راستے کی حکومت اسے اپنی جانب سے دی تھی بغداد سے نکلنے اور حکومت خراسان کا پروانہ ملنے تک اسے دو ماہ پندرہ یوم ہوئے۔

عاصم بن یونس کی نوشری کو اطلاع:

عاصم بن یونس العجلی کے لڑکے سے مذکور ہے کہ اس کا باب راہ خراسان کے علاقے میں نوشری کی جائداد کا والی تھا۔ اس نے نوشری کو ایک خط لکھا جس میں اس قوت کا ذکر تھا جو اس نے ابن اوس کے لشکر کی دیکھی تھی اور ان کی ظاہری تیاری کی تشریح کی تھی' مشورہ دیا تھا کہ ''اس کا ذکر بایکباک سے کر دے کہ خراسان کی راہ کو ایسے مرد زور آور و سرکش سے خالی رکھنا چاہیے۔ جو ایک نہ ایک دن اس پر غالب ہو جائے گا۔ اس کے باشندوں کو گھیر لے گا' یہ ایک ایسا لشکر ہے جو آدمیوں اور ہتھیاروں اور ہر قسم کی تیاری سے معمور اپنے کام میں مشغول ہے''۔

نوشری کی بایکباک سے درخواست:

نوشری نے یہ سب بایکباک سے بیان کر دیا۔ کہ خدمت راہ داری خراسان پر بجائے ابن اوس کے مجھے مقرر کر دیجئے۔

نوشری نے اس مشورے کو قبول کئے بغیر احکام لکھوا دیئے۔ نوشری اسی سال یعنی ۲۵۵ھ کے ذی القعدہ میں حاکم بنایا گیا تھا۔ موسیٰ جو مساور بن عبدالحمید الشاری کا نائب تھا۔ تقریباً تین سو آدمی کی جماعت کے ساتھ الدسکرہ اور اس کے علاقے میں مقیم تھا۔ اس کو مساور نے راہ خراسان اور بطن جوخی اور دیہات کے ان کناروں پر جو راہ خراسان کے قریب ہیں والی بنایا تھا۔

متفرق واقعات:

اسی سال المہتدی نے گانے والے غلاموں اور گویوں اور گانے والیوں کو سامرا سے نکالنے کا حکم دے کر انہیں وہاں سے بغداد جلاوطن کر دیا یہ اس حکم کے بعد ہوا۔ جو قبیحہ کی جانب سے اس کے فرزند پر مصیبت نازل کئے جانے سے قتل ہوا تھا۔

خلیفہ نے یہ بھی حکم دیا کہ درندے جو شاہی محل میں تھے اور شکاری کتے جو پلے ہوئے تھے اور لہو ولعب کے سامان جو بہت فراہم تھے۔ ان سب کو تلف کر دیا جائے۔

خود دربار عام کرتا' معاملات پیش ہوتے' تحقیق کی جاتی اور تصفیہ ہوتا'' بایں ہمہ اس کی خلافت بھی پریشانی میں گزری اور تمام اسلامی دنیا بھی پریشانی میں مبتلا رہی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھی آزاد کردہ غلام اور شاہی لشکر رے سے واپس آیا' مفلح نے طبرستان میں الحسن بن زید کو شکست دے کر علاقہ دیلم کی طرف نکال دیا' اور پھر خود دارالخلافہ (سامرا) چلا آیا۔

موسیٰ بن بغا کی طلبی:

اس کا سبب یہ ہوا کہ قبیحہ والدہ المعتز نے جب ترکوں کا اضطراب دیکھا اور ان کی حالت متغیر پائی تو قبل اس حادثے کے جو اسے اور اس کے فرزند المعتز کو پیش آیا۔ اس نے موسیٰ بن بغا کو اپنے پاس آنے کو لکھا تھا۔ موسیٰ نے اس کے پاس آنے کا ارادہ کیا۔ عریضہ ایسی حالت میں پہنچا' کہ مفلح طبرستان میں تھا۔ موسیٰ نے جورے میں تھا۔ مفلح کو اپنے پاس واپس آنے کا حکم دیا تھا۔

مفلح کو مراجعت کا حکم:

بعض دوستوں نے جو طبرستان کے باشندے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ موسیٰ کا خط مفلح کو ایسی حالت میں ملا کہ وہ الحسن بن زید الطالبی کی تلاش میں دیلم کی جانب روانہ ہو چکا تھا جب اسے یہ خط پہنچا تو وہ اسی مقام پر پلٹنے کے ارادے سے واپس ہوا جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔ یہ امر رؤسائے طبرستان کی اس جماعت کو شاق گزرا جو اس کے ہمراہ تھی' مفلح کے اپنے پاس آنے سے قبل الحسن بن زید کے معاملے میں انہیں کافی ہوگا۔ اور وہ اپنے مکانوں اور وطنوں کو واپس ہو جائیں گے' یہ امید اس لئے تھی کہ مفلح ان لوگوں کو الحسن بن زید کے تعاقب پر تیار کر رہا تھا۔ کہ جب وہ روانہ ہوا تو یا تو اس پر فتح پائے گا۔ اور یا اسے موت آ جائے گی۔

کہا کرتا تھا۔ کہ'' اگر میں دیلم کے علاقے میں اپنی ٹوپی پھینک دوں تو ان میں سے کسی کی مجال نہیں' کہ اس کے قریب جا سکے''۔ جب اس جماعت نے اس کی واپسی کو دیکھا کہ اسے الحسن بن زید کے لشکر نے یا اور کسی دیلمی نے روکا تک نہیں تو جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ان لوگوں نے اس سے اس امر سے باز آنے کا سبب دریافت کیا۔ جو وہ انہیں الحسن بن زید کے تعاقب کے لئے تیار کرتا تھا مجھے اطلاع ملی کہ وہ لوگ اس سے گفتگو کرنے لگے اس کی یہ حالت تھی کہ اس شخص کی طرح تھا۔ جس نے ہفتے کے دن خاموشی کا روزہ رکھا ہو انہیں کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ جب وہ اس حقوق میں سے یہ ہے کہ میں اس کے وصول ہونے کے بعد اسے اپنے

ہاتھ سے اس وقت تک نہ رکھوں جب تک کہ اس کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ مجھے تمہارے معاملے کا رنج ہے مگر امیر کی مخالفت کی کوئی گنجائش نہیں''۔ موسیٰ کی وجہ سے رے سے سامرا جانے کی تیاری بھی نہ کرنے پایا تھا۔ کہ المعتز کی ہلاکت اور اس کے بعد المہتدی کے حکومت پر قائم ہونے کا خط پہنچ گیا۔ اس نے اسے روانگی کے ارادے سے روک دیا۔ کیونکہ اس سفر سے المعتز کے معاملے کا تدارک سوچا گیا تھا اور وہ فوت ہو چکا تھا۔

مفلح کی رے میں آمد:

جب اسے المہتدی کی بیعت کا حکم پہنچا تو اس کے ساتھیوں نے پہلے تو اس سے انکار کیا' پھر بیعت کر لی اسی سال (۲۵۵ھ) ۱۳ رمضان کو ان کی بیعت کی خبر سامرا پہنچی ان موالی کو جو موسیٰ کے لشکر میں تھے۔ یہ خبر ملی کہ صالح بن وصیف نے کاتبین اور المعتز اور المتوکل کے اعزہ کے مال نکلوا لئے اس کی وجہ سے انہیں سامرا کے مقیمین پر لالچ آیا' انہوں نے موسیٰ سے اپنے ہمراہ سامرا واپس چلنے کو کہا۔ مفلح طبرستان کو الحسن بن زید پر چھوڑ کر رے میں موسیٰ کے پاس آ گیا۔

القاشانی سے مذکور ہے کہ'' مجھے میرے بھتیجے نے رے سے خط لکھا۔ وہ مفلح سے رے میں ملا اور اس سے اس کی واپسی کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا کہ موالی نے قیام کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور جب وہ لوگ واپس ہو جاتے تو مفلح کے قیام کی کوئی حاجت نہ ہوتی۔

اہل رے کی موسیٰ سے درخواست:

موسیٰ نے یوم یک شنبہ کو رمضان ۲۵۵ھ کے چاند کے وقت ۲۵۶ھ کا خراج لینا شروع کیا' مجھ سے بیان کیا گیا کہ یوم یک شنبہ ہی کو اس نے بقدر پانچ لاکھ درہم جمع کر لئے۔ اہل رے نے جمع ہو کر کہا کہ'' اللہ امیر کو عزت دے۔ تو یہ گمان کرتا ہے کہ موالی اس لئے سامرا واپس جاتے ہیں کہ وہاں وہ زیادہ عطا پائیں گے۔ حالانکہ تو اور تیرے ساتھی اس مقام کی جماعتوں سے زیادہ وسعت و کثرت میں ہیں۔ اس لئے اگر تو مناسب سمجھے تو اس سرحد کی حفاظت کر! باشندوں کی حفاظت میں اجر و ثواب سمجھ اور ہمارے خراج میں جو ہمارے خاص مال میں سے ہوتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے لئے ایسی مقدار ہمارے ذمے کر دے جسے تو یہ سمجھے کہ ہم برداشت کر لیں گے''۔

یہ درخواست مقبول نہ ہوئی تو پھر انہوں نے کہا'' خدا امیر کو نیکی دے کہ جب امیر نے ہمارے چھوڑ دینے اور ہمارے پاس سے واپس جانے ہی کا ارادہ کر لیا تو ہم سے اس سال کا خراج لینے کے کیا معنی جس میں ہم نے اپنی زندگی بھی شروع نہیں کی اور ۲۵۵ھ کی اکثر آمدنی جس کا امیر نے خراج لے لیا ہے۔ ایسے صحراؤں میں ہے کہ امیر کے ہمارے پاس چلے جانے کے بعد ہمیں وہاں تک پہنچنا ناممکن ہوگا' مگر انہوں نے جو کچھ بیان کیا اور جو درخواست کی اس نے کسی پر بھی توجہ نہ کی۔

موسیٰ کے نام فرامین:

واپس ہونے کی خبر المہتدی کو پہنچی تو اس نے متعدد فرامین بھیجے جن کا کوئی اثر نہ ہوا۔ المہتدی نے جب دیکھا کہ رے سے موسیٰ روانہ ہو گیا۔ اور فرامین خلافت کا لحاظ تک نہ کیا تو اس نے بنی ہاشم میں سے دو آدمیوں کو روانہ کیا جن میں سے ایک کا نام عبدالصمد بن موسیٰ تھا اور دوسرا ابوعیسیٰ یحییٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے نام سے مشہور تھا۔ وہ دونوں

پیام لے کر گئے۔ موجودہ حالت ضیق کی توثیق ہوگئی' طالبین کے غلبے اور علاقہ الجبل میں ان کے پھیل جانے کا اندیشہ سچ نکلا' یہ امور معلوم کر کے موالی کی ایک جماعت کے ہمراہ دونوں صاحب روانہ ہو گئے۔ موسیٰ اور اس کے ساتھی آ گئے۔ صالح بن وصیف اس معاملے میں المہتدی کو اس کی واپسی گراں بتاتا تھا۔ اسے مخالفت اور نافرمانی کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اکثر امور میں اس پر بددعا کرتا تھا۔ اور اس کے فعل سے خدا سے برات مانگتا تھا۔

موسیٰ کے رویہ پر المہتدی کا اظہار ناراضگی:

مذکور ہے کہ جب ہمدان کے ناظم ٹپہ (پوسٹ ماسٹر) کا عریضہ موسیٰ کے وہاں سے جدا ہونے کے متعلق المہتدی کے پاس آیا۔ تو المہتدی نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اللہ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ ''اے اللہ میں تجھ سے برات چاہتا ہوں موسیٰ بن بغا کے فعل سے اور اس کے سرحد میں خلل ڈالنے سے اور اس کے دشمن کو مباح کر دینے سے کیونکہ میں جو کچھ میرے اور اس کے درمیان ہے اس سے معذور ہوں۔ اسے اللہ اس کے حیلے کو پھیر دے جو مسلمانوں کے ساتھ حیلہ کرے۔ اے اللہ مسلمانوں کے لشکر کی مدد کر وہ جہاں کہیں ہوں۔ اے اللہ میں اپنی نیت اور ارادے سے ہر اس مقام پر جانے کو تیار ہوں' جہاں مسلمان مغلوب ہوں۔ ان کا مددگار بن کر اور ان کی مدافعت کے لئے اے اللہ مجھے میری نیت کا اجر دے' کیونکہ نیک مددگار مجھے نہیں ملے''۔ اس کے بعد اس کے آنسو گرے اور رونے لگا۔

المہتدی کے قاصدوں کی موسیٰ سے ملاقات:

المہتدی کی مجلس کے شاہد حال کا بیان ہے کہ سلیمان بن وہب نے آ کے کہا کہ ''کیا مجھے امیر المومنین اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جو کچھ میں آپ سے سنتا ہوں وہ موسیٰ کو لکھ دوں'' کہا ہاں جو کچھ تو مجھ سے سنتا ہے لکھ دے اور اگر تو پتھر میں کندہ کر سکے تو کر دے وہ دونوں ہاشمی موسیٰ کو راستے میں ملے اور وہ کچھ بھی کامیاب نہ ہوئے۔ موالی شور کرنے لگے قریب تھا کہ قاصدوں پر حملہ کر دیں۔

موسیٰ بن بغا کا عذر:

موسیٰ نے پیام میں یہ عذر کیا کہ ''اس کے ہمراہی سوائے امیر المومنین کے دروازے پر حاضری دینے کے اور کوئی بات نہ مانیں گے' بصورت مخالفت اسے اپنی جان کا اطمینان نہ ہوگا'' استدلال میں وہ واقعات پیش کئے جو اس کے پاس آنے والے قاصدوں نے دیکھے تھے۔ پھر یہ جواب لے کر پیامبر آ گئے' موسیٰ نے اپنے لشکر سے بھی ایک وفد پیامبروں کے ہمراہ بھیج دیا وہ لوگ ۴ محرم ۲۵۶ھ کو سامرا پہنچے۔

کنجور کی رہائی:

اسی سال (۲۵۵ھ) علی بن الحسین بن قریش نے کنجور کو چھوڑا۔ المعتز کے زمانے میں وہ فارس جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ علی بن الحسین نے پہرہ مقرر کر کے اسے قید کر دیا تھا' جب علی بن الحسین نے یعقوب بن اللیث سے جنگ کا ارادہ کیا تو اسے قید سے نکالا اور سوار اور پیادہ لشکر اسے کے ماتحت کیا۔ جب لوگ علی بن الحسین کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تو کنجور الاہواز کے علاقے میں چلا گیا۔ اس نے زام ہرمز کے علاقے میں ایک اثر پیدا کر لیا اس کے بعد ابن ابی دلف سے مل گیا' ہمدان میں اس کے پاس پہنچا اس علاقے میں

اس نے وصیف کے اعزہ اور اس کے وکلا اور اس کی جائداد کے معاملے میں اپنی بداخلاقی ظاہر کی۔ اس کے بعد موسیٰ کے لشکر میں شامل ہوگیا۔ جب موسیٰ اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ آیا تو صالح کو معلوم ہوا' اس نے المہتدی کی جانب سے کنجور کے مقید کر کے شاہی دروازے پر بھیجنے کو لکھا۔ موالی نے اس سے انکار کیا۔ اس بارے میں خطوط کی آمد و رفت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ لشکر القاطول میں اترا۔ پھر ظاہر ہوگیا۔ کہ صالح اس کی مخالفت کے لئے بیٹھا تھا۔ موسیٰ صالح اور اس کے ہوا خواہوں کی مخالفت کی بنا پر سامرا چلا گیا۔ با یکباک موسیٰ کے لشکر میں مل گیا۔ موسیٰ وہاں دو روز تک ٹھہرا المہتدی نے اپنے اخیافی بھائی ابراہیم کو کنجور کے بارے میں بھیجا کہ وہ اسے اس امر سے آگاہ کرے کہ سامرا کے موالی نے کنجور کے سامرا داخل ہونے پر قرار سے رہنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسے مقید کرنے اور مدینۃ السلام بھیجنے کا حکم دے مگر اس بارے میں جو کچھ صالح نے سوچا تھا۔ اس کا انتظام نہ ہوا' ان کا جواب یہ تھا کہ ''جب ہم سامرا میں داخل ہوں گے تو کنجور وغیرہ کے معاملے میں امیر المومنین کے حکم پر عمل کریں گے''۔

باب ۷

صاحب الزنج کا خروج

محمد بن محمد علوی بصری:

اسی سال (۲۵۵ھ) میں نصف شوال کو بصرے کے فرات میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا گمان یہ تھا کہ وہ علی بن محمد ہے یعنی ابن احمد بن علی بن عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی ابی طالب (رضی اللہ عنہم) زنجی اس کے ساتھ ہو گئے تھے جو زمین سے شورہ نکالتے تھے۔ وہ دجلہ کو عبور کر کے الدنیاری میں اترا۔

اس کا نام ونسب جیسا کہ بیان کیا گیا علی بن محمد بن عبدالرحیم تھا۔ نسب اس کا عبدالقیس میں تھا اس کی ماں' قرۃ بنت علی بن رحیب بن محمد بن حکیم بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھی۔ وہ رے کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ تھا جس کا نام ورزنین تھا یہیں اس کی ولادت ونشوونما ہوئی۔ خود اسی کا بیان ہے کہ میرا دادا محمد بن حکیم ان' باشندگان کوفہ میں سے ہے۔ جنھوں نے ہشام بن عبدالملک پر زید بن علی بن الحسین کے ساتھ خروج کیا تھا۔ جب زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ بھاگ کر رے میں آ گیا۔ ورزنین میں پناہ لی اور وہیں مقیم رہا۔ دادا عبدالرحیم عبدالقیس کے خاندان کا آدمی ہے جس کی ولادت الطالقان میں ہوئی وہ عراق میں آ گیا اور وہیں قیام کر لیا ایک سندھی جاریہ خریدی جس سے اس کا باپ محمد پیدا ہوا۔ یہ وہی علی بن محمد ہے۔

علی بن محمد کا دعویٰ

یہ اس کے قبل المنتصر کی جماعت میں شامل تھا جن میں غانم الشطرنجی اور سعید صغیر اور یسر خادم تھے اس کی معاش کا ذریعہ یہی لوگ تھے مصاحبان سلطنت وکاتبان حکومت کی ایک جماعت تھی جن کی وہ اپنے شعر میں مدح کرتا تھا اور ان سے صلے کا خواست گار ہوتا تھا۔

سامرا سے ۲۴۹ھ میں بحرین چلا گیا۔ اور دعویٰ کیا کہ وہ علی بن محمد بن الفضل ابن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہے۔ ہجر میں لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ وہاں ایک بڑی جماعت نے اس کا اتباع کر لیا۔ ایک دوسری جماعت منکر رہی۔ اس کے سبب سے متبعین اور منکرین میں تعصب پیدا ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فریقین میں جنگ ہوئی۔ کچھ مخالف مارے گئے اور کچھ موالف کام آئے۔

اہل بحرین کی علی بن محمد کی اطاعت:

جب یہ حادثہ ہوا تو وہاں سے الاحساء چلا گیا۔ اور بنی تمیم کے ایک قبیلے سے فریاد کی پھر بنی سعد سے جنھیں بنوالشماس کہا جاتا ہے انھیں میں اس کا قیام ہو گیا۔ اہل بحرین نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنی طرف سے اسے بمنزلہ پیغمبر مان لیا تھا. یہاں تک کہ وہاں اس کے لیے خراج جمع کیا گیا اور ان کے درمیان اس کا حکم جاری ہو گیا. اس کے سبب سے ان لوگوں نے سلطنت کے متعلقین سے جنگ کی. اس نے ان کی ایک جماعت کثیر سے بدسلوکی کی جس سے وہ لوگ اس سے برگشتہ ہو گئے تو وہ البادیہ چلا گیا۔

البادیہ جانے لگا تو اہل بحرین کی ایک جماعت اس کے ہمراہ ہوگئی جن میں ایک شخص اہل الاحساء میں سے بھی تھا کہ وزن کرنے کا پیشہ کرتا تھا۔اس کا نام یحییٰ بن محمد الارزق البجرانی تھا۔ وہ بنی دارم کا آزاد کردہ غلام تھا۔ یحییٰ بن ابی ثعلب بھی ساتھ ہو گئے۔ جو تاجر اور ہجر کا باشندہ تھا۔ بنی حنظلہ کا آزاد کردہ ایک حبشی غلام بھی تھا جس کا نام سلیمان بن جامع تھا وہی اس کے لشکر کا سردار تھا۔

علی بن محمد کا البادیہ کے قبائل میں قیام:

البادیہ میں ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں منتقل ہوتا رہا خود اسی سے مذکور ہے کہ اسی زمانے میں مجھے میری آیات امامت میں سے کچھ آیات دی گئی ہیں جو لوگوں کے لیے ظاہر ہیں۔ اسی سے یہ بھی مذکور ہے کہ مجھے قرآن کی چند ایسی سورتیں دی گئی ہیں جو مجھے یاد نہ تھیں۔ وہ ایک ہی ساعت میں میری زبان پر جاری ہوگئیں۔ کہ انھیں سورتوں میں سے سبحان اور الکہف اور صاد ہیں۔

اس نے کہا کہ اسی وجہ سے میں نے اپنے آپ کو بچھونے پر ڈال دیا اور اس مقام کے بارے میں غور کرنے لگا جہاں کا ارادہ کروں۔ اور وہیں اپنا قیام کروں کیونکہ البادیہ نے میرے ساتھ شر کیا اور میں وہاں کے باشندوں کی نافرمانی سے تنگ آ گیا تھا کہ مجھ پر ایک ابر سایہ فگن ہوا اور چمکنے اور گرجنے لگا۔ اس سے رعد کی آواز برابر میرے کان میں آنے لگی' اس میں مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرے کا ارادہ کر۔ میں نے اپنے اصحاب سے کہا جو میری حفاظت کررہے تھے۔ کہ مجھے اس رعد کی آواز کے ذریعے سے جانے کا حکم ملا ہے۔

عربوں کی علی بن محمد سے بیزاری:

اسی نے بیان کیا کہ اس کے البادیہ جانے پر وہاں کے باشندوں نے اس کے متعلق یہ خیال کیا کہ وہ یحییٰ ابن عمر ابوالحسین ہے جو کوفہ کے علاقے میں قتل ہوئے تھے۔ یہ وہم دلا کر اس نے ان کی ایک جماعت کو دھوکا دیا۔ وہاں ان کی ایک بہت بڑی جماعت جمع ہوگئی۔ جنھیں وہ بحرین کے ایک موضع میں لے گیا جس کا نام الروم تھا۔ ان میں آپس میں جنگ عظیم واقع ہوئی جس کا دائرہ اس پر اور اس کے اصحاب پر محدود تھا۔ اس جنگ میں اس کے اصحاب کا قتل عظیم واقع ہوا جس کی وجہ سے عرب کو اس سے نفرت ہوگئی۔ وہ اسے برا سمجھنے لگے اور اس کی صحبت سے علیحدہ ہوگئے۔

البادیہ کی علی بن محمد سے بدسلوکی:

عرب اس سے جدا ہوگئے اور البادیہ نے بھی اس سے بدسلوکی کی تو وہاں سے وہ بصرے روانہ ہوگیا اور وہاں بنی ضبیعہ میں اترا۔ وہاں کی ایک جماعت اس کی مطیع ہوگئی جن میں علی بن آبان' المہلبی اور اس کے دونوں بھائی محمد اور خلیل بھی تھے۔

علی بن محمد کی بصرہ میں آمد و فرار:

بصرے میں اس کی آمد ۲۵۴ھ میں ہوئی۔ محمد بن رجاء الحضاری وہاں حاکم شہر تھا یہ فتنہ اہل بصرہ کے قبیلہ سعدیہ اور قبیلہ ہلالیہ کے فتنے کے موافق ہوگیا۔ اس لیے ان دو فریق میں سے ایک کے متعلق یہ طمع ہوئی کہ اسے اپنی طرف مائل کرلے۔ اس نے اپنے اصحاب میں سے چار شخص بھیجے جو نکل کر مسجد عباد گئے۔ ان میں سے ایک کا نام محمد بن سلم القصاب البحری۔ دوسرے کا بریش القریعی۔ تیسرے کا علی الضرات اور چوتھے کا الحسین العیدنانی تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے بحرین میں اس کی صحبت اٹھائی تھی۔ انھوں نے

اس کی دعوت دی مگر شہر والوں میں سے کسی نے قبول نہ کیا۔لشکر ان کی جانب لوٹا تو وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ اور ان میں سے کسی پر کامیابی نہ ہوئی۔ وہ بصرے سے نکل کر بھاگا۔ ابن رجاء نے اس کی تلاش کی مگر پا نہ سکا۔

اہل بصرہ کی ایک جماعت کی گرفتاری:

ابن رجاء کو اس کی جانب اہل بصرہ کی ایک جماعت کے میلان کی خبر دی گئی تو اس نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جو لوگ قید ہوئے ان میں یحییٰ بن ابی ثعلب محمد بن الحسن الایادی حاکم الزنج کا بیٹا علی بن محمد الاکبر اس کی بیوی کے بیٹے کی ماں تھی۔ ساتھ ایک بیٹی بھی تھی کہ اسی ماں کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اور ایک حاملہ جاریہ تھی ان سب کو اس نے قید کر دیا۔

علی بن محمد کی گرفتاری ورہائی:

علوی مذکور اپنی ضرورت سے بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا اس کے ہمراہ محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد اور سلیمان بن جامع اور بریش القریعی تھے۔ البطیحہ پہنچے تو الباہلیین کا ایک مولی عمیر بن عمار جو بطیحہ کا حاکم تھا انھیں دیکھ کر کھٹک گیا اس نے انھیں گرفتار کر لیا اور محمد بن ابی عون کے پاس لے گیا جو واسط میں حاکم تھا۔ اس نے ابن ابی عون سے کوئی حیلہ کیا یہاں تک کہ مع اپنے اصحاب کے اس کے ہاتھ سے رہا ہو کر مدینۃ السلام چلا گیا اور وہاں ایک سال مقیم رہا۔ وہاں اپنے کو احمد بن عیسیٰ بن زید کی طرف منسوب کیا۔ وہ یہ گمان کرتا تھا کہ اس کے وہاں کے قیام کے لیے کچھ آیات ظاہر ہوئی ہیں۔ اپنے اصحاب کے دلوں کا حال جانتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص جو کچھ کرتا ہے وہ بھی جانتا ہے۔ اس نے اپنے رب سے ایک ایسی نشانی طلب کی جو حقیقت حال بتا دے۔ تو اس نے ایک تحریر دیکھی جو اس کے لیے لکھی جاتی ہے اور وہ اسے ایک دیوار پر دیکھتا ہے۔ مگر کسی شخص کو اسے لکھتے نہیں دیکھتا۔

علی بن محمد کا مدینۃ السلام میں قیام:

اس کے بعض متبعین سے مذکور ہے کہ مدینۃ السلام کے زمانہ قیام میں ایک جماعت اس کی جانب مائل ہوگئی جن میں جعفر بن محمد الصوحانی جو زید بن صوحان کی طرف منسوب تھا اور محمد بن القاسم اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن خاقان کے دو غلام مشرق و رفیق تھے۔ اس نے مشرق کا نام حمزہ رکھا۔ کنیت ابوالفضل رکھی۔ یہ پورا سال مدینۃ السلام ہی میں گزرا۔ یہاں تک کہ محمد بن رجاء بصرے سے معزول کر دیا گیا۔ وہاں سے نکالا تو البلالیہ والسعدیہ کے فتنے کے سرغنوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ قید خانے کھول دیئے گئے اور جو لوگ ان میں تھے انھیں آزاد کر دیا۔ اس کے اصحاب بھی رہا ہونے والوں میں رہا ہو گئے۔

علی بن محمد کی مراجعت بصرہ:

جب اسے اپنے اصحاب کی رہائی کی خبر ملی تو بصرہ روانہ ہو گیا۔ وہاں اس کی واپسی رمضان ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ اس کے ہمراہ علی بن ابان بھی تھا۔ جو اس سے جب ملا جب وہ مدینۃ السلام میں تھا اور یحییٰ بن محمد اور محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے دونوں غلام مشرق و رفیق بھی تھے ان چھ آدمیوں کے پاس لشکر کا ایک شخص آیا کرتا تھا جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور اس نے اس کے بعد اپنا لقب جربان رکھا تھا۔ یہ سب لوگ چل پڑے۔ جاتے جاتے ایک محل میں اترے جو قصر القرشی کے نام سے مشہور اور نہر کے کنارے بنا تھا۔ موسیٰ بن المنجم کی اولاد نے نہر کھدوائی تھی۔ عمود بن منجم کے نام سے اس کی شہرت تھی۔ اس نے یہ

ظاہر کیا کہ وہ شورے کی بیع میں الواثق کے فرزند کا وکیل ہے۔ ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ فرزند واثق کے وکیل کے نام سے اس کو مخاطب کریں۔ آخر وہیں مقیم ہو گیا۔

ریحان بن صالح سے علی بن محمد کی گفتگو:

شورجی (شورہ ساز) غلاموں کی جماعت میں ایک ریحان بن صالح بھی تھا جو پہلے مصاحبت میں رہ چکا تھا اس کا بیان ہے کہ میں نے اپنے آقا کے غلاموں پر مقرر تھا بصرے سے آٹا لے جاتا تھا اور ان میں تقسیم کر دیتا تھا حسب معمول ایک مرتبہ جاتے ہوئے میں اس (علوی) کے پاس سے گزرا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ قصر القرشی میں وہ مقیم تھا

مجھے اس کے آدمیوں نے پکڑ لیا اس کے پاس لے گئے اور حکم دیا کہ میں اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔

پوچھا: کہاں سے آ رہے ہو؟ بتایا بصرے سے۔

پوچھا: ہمارے متعلق بصرے میں کوئی خبر سنی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

پوچھا: الزینبی کی کیا خبر ہے۔ میں نے کہا مجھے اس کا علم نہیں۔

پوچھا بلالیہ اور سعدیہ کی خبر؟ میں نے کہا اس سے بھی بے خبر ہوں۔

شورجی غلاموں کے حالات دریافت کئے کہ ان میں سے ہر غلام کو کتنا ستو' کس قدر آٹا' کتنی کھجوریں ملتی ہیں کتنے آزاد شورہ کا کام کرتے ہیں؟ یہ سب باتیں میں نے بتا دیں۔

علی بن محمد کی ریحان کو افسری کی پیش کش:

اس نے مجھے اپنے طریقے کی دعوت دی۔ میں نے اسے قبول کر لیا تو مجھ سے کہا کہ جن غلاموں پر تو قابو پائے انھیں بہانہ کر کے' میرے پاس لے آ۔

وعدہ کیا کہ جن غلاموں کو بہانے سے اس کے پاس لاؤں گا سب کی افسری مجھ ہی کو ملے گی اور میرے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آئے گا۔

قسم دی کہ میں اس کے مقام کی کسی کو اطلاع نہ دوں۔ اور اس کے پاس واپس آ جاؤں۔ ان مراتب کے بعد راستہ کھل گیا۔

میں اس آٹے کو جو میرے ساتھ تھا منزل مقصود پر لایا۔

علی بن محمد کا علم خروج:

اس دن میں اس سے جدا رہا۔ دوسرے دن آیا تو میں نے اس طرح پایا کہ اس کے پاس یحییٰ بن عبدالرحمٰن کا غلام رفیق آ گیا ہے۔ جس کو اس نے اپنی کسی ضرورت سے بصرے بھیجا تھا۔ بشر بن سالم بھی تھا۔ جو د باسین (شیرہ ساز) غلاموں میں سے تھا۔ ایک ریشمی پارچہ لایا تھا جس کے خریدنے کا' اسے حکم ملا تھا کہ اس کا جھنڈا بنائے۔ اس پارچہ میں سرخی و سبزی سے آخر تک یہ آیت لکھی۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ۔ (اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جان و مال کی جنت کے عوض مول لے لیا۔ اللہ کی راہ میں یہ لڑتے ہیں) اس آیت کے بعد اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھا اور کشتی کھینے کے بانس کے سرے میں اسے لٹکا دیا۔

غلاموں کی گرفتاری:

۲۸/ رمضان شب شنبہ کو سحر کے وقت نکلا۔ قصر کے آخری حصے میں پہنچا تو شورہ سازوں میں سے ایک شخص عطار کے غلام ملے جو اپنے کام پر جا رہے تھے حکم کے مطابق سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ ان کا وکیل بھی ساتھ تھا۔ وہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ سب پچاس غلام تھے۔ ان سے فارغ ہو کر اس مقام پر گیا جہاں انسائی (برگ سنا کے دوا ساز (کام کرتے تھے ان میں سے پانچ سو غلام گرفتار کر لیے جن میں ایک ابو ورید مشہور تھے۔ ان کے وکیل کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جو انھیں کے ساتھ دست بستہ گرفتار کر لیا گیا یہ غلام ایک نہر میں تھے جو نہر مکاثر کے نام سے مشہور تھی۔

یہاں سے موضع سیرانی گیا اور وہاں سے ڈیڑھ سو غلام گرفتار کئے جن میں رزیق اور ابوالخنجر بھی تھا۔

موضع ابن عطاء گیا اور طریق صبیح الاعسر اور راشد مغربی اور راشد قرماطی کو گرفتار کیا۔ ان کے ہمراہ اسی غلام بھی۔ موضع اسمٰعیل آیا جو موضع غلام سہل الطحان کے نام سے مشہور تھا۔

غلاموں سے علی بن محمد کے وعدے:

دن بھر اسی شغل میں لگا رہا۔ ہوتے ہوتے شورہ ساز غلاموں کی ایک بڑی جماعت ساتھ ہو گئی۔ اس جمعیت کو اس نے با قاعدہ بنانا چاہا۔ سب کو یک جا کر کے کھڑے ہو کر وعظ کہا۔ امید دلائی۔ وعدہ کیا کہ انھیں سردار بنائے گا مالک بنائے گا۔ بڑی سخت سخت قسمیں کھائیں کہ ان سے بدعہدی نہ کرے گا۔ ان کی امداد میں لگا رہے گا۔ اور ہر طرح کی نیکیاں انؑ کے ساتھ کیا کرے گا۔

علی بن محمد کی غلاموں کے مالکوں کی دھمکی:

آقاؤں کو بلا کر کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں ماردوں۔ اس لئے کہ تم ان غلاموں کے ساتھ برا برتاؤ' کرتے ہو تم نے انھیں کمزور سمجھ لیا ہے۔ ان پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور ان کے ساتھ وہ برا سلوک روا رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے' ایسے کام پر ان کو مقرر کیا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ میرے اصحاب نے تم 'لوگوں کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی ہے۔ اس لیے میں تم لوگوں سے کلام کرنا مناسب سمجھا۔

غلاموں کے آقاؤں کی پیش کش:

ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہ سب غلام بھگوڑے ہیں۔ وہ تیرے پاس سے بھی بھاگ جائیں گے۔ نہ تیرے پاس رہیں گے نہ ہمارے پاس۔ اس لیے ہم سے مال لے لے اور انھیں ہمارے لیے رہا کر دے۔

اس نے ان کے غلاموں کو بلانے کا حکم دیا وہ گروہ در گروہ لائے گئے۔ ہر جماعت اپنے آقا اور اپنے وکیل کے سامنے کھڑی کی گئی۔ انھیں اس امر پر اپنی بیویوں کی طلاق کی قسم دی کہ نہ تو کسی کو اس کا مقام بتائیں گے اور نہ اس کے اصحاب کی تعداد قسما قسمی کے بعد سب کو رہا کر دیا۔ وہ لوگ بصرے چلے گئے ایک غلام کا نام عبداللہ عرف کریخا تھا۔ اس نے جاتے جاتے نہر وجیل کو عبور کیا۔ شورہ سازوں کو ڈرایا کہ وہ اپنے غلاموں کی حفاظت کریں۔ وہاں پندرہ ہزار غلام تھے۔ علوی عصر کی نماز پڑھ کر چلا۔ وجیل پہنچ گیا بانس کی کشتیاں پائیں جو چڑھے ہوئے دریا میں داخل ہوتی تھیں۔ انھیں سامنے کیا اور ان میں سوار ہو گیا اور اس کے اصحاب بھی سوار ہو گئے۔ وجیل کو عبور کر کے نہر میمون تک پہنچ گئے وہاں اس مسجد میں اترا جو نہر میمون کے وسط بازار میں تھی وہیں ٹھہر گیا۔

علی بن محمد کا خطبہ:

روزمرہ یہی طریقہ کار رہا کہ زنجی غلام اس کے پاس عید الفطر تک جمع ہوتے رہے جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے اصحاب میں نماز عید کے لیے جمع ہونے کی منادی کرادی۔ لوگ جمع ہو گئے اس نے وہ بانس گاڑ دیا جس پر اس کا جھنڈا تھا۔ انھیں نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ عوام کی بدحالی کا رونا رویا جس میں وہ مبتلاء تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بدحالی سے اس کے ذریعے سے نجات دی۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ ان کی قدر کو بلند کرے۔ انھیں غلاموں کا اور مالوں کا اور مکانات کا مالک بنائے اور انھیں بڑے بڑے درجات تک پہنچائے اس پر قسم بھی کھائی۔

خطبہ و نماز سے فارغ ہوا تو جو لوگ اس کی بات سمجھتے تھے انھیں یہ حکم دیا کہ وہ عوام کو سمجھا دیں جو عجمی ہونے کی وجہ سے اسے نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے ان کا دل بھی خوش ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کاموں سے فراغت کر کے محل میں داخل ہو گیا۔ جب ایک دن گزر گیا تو اس نے نہر بور کا ارادہ کیا اس کے اصحاب کی ایک جماعت وہاں الحمیری کے پاس پہنچی جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے انھیں جنگل کی طرف نکال دیا۔ انھیں' صاحب الزنج مع اپنے ہمراہیوں کے مل گیا۔ اس نے الحمیری اور اس کے ہمراہیوں سے جنگ کی وہ لوگ بھاگ کے بطن دجلہ چلے گئے

ابو صالح زنجی کی اطاعت:

زنجی کا ایک سرہنگ ابو صالح تھا قیصر کے لقب سے اس کی شہرت تھی' تین سو زنجی اس کے ماتحت تھے وہ مطیع ہو گیا۔ علوی نے ان کو طرح طرح کی امیدیں دلائیں اور احسانات کے وعدے کیے زنجی جو اس کے پاس جمع ہوئے تھے جب ان کی تعداد کثیر ہو گئی تو اپنے سرداران پر مامور کیے اور حکم دیا کہ تم میں سے جو شخص کوئی آدمی لائے گا وہ اور وہ اسی کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا۔ کہا گیا ہے کہ اس نے بیان میں الخول کی جنگ اور اپنے القندل کی زمین شور جانے سے پہلے اپنے سردار مقرر نہیں کئے تھے۔

علی بن محمد کی جنگی تیاری:

ابن ابی عون ولایت واسط سے ولایت الابلتہ اور دجلہ کے دیہات کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اسے اس دن کہ اپنے سردار مقرر کئے یہ خبر ملی کہ الحمیری اور عقیل اور نائب ابن ابی عون جو الابلہ میں مقیم تھا سب لوگ اس کی طرف بڑھے تھے اور نہر طین پر اترے اس نے اپنے اصحاب کو الزنبقیہ جانے کا حکم دیا جو باد آورد کے زیریں علاقے میں ہے۔ وہ لوگ وہاں نماز ظہر کے وقت پہنچے۔ نماز پڑھی اور جنگ کی تیاری کی اس دن اس کے لشکر میں صرف تین ہی تلواریں تھیں۔ ایک علی بن ابان کی اور ایک محمد بن سلم کی۔

علی بن ابان کی المحمدیہ کی جانب روانگی:

ظہر و عصر کے درمیان المحمدیہ کی طرف واپس جانے کے ارادے سے وہ مع اپنے اصحاب کے اٹھ کھڑا ہوا۔ علی بن ابان کو پیچھے کیا اور حکم دیا کہ جو اس کے پیچھے آئے اس سے خبردار رہے۔ خود لوگوں کے آگے روانہ ہو کر المحمدیہ پہنچ گیا۔ نہر پر بیٹھ گیا اور اس کی اجازت سے سب نے پانی پیا ہمراہی بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ علی بن ابان نے اس سے کہا کہ ہم اپنے پیچھے ایک چمک دیکھ رہے تھے اور ایک جماعت کی آہٹ سن رہے تھے جو ہمارا پیچھا کر رہی تھی۔ معلوم نہیں کہ چلے گئے یا ہمارا ہی قصد کر رہے ہیں۔ اس کی

بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ جماعت پہنچ گئی اور زنجی ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے مفرح النوبی نے جس کی کنیت ابو صالح تھی اور ریحان بن صالح اور فتح حجام نے سبقت کی۔

شورہ سازوں کی ایک جماعت کا قتل:

فتح کھانا کھا ہی رہا تھا کہ شور سن کر اٹھ کھڑا ہوا سامنے جو رکابی تھی لے لی اور کھاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے ہمراہی بھی آ گئے۔ شورہ سازوں کا ایک شخص ملا جس کا نام بلبل تھا جب فتح نے دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا اور وہ رکابی کھینچ ماری جو اس کے ہاتھ میں تھی بلبل اپنے ہتھیار پھینک کر پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اس کے ساتھی بھی بھاگے جو چار ہزار تھے۔ وہ اپنے منہ کے بل چلے گئے اور جو قتل ہونا تھے وہ قتل ہو گئے بعض ان میں پیاسے مر گئے ایک جماعت گرفتار ہوگئی۔ صاحب الزنج کے پاس لائے گئے تو اس کے حکم سے ان کی گردنیں ماردی گئیں۔ سران خچروں پر لادے گئے جو شورہ سازوں سے لیئے تھے، جن پر شورہ ڈھویا جاتا تھا۔

صاحب الزنج کی پیش قدمی:

صاحب الزنج آگے بڑھا۔ قادسیہ پہنچا۔ یہ مغرب کا وقت تھا گاؤں سے بنی ہاشم کے کسی آزاد کردہ غلام نے نکل کر اس کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ یہ خبر اس کے پاس آئی تو اس کے اصحاب نے درخواست کی کہ ہمیں اس گاؤں کے لینے اور اپنے ساتھی کا قاتل طلب کرنے کی اجازت دے اس نے جواب دیا کہ سردست اس کا موقع نہیں۔ جب تک کہ ہم اس قوم کی حالت نہ معلوم کر لیں کہ اس قاتل نے جو کچھ کیا ان کی رائے سے کیا اور ان سے یہ سوال نہ کر لیں کہ اسے ہمارے حوالے کر دیں۔ حوالے کر دیا تو خیر ورنہ ہمارے لیے ان کا قتال جائز ہوا۔

صاحب الزنج اور اہل کرخ:

چلنے میں جلدی کی۔ لوگ لوٹ کر نہر میمون آ گئے۔ اسی مسجد میں قیام کیا' جہاں ابتدا میں قیام کیا تھا۔ کشتوں کے سر جو اس کے ہمراہ لدے ہوئے تھے لٹکا دیئے گئے۔ ابو صالح النوبی کو اذان کا حکم دیا۔ اس نے اذان کہی اور اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔ وہ کھڑا ہوا اور اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ اور اس شب کو وہیں سویا۔ صبح کو چلا کرخ میں گزرا۔ راستہ طے کیا۔ ظہر کے وقت ایک گاؤں میں آیا کہ جبی کے نام سے مشہور تھا ایک گھاٹ سے جس کا راستہ بتایا گیا تھا دجیل کو عبور کیا۔ گاؤں میں داخل ہوا۔ اس کے باہر ہی قیام کیا۔ باشندوں کو بلا بھیجا۔ ان کے اور اہل کرخ کے بڑے آدمی اس کے پاس آئے انھیں اپنے اصحاب کی مہمان داری کے انتظام کا حکم دیا۔ جو کچھ اس نے چاہا انتظام کیا گیا۔ شب انہیں میں بسر کی۔

جب صبح ہوئی تو یحییٰ کے ایک شخص نے مشکی گھوڑا ہدیۃً دیا۔ گھوڑا تو ملا مگر نہ زین تھی۔ نہ لگام۔ رسی باندھ کر سوار ہوا اور پر کھجور کی چھال کس دی۔ ایک مقام پر پہنچا جو العباسی العتیق کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں السیب تک کے لیے ایک رہبر لیا۔ یہ ایک گاؤں کی نہر تھی۔ جو الجعفر یہ کے نام سے مشہور تھا۔

یحییٰ کی گرفتاری و پیش کش:

گاؤں کے باشندے اس سے ڈر کے وہاں سے بھاگ گئے۔ علوی داخل ہوگیا۔ جعفر بن سلیمان کے گھر میں میں ٹھیرا جو سر بازار تھا۔ اس کے اصحاب بازار میں پھیل گئے اور ایک شخص کو جسے وہ پا گئے تھے اس کے پاس لائے۔ اس نے ان سے ہاشمیین کے

وکلاء کو دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ وہ لوگ الاجمہ میں ہیں اس نے ایک شخص کو بھیجا جس کا لقب جربان تھا۔ وہ ان کے رئیس کو اس کے پاس لایا جو یحییٰ بن یحییٰ عرف الزبیبی الزیادمین کے موالی میں سے تھا۔ پھر اس نے اس سے مال مانگا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اسے قتل کا خوف ہوا تو کسی چیز کا قرار کیا جسے اس نے چھپایا تھا۔ اس نے کسی کو اس کے ہمراہ روانہ کیا جو دوسو پچاس دینار اور ایک ہزار درہم لایا۔ یہ سب سے پہلی چیز تھی جس میں اسے کامیابی ہوئی۔

مرکب و اسلحہ:

وکلائے ہاشمیین کے مواشی کو پوچھا۔ اس نے اسے تین ترکی گھوڑے بتائے ایک مشکی۔ ایک شقرا۔ ایک ابلق اشہب۔ اس نے ان میں سے ایک ابن سلم کو دیا۔ دوسرا یحییٰ ابن محمد کو اور تیسرا یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے غلام کو۔ رفیق اس خچر پر سوار ہوتا تھا جس پر اسباب لادا جاتا تھا۔

ایک زنجی کو بنی ہاشم کا ایک گھر مل گیا جس میں ہتھیار تھے۔ اسے ان لوگوں نے لوٹ لیا۔ النوبی الصغیر ایک تلوار لایا۔ اسے صاحب الزنج نے لے لیا۔ اور یحییٰ بن محمد کو دے دی۔ جس سے زنجیوں کے ہاتھ میں تلواریں آ گئیں۔ اور ہتھیار میسر آئے۔

پہلی فتح:

یہ رات اس نے السیب میں گزاری۔ صبح ہوئی تو یہ خبر آئی کہ رئیس اور الحمیری اور عقیل الابلی السیب پہنچ گئے ہیں۔ اس نے یحییٰ بن محمد کو پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجا جن میں سلیمان اور ریحان بن صالح اور ابو صالح النوبی الصغیر بھی تھے۔ انھوں نے قوم کا مقابلہ کر کے انھیں شکست دی کشتی اور ہتھیار لے لیے۔ جو اس مقام پر تھا وہ بھی بھاگ گیا۔

محمد بن یحییٰ نے واپس آ کر اس واقعہ کی خبر دی وہ اس دن ٹھہرا۔ دوسرے دن المذار کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اہل جعفریہ سے یہ عہد لیا کہ اس سے وہ قتال نہ کریں گے۔ نہ اس کے خلاف کسی کو مدد دیں گے اور نہ اس سے کچھ چھپائیں گے۔

جورمیس غلام کا قتل:

نہر سیب کو عبور کر کے ایک گاؤں میں پہنچا جو قریۃ الیہود کے نام سے مشہور اور دجلے کے راستے میں واقع تھا۔ وہاں پھر رمیس کا ساتھ ہو گیا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ اس روز برابر ان سے قتال کرتا رہا۔ چند ساتھی گرفتار ہو گئے۔ ایک جماعت تیروں سے مجروح ہوئی۔ محمد بن ابی عون کا ایک غلام جورمیس کے ہمراہ تھا قتل کر دیا گیا۔ ایک کشتی غرق ہو گئی۔ ملاح گرفتار کر لیا گیا اور اس کی گردن ماردی گئی۔

جبل الشیاطین:

وہ اس مقام سے المذار کے ارادے سے روانہ ہو کر اس نہر تک پہنچا جو بامداد کے نام سے مشہور ہے تو اس کے آگے بڑھ کر جنگل میں نکل گیا ایک باغ اور ایک ٹیلہ دیکھا کہ جبل الشیاطین کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اس پر بیٹھ گیا۔ ساتھیوں کو صحرا میں ٹھہرا دیا اور خود نگرانی کرتا رہا۔

صاحب الزنج کو مصالحت کی پیش کش:

شبل سے مذکور ہے کہ میں دجلے پر اس کا مخبر تھا۔ میں نے اسے یہ خبر کہلا بھیجی کہ رمیس دجلے کے کنارے کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہے جو اس کا پیغام پہنچا دے۔ اس نے اس کے پاس علی بن ابان اور محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع کو روانہ کیا، جب وہ لوگ اس

کے پاس آئے تو اس نے پیغام دیا۔

سفرائے صلح نے اس گفتگو کے بعد مراجعت کی۔علوی کے پاس آئے۔پیغام سنایا۔وہ اس پر غضب ناک ہوا اور قسم کھائی کہ وہ ضرور لوٹے گا۔رمیس کی بیوی کا شکم چاک کرڈالے گا۔اس کا گھر جلا دے گا اور خون ریزی کرے گا۔

سفرا یہ پیغام لے کر رمیس کے پاس گیا اور وہی جواب دے دیا جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا۔رمیس نے یہ سنا تو دجلے کے بالمقابل موضع میں واپس جا کر ٹھہر گیا۔

ابراہیم بن جعفر جو ہمدانی مشہور تھا پاس آیا۔علوی اسی وقت اس سے مل چکا تھا۔ابراہیم اس کے پاس' خطوط لایا تھا جو اس نے پڑھ لئے عشاء کی نماز پڑھ لی تو ابراہیم نے آ کے کہا کہ المذار جانے کی رائے نہیں ہے۔

پوچھا پھر کیا رائے ہے۔

کہا۔واپسی عبادان اور میان رودان کے باشندے تیری بیعت کر چکے۔سلیمانیوں نے امامت تسلیم کر لی ہے۔جماعت بلالیہ جو نوبتہ القندل وابرسان میں چھوڑی تھی وہ تیرے منتظر ہیں۔

زنجیوں کا فرار:

زنجیوں نے کہ رمیس کے ترغیبی وعدے سن چکے تھے ابراہیم کی باتیں سنیں تو خوف زدہ ہو گئے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی حیلہ کیا ہو اور اس بہانے انھیں ان کے آقاؤں تک پہنچانا چاہتا ہو۔اس خوف سے کچھ تو نکل بھاگے اور کچھ پریشانی کے ساتھ ادھر ادھر چل دیے۔

صاحب الزنج کا غلاموں سے وعدہ:

محمد بن سلم آیا اور اسے ان کی پریشانی سے آگاہ کیا۔ان میں سے جسے بھاگنا تھا وہ بھاگ گیا۔اس نے اسی رات کو' سب کے جمع کرنے کا حکم دیا۔مصلح کو بلایا۔زنجی اور فراتی کو علیحدہ علیحدہ کیا۔مصلح کو حکم دیا کہ وہ انھیں یہ بتا دے کہ وہ سب کو یا کسی ایک کو ان کے آقاؤں کو واپس نہ کرے گا۔اس پر سخت سخت قسمیں کھائیں اور کہا کہ تم میں' سے کچھ لوگ مجھے گھیر لیں۔اگر مجھ سے بدعہدی محسوس ہو تو ہلاک کرڈالیں بقیہ غلام جمع ہوئے۔یہ الغرابتہ اور' الغرماضیون اور النوبہ کے لوگ تھے جو عربی زبان اچھی طرح بولتے تھے۔ان سے بھی اس نے اسی طرح کی قسم کھائی۔ذمہ داری کی۔اپنی طرف سے بھروسا دلایا اور یہ تنبیہ کی۔

میں کسی دنیاوی غرض کے لیے نہیں نکلا۔اللہ کے لیے غیظ وغضب کے جذبے نے باہر نکالا ہے یہ دیکھ کر کہ لوگوں کے دین میں فساد آ گیا ہے خروج کرنا پڑا۔خبردار رہو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ہر جنگ میں تمھارے ساتھ بذات خود شریک ہوں گا۔اور اپنے آپ کو تمھارے ساتھ خطرے میں ڈالوں گا۔

سب لوگ خوش ہو گئے اور اسے دعائے خیر دی۔

ابن ابی عون کا صاحب الزنج کے نام پیغام:

صبح ہوئی ایک شورہ ساز غلام کو جس کی کنیت ابو منارہ تھی حکم دیا' اس نے بگل بجایا جس کی آواز پر لوگ جمع ہو جاتے تھے۔وہ روانہ ہو کر نہر السیب آیا۔وہاں الحمیری اور رمیس اور محمد ابن ابی عون کے ایک ساتھی کو پایا۔اس نے ایک پوشیدہ پیام کے ساتھ مشرق کو ان کے پاس بھیجا۔وہ جواب لایا تو صاحب ازنج نہر تک گیا۔محمد بن ابی عون کا ساتھی آیا۔سلام کیا اور کہا کہ ہمارے صاحب کی

جزا تیری طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے کہ تو اس کے علاقے میں فساد کرے۔ اس کی جانب سے واسط میں تیرے ساتھ جو کچھ احسان ہو چکا ہے وہ تو جانتا ہے۔

اس نے کہا کہ میں تم سے جنگ کرنے نہیں آیا۔ اس لیے اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ مجھے راستہ دے دیں کہ تمھارے پاس گزر جاؤں۔

عہد شکنی پر ملامت:

نہر سے دجیلے کی طرف نکلا۔ دیر نہ ہوئی تھی کہ لشکر اس طرح آیا کہ اہل جعفریہ بھی مسلح تھے۔ ایک شخص بڑھا جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جربان مشہور تھا۔ ان سے کہا کہ اے اہل جعفریہ کیا تم نہیں جانتے کہ کیا کیا سخت سخت قسمیں تم نے کھائی تھیں کہ ہم سے نہ لڑو گے ہمارے خلاف کسی کو مدد نہ دو گے۔ اور جب ہم میں سے کوئی شخص تمھارے پاس گزرے گا تو اس کی مدد کرو گے۔

جواب میں شور و فریاد کے ساتھ آوازیں بلند ہوئیں ان لوگوں نے تیر اور پتھر مارے۔

علی بن ابان کی جعفریہ میں آمد:

وہاں ایک گاؤں تھا جس میں تقریباً تین سو لکڑیاں تھیں جو کنویں پر گراری کے لیے لگائی جاتی ہیں۔ حسب الحکم یہ سب لکڑیاں لے لی گئیں اور ان میں سے ایک کو ایک سے جوڑ کر تختے تیار کر لیے گئے جب کام کے قابل ہو گئے تو پانی میں چھوڑ دیے۔ جنگ آور سپاہی سوار ہو کر اس قوم سے ملے جو جعفریہ کی تھی انہی لوگوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ کنویں کی لکڑیوں کے تیرنے سے پہلے علی بن ابان عبور کر کے آیا پھر لکڑیاں جمع کی گئیں پہلے زنجی پار گئے وہ نہر کے کنارے ہٹ گئے تھے پھر ان لوگوں میں تلوار چلائی مخلوق کثیر مقتول ہوئی۔ قیدی لائے گئے جو تہدید و توبیخ کر کے چھوڑ دیئے گئے۔ ایک شورہ ساز غلام کو کہ سالم الزغادی مشہور تھا۔ ان لوگوں کے پاس تھا بھیجا جو جعفریہ میں گھس گئے تھے کہ اس نے انہیں واپس کر دیا ہے منادی کرا دی کہ خبردار۔ میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو اس گاؤں سے کچھ لوٹے یا اس کے کسی آدمی کو قید کرے گا۔ جو ایسا کرے گا تو اس کے لیے دردناک سزا جائز ہو جائے گی۔

اہل جعفریہ کے حالات کی ابن ابی عون کو آگاہی:

نہر سیب کے مغربی جانب مشرقی جانب عبور کر گیا روسائے اصحاب جمع ہو گئے گاؤں سے بقدر ایک تیر پرتاب کے بڑھا تھا کہ پیچھے سے شور کی ایک آواز سنی جو وسط نہر سے آ رہی تھی پلٹ کر دیکھا کہ رمیس اور الحمیری اور ابن ابی عون کے ساتھی پاس آ گئے انھیں اہل جعفریہ کا معلوم ہو گیا زنجیوں نے اپنے آپ کو ان پر ڈال دیا۔ چار کشتیاں مع ان کے ملاحوں اور جنگ آوروں کی گرفتار کر لیں کشتیوں کو مع ان لوگوں کے جو ان میں سوار تھے نکالا۔ جنگ آوروں کو بلا کر دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ رمیس اور ابن ابی عون کے ساتھی نے اس وقت تک نہیں چھوڑا کہ انہیں سوار نہیں کر لیا۔ گاؤں والوں نے رمیس کو برانگختہ کیا۔ اس سے اور ابن ابی عون کے ساتھی سے بہت بڑے مال کی ذمہ داری لی و شورہ سازوں نے اپنے غلاموں کی واپسی پر ہر غلام پر اس سے پانچ دینار کا ذمہ لیا۔

اسیروں کا قتل:

نمیری اور حجام کے نام سے جو دو غلام مشہور تھے ان کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ النمیری تو اب تک ان کے ہاتھ میں گرفتار ہے حجام کے متعلق اس علاقے کے باشندوں نے بیان کیا کہ وہ ان کے علاقے میں چوری اور خون ریزی کیا کرتا تھا۔ اس لیے اس کی

گردن ماردی گئی اور لاش کو نہر ابوالاسد پر لٹکا دیا گیا۔

جب اس نے حال معلوم کر لیا تو سب کی گردنیں مارنے کا حکم دیا' سوائے ایک شخص کے سب کی گردنیں ماردی گئیں یہ شخص جو بچ گیا اس کا نام محمد بن حسن البغدادی تھا اس نے قسم کھائی کہ وہ مطیع ہے نہ اس پر تلوار کھینچی ہے نہ جنگ کی ہے اسے رہا کر دیا گیا۔ سر اور نیزے خچروں پر لادلیے۔ کشتیاں جلا دی گئیں اور روانہ ہو گیا نہر فرید آیا پھر ایک نہر تک پہنچا جو الحسن بن محمد القاضی کے نام سے مشہور تھی۔ اس پر ایک پل بنا تھا جو مواضع جعفریہ اور القفص کے درمیان واقع تھا۔

بنی عجل کی پیش کش و تعاون:

دیہات کے رہنے والوں میں سے بنی عجل کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اپنے آپ کو پیش کیا۔ جو پاس تھا سب اسی کی راہ میں لگا دیا۔ اس نے جزائے خیر کی دعا دی' ان کی مزاحمت کرنے کی ممانعت کر دی وہاں سے روانہ ہو کر ایک نہر پر آیا جو بغشا کے نام سے مشہور تھی' گاؤں لب نہر آباد تھا اس کے باہر ٹھہرا۔ یہ گاؤں دجیل کے سرواہ تھا اس کے پاس کرخ کے لوگ آئے سلام کیا۔ دعا دی اور اس کی خواہش کے مطابق میزبانی کی۔

ماندویہ یہودی اور صاحب الزنج:

ایک شخص خیبر کا یہودی آیا جس کا نام ماندویہ تھا اس کا ہاتھ چوما سجدہ کیا' وہ سمجھا کہ یہ بحدہ بطور شکرانہ دیدار کے ہے' یہودی سے اس نے بہت سے مسائل دریافت کیے جن کے جواب اس نے دیئے۔ اب یہ گمان ہوا کہ یہودی کو تورات میں میرا تذکرہ ملا ہے اور وہ میری موافقت میں (مسلمانوں سے لڑنا مناسب سمجھتا ہے)

جسمانی نشانی دریافت کی کہ ایسا شخص جو اللہ کے لیے مسلمانوں پر خروج کرے گا' تورات میں اس کی' جسمانی علامتیں کیا کیا مذکور ہیں' یہودی نے وہی علامتیں بتائیں جو اس خارجی کے جسم میں تھیں' خارجی نے وہ' علامتیں اپنے جسم پر دکھائیں یہودی نے پہچان لیں کہ واقع یہی علامتیں تورات میں مذکور ہیں' رات بھر دونوں یک جا رہے اور باتیں کیا کیے۔

صاحب الزنج کے ساتھیوں کی غارت گری:

جس دن اترتا تھا مع اپنے چھ ساتھیوں کے لشکر سے علیحدہ رہتا تھا اس روز اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نبیذ سے روکتا نہ تھا۔ لشکر کی حفاظت محمد بن سلم کے سپرد کرتا تھا۔

آخر شب اہل کرخ میں سے ایک شخص آیا کہ رمیس اور المفتح اور دیہات کے رہنے والے جو متصل ہیں اور عقیل اور اہل الابلہ پاس آگئے ہیں' ان کے ہمراہ الدبیلا مسلح ہے الحمیری اہل فرات کی ایک جماعت کے ہمراہ ہے۔ وہ لوگ اسی شب کو نہر میمون کے پل کی طرف گئے۔ پل کو کاٹ دیا کہ عبور کو روک دیں۔ صبح ہوئی حسب الحکم زنجیوں کو پکارا گیا وہ عبور کر کے دجیل گئے خود اس نے کرخ کے آخری حصے کی طرف رخ کیا۔ نہر میمون پر آیا تو نہر کے پل کو کٹا ہوا پایا لوگوں کو نہر کے شرقی جانب اور پل کی کشتیوں کو نہر کے اندر پایا الدبیلا کو کشتیوں میں اور دیہات والوں کو مختلف حالی کشتیوں میں اپنے ساتھیوں کو بچتے رہنے کا حکم دیا کہ آویزش کی نوبت نہ آنے پائے بچ کے گزر جائیں' خود لوٹا اور گاؤں سے سو ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھ گیا جب ان لوگوں نے کسی کو نہ دیکھا جو ان سے قتال کرے تو حال معلوم کرنے کے لیے ایک جماعت نکلی اس نے ایک جماعت کو حکم دیا تھا جو گاؤں میں آ کر اس طرح چھپ گئے تھے کہ سب سے

ان کی آمد پوشیدہ رہی تھی ان میں سے جو نکلا اس کے نکلنے کی جب آہٹ پائی تو حملہ کر دیا۔ بائیس آدمیوں کو قید کر لیا۔ بقیہ کی طرف دوڑے ایک جماعت کو نہر کے کنارے قتل کر دیا اس کے پاس سر اور قیدی لے کے پلٹے تو باہمی گفتگو کے بعد سب کی گردنیں مارنے اور دوسروں کے محفوظ رکھنے کا حکم دیا۔ نصف النہار تک مقیم رہا۔ وہ ان کی آوازیں سن رہا تھا کہ بات بن گئی۔

رمیس کا دجیل میں قیام:

ایک بدوی امان مانگتا ہوا آیا اس نے اس سے نہر کی گہرائی پوچھی تو اس نے کہا کہ میں ایک ایسی جگہ جانتا ہوں جو پایاب ہے۔ قوم اپنی پوری جماعت کے ساتھ اس سے قتال کی تیاری کر رہی ہے۔ وہ اس شخص کے ساتھ چل کے ایک مقام پر آیا جو المحمد یہ سے بقدر ایک میل کے تھا وہ اپنے آگے نہر میں گھسا' لوگ اس کے پیچھے گھسے' اسے اس کے ناصح نے جو الرملی مشہور تھا اٹھا لیا اور چوپایوں کے ذریعے سے عبور کر گیا' جب نہر کی شرقی جانب پہنچا' تو دوبارہ نہر میمون کی طرف پلٹ کر مسجد میں اتر گیا سر لٹکا دیئے گئے' اس روز وہاں مقیم رہا رئیس کا پورا لشکر دجیل کے وسط میں اتر گیا انھوں نے اس موضع میں قیام کیا جو نہر بردالخیار کے مقابلے میں اقشی کے نام سے مشہور تھا کسی کو خبر رسانی کے لیے بھیجا جس نے وہاں قیام کرنے کی خبر دی اس نے اسی وقت ایک ہزار آدمی روانہ کیے جو اس مقام کی شورزمین پر کہ اس نہر کے دہانے پر تھی ٹھہر گئے۔

علوی بصری کا رمیس کے نام پیغام:

ان سے یہ کہا کہ اس سے علوی نے کہا کہ اگر وہ لوگ تمہارے پاس مغرب کی جانب سے آئیں تو ورنہ مجھے اطلاع دو عقیل کو ایک خط لکھا جس میں یاد دلایا تھا کہ اس نے باشندگان الابلہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس سے بیعت کی ہے رمیس کو لکھا جس میں اسے اپنے متعلق السیب کا اس امر کا حلف یاد دلایا کہ وہ اس سے قتال نہ کرے گا۔ اور سلطنت کی خبروں سے آگاہ کرتا رہے گا۔ یہ دونوں خط کسی کاشتکار کے ساتھ اسے یہ حلف دینے کے بعد کہ وہ ان کے پاس پہنچا دے گا ان دونوں کو بھیج دیئے اور خود نہر میمون سے اس شورزمین کے ارادے سے روانہ ہو گیا جہاں اس نے اپنا مخبر تیار کیا تھا۔

قادسیہ و شیفیا کی تاراجی:

قادسیہ اور شیفیا پہنچا تو وہاں ایک شور کی آواز سنی اور تیر باری دیکھی وہ جب روانہ ہوتا تھا تو گاؤں سے بچتا تھا اور ان میں داخل نہیں ہوتا تھا اس نے محمد بن سلم کو حکم دیا کہ ایک جماعت کے ساتھ شیفیا جائے اور وہاں کے باشندوں سے سوال کرے کہ وہ اس کے ساتھیوں میں سے اس شخص کے قاتل کو سپرد کریں جو گزرنے کے وقت ان کے ساتھ تھا۔ ابن سلم نے واپس آ کر اطلاع دی کہ گاؤں والوں کا ایسا گمان ہے کہ بنی ہاشم اس شخص کے محافظ و نگراں ہیں اس لیے ہم اس پر قابو نہیں رکھتے۔ علوی نے غلاموں کو آواز دی اور انہیں دونوں گاؤں لوٹ لینے کا حکم دیا۔

علوی نے غلاموں کو آواز دی کہ دونوں گاؤں لوٹ لیے جائیں۔ اس حکم کے مطابق دونوں گاؤں سے بکثرت سامان اسباب دینار درہم جواہر زیور اور سونے چاندی کے برتن لٹ گئے۔ اہل قریہ کے غلام اور عورتیں گرفتار کر لیں گئیں۔ اس سے پہلے کبھی ایسی کارروائی نہیں کی تھی۔ لوگ ایک مکان پر کھڑے ہو گئے جس میں شورے والوں کے چودہ غلام تھے جن پر دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ انھیں گرفتار کر لیا۔ ہاشمیوں کے آزاد کردہ غلام کو لائے جو اس کے ساتھی کا قاتل تھا۔ محمد بن سلم کے حکم سے اس کی گردن ماری گئی۔

شراب نوشی کی ممانعت:

گاؤں سے عصر کے وقت نکلا اور اس شور زمین میں اترا جو بردالخیار کے نام سے مشہور ہے۔ مغرب کا وقت ہوا تو اس کے پاس چھ ساتھیوں میں سے کوئی آیا اور یہ اطلاع دی کہ اس کے ساتھی ان شرابوں اور نبیذوں کے پینے میں مشغول ہو گئے ہیں جو انھوں نے قادسیہ میں پائی ہیں۔ وہ محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد کے ہمراہ ان کے پاس گیا اور انھیں آگاہ کیا کہ یہ انھیں جائز نہیں۔ اس دن اس نے نبیذ کو حرام کر دیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ ان لشکروں سے ملو گے جن سے قتال کرو گے لہٰذا نبیذ کا پینا اور اس کا شغل ترک کرو۔ انھوں نے اس کی یہ بات مان لی۔

علی بن ابان اور رمیس کی جنگ:

صبح ہوئی تو ایک حبشی غلام آیا جس کا نام قاقویہ تھا اس نے یہ خبر دی کہ رمیس کے ساتھ دجیل کے شرقی جانب پہنچ گئے ہیں اور دریا کے کنارے کی طرف نکلے ہیں۔ اس نے علی بن ابان کو بلا کر حکم دیا کہ زنجیوں کو لے جائے اور ان لوگوں سے جنگ کرے۔ مشرق کو بلا کر اس سے اصطرلاب لیا' آفتاب کا اندازہ کیا۔ اور وقت پر نظر کی اس کے بعد اس نہر کے پل پر گزرا جو بردالخیار کے نام سے مشہور ہے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ نہر کے شرقی جانب پہنچے تو لوگ علی بن ابان سے مل گئے' رمیس اور عقیل کے ساتھیوں کو انہوں نے دریا کے کنارے اور الدبیلا میں اس طرح کشتیوں میں سوار پایا کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے انہوں نے ان پر حملہ کر کے مقتل عظیم برپا کر دیا' دجیل کی غربی جانب سے ایک آندھی آئی جس نے کشتیوں کو اٹھا کر کنارے کے قریب کر دیا زنجی دوڑے کشتیوں میں جسے پایا قتل کر دیا۔ رمیس اور اس کے ساتھی نہر الدیر کی جانب بھاگے جو قشی کے راستے میں تھی' اپنی کشتیوں کو اس طرح بے حرکت چھوڑ دیا کہ وہ گمان ہو کہ وہ مقیم ہے' عقیل اور ابن ابی عون کا ساتھی اس طرح دجلے کی جانب بھاگ رہے تھے کہ کسی طرف رخ نہ کرتے تھے۔

قاقویہ کی کارگذاری:

صاحب الزنج نے الدبیلا کی کشتیوں میں جو کچھ تھا اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ قاقویہ ان کے اندر اترا کہ تلاش کرے۔ الدبیلا کے ایک آدمی کو پایا جسے حیلے سے نکالنا چاہا مگر اس نے انکار کیا۔ آلہ جارحہ (سرنائے) ساتھ تھا۔ جس سے اس کی کلائی پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ ایک رگ کٹ گئی۔ دوسرا وار پاؤں پر کیا اور ایک پٹھا کاٹ دیا۔ قاقویہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سر پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ گر پڑا اس کے بال پکڑ لیے سر کاٹ لیا اور صاحب الزنج کے پاس لایا جس نے چند دینار انعام کے ساتھ یحییٰ بن محمد کو حکم دیا کہ اسے سوزنجیوں پر سردار بنا دے۔

صاحب الزنج ایک گاؤں کی طرف چلا گیا جو المہلبی کے نام سے مشہور تھا ان کے مقابل تھا زنجی جنھوں نے عقیل اور ابن ابی عون کے نائب کا تعاقب کیا تھا واپس آ گئے۔

ملاحوں کی گرفتاری:

اس نے ایک کشتی کو گرفتار کیا جس میں دو ملاح تھے۔ حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کا تعاقب کیا تو انہوں نے اپنے آپ کو کنارے کی طرف ڈال دیا اور اس کشتی کو چھوڑ دیا تو ہم اسے لے آئے۔ اس نے ان دونوں ملاحوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ عقیل نے ان دونوں کو زبردستی اپنی فرماں برداری پر مجبور کیا اور اطاعت کے یرغمال کے طور پر ان کی عورتوں کو قید

کرلیا۔تمام ملاحوں کے ساتھ جواس کے مطیع بنے تھے یہی روش رکھی۔

رمیس کی کشتیوں کی تباہی:

اس نے دونوں سے اہل الدبیلا کے آنے کا سبب دریافت کیا انہوں' نے کہا کہ عقیل نے ان سے مال کا وعدہ کیا تو وہ اس کے ساتھ ہو گئے ان کشتیوں کے متعلق دریافت کیا جواقشی میں کھڑی تھیں۔انہوں نے کہا کہ یہ رمیس کی کشتیاں ہیں اور وہ انہیں چھوڑ گیا ہے اور دن چڑھتے ہی بھاگ گیا ہے۔

المہلبیہ کی تاراجی:

یہ سن کے وہ لوٹا ان کشتیوں کے مقابل ہوا تو زنجیوں کو حکم دیا وہ پانی میں اتر گئے اور پاس لے آئے جو کچھ اس میں تھا ان سے لٹوالیا اور کشتیاں جلادی گئیں المہلبیہ گاؤں میں گیا جس کا نام تغفت تھا اس کے قریب اتر گیا اور اس کے لوٹ لینے اور جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ لوٹ لیا اور جلا دیا گیا۔نہر المادیان پر روانہ ہوا وہاں اسے نخلستان ملے جنھیں جلا دینے کا حکم دیا۔

اس علاقے میں صاحب الزنج اور اس کے ساتھیوں کے فساد کے متعلق اور امور بھی تھے جن کا ذکر ہم نے ترک کر دیا کیونکہ وہ بڑے نہ تھے' اگر چہ اس کے تمام امور بڑے ہی تھے۔

زنجیوں کا ابو ہلال پر حملہ:

بڑی جنگوں میں سے وہ جنگ تھی جو بازار الریان میں ترکوں میں سے اس شخص کے ساتھ ہوئی جس کی کنیت ابو ہلال تھی اس کے سرداروں میں سے ایک سردار سے جو ریحان کہلاتا تھا۔مذکور ہے کہ یہ ترک اس بازار میں ان لوگوں کے پاس اس طرح پہنچا کہ اس کے ہمراہ تقریباً چار ہزار آدمی یا اس سے زائد تھے۔مقدمے میں جو جماعت تھی جن کے پاس جھنڈے اور طبل تھے۔زنجیوں نے ان پر ایک بہادرانہ حملہ کیا' کسی نے جھنڈے والے کو گرا دیا اور ان دولکڑیوں سے اسے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھیں' اسے پچھاڑ دیا اور وہ جماعت بھاگی۔زنجی ٹوٹ پڑے' ابو ہلال کے ساتھیوں میں سے تقریباً پندرہ سو آدمی قتل کر دیئے۔بعض نے ابو ہلال کا تعاقب کیا مگر اسے پا نہ سکا کیونکہ وہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تھا۔ان کے اور شکست پانے والوں کے درمیان تاریکی شب حائل ہوگئی صبح ہوئی تو اس نے تمام قیدیوں کو قتل کر دیا۔اس جنگ کے بعد افواج خلافت کے ساتھ اس کی دوسری لڑائیاں بھی ہوئیں سب میں اسی کی فتح رہی۔

قاصد سیران بن عفواللہ کی گرفتاری:

اس معاملے کی ابتدا جیسا کہ صاحب الزنج کے ایک قائد ریحان کی زبانی مذکور ہے یہ ہے کہ اس سال کی جس کا ہم نے ذکر کیا کسی رات کو ان دروازوں میں جو عمرو بن مسعدہ کے نام سے منسوب تھے کتے کی آواز آئی۔دریافت کا حکم دیا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ایک شخص پھر پھرا کر آیا اور بتایا کہ مجھے تو کچھ نظر نہ آیا۔کتے کی آواز پھر آئی۔ریحان کا بیان ہے کہ اب اس نے مجھے بلایا کہ اس بھونکنے والے کتے کے مقام پر تو جا۔وہ ضرور کسی آدمی کو دیکھ کر بھونکتا ہے میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ پل پر ہے اور میں نے کچھ نہ دیکھا۔میں بلند ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص وہاں کی سیڑھیوں میں بیٹھا ہے' میں نے اس سے بات کی جب اس نے مجھے" سنا کہ میں عربی بولتا ہوں تو کہا کہ میں سیران بن عفواللہ ہوں' تمہارے سردار کے پاس اس کی بصرے کی جماعت کے خطوط لایا ہوں۔

یہ سیران ان لوگوں میں سے تھا۔جنھوں نے بصرے کے زمانہ قیام میں صاحب الزنج کی صحبت اٹھائی تھی۔

قاصد کا غنیم کی جنگی تیاریوں کا انکشاف:

میں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے پاس لے گیا اس نے وہ خطوط پڑھے الزینبی اور ان چند شخصوں کو دریافت کیا جو اس کے ساتھ تھے۔ اس نے کہا کہ الزینبی نے تیرے لیے الخول اور المطوعہ اور البلالیہ اور السعد یہ کو تیار کیا ہے وہ لوگ مخلوق کثیر ہیں۔ اور وہ تیرے مقابلے کے لیے ان کے ساتھ بیان میں ہے۔ اس نے اس سے کہا کہ اپنی آواز آہستہ کرتا کہ غلام تیری خبر سے ڈر نہ جائیں۔

دریافت کیا کہ کون شخص اس لشکر کی سرداری کرے گا؟ اس نے جواب دیا۔ ایک شخص جو ابو منصور کے نام سے مشہور ہے نامزد کیا گیا ہے۔ اور وہ ہاشمیوں کا آزاد کردہ غلام ہے۔ پوچھا: کیا تو نے ان کی جماعت دیکھی ہے اس نے کہا ہاں اور ان لوگوں نے ان کے باندھنے کے لیے جن پر وہ فتح پائیں گے رسیاں تیار کی ہیں۔ پھر اس نے اس مقام پر واپس جانے کو کہا۔

صاحب الزنج کی روانگی:

سیران علی بن ابان اور محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد کے پاس واپس آیا ان سے باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ صبح نمودار ہوگئی۔ اس کے بعد صاحب الزنج روانہ ہوا یہاں تک کہ اس نے ان لوگوں کو معلوم کر لیا۔ جب وہ ترسے کے پچھے حصے اور برسونا اور بیان کی سندادان تک پہنچا تو ایک جماعت اس کے سامنے آگئی جو اس سے قتال کا ارادہ رکھتی تھی اس نے علی بن ابان کو حکم دیا وہ ان کے پاس آیا اور انھیں شکست دی ان کے ہمراہ سوزنجی تھے ان سب کو گرفتار کر لیا۔

ریحان نے بیان کیا کہ میں نے خود سنا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ جو کچھ تم لوگ دیکھتے ہو یہ تم لوگوں کے معاملے کے مکمل ہونے کی علامات میں سے ہے کہ وہ لوگ اپنے غلاموں کو لاتے ہیں اور تمھارے سپرد کر جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ تمھاری تعداد کو بڑھاتا ہے اس کے بعد وہ روانہ ہو کر بیان تک پہنچ گیا' مجھے اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو الجراس قافلے اور لشکر کی تلاش میں روانہ کیا جو بیان کی غربی جانب النخل کے کنارے تھا ہم لوگ روانہ ہوگئے وہاں انیس سو کشتیاں پائیں اور ان کے ساتھ مجاہدین کی ایک جماعت کو جنھوں نے کشتیوں کو روک لیا ہے جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو کشتیوں کو چھوڑ دیا اور سلبان عرایا کو عبور کر کے جوبک کی طرف چلے گئے۔ ہم نے کشتیوں کو چلایا اور اس کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے فرش کرنے کا حکم دیا جو اس کے لیے ایک بلند جگہ پر بچھا دیا گیا اور وہ بیٹھ گیا۔

حجاج کی گرفتاری:

کشتیوں میں ایک جماعت حجاج کی تھی جو بصرے کے راستے پر جانا چاہتے تھے وہ بقیہ دن سے غروب آفتاب تک ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ لوگ اس کی ہر بات میں تصدیق کرتے رہے۔ اور یہ کہنے لگے کہ اگر ہمارے پاس زائد نفقہ ہوتا تو ہم لوگ ضرور تیرے ساتھ قیام کرتے اس نے انھیں ان کی کشتیوں میں واپس کر دیا' جب صبح ہوئی تو انھیں کشتیوں سے نکالا اور قسم دی کہ کسی کو اس کے ہمراہیوں کی تعداد نہ بتائیں گے اور اس کی حالت کو ان لوگوں سے کم کر کے بتائیں گے جو ان سے اس کے بارے میں دریافت کرے گا۔

حجاج کی رہائی:

ان لوگوں نے اپنے ساتھ کا ایک فرش اس کے روبرو پیش کیا' چنانچہ اس نے اسے اپنے ساتھ کے فرش سے بدل دیا اور انھیں

اس امر پر قسم دی کہ ان کے ہمراہ کوئی سرکاری مال نہیں ہے اور نہ تجارت کا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ شاہی ملازمین میں سے ایک آدمی ہے اس نے اس کے حاضر کرنے کا حکم دیا' وہ حاضر کیا گیا اس نے قسم کھائی کہ وہ شاہی ملازمین میں سے نہیں ہے' وہ ایک ایسا شخص ہے' جس کے ساتھ جوتے ہیں کہ اس نے انھیں بصرہ لے جانے کا ارادہ کیا ہے وہ کشتی والا بلایا گیا جس کشتی میں یہ شخص پایا گیا تھا اس نے اس کے لیے قسم کھائی کہ وہ بے شک (جوتے) کا تاجر ہے اس لیے اس نے اسے سوار کرلیا ہے۔ اس نے اسے چھوڑ دیا اور حجاج کو بھی رہا کردیا وہ سب چلے گئے۔

حسین الصید نانی سے جواب طلبی:

باشندگان سلیمانان بیان کے راستے پر اس علوی کے روبرو نہر کی شرقی جانب چل رہے تھے۔ اس کے ساتھیوں نے ان سے بات کی انھی میں حسین الصید نانی بھی تھا۔ جو بصرے میں اس کے ساتھ رہا تھا' وہ ان چار اشخاص میں سے ایک تھا' جو مسجد عیاد میں ظاہر ہوئے تھے۔ وہ شخص اس دن اس سے مل گیا۔ اس نے تعجب سے پوچھا کہ اس وقت تک تو نے کیوں دیر کی؟ صید نانی نے معذرت کی کہ میں پوشیدہ تھا' جب یہ لشکر نکلا تو اسی کے غول میں داخل ہوگیا۔

صاحب الزنج اور صید نانی کی گفتگو:

کہا! مجھے اس لشکر کا حال بتا کہ کون لوگ ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں؟ اس نے کہا کہ میرے سامنے غلاموں میں سے بارہ سو مجاہد نکلے اور زنیبی کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار اور بلالیہ اور سعد یہ میں سے تقریباً دو ہزار اور سواروں میں سے دو سوار جب یہ لوگ الابلہ پہنچے تو ان کے اور وہاں کے باشندوں کے درمیان اختلاف ہوگیا' ایک نے دوسرے پر لعنت کی' غلاموں نے محمد ابی عون کو گالیاں دیں' میں نے عثمان کے کنارے پر انھیں پیچھے چھوڑا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ کل صبح کو تیرے پاس پہنچیں گے۔

کہا۔ جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ان کا کیا کرنے کا ارادہ ہے' اس نے کہا: ان کا ارادہ سندادان بیان سے سواروں کو داخل کرنے کا ہے' ان کے پیادے نہر کے دونوں کناروں سے تیرے پاس آئیں گے۔

فتح حجام کی پیش قدمی:

جب صبح ہوئی تو اس نے مخبر روانہ کیا کہ حال معلوم کرے' وہ مخبر بوڑھا' کمزور اور معذور منتخب کیا کہ اس سے مزاحمت نہ کی جائے' مخبر اس کے پاس واپس نہ آیا' پھر جب اس نے دیر کی تو فتح حجام کو تین سو آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور یحییٰ بن محمد کو سندادان بھیج کر حکم دیا کہ وہ بیان کے بازار میں نکلے' فتح اس کے پاس آیا اور خبر دی کہ قوم بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس کی طرف آرہی ہے' انھوں نے نہر کے دونوں جانب کا راستہ اختیار کیا ہے' اس نے سیلاب کو پوچھا تو کہا گیا کہ اب تک نہیں آیا' پھر کہا کہ ان کے سوار اب تک داخل نہیں ہوئے۔

فتح حجام کا قتل:

محمد بن سلم اور علی بن ابان کو اس نے حکم دیا کہ وہ دونوں ان لوگوں کے لیے کھجور کے باغ میں بیٹھیں اور وہ خود ایک پہاڑ پر بیٹھ گیا' کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ جھنڈے اور آدمی نظر آئے' لوگ اس زمین تک آگئے جو ابو العلاء البلخی کے نام سے مشہور ہے جو دبیران کا کنارہ ہے' اس نے زنجیوں کو حکم دیا' انھوں نے تکبیر کہی پھر ان پر حملہ کردیا' وہ دبیران میں ان کے پاس پہنچ گئے' اس کے بعد غلاموں

نے حملہ کیا جن کے آگے ابوالعباس بن ایمن عرف ابوالکباش اور بشیر قیسی تھے' پھر زنجی واپس ہو کر اس پہاڑ پر پہنچ گئے' پلٹ پڑے اور سامنے جم گئے۔ ابوالکباش نے فتح حجام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا' اور ایک غلام کو پا گیا جس کا نام دینار تھا اسے بھی چند ضربیں ماریں' زنجیوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ بیان کے کنارے ان کے پاس پہنچ گئے' انھیں تلواروں پر لے لیا۔

بشیر قیسی اور ابوالکباش کا قتل:

ریحان نے کہا کہ میں محمد بن سلم کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس نے ابولکباش کو مارا' اس نے اپنے آپ کو زمین میں ڈال دیا' ایک زنجی اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کا سر کاٹ لیا' لیکن علی بن ابان ابوالکباش اور بشیر قیسی کے قتل کا دعویٰ کرتا تھا کہ سب سے پہلے جس نے میرا مقابلہ کیا وہ بشیر قیسی تھا۔ اس نے مجھے مارا اور میں نے اسے مارا' مگر اس کی ضرب میری ڈھال پر پڑی اور میری ضرب اس کے سینے اور پیٹ میں پڑی۔ میں نے اس کے سینے کی پسلیوں کو نچ دیا اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا' وہ گر پڑا میں نے اس کا سر کاٹ لیا' ابوالکباش نے میرا مقابلہ کیا' ہم میں آویزش ہو رہی تھی کہ ایک زنجی پیچھے سے اس کے پاس آیا' اس نے اپنے ہاتھ کی لاٹھی سے اس کی دونوں پنڈلیوں پر ایسا مارا کہ دونوں ٹوٹ گئیں' وہ گر پڑا' میں اس کے پاس آیا' کوئی روک نہ تھی' میں نے اسے قتل کر کے سر کاٹ لیا اور دونوں سروں کو صاحب الزنج کے پاس لایا' محمد بن الحسن بن سہل نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج سے سنا کہ اس کے پاس علی ابوالکباش اور بشیر قیسی کے سر لایا' میں ان دونوں کو پہچانتا نہیں تھا' یہ دونوں آگے آگے تھے میں نے ان کو قتل کر دیا' یہ حالت دیکھی تو سب ہمراہی بھاگ گئے۔

ریحان سے مذکور ہے کہ لوگ بھاگے اور ہر طرف جانے لگے اور زنجیوں نے نہر بیان تک ان کا تعاقب کیا' نہر کا پانی اتر گیا تھا' جب وہاں پہنچے تو کیچڑ میں دھنس گئے جس کے باعث ان میں سے اکثر قتل ہوئے۔ زنجی اپنے ساتھی دینار کے پاس سے گزرنے لگے جسے ابوالکباش نے مارا تھا اور وہ زخمی پڑا ہوا تھا' وہ لوگ اسے غلاموں میں سے سمجھتے تھے اور اسے ہنسلیوں سے مار رہے تھے' یہاں تک کہ وہ ادھ موا ہو گیا' ایک شخص اس کے پاس سے گزرا جو اسے پہچانتا تھا' وہ اسے صاحب الزنج کے پاس اٹھا لے گیا جس نے اس کے زخموں کے علاج کا حکم دیا۔

حسین الصید نانی کا قتل:

ریحان کا بیان ہے کہ وہ قوم نہر بیان کے دہانے پر پہنچی' جسے ڈوبنا تھا وہ ڈوب گیا وہ کشتیاں پکڑ لی گئیں جن میں گھوڑے تھے' کہ یکایک ایک شخص کشتی سے اشارہ کرتا ہوا نظر آیا' ہم لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ نہر شریکان کے اندر جاؤ۔ کیونکہ وہاں ان کا پوشیدہ لشکر ہے' یحییٰ بن محمد اور علی بن ابان داخل ہوئے' یحییٰ نے نہر کا غربی کنارہ اختیار کیا اور علی بن ابان اس کے شرقی کنارے سے روانہ ہوا' کیا دیکھا کہ قریب ایک ہزار کے مغربی لشکر پوشیدہ ہے اور ان کے ساتھ حسین الصید نانی قید ہے' جب ان لوگوں نے ہمیں دیکھا تو حسین پر حملہ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

جنگ نہر بیان:

پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نیزے دراز کر دیئے' ظہر تک قتال کرتے رہے پھر زنجی ان پر ٹوٹ پڑے' سب کو قتل کر دیا ان کے ہتھیار جمع کر لیے اور اپنے لشکر واپس آ گئے' اپنے سردار کو بیان کے کنارے بیٹھا پایا' اور اس کے پاس کچھ اوپر تیس جھنڈے

لائے گئے تھے اور تقریباً ایک ہزار سر جن میں بہادر غلاموں کے اور بڑے بڑے شجاعوں کے سر بھی تھے' کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ اس کے پاس اس دن کے بہادر کو لائے میں نے اسے نہیں پہچانا' پھر یحییٰ آیا کہ وہ بہادر اس کے سامنے تھا' اس نے اسے پہچان کے مجھ سے کہا کہ یہ غلاموں کا بہادر ہے' کیوں تو نے اسے باقی رکھا ہے' آخر اس کی گردن ماردی گئی۔

ابن ابی عون کا پیغام:

صاحب الزنج نے اس دن اور اس رات قیام کیا' جب صبح ہوئی تو اس نے مخبر کو دجلے کے کنارے روانہ کیا جس نے آ کے خبر دی کہ دجلے میں دو کشتیاں ہیں جو جزیرے سے ملی ہوئی ہیں' جزیرہ اس وقت قندل کے دھانے پر تھا' اس نے مخبر کو عصر کے بعد واپس کیا تا کہ حال معلوم کرے جب مغرب کا وقت ہوا تو اس کے پاس ابوالعباس آیا جو اس کے بیٹے کا بڑا ماموں تھا' ہمراہ لشکر کا ایک آدمی تھا جس کا نام عمران تھا اور وہ اسی ابوالعباس کی ماں کا شوہر تھا' اس کے ساتھیوں نے ان دونوں کے لیے صف باندھ لی اور دونوں کو بلایا' عمران نے اسے ابن ابی عون کا پیغام پہنچا دیا اور درخواست کی کہ وہ بیان کو عبور کر جائے تا کہ اس کے علاقے سے جدا ہو جائے' اسے یہ بتایا کہ اس نے اس کے راستے سے تکلیف دور کر دی ہے' ان کشتیوں کے پکڑنے کا حکم دیا جو جبی سے بیان کو گزرتی ہیں' اس کے ساتھی الجبر گئے۔

ابودلف کی کارگزاری:

سلیمان میں دو سو کشتیاں پائیں جن میں چند پیانہ آٹا تھا سب کشتیاں پکڑ لیں گئیں' ان میں کپڑے پائے گئے' دس زنجی بھی تھے' اس نے لوگوں کو کشتیوں میں ہونے کا حکم دیا' مغرب کے وقت جب مد (پانی کا چڑھاؤ) آیا تو اس نے عبور کیا' ساتھیوں نے دہانہ قندل کے مقابل عبور کیا' ہوا تیز ہوگئی' ابودلف چھوٹ گیا' اس کے ساتھ وہ کشتیاں تھیں جن میں آٹا تھا' جب صبح ہوئی تو ابودلف اس کے پاس پہنچا' اور بتایا کہ ہوا اسے عمران کے خاروں کی طرف لے گئی تھی' گاؤں والے مع ہمراہیوں کے گرفتار کرنا چاہتے تھے مگر دفع ہوگئے' پچاس زنجی آ گئے' پاس پہنچنے پر دہ دوزانو ہو کے قندل میں داخل ہوا' پھر معلی میں ایوب کے گاؤں میں اتر گیا' ساتھی دبا تک پھیل گئے' وہاں انھوں نے تین سو زنجی پائے جن کو پکڑ لائے' انھوں نے معلی بن ایوب کے وکیل کو بھی پایا' وکیل سے مال طلب کیا تو اس نے کہا کہ میں برستان تک عبور کروں تو تیرے پاس مال لاؤں اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ چلا گیا' پھر واپس نہیں آیا' دیر ہوئی تو حسب الحکم وہ گاؤں لوٹ لیا گیا۔

صاحب الزنج کی منذران میں غارت گری:

ریحان سے مذکور ہے کہ میں نے صاحب الزنج کو دیکھا کہ وہ ہمارے ساتھ اس دن لوٹ رہا تھا میرا ہاتھ اور اس کا ہاتھ ایک سیے ہوئے اونی جبے پر پڑ گیا تھا' اس کا کچھ حصہ اس کے ہاتھ میں چلا گیا اور کچھ میرے ہاتھ میں' وہ مجھے کھینچنے لگا' یہاں تک کہ میں نے اسے اس کے لیے چھوڑ دیا' اس کے بعد وہ روانہ ہو کے نہر کی غربی جانب قندل کے کنارے زینبی کے اسلحہ خانے تک پہنچ گیا' وہ جماعت اس کے مقابلے پر جم گئی جو اس اسلحہ خانے میں تھی' وہ لوگ سمجھتے تھے کہ مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں مگر عاجز آ گئے' دو سو کے قریب تھے' سب کے سب مار ڈالے گئے' وہ رات کو محل میں سویا صبح کو مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت قندل کی زمین شور کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے نہر کے دونوں کنارے اختیار کر لیے' منذران پہنچے تو گاؤں میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا' یہاں زنجیوں کی ایک جماعت پائی' وہ انھیں اس کے پاس لے آئے' اس نے سب کو اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا۔

محمد بن المریدی اور صاحب الزنج کی گفتگو:

قندل کے پچھلے حصے میں گیا اور کشتیوں کو اس نہر میں ڈالا جو الحسنی کے نام سے مشہور ہے اور نہر صالحی سے مل جاتی ہے۔ کسی ساتھی سے مذکور ہے کہ اسی جگہ لوگ سردار بنائے گئے تھے اس سے اس نے انکار کیا کہ اس سے قبل سردار بنائے گئے ہوں' اس کے ساتھی نہروں میں منتشر ہو گئے' دبا کے چورا ہے پر پہنچے تو ایک شخص کو پایا' جو ساحل بصرہ کے کھجور والوں میں سے تھا۔ محمد بن جعفر المریدی نام تھا' وہ اسے اس کے پاس لے آئے' اس نے اسے سلام کیا اور اسے پہچان لیا۔ بلالیہ کو پوچھا اس نے کہا کہ میں انھیں کا پیام لے کر تیرے پاس آیا ہوں کہ زنجی مل گئے اور وہ مجھے تیرے پاس لے آئے' وہ لوگ تجھ سے شرائط دریافت کرتے ہیں' جب وہ شرائط تو انھیں بتادے گا تو وہ تیری بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے' اس نے اسے وہ شرائط سنا دیئے اور ان کا سرپرست بننے کی ذمہ داری کر لی' اس کے بعد اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ ایک شخص کو روانہ کیا' وہ وہاں سے واپس آ گیا تھا' چار دن تک اس کے انتظار میں ٹھہرا رہا مگر وہ نہیں آیا' پانچویں دن روانہ ہوا' اس نے وہ کشتیاں چھوڑ دی تھیں جو اس کے ساتھ نہر میں تھیں' خشکی کے راستے کو اختیار کیا جو نہر داوردانی اور نہر حسنی اور نہر صالحی کے درمیان تھا۔

عنترہ اور محمد بن سلم کی گفتگو:

ایک لشکر کو نہر امیر کی جانب سے سامنے آتے دیکھا جس میں تقریباً چھ سو سوار تھے' اس کے ساتھی تیزی سے نہر داوردانی کی طرف چلے گئے' لشکر غربی جانب تھا' ان سے ان لوگوں نے طویل گفتگو کی' معلوم ہوا وہ اعراب کی ایک جماعت تھی جس میں عنترہ بن جنا و ثمال بھی تھا' اس نے محمد بن سلم کو ان کے پاس بھیجا' جس نے ثمال اور عنترہ سے گفتگو کی' ان دونوں نے صاحب الزنج کو دریافت کیا تو اس نے کہا وہ کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا ہم ان سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

وہ ان کے پاس آیا اور اسے ان دونوں کی گفتگو کی اطلاع دے کے کہا کہ اگر تو ان دونوں سے گفتگو کر لے تو مناسب ہے۔

اس نے اسے جھڑک دیا کہ یہ مکاری ہے' زنجیوں کو قتال کا حکم دیا' انھوں نے نہر کو عبور کیا تو اس لشکر نے رخ پھیر لیا اور سیاہ جھنڈا بلند کیا اور سلیمان برادر زینبی ان کے ساتھ تھا صاحب الزنج کے ساتھی لوٹ آئے اور وہ جماعت بھی واپس ہوگئی اس نے محمد بن سلم سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا نہیں تھا کہ ان لوگوں کا ارادہ صرف ہمیں دھوکا دینا ہے۔

شورہ ساز غلاموں کی گرفتاری:

دبا کو کوچ کیا' اس کے ساتھی نخلستان میں منتشر ہو گئے' بھیڑ اور گائے لائے اور ذبح کرنے اور کھانے لگے' اس رات کو وہیں رہا' جب صبح ہوئی تو روانہ ہو کر الارنج میں داخل ہوا جو المطہری مشہور ہے یہ وہ ارنج ہے جو نہر امیر کو جاتا ہے جو فیاض کے دونوں جانب سے اس کے مقابل ہے' وہاں انھوں نے شہاب بن علاء العنبری کو پایا' اس کے ساتھ غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی' ان لوگوں نے جنگ کی' شہاب کو مع اپنی ہمراہی جماعت کے شکست ہوئی' شہاب فیاض چلا گیا وہاں صاحب الزنج کے ساتھیوں نے چھ سو شورہ ساز غلام پائے' انھیں گرفتار کر لیا' محافظوں کو قتل کر دیا اور ان کو اس کے پاس لے آئے۔

صاحب الزنج کی ہدایات:

وہ روانہ ہو کے قصر جوہری پہنچ گیا جو زمین شور برآمکہ پر ہے' اس رات کو وہیں رہا' جب صبح ہوئی تو اس زمین شور پر پہنچا جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اس کا آخری حصہ نہر محدث تک پہنچتا ہے' وہاں ٹھہر کے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور انھیں یہ ہدایت کی کہ

جب تک میں حکم نہ دوں بصرے جانے کی جلدی نہ کریں' اس کے ساتھی لوٹنے کے لیے منتشر ہو گئے' وہ رات اس نے وہیں بسر کی۔

زنجیوں کا ہتھیاروں کا مطالبہ:

بیان کیا گیا ہے صاحب الزنج اس زمین شور سے جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اس کا آخری حصہ نہر محدث تک پہنچتا ہے' اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرنے کے بعد بصرے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جب نہر ریاح کے سامنے آیا تو اس کے پاس زنجیوں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے اسے بتایا کہ نہر ریاح میں تلوار دیکھی ہے' ہنوز تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ لوگ ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے' پھر اس نے علی بن ابان کو وہاں جانے کا حکم دیا' وہ جماعت نہر دینار کے شرقی جانب تھی' اس نے تقریباً تین ہزار جماعت کے ساتھ عبور کیا صاحب الزنج نے ساتھیوں کو اپنے پاس جمع کیا اور علی سے کہا کہ اگر تجھے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہو تو مجھ سے مدد مانگنا' وہ جب روانہ ہوا تو اس حرکت کی وجہ سے جو زنجیوں نے اس سمت کے خلاف سے دیکھی' جدھر علی روانہ ہوا تھا' چلائے کہ ''ہتھیار ہتھیار'' واقعہ دریافت کیا تو خبر دی گئی کہ اس کے پاس ایک جماعت اس گاؤں کی طرف سے آئی ہے جو نہر حرب جعفریہ کے راستے میں ہے اس نے محمد بن سلم کو اس جانب روانہ کیا'

معرکہ نہر حرب:

ریحان سے مذکور ہے کہ میں بھی ان لوگوں سے تھا جو محمد کے ساتھ روانہ ہوئے تھے' یہ ظہر کا وقت تھا' ہم اس قوم کے پاس جعفریہ میں پہنچ گئے' ہمارے اور ان کے درمیان عصر کے آخر وقت تک جنگ جاری رہی' زنجیوں نے ان پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ انھوں نے شکست کھا کر پشت پھیر لی' لشکر اور اعراب اور بصرے کے قبیلہ بلالیہ اور سعدیہ کے پانچ سو آدمی مقتول ہوئے' فتح غلام ابی شیث بھی اس دن ان کے ساتھ تھا' وہ بھی پشت پھیر کر بھاگا' فیروز کبیر نے اس کا تعاقب کیا' جب اس نے دیکھا کہ اس کی جستجو میں کوشاں ہے تو خود جو سر پر تھا پھینک مارا' اس نے اسے اپنی ڈھال کھینچ ماری' اس نے لوہے کی زرہ کھینچ ماری جو اس کے جسم پر تھی اور نہر حرب میں اس کے پاس پہنچ گیا' فتح نے اپنے آپ کو اس نہر میں ڈال دیا' پھر بھاگ گیا' فیروز واپس آیا' اس کے پاس وہ سب ہتھیار تھے' جو فتح نے ڈال دیئے تھے' یہ سب صاحب الزنج کے پاس لے آیا۔

شبل کا بیان ہے کہ ہم نے سنا اسی دن فتح کو نہر حرب پر فتح ہوئی تھی' میں نے یہ بات الفضل ابن عدی الدارمی سے بیان کی تو اس نے کہا کہ میں اس دن سعدیہ کے ساتھ تھا' فتح پر لوہے کی زرہ نہ تھی' صرف زرد رنگ کی ایک ریشمی صدری تھی' اس نے اس دن اتنا قتال کیا کہ کوئی شخص اس سے قتال کرنے والا نہ رہا نہر حرب پر آیا اور اس پر سے کود کے غربی جانب پہنچ گیا' فیروز کا حال نہ معلوم ہوا۔

ابواللیث محمد بن عبداللہ کی گرفتاری:

ریحان نے کہا کہ میں فیروز سے اس کے صاحب الزنج کے پاس پہنچنے سے پہلے ملا تو اس نے مجھ سے اپنا اور فتح کا قصہ بیان کیا اور مجھے ہتھیار دکھائے' لوگ چھینے ہوئے مال لینے کو بڑھے' میں نے نہر دینار کا راستہ اختیار کیا' ایک شخص ایک کھجور کے درخت کے نیچے ملا جو ریشمی ٹوپی' سرخ موزے اور عبا پہنے تھا' میں نے اسے گرفتار کر لیا' اس نے مجھے اپنے پاس کے خطوط دکھائے' کہ یہ اہل بصرہ کے خطوط ہیں' میں نے عمامہ اس کی گردن میں ڈال دیا اور کھینچ لایا' اسے اس کا حال بتا دیا' نام پوچھا تو کہا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں' میری کنیت ابواللیث ہے' اصبہان کا باشندہ ہوں' تیرے پاس میں محض تیری صحبت کی رغبت سے آیا ہوں' اس نے اسے قبول کر لیا۔

ابواللیث القواریری وعبدان کا قتل:

کچھ دیر ہوئی تھی کہ تکبیر سنی یکا یک علی بن ابان پاس آیا' اس کے ساتھ ابواللیث القواریری کا سر تھا' بیان کیا کہ قواریری جماعت بلالیہ کے ناموروں میں تھا' وصیف زہری اس کا قاتل ہے' اس کے ساتھ العبدان الکلبسی کا سر تھا' جماعت بلالیہ کے سرداروں میں اس کی شہرت تھی' واقعہ دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جن لوگوں سے اس نے قتال کیا ان میں ابواللیث اور عبدان سے زیادہ کوئی جنگ جو نہ تھا' اس نے ان لوگوں کو شکست دے کر ایک گزرنے والی نہر میں ڈال دیا' ساتھ جو کشتیاں تھیں انھیں غرق کر دیا۔

محمد الارزق القواریری کی گرفتاری ورہائی:

محمد بن سلم آیا جس کے ساتھ بلالیہ کا ایک قیدی تھا' جسے شبل نے قید کیا تھا' اس کا نام محمد الارزق القواریری تھا' اس کے ساتھ بہت سے سر تھے۔ قیدی کو بلا کر دونوں لشکر والوں کو پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ جو لوگ نہر ریاح میں تھے' ان کا سردار ابو منصور زینبی تھا اور جو لوگ نہر حرب کے متصل تھے ان کا سردار سلیمان برادر زینبی تھا جو ان کے پیچھے صحرا کے باہر تھا۔

تعداد دریافت کی تو کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ اتنا جانتا ہوں کہ ان کی تعداد بہت تھی۔

بصرہ میں داخلے کی ممانعت:

اس نے محمد القواریری کو رہا کر کے شبل کے ساتھ شامل کر دیا' اور روانہ ہو کر سبجۂ جعفریہ پہنچ گیا' وہیں مقتولین کے درمیان اپنی رات گزاری' صبح ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو جمع کیا' انکلویہ اور زریق اور ابوالخجر نے تیزی کی اس دن ان میں سے کوئی سردار نہیں بنایا گیا تھا' سلیم اور وصیف کوفی نہر شاذانی پہنچے' ان کے پاس اہل بصرہ آئے اور ان سے بھی زیادہ ہو گئے' یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن سلم اور علی بن ابان اور مشرق غلام یحییٰ کو بہت سی مخلوق کے ساتھ روانہ کیا اور خود ان کے ساتھ چل کر آ گیا' اس کے ہمراہ کشتیاں تھیں جن میں گھوڑے لدے ہوئے تھے اور غلاموں کی عورتیں تھیں' نہر کثیر کے پل پر ٹھیر گیا۔

معرکہ نہر کثیر:

ریحان نے کہا کہ میں اس کے پاس اس طرح آیا کہ مجھے ایک پتھر مارا گیا تھا جو میری پنڈلیوں میں لگا تھا' اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اطلاع دی کہ جنگ جاری ہے' اس نے مجھے واپسی کا حکم دیا' خود بھی میرے ساتھ آیا' نہر سبابجہ پر چڑھا' مجھ سے کہا کہ تو ہمارے ساتھیوں کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ پیچھے ہٹ آئیں میں نے اس سے کہا کہ تو اس مقام سے دور ہو جا کیونکہ میں غلاموں کی طرف سے تجھ پر مطمئن نہیں ہوں' وہ کنارے ہٹ گیا اور میں چلا گیا میں نے سرداروں کو اس حکم کی خبر دی' وہ لوگ واپس ہوئے' اہل بصرہ ان پر ٹوٹ پڑے اور شکست ہو گئی' یہ عصر کے وقت ہوا' لوگ دونوں نہروں نہر کثیر و نہر شیطان میں گر پڑے وہ انھیں پکارنے اور واپس بلانے لگا مگر وہ واپس نہیں ہوتے تھے' اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت نہر کثیر میں غرق ہو گئی' ایک جماعت اسی نہر کے کنارے مقتول ہوئی اور نہر شاذانی میں غرق ہوئی' اس کے جو سردار اس روز غرق ہوئے یہ تھے' ابوالجون' مبارک البحرانی عطاء البربری' سلام اشامی۔

صاحب الزنج کی روانگی المعلّی:

غلام ابی شیث اور حارث القیسی اور سیحل اس سے مل گئے اور پل پر چڑھ گئے' وہ ان کی طرف واپس ہوا' لوگ بھاگے یہاں تک کہ زمین پر چلے گئے' وہ اس روز عبا عمامہ و جوتے اور تلوار میں تھا' ڈھال اس کے ہاتھ میں تھی' پل سے اتر گیا' بصری چڑھ کر اسے ڈھونڈ رہے تھے' واپس آیا' اس کے ہاتھ سے ایک آدمی پل کے پانچویں طارق پر مارا گیا' وہ اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا اور انھیں اپنا

ٹھکانا بتانے لگا اور اس مقام پر سوائے ابوالشوک' مصلح اور رفیق غلام یحیٰی کے اور کوئی اس کے ساتھ نہ تھا' ریحان نے کہا کہ میں بھی اس کے ساتھ تھا' وہ واپس ہوا اور المعلی پہنچ گیا' پھر نہر شیطان کی غربی جانب اتر گیا۔

صاحب الزنج کا فرار:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو بیان کرتے سنا کہ آج صبح کے ابتدائی وقت میں میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنے ساتھیوں سے گم ہو گیا تھا اور وہ مجھ سے گم ہو گئے تھے' میرے ساتھ سوائے مصلح و رفیق کے کوئی نہ رہا' میرے پاؤں میں ایک سندی جوتا تھا' سر پر ایک عمامہ تھا' جس کا ایک پیچ کھل گیا تھا' میں اسے اپنے پیچھے گھسیٹ رہا تھا' مجھے اس کے اٹھانے سے زیادہ چلنے کی عجلت تھی' میرے ساتھ میری ڈھال اور میری تلوار تھی' مصلح اور رفیق نے چلنے میں تیزی کی اور میں نے کمی کی تو وہ دونوں مجھ سے غائب ہو گئے' میں نے اپنے پیچھے بصرے کے دو آدمیوں کو اس طرح دیکھا کہ ایک کے ہاتھ میں تلوار ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں پتھر' جب ان دونوں نے مجھے دیکھا تو مجھ کو پہچان لیا' میری جستجو میں خوب کوشش کی میں ان کی طرف پلٹا تو وہ دونوں مجھ سے واپس ہو گئے' میں چلنے لگا' اس مقام تک نکل آیا جس میں میرے ساتھیوں کا مجمع تھا اور جو میرے گم ہو جانے سے پریشان تھے' جب انھوں نے مجھے دیکھا تو مطمئن ہوئے۔

صاحب الزنج کا المعلی میں قیام:

ریحان نے کہا کہ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اس مقام کی طرف واپس لے گیا جو نہر شیطان کے غربی جانب المعلی کے نام سے مشہور تھا' وہاں اتر گیا' آدمیوں کو دریافت کیا تو ان میں سے بہت سے بھاگ گئے تھے' نظر کی تو وہ اپنے تمام ساتھیوں میں سے پانچ سو مقدار میں تھا' بگل بجانے کا حکم دیا جس کی آواز سے وہ لوگ جمع ہو جاتے تھے' مگر کوئی شخص واپس نہ آیا اس نے وہ رات بسر کی' جب کچھ رات گزر گئی تو جربان آیا جو بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گیا تھا' اس کے ساتھ تیس غلام تھے اس سے دریافت کیا کہ کہاں غائب رہا' اس نے کہا کہ میں مجز بن کر کشتیوں کی طرف گیا تھا۔

ریحان کا بیان:

ریحان نے کہا کہ مجھ کو اس نے روانہ کر دیا کہ یہ معلوم کروں کہ نہر حرب کے پل پر کون ہے' میں نے وہاں کسی کو نہیں پایا' اہل بصرہ نے اسی دن وہ کشتیاں لوٹ لی تھیں جو اس کے ہمراہ تھیں' وہ گھوڑے لے لیے تھے جو وہاں تھے اس کے کچھ اسباب پر اور کچھ خطوط پر اور اطرلابوں پر جو اس کے ہمراہ تھے کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسرے دن صبح ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں کے شمار پر نظر کی' وہ ایک ہزار آدمی تھے جو رات کو اس کے پاس واپس آ گئے تھے' ریحان نے کہا کہ بھاگنے والوں میں شبل بھی تھا' ناصح الرملی شبل کے بھاگنے کا منکر تھا۔

محمد بن سلم کا قتل:

ریحان نے کہا کہ شبل دوسرے دن واپس آیا' اس کے ساتھ دس غلام تھے اس نے ملامت کی اور اسے سخت سست کہا اس غلام کو جس کا نام نادر اور کنیت ابو نعجہ تھی اور عنبر البربری کو پوچھا اس نے بتایا کہ وہ دونوں بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گئے۔ وہ اسی مقام پر ٹھیرا رہا۔ محمد بن سلم کو یہ حکم دیا کہ نہر کثیر کے پل پر جائے اور لوگوں کو نصیحت کرے کہ کس چیز نے انھیں خروج اور بغاوت پر آمادہ کیا

ہے۔ محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن محمد روانہ ہو گئے سلیمان اور یحییٰ ٹھہر گئے اور محمد بن سلم عبور کر کے بصرہ کے بیچ میں پہنچ گیا اور ان سے باتیں کرنے لگا انھوں نے اس کی پیشانی دیکھی تو اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا۔

الفضل بن عدی کی روایت:

الفضل بن عدی نے کہا کہ محمد بن سلم نے اہل بصرہ کی طرف عبور کیا کہ انھیں نصیحت کرے وہ لوگ الفضل بن میمون کی زمین میں جمع تھے وہ سب سے پہلا شخص جس نے اس کی طرف سبقت کی اور تلوار ماری وہ فتح غلام ابی شیث تھا' ابن التومنی السعدی اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا سر کاٹ لیا' سلیمان اور یحییٰ اس کے پاس واپس گئے واقعہ بتایا تو اس نے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو عبور کرنے سے روکیں' یہ واقعہ ۱۳/ ذیقعد یوم یک شنبہ ۲۵۵ھ کو ہوا۔

حماد الساجی کی روانگی نہر ام حبیب:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان کاتب نے بیان کیا کہ جب ۱۴/ ذیقعدہ دوشنبے کا دن ہوا تو اہل بصرہ جمع ہوئے ایک شلبے کو جس امر کے اظہار کا فیصلہ کیا تھا اس کے لیے اکٹھا ہو گئے' اس کام کے لیے اہل بصرہ میں سے ایک شخص قائم مقام ہو گیا جس کا نام حماد الساجی تھا' جو کشتی کے اندر سے دریا میں جنگ کرنے والوں میں سے تھا' مجاہدین (رضا کار) ونشانہ باز اور اہل مسجد جامع اور بلالیہ وسعدیہ میں سے قلیل گروہ اس کے ساتھ تھا ان کے علاوہ ہاشمیوں اور قریشیوں اور بقیہ اقسام کے اہل غور وخوض بھی تھے' تین کشتیاں تیر اندازوں سے بھر گئیں' اس مقام پر حاضر ہونے کی حرص میں کشتی میں لوگوں کا ہجوم ہونے لگا' عام طور پر لوگ پیادہ روانہ ہوئے' جن میں ایسے بھی تھے جن کے ساتھ ہتھیار تھے' اور وہ بھی تھے جو سیر کو نکلے تھے' ان کے ہمراہ کوئی ہتھیار نہ تھا' یہ تمام کشتیاں اسی روز آفتاب کے بعد مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت نہر ام حبیب میں داخل ہوئیں اور پیادہ اور تماشائی نہر کے کنارے روانہ ہوئے' اپنی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے انھوں نے نظر کے گزرنے کو روک دیا تھا' صاحب الزنج نہر شیطان میں اپنے مقام پر ٹھیرا ہوا تھا۔

زریق اور شبل کو ہدایات:

محمد بن الحسن نے کہا کہ ہمیں صاحب الزنج نے خبر دی کہ اس نے جب اس جماعت کا اپنی طرف آنا محسوس کر لیا اور اس کے مخبر بھی اس خبر کو اس کے پاس لائے تو اس نے زریق اور ابو اللیث الاصبہانی کو ایک جماعت کے ساتھ نہر کی شرقی جانب چھپا کر روانہ کیا' شبل اور حسین الحمامی کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اسی طرح غربی جانب روانہ کیا' علی بن ابان اور اس کی جماعت میں سے جو لوگ اس کے ساتھ باقی تھے انھیں اس جماعت کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھیں اور اپنی ڈھالوں میں پوشیدہ رہیں' کوئی حملہ آور ان پر حملہ نہ کرے' یہاں تک کہ وہ قوم ان کے پاس پہنچ جائے اور ان کی طرف اپنی تلواروں سے اشارہ کرے' جب وہ لوگ ایسا کریں تو ان پر حملہ کریں' دونوں پوشیدہ لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ جماعت ان دونوں سے آگے بڑھ جائے اور اپنے ساتھیوں کے ان پر حملہ کرنے کو محسوس کر لیں تو نہر کے دونوں جانب سے نکلیں اور لوگوں کو پکاریں' عورتوں کو اینٹیں جمع کرنے کا اور اس سے مردوں کی مدد کرنے کا حکم دیا۔

یوم الشذا:

محمد بن الحسن نے کہا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا۔ کہ اس روز جب وہ جماعت میرے سامنے آ گئی اور میں نے اس کا

معائنہ کرلیا تو ایک ایسا ہولناک امر دیکھا جس نے مجھے ڈرا دیا اور میرے سینے کو خوف اور بے قراری سے بھر دیا' میں نے گھبرا کر دعا مانگی' میرے ساتھیوں میں سے سوائے چند کے جن میں مصلح بھی تھا کوئی میرے ساتھ نہ تھا' ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس واقعے میں اس کے بچھڑنے کا خیال نہ کیا گیا ہو' مصلح مجھے اس جماعت کی کثرت سے تعجب میں ڈالنے لگا' میں اسے اشارہ کرنے لگا کہ وہ رکے' جماعت میرے قریب آ گئی تو میں نے کہا کہ اے اللہ یہ تنگی کا وقت ہے لہٰذا میری مدد کر' میں نے سفید پرندوں کو دیکھا کہ اس جماعت کو انھوں نے گھیر لیا کلام ختم کرنے نہ پایا تھا کہ ایک کشتی کو دیکھا کہ مع ان کے جو اس میں تھے الٹ گئی اور وہ لوگ غرق ہو گئے' کشتیاں اس کے پیچھے ہوئیں میرے ساتھیوں نے قوم پر حملہ کیا تو وہ چلانے لگے' دونوں پوشیدہ لشکر نہر کے دونوں جانب سے کشتیوں اور پیادہ لوگوں کے پیچھے نکلے اور سب کو مارنے لگے جو پیدلوں اور سیر دیکھنے والوں میں سے پشت پھیرتے
تھے' ایک گروہ غرق ہوا' ایک گروہ قتل ہوا اور ایک گروہ ساحل کی طرف نجات کی طمع میں بھاگا تو اسے تلوار نے پالیا' جو ٹھہرا وہ قتل ہو گیا اور جو پانی کی طرف لوٹا وہ ڈوب گیا' پیادہ لشکر جو نہر کے کنارے تھا اس نے شہر کی پناہ لی' وہ بھی ڈوب گئے اور قتل کیے گئے یہاں تک کہ اس جماعت کے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور سوائے بھاگنے والے کے کسی نے ان میں سے نجات نہ پائی' بصرے میں گم ہونے والوں کی کثرت ہو گئی ان کی عورتوں کی رونے کی آواز بلند ہوئی۔

یہی یوم الشندا ہے جس کا لوگوں نے ذکر کیا اور اس دن جس قدر قتل ہوا اسے بہت بڑا سمجھا۔

بنی ہاشم میں جو لوگ مقتول ہوئے ان میں جعفر بن سلیمان کی اولاد کی بھی ایک جماعت تھی' چالیس مشہور تیرانداز مع مخلوق کثیر کے جن کے عدد کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

اہل بصرہ میں خوف وہراس:

وہ خبیث واپس ہوا' تمام سر اس کے لیے جمع کیے گئے' مقتولین کے ورثاء کی ایک جماعت اس کے پاس گئی تو اس نے وہ سر ان پر پیش کر دیے جو انھوں نے پہچانے' لے لیے اور جو سر اس کے پاس باقی رہ گئے' جن کا کوئی مانگنے والا نہ آیا وہ اس نے ایک کشتی میں بھر کے اسے نہر ام حبیب سے جزر (پانی کے آثار) میں نکال دیا' یہ کشتی بصرہ پہنچی اور اس راستے میں رک گئی جو مشرعۃ القیار کے نام سے مشہور ہے' لوگ ان سروں کے پاس آنے لگے اور ہر آدمی کے سر کو اس کے ورثاء لینے لگے' اس دن کے بعد وہ اللہ کا دشمن مضبوط ہو گیا اہل بصرہ کے دلوں میں اس کا رعب بیٹھ گیا اور وہ اس جنگ سے رک گئے۔

جو کچھ واقعہ تھا خلافت کو لکھا گیا' اس نے جعلان ترکی کو اہل بصرہ کی مدد کے لیے روانہ کیا ابو الاحوص باہلی کو گورنر بنا کر الابلہ جانے کا حکم دیا' جریح ترک کو اس کا مددگار مقرر کیا۔

صاحب الزنج سے بصرہ میں داخل ہونے کی درخواست:

خبیث (صاحب الزنج) کے ساتھیوں نے اس واقعے کے بعد اس سے کہا کہ ہم نے بصرے کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا' اب کوئی سوائے کمزوروں کے باقی نہیں رہا جو حرکت بھی نہیں کر سکتے' لہٰذا ہمیں بصرے میں داخل ہونے کی اجازت دے دے' اس نے انھیں منع کیا اور ان کی رائے کی مذمت کی کہ نہیں' بلکہ اس سے دور رہو کیونکہ ہم نے انھیں ڈرا دیا ہے اور خوف دلا دیا ہے' تم لوگ ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے ہو' لہٰذا مناسب رائے اب یہ ہے کہ ان کی جنگ ترک کرو' یہاں تک کہ وہ خود ہی تمھیں تلاش کریں۔

صاحب الزنج کا شنجہ ابی قرہ میں قیام:

خبیث اپنے ساتھیوں کو ایک شورزمین کی طرف واپس لے گیا جو ان کی نہروں کے آخر میں نہر حاجر کے قریب ہے۔ شبل نے کہا کہ یہ شنجہ ابی قرہ ہے جو نہر ابی قرہ اور نہر حاجر کے درمیان واقع ہے' وہاں اس نے قیام کیا اور اپنے ساتھیوں کو جھونپڑیاں بنانے کا حکم دیا' یہ شنجہ وہ ہے جس کے درمیان میں کھجور کے باغ اور گاؤں اور عمارتیں تھیں' ساتھیوں کو داہنے بائیں پھیلا دیا' انھیں گاؤں پر برانگیختہ کرتا تھا' کاشت کاروں کو قتل کراتا تھا' ان کے مال لوٹ لیتا تھا اور ان کے مواشی ہنکا لے جاتا تھا۔

بس اس سال میں یہ تھا اس کا واقعہ اور ان لوگوں کا واقعہ جو اس کے قریب تھے۔

الحسن بن محمد کی معزولی:

اسی سال (۲۵۵ھ) ۲۸/ ذیقعدہ کو الحسن بن محمد بن ابی قاضی کو قید کیا گیا' عبدالرحمٰن بن نائل بصری کو اسی سال ذی الحجہ میں قضائے سامرا سپرد کی گئی۔

امیر حج علی بن الحسن:

اس سال علی بن الحسن بن اسمٰعیل بن العباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۶ھ کے واقعات

موسیٰ بن بغا کی سامرا میں آمد:

منجملہ ان کے موسیٰ بن بغا کا سامرا آنا' صالح بن وصیف کا اس کی آمد کو چھپانا' اور ان سرداروں کا جو موسیٰ کے ساتھ تھے المہتدی کو محل سے یاجور کے گھر تک اٹھا لے جانا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۱۱/ محرم یوم دوشنبہ کو موسیٰ بن بغا کا مع اپنے ہمراہیوں کے سامرا میں داخلہ ہوا' جب وہ داخل ہوا تو الحیر میں رک گیا اور اپنے مسلح ساتھیوں کو میمنہ و میسرہ قلب میں تیار کر باب الحیر گیا جو محل اور قصر احمر کے متصل ہے' یہ وہ دن تھا جس میں المہتدی لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کے لیے بیٹھا تھا' اس روز ردمظالم کے لیے احمد بن المتوکل نے ابن فیثاق کو حاضر کیا تھا' حضوری ہی میں وہ تھا کہ موالی داخل ہوئے اور المہتدی کو یاجور کے گھر اٹھا لے گئے' احمد بن المتوکل اس مقام تک اس کے پیچھے گیا' پھر وہ مفلح کے خیمے میں پہرے کے اندر رکھا گیا یہاں تک کہ معاملہ ختم ہو گیا۔ اور المہتدی محل واپس کر دیا گیا اس کے بعد آزاد کر دیا گیا۔

دارالخلافت کا منتظم بایکباک تھا' اس نے اس واقعے کے چند روز قبل ساتکین کے سپرد کر دیا تھا' لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ محض ساتکین پر اپنے بھروسے کی وجہ سے ایسا کیا ہے کہ موسیٰ کی آمد کے وقت وہ دارالخلافت اور خلیفہ پر غالب رہے' مگر جب یہ دن آیا تو وہ اپنے گھر میں رہا اور دارالخلافت کو خالی چھوڑ دیا۔

المہتدی کی گرفتاری:

موسیٰ اپنے لشکر کے ساتھ اس حالت میں دارالخلافت پہنچا کہ المہتدی ردمظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اس کے آنے کی

اطلاع دی گئی تو وہ تھوڑی دیر اجازت دینے سے رکا' اس کے بعد ان سب کو اجازت دی' وہ داخل ہوئے' اس قسم کی گفتگو جاری ہوئی جیسی کہ وفد اور قاصدوں کے آنے کے دن ہوئی تھی' جب بات طویل ہوگئی تو انھوں نے آپس میں ترکی میں باتیں کیں' خلیفہ کو کھڑا کر دیا' شاکر یہ کے گھوڑے پر لاد دیا' محل میں جتنے خاصے کے گھوڑے تھے سب لوٹ لیے' کرخ کے ارادے سے روانہ ہو گئے' جب القطائع میں باب الحیر کے قریب یاجور کے گھر کے پاس پہنچے تو اسے انھوں نے یاجور کے گھر میں داخل کر دیا۔

موالی میں سے ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو اس روز ان میں موجود تھا کہ اس روز ان کے المہتدی کو گرفتار کرنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ٹالنا محض تمھارے اوپر حیلہ ہے کہ صالح بن وصیف تم پر اپنے لشکر سے حملہ کر دے' انھیں اس کا خوف ہوا اور وہ اسے اٹھا کے دوسرے مقام پر لے گئے۔

المہتدی کا موسیٰ بن بغا سے احتجاج:

اس شخص سے مذکور ہے جس نے المہتدی کو سنا کہ وہ موسیٰ سے کہتا تھا کہ ''تیرا کیا ارادہ ہے' تیری خرابی ہو' خدا سے ڈر اور اس کا خوف کر' کیونکہ تو بہت بڑے امر کا ارتکاب کر رہا ہے''۔

موسیٰ نے اسے یہ جواب دیا کہ ''ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ صرف خیر ہے۔ قبر متوکل کی قسم کہ ہماری جانب سے تجھے کوئی شر نہیں پہنچے گا''۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کا ارادہ خیر کا ہوتا تو معتصم کی یا واثق کی قبر کی قسم کھاتا۔

المہتدی سے عہد و پیمان:

وہ لوگ جب اسے یاجور کے گھر لے گئے تو اس سے اس امر کے عہد و پیمان لیے کہ وہ ان کے خلاف صالح کی طرف مائل نہ ہوگا' اس نے ایسا کیا تو انھوں نے شب سہ شنبہ ۱۲ محرم ۲۵۶ھ کو اس کی بیعت کی تجدید کی' سہ شنبہ کی صبح ہوئی تو انھوں نے صالح سے کہلا بھیجا کہ وہ ان سے گفتگو کرنے آئے' اس نے ان کے پاس آنے کا وعدہ کیا'

فرغانیوں کے ایک رئیس سے مذکور ہے کہ اس سے کہا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا تم صالح بن وصیف سے مطالبہ کرتے ہو؟

اس نے کہا کہ کاتبین کے خون اور ان کے مال اور المعتز کے خون اور اس کے مال و اسباب کا۔

وہ جماعت باب الحیر کے باہر یاجور کے دروازے کے قریب اپنے امور اور لشکر کے مضبوط کرنے پر متوجہ ہوگئی' پھر جب شب چارشنبہ ہوئی تو صالح چھپ گیا۔

صالح کے متعلق طلمجور کا بیان:

طلمجور سے مذکور ہے کہ جب شب چارشنبہ ہوئی تو ہم لوگ صالح کے پاس جمع ہوئے' اس نے یہ حکم دیا تھا کہ پہرے والوں کی تنخواہیں تقسیم کر دی جائیں' پھر اس نے کسی سے جو اس کے پاس حاضر تھا حکم دیا کہ حاضرین و موجودین کو نکل کے دیکھ لے' صبح کے وقت وہ تقریباً پانچ ہزار تھے وہ شخص جائزہ لے کے لوٹا اور کہا کہ وہ آٹھ سو آدمی ہوں گے جن میں اکثر تیرے غلام اور موالی ہیں' یہ سن کر بڑی دیر تک خاموش رہا پھر کھڑا ہو گیا اور ہمیں چھوڑ دیا اور کوئی حکم نہیں دیا' یہ اس سے آخری ملاقات تھی۔

بختیشوع کہتا تھا کہ وہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر صالح سے کہتا تھا کہ ہم نے اس سخت لشکر کو حرکت دی اور اسے غضب ناک

بنایا' یہاں تک کہ وہ جب ہماری طرف متوجہ ہوا تو ہم چوسر دلچسپی اور شراب میں مشغول ہو گئے' گویا کہ ہم خود اپنے ساتھ برا کر رہے تھے اور ہم چھپ گئے جب وہ قاطول میں وارد ہوا''۔

طغتا چار شنبہ کی صبح کو یا جور کے دروازے کی طرف گیا تو اسے مفلح ملا اس نے اسے تیر سے مارا اور اس کی پیشانی کی داہنی جانب سر کو زخمی کر دیا۔

صالح اور سرداروں کی روپوشی:

وہ بڑے بڑے سردار لوگ جو اس شب میں صالح کے ساتھ مقیم تھے' جہاں وہ پوشیدہ ہوا یہ لوگ تھے طغتا الصیغون' طلمجور' المؤید کا ساتھی' محمد بن ترکش' خموش' النوشری' بڑے بڑے کاتبوں میں سے یہ لوگ تھے' ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزاداد' عبداللہ بن منصور' ابوالفرج۔

صالح کی عبداللہ بن منصور کو پیش کش:

۱۳ محرم چار شنبہ کو اس حالت میں صبح ہوئی کہ صالح پوشیدہ ہو گیا تھا' صبح کو ابو صالح یا جور کے گھر گیا' اور عبداللہ بن منصور آیا' اس گھر میں سلیمان بن وہب کے ساتھ داخل ہوا' اور اس طرح ان سے اپنا خلوص ظاہر کیا کہ اس کے پاس پانچ ہزار دینار کی ہنڈیاں ہیں' بیان کیا کہ صالح نے اس سے رقم کے اٹھانے کی خواہش کی تھی تو اس نے انکار کیا کہ حالات کو اپنی جگہ پر قرار ہو جائے' اسی دن کنجور کو خلعت دیا گیا کہ وہ صالح کے مکان کے انتظام اور اس کی تفتیش کا ذمہ دار ہو جائے' یا جور موسیٰ کا ساتھی آ گیا اور الحسن بن مخلد کو صالح کے گھر کے اس مقام سے لایا جہاں وہ قید تھا۔

متفرق واقعات:

اسی روز اسی مہینے میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مدینۃ السلام اور اس کے مضافات کا والی بنایا گیا اور اسے خلعت روانہ کیا گیا عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کو جو خلعت دیا جاتا تھا اس سے بھی یہ تشریف بڑھ چڑھ کر تھی۔

اسی دن المہتدی کو محل میں واپس کیا گیا اور عبداللہ بن محمد بن یزاد کو الحسن بن مخلد کے حوالے کیا گیا۔

اسی دن صالح کی نسبت منادی کرائی گئی۔

اسی سال ۲۲ صفر ۲۵۶ھ کو صالح بن وصیف قتل کیا گیا۔

صالح بن وصیف کا خط:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ۲۷ محرم ۲۵۶ھ چار شنبہ کا دن ہوا تو المہتدی نے ایک خط ظاہر کر کے بیان کیا کہ سیما الشرابی نے دعویٰ کیا کہ وہ ایک عورت اس مقام سے لائی جو قصر احمر کے متصل ہے اور اسے کافور خادم کو دیا جو حرم پر مقرر ہے اور اس سے کہا کہ'' اس میں نصیحت ہے اور میرا امکان فلاں مقام پر ہے''۔

اگر تمھیں میری ضرورت ہو تو مجھے وہاں سے بلا لینا اس نے وہ خط المہتدی کو پہنچا دیا جب اس خط کے متعلق اس سے بحث کی ضرورت ہوئی تو وہ اس مقام پر تلاش کی گئی جو اس نے بیان کیا تھا مگر وہ نہیں ملی اور نہ اس کا کوئی حال معلوم ہوا' بیان کیا گیا ہے کہ المہتدی اس خط کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اسے کون ڈال گیا ہے' مذکور ہے کہ المہتدی نے سلیمان بن وہب بہت

سے موالی کے روبرو بلایا جن میں موسیٰ بن بغا' مفلح' بایکباک' یا جور اور بکالیا وغیرہ تھے وہ خط سلیمان کو دے دیا اور اس سے پوچھا کہ تو یہ خط پہچانتا ہے' اس نے کہا ہاں' یہ صالح بن وصیف کا خط ہے' اس نے حکم دیا کہ ان کے سامنے پڑھے۔

خط میں صالح نے یہ ذکر کیا تھا کہ ''وہ سامرا میں پوشیدہ ہے اور صرف اس لیے پوشیدہ ہوا ہے کہ طریق سلامت کو اختیار کرے اور سلامت و عافیت کو موالی پر باقی رکھے' اور یہ خوف کر کے کہ اگر آپس میں جنگ چھڑ گئی تو فتنے آئیں گے اور یہ ارادہ کر کے کہ قوم اس حالت میں رات کو سوئے کہ جو کچھ اس باب میں بیان کیا گیا ہے وہ اس پر بصیرت کے اس مقام پر آئے جہاں وہ آنے والی ہے''۔

''اس کے بعد اس نے کاتبین کے مال کا ذکر کیا جو اس کے پاس پہنچے کہ اس کا علم الحسن بن مخلد کو ہے اور وہ ان میں سے ایک ہے جو تمھارے قبضے میں ہے''۔

پھر اس کا ذکر تھا جسے یہ مال پہنچا اور وہ اس کی تقسیم کا ذمہ دار بنا' قبیحہ کا جو معاملہ ہوا اس کا ذکر کیا کہ ''اس کا علم ابو صالح بن یزداد اور صالح العطار کو ہے''۔ اس کے بعض امور بیان کیے جن میں بعض کی معذرت کی تھی اور بعض سے محبت کی تھی اور خلاصہ کلام اس میں اس کی ذاتی قوت پر دلالت کرتا تھا۔

صالح کے متعلق المہتدی کا اظہار ناراضگی:

جب سلیمان اس خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو المہتدی نے اسے اپنے اس قول پر ملامت کی جس میں اس نے صلح و آشتی اور الفت و اتفاق پر برانگیختہ کیا تھا' اور انھیں فرقت اور ایک کے دوسرے کو فنا کرنے کو اور آپس کے بغض کو مکروہ بتایا تھا جس نے اس جماعت کو اس کی تہمت کی دعوت دی اور یہ کہ وہ صالح کے مرتبے کو جانتا ہے اور وہ اس کے نزدیک ان سب پر مقدم ہے' اس بارے میں ان کے درمیان کلام کثیر و گفتگو طویل ہوئی۔

المہتدی کو معزول کرنے کا منصوبہ:

۲۸ محرم ۲۵۶ھ یوم پنج شنبہ کو وہ سب کے سب محل کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان جا کر ترکی میں باتیں کرتے رہے' یہ خبر المہتدی کو پہنچی' احمد بن خاقان واثقی سے مذکور ہے کہ میری جانب سے یہ خبر المہتدی کو پہنچی' یہ اس لیے کہ میں نے بعض حاضرین مجلس کو یہ کہتے سنا کہ اس جماعت نے اس شخص کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا ہے میں اس کے بھائی ابراہیم کے پاس گیا' اسے یہ بتایا تو وہ اس کے پاس گیا اور میری جانب سے واقعات بیان کیے' میں ڈرتا رہا کہ امیر المومنین جلدی کر کے میری طرف سے انھیں یہ واقعہ بتادے' اللہ اسے سلامت رکھے''۔

برادر بایکباک کا اختلاف:

بیان کیا گیا ہے کہ جب کہ انھوں نے بایکباک کے بھائی کو اپنے عزم کی خبر دی تو اس نے اسی مجلس میں ان سے کہا کہ ''تم نے متوکل کے بچے کو قتل کر دیا' حالانکہ وہ خوبصورت ہاتھ کا سخی' نفس کا فاضل تھا' اب تم بغیر کسی گناہ کے اس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو' حالانکہ وہ مسلمان ہے' روزہ رکھتا ہے اور شراب نہیں پیتا' بخدا اگر تم نے اسے قتل کیا تو میں ضرور خراسان میں نکل جاؤں گا اور تمھارے معاملے کو وہاں شائع کروں گا''۔

المہتدی کا ترکوں کو انتباہ:

جب یہ خبر المہتدی کو پہنچی تو وہ اپنی مجلس میں تلوار لگا کے نکلا' اس نے صاف کپڑے پہنے تھے اور خوشبو لگائی تھی' ان لوگوں کو اندر بلانے کا حکم دیا' بڑی دیر تک انھوں نے انکار کیا پھر حاضر ہوئے' اس نے ان سے کہا کہ'' جو کچھ تم لوگوں نے میرے متعلق قرار دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے میں اپنے پیش روکی طرح نہیں ہوں مثل احمد بن محمد المستعین کے اور نہ مثل ابن قبیحہ کے بخدا میں تمھارے پاس بغیر حنوط (عطر میت) لگائے' نہیں نکلا ہوں' میں نے اپنے بھائی کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کر دی ہے اور یہ میری تلوار ہے' خدا کی قسم میں ضرور اس سے ماروں گا' جس کا کہ قبضہ میرے ہاتھ میں ہے' بخدا اگر میرے بالوں میں سے ایک بال بھی گر گیا تو اس کے بدلے تم میں سے اکثر لوگ ضرور ہلاک ہوں گے یا چلے جائیں گے' کیا دین نہیں ہے' کیا حیا نہیں ہے' کیا تقویٰ نہیں ہے' اس قسم کی مخالفت خلفاء پر کب تک ہوتی رہے گی اور اقدام اور جرات اللہ پر تا بہ کے کرتے رہو گے؟ جو شخص تم پر رحم کرے اور جو شخص ایسا ہو کہ جب اسے اس قسم کی خبر تمھاری جانب سے پہنچے تو وہ رطل کے رطل شراب کے منگا کر تمھاری مصیبت کی خوشی اور تمھاری تباہی کی محبت میں پیئے' تمھارے نزدیک دونوں برابر ہیں' اپنی جانب سے مجھے آگاہ کرو کہ آیا تم بھی جانتے ہو کہ مجھے تمھاری دنیا سے یہ شے پہنچی ہے۔

کیا تو نہیں جانتا اے بایکباک کہ تیرے بعض متعلقین میرے بھائیوں اور لڑکوں کی جماعت سے زیادہ امیر ہیں' اگر تیری خواہش ہو کہ تو یہ جانے تو غور کر کہ کیا تو ان کے گھروں میں فرش دیکھتا ہے یا غلام یا خدمت گار یا باندیاں یا ان کے لیے جائداد ہے یا آمدنیاں ہیں' تمھارے لیے برائی ہو۔

پھر تم کہتے ہو کہ مجھے صالح کا علم ہے' صالح کیا ہے؟ موالی میں سے ایک شخص ہے اور تمھیں میں سے ایک شخص کے مثل ہے پھر کس طرح اس کے ساتھ قیام ہو سکتا ہے جبکہ اس کے حق میں تمھاری رائے بری ہے اگر تم نے صلح اختیار کر لی تو یہ وہ امر ہو گا جو میں تمھاری جماعت کے لیے چاہتا ہوں۔ اگر تم نے سوائے اس کے جس پر تم لوگ قائم ہوا نکار کیا تو تم جانو' لہٰذا تم لوگ صالح کو تلاش کرو اور اپنے نفس کی شفا کو پہنچو اور میں تو اس کا علم نہیں رکھتا کہ وہ کہاں پوشیدہ ہے۔

سازشی امرا کی مراجعت:

انھوں نے کہا کہ تو اس پر ہم سے قسم کھا اس نے کہا قسم میں ضرور تم سے کھاؤں گا مگر اسے ہاشمیین' قضاۃ' اور گواہوں اور اصحاب مراتب کے آنے پر کل بعد نماز جمعہ تک مؤخر کرتا ہوں' وہ لوگ کسی قدر نرم ہو گئے' ہاشمیین کے بلانے کو بھیجا گیا تو وہ لوگ رات ہی کو حاضر ہوئے' باریابی کی اجازت دی گئی' انھوں نے سلام کیا' ان سے اس نے کچھ ذکر نہیں کیا' انھیں نماز جمعہ کے لیے دارالخلافت جانے کا حکم دیا' وہ واپس گئے۔

جمعہ کے دن صبح کو لوگ اس طرح آئے' انھوں نے کوئی نئی بات نہیں کی' المہتدی نے نماز جمعہ پڑھی اور لوگوں کو سکون ہو گیا اور وہ صلح کی حالت میں واپس گئے۔

المہتدی کا بایکباک پر الزام:

اس شخص سے مذکور ہے جس نے چارشنبہ کی گفتگو سنی کہ وہ کہتا تھا کہ جب صالح کو خائن بنایا گیا تو المہتدی نے کہا کہ'' صالح

نے کاتبین کے بارے میں اور ابن قبیحہ کے مال کے بارے میں جو عمل کیا اس میں بایکباک بھی حاضر تھا' لہٰذا اگر صالح نے اس سے کچھ لے لیا ہے تو بایکباک نے بھی اس کے مثل لیا ہے''۔ یہ وہ بات تھی جس نے بایکباک کو غضب ناک کر دیا۔

ایک شخص نے کہا کہ میں نے سنا کہ محمد بن بغا نے بیان کیا اور کہا کہ وہ حاضر تھا اور ان تمام امور سے واقف تھا جن پر انھوں نے بنیاد قائم کی تھی' اور ان سب میں شریک تھا کہ المہتدی کے اس قول نے ابونصر کو غضب ناک کر دیا۔

سازش کا عوام پر انکشاف:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جماعت جب سے موسیٰ آیا ہے اس بات کو چھپائے ہوئے تھی اور فساد کی نیت کیے ہوئے تھی' انھیں صرف پریشانی کا خوف اور مال کی قلت مانع تھی' جب فارس اور اہواز کا مال ان کے پاس آ گیا تو انھوں نے حرکت شروع کر دی' اور انھیں اس مال کی آمدنی ۲۷ محرم چہارشنبہ (۲۵۶ھ) کو وصول ہوئی اس کی مقدار پونے دو کروڑ درہم تھی' جب ہفتے کا دن ہوا تو عوام میں خبر پھیل گئی کہ قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ المہتدی کو معزول کر کے دفعتہً قتل کر دیں' انھوں نے اس کے ساتھ صرف یہی ارادہ کیا ہے اور اس پر ظلم کیا ہے لوگوں نے رقعے لکھے اور جامع مسجد اور راستوں میں ڈال دیئے کسی ایسے شخص نے بیان کیا جس کا دعویٰ تھا کہ اس نے ان میں سے ایک رقعہ پڑھا جس میں یہ مضمون تھا۔

رائے عامہ بحق امام:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے گروہ مسلمین اپنے ایسے خلیفہ کے لیے اللہ سے دعا کرو جو عادل اور پسندیدہ اور حضرت عمرؓ بن خطاب کے مشابہ ہے کہ اللہ اس کے دشمن پر اس کی مدد کرے اور اس کے ظالم کی مشقت میں اس کی کفایت کرے' اپنی نعمت کو اس پر اس امت پر اس کی بقا سے مکمل کرے' کیونکہ موالی نے اسے پکڑا ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرے' اس پر چند روز سے سختی کی جا رہی ہے' اس امر کا منتظم احمد بن محمد بن ثوابہ اور الحسن بن مخلد ہے' خدا رحم کرے اس پر جو اپنی نیت درست کرے' اور دعا کی اور محمد ﷺ پر درود پڑھا''۔

موالیوں کی المہتدی سے درخواست:

جب اسی سال ۴ صفر کو چہارشنبہ کا دن ہوا تو موالی کرخ میں متحرک ہوئے' انھوں نے ایک جماعت کو المہتدی کے پاس روانہ کیا جن میں سے ایک شخص کی زبان پر جس کا نام عیسیٰ تھا یہ تھا کہ ''ہمیں اس امر کی حاجت ہے کہ ہم امیر المومنین کو کچھ بتائیں''۔ انھوں نے یہ درخواست کی کہ امیر المومنین ان کے پاس اپنے کسی بھائی کو روانہ کرے لہٰذا اس نے عبداللہ ابوالقاسم کو روانہ کیا جو اس کے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا' اس کے ہمراہ محمد بن مباشر عرف کرخی کو بھی روانہ کیا وہ دونوں ان کے پاس گئے اور حال دریافت کیا' انھوں نے بیان کیا کہ ''ہم لوگ امیر المومنین کی بات سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے' یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور ان کے سرداروں کی ایک جماعت اس کی معزولی کا قصد رکھتی ہے' ہم اس کے خلاف اپنی جانیں دیں گے اس کے متعلق چند رقعے پڑھے ہیں جو مسجد اور راستوں میں ڈالے گئے تھے''۔

اسی کے ساتھ انھوں نے اپنی بدحالی اور تاخیر عطا کی بھی شکایت کی کہ ''جاگیریں ان کے سرداروں کو چلی گئیں' جنھوں نے جائداد اور خراج کو تباہ کر دیا' بڑوں نے معاون اور رسوم قدیمہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ عورتوں اور گھر والوں کی تنخواہوں نے خراج کی اکثر

آمدنی کو گھیر رکھا ہے''۔

درخواست دہندگان کو المہتدی کا جواب:

ابوالقاسم عبداللہ بن الواثق نے ان سے کہا کہ تم یہ سب امیر المومنین کے نام ایک معروضے میں لکھ دو' میں تمھارے لیے اس کے پہنچانے کا ذمہ دار ہوں' انھوں نے یہ لکھ دیا' کاتب محمد بن ثقیف الاسود تھا جو کبھی کبھی رئیس کرخ عیسیٰ کے لیے لکھا کرتا تھا' ابو القاسم اور محمد مباشر واپس ہوئے اور اس معروضے کو المہتدی تک پہنچا دیا' اس نے اس کا جواب اپنے قلم سے لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی' صبح کو ابولقاسم کرخ گیا اور اس کے پاس پہنچا تو وہ لوگ اسے اشناس کے گھر لے گئے' ان لوگوں نے اپنے واسطے مسجد جامع بنالیا تھا' وہ صحن میں ٹھہر گیا' اس کے لیے وہ بھی ٹھہر گئے' ان میں سے تقریباً ڈیڑھ سو سوار اور قریباً پانچ سو پیادے جمع ہو گئے' اس نے انھیں المہتدی کا سلام کہا کہ امیر المومنین تم سے کہتا ہے کہ تمھارے نام میرا یہ فرمان میرے قلم اور میری مہر کا ہے' اسے سنو اور غور کرو''۔ یہ کہہ کر وہ فرمان ان کے کاتب کو دے دیا' اس نے پڑھا' لکھا تھا۔

فرمان خلافت:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' درود بھیجے اللہ محمد نبی ﷺ پر اور ان پر بہت بہت سلام کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں ہدایت کرے۔ اور ہمارا اور تمھارا محافظ مددگار ہو' میں نے تمھارا خط سمجھا اور تم نے اپنی جس فرماں برداری کا ذکر کیا اس نے مجھے مسرور کیا تم لوگ جس امر پر قائم ہو اللہ تعالیٰ تمھاری جزا کو اچھا کرے' اور تمھاری حفاظت کا ذمہ دار ہو۔ جو کچھ اپنی محبت و حاجت تم نے بیان کی ہے تو یہ تمھارے بارے میں مجھ پر بہت گراں ہے' اور بخدا مجھے یہ بہت پسند ہے کہ تمھاری بہتری و درستی کا سامان مہیا ہو جائے۔ اس طور پر کہ نہ میں کھاؤں اور نہ اپنے بیوی بچوں کو کھلاؤں مگر وہی غذا کہ اس سے کمتر اور کوئی شے نہ ہو' اور نہ اپنے بچوں کو پہناؤں مگر وہی جس سے ستر عورت ہو' خدا تمھاری حفاظت کرے' بخدا جب سے کہ میں تمھارے امور کا ذمہ دار بنا ہوں خود میرے لیے اور میرے بیوی بچوں کے لیے اور اپنے غلاموں اور خاندان والوں کے مستحقین کے لیے جو میری طرف آیا وہ پندرہ ہزار دینار سے زائد نہیں ہے' تم لوگ بھی اس سے واقف ہو جو آیا اور جو آئے گا اور وہ سب تم پر صرف کیا جائے گا اور تم سے بچا کے جمع نہیں کیا جائے گا۔

یہ جو تم نے بیان کیا جو تمھیں پہنچا اور جس کے متعلق تم نے وہ رقعے پڑھے جو مسجدوں اور راستوں میں ڈالے گئے اور جو اپنی جانیں تم نے پیش کیں تو تم لوگ اس کے اہل ہو' تم اپنے بیان کی کہاں تک معذرت کرتے ہو حالانکہ ہم اور تم مثل ایک جان کے ہیں' اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری جانوں اور عہدوں اور امانتوں کی اچھی جزا دے اور معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمھیں پہنچا' اس پر تمھارا عمل ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ جو تم نے جاگیر اور معاون وغیرہ کا ذکر کیا تو میں اس میں غور کرتا ہوں اور اسے تمھاری پسند کے موافق کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ' والسلام علیکم' اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں سیدھا راستہ بتائے اور ہمارا اور تمھارا حافظ ہو' اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل پر اور سلام کثیر ان پر نازل کرے''۔

جب پڑھنے والا اس مقام پہ پہنچا کہ ''مجھے بھی پندرہ ہزار دینار سے زیادہ نہیں پہنچے' تو ابوالقاسم نے قاری کو اشارہ کیا جس

سے وہ خاموش ہو گیا' اس نے کہا کہ "یہ وہ ہے جس کی یہ مقدار ہے' حالانکہ امیر المومنین اپنی امیری کے زمانے میں اس سے کم مدت جتنے کا مستحق ہوتا تھا وہ اس کی پوری تنخواہ اور مہمانی اور معونت سے بہت زیادہ تھا۔ تم لوگ اسے بھی جانتے ہو جو اس سے پہلے گزر گیا کہ وہ مخنثوں اور مطربوں کے اور تماشے والوں کے انعامات اور محلات کی تعمیر وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا کرتا تھا' لہٰذا امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو"۔

جمہور کا مطالبہ:

اس کے بعد اس نے پھر پڑھا یہاں تک اس کے ختم تک آ گیا' جب فارغ ہوا تو بہت گفتگو ہوئی' ابوالقاسم نے کہا کہ اس متعلق لکھ دو اور اسے خلفاء کی ڈاک کے ساتھ روانہ کر دو اور اسے سرداروں اور ان کے نائبوں اور کرخ اور سامرا کے واقف کاروں کی طرف لکھو' انھوں نے اس میں امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرنے کے بعد لکھا کہ جو کچھ ان کی درخواست ہے یہ ہے۔

تمام امور خاص اور عام کے امیر المومنین کے پاس براہ راست پیش ہوں۔

تمام رسوم ویسے ہی کر دیئے جائیں' جیسے کہ زمانہ المستعین باللہ میں تھے۔

ان میں نو نو پر ایک ایک عریف ہو' پچاس پر ایک نائب ہو اور سو پر ایک ایک قائد ہو' عورتیں اور زیادات اور معاون ساقط کر دیئے جائیں' اور کوئی مولیٰ کسی قبالے میں داخل نہ ہوا۔

ہر دو ماہ میں مسلمانوں کے لیے اجر عطا کا ضابطۂ عطا مقرر کر دیا جائے' جیسا کہ پہلے ہوتا رہا۔ جاگیریں باطل کر دی جائیں' امیر المومنین جس کو چاہے زیادہ دے دے' اور جس کا چاہے مرتبہ بلند کر دے۔

جمہور کی ترک سرداروں کے قتل کی دھمکی:

انھوں نے بیان کیا کہ وہ اپنے مطالبات کے بعد امیر المومنین کے دروازے پر جائیں گے اور اس وقت تک وہیں مقیم رہیں گے جس وقت تک ان کی حاجتیں پوری ہوں' اگر انھیں یہ معلوم ہوا کہ ان امور میں سے کسی پر بھی امیر المومنین کے سامنے کسی نے اعتراض کیا تو وہ اس کا سر کاٹ لیں گے' اگر امیر المومنین کے سر میں سے کوئی بال گرا تو وہ اس کے بدلے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور مفلح اور یاجور اور بکالیا وغیرہ کو قتل کر دیں گے' انھوں نے امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کی اور مطالبہ ابوالقاسم کے حوالے کر دیا وہ اسے لے کر واپس ہوا اور حضور خلافت میں پہنچا دیا' سامرا کے موالی میں حرکت پیدا ہوئی سردار بہت پریشان ہوئے' المہتدی مظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا اور فقہا اور قضاۃ داخل کئے گئے تھے' وہ اور وہ لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور سردار اپنے اپنے ٹھکانے سے کھڑے ہوئے تھے' ابوالقاسم کا داخلہ دادخواہوں کے داخلے سے پہلے ہوا المہتدی نے اس عرضداشت کو کھلم کھلا پڑھا اور موسیٰ بن بغا سے خلوت میں بات کی' سلیمان بن وہب کو حکم دیا کہ وہ ایک رقعے میں ان کی درخواست کی' منظوری کا فرمان لکھ دے پھر جب اس نے خط کے ایک یا دو فقرے میں ایسا کیا تو ابوالقاسم نے کہا کہ "یا امیر المومنین انھیں صرف امیر المومنین ہی کے دستخط سے تسلی ہوگی"۔

عوامی مطالبات کی منظوری:

المہتدی نے رقعہ لے لیا اور اسے کاٹ دیا جو سلیمان نے اس میں حکم لکھا تھا اور ہر باب میں ان کی درخواست کی منظوری کا

فرمان لکھا' اس کے بعد اپنے قلم سے ایک خط اور لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی اور اسے ابوالقاسم کے حوالے کیا' ابوالقاسم نے موسیٰ اور با یکباک اور محمد بن بغا سے کہا کہ تم لوگ ان کے پاس میرے ہمراہ اپنے قاصد روانہ کرو جو ان سے اس خبر کی معذرت کریں جو تمھاری جانب سے انھیں پہنچی' ہر ایک نے ان میں سے ایک آدمی کو روانہ کیا' ابوالقاسم ان کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ وہ لوگ اپنے مقامات میں تھے اور وہ تقریباً ایک ہزار سوار اور تین ہزار پیادے ہو گئے تھے' یہ اسی سال ۵ صفر یوم پنج شنبہ کو ہوا' اس نے لوگوں کو امیر المومنین کا سلام کہا کہ امیر المومنین نے جو کچھ تمھاری درخواست تھی' اسے منظور کر لیا' لہٰذا امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو اس کے بعد اس نے وہ فرمان ان کے کاتب کو دے دیا' اس نے جو مطالب اس میں تھے انھیں پڑھ کر سنائے' پھر امیر المومنین کا خط پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا۔

المہتدی کا فرمان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے' اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل پر اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت کرے اور تمھاری حفاظت کرے اور تمھیں کامیاب کرے اور تمھارے امور کی اور مسلمانوں کے ان امور کی جو تمھارے ساتھ ہیں اور تمھارے ہاتھ میں ہیں اصلاح کرے' میں نے تمھارا خط سمجھا اور تمھارے رئیسوں کو پڑھ کر سنایا تو انھوں نے وہی بیان کیا جو تم نے بیان کیا' اور وہی سوال کیا جو تم نے سوال کیا اور میں نے تمام امور منظور کر لیے جن کی تم نے درخواست کی' تمھاری بھلائی اور تمھارے اتفاق اور تمھاری یک زبانی پسند ہونے کی اور میں نے تمھاری عطا کا حکم دے دیا کہ وہ تم پر جاری رہے لہٰذا تم لوگوں کو حرکت کی حاجت نہیں ہے' اپنے دل میں خوش ہو جاؤ' والسلام۔

اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت کرے' تمھاری حفاظت کرے تمھیں کامیاب کرے تمھاری اور مسلمین کے ان امور کی جو تمھارے ساتھ یا تمھارے اوپر ہیں اصلاح فرمائے۔

جمہور کا پانچ مطالبات پر اصرار:

جب پڑھنے والا پڑھنے سے فارغ ہوا تو ابوالقاسم نے کہا کہ یہ لوگ تمھارے رئیسوں کے قاصد ہیں جو تم سے کسی بات کی معذرت کریں گے بشرطیکہ ان کی طرف سے تمھیں کچھ آزار پہنچا ہو' وہ کہتے ہیں کہ "تم لوگ تو بھائی ہو' ہم سے ہو اور ہماری طرف ہو"۔ قاصدوں نے بھی اسی طرح کا کلام کیا' ان لوگوں نے بھی بڑی طویل گفتگو کی' ایک عریضہ امیر المومنین کو لکھا جس میں پہلے کی طرح انھوں نے معذرت کی تھی' اور اس میں چند ایسے امور بھی بیان کئے جن کو اس کے پہلے بیان کر چکے تھے کہ انھیں قناعت نہیں ہو سکتی جب تک یہ پانچ فرمان ان کے لیے نہ نافذ کر دیے جائیں:

1. زیادات کی کمی۔
2. جاگیریں واپس۔
3. موالی بوابین (دربان سے نکال کر برانین (مٹی کے برتن بنانے والے) میں شمار ہوں۔
4. رسوم کو اس طریقے پر واپس لایا جائے جیسا کہ وہ زمانہ مستعین میں تھیں۔
5. طریقہ ماتحتی کی واپسی یہاں تک کہ وہ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جس کے ماتحت پچاس اہل بیوتات ہوں اور پچاس اہل سامرا جو

دوا دد ین سے تعلق رکھیں۔

امیر المومنین لشکر کو اپنے کسی بھائی کے یا کسی غیر کے جس کو وہ مناسب سمجھے سپرد کر دے تا کہ وہ اس کے اور ان کے درمیان ان کے امور کی پیامبری کرے' وہ شخص موالی میں نہ ہو' صالح بن وصیف کو حکم دیا جائے کہ وہ حساب دے' اس سے اور موسیٰ بن بغا سے ان خزانوں کا حساب لیا جائے کہ جو ان کے پاس ہیں۔

ہمیں کوئی شے اس سے کم پر رضا مند نہیں کرے گی' مع تنخواہ کی تعجیل کے' اور ادو وظائف کی ہر دو ماہ میں مسلسل ادا ہونے کے ہم نے اہل سامرا اور مغربیوں کو سامرا آنے کے بارے میں لکھا ہے' ہم خود امیر المومنین کے دروازے پر جانے والے ہیں کہ مطالبات پورے کیے جائیں''۔

جمہور کی ترک سرداروں کو دھمکی:

یہ عریضہ انھوں نے ابو القاسم برادر امیر المومنین کو دے دیا۔ ایک دوسرا خط موسیٰ بن بغا' بایکباک' محمد بن بغا' مفلح' امیر المومنین ان کی درخواست سے انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ وہ لوگ اس کی مخالفت کریں'' امیر المومنین کے اگر ایک پھانس بھی چبھ جائے یا اس کے سر کا ایک بال بھی لے لیا جائے تو ان سب کا سر لے لیا جائے گا' کوئی امر ہمیں مطمئن نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو وہ اور موسیٰ بن بغا جمع ہوں کہ غور کیا جائے کہ خزانے کا مقام کون سا ہے' کیونکہ صالح نے اپنے پوشیدہ ہونے سے قبل وعدہ کیا تھا کہ چھ ماہ کی تنخواہ دے گا۔

انھوں نے یہ خط موسیٰ کے قاصد کو دے دیا' چند آدمی ابو القاسم کے ہمراہ روانہ ہوئے کہ وہ ان کے عریضے کو امیر المومنین کو پہنچا دیں اور امیر المومنین کی بات سنیں' ابو القاسم واپس ہوا تو موسیٰ نے تقریباً پانچ سو سوار روانہ کیے جو باب الحیر پر محل اور کرخ کے درمیان کھڑے ہو گئے' ابو القاسم اور ان لوگوں کے قاصد اور خود ان کے قاصد ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ کو اس قوم کا خط دے دیا جو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے نام تھا' اس جماعت میں کاتبین میں سے سلیمان بن وہب اور اس کا لڑکا اور احمد بن محمد بن ثوابۃ وغیرہ تھے' اس نے وہ خط پڑھ کے سنایا تو ابو القاسم نے انھیں بتایا کہ ہمراہ قوم کا ایک عریضہ امیر المومنین کے نام بھی ہے جسے ان کو اس نے نہیں دیا۔

پانچ مطالبات کی منظوری:

وہ سب لوگ سوار ہو کر المہتدی کے پاس گئے' اسے اس حالت میں پایا کہ تمام فرض پڑھ کر دھوپ میں ایک کمبل پر بیٹھا ہوا تھا' محل کے تمام آلات لہولہب کو توڑ دیا تھا' وہ لوگ اندر گئے اور اسے عریضے پہنچا دیئے' بڑی دیر تک علیحدہ رہے۔

المہتدی نے سلیمان بن وہب کو ان لوگوں کی درخواست کے مطابق لکھنے کا حکم دیا' المہتدی نے انھیں اپنی کتاب میں اپنے قلم سے درج کر کے نافذ کر دیا اور اپنے بھائی کو دے دیا' سرداروں نے انھیں اپنے خطوط کا جواب لکھا اور موسیٰ کے ساتھی کو دے دیا' ابو القاسم ان کے پاس مغرب کے وقت پہنچا' انھیں المہتدی کا سلام کہا' اس کا خط پڑھ کر سنایا۔ جس میں یہ مضمون تھا۔

جمہور کے نام المہتدی کا فرمان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی اطاعت کی اور جو کام اسے راضی کرے اس کی توفیق دے' میں

نے تمھارا خط سمجھ لیا' اللہ تعالیٰ تمھارا نگہبان ہو' تمھاری درخواست کے مطابق تمھارے لیے پانچوں فرمان نافذ کر دیئے' تم لوگ اسے مقرر کرو جو دفتروں کا انتظام کرے' انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو تم نے درخواست کی ہے کہ تمھارا معاملہ میں اپنے کسی بھائی کے سپرد کر دوں کہ وہ مجھے تمھارے حالات پہنچائے اور مجھ تک تمھاری ضروریات کو پہنچا دے تو بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود انجام دوں اور تمھارے حالات سے اور جس میں تمھاری مصلحت ہے' خبردار رہوں میں انشاء اللہ تمھاری درخواست کے مطابق کسی شخص کا تمھارے لیے اپنے بھائیوں یا غیروں میں سے انتخاب کرنے والا ہو۔ لہٰذا تم لوگ اپنی ضروریات اور وہ امور جس میں تم اپنی مصلحت جانتے ہو مجھے لکھ دو' کیونکہ میں اسے تمھاری پسند کے موافق انشاء اللہ کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی طاعت کی اور کاموں کی جو اسے راضی کریں' توفیق دے''۔

موسیٰ بن بغا کا عوام کے نام پیغام:

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کا خط بھی پہنچا دیا' جس میں یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا تمھیں سلامت رکھے' تمھاری نگہبانی کرے' اور تم پر اپنے انعام پورے کرے ہم نے تمھارا خط سمجھا' تم تو ہمارے بھائی اور ہمارے چچا کے بیٹے ہو' ہم وہی کرنے والے ہیں جو تم پسند کرتے ہو' امیر المومنین نے خدا اسے عزت دے جو کچھ تم نے سوال کیا تمھاری پسند کے موافق حکم دے دیا ہے اور اپنے فرمان نافذ کر دیئے ہیں

یہ جو تم صالح مولی امیر المومنین کا معاملہ اور ہمارا اس پر غصہ بیان کیا ہے تو وہ بھائی ہے اور اس چچا کا بیٹا ہے اس کے متعلق بھی ہم نہیں چاہتے جو تمھیں ناپسند ہو اگر اس نے تم سے چھ مہینے کی تنخواہ تمھیں دینے کا وعدہ کیا تھا تو ہم نے امیر المومنین کی خدمت میں رقعے پیش کر دیئے ہیں' جس میں وہی درخواست کی ہے جو تم نے سوال کیا ہے۔

یہ جو تم نے امیر المومنین پر اعتراض نہ کرنے اور معاملے کو اس کے سپرد کر دینے کے بارے میں کہا ہے تو ہم لوگ امیر المومنین کا حکم سننے والے اور اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ تمام امور اللہ کے سپرد ہیں اور وہی ہمارا مالک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں' ہم کسی چیز میں بھی اس پر بالکل اعتراض نہ کریں گے۔

یہ جو تم نے بیان کیا کہ ہم لوگ امیر المومنین کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے ہیں' تو جو ایسا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ برائی میں رکھے اور اسے اس کی دنیا و آخرت میں رسوا کرے' اللہ تعالیٰ تمھیں سلامت رکھے' اور تمھاری نگہبانی کرے اور تم پر اپنا پورا انعام کرے''۔

جمہور میں اختلاف رائے:

جب یہ خطوط انھیں پڑھ کر سنائے گئے تو انھوں نے ابوالقاسم سے کہا کہ اب اس وقت تو شام ہو گئی' ہم رات بھر اپنے معاملے میں غور کر کے صبح کو لوٹیں گے کہ تجھے اپنی رائے سے آگاہ کریں' سب جدا ہو گئے اور ابوالقاسم امیر المومنین کے پاس آ گیا' جب جمعہ کی صبح ہوئی تو جب پہلا گھنٹہ ختم ہوا تو موسیٰ بن بغا امیر المومنین کے ایوان سے سوار ہو گیا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ سوار ہو گئے یہ سب تقریباً پندرہ سو آدمی تھے' باب الحیر سے نکلا جو محل اور کرخ کی جاگیروں کے متصل ہے' وہاں انھوں نے پڑاؤ کیا' ابوالقاسم برادر المہتدی بھی نکلا' اس کے ساتھ کرخی بھی تھا وہ اس قوم کے پاس پہنچا جو تقریباً پانچ سو سوار اور تین ہزار پیادے تھے' ابوالقاسم

رات ہی میں واپس آ گیا تھا' اس کے ساتھ فرمان بھی تھے ان کے درمیان پہنچ گیا تو اس نے المھتدی کا ایک رقعہ نکالا جس کی تحریر اس خط کے مشابہ بھی تھی جس میں فرمان درج تھے رقعہ پڑھا تو لوگ شور کرنے لگے' کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ' پیادہ موالی کا جو علاقہ سامرا کے الحیر میں سے ان میں شامل ہو رہے تھے' کثیر مجمع ہو گیا' ابوالقاسم انتظار کرتا رہا کہ جواب حاصل کر کے واپس ہو اور اسے امیر المومنین کو پہنچا دے' مگر عصر تک جواب نہ مل سکا اور وہ لوگ واپس گئے۔

ایک گروہ تو یہ کہتا تھا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ امیر المومنین کو عزت دے اور وہ ہماری تنخواہیں پوری ہمیں دے دے کیونکہ ہم تاخیر سے ہلاک ہو گئے۔

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم راضی نہ ہوں گے جب تک امیر المومنین ہم پر اپنے بھائیوں کو والی نہ بنا دے گا کہ ایک کرخ میں ہو' ایک ایوان خلافت میں اور ایک سامرا میں' یہ ہم نہیں چاہتے کہ موالی میں سے کوئی شخص ہم پر سردار ہو۔

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو' یہ گروہ بہت قلیل تھا۔

اس قضیے میں جب باتیں بڑھیں تو ابوالقاسم نے واپس آ کر پوری خبر المھتدی کو پہنچا دی' اس نے موسیٰ کو آگے کیا جو اس مقام پر تھا جہاں اس نے لشکر جمع کیا تھا وہ بھی اس کے واپس ہوتے ہی واپس ہو گیا المھتدی نے جمعہ پڑھ لیا تو لشکر کو محمد بن بغا کے سپرد کیا اور اسے مع اپنے بھائی ابوالقاسم کے قوم کی طرف جانے کا حکم دیا محمد بن بغا اس کے ہمراہ تقریباً پانچ سو سواروں کے ساتھ سوار ہوا' موسیٰ اسی مقام پر واپس آیا' جہاں وہ صبح کو تھا۔

ابوالقاسم کا خطاب:

ابوالقاسم اور محمد بن بغا روانہ ہوئے' دونوں اس میں گھس گئے اور اس نے سب کو اس کے ذریعے سے گھیر لیا' ابوالقاسم نے ان سے کہا کہ امیر المومنین کہتا ہے کہ میں نے ان تمام امور کے متعلق جو تم نے سوال کیا فرمان نافذ کر دیئے اور تمھاری پسندیدہ کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جسے امیر المومنین نے حد تک نہ پہنچا دیا ہو یہ صالح بن وصیف کو ظاہر ہونے کے لیے امان ہے''۔ صالح کا امان نامہ پڑھ کر سنایا کہ ''موسیٰ اور بایکباک نے امیر المومنین سے خدا اسے عزت دے اس کی درخواست کی تو اس نے ان دونوں سے اسے قبول کر لیا' اور اسے بڑی تاکید سے مضبوط کر دیا''۔ پھر پوچھا کہ ''اب کس بات پر تمھارا اتفاق ہے'' انھوں نے بہت سی باتیں کیں۔

سرداروں کے عہدوں کے متعلق مطالبہ:

وہ بات جو اس نے اپنی واپسی کی وقت حاصل کی یہ تھی کہ انھوں نے کہا'' ہم یہ چاہتے ہیں کہ موسیٰ بغا کبیر کے مرتبے میں ہو اور صالح وصیف کے اس مرتبے میں ہو جو زمانہ بغا میں تھا' بایکباک اپنے مرتبہ سابق میں ہو' لشکر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے تک اسی کے ہاتھ میں رہے جس کے ہاتھ میں ہے' صالح نکلتے تنخواہیں دے اور فرمانوں کے مطابق ان کی تنخواہوں کو جاری کر دے'' سب کچھ مان لینے پر واپس چلے' بقدر پانچ سو گز کے گئے تھے کہ ان میں اختلاف ہو گیا ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور ایک جماعت نے کہا ہم راضی نہیں ہیں' المھتدی کے قاصدوں نے واپس جا کر کہہ دیا کہ وہ لوگ متفرق ہو گئے اور اس پر تیار ہیں کہ واپس ہو جائیں' موسیٰ بھی یہ سن کر واپس ہو گیا' کرخ اور سامرا کے لوگ بھی اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے۔

صالح بن وصیف کی حوالگی کا مطالبہ:

ہفتے کی صبح ہوئی تو وصیف کا بیٹا اس طرح سوار ہوا کہ موالی اور غلاموں کی ایک جماعت اس کے ہمراہ تھی اور لوگ آپس میں پکارنے لگے ''ہتھیار ہتھیار'' صالح بن وصیف کے پیادوں کے گھوڑے لوٹ لیے اور چلے گئے' سامرا میں وادی اسحاق بن ابراہیم کے کنارے مسجد لجین ام ولد متوکل کے قریب پڑاؤ کیا' اسی وقت ابوالقاسم بھی المہتدی کے ارادے سے سوار ہوا' اپنے راستے میں ان کے پاس سے گزرا' لوگ اس کے خادموں اور غلاموں سے لپٹ گئے کہ امیر المومنین کو ہمارا پیام پہنچا دے' اس نے جواب دیا کہو' وہ گڑبڑ کرنے لگے باتوں سے اسے سوائے اس کے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ ہم لوگ صالح کو چاہتے ہیں' وہ روانہ ہوا' امیر المومنین کو اور موسیٰ کو اور سرداران حاضرین کو یہ پیام پہنچا دیا۔

موسیٰ بن بغا کی روانگی:

اس شخص سے مذکور ہے جو اس مجلس میں موجود تھا کہ موسیٰ بن بغا نے کہا کہ ''وہ لوگ صالح کو مجھ سے مانگتے ہیں' جیسے میں نے اسے چھپایا ہے' اور وہ میرے پاس ہے' اگر وہ ان کے پاس ہو تو انھیں مناسب ہے کہ اسے ظاہر کریں''۔ قوم کے جمع ہونے کے اور لوگوں کے ان کی طرف امنڈ آنے کی خبر کو اس نے ان سے بڑی تاکید سے بیان کیا' امیر المومنین ہی کے ہاں سے قتال کی تیاری کر لی' ہتھیار لگا کر سوار ہوئے' اور الحیر کا راستہ اختیار کیا' چبوترے اور جامع مسجد کی پشت کے درمیان جمع ہو گئے' یہ خبر ترکوں کو اور جوان کے پاس پناہ گزیں تھے' انھیں پہنچی تو وہ اس طرح بھاگتے ہوئے واپس ہوئے کہ نہ کوئی سوار پیادے کی طرف رخ کرتا تھا اور نہ کوئی بڑا چھوٹے کی طرف' الدروب اور الازوقہ میں گھس کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے' موسیٰ اور اس کے سب ساتھی چلے گئے تھے' کوئی سردار سامرا میں نہ تھا جو امیر المومنین کے ہاں سوار ہو کے جائے' الحیری میں جمے رہے یہاں تک کہ الحائطین کے متصل سے نکلے اس کے بعد روانہ ہوئے۔ مفلح اور داجن اور جوان دونوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بغداد کے راستے پر روانہ ہو کر سوق الغنم پہنچ گئے' اس کے بعد شارع ابی احمد کی طرف پلٹے اور موسیٰ کے لشکر سے مل گئے۔

صالح بن وصیف کی تلاش:

موسیٰ اور ان سرداروں کی جماعت جو اس کے ساتھ تھی' جیسے یاجور' ساتکین' یارجوخ اور عیسیٰ کرخی یہ لوگ شارع ابی احمد کی طرف چل کر الوادی پہنچے اور محل واپس آئے' موسیٰ کے ساتھی لشکر کی مقدار جو اس دن کہ وہ ہفتے کا دن تھا' چار ہزار سوار تھی جو ہتھیار اور کمانوں اور زرہوں اور جوشن اور نیزوں سے مسلح تھے' اور اکثر سرداران کرخ جو اس لشکر میں تھے' وہ موسیٰ کے ہمراہ صالح کو تلاش کر رہے تھے' ان کا ارادہ اس سے لڑنے کا تھا جو صالح کو طلب کرے

صالح کے متعلق اعلان:

کسی ایسے شخص سے مذکور ہے جو ان کے حال سے خبردار تھا کہ اکثر ان میں کے جو موسیٰ کے ہمراہ سوار تھے ان کی محبت صالح کے ساتھ تھی اس روز کوئی حرکت نہ ہوئی' جب یہ جماعت محل پہنچ گئی تو سب سے پہلی چیز جوان سے ظاہر ہوئی وہ یہ منادی تھی۔

''کل یک شنبہ کو صبح کو صالح کے اہل وعیال اور اس کے سرداروں' غلاموں اور ساتھیوں میں سے جو شخص امیر المومنین کے ہاں حاضر نہ ہوگا اس کا نام کاٹ دیا جائے گا' اس کا گھر ویران کر دیا جائے گا' مارا جائے گا' قید کیا جائے گا اور قید خانے میں ڈال دیا جائے

گا اس جماعت میں تین دن چھپنے کے بعد جو شخص پایا جائے گا اس پر بھی اسی قسم کا عذاب نازل ہوگا اور جو شخص کسی عام آدمی کا گھوڑا لے گا یا راستے میں اس سے تعرض کرے گا اس پر بھی دردناک عذاب نازل ہوگا''۔

المساور الشاری کی آتش زنی:

۸ صفر شب یک شنبہ کو اسی حالت میں شب بسر ہوئی' دوشنبے کی صبح ہوئی تو المہتدی کو یہ خبر ملی کہ المساور الشاری نے شہر میں قتل آتش زنی کی ہے' امیر المومنین نے وہیں جماعت مقاتلین کو آواز دی اور موسیٰ و مفلح و بایکباک کو روانگی کا حکم دیا' موسیٰ نے اپنے خیمے روانہ کر دیئے' ۱۱ صفر یوم چہارشنبہ کو موسیٰ اور محمد بن بغا اور مفلح کی روانگی رک گئی' ان لوگوں نے کہا کہ اس وقت تک ہم میں سے کوئی نہ جائے گا' جب تک کہ ہمارا اور صالح کا معاملہ طے نہ ہو جائے' سب اس پر متفق تھے' صالح سے ڈرتے تھے کہ وہ ان کے بعد برائی کرے گا۔

صالح بن وصیف کے متعلقین پر حملہ:

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے وصیف کے ایک بیٹے کو دیکھا' وہ وہی تھا جس نے ان سب جماعتوں کو جمع کیا تھا' موسیٰ اور بایکباک کے ساتھ میدان بغا صغیر میں ۱۱ صفر چہارشنبہ کو گیند تھاپی سے کھیل رہا تھا۔ یہ لوگ صالح بن وصیف کی تلاش میں کوشش کرنے لگے' اس کے سبب سے اس جماعت پر حملہ کیا گیا جو اس کے قبل اس کے متعلقین میں سے تھی جن کو یہ تہمت لگائی تھی کہ اسے پناہ دی ہے' ابراہیم بن سعدان نحوی' ابراہیم طالبی' ہارون بن عبدالرحمٰن بن ازہر شیعی' ابوالاحوص بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ' ابوبکر واباد ابی حرملہ حجام' شاریہ' مغنیہ اور سرخسی سردار پولیس خاص انھیں میں تھے' ان کے علاوہ ایک اور جماعت بھی تھی۔

ابراہیم بن محمد کا بیان:

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق سے مذکور ہے کہ ربع القبہ صالح بن وصیف کی حویلی کے قریب ایک عمارت ہے' اس کے مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ ''ہم لوگ یوم یک شنبہ کو بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک گلی سے ایک غلام نکلا' میں نے اسے خوف زدہ دیکھا تو اچنبھا معلوم ہوا تو حال دریافت کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ ہمیں چھوڑ گیا' کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن وصیف کے موالی میں سے ایک گزرنے والا سامنے آیا جو روز بہ مشہور تھا' اس کے ہمراہ تین یا چار آدمی تھے' وہ اس گلی میں گھس گئے اس سے بھی تعجب ہوا' تھوڑی دیر کے بعد وہ نکلے اور صالح بن وصیف کو نکالا' ہم نے واقعہ دریافت کیا' یکایک وہ غلام اس گلی کے کسی گھر میں پانی کی تلاش میں گھس گیا کہ اسے پیئے' اس نے کہا کہ اس نے کسی کہنے والے کو سنا جو فارسی میں کہتا ہے کہ امیر کنارے ہو جا' کیونکہ ایک غلام آیا ہے جو پانی ڈھونڈتا ہے' اس غلام نے بھی یہ سنا اس کے اور اس گزرنے والے کے درمیان جان پہچان تھی وہ اس کے پاس آیا اور اسے خبر دی' گزرنے والے نے تین آدمی جمع کیے اور اس پر ٹوٹ پڑا اور اسے نکال لیا۔

صالح بن وصیف کی گرفتاری:

گزرنے والے نے جو ٹوٹ پڑا تھا کہا کہ مجھ سے اس غلام نے جو کچھ کہا وہ کہا' میں آگے بڑھا' میرے ساتھ تین آدمی تھے' دیکھا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ میں آئینہ اور کنگھا ہے اور وہ اپنی ڈاڑھی میں کر رہا ہے' اس نے مجھے دیکھا تو بھاگا اور ایک گھر میں گھس گیا' میں یہ ڈرا کہ کہیں یہ تلوار یا ہتھیار لینے کے خیال میں نہ ہو' میں ٹھیر گیا' دیکھا تو ایک کونے میں چھپا ہے' میں اس کے پاس

گھس گیا اور اس کو نکال لایا' اس نے مجھ سے گریہ وزاری کی تو میں نے کہا کہ '' مجھے تیرے چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں لیکن میں تیرے بھائیوں' ساتھیوں' سرداروں اور تیرے افسروں کے پاس لے چلوں گا اگر ان میں سے دو نے بھی اعتراض کیا تو میں ان کے ہاتھ میں تجھے چھوڑ دوں گا''۔ پھر میں نے اسے نکالا' مگر مجھے سوائے اس کے کوئی نہ ملا جو اس کی برائی پر میرا مددگار رہتا' جب وہ گرفتار کیا گیا تو اسے قریب دو میل کے اس طرح چلایا گیا کہ ساتھ میں سوائے سرکاری آدمیوں کے کوئی نہ تھا جو پانچ سے بھی کم تھے۔

صالح بن وصیف کا قتل:

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت وہ گرفتار کیا گیا تو اس پر ایک کرتہ' ایک ریشمی تانے کی صدری اور پاجامہ تھا' سر پر کچھ نہ تھا اور وہ برہنہ پا تھا' ترکی ابلق گھوڑے پر لادا گیا' عوام اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور خواص روک رہے تھے' انھوں نے اسے موسیٰ بن بغا کے گھر پر پہنچایا موسیٰ بن بغا کے گھر لے گئے تو سرداروں میں سے بایکباک اور مفلح اور یاجور اور ساتکین وغیرہ اس کے پاس آئے' اسے باب الحیر سے نکالا جو جامع مسجد کے قبلے سے متصل ہے کہ محل لے جائیں' جب وہ اسے منارے کی حد تک لے گئے تو مفلح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس کے شانے پر ایسی ضرب لگائی جو قریب تھا کہ اسے پچھاڑ دے' اس کے بعد اس کا سر کاٹ لیا' دھڑ وہیں چھوڑ دیا' اور اسے المہتدی کے گھر لے گئے۔

صالح بن وصیف کے سر کی تشہیر:

ایوان خلافت میں مغرب کے کچھ ہی قبل پہنچے' سر مفلح کے غلاموں میں سے ایک شخص کی قبا کے دامن میں تھا' خون ٹپک رہا تھا' اسے لے کے پہنچے تو المہتدی مغرب کی نماز کے لیے کھڑا ہو چکا تھا اس لیے اس نے اسے نہیں دیکھا' وہ اسے نکال لائے کہ درست کر لیا جائے' المہتدی نے اپنی نماز ادا کر لی اور انھوں نے اسے خبر دی کہ صالح کو قتل کر دیا اور وہ اس کا سر لائے ہیں تو اس نے اس سے زیادہ ان سے کچھ نہ کیا کہ یہ کہا کہ اسے دکھاؤ اور اپنی تسبیح میں لگ گیا' یہ خبر اس کے گھر پہنچی تو فریاد بلند ہوئی' وہ لوگ اس رات کو سو رہے جب ۲۳/صفر دوشنبے کا دن ہوا تو صالح بن وصیف کا سر ایک نیزے پر چڑھایا گیا اور اسے گھمایا گیا۔

منادی کی گئی کہ یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو اپنے آقا کو قتل کرے' تھوڑی دیر کیلیے باب العامہ پر لٹکا دیا گیا اور اس کے بعد ہٹا لیا گیا' پے در پے تین دن تک ایسا ہی کیا گیا' دوشنبے کے دن جب کہ صالح بن وصیف کا سر لٹکایا گیا' بغا صغیر کا سر نکالا گیا اور اس کے اعزاء کو دے دیا گیا تاکہ دفن کر دیں۔

صالح کے قتل پر مفلح کا اظہار افسوس:

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے مفلح کو اس طرح دیکھا کہ اس نے بغا کے سر کو دیکھا تو رونے لگا اور کہا کہ خدا مجھے قتل کرے اگر تیرے قاتل کو قتل نہ کروں' جب ۲۶ پنج شنبہ کا دن ہوا تو موسیٰ نے وہ سر ام الفضل وصیف کی بیٹی کو بھیجا' وہ النوشری کی بیوی تھی اور اس کے قبل سملة بن خاقان کے پاس تھی۔

بعض بنی ہاشم سے مذکور ہے کہ ام الفضل نے موسیٰ بن بغا کو صالح کے قتل پر مبارک باد دی' موسیٰ نے کہا کہ وہ امیر المومنین کا دشمن تھا' ام الفضل نے بایکباک کو مبارک باد دی تو اس نے کہا کہ یہ مبارک باد میرے لیے نہیں ہے' صالح تو میرا بھائی تھا۔

صالح بن وصیف کے قتل پر السلولی کے اشعار:

جب صالح بن وصیف قتل کیا گیا تو السلولی نے موسیٰ کے لیے اشعار ذیل کہے۔

۱۔ ونلت و ترك من فرعون حين طغى وجئت اذ جئت ياموسى على قدر

ترجمہ: ''تو نے فرعون سے اپنا انتقام لے لیا جب اس نے سرکشی کی۔ اے موسیٰ تو جب آیا تو اپنے مرتبے پر آیا۔

۲۔ ثلاثة كلهم باغ اخو حسد يرميك بالظلم والعدوان عن وتر

ترجمہ: تین ہیں جو سب کے سب باغی ہیں' ہر ایک حسد کا بھائی ہے۔ جو ظلم و عدوان کا تیر مارتا ہے۔

۳۔ وصيف بالكرخ ممثول به وبغا بالجسر محترق بالجمر والشرر

ترجمہ: وصیف کرخ میں ہے جس کی ناک کان کٹ چکے ہیں' وبغا۔ الجسر پر چنگاری اور شعلے میں جل رہا ہے۔

٤۔ وصالح بن وصيف بعد منعضر فى الحير جيفته والروح فى سقر

ترجمہ: ان کے بعد صالح بن وصیف ہے جو مٹی میں چڑ رہا ہے۔ اس کی لاش الحیر میں ہے اور روح جہنم میں''۔

متفرق واقعات:

اسی سال جمادی الاولیٰ کی چاندرات کو موسیٰ بن بغا اور بایکباک نے مساور الشاری کی طرف کوچ کیا' اور محمد بن الواثق نے ان کی مشایعت کی۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مساور بن عبدالحمید اور عبید الحمروسی کا الکحیل میں مقابلہ ہوا وہ دونوں مختلف الرائے تھے' مساور کی عبیدہ پر فتح ہوئی اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

اسی سال اور اسی مہینے میں مساور الشاری اور مفلح کا مقابلہ ہوا' مساور کی جانب سے مجھ سے بیان کیا گیا کہ وہ العمروسی کو قتل کرنے کے بعد اس حالت میں کہ اس کے ساتھی بہت زخمی تھے اور وہ اس جنگ سے تھک گئے تھے جو دونوں فریق کے درمیان ہوئی تھی' الکحیل سے موسیٰ کے لشکر کی طرف اور جو اس لشکر میں شامل ہو گئے تھے ان کی طرف واپس ہوا' وہ لوگ حفاظت کر رہے تھے' اس نے ان پر حملہ کر دیا' کامیابی کی جو امید تھی بر نہ آئی' یہ مقابلہ جبل زینبی میں ہوا تھا' آخر وہ اس کے ساتھی اس پہاڑ کے متصل ہو گئے' پھر اس کی چوٹی پر چلے گئے' وہاں آگ سلگائی اور اپنے نیزے گاڑ دیئے' موسیٰ کا لشکر اس پہاڑ کے میدان میں تھا' مساور اور اس کے ساتھی اس راستے کے علاوہ جس میں موسیٰ نے اپنا لشکر اتارا تھا اس پہاڑ سے اترے وہ چلا گیا موسیٰ اور اس کے ساتھی یہ سمجھتے رہے کہ پہاڑی پر ہے وہ لوگ ان سے بچ گئے۔

اہل کرخ کی المہتدی سے ملاقات:

اسی سال ۲۴/ رجب کو المہتدی معزول کیا گیا اور ۱۸/ رجب پنج شنبہ کو اس کی وفات ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۲/ رجب کو ساکنان کرخ نے سامرا میں اپنی عطا کے لیے حرکت کی المہتدی نے ان کے پاس طبا کو جو ان کا رئیس تھا اور اپنے بھائی عبداللہ کو بھیجا' دونوں نے ان سے گفتگو کی' انھوں نے ان کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم امیر المومنین سے بالمشافہ گفتگو کریں' ابونصر بن بغا رات میں چھپ کر اپنے بھائی کے لشکر کی طرف نکل گیا جو الشاری کے قریب السن میں تھا' محل میں ایک جماعت داخل ہوئی' یہ چہار شنبہ کا دن تھا' المہتدی نے ان لوگوں سے دیر تک گفتگو کی' ان کی عطا چار

شنبہ و پنج شنبہ کو بند کی گئی تھی' وہ منتظر تھے کہ یہ معلوم کریں کہ موسیٰ بن بغا کیا کرتا ہے' موسیٰ نے اپنے لشکر کو ایک مہینے کی تنخواہ دی تھی' وہ الشاری کے مقابلے پر تھا' اس کے ساتھی قرار سے ہوئے تو اختلاف پڑ گیا۔ موسیٰ خراسان کے ارادے سے چلا گیا۔

المہتدی کا بایکباک کے نام پیغام:

اسباب اختلاف میں اور ترکوں سے لڑنے کے لیے مہتدی کے نکلنے کے باعث میں مختلف روائتیں ہیں' بعض کہتے ہیں کہ جس وجہ سے الشاری کے سامنے سے موسیٰ ہٹ گیا' اس کی جنگ ترک کر دی اور خراسان چلا گیا' وہ وجہ یہ ہے کہ المہتدی نے بایکباک کو ایسے وقت کہ وہ موسیٰ کے ساتھ مشاور الشاری کے مقابلے میں مقیم تھا' اپنی طرف مائل کرنا چاہا' اسے لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ اس لشکر کو جو موسیٰ کے ساتھ ہے' خود اپنے ماتحت کر لے' اور وہی ان پر سردار ہو جائے' یہ کہ موسیٰ بن بغا اور مفلح کو قتل کر دے یا قید کر کے دونوں کو اس کے پاس بھیج دے''۔

بایکباک اور موسیٰ بن بغا کی گفتگو:

جب وہ خط بایکباک کو ملا تو وہ اسے لے کر موسیٰ بن بغا کے پاس گیا' اور اس سے کہا کہ '' میں اس سے خوش نہیں ہوں' کیونکہ یہ تدبیر تو ہم سب کے خلاف ہے' جب آج تیرے ساتھ کچھ کیا جائے گا تو کل میرے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے گا' تیری کیا رائے ہے''۔ اس نے کہا کہ '' میری رائے یہ ہے کہ تو سامرا جا کے اسے اطلاع دے کہ تو اس کی اطاعت میں ہے اور موسیٰ و مفلح پر اس کا مدد گار ہے' وہ تجھ سے مطمئن ہو جائے گا' پھر ہم سب اس کے قتل کی تدبیریں کریں گے''۔

بایکباک کی گرفتاری:

بایکباک آیا اور المہتدی کے پاس گیا' وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے' گویا کہ الشاری کے پاس سے آئے ہیں' المہتدی ناخوش ہوا کہ '' تو نے لشکر چھوڑ دیا حالانکہ میں نے تجھے یہ حکم دیا تھا کہ تو موسیٰ و مفلح کو قتل کر دے' ان کے معاملے میں تو نے ڈھیل دی''۔

اس نے کہا '' اے امیر المومنین میرے لیے ان دونوں کے ساتھ یہ کیونکر ممکن تھا' لشکر کے اعتبار سے دونوں مجھ سے بہت بڑے اور بہت زبردست ہیں' میرے اور مفلح کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا تو میں اس کا انتقام نہ لے سکا' البتہ میں اپنا لشکر اور اپنے ساتھی اور جس نے میری اطاعت کی سب کو لے آیا ہوں کہ ان دونوں کے خلاف تیری مدد کروں اور تیرے معاملے کو طاقت پہنچاؤں' اور موسیٰ کے پاس تو بہت تھوڑی تعداد رہ گئی ہے''۔

اس نے کہا کہ '' اپنے ہتھیار رکھ دے''۔ اور اسے کسی گھر میں داخل کرنے کا حکم دیا۔

اس نے کہا '' اے امیر المومنین مجھ جیسے آدمی کا تو یہ انتظام نہیں ہے جب کہ وہ اس قسم کی وجہ سے آئے' یہاں تک کہ میں اپنے گھر جاؤں اور اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کو اپنے کام کا حکم دوں''۔

اس نے کہا کہ '' اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ مجھے تجھ سے گفتگو کی حاجت ہو''۔

اس کے ہتھیار لے لیے گئے' ساتھیوں کو اس کی خبر میں دیر لگی' احمد بن خاقان دربان بایکباک ان میں دوڑنے لگا کہ اپنے صاحب کو تلاش کرو قبل اس کے کہ اس پر کوئی حادثہ گزرے' ترک جوش میں آ گئے' محل کو گھیر لیا۔

صالح بن علی کا مہتدی کو مشورہ:

جب المہتدی نے یہ دیکھا اس وقت اس کے پاس صالح بن علی بن یعقوب ابن ابی جعفر المنصور تھا' اس سے مشورہ کیا کہ تو کیا مناسب سمجھتا ہے' اس نے کہا۔ اے امیر المومنین' جس شجاعت اور پیش قدمی کو تو پہنچا' تیرے بزرگوں میں سے کوئی نہیں پہنچا' ابو مسلم کی شان اہل خراسان کے نزدیک جتنی کہ اس ترک کی اس لشکر میں ہے اس سے بہت زیادہ تھی' مگر کچھ نہ ہوا سوائے اس کے کہ اس کا سر ان کی طرف پھینک دیا گیا' یہاں تک کہ انھیں قرار آ گیا' حالانکہ ان میں وہ بھی تھے جو اس کی پرستش کرتے تھے اور اس کو رب بنائے ہوئے تھے تو بھی ایسا کرے گا تو انھیں قرار آ جائے گا' کیونکہ تو پیش قدمی میں منصور سے بھی زیادہ سخت ہے اور دل کی شجاعت میں بھی''۔

بایکباک کا قتل:

الکرخی جس کا نام محمد بن المباشر تھا کرخ میں لوہار تھا اور میخیں بنایا کرتا تھا' اسے پیشے سے جدا ہو کر بغداد میں المہتدی سے مل گیا تھا' اس نے اس پر بھروسہ کر کے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا' اسے بایکباک کی گردن مارنے کا حکم دیا تو اس نے گردن ماردی' ترکوں کی یہ حالت تھی کہ محل میں مسلح صف بستہ کھڑے بایکباک کو طلب کر رہے تھے' المہتدی نے عتاب بن عتاب قائد کو حکم دیا کہ وہ اس کا سر ان میں پھینک دے' عتاب نے سر لے کر ان کی طرف پھینک دیا' وہ پیچھے ہٹے اور ان میں جوش پیدا ہو گیا ایک شخص نے عتاب پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا' المہتدی نے فراغنہ اور مغاربہ اور اوکشیہ اور اشروسنیہ اور ان ترکوں کو جنھوں نے دو درہم اور ستو پر اس سے بیعت کی تھی بلا بھیجا وہ آئے اور ان میں بہت سے مقتول ہوئے' کہا گیا ہے کہ ان ترکوں میں سے جنھوں نے قتال کیا تقریباً چار ہزار مقتول ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو ہزار اور یہ بھی کہ ایک ہزار اور یہ واقعہ اس سال ۱۳/ رجب یوم شنبہ کو ہوا۔

ساری قوم یوم یک شنبہ کو اکٹھا ہو گئی تمام ترک متفق ہو گئے' سب کا معاملہ ایک ہو گیا' ان میں سے تقریباً دس ہزار آدمی آئے' طغوتیا برادر اور بایکباک اور احمد بن خاقان دربان بایکباک تقریباً پانچ سو آدمی کی جماعت میں آئے' جو طغوتیا کے ہمراہ تھے۔

مہتدی اور ترکوں کی جنگ:

المہتدی اس طرح نکلا کہ صالح بن علی اس کے ہمراہ تھا' گلے میں قرآن مجید تھا اور وہ لوگوں کو اس امر کی دعوت دے رہا تھا کہ وہ اپنے خلیفہ کی مدد کریں' جب شر بڑھا تو وہ ترک جو المہتدی کے ساتھ تھے اپنے ساتھیوں کی طرف مائل ہو گئے جو برادر بایکباک کے ساتھ تھے' المہتدی فراغنہ ومغاربہ اور چند عوام میں رہ گیا جو اس کے ہمراہ تھے' پھر طغوتیا اور بایکباک نے ان سب پر ایک ایسا حملہ کیا جو طالب قصاص اور ایسے شدید پیاسے اور ایسے طالب انتقام کا ہو جسے بدلہ نہ ملا ہو' صفیں توڑ دیں' انھیں بھگا دیا اور بہتوں کو قتل کر ڈالا' وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگے' المہتدی بھی اس طرح شکست اٹھا کر بھاگا کہ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور وہ ندا دے رہا تھا کہ اے گروہ انسانی اپنے خلیفہ کی مدد کرو' اسی طرح ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد کے گھر پہنچا جو شبہ بابک کے بعد تھا اور اس میں احمد بن جمیل صاحب المغوتہ بھی تھا' وہاں داخل ہوا' اپنے ہتھیار رکھ کر سفید کپڑے پہن لیے کہ ایک گھر کے اوپر چڑھ کر دوسرے گھر میں اتر کر جائے اور بھاگ جائے' ڈھونڈا گیا مگر نہیں ملا۔

احمد بن خاقان تیس سواروں کے ساتھ اسے پوچھتا ہوا آیا' آگاہ ہو گیا کہ وہ ابن جمیل کے گھر میں ہے' وہاں سے وہ بھاگا کہ

چڑھ کر نکل جائے' اسے ایک تیر مارا گیا اور ایک تلوار اس کے پیٹ میں بھونک دی گئی' احمد بن خاقان نے گھوڑے یا خچر پر لادا اور اس کے پیچھے سائیس کو بٹھا کر یہاں تک کہ اسے اپنے گھر لے گیا' لوگ اس کے پاس آئے' اسے چپتیں مارنے اور منہ پر تھوکنے لگے' اسباب و سامان کی قیمت دریافت کرنے لگے' اس نے چھ لاکھ کا اقرار کیا' جنھیں کرخی نے بغداد میں لوگوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے' آزار رسانی کا سامان کیا گیا اور چھ لاکھ دینار کا رقعہ لے لیا گیا' ایک شخص کے حوالے کر دیا' جس نے اس کے خصیئے کو مسل کر اس کو قتل کر دیا۔

بعض نے کہا کہ اس کا سبب اور پہلا اختلاف یہ تھا کہ ترکوں کی اولاد میں سے لاحقین جمع ہوئے کہ ہم لوگ اس پر رضا مند نہیں ہیں کہ ہم پر سوائے امیر المومنین کے کوئی اور رئیس ہو۔

موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو اس وقت انھوں نے لکھا جب کہ وہ دونوں الشاری کے مقابل تھے' موسیٰ اپنے آدمیوں کے ساتھ آیا' جمعہ کو الوزیر کے علاقے میں پل تک گیا' المہتدی نے الحیر میں پڑاؤ کیا اور وہ ان کے قریب ہو گیا' وہ محل کی طرف مسلح نکلا۔

فراغنہ و مغاربہ کا قتل:

جب ۱۳/ رجب یوم شنبہ ہوا تو بایکباک فرماں بردار بن کے داخل ہوا' موسیٰ تقریباً دو ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کی طرف چلا گیا' ایک شخص موالی میں سے المہتدی کے پاس آیا کہ بایکباک نے موسیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ تجھے محل میں کسی بہانے سے قتل کر دے گا۔ المہتدی نے بایکباک کو گرفتار کر لیا' اس کے ہتھیار چھین لینے اور قید کر دینے کا حکم دیا' وہ ہفتے کو عصر تک قید رہا' اہل کرخ اس کی تلاش میں نکلے اور واپس گئے' یک شنبہ کی صبح ہوئی تو ان میں سے کوئی نہ بچا جو پیادہ یا سوار مسلح ہو کر نہ آیا ہو' جب وہ محل کی طرف گئے تو المہتدی نے نماز ظہر پڑھی اور فراغنہ و مغاربہ کے ہمراہ ان کی طرف نکلا' ترکوں نے انھیں بھڑکایا' انھوں نے ان پر حملہ کر دیا' جب انھوں نے ان کا پیچھا کیا تو ان کا پوشیدہ لشکر نکل آیا جس سے فراغنہ و مغاربہ کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی۔

المہتدی کا فرار:

المہتدی بھاگا' ابو الوزیر کے دروازے پر اس حالت میں گزرا کہ اس کا غلام چلا رہا تھا کہ اے لوگو یہ تمہارا خلیفہ ہے' ترک اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے' وہ احمد بن جمیل کے گھر گھس گیا' المہتدی ایک دوسرے گھر پر چڑھ گیا' ترکوں نے اس تمام علاقے کا محاصرہ کر لیا اسے انھوں نے عبداللہ بن عمر البازیار کے ایک غلام کے گھر سے نکالا' اس حالت میں ایک دبلے سیاہ گھوڑے پر سوار کر دیا کہ اس کی پسلی میں نیزے کا زخم تھا اور وہ کرتہ اور پاجامہ پہنے تھا' کرخی کا گھر' نیز ایک جماعت عوام اور بنی ثوابہ کے مکان لوٹ لیے۔

جب دوشنبہ کا دن ہوا تو احمد بن المتوکل عرف ابن فتیان کو یار جوخ کے گھر پہنچایا گیا ترک راستوں میں گھوم رہے تھے اور عوام کی تعریف کر رہے تھے کہ انھوں نے ان کی مزاحمت نہیں کی۔

کیغلغ کی گرفتاری:

دوسروں نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کرخ اور سامرا کے باشندوں نے اسی سال ۲/ رجب یوم دوشنبہ کو حرکت کی' کرخ میں اور اس کے اوپر جمع ہوئے' المہتدی نے کیغلغ و طبایغو بن صول ارتیکن اور اپنے بھائی عبداللہ کو ان کی جانب روانہ کیا' یہ لوگ ان کے ساتھ برابر رہے' یہاں تک کہ ان میں سکون ہو گیا اور یہ دار الخلافت واپس آ گئے' ابو نصر محمد بن بغا کبیر کو یہ خبر پہنچی کہ المہتدی نے اس

کے اور اس کے بھائی موسیٰ کے بارے میں کلام کیا ہے اور موالی سے کہا ہے کہ تمام مال ان لوگوں کے پاس ہے' وہ اس سے اور ان لوگوں سے ڈرا۔ شب چارشنبہ ۳/ رجب کو بھاگ گیا' المہتدی نے اسے چار رقعے لکھے جس میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دی تھی' دو خط اسے اس وقت پہنچے جب کہ وہ ابرتکین بن برمکا تیکین کے ساتھ الحمدیہ میں مقیم تھا' دوسرے دو اس وقت پہنچے کہ فوج صغیر کے ساتھ تھا اس نے اس پر بھروسہ کیا اور واپس ہوا' وہ اور اس کا بھائی حبشون اور بکالیا دارالخلافت میں داخل ہوئے تو قید کر دیئے گئے ان کے ساتھ کیغلغ بھی قید کر دیا گیا۔

ابونصر کی گرفتاری وقتل:

ابونصر کو ان سے علیحدہ کر لیا گیا اور اس سے مال مانگا گیا' اس کے وکیل سے پندرہ ہزار دینار لے لیے گئے اور اسے ۳/ رجب سہ شنبہ کو قتل کر کے القضاۃ کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا' ۱۵/ رجب دوشنبہ کو اسے کنوئیں سے نکالا گیا۔ اور اس کے گھر پہنچایا گیا' وہ بدبو کرنے لگا تھا' تین سو مثقال مشک اور چھ سو مثقال کافور خریدا گیا اور اس پر ڈال دیا گیا مگر بدبو بند نہ ہوئی' الحسن بن مامون نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

موالیوں کو دارالخلافہ میں قیام کا حکم:

المہتدی نے ابونصر کو قید کرنے کے وقت موسیٰ ابن بغا کو لکھا کہ لشکر کو بایکباک کے سپرد کر دے اور مع موالی کے سامرا آ جائے' بایکباک کو لشکر پر قبضہ کرنے اور الشاری کے قتال کا انتظام کرنے کو لکھا' بایکباک اس خط کو موسیٰ کے پاس لے گیا' اس نے اسے پڑھا تو سامرا کی واپسی پر اتفاق کر لیا' المہتدی کو یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ اس کی مخالفت پر آمادہ ہیں' اس نے موالی کو جمع کر کے فرماں برداری پر برانگیختہ کیا اور انھیں دارالخلافت میں اپنے ساتھ رہنے اور اپنے سے جدا نہ ہونے کا حکم دیا' ترکوں میں سے ہر شخص کے لیے اور جو ان کے قائم مقام تھے ان کے لیے بھی دو درہم یومیہ جاری کیے اور مغربیوں میں ہر شخص کے لیے ایک درہم' دونوں فریق اور ان کے دوست تقریباً پندرہ ہزار آدمی اس کے لیے خاص محل اور دوسرے محلوں میں جمع ہو گئے ان میں وہ ترک بھی تھے' جو الکالمی مشہور تھے۔

کیغلغ کے قید ہونے کے بعد دارالخلافت کا منتظم مسرور بلخی اور سرداروں کا رئیس طابیغو تھا' منتظم عبداللہ بن تکین تھا۔ موسیٰ اور مفلح اور بایکباک کو ابونصر اور حبشون اور دوسرے گرفتاروں کی خبر پہنچی تو انھوں نے احتیاط اختیار کی' ان کے اور المہتدی کے درمیان نامہ و پیام و قاصد جاری ہوئے' المہتدی اس جماعت کے اپنے پاس آنے کی امید میں ۱۱/ رجب پنج شنبہ کو اپنی جماعت کے ساتھ نکلا' مگر کوئی نہیں آیا۔

احمد بن خاقان کی گرفتاری:

جب ۱۲/ رجب جمعہ کا دن ہوا تو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ مفلح کے ساتھ سامرا کے راستے سے الجبل کے علاقے میں شام کے وقت داخل ہو گیا ہے' ہفتے کے دن بایکباک اور یارجوخ اور اساتیکین اور علی بن بارس اور سیما الطویل اور خطارمش دارالخلافت میں داخل ہوئے' بایکباک اور اس کا نائب احمد بن خاقان قید کر دیئے گئے اور بقیہ کو واپس کر دیا گیا' بایکباک وغیرہ کے ترک ساتھی جمع ہوئے اور کہا کہ ہمارا سردار کیوں قید ہے اور ابونصر کیوں قتل کیا گیا۔

طغوتیا کا مہتدی کی جماعت پر حملہ:

ہفتہ کو المہتدی ان کی جانب نکلا' ان کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی' وہ واپس گیا اور یک شنبہ کو اس طرح نکلا کہ وہ لوگ اس کے لیے جمع ہو گئے تھے' خود اس نے مغربیوں اور مٹی کے برتن والے ترکوں اور فرغانیوں کو جمع کیا' میمنہ پر مسرور بلخی اور میسرہ پر یارجوخ تھا' المہتدی اساتکین وطایغو وغیرہ سرداروں کے ساتھ قلب میں رہا' جب سورج تیز ہو گیا تو بعض آدمی بعض کے قریب ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی' انھوں نے بایکباک کو طلب کیا تو المہتدی نے اس کا سر ان کے پاس پھنکوا دیا۔ عتاب بن عتاب نے اسے اپنی قبا کے دامن سے نکالا تھا' ان لوگوں نے اسے دیکھا تو اس کے بھائی طغوتیا نے اپنی خاص جماعت سے المہتدی کی جماعت پر حملہ کر دیا المہتدی کے لشکر کے میمنہ ومیسرہ والے پھر گئے۔ اور انھیں کے ساتھ ہو گئے' بقیہ لوگ المہتدی کے پاس بھاگ گئے۔ دونوں فریق کی ایک جماعت مقتول ہوئی۔

حبشون میں بغا کا بیان:

حبشون بن بغا سے مذکور ہے کہ سات سو اسی آدمی مقتول ہوئے اور سب لوگ منتشر ہو گئے' المعتدی دار الخلافت میں داخل ہوا' وہ دروازہ بند کر لیا گیا جس سے وہ داخل ہوا تھا' اس دروازے سے نکلا جو باب الا ایتاخ مشہور ہے' بازار مسرور سے واثق کے دروازے سے ہوتا ہوا باب العامہ کی طرف اس طرح نکلا کہ ندا دے رہا تھا کہ اے لوگوں میں امیر المومنین ہوں' اپنے خلیفہ کی طرف سے قتال کرو مگر عوام میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی اور وہ سڑک پر سے گزر رہا تھا اور ندا دے رہا تھا' مگر کسی کو اس کی مدد کرتے نہیں دیکھا' وہ قید خانے کے دروازے پر گیا' قیدیوں کو رہا کر دیا جو اس میں تھا' گمان کرتا تھا' کہ وہ لوگ اس کی مدد کریں گے' مگر ان سے سوائے بھاگنے کے کچھ نہ ہوا۔

المہتدی کی گرفتاری:

لوگوں نے اس کی بات قبول نہ کی تو وہ ابوصالح عبداللہ بن یزداد کے گھر گیا وہاں احمد بن جمیل افسر پولیس بھی اترا ہوا تھا' وہ اس کے پاس پہنچایا گیا' دیوان الضیاع کی طرف سے نکال کر محل میں لائے' پھر احمد بن خاقان کے پاس قید کر دیا' احمد بن جمیل کا گھر لوٹ لیا گیا' جو شخص مغاربہ کے سرداروں میں سے اس معرکے میں قتل ہوا وہ نصر بن احمد الزبیری ہے' اور شاکریہ کے سرداروں میں سے عتاب بن عتاب ہے جب کہ وہ بایکباک کا سر ان کے پاس لایا تھا۔

المہتدی کا معزول ہونے سے انکار:

بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں المہتدی نے بہت بڑی جماعت کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا' قید ہونے کے بعد سخت کلامی ہوئی' اور انھوں نے اس سے معزولی چاہی' تو اس نے انکار کیا اور قتل کے لیے تیار ہو گیا' انھوں نے کہا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور سرداروں کی ایک جماعت کو لکھا تھا کہ ان کے ساتھ بدعہدی نہ کرے گا' انھیں فریب نہ دے گا بہانہ قتل نہ کرے گا نہ ان امور کا قصد کرے گا' جب اس نے ایسا ان سب کے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کیا اور وہ اس پر واقف ہو گئے تو وہ اس کی بیعت سے بری ہو گئے انھیں اختیار ہے کہ جس کو چاہیں نصب کریں۔ انھوں نے اس کی حکومت توڑنے کو حلال سمجھا۔

یارجوخ کی احمد بن متوکل کی بیعت:

یارجوخ لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد دارالخلافت گیا۔ وہاں سے اولا دمتوکل میں سے اس نے ایک جماعت کو نکالا' انھیں اپنے گھر لے گیا' ۱۳/ رجب یوم سہ شنبہ کو احمد بن المتوکل سے جو ابن فتیان مشہور تھا' بیعت کر لی المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا' ۱۸/ رجب یوم پنج شنبہ کو المہتدی محمد بن الواثق کی وفات پر شہادت لی گئی کہ وہ درست حالت میں تھا' سوائے ان دو زخموں کے جو اسے یک شنبہ کو لڑائی میں لگے کہ ایک تیر سے اور ایک تلوار سے اور کوئی زخم نہیں تھا۔ جعفر بن عبدالواحد اور امیر المومنین کے چند بھائیوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ المنتصر کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔ موسیٰ بن بغا اور مفلح ۲۰/ رجب یوم شنبہ کو سامرا میں داخل ہوئے۔ اس نے المعتمد کو سلام کیا خلعت ملا۔ وہ اپنے گھر چلا گیا۔ لوگ امن و عافیت سے رہنے لگے۔

اہل کرخ کا المہتدی سے ملاقات پر اصرار:

۲/ رجب کو اہل کرخ و دور سب میں ہیجان پیدا ہوا۔ وہ جمع ہوئے۔ جب وہ حرکت کرتے تھے تو مہتدی اپنے بھائی عبداللہ کو بھیجا کرتا تھا۔ اس دن بھی حسب معمول عبداللہ کو اس کے پاس بھیجا۔ اس نے انھیں اس حالت میں پایا کہ محل کے ارادے سے آئے ہیں۔ گفتگو کی اور ان کے حوائج کے انتقام کی ذمہ داری لی مگر انھوں نے انکار کیا کہ ہم واپس نہ ہوں گے جب تک ہم امیر امومنین کے پاس جا کر اس سے اپنے واقعہ کی شکایت نہ کر لیں۔ عبداللہ ان کے پاس سے واپس ہوا۔ اس وقت دارالخلافت میں ابونصر محمد بن بغا اور حبشون اور کیغلغ اور مسرور بلخی اور ایک اور گروہ تھا۔ عبداللہ نے جب یہ خبر پہنچا دی تو حکم ہوا کہ پھر جاؤ اور ان کی ایک جماعت کو ساتھ لاؤ۔ حسب الحکم عبداللہ ان سے قریب محل کے ملا اور چاہا کہ وہ اپنے مقام پر ٹھہریں اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو روانہ کریں مگر انھوں نے انکار کیا جب ابونصر کو اور جو اس کے ساتھ دارالخلافت میں تھے یہ خبر پہنچی کہ ان کا گروہ آ گیا ہے تو وہ سب باب التراله کے قریب سے دارالخلافت سے نکل گئے۔ دارالخلافت میں سوائے مسرور بلخی کے البطون نائب کیغلغ کے اور کاتبوں میں سے بجز عیسیٰ بن فرخان شاہ کے اور کوئی نہ رہا۔

افسروں کی معزولی کا مطالبہ:

موالی باب القصر الاحمر کے قریب سے داخل ہو گئے اور قریب چار ہزار کے دارالخلافت میں بھر گئے۔ مہتدی کے پاس گئے۔ اپنی حالت کی شکایت کی۔ انھیں اپنی درخواست میں بھروسہ تھا کہ ان کے افسروں کو معزول کر دیا جائے گا۔ اور ان کا انتظام امیر المومنین کے بھائیوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ خزانے میں جتنی خیانت کی ہے سب کی تلافی و بازیابی ہوگی جس کی مقدار پندرہ کروڑ بیان کی تھی۔ اس معاملے میں اور ان کی درخواست پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اس دن دارالخلافت ہی میں رہے۔ مہتدی نے محمد بن مباشر کرخی کو بھیجا۔ اس نے ان کے لیے ستو خریدے۔ ابونصر بن بغا اس کے بعد ہی گیا یہاں تک کہ اس نے الحیر میں کہ حلبہ کے قریب تھا لشکر جمع کیا۔ اس کے ساتھ تقریباً پانچ ہزار آدمی مل گئے مگر اسی شب کو علیحدہ ہو گئے۔ اب اس کے پاس سو سے بھی کم رہ گئے۔ وہ چلا گیا۔ جاتے جاتے محمد یہ پہنچ گیا۔

مطالبات پر نظر ثانی کا مشورہ:

چار شنبہ کی صبح اس طرح ہوئی کہ موالی اپنے پہلے مطالبے پر قائم تھے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ کام جس کا تم ارادہ کرتے ہو سخت

کام ہے۔ ان امراء کے ہاتھ سے حکومت کا نکال لینا تمھیں بھی سہل نہیں۔ چہ جائے کہ معزول بھی کیے جائیں اور سرکاری مطالبات بھی پورے کرا لیے جائیں۔ اپنے معاملے میں غور کرو۔ اگر تمھیں یہ خیال ہو کہ تم اس معاملے پر اس وقت تک صبر کرو گے جب تک کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچے تو امیر المومنین اسے تمھارے لیے قبول کرتے ہیں۔ دوسری صورت میں امیر المومنین تمھارے لیے غور کو اچھا سمجھتے ہیں انھوں نے سوائے اپنی پہلی درخواست کے انکار کیا۔ انھیں اس امر کی بیعت کی قسموں کی دعوت دی گئی کہ وہ اسی قول پر قائم رہیں گے۔ اس سے رجوع نہ کریں گے۔ جو شخص ان سے اس معاملے میں قتال کرے گا اس سے قتال کریں گے۔ امیر المومنین کے لیے خیر خواہی کریں گے۔ اس سے وفاداری کریں گے۔ ان لوگوں نے اس کی یہ بات مان لی' بیعت کی قسمیں لی گئیں۔ اس دن تقریباً ایک ہزار نے عیسیٰ بن فرخان شاہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی کہ فرمان روائی کے کاروبار کی عنان اقتدار اسی کے ہاتھ میں تھی۔

ابونصر کی طلبی:

انھوں نے اپنی طرف سے ابونصر کو ایک خط لکھوایا جسے ان کے لیے عیسیٰ بن فرخان شاہ نے لکھ دیا۔ اس خط میں بے سبب دارالخلافت سے نکل جانے پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا تھا کہ صرف اس لیے امیر المومنین کی جناب میں حاضر ہوئے تھے کہ اپنی حاجت کی شکایت کریں جب دارالخلافت کو خالی پایا تو ٹھہر گئے۔ امیر المومنین جب معاودت فرمائیں گے تو ہم بھی لوٹ جائیں گے۔ ہرگز ہرگز برانگیختہ نہ کریں گے۔ عیسیٰ نے خلیفہ کی جانب سے بھی اسے ایسا ہی لکھا' وہ المحمدیہ سے عصر وعشاء کے درمیان آیا اور دارالخلافت میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ہمراہ اس کا بھائی حبشون اور کیغلغ اور بکالیا اور ان میں کا ایک گروہ تھا موالی ان کے مقابلے میں مسلح ہو کر کھڑے ہو گئے اور المہتدی بیٹھ گیا۔

ابونصر کی دربار میں باریابی:

ابونصر اور جو اس کے ساتھ تھے اس کے پاس پہنچے۔ سلام کیا قریب آیا۔ المہتدی کے ہاتھ پاؤں اور فرش کو بوسہ دیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

المہتدی نے خطاب کیا کہ اے محمد! اس معاملے میں جو موالی کہتے ہیں تیرے پاس کیا ہے۔

اس نے کہا وہ کیا کہتے ہیں۔

فرمایا: وہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے تمام دولت کھینچ لی۔ اعمال میں خود رائی کی۔ سلطنت کے کسی امر میں غور نہیں کرتے۔ مصالح عامہ پر کان نہیں دھرتے۔

محمد نے کہا: اے امیر المومنین! میں اور اموال ساتھ نہیں ہیں۔ نہ میں دیوان کا کاتب تھا۔ نہ میرے ہاتھ میں اعمال تھے۔

پوچھا: پھر وہ اموال کہاں ہیں۔ وہ ضرور تیرے ہی پاس ہیں یا تیرے بھائیوں' کاتبوں اور ساتھیوں کے پاس۔

ابونصر کی گرفتاری:

موالی قریب آئے۔ عبداللہ بن تکین اور ان میں کی ایک جماعت آگے بڑھی۔ ابونصر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ امیر المومنین کا دشمن ہے جو امیر المومنین کے سامنے تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ انھوں نے اس کی تلوار لے لی۔ ابونصر کا ایک غلام اندر آیا جس کا نام تیتل تھا۔ اس نے اپنی تلوار کھینچ لی اور قدم بڑھایا کہ ان لوگوں کو ابونصر سے باز رکھے۔ اس کا قدم خلیفہ کے قریب تھا' عبداللہ بن تکین

بڑھا اور اس کے سر پر ایک تلوار ماری۔ اس کے بعد دارالخلافت میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جس کی تلوار نہ لی گئی ہو۔ المہتدی اٹھا اور ایک کوٹھری میں جو اس کے قریب تھی' چلا گیا۔ محمد بن بغا کو گرفتار کر کے دارالخلافت کے ایک حجرے میں داخل کر دیا گیا۔ اس کے بقیہ ساتھی بھی قید کر دیے گئے۔ لوگوں نے اس غلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ المہتدی نے انھیں روکا کہ اس کے بارے میں مجھے غور کرنے کی گنجائش ہے' پھر حکم دیا تو اسے خزانے سے ایک کرتہ دیا گیا۔ اس کے سر کا خون دھونے کا حکم دیا گیا اور قید کر دیا گیا۔

عبداللہ بن الواثق کو الرفیف جانے کا حکم:

چار شنبہ کی صبح کو لوگ بہت جمع ہو گئے۔ بیعت لی جا رہی تھی۔ عبداللہ بن الواثق کو ایک ہزار شاکریوں اور فرغانیوں کے ساتھ الرفیف جانے کا حکم دیا۔ خراسان کے ان سرداروں میں سے جنھیں اس نے نکلنے کا حکم دیا تھا۔ محمد بن یحییٰ الواثقی عتاب بن عتاب ہارون بن عبدالرحمٰن بن الازہر' ابراہیم برادر ابی عوان یحییٰ بن محمد بن داؤد' نصر بن شبث کا بیٹا عبدالرحمٰن بن دینار اور احمد بن فریدوں وغیرہ تھے۔ عبداللہ بن الواثق کو ان سرداروں کی جانب سے یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نواح میں ان کا جانا مناسب نہیں ہے۔ اس نے ادھر کا جانا ترک کر دیا۔ ان لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اور مفلح کو واپسی کے لیے اور لشکر کو اپنے میں سے کسی سردار کے سپرد کرنے کو لکھیں۔ سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ ان دونوں کو یہ مضمون اور چند خطوط دوسرے جوان کے ساتھیوں نے سامرا میں کی تھی اور ان کی وہ درخواست قبول کی گئی تھی۔ اور ان خطوط کے لکھنے کا حکم دیا گیا جو سرداروں کو لکھنا منظور تھے اور اس امر کا کہ وہ انتظار کریں۔ اگر موسیٰ و مفلح نے دارالخلافت مع اپنے غلاموں کے آنے میں اور لشکر کو اس شخص کے جسے سپرد کرنے کا انھیں حکم دیا گیا ہے' سپرد کرنے میں جلدی کی تو خیر ورنہ ان دونوں کو گرفتار کر کے دارالخلافت روانہ کر دیں ان لوگوں نے یہ خطوط اپنے میں سے تین آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیے۔ وہ لوگ اسی سال ۵/ رجب شب جمعہ کو سامرا سے روانہ ہوئے۔

کنجور کی گرفتاری و رہائی:

ان لوگوں پر جن سے دارالخلافت میں فی کس دو درہم یومیہ پر بیعت لی گئی تھی' یومیہ جاری کیا گیا تقسیم کرنے کا متولی عبداللہ بن تکین ہوا جو کنجور کے لڑکے کا ماموں تھا۔ جب یہ خبر موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو پہنچی تو اس نے کنجور کو تہمت لگائی اور اسے مارنے کے بعد قید کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت موسیٰ السن میں تھا۔ جب یہ خبر بایکباک کو پہنچی جو الحدیثہ میں تھا تو وہ السن آیا اور کنجور کو قید سے نکلوایا۔ لشکر السن میں جمع ہوا۔ پیامبران کے پاس پہنچ گئے خطوط پہنچا دیے۔ بعض اہل لشکر کو پڑھ کر سنائے' ان سے مدد کی بیعت لی ۱۱/ رجب پنج شنبہ کو الرفیف کے پل پر اترے۔ اسی دن المہتدی الحیر کی طرف نکلا۔ لوگوں نے روکا۔ وہ تھوڑا ہی چلا تھا کہ پھر لوٹا اور حکم دیا کہ خیمے اور چھولداریاں اکھاڑ کے الحیر میں لگائی جائیں۔

جمعہ کی صبح ہوئی تو موسیٰ کے لشکر سے تقریباً ایک ہزار آدمی واپس آ گئے جن میں کوتکین و خشنج بھی تھے۔ المہتدی الحیر کی طرف نکلا۔ اس نے اپنا میمنہ بنایا جس پر کوتکین مقرر ہوا۔ میسرہ پر خشنج مقرر ہوا۔ خود قلب میں ٹھہرا۔ پیامبر اس حالت میں واپس آئے کہ دونوں لشکروں کے درمیان آمد و رفت کر رہے تھے۔

ترک سرداروں کی مہتدی کے دربار میں باریابی:

موسیٰ بن بغا کی خواہش تھی کہ وہ کسی ایسے علاقے کا والی بنا دیا جائے کہ وہ وہاں واپس چلا جائے۔ قوم کی خواہش تھی کہ موسیٰ

مع اپنے غلاموں کے ان کے سامنے آئے کہ ان سے گفتگو کریں۔ اس دن ان کے درمیان کوئی بات طے نہ ہوئی۔ جب ہفتے کی رات ہوئی تو جو شخص موسیٰ کے پاس سے واپس ہونا چاہتا تھا وہ واپس آ گیا' موسیٰ و مفلح تقریباً ایک ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کے قصد سے واپس ہوئے۔ بایکباک اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت اسی شب عیسیٰ کرخی کے ساتھ روانہ ہوئی۔ اسی کے ہمراہ رات گذاری' ہفتے کی صبح ہوئی۔ بایکباک اور اس کے ساتھی دارالخلافت میں داخل ہوئے تو ان کی تلواریں' بایکباک اور یارجوخ اور اساتکین اور احمد بن خاقان اور خطارمش وغیرہ کی لے لی گئیں۔ سب کے سب المہتدی کے پاس پہنچے اور سلام کیا۔

بایکباک کا انجام:

سوائے بایکباک کے سب کو واپسی کا حکم دیا گیا۔ المہتدی نے اسے اپنے سامنے ٹھہرانے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس کے سامنے اس طرح آیا کہ وہ اسے اس کے قرضے شمار کرا رہا تھا۔ جو کچھ مسلمانوں کے اور اسلام کے ساتھ کیا تھا۔ سب کا حساب کر رہا تھا۔ موالی اس پر ٹوٹ پڑے اسے دارالخلافت کے ایک حجرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ پانچ گھنٹے بھی نہ ٹھہرا تھا کہ ہفتہ کو زوال کے وقت قتل کر دیا گیا۔ حالت اپنی اصل پر آ گئی۔ پھر کوئی حرکت نہ ہوئی۔ کسی نے کوئی کلام نہ کیا سوائے چند آدمیوں کے جنھوں نے بایکباک کے معاملے کو برا جانا تھا۔ انھوں نے بھی پوری پوری بے قراری ظاہر نہ کی۔

ترکوں کا دارالخلافہ سے انخلاء:

جب یک شنبہ ہوا تو ترکوں نے دارالخلافت میں اپنے ساتھ فرغانیوں کی برابری و یکسانی پر ناراضگی ظاہر کی۔ ان کے ذہن میں یہ بات جم گئی کہ یہ تدبیر صرف ان کے رؤساء کے قتل کے لیے جاری ہوئی ہے کہ فرغانیوں اور مغربیوں کو ان پر مقدم کیا جائے وہ سب کے سب دارالخلافت سے نکل گئے جہاں فقط مغربی و فرغانی رہ گئے۔ ترکوں نے کرخ کے علاقے میں جا کر اس کی مذمت کی بایکباک کے ہمراہیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے خود بایکباک کو بھی ملا لیا۔

فرغانیوں کا مہتدی سے اعانت کا وعدہ:

مہتدی نے فرغانیوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس بلایا۔ ترکوں نے جن امور کو ناگوار سمجھا اس کی انھیں خبر دی کہ اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کے مقابلے میں کھڑے ہو سکو گے تو امیرالمومنین کو تمھاری نزدیکی ناگوار نہیں ہے اور اگر تم لوگ اپنے متعلق ان سے عاجز رہنے کا گمان کرتے ہو تو معاملہ کے شدت اختیار کرنے سے قبل ہم ان لوگوں کو ان کی خواہش کی طرف چل کر رضامند کر لیں۔ فرغانیوں نے عرض کی کہ ہم ترکوں کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے اور ان پر غالب آئیں گے بشرطیکہ ہم میں اور مغربیوں میں اتفاق ہو جائے۔ ان لوگوں پر اپنے مقدم کیے جانے کی وجہ سے انھوں نے بہت سی اشیاء تیار کیں۔ المہتدی سے ترکوں پر چڑھائی کی خواہش کی وہ ظہر تک اسی طرح رہا۔ بعد ظہر سوار ہوا۔ بہت سے فرغانی سواروں اور بہتیرے مغربی پیادوں کو ساتھ لیا ان کی طرف روانہ ہو گیا جو کرخ اور قطائع کے درمیان تھے۔ ترک تقریباً دس ہزار تھے اور وہ چھ ہزار۔ ان کے ہمراہ ترک ایک ہزار سے بھی کم تھے جو صالح بن وصیف کے ساتھی تھے۔ ایک جماعت یارجوخ کے ساتھ تھی۔

مہتدی کی فوج کی شکست و فرار:

جب دونوں گروہ مل گئے تو یارجوخ مع اپنے ترکی ساتھیوں کے دوسری طرف مائل ہو گیا۔ صالح بن وصیف کے ساتھی

بھاگے اپنے اپنے مکان واپس چلے گئے۔ طاشتمر اللہ کے پیچھے سے نکلا۔ انھوں نے ایک لشکر پوشیدہ کیا تھا' فوج آپس ہی میں ٹکرا گئی۔ دن کے تھوڑے حصے میں جنگ جاری رہی جس میں شمشیر زنی' نیزہ بازی اور تیر اندازی ہوتی رہی۔ المہتدی کے ساتھیوں میں بھگدڑ مچ گئی مگر وہ خود ثابت قدم رہا اور اس طرح مقابلے پر آیا کہ انھیں اپنی طرف بلا رہا تھا اور قتال کر رہا تھا۔ ان کی واپسی سے مایوس ہو گیا تو اس حالت میں واپس چلا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس کے جسم پر زرہ اور ایک قبا تھی جس کا ابرہ سفید حریر کا تھا جس پر بنکیاں تھیں۔ موضع خشتہ باب تک اس حالت میں پہنچا کہ جہاد کرنے اور اپنی مدد کرنے پر لوگوں کو برانگیختہ کر رہا تھا۔ مگر سوائے ایک آوارہ گرد جماعت کے اور کسی نے اس کی پیروی نہ کی۔ جب وہ لوگ قید خانے کے دروازے پر پہنچے تو اس کے گھوڑے کی لگام انھوں نے پکڑ لی اور اس سے قیدیوں کے رہا کرنے کی درخواست کی۔ وہ تنہا ان کے پاس سے واپس ہوا مگر انھوں نے اسے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس نے ان کے رہا کرنے کا حکم دیا۔

لوگ واپس ہو کے قید خانے کے دروازے میں مشغول ہو گئے اور وہ تنہا رہ گیا' پھر روانہ ہو کر موضع دار ابی صالح بن یزداد پہنچا۔ یہاں احمد بن جمیل تھا۔ گھر میں داخل ہوا۔ دروازے بند کر لیے گئے۔ اپنے کپڑے اور ہتھیار اتارے اور اس کی ران میں نیزے کا ایک زخم تھا۔ ایک کرتہ پاجامہ مانگا جو احمد بن جمیل نے حاضر کیا۔ اپنا خون دھویا۔ پانی پیا اور نماز پڑھی۔

احمد بن المتوکل کی رہائی:

ترکوں کی تقریباً تیس آدمیوں کی ایک جماعت یارجوخ کے ساتھ آئی یہاں تک کہ وہ لوگ دار ابی صالح پہنچ گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اس میں گھس گئے۔ پھر جب اسے ان کی آہٹ ملی تو وہ تلوار لیے ہوئے ایک زینے پر چڑھ گیا۔ وہ جماعت داخل ہوئی تو وہ چھت پر تھا بعض نے اس کے گرفتار کرنے کے لیے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ اس نے تلوار چلائی مگر خطا کر گئی وہ آدمی زینے سے گر پڑا۔ انھوں نے اسے تیر مارے ایک تیر اس کے سینے میں لگا اور اسے خفیف سا زخمی کر دیا۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ موت ہے۔ ناچار خود بخود اپنے کو سپرد کر دیا اتر آیا اور اپنی تلوار پھینک دی انھوں نے اسے پکڑ لیا کسی ایک کے سامنے گھوڑے پر بٹھا کے اسی راستے پر چلے جس راستے سے وہ آیا تھا یہاں تک کہ اسے یارجوخ کے مکان پہنچایا جو القطاع میں تھا۔ محل لوٹ لیا اس میں کچھ باقی نہ رہا۔ احمد بن المتوکل کو نکالا جو ابن فیتان مشہور تھا اور محل میں قید تھا۔ موسیٰ بن بغا کو لکھا اس سے واپس آنے کی درخواست کی۔ المہتدی انھیں کے پاس رہا اور انھوں نے اس کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کی۔

المہتدی کی وفات:

رجب سہ شنبہ ہوا تو انھوں نے القطائع میں احمد بن المتوکل سے بیعت کی اور چہار شنبہ کو اسے محل میں لے گئے۔ ہاشمیوں نے اور خواص نے اس سے بیعت کی۔ انھی دنوں میں انھوں نے المہتدی سے معزولی کی خواہش کی۔ اس نے انکار کیا چہار شنبہ کو وہ مر گیا۔ پنج شنبہ کو اسے ہاشمیوں اور خاصے کی ایک جماعت کے سامنے ظاہر کیا۔ اس کا چہرہ کھولا اسے غسل دیا۔ ۱۸/ رجب پنج شنبہ ۲۵۶ھ کو جعفر بن عبدالواحد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۲۰/ رجب یوم شنبہ کو موسیٰ بن بغا آیا۔ ۲۲/ رجب یوم دوشنبہ کو احمد بن فیتان سوار ہو کر دار العامہ گیا' لوگوں نے عام بیعت کی۔

المہتدی پر عتاب:

محمد بن عیسیٰ القرشی سے مذکور ہے کہ جب المہتدی ان کے ہاتھ آ گیا اس نے اپنے آپ کو معزول کرنے سے انکار کیا۔ ان لوگوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں اس کی ہتھیلیوں اور تلووں سے جدا کر دیں یہاں تک کہ اس کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں تلوے سوج گئے۔ اس کے ساتھ نہ معلوم کیا کیا گیا؟ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابونصر سے جواب طلبی:

ابونصر محمد بن بغا کے قتل کے سبب میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ سامرا سے اپنے بھائی موسیٰ کے ارادے سے روانہ کیا‘ المہتدی نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغاربہ و فراغنہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا۔ وہ لوگ اسے الرفیف میں مل گئے۔ اسے لا کے قید کر دیا گیا۔ ان کی مخالفت سے پہلے سلام کے لیے وہ المہتدی کے پاس آیا‘ پوچھا: اے محمد تیرا بھائی موسیٰ اپنے لشکر اور غلاموں کے ساتھ صرف اس لیے آیا ہے کہ صالح بن وصیف کو قتل کر کے واپس جائے۔

عرض کی: اے امیر المومنین! میں اللہ کے وسیلے سے تجھ سے پناہ مانگتا ہو۔ موسیٰ تیرا غلام ہے اور تیری فرمانبرداری میں ہے۔ باوجود اس کے ایک دشمن کے کتے کے مقابلے میں ہے۔ فرمایا: صالح ہمارے لیے اس سے زیادہ مفید تھا اور سیاست ملک کے لیے بھی اس سے اچھا تھا‘ یہ علوی تورے کی جانب پلٹ آیا۔

عرض کی: اے امیر المومنین! وہ کیا کرے؟ اس نے تو اسے بھگا دیا‘ اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اور اسے بالکل بھگا کر چھوڑا‘ موسیٰ واپس ہوا تو علوی لوٹ آیا‘ ہمیشہ اس کا یہی کام ہے۔ یا اللہ کیا ہوگا‘ سوائے اس کے کہ تو اسے رے میں ہمیشہ کے لیے ٹھہرنے کا حکم دے۔

فرمایا: یہ تذکرہ رہنے دے۔ تیرے بھائی نے دولت سمیٹنے اور مال جمع کرنے سے زیادہ کچھ نہ کیا ناخوشی نے یہاں تک کہلا دیا کہ جب سے تو والی ہوا اس وقت سے حساب کیا جائے۔ جو کچھ اسے اور اس کے اہل بیت کو پہنچا واپس لیا جائے اور جو تجھے اور تیرے بھائیوں کو پہنچا وہ بھی واپس لیا جائے۔

ابونصر کا خاتمہ:

حسب الحکم وہ گرفتار کر لیا گیا۔ مارا گیا اور اس کا اور ابن ثوابۃ کا گھر لوٹ لیا گیا۔ الحسن بن مخلد اور ابن ثوابۃ اور سلیمان بن وہب القطان کا تب مفلح گشتنی قرار پائے۔ یہ لوگ بھاگ گئے ان کے مکانات لوٹ لیے گئے۔

مہتدی کی سرداروں سے اعانت طلبی:

مہتدی نے فرغانیوں‘ اشروسنیوں‘ طبرستانیوں‘ دیلمیوں‘ اشناخیوں کو‘ بقیہ ترکان کرخ کو اور وصیف کے بیٹے کو طلب فرمایا‘ موسیٰ اور مفلح کے مقابلے میں مدد چاہی۔ ان کے درمیان میں فساد برپا کرا دیا۔ انھوں نے مال لے لیے اور غنیمت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا۔ خوف ہے کہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اگر تم لوگ میری مدد کرو گے تو میں جو کچھ تمھارا رہ گیا ہے سب تم کو دوں گا اور تمھاری تنخواہیں بڑھا دوں گا۔

موسیٰ و مفلح کی گرفتاری کا حکم:

سب نے سر تسلیم خم کیا‘ موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ محل کو اختیار کر لیا۔ از سر نو بیعت کی۔ اس نے

شکر اور ستو کا حکم دیا جوان کے لیے خریدا گیا' ہر شخص کو دو درہم یومیہ کے حساب سے جاری کیے۔ بعض بعض دن گوشت روٹی بھی ملی۔ سالار لشکر احمد بن وصیف اور عبداللہ بن بغا الشرابی بنے۔ ان کے ساتھ بنی ہاشم بھی متوجہ ہوئے' بنو ہاشم کے ساتھ وہ بھی سوار ہو کر بازاروں میں گھومتے پھرتے اور لوگوں سے مدد مانگنے لگا کہ یہ فاسق لوگ خلفاء کو قتل کرتے ہیں موالی پر حملہ کرتے ہیں۔ غنیمت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے لہٰذا امیر المومنین کی اعانت کرو اور اس کی مدد کرو۔ صالح بن علی بن یعقوب بن المنصور اور اس کے سوا دوسرے بنی ہاشم سے گفتگو کی' بایکباک کو خط لکھا جس میں اسے یہ حکم دیا تھا کہ پورے لشکر کو صالح بن علی کے ماتحت کر دے' وہی پورے لشکر کا امیر ہے۔ بایکباک کو موسیٰ و مفلح کے گرفتار کرنے کا حکم تھا۔

ابونصر اور بایکباک کی تدفین:

جب المہتدی ہلاک ہو گیا تو انھوں نے ابونصر کو تلاش کیا' گمان تھا کہ وہ زندہ ہے۔ انھیں ایک مقام بتایا گیا جو کھودا گیا تو ابونصر کو وہاں ذبح پایا' پھر اپنے اعزاء میں لایا گیا۔ بایکباک کی لاش بھی لا کر دفن کی گئیں ترکوں نے محمد بن بغا (ابونصر) کی قبر پر ایک ہزار تلواریں توڑیں۔ اپنے سردار کے مرنے پر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

مہتدی کی ہلاکت کی دوسری روایت:

کہا گیا ہے کہ مہتدی نے جب خلافت چھوڑنے سے انکار کیا تو ان لوگوں نے کسی کو اس کے خصیے ملنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ کہا گیا ہے کہ مہتدی جب قریب مرگ ہوا تو کہا۔

(حزم و احتیاط سے کام لینا چاہتا ہوں۔ کاش ایسا کر سکتا۔ افسوس کہ مقصد اور کوشش کے درمیان زمانہ حائل ہو گیا)

مہتدی کی تدفین:

کہا گیا ہے کہ محمد بن بغا کے معاملے میں جس دن وہ قید کیا گیا ان لوگوں نے کوئی نئی بات نہیں کی۔ اس سے مال کا مطالبہ کیا۔ اس نے کچھ اوپر بیس ہزار دینار دیے۔ انھوں نے اس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی۔ گلا گھونٹ کے قتل کر دیا۔ لاش کسی کنویں میں ڈال دی۔ موالی نے مہتدی کو قید کرنے کے ایک دن بعد اسے نکالا۔ پھر دفن کر دیا گیا۔

مہتدی کی مدت حکومت:

مہتدی کی خلافت ختم حکومت تک گیارہ مہینے اور پندرہ دن رہی۔ عمر اڑتیس سال' روشن چہرہ' کشادہ پیشانی' ترش رو' نیلگوں آنکھ' بڑا شکم' چوڑے کندھے' داڑھی دراز مگر چھوٹی تھی۔ قاملول میں پیدا ہوا تھا۔

اسی سال حجلان صاحب الزنج سے جنگ کرنے کے لیے بصرہ پہنچا۔

حجلان کی بصرہ میں آمد:

بیان کیا گیا ہے کہ حجلان جب بصرہ پہنچا تو آہستہ آہستہ اپنے لشکر کو لے چلا یہاں تک کہ اس کے بعد صاحب الزنج کے لشکر کے درمیان ایک فرسخ (تین میل کا فاصلہ) رہ گیا۔ اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے خندق کھودی جس میں چھ ماہ تک مقیم رہا۔ الزینبی لور بریہ اور بنو ہاشم اور اہل بصرہ میں سے جس نے جنگ خبیث کو ہلکا سمجھا اس دن روانہ ہوئے جس دن حجلان نے اس کے مقابلے کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ جب وہ مقابلے پر آ گئے تو ان میں سوائے سنگ باری و تیر اندازی کے کچھ نہ ہوا۔ حجلان کو اس کے

مقابلے کا موقع نہ ملا کیونکہ اس مقام پر کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں کی کثرت کی وجہ سے گھوڑوں کے گذرنے میں تنگی تھی اور اس کے اکثر ساتھی سوار تھے۔

صاحب الزنج کا جحلان پر اچانک حملہ:

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ جب جحلان کا قیام اپنی خندق میں طویل ہوگیا تو صاحب الزنج نے کہا کہ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو اس کے لیے چھپا دوں جو اس پر (حملہ کرنے کو) خندق کے راستے اختیار کریں اور اس میں رات کے وقت اس پر حملہ کریں' اس نے ایسا ہی کیا اور رات کے وقت خندق میں اس پر حملہ کر دیا۔ اس کے آدمیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا' بقیہ کو سخت خوف لاحق ہوا' جحلان نے اپنے لشکر کو چھوڑ دیا اور بصرہ واپس آ گیا۔ زینبی نے اس خبیث کے عجلان پر شبخون مارنے سے پہلے بلالیہ اور سعدیہ کے مجاہدین کو جمع کیا تھا۔ ان کے لیے گزرنے والی نہر اور نہر ہزار در کی سمت مقرر کر دی انھوں نے دونوں جانبوں سے جنگ کی۔ زنجیوں نے مقابلہ کیا تو مقابلے میں نہیں ٹھہرے۔ زنجی ان پر غالب آ گئے۔ ان لوگوں نے قتل عظیم برپا کیا۔ ہزیمت وشکست اٹھا کر سب بھاگے جحلان بصرہ پلٹ گیا اور وہیں مقیم ہوگیا۔ سلطنت سے اپنی عاجزی ظاہر کر دی۔ اسی سال جحلان کو خبیث کی جنگ سے واپس کیا گیا اور سعید حاجب کو اس کی جنگ کے لیے وہاں جانے کا حکم دیا گیا۔ اسی سال صاحب الزنج اس شورزمین سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا نہر ابی خصیب کی غربی جانب منتقل ہوگیا۔

صاحب الزنج کا بحری کشتیوں پر قبضہ:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صاحب الزنج نے چوبیس بحری کشتیاں گرفتار کر لیں جو بصرے کے ارادے سے جمع ہوئی تھیں جب ان کے مالکوں کو اس کی اور اس کے ساتھ والوں کی رہزنی کی خبر پہنچی تو سب کی رائیں اس امر پر متفق ہوگئیں کہ اپنی کشتیوں کو ایک کو دوسری سے باندھ دیں تا کہ اس طرح مثل جزیرے کے ہو جائیں کہ ان کی پہلی کشتی آخری کشتی سے متصل ہو جائے۔ اس کے بعد دجلے میں چلیں۔ ان کشتیوں کی خبر اسے بھی پہنچی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ انھیں برانگیختہ کیا کہ یہ غنیمت باروہ ہے۔

مال غنیمت:

ابوالحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو یہ کہتے سنا کہ جب مجھ کو کشتیوں کی اپنے سے نزدیکی کی خبر ملی تو میں نماز کے لیے اٹھا اور دعا وزاری وعاجزی میں مشغول ہوگیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ فتح عظیم تیرے نزدیک ہوگئی ہے۔ میں متوجہ ہوا تو کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ کشتیاں نظر آئیں۔ میرے ساتھی چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں ان کی جانب کھڑے ہوگئے۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ان پر غالب آ گئے' لڑنے والوں کو قتل کر دیا۔ جو غلام تھے انھیں قید کر لیا۔ اس قدر کثیر مال غنیمت ملا کہ اس کا شمار نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی مقدار معلوم ہوسکتی ہے۔ یہ سب اس کے ساتھیوں نے تین دن تک لوٹا۔ اس کے بعد اس نے بقیہ کے لیے حکم دیا تو وہ بھی اس کے لیے جمع کر لیا گیا۔

اسی سال ۲۵/ رجب کو زنجی ابلہ میں داخل ہوئے۔ وہاں انھوں نے خلق کثیر کو قتل کیا اور شہر کو جلا ڈالا۔

اہل الابلہ پر صاحب الزنج کے حملے:

بیان کیا گیا ہے کہ جب جحلان اپنی اس خندق سے جو شاطی عثمان میں تھی ہٹ کر بصرہ چلا گیا تو صاحب الزنج نے اہل الابلہ پر

پے در پے چھاپے مارنا شروع کیے۔ چنانچہ وہ ان لوگوں سے بذریعہ پیادہ شاطی عثمان کی جانب سے اور جو چند کشتیاں اس کو ملی تھیں ان کے ذریعے سے دجلے کی جانب سے جنگ کرنے گیا۔ فوجی دستے نہر معقل کے علاقے تک جانے لگے۔

ابلہ میں آتش زنی:

صاحب الزنج سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ عبادان اور الابلہ کے درمیان متردد تھا۔ پھر میں نے اپنی توجہ عبادان کی طرف مائل کی۔ آدمیوں کو اسی کے لیے پکارا تو مجھ سے کہا گیا کہ مکان کے اعتبار سے قریب تر اور اولی تر دشمن جسے چھوڑ کے تجھے دوسری طرف مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اہل الابلہ ہیں۔ میں نے اپنے لشکر کو جسے عبادان کی جانب روانہ کر دیا تھا الابلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ لوگ اہل الابلہ سے شب چہارشنبہ ۲۵/ رجب ۲۵۶ھ تک برابر جنگ کرتے رہے۔ جب یہ رات ہوئی تو اسی شب کو زنجی دجلہ و نہر الابلہ کے متصل جگہ کے قریب ہو گئے وہاں ابوالاحوص اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا اور آگ لگائی گئی۔ شہر لکڑی سے بنا ہوا تھا جس کی عمارتیں ملی ہوئی تھیں اس لیے نہایت تیزی سے آگ لگ گئی اور سخت ہوا چلنے لگی۔ جس نے اس جلتے ہوئے مقام کے شعلوں کو بھڑکایا یہاں تک کہ وہ شاطی عثمان تک پہنچ گئی جس سے وہ بھی جل گیا۔ الابلہ میں مخلوق کثیر قتل ہوئی اور مخلوق کثیر غرق ہوئی۔ چھینے ہوئے مال جمع کیے گئے جو اسباب جل گیا تھا وہ لوٹے ہوئے اسباب سے زیادہ تھا۔

اسی شب کو عبداللہ بن حمید الطوسی اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا اور وہ دونوں نصیر عرف ابوحمزہ کے ہمراہ نہر معقل میں ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار تھے۔

اسی سال اہل عبادان نے صاحب الزنج سے صلح چاہی اپنا قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔

صاحب الزنج کا عبادان پر قبضہ:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس خبیث کے ساتھیوں نے اہل الابلہ کے ساتھ جو کیا وہ کیا تو اہل عبادان کے قلوب کمزور ہو گئے۔ اپنی اور اپنی عورتوں اور بچوں کی جانب کا خوف سہا۔ وہ قلعہ اپنے ہاتھوں سے دے دیا اور اپنا شہر اس کے سپرد کر دیا۔ زنجی اس میں داخل ہوئے جو غلام تھے انھیں لے لیا' جو ہتھیار ملے' وہ سب اس کے پاس لے گئے جو اس نے انھیں کو تقسیم کر دیے۔ اسی سال اس کے ساتھی الاہواز میں داخل ہوئے اور انھوں نے ابراہیم بن المدبر کو قید کر لیا۔

جبی میں قتل و غارت:

خبیث کے ساتھی جب اہل الابلہ پر مصیبت نازل کر کے وہاں جو کرنا تھا کر چکے اور اہل عبادان اس سے صلح طلب کر چکے تو اس نے ان کے غلاموں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھیوں کے ماتحت کر دیا' وہ ہتھیار جو اس نے وہاں سے لیے تھے ان میں تقسیم کر دیے تو اسے الاہواز کا لالچ پیدا ہوا' اس نے اپنے ساتھیوں کو جبی کی جانب قیام کرنے کا حکم دیا مگر وہاں کے باشندے بھی ان کے مقابلے میں نہ ٹھہرے اور بھاگ گئے۔ زنجی وہاں داخل ہوئے۔ قتل کیا جلایا لوٹا اور اس کے آس پاس کو ویران کر دیا۔

صاحب الزنج کا الاہواز پر قبضہ:

یہاں تک کہ الاہواز پہنچے' وہاں اس زمانے میں سعید بن یکسین والی تھا اور اسی کے سپرد وہاں کی جنگ تھی۔ ابراہیم بن محمد بن المدبر کے سپرد خراج و جائداد تھی' وہ لوگ بھی ان سے بھاگے اور بہت میں سے ایک نے بھی ان سے قتال نہ کیا' سعید بن یکسین اپنے

ہمراہی لشکر کے ہٹ گیا۔ ابراہیم بن المدبر مع اپنے غلاموں اور خادموں کے ثابت قدم رہا۔ وہ لوگ اس شہر میں داخل ہوئے۔ اسے گھیر لیا۔ ابراہیم بن محمد کے چہرے پر مار مار کے قید کر لیا۔ تمام مال واسباب و غلام جن کا وہ مالک تھا۔ سب پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ یوم دوشنبہ ۱۲/ رمضان المبارک ۲۵۶ھ کو ہوا۔

اہل بصرہ میں خوف وہراس:

پہلے ابلہ کا حادثہ پیش آیا' پھر سقوط اہواز سے سابقہ پڑا۔ یہ پے در پے حوادث دیکھ دیکھ کے اہل بصرہ سخت مرعوب ہو گئے' بہت سے باشندے وہاں سے منتقل ہو کے مختلف شہروں میں متفرق ہو گئے۔ بکثرت خوف ناک خبریں پھیلنے لگیں۔

ابن بسطام کی ناکام مہم:

اسی سال ذی الحجہ میں صاحب الزنج نے شاہین بن بسطام کی جانب ایک لشکر روانہ کیا' سرلشکر یحییٰ بن محمد البحرانی تھا مگر یحییٰ کو شاہین سے جو کچھ امید تھی اس میں کامیابی نہ ہوئی تو وہ خائب وخاسر لوٹ آیا۔

اسی سال رجب میں سلطنت کی جانب سے صاحب الزنج سے جنگ کے لیے سعید حاجب بصرہ پہنچا۔

موسیٰ بن بغا اور مساور کی جنگ:

اسی سال موسیٰ بن بغا کے ان ساتھیوں کے درمیان جو اس کے ساتھ محمد بن الواثق کے مخالف ہو کر الجبل کے علاقے میں روانہ ہو گئے تھے اور مساور بن عبدالحمید الشاری کے درمیان خانقین کے علاقہ میں جنگ ہوئی' مساور بڑی جماعت کے ساتھ تھا اور موسیٰ اور اس کے ساتھی دوسو کی تعداد میں تھے۔ مگر ان لوگوں نے مساور کو شکست دی اور اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد ہفتم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

خلافتِ بغداد کا دورِ انحطاط

حصہ دوم

ترجمہ: علامہ عبداللہ العمادی

خلیفہ المعتمد علی اللہ - تا - خلیفہ المقتدر باللہ (۲۵۷ھ تا ۳۵۲ھ)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

زوالِ خلافتِ عباسیہ

از

چوھدری محمّد اقبال سلیم گاھندری

تاریخ طبری کا یہ آخری یعنی جلد ہفتم کا دوسرا حصہ خلافتِ عباسیہ کے دورِ اضمحلال کی تصویر ہے۔ تاریخ کے صفحات زمانہ حاضر کے لیے عبرت وموعظت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اردو زبان کا زبان زد فقرہ ہے۔ ''اگلا گرے پچھلا ہوشیار''۔ اگر اگلے کے گر جانے پر بھی پچھلا ہوشیار نہ ہو تو کون اسے ہوشیار کرسکتا ہے۔ اس لیے ہر پچھلے کا فریضہ ہے کہ اگلوں کے ٹھوکر کھانے' سنبھلنے اور گر جانے کی داستان کو بڑی توجہ اور غور وخوض کے ساتھ پڑھے اور نہ صرف پڑھے بلکہ واقعتہً ہوشیاری کا سبق حاصل کر کے ہوشیار ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ اس جہان کی کسی بات کو بقائے دوام حاصل نہیں اور ہو سکتی ہی نہیں ہر صبح جب آفتاب عالمتاب برآمد ہوتا ہے تو جہاں بہت سی چیزوں کو جنم دیتا ہے وہاں ہزاروں ہی پرانی چیزوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی ایجاد وفنا کا نام دنیا ہے اگر اس جہان کا یہی قانون کلی ہے تو جاہ وجلال' شکوہ واحتشام کو بھی اس سے استثناء حاصل نہیں ہوسکتا وجوہ واسباب کا ایک طویل سلسلہ ہر دور جلال اور دور اضمحلال میں ہمیشہ ملتا ہی رہتا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود مبارک ہیں وہ آنکھیں جو تاریخ کے اس تسلسل میں اپنے لیے عبرت وموعظت کا نقش دیکھتی ہیں اور اس سے اپنے افکار واعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

ایسی آنکھوں کے لیے بنی عباس کے اس دور کی تاریخ میں بہت کچھ سبق موجود ہیں۔ بنی عباس نے اقتدار حاصل کرنے کے لیے جس نسلیت اور گروہ بندی سے فائدہ اٹھایا تھا اور جس مرکز گریز قوت نے بنوامیہ کی عظیم الشان سلطنت کو ختم کیا تھا وہ ۱۳۲ھ میں اگر بنی امیہ کو ختم کر سکتی تھی۔ تو پورے ایک سو سال کے بعد ۲۳۲ھ میں عباسی خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ کے دورِ خلافت میں بنی عباس کے بھی ٹکڑے اڑا سکتی تھی۔ وہی نسلیت اور گروہ بندی اس دوسرے دور میں ابھرنے لگی بلکہ اہل غرض نے سوئے ہوئے اس فتنہ کو جگایا۔ اور اس سے وہی کام لیا جو خود عباسی لے چکے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عباسی مسند جاہ وجلال اور قوت واقتدار کا منبع ہونے کی بجائے آہستہ آہستہ فقیر کی گدی بنتا چلا گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ انقلاب ایک دن میں نہیں ہوگیا اور ایک مضبوط اور منظم حکومت کے ختم ہوتے ہوتے ایک بڑی مدت گزر ہی جاتی ہے۔ یہ عمل ہوتا رہا۔ اور روز بروز اقتدار کی باگ خلفاء کے ہاتھوں سے نکل کر کبھی اس گروہ کے اور کبھی دوسرے گروہ کے

ہاتھوں میں جاتی رہی اور کام بگڑا تو ہر روز بگڑتا ہی چلا گیا۔ تاریخ طبری کے حصہ دہم میں ۲۵۷ھ سے ۳۰۲ھ تک پینتالیس سال کی تاریخ ہے۔ طبری کا انتقال ۳۱۰ھ میں اپنی تاریخ کی تکمیل کے تقریباً آٹھ سال کے بعد ہوا ہے۔ طبری اس دور اضمحلال وانحطاط کے بڑے حصہ کا خود عینی شاہد ہے۔ اس لیے بھی یہ حصے بڑی اہمیت کے حامل ہیں اسے غور سے ملاحظہ کیجیے اور دیکھئے کہ عروج و زوال کے دور میں کیا فرق ہوتا ہے اور کون سی وہ تدبیری خرابیاں ہوتی ہیں جو بڑی سے بڑی منظم حکومتوں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ نام کے لیے بغداد کی خلافت عباسی طبری کے بعد بھی تقریباً ساڑھے تین سو سال تک قائم رہی اور اس وقت ختم ہوئی جب ۶۵۶ھ نصیر الدین طوسی اور ابن علقمی کی سازش سے ہلاکو خاں نے شہر بغداد کو جلا کر خاک نہ کر دیا اور بغداد کے آخری خلیفہ المستعصم کو قتل نہیں کر دیا۔ لیکن خلافت محض تبرک تھی ۳۰۲ھ کے بعد کا پورا زمانہ طوائف الملوکی' سازش اور ہر حصہ مملکت میں آزاد فرمانرواؤں کے عروج وزوال کی ایک داستان کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تاریخ طبری جیسی اہم اور ضخیم کتاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھا کر ہم نے ایک بہت بڑی مہم شروع کی تھی اور آج ہم اس کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس مہم کو انجام دینے کی توفیق بخشی۔ میں اپنے ان تمام تاجران کتب اور اپنے سینکڑوں انفرادی قدر دانوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے مستقبل خریداری قبول کر کے میری مالی مشکلات میں غیر معمولی مدد کی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان معاونین کی اعانت ہی سے اتنی بڑی ضخیم کتاب کی اشاعت ہوئی ورنہ دس حصے کی کتاب کی اشاعت یقیناً میرے بس سے باہر تھی۔

وماتوفیقی الاباللّٰہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۱

خلیفہ المعتمد علی اللہ

بیعت خلافت:

اسی سال احمد بن جعفر المعروف با بن فقیان سے بیعت کی گئی۔ المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا۔ یہ ۱۶ رجب ۲۵۶ھ سہ شنبہ کا دن تھا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا کو جب کہ وہ خانقین میں تھا محمد بن الواثق کی موت اور المعتمد کی بیعت کی خبر بھیجی گئی۔ وہ ۲۰/ رجب کو سامرا پہنچا۔ ۲ شعبان کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزارت پر مقرر کیا گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال کوفہ میں علی بن زید الطالبی ظاہر ہوئے۔ شاہ بن میکال کو زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا گیا۔ علی بن زید نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ شاہ بچ گیا۔

اسی سال محمد بن واصل بن ابراہیم التمیمی نے جو اہل فارس میں سے تھا اور ایک دوسرے کاشتکار نے جس کا نام احمد بن اللیث تھا' الحارث بن سیما الشرابی عامل فارس پر حملہ کر دیا دونوں نے اس سے جنگ کی' الحارث قتل کر دیا گیا اور محمد بن واصل فارس پر غالب آ گیا۔

اسی سال مفلح کو مساور الشاری کی جنگ کے لئے اور کنجور کو علی بن زید الطالبی کی جنگ کے لئے کوفہ روانہ کیا گیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں الحسن بن زید الطالبی کا لشکر رے پر غالب آ گیا۔

اسی سال ۱۱/ شوال کو موسیٰ بن بغا سامرا سے رے روانہ ہوا۔ المعتمد نے اس کی مشایعت کی۔

اماجور اور عیسیٰ بن الشیخ کی جنگ:

اسی سال اماجور اور عیسیٰ ابن الشیخ کے ایک لڑکے کے درمیان باب دمش پر جنگ ہوئی۔ میں نے اس شخص سے سنا جس نے بیان کیا کہ وہ اماجور کے پاس حاضر تھا اور وہ اسی دن کہ جس دن یہ جنگ ہوئی شہر دمشق سے اپنے لئے لشکر کی تلاش میں نکلا تھا۔ ابن عیسیٰ ابن الشیخ اور اس کا سردار جس کا نام ابو الصہباء تھا اپنے لشکر کے ساتھ دونوں قریب دمشق کے تھے۔ ان دونوں کو اماجور کے نکلنے کی کہ وہ اپنے چند ہمراہیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ نکلا ہے خبر پہنچی تو دونوں اپنے ساتھیوں کو اس کی جانب لے گئے۔ اماجور کو ان دونوں کے اپنی جانب آنے کا علم نہ تھا' یہاں تک کہ وہ دونوں اس سے مل گئے۔ فریقین میں خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ ابو الصہباء قتل کر دیا گیا اور اس جماعت کو شکست ہوئی جو اس کے اور ابن عیسیٰ کے ہمراہ تھی۔ میں نے ایک شخص سے یہ بھی سنا جو بیان کرتا تھا کہ ابن عیسیٰ اور ابو الصہباء اس روز تقریباً بیس ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ تھے اور اماجور دو سو سے چار سو تک۔

اسی سال ۱۳/ ذی الحجہ کو ابو احمد بن المتوکل مکے سے سامرا آیا۔

عیسیٰ بن الشیخ کی روانگی آرمینیہ:

اسی سال عیسیٰ بن الشیخ اسماعیل بن عبداللہ المروزی المعروف بابی النصر اور محمد بن عبیداللہ الکریزی القاضی اور الحسین الخادم

المعروف بعرق الموت کو اس شرط پر ولایت آرمینیہ کو بھیجا گیا کہ وہ شام سے امن کے ساتھ واپس آئے' اس نے اسے قبول کر لیا اور شام سے اس کی جانب روانہ ہوا۔

امیر حج محمد بن احمد:

اس سال محمد بن احمد بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۷ھ کے واقعات

یعقوب بن اللیث کی روانگی فارس:

اس سال کے اہم واقعات میں یعقوب بن اللیث کا فارس کی جانب جانا ہے۔ اسی سال شعبان میں المعتمد نے اس کی جانب طغتا اور اسماعیل بن اسحاق اور ابو سعید الانصاری کو بھیجا۔ اس کے نام احمد بن المتوکل کا ولایت بلخ وطخارستان اور کرمان وسجستان اور السند وغیرہ کا جو علاقہ اس کے متصل ہے اس کے متعلق اور جو مال ہر سال وہاں مقرر کیا جاتا ہے اس کے متعلق اس کا خط اور اس کو اس کا قبول کرنا اور اس کا واپس آنا ہے۔

اسی سال ربیع الآخر میں یعقوب بن اللیث کا سفیر بتوں کو لے کے بغداد آیا' جن کے بارے میں اس نے بیان کیا کہ اس نے انھیں کابل سے لیا ہے۔

عمال کا عزل ونصب:

۱۲/صفر کو المعتمد نے اپنے بھائی ابو احمد کو کوفہ اور طریق مکہ اور حرمین اور یمن پر والی بنایا۔ اس کے بعد اسی کو ۷/رمضان کو بغداد اور السواد اور واسط اور کور دجلہ اور بصرہ اور الاہواز اور فارس پر والی بنا کے حکم دیا کہ حاکم بغداد اس کے اعمال پر والی بنایا جائے' اور بجائے سعید بن صالح کو یار جوخ بصرہ کور دجلہ اور یمامہ اور بحرین پر والی بنایا جائے۔ چنانچہ یار جوخ نے منصور بن جعفر بن دینار کو بصرہ اور کور دجلہ سے الاہواز کے متصل تک کا والی بنا دیا۔

سعید حاجب کی مہم:

اسی سال بغراج کو سعید حاجب کے بجانب دجلہ جانے اور صاحب الزنج کے مقابلے میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا گیا۔ بغراج نے ایسا ہی کیا۔ سعید حاجب اسی سال رجب میں جس کام کا اسے حکم دیا گیا تھا' اس کے لئے گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سعید جب نہر معقل گیا تو صاحب الزنج کا لشکر اس نہر پر پایا جو مرغاب مشہور ہے اور نہر معقل میں گرتی ہے۔ اس نے ان لوگوں سے جنگ کی انھیں شکست دی' لوٹ کا مال اور عورتیں جو ان کے قبضے میں تھیں سب کو چھڑا لیا۔ اس جنگ میں سعید کو زخم پہنچے' جن میں سے ایک زخم اس کے منہ میں تھا۔ اس کے بعد سعید روانہ ہو کے اس موضع میں پہنچا جو عسکر ابی جعفر المنصور کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں ایک شب مقیم رہ کے ایک موضع میں پہنچا' جو ہطمہ کے نام سے مشہور اور فرات کے علاقے میں ہے چند روز رہ کر اپنے ساتھیوں کو صاحب الزنج کے مقابلے کے لئے تیار کرتا رہا۔ زمانہ قیام میں یہ خبر ملی کہ صاحب الزنج کا ایک لشکر فرات میں ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کا ارادہ کیا۔ انھیں اس نے شکست دی۔ ان میں صاحب الزنج کے بیٹے

کا نانا عمران بھی تھا جو انکلائے کے نام سے مشہور تھا عمران نے بغراج سے امان مانگ لی اور یہ لشکر متفرق ہو گیا۔

سعید کی ہطمہ کی چھاؤنی میں مراجعت:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ میں نے باشندگان فرات میں سے ایک عورت کو دیکھا جسے ان گھنے درختوں میں ایک چھپے ہوئے زنجی کا علم ہو گیا تھا وہ اسے پکڑے ہوئے اس طرح سعید کے لشکر میں لا رہی تھی کہ کوئی روک نہ تھی۔ سعید نے خبیث کی جنگ کے ارادہ سے دجلہ کے غربی جانب عبور کیا۔ چند روز پے در پے لڑائیاں کیں اس کے بعد سعید اپنی ہطمہ کی چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ وہاں وہ اس طرح مقیم رہا کہ رجب کے بقیہ ایام اور پورے شعبان میں اس سے جنگ کرتا رہا۔

رہائی ابن المدبر:

اسی سال ابراہیم بن محمد بن المدبر خبیث کی قید سے رہا ہوا۔ قید سے اس کی رہائی کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ وہ یحییٰ بن محمد البحرانی کے مکان کی ایک کھڑکی میں قید تھا۔ بحرانی کو اپنے مکان میں تنگی محسوس ہوئی۔ قیدی کو کسی کوٹھڑی میں اتار کے پابزنجیر کر دیا۔ اس پر وہ دو آدمی نگران مقرر تھے جن کا مکان اس مکان کے متصل تھا جس میں ابراہیم تھا۔ ابراہیم نے ان دونوں سے انعام کا وعدہ کیا انھیں رغبت دلائی دونوں نے اپنے مکان کی جانب سے اس مقام تک جہاں ابراہیم تھا ایک سرنگ کھودی وہ اور اس کا ایک بھتیجا جو ابو غالب مشہور تھا اور ایک شخص بنی ہاشم کا جوان دونوں کے ساتھ قید تھا نکل آئے۔

اسی سال خبیث کے ساتھیوں نے سعید سے اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی۔ سعید و جمیعت سعید سب کو قتل کر ڈالا۔

صاحب الزنج کا سعید پر شب خون

بیان کیا گیا ہے کہ خبیث نے یحییٰ بن البحرانی کو جو نہر معقل پر عظیم الشان لشکر کے ساتھ مقیم تھا پیام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی روانہ کرے جن پر سلیمان بن جامع اور ابو اللیث رئیس ہوں ان دونوں کو یہ حکم دے کہ رات کے وقت سعید کے لشکر کا قصد کریں اور فجر ہوتے ہی لڑیں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ دونوں سعید کے لشکر کی جانب روانہ ہو گئے۔ انھیں دھوکے اور غفلت میں پا کے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں قتل عظیم برپا کیا۔ زنجیوں نے اس دن سعید کے لشکر کو جلا دیا جس سے سعید اور اس کے ساتھی کمزور ہو گئے۔ ایک تو اس شب خون نے مصیبت ڈھائی۔ دوسرے فوج کا راتب اور مدد معاش بند تھی' اہواز کے مال سے ان کے لئے انتظام کیا گیا تھا مگر اس میں ان لوگوں سے منصور بن جعفر الخیاط نے تاخیر کی' اسی کے سپرد اس زمانے میں الاہواز کی جنگ تھی۔ خراج بھی اسی کے ہاتھ میں تھا۔

سعید بن صالح کی برطرفی:

جب سعید بن صالح کا یہ حال ہوا تو اسے دار الخلافہ واپس آنے کا اور اس لشکر کو جو وہاں اس کے ساتھ تھا اور وہاں جو عمل اس کے سپرد تھا حکم ہوا کہ سب کو منصور بن جعفر کے سپرد کر دے' یہ اس لئے ہوا کہ زنجیوں کے شب خون مارنے اور لشکر اسلام میں آگ لگا دینے سے ہمت ہار کے سعید بیٹھ گیا۔ پھر اسے کوئی حرکت نہ ہوئی یہاں تک کہ اپنی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔

منصور بن جعفر الخیاط اور صاحب الزنج کی جنگ:

اسی سال منصور بن جعفر الخیاط اور صاحب الزنج کے درمیان جنگ ہوئی جس میں منصور کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت

قتل کر دی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ سعید حاجب جب بصرے سے واپس کیا گیا تو بغراج وہاں مقیم رہ کر اس کے باشندوں کی حفاظت کرتا رہا۔ منصور ان کی کشتیوں کو جمع کرتا رہا جو المیرہ سے آتی تھیں۔ بصرے تک چھوٹی کشتیوں کو جو اس کے ساتھ تھیں دور کی چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ جمع کر کے صاحب الزنج کا ارادہ کیا جو اپنے لشکر میں تھا۔ دجلے کے ایک محل پر چڑھ کے اسے اور اس کے گرداگرد کو جلا دیا۔ خبیث کے لشکر میں اسی طرف سے داخل ہوا۔ زنجی اس کے پاس پہنچ گئے۔ انھوں نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا' جنھوں نے اس کے ساتھیوں میں قتل عظیم برپا کیا۔ بقیہ لوگوں نے پانی کی طرف پناہ لی۔ مخلوق کثیر غرق ہوگئی' بیان کیا گیا ہے کہ اس دن مقتولوں کے تقریباً پانچ سو سر یحییٰ بن محمد البحرانی کے لشکر میں لائے گئے' جو نہر معقل پر تھا' اس نے وہیں پر ان کے لٹکانے کا حکم دیا۔

اسی سال بغداد کے ایک موضع میں جس کا نام برکتہ زلزل ہے ایک گلا گھوٹنے والا ہاتھ آیا جس نے بہت سی عورتوں کو قتل کر کے انھیں اسی مکان میں دفن کیا تھا جس میں رہتا تھا۔ وہ المعتمد کے پاس لایا گیا۔ مجھے یہ خبر ملی کہ معتمد نے اس کے مارنے کا حکم دیا۔ دو ہزار تازیانے اور چار سو لکڑیاں ماری گئیں مگر وہ نہ مرا' یہاں تک کہ جلادوں نے اس کے انثیین شکنجے میں کس دیئے۔ آخر مر گیا' لاش بغداد لائی گئی' جہاں پہلے تو سولی دی گئی پھر جلا دی گئی۔

اسی سال ابراہیم بن بسطام قتل کیا گیا اور ابراہیم بن سیما کو شکست ہوئی۔

علی بن ابان اور ابراہیم بن سیما کی جنگ:

بیان کیا گیا ہے کہ البحرانی نے خبیث کو اہواز میں لشکر لانے کا مشورہ دیا تھا اور ترغیب دی تھی کہ اربک کا پل کاٹنے سے ابتدا کرے کہ وہ لشکر اس کے لشکر تک نہ پہنچ سکے۔ خبیث نے علی بن ابان کو پل کاٹنے کے لیے روانہ کیا۔ اس کا مقابلہ ابراہیم بن سیما سے ہو گیا جو فارس سے واپس آرہا تھا' اور وہاں الحارث بن سیما کے ساتھ اس جنگل میں تھا جو دشت اربک کے نام سے مشہور تھا۔ یہ اہواز اور پل کے درمیان کا جنگل تھا۔ جب علی بن ابان پل پر پہنچا تو اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو چھپا کر مقیم ہو گیا۔ لشکر صحرا میں نکلا تو اس نے مختلف سمتوں سے اس پر حملہ کر دیا۔ جس سے خلق کثیر مقتول ہوئی۔ علی بھاگا اور لشکر نے القندم تک اس کا تعاقب کیا۔ اس کے قدم میں نیزے کا ایک زخم لگا یا۔ وہ اہواز جانے سے رک گیا۔ اپنے سامنے کے رخ جبی کی جانب واپس ہوا۔

شاہین بن بسطام کا خاتمہ:

سعید بن یکسین کو واپس کر کے ابراہیم بن سیما مقرر کیا گیا جس کا کاتب شاہین تھا۔ دونوں ابراہیم بن سیما کے سامنے فرات کے راستے پر آئے' جب کہ وہ نہر جبی کے اخیر حصے کے ارادے سے جارہا تھا علی بن آبان الخبر رانیہ میں تھا۔ شاہین بن بسطام نہر موسیٰ کے راستے پر آیا جس نے ابراہیم سے ملنے کا ارادہ کیا تھا' قرارداد تھی کہ دونوں کے دونوں علی بن ابان پر حملہ کریں گے۔ شاہین گذر گیا۔ علی بن ابان کے پاس نہر موسیٰ سے ایک شخص آیا جس نے اسے شاہین کے اس جانب آنے کی اطلاع دی۔ اس کی طرف روانہ ہوا' نہر ابوالعباس پر عصر کے وقت دونوں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ یہ وہ نہر ہے جو موسیٰ و نہر جبی کے درمیان ہے' دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ شاہین کے ساتھی ثابت قدم رہے' نہایت سخت جنگ کی' زنجیوں نے ایسا زبردست جوابی حملہ کیا کہ لوگ پشت پھیر کے بھاگے۔ اس دن جو سب سے پہلے قتل ہوا وہ شاہین اور اس کا چچازاد بھائی حیان تھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اس جماعت کے آگے والے حصے میں

تھا۔اس کے بکثرت ہمراہی مقتول ہوئے۔

علی بن ابان کا ابراہیم بن سیما پر حملہ:

علی بن ابان کے پاس ایک مخبر آیا جس نے اسے ابراہیم بن سیما کے وارد ہونے کی خبر دی' شاہین کو تو شکار کر ہی چکا تھا' فوراً نہر جبی کی طرف روانہ ہوا۔ابراہیم بن سیما وہاں اس طرح اپنی چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا کہ شاہین کی خبر تک نہ تھی۔علی اس کے پاس عشاء کے آخر وقت پہنچا اور اس پر نہایت سخت حملہ کر دیا جس میں اس نے بہت بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا۔شاہین کا قتل اور ابراہیم پر حملہ عصر اور عشاء کے آخر وقت کے درمیان ہوا۔

علی بن آبان کو بصرے پر فوج کشی کا حکم:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے علی بن ابان کو اس واقعے کا بیان کرتے سنا تھا کہ میں نے اس روز اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ مجھے سخت بخار چڑھا تھا۔جس وقت شاہین سے جو کچھ حاصل ہونا تھا' جب میرے ساتھیوں کو وہ حاصل ہو چکا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے تھے۔میرے ہمراہ ابراہیم بن سیما کے لشکر تک تقریباً پچاس آدمی سے زیادہ نہ گئے۔جب میں اس لشکر تک پہنچا تو اپنے آپ کو اس کے قریب ڈال دیا۔اہل لشکر کی چیخ و پکار اور ان کا کلام سننے لگا۔سکون ہوا تو میں کھڑا ہوا اور ان پر حملہ کر دیا۔اس کے بعد علی بن ابان قتل شاہین و ہزیمت ابراہیم بن سیما کے بعد خبیث کا خط اس کے پاس آنے کی وجہ سے جس میں اس نے اہل بصرہ کی جنگ کے لئے اسے بصرہ جانے کو لکھا تھا جبی سے واپس ہوا۔

اسی سال خبیث کے ساتھی بصرے میں داخل ہوئے۔

اہل بصرہ کی بدحالی:

بیان کیا گیا ہے کہ سعید بن صالح جب بصرہ سے روانہ ہوا۔تو سلطنت نے اس کا عمل منصور بن جعفر الخیاط کے سپرد کر دیا۔منصور اور اس کے ساتھیوں کا جو حال ہوا اس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔منصور کی حالت کمزور ہوگئی تھی خبیث کی جنگ کے لئے وہ اس کے لشکر میں واپس نہ ہوا' بذرقۃ القیر وانات ہی میں رہ گیا۔اہل بصرہ کو غلہ پہنچنے کی وجہ سے فراغت ہوگئی جو اس سے منقطع ہو گیا تھا اور جس سے انھیں نقصان پہنچتا تھا۔خبیث کو اس کی اور اہل بصرہ کی فراغت کی خبر پہنچی تو بہت گراں گزرا۔اس نے علی بن ابان کو جبی کے اطراف میں روانہ کیا جس نے الخیز رانیہ میں چھاؤنی بنائی۔منصور بن جعفر بذرقۃ القیر وانات سے بصرہ چلا گیا اور اہل بصرہ کی حالت تنگی بدل گئی۔خبیث کے ساتھیوں نے اہل بصرہ کی جنگ پر صبح و شام اصرار کرنا شروع کیا۔شوال کا مہینہ آیا تو خبیث نے اہل بصرہ پر حملہ کرنے اور اس کے ویران کرنے میں کوشش کرنے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا۔اسے اہل بصرہ کے ضعف کا' ان کے متفرق ہو جانے کا' محاصرے سے انھیں نقصان پہنچنے کا' اس کے اطراف کے دیہات کے ویران ہو جانے کا علم تھا' نجوم کے حساب میں اس نے غور کر لیا تھا' چاند گرہن کی بنا پر جو شب سہ شنبہ ۱۴/شوال ۲۵۷ھ کو ہونے والا تھا ٹھہر گیا۔

محمد بن الحسن بن سہل سے مذکور ہے کہ میں نے اسے یہ کہتے سنا کہ میں نے اہل بصرہ پر بد دعا کرنے پر خوب کوشش کی اور اس کے جلد ویران کرنے کے بارے میں میں اللہ تعالیٰ سے بہت گڑ گڑ ایا۔مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرہ تو تیرے لئے روٹی ہے جسے تو اس کے کناروں سے کھاتا ہے' جب آدھی روٹی ٹوٹ جائے گی تو بصرہ اجڑ جائے گا میں نے اس کی یہ تاویل کی آدھی روٹی کے ٹوٹنے سے

مراد وہ چاند گرہن ہے' جس کی ان دنوں امید ہے۔ بصرے کی حالت اتنی پرانی نہ ہوگی کہ وہ اس کے بعد رہے' وہ یہی بیان کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس میں اس کے ساتھی بکثرت جمع ہو گئے۔ محمد بن یزید الدارمی کو کہ بحرین میں اس کے ساتھ رہ چکا تھا' بدویوں پر حملہ کرنے کے لئے نامزد کیا۔ دارمی کے ساتھ ایک بڑی جمعیت ہوگئی جس نے قندل میں پڑاؤ کیا۔ خبیث نے ان کے پاس سلیمان بن موسیٰ الشعرانی کو روانہ کیا اور انھیں بصرہ جانے اور اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

بصرہ کا محاصرہ:

بدویوں کی جنگی تربیت دینے اور لڑائی کی باقاعدہ مشق کرانے کے لئے سلیمان بن موسیٰ آگے بڑھا۔ جب چاند گرہن ہوا تو اس نے علی بن ابان کو کھڑا کیا۔ اور بدویوں کے ایک گروہ کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔ بصرے میں اس طرف سے آنے کا حکم دیا جو بنی سعد کے متصل ہے۔ یحییٰ بن محمد البحرانی کو جو اس زمانے میں اہل بصرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس جانب سے وہاں آنے کو لکھا جو نہر عدی کے متصل ہے تمام اعراب کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔

علی بن ابان کا بصرہ پر حملہ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ شبل نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے اہل بصرہ پر حملہ کیا وہ علی بن ابان تھا۔ بغراج اس زمانے میں لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ بصرے میں تھا۔ وہ اس طرح مقیم رہا کہ دو روز تک ان سے قتال کرتا رہا۔ لوگ اس کی طرف مائل تھے۔ یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے قصر انس کے متصل سے الجسر کے ارادے سے آیا۔ علی بن ابان المہلبی ۱۷/شوال کو نماز جمعہ کے وقت داخل ہوا' جمعے کے دن اور ہفتے کی رات اور ہفتہ کے دن تک اس حالت میں مقیم رہا کہ قتل کرتا تھا اور جلاتا تھا۔ یحییٰ یک شنبہ کو صبح کے وقت بصرے میں آیا۔ بغراج اور بریہ نے ایک جماعت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ ان دونوں نے اسے لوٹا دیا۔ اس دن تو ٹھہرا رہا۔ پھر دوشنبہ کو صبح کے وقت ان کے پاس آیا وہ داخل ہوگیا۔ لشکر منتشر ہو چکا تھا۔ بریہ بھاگ گیا تھا اور بغراج مع اپنے ہمراہیوں کے کنارے ہوگیا تھا۔ کوئی شخص اس کے سامنے ایسا نہ تھا کہ مدافعت کرتا۔

علی بن ابان کی عہد شکنی:

ابراہیم بن یحییٰ المہلبی نے اہل بصرہ کے لئے اس سے امن مانگا۔ اس نے انھیں امن دیا۔ ابراہیم بن یحییٰ کے منادی نے ندا دے دی کہ جو شخص امان چاہے وہ ابراہیم کے گھر میں حاضر ہو جائے۔ تمام اہل بصرہ حاضر ہو گئے۔ یہاں تک کہ پورا کشادہ مکان بھر گیا۔ یہ اجتماع دیکھا تو فرصت کو غنیمت جانا۔ راستے' گلیاں اور کوچے بند کرا دیئے کہ وہ لوگ منتشر نہ ہونے پائیں' ان کے ساتھ بد عہدی کی' ساتھیوں کو ان کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ سوائے چند کے ہر وہ شخص قتل کر دیا گیا جو اس موقع پر آیا تھا۔ وہ اسی دن واپس ہوا الخریبہ کے قصر عیسیٰ بن جعفر میں قیام کیا۔

بصرہ کی تاراجی:

محمد نے کہا کہ مجھ سے الفضل بن عدی الداری نے بیان کیا کہا کہ میں اس وقت بنی سعد میں مقیم تھا جب کہ وہ دغا باز اہل بصرہ کی جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ ہمارے پاس ایک آنے والا رات کے وقت آیا کہ ایک گذرنے والے لشکر کو دیکھا ہے جو الخریبہ کے قصر عیسیٰ کا قصد رکھتا ہے۔ مجھ سے میرے ساتھیوں نے کہا کہ نکل اور ہمارے لئے اس لشکر کا حال دریافت کر۔ میں نکلا تو مجھے بنی تمیم

و بنی اسد کی ایک جماعت ملی' ان سے حال دریافت کیا تو وہ سمجھے کہ یہ اس علوی کے ساتھی ہیں جو علی بن ابان کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔ علی بن ابان اس شب کی صبح کو بصرہ پہنچے گا اور اس کا ارادہ بنی سعد کے علاقے کا ہے۔ یحییٰ بن محمد مع اپنی جماعت کے آل المہلب کے علاقے کا قصد رکھتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اپنے بنی سعد والے ساتھیوں سے کہہ کہ اگر تم لوگ اپنی عورتوں کو بچانا چاہتے ہو تو قبل اس کے کہ لشکر تمھارا محاصرہ کرے تم لوگ ان کے نکالنے میں جلدی کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا' حال بتایا لوگ مستعد ہو گئے اور ان کو بریہ کے پاس بھیجا جو اسے اس خبر سے آگاہ کریں۔ وہ بقیہ غلاموں اور لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ فجر کے وقت ان کے پاس پہنچا' یہ لوگ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اس خندق تک پہنچے جو بنی حمان کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے پاس بنوتمیم اور سعد یہ کے مجاہدین بھی پہنچ گئے' زیادہ دیر نہ ٹھہرے تھے کہ علی بن ابان نظر آیا جو زنجیوں اور اعراب کی اس جماعت کے ساتھ تھا جو گھوڑوں کی پشت پر تھے۔ بریہ اس جماعت کے مقابلے سے پہلے ہی غائب ہو گیا' وہ اپنے مکان واپس گیا اور شکست ہو گئی۔ بنی تمیم کے جو لوگ جمع ہوئے تھے سب منتشر ہو گئے' علی اس حالت میں پہنچا کہ کسی نے مدافعت نہ کی' المربد کے ارادے سے گذر گیا۔ بریہ نے بنی تمیم کے پاس کسی کو بھیجا جو انھیں پکار رہا تھا' ان میں سے ایک جماعت کھڑی ہو گئی' المربد میں بریہ کے گھر کے نزدیک قتال ہوا۔ بریہ اپنے گھر سے بھاگا اور لوگ بھی اس کے بھاگنے سے منتشر ہو گئے' زنجیوں نے اس کے گھر کو جلا دیا اور جو کچھ اس میں تھا سب لوٹ لیا' وہ لوگ اس حالت میں وہیں مقیم ہو گئے کہ قتل کرتے رہے۔ اہل بصرہ کمزور ہو گئے تھے۔ ان پر زنجی غالب آ گئے تھے' دن کے ختم تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ علی جامع مسجد میں داخل ہوا اور اسے جلا دیا' ابوشیث کے غلام فتح نے کہ بصریوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا علی کو جا پکڑا۔ علی اور اس کے ساتھی چھپ گئے۔ زنجیوں کی ایک جماعت قتل کی گئی۔ علی واپس ہوا اور اس موضع میں جو مقبرہ بنی شیبان کے نام سے مشہور ہے پڑاؤ کیا۔

زنجیوں کا بصرہ میں داخلہ:

لوگوں نے ایسے افسر کو تلاش کیا کہ وہ جس کے ساتھ ہو کے جنگ کریں مگر نہ پایا۔ بریہ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ بھاگ گیا ہے' اہل بصرہ کو ہفتے کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ ان کے پاس علی بن ابان نہیں آیا' وہ یک شنبہ کو صبح کے وقت ان کے پاس آیا مگر اس کے لئے کوئی نہ ٹھہرا اور وہ بصرہ پر کامیاب ہو گیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان نے بیان کیا کہا کہ میں اس وقت بصرے میں مقیم تھا جس وقت زنجی داخل ہوئے۔ میں ابراہیم بن محمد بن اسماعیل عرف بریہ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا' ۱۰/شوال ۲۵۷ھ کو جمعے کا دن آیا۔ اس کے پاس شہاب بن العلاء العنبری بھی تھا۔ میں نے شہاب کو یہ بیان کرتے سنا کہ اس دغا باز نے بہت سا مال جنگلوں میں روانہ کیا ہے کہ اس کے ذریعے سے عرب کے آدمیوں کو خریدے۔ بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے' انھیں اور پیادہ زنجیوں کو بصرے میں اتارنا چاہتا ہے۔ اس روز بصرے میں شاہی لشکر میں سے صرف کچھ اوپر پچاس سوار بغراج کے ساتھ تھے۔ بریہ نے شہاب سے کہا کہ عرب مجھ پر برائی کے ساتھ پیش قدمی نہ کریں گے۔ بریہ عرب میں مانا جاتا تھا اور ان میں محبوب تھا۔ ابن سمعان نے کہا کہ میں بریہ کی مجلس سے واپس آیا' پھر میں احمد بن ایوب کاتب سے ملا' میں نے اسے ہارون بن عبدالرحیم شیعی سے حکایت کرتے سنا جو اس زمانے میں بصرے کی ڈاک کا افسر تھا۔ کہ اسے صحیح اطلاع ملی ہے کہ اس دغا باز نے ۳/شوال کو نو آدمیوں کو جمع کیا۔ اہل بصرہ کے معززین اور حاکم وقت کہ وہاں

مقیم تھا' جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا اس دغا باز کے حقیقت حال سے غافل تھے۔

بصرہ میں زنجیوں کی غارت گری:

محاصرے نے اہل بصرہ کو سخت تکلیف پہنچائی تھی۔ وبا بکثرت ہوگئی تھی' دو گروہوں میں جو بلالیہ وسعدیہ کے نام سے مشہور تھے جنگ کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جب اسی سال ۱۷/شوال جمعے کا دن ہوا تو اسی دن صبح کو اس دغاباز کے لشکر نے تین جانب سے بصرے میں لوٹ مچائی' بنی سعد کی جانب سے المربد کی جانب سے اور الخریبہ کی جانب سے اس لشکر کا سردار جو المربد کی جانب گیا علی بن ابان تھا' اس نے اپنے ساتھیوں کے دو گروہ کر دیئے تھے۔ ایک گروہ پر رفیق غلام یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن خاقان کو والی بنایا اور انھیں بنی سعد کی طرف جانے کا حکم دیا۔ ایک دوسرا گروہ جس میں وہ خود تھا المربد کی طرف روانہ ہوا۔ اس لشکر کا سردار جو الخریبہ کی جانب سے آیا یحییٰ بن محمد الارزق البحرانی تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی ایک ہی جانب سے جمع کیا تھا اور وہ خود ان میں تھا۔ ان میں سے ہر گروہ کے مقابلے کو اہل بصرہ کے کمزوروں میں سے جو لوگ نکلے تعداد میں بھی کم تھے اور بھوک اور محاصرے نے مشقت میں بھی ڈال رکھا تھا۔ جو لشکر بغراج کے ساتھ تھا دو گروہوں میں بٹ گیا' ایک گروہ المربد کی جانب گیا اور ایک الخریبہ کی جانب مجاہدین سعدیہ کی اس جماعت سے جو بنی سعد کی جانب وارد ہوئی فتح غلام ابی شیث اور اس کے ساتھیوں نے قتال کیا مگر اہل بصرہ کے وہ قلیل لوگ جو خبیث کی جماعتوں کے مقابلے کو نکلے کچھ بھی نہ کر سکے۔ خبیثوں نے اپنے پیادوں اور سواروں سے گھیر لیا۔

بصرہ میں آتش زنی:

ابن سمعان نے کہا کہ میں نے اس دن جامع مسجد میں تھا کہ یکا یک تین جانب سے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ایک ہی وقت میں زہران۔ المربد اور بنی حمان میں آگ لگ گئی۔ آگ لگانے والوں نے شاید وقت مقرر کر لیا تھا۔ یہ واقعہ جمعے کے دن ہوا' مصیبتیں بڑھ گئیں' اہل بصرہ کو ہلاکت کا یقین آ گیا۔ جو لوگ مسجد جامع میں تھے اپنے اپنے گھروں کو بھاگے میں بھی بھاگتا ہوا اپنے گھر گیا۔ جو اس زمانے میں کوچہ مربد میں تھا مجھے اہل بصرہ کے بھاگنے والے اس گلی میں ملے جو جامع مسجد کی طرف واپس جا رہے تھے۔ ان کے آخر میں القاسم بن جعفر بن سلیمان الہاشمی تھا جو اپنے خچر پر تلوار لٹکائے ہوئے لوگوں کو پکار رہا تھا کہ تمھاری بربادی ہو۔ کیا تم اپنا یہ شہر اور اپنے اہل وعیال کو اپنے دشمن کے سپرد کرتے ہو جو اس شہر میں داخل ہو گیا ہے۔ مگر لوگ اس کی طرف نہ پھرے اور نہ اس کی بات سنی۔ وہ چلا گیا اور کوچہ مربد خالی ہو گیا۔ اس کوچے میں بھاگنے والوں اور زنجیوں کے درمیان ایک ایسا میدان ہو گیا جس میں نظر گذر جاتی تھی۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو اپنے گھر میں گھس گیا۔ دروازہ بند کر لیا' جھانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ اعراب کے سوار اور زنجیوں کے پیادے آ گئے' جن کے آگے ایک شخص مشکی گھوڑے پر اپنے ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے ہے جس پر زرد پھریرا ہے۔ بعد کو دریافت کیا تو علی بن ابان نے دعویٰ کیا کہ یہ وہی شخص ہے اور یہ زرد جھنڈا اسی کا جھنڈا ہے۔ وہ قوم داخل ہو گئی لوگ کوچہ مربد میں غائب ہو گئے یہاں تک کہ باب عثمان پہنچ گئے۔ اور یہ بعد زوال کے ہوا۔ اس کے بعد وہ لوگ واپس ہو گئے تو بصرے کے چرواہوں اور جاہل لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ قوم نماز جمعہ کے لئے گئی۔ وہ امر کہ جس نے انھیں واپس کیا تھا یہ تھا کہ انھیں یہ خوف ہوا کہ المربد سے سعدیہ و بلالیہ کا گروہ ان پر حملہ کر دے گا' اور وہاں انھیں پوشیدہ لشکروں کا بھی خوف ہوا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور وہ بھی واپس ہوئے جو زہران و بنی حصن کی جانب تھے۔ یہ واپسی بعد اس کے ہوئی کہ شہر کو جلا دیا' لوٹ لیا' غالب

آ گئے' قابض ہو گئے' اور یہ جان لیا کہ انھیں اس شہر سے کوئی روکنے والا نہیں۔ شنبہ و یکشنبہ کو دن ہی میں آئے اور دن ہی میں واپس گئے۔ دوشنبہ کو صبح کے وقت بصرے میں آئے تو انھیں کوئی مدافعت کرنے والا نہ ملا' لوگ ابراہیم بن یحییٰ المہلبی کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ انھیں امان دے دی گئی۔

یحییٰ بن ابراہیم کے مکان پر اجتماع:

محمد بن سمعان نے کہا کہ مجھ سے الحسن المہلبی الملقب بمندلقہ نے جو یحییٰ بن ابراہیم کے ساتھیوں میں سے تھا بیان کیا کہ اس صبح کو مجھے یحییٰ نے مقبرہ بنی یشکر جانے کا اور جو تنور وہاں تھے ان کے لے جانے کا حکم دیا۔ میں وہاں گیا اور کچھ اوپر بیس تنور لوگوں کے سروں پر لے گیا' یہاں تک کہ میں انھیں یحییٰ بن ابراہیم کے گھر میں لایا۔ لوگ یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ ان کے لئے کھانا پکانے کو مہیا کئے گئے ہیں۔ بھوک اور محاصرے کی شدت اور مشقت سے سب نہایت تکلیف میں تھے' ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر مجمع بہت ہو گیا لوگ نوبت بہ نوبت آتے رہے اور بڑھتے رہے' یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آفتاب بلند ہو گیا' میں اس دن کو چہ مربد سے اور اپنے گھر سے اپنے نانا ہشام المعروف بالداف کے گھر میں منتقل ہو گیا تھا' جو بنی تمیم میں تھا۔ یہ اس خبر کی وجہ سے ہوا جو بنی تمیم کے دغاباز کی صلح میں داخل کرنے کے متعلق لوگوں میں شائع ہو گئی تھی' اسی جگہ تھا کہ یکا یک مخبر اس واقعے کی خبر لائے جو ابراہیم بن یحییٰ کے گھر پر ہوا۔

آل المہلب کو امان:

انھوں نے بیان کیا کہ یحییٰ بن محمد البحرانی نے زنجیوں کو حکم دیا تو انھوں نے اس مجمع کا محاصرہ کر کے منادی کی کہ جو آل المہلب سے ہو وہ ابراہیم بن یحییٰ کے گھر میں داخل ہو جائے۔ ایک چھوٹی سی جماعت داخل ہو گئی۔ ان کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔ زنجیوں سے کہا گیا کہ اس کے علاوہ جو لوگ ہیں انھیں قتل کر دو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑو۔

اہل بصرہ کا قتل عام:

محمد بن عبداللہ المعروف بابی اللیث الاصبہانی نکلا اور زنجیوں سے کہا کہ ''کیلوا'' یہ ایک علامت تھی جس کے ذریعے قتل کا حکم دیا جاتا تھا انجام کار سب کے سب تلوار کے گھاٹ اتر گئے۔ الحسن بن عثمان نے کہا کہ میں ان کا کلمہ شہادت اور فریاد و بکا سن رہا تھا۔ وہ قتل کئے جا رہے تھے۔ ان کی آوازیں کلمہ شہادت کے ساتھ اس قدر بلند ہوئیں کہ مجھے الطفاوہ میں سنائی دیں حالانکہ وہ اس مقام سے بہت دور تھے۔ جب اس مجمع پر آئے جس کا ہم نے ذکر کیا تو زنجی ہر اس شخص کے قتل کو آ گئے جس کے پاس وہ پہنچے' اس دن علی بن ابان داخل ہوا۔ اس نے جامع مسجد کو جلا دیا اور الکلاء چلا گیا۔ الجبل سے الجسر تک جلا کے راکھ کر دیا۔ اس تمام واقعے میں آگ ہر اس شے میں لگ جاتی تھی جدھر سے گذرتی تھی' خواہ انسان خواہ چوپایہ خواہ اسباب و سامان۔ رات دن یہی کرتے کہ جسے پاتے تھے یحییٰ بن محمد کے پاس ہنکالاتے کہ ان دنوں سیجان میں تھا۔ جو مالدار ہوتا اسے ٹھیراتا' اس کا مال نکلوا لیتا اور اسے قتل کر دیتا تھا۔ جو فقیر ہوتا اسے فوراً قتل کر دیتا تھا۔

علی بن ابان کی بصرہ سے طلبی:

شبل سے مذکور ہے کہ سہ شنبہ کو بعد ان کے قتل کے جو ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر قتل کئے گئے۔ یحییٰ صبح کے وقت بصرہ آیا اور لوگوں میں امان کی منادی کرنے لگا کہ لوگ ظاہر ہو جائیں مگر کوئی ظاہر نہ ہوا۔ یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اس نے علی بن ابان کو بصرے

سے واپس کر دیا۔ یحییٰ نے جو قتل کیا وہ اس کے موافق تھا اور اس کا وقوع اس کی مرضی کے مطابق تھا' اس لئے یحییٰ کو تنہا چھوڑ دیا۔ علی بن ابان کو کہ علاقہ بنی سعد میں فساد سے باز رہا تھا۔ قصوروار سمجھا۔ علی بن ابان نے اس خبیث کے پاس بنی سعد کا ایک وفد بھیجا تھا۔ وہ لوگ اس کے پاس گئے تو وہاں خیریت نہ پائی۔ نکل کر عبادان چلے گئے۔

یحییٰ بن ابراہیم کی کارگذاری:

یحییٰ بصرے میں مقیم ہو گیا۔ خبیث نے ایک خط لکھا جس میں اسے یہ حکم تھا کہ بصرے پر شبل کی خلافت کو ظاہر کرے تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو جائے اور چھپنے والے اور وہ جو کثرت مال کے لئے مشہور ہیں ظاہر ہو جائیں۔ جب ظاہر ہو جائیں تو انھیں اس مال کے بتانے پر مجبور کیا جائے جو انھوں نے دفن کیا ہے یا پوشیدہ رکھا ہے۔ یحییٰ نے ایسا ہی کیا۔ کوئی دن کسی جماعت سے خالی نہ ہوتا تھا کہ انھیں لایا جاتا تھا جس کی تونگری معلوم ہو جاتی جو کچھ اس کے پاس ہوتا سب چھین کے اسے قتل کر دیتا تھا' جس کی مفلسی ظاہر ہوتی تھی اسے فوراً قتل کر دیتا تھا۔ کسی کو نہ چھوڑا۔ جو ملا خاک میں ملا۔ جو لایا گیا ذلت میں گرایا گیا۔ سب لوگ منہ کے بل بھاگے۔ خبیث نے اپنا لشکر بصرے سے واپس کر لیا۔

صاحب الزنج کا دعویٰ:

محمد بن الحسن سے روایت ہے کہ جب دغا باز نے بصرے کو ویران کر دیا اور اسے وہ سنگین فعال معلوم ہوئے جو اس کے ساتھیوں نے وہاں کئے تو میں نے اسے یہ کہتے سنا کہ ''میں نے اس دن کی صبح کو اہل بصرہ پر بددعا کی تھی جس دن میرے ساتھی وہاں داخل ہوئے۔ میں نے دعا میں خوب کوشش کی۔ سجدہ کیا اور اپنے سجدوں میں مانگنے لگا۔ بصرے کو میری طرف اٹھایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا اور اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ اس میں قتال کر رہے ہیں۔ آسمان و زمین کے درمیان ایک شخص کو ہوا میں کھڑا دیکھا کہ جعفر المعلوف کی صورت میں ہے جو سامرا میں دیوان خراج میں مامور تھا۔ وہ اس طرح کھڑا ہے کہ اپنا بایاں ہاتھ نیچا کر دیا ہے اور داہنا ہاتھ اونچا کر دیا ہے اور بصرے کو مع اس کے باشندوں کے الٹ دینے کا ارادہ کر رہا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرے ساتھیوں تک ہی محدود نہیں بلکہ فرشتے بھی بصرے کو ویران کرنے پر مامور ہوئے ہیں۔ اگر میرے ساتھی اس پر مامور ہوتے تو وہ اس عظیم الشان کام تک نہ پہنچتے جس کو بیان کیا جاتا ہے۔ یہ فرشتے ہیں کہ جنگ میں مجھے مدد دیتے ہیں۔ میری تائید کرتے ہیں اور میرے ساتھیوں میں سے اس شخص کو مضبوط کرتے ہیں جس کا قلب کمزور ہے۔

صاحب الزنج سے علویوں کا تعاون:

محمد بن الحسن نے کہا کہ بصرے کو ویران کرنے کے بعد اس خبیث نے اپنے کو یحییٰ بن زید بن علی کی طرف سے منسوب کیا۔ علویوں کی ایک جماعت بصرے میں تھی جو اس کے ساتھ جا ملی۔ اس میل جول سے اس نے فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو انھیں میں سے ٹھیرایا۔ علی بن احمد بن عیسیٰ بن زید و عبداللہ بن علی بھی عورتوں و بچوں کے ساتھ آ پہنچے' یہ لوگ اس پاس آئے تو وہ احمد بن عیسیٰ کی نسبت چھوڑ کے اپنے کو یحییٰ بن زید کی طرف منسوب کرنے لگا۔

صاحب الزنج کا کذب:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے خبیث کو سنا جب کہ نوفلیین کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی۔ ابوالقاسم بن الحسن النوفلی

نے کہا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی تھی کہ تو احمد بن عیسیٰ بن زید کی اولاد سے ہے۔ اس نے کہا کہ میں عیسیٰ کی اولاد سے نہیں ہوں میں یحییٰ بن زید کی اولاد سے ہوں۔ حالانکہ وہ خبیث اس معاملے میں جھوٹا ہے' اس لئے کہ یحییٰ کے بارے میں اجماع ہے کہ اس نے بجز ایک بیٹی کے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور وہ بھی بحالت شیر خوارگی مر گئی۔

محمد المولد اور یحییٰ کی جنگ:

اسی سال سلطنت نے محمد المولد کو صاحب الزنج کی جنگ کے لئے بصرے روانہ کیا۔ یکم ذیقعدہ یوم جمعہ ۲۵۷ھ کو وہ سامرا سے روانہ ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد المعروف بالمولد روانہ ہوا تو الابلہ میں اترا۔ بریہ آیا تو بصرے میں اترا۔ اہل بصرہ میں سے مخلوق کثیر جو بھاگی ہوئی تھی بریہ کے پاس جمع ہوگئی۔ یحییٰ جب بصرے سے واپس آیا تھا تو وہ نہر غوثی پر ٹھیر گیا تھا۔ محمد نے کہا کہ شبل نے کہا کہ جب محمد المولد آیا تو خبیث نے یحییٰ کو ایک خط لکھا جس میں اسے نہر ادا جانے کا حکم تھا۔ وہ اس طرف لشکر کو لے گیا اور وہاں ٹھیر کر المولد سے دس دن تک جنگ کرتا رہا۔ لڑتے لڑتے تھک کے مولد وہیں ٹھیر گیا تھا۔ خبیث نے یحییٰ کو خط لکھا۔ جس میں شب خون مارنے کا حکم تھا۔ ابو اللیث الاصبہانی کے ساتھ اس کے پاس کشتی روانہ کی' اس نے شب خون مارا۔

محمد المولد کی شکست وفرار:

المولد نے اپنے ساتھیوں کو کھڑا کیا۔ بقیہ شب اور صبح سے عصر تک قتال کیا' اس کے بعد پیٹھ پھیر کے واپس ہوا۔ زنجی اس کی چھاؤنی میں داخل ہو گئے۔ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ یحییٰ نے یہ خبر خبیث کو لکھی تو اس نے تعاقب کرنے کو لکھا۔ الحوانیت تک تعاقب کر کے واپس ہوا تو الجامدہ پر گذرا۔ باشندوں پر مصیبت نازل کی۔ گاؤں میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا' جتنے خون بہا سکتا تھا بہاتا رہا۔ پھر الحالہ میں پڑاؤ کیا اور ایک مدت تک وہاں قیام کر کے نہر معقل لوٹ آیا۔

متفرق واقعات وامیر حج الفضل بن اسحاق:

اسی سال محمد المولد نے سعید بن احمد بن سعید بن سلم الباہلی کو گرفتار کیا۔ اس نے اور اس کے باہلہ کے ساتھیوں نے البطائح پر لوٹ مار کی تھی اور راستے میں فساد برپا کیا تھا۔

اسی سال محمد بن واصل نے فارس میں سلطنت سے بغاوت کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی ابن عبداللہ بن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال بسیل المعروف بالصقلبی جسے الصقلبی کہا جاتا تھا اور اہل بیت سلطنت میں سے تھا۔ اس لئے کہ اس کی ماں صقلبیہ تھی۔ میخائیل بن توفیل شاہ روم پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ میخائیل تنہا چوبیس سال تک سلطنت پر رہا تھا۔ اس کے بعد الصقلبی روم کا بادشاہ بن گیا۔

۲۵۸ھ کے واقعات

سعید بن احمد کا قتل:

اس سال کے اہم واقعات میں سعید بن احمد بن سعید بن سلم الباہلی کا دارالخلافہ آنا اور تازیانے کھانا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔
اسی سال ماہ ربیع الآخر میں اسے سات سو تازیانے مارے گئے۔ مر گیا تو لٹکا دیا گیا۔

اسیر زنجیوں کا قتل:

اسی سال صاحب الزنج کے ایک قاضی کی جو عبادان میں تھا اور چودہ زنجیوں کی گردنیں سامرا کے باب العامہ پر ماری گئیں۔ بصرے کے علاقے سے یہ سب قید کئے گئے تھے۔

متفرق واقعات:

اسی سال مفلح نے تکریت میں اعراب سے جنگ کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مساور الشاری کی جانب مائل ہو گئے تھے۔
اسی سال مسرور بلخی نے الیعقوبیہ کے کاشتکاروں پر حملہ کیا انھیں شکست دی اور ان پر مصیبت نازل کی۔
اسی سال محمد بن واصل حلقہ اطاعت میں داخل ہو گیا۔ فارس کا علاقہ اور خراج محمد بن الحسین بن الفیاض کے سپرد کر دیا۔
۲۰/ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو المعتمد نے اپنے بھائی ابو احمد کو دیار مضر و قنسرین اور العواصم ولایت سے سرفراز فرمایا۔ پنج شنبہ ماہ ربیع الآخر کی چاندرات کو اسے اور مفلح کو خلعت دیا۔ دونوں بصرے کی جانب روانہ ہوئے۔ اور وہ عوام کے سامنے سوار ہوا۔ ابو احمد کی اس نے مشایعت کی اور پھر واپس آیا۔

منصور بن جعفر الخیاط اور ابو اللیث کی جنگ:

اسی سال منصور بن جعفر بن دینار الخیاط قتل کیا گیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ اس خبیث نے جب اس کے ساتھی بصرے کے معاملے سے فارغ ہوئے علی بن ابان المہلبی کو جو اس زمانے میں الاہواز میں تھا منصور بن جعفر کی جنگ کے لئے بھی جانے کا حکم دیا۔ وہ مقابلے میں ایک مہینہ ٹھیرا۔ علی جب خیزرانیہ میں تھا تو منصور اس کے لشکر میں آیا کرتا۔ ساتھ چند ہی آدمی ہوا کرتے خبیث نے اپنے ساتھیوں کی جماعتوں سے بھری ہوئی بارہ کشتیاں علی بن ابان کو روانہ کیں۔ کشتیوں کا کام ابو اللیث الاصبہانی کے سپرد کر کے اسے علی بن ابان کی اطاعت و فرمان برداری کا حکم دیا۔ ابو اللیث علی کی جانب روانہ ہو گیا۔ پھر اس کا مخالف بن کر اس کے خلاف اپنی رائے پر عمل پیرا ہو کر مقیم ہو گیا۔ منصور جس طرح آیا کرتا تھا' جنگ کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ کشتیاں تھیں۔ ابو اللیث نے بغیر علی بن ابان کے مشورہ و حکم کے اس کی طرف سبقت کی۔ منصور ان کشتیوں پر جو اس کے ہمراہ تھیں فتح مند ہو گیا۔ جو عرب و زنجی تھے ان میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا۔ ابو اللیث کو شکست ہو گئی' وہ خبیث کے پاس واپس گیا۔ علی بن ابان اور وہ تمام لوگ جو اس کے ہمراہ تھے واپس ہوئے اور ایک مہینے تک ٹھیرے رہے۔ اس کے بعد منصور اپنے آدمیوں کے ساتھ منصور کی جنگ کے لئے لوٹا جب علی ٹھیر گیا تو اس نے مخبروں کو روانہ کیا کہ وہ منصور اور اس کے لشکر کی

خبریں اس کے پاس لائیں۔

منصور بن جعفر الخیاط اور علی بن ابان کی جنگ:

منصور کا ایک والی تھا جو کرنبا میں مقیم تھا۔ علی بن ابان نے اس سردار پر شب خون مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا' جو کچھ اس کے لشکر میں تھا لوٹ لیا۔ بہت سے گھوڑے پائے چھاؤنی کو جلا دیا اور رات ہی کو واپس ہوا۔ یہاں تک کہ نہر جبی کے اخیر حصے پر پہنچا۔ یہ خبر منصور کو پہنچی تو وہ روانہ ہو کے الخیز رانیہ پہنچا۔ علی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلے کو نکلا۔ دونوں کے درمیان دن چڑھے سے ظہر تک جنگ ہوتی رہی۔ بعد ظہر منصور کو شکست ہوئی۔ ساتھی اس سے جدا ہو گئے۔ اور وہ ان سے علیحدہ ہو گیا۔ زنجیوں کے ایک گروہ نے نہر عمر بن مہران تک اس کا تعاقب کیا۔ وہ ان پر حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے نیزے ٹوٹ گئے' تیر ختم ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا۔ اس نے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا کہ عبور کر جائے۔ گھوڑے کو اشارہ کیا' آواز دی' مگر اس نے کام نہ دیا' آخر کود پڑا۔ پاؤں نے کوتاہی کی پانی میں ڈوب مرا۔

منصور بن جعفر الخیاط کا قتل:

شبل نے کہا کہ گھوڑے کا منصور کو نہر عبور کرانے میں کمی کرنے کا سبب یہ تھا کہ زنجیوں میں سے ایک شخص نے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا جب کہ اس نے منصور کو نہر کی طرف قصد کرتے دیکھا جس سے اس کا ارادہ اسے عبور کرنے کا تھا وہ تیر کر اس کے آگے ہو گیا پھر جب گھوڑا کودا تو وہ حبشی اس کے سامنے آ گیا۔ گھوڑا بھڑکا' دونوں ایک ساتھ ڈوب گئے۔ پھر منصور نے اپنا سر نکالا تو حبشیوں میں سے ایک غلام اس کی طرف اترا جو مصلح کے پہچاننے والوں میں سے تھا جس کا نام ابرون تھا' اس نے اس کا سر کاٹ کے اسباب لے لیا۔ ان لوگوں کی جو اس کے ساتھ تھے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔ منصور کے ساتھ اس کا بھائی خلف بن جعفر بھی قتل کر دیا گیا۔ منصور کے سپرد جو عمل تھا یار جوخ نے اس پر اصغجون کو والی بنا دیا۔ اسی سال ۱۸/ جمادی الاولی یوم سہ شنبہ کو مفلح اس تیر سے مقتول ہوا جو بغیر نوک کے اس کی کنپٹی میں لگ گیا۔ چار شنبہ کی صبح کو وہ مردہ پایا گیا۔ اس کی لاش سامرا پہنچائی گئی۔ وہیں دفن کیا گیا۔

ابواحمد اور مفلح کی روانگی:

میرا وہ بیان گذر چکا ہے جو ابواحمد بن المتوکل کے سامرا سے اس ملعون کی جنگ کے لئے بصرہ جانے کے متعلق ہے۔ یہ روانگی اس وقت ہوئی جب کہ اسے المعتمد کو وہ بدترین امور معلوم ہوئے جن کا اس ملعون نے بصرے کے اور اس کے قریب کی تمام سرزمین اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ ارتکاب کیا ہے۔ میں نے بغداد میں اس لشکر کا معائنہ کیا ہے جس میں ابواحمد اور مفلح روانہ ہوئے۔ جس وقت وہ باب الطاق سے گذر رہے تھے تو میں اس دن وہیں موجود تھا میں نے اہل بغداد کے مشائخ کی ایک جماعت کو کہتے سنا کہ ہم نے خلفاء کے بہت سے لشکر دیکھے مگر اس لشکر کے مثل نہیں دیکھا' جو مستعدی میں بھی سب سے اچھا ہے۔ ہتھیاروں کی تکمیل و تیاری میں بھی سب سے زیادہ ہے۔ تعداد و جماعت کے اعتبار سے بھی سب سے بڑھا چڑھا ہے۔ بغداد کے بازاریوں میں سے بھی ایک جماعت کثیر نے اس لشکر کا ساتھ دیا۔

علی بن ابان کا جبی میں قیام:

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ یحییٰ بن محمد البحرانی ابواحمد کے خبیث کے مقام پر پہنچنے سے قبل نہر معقل پر مقیم تھا' نہر عباس جانے

کی اجازت چاہی تو اس نے اسے ناپسند کیا۔خوف ہوا کہ سلطانی لشکر اس کے پاس کہیں اس حالت میں نہ پہنچ جائے کہ اس کے ساتھی متفرق ہوں۔یحییٰ نے اس سے اصرار کیا یہاں تک کہ اس نے اسے اجازت دے دی' وہ اس حالت میں نکلا کہ خبیث کے اکثر اہل لشکر اس کے ساتھ ہو گئے۔علی بن ابان زنجیوں کی جماعت کثیرہ کے ساتھ جبی میں مقیم تھا۔

سلطانی لشکر کی آمد سے زنجیوں میں خوف و پریشانی:

بصرہ خبیث کے اہل لشکر کا جائے غنیمت ہو گیا تھا کہ وہ لوگ صبح و شام وہاں ان اشیاء کے منتقل کرنے کو جایا کرتے تھے' جو وہاں سے ان کے ہاتھ لگتی تھیں۔اس دن خبیث کے لشکر میں اس کے ساتھیوں میں سے صرف چند ہی آدمی تھے۔اسی حال میں تھا کہ ابو احمد اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس میں مفلح بھی تھا۔ایسا زبردست ہولناک لشکر پہنچا کہ خبیث پر ایسی مصیبت کبھی نہ آئی تھی۔جب وہ لشکر نہر معقل پہنچا تو خبیث کے لشکر کے جو لوگ وہاں تھے سب بھاگے اور ڈرتے ہوئے اس سے مل گئے۔خبیث بھی ڈرا۔پھر اس نے وہاں کے روسائے لشکر میں سے دو رئیسوں کو بلایا سبب دریافت کیا کہ تم دونوں نے اپنا مقام کیوں چھوڑ دیا۔ان دونوں نے جو کچھ اس آنے والے لشکر کی بڑائی تعداد کی کثرت' سامان کی مضبوطی دیکھی تھی سب سے اسے خبردار کیا کہ اس حالت میں کیا طاقت تھی۔کہ ٹھہر کے مقابلہ کر سکتے' انھوں نے یہ جو کچھ دیکھا اس کے مقابلے پر ٹھہرنے کی اس تیاری میں کہ جس میں وہ دونوں ہیں ان دونوں میں قوت نہیں ہے۔پھر اس نے دریافت کیا کہ آیا وہ جانتے ہیں کہ لشکر کا سالار کون ہے۔

ان دونوں نے کہا نہیں۔ہم نے اس کے معلوم کرنے میں کوشش کی ہے مگر ہمیں کوئی نہ ملا جو صحیح خبر دے۔

علی بن ابان کی طلبی:

خبیث نے کشتیوں میں مخبر روانہ کیے کہ وہ اس کی خبر دریافت کریں۔وہ مخبر بھی اس لشکر کی بڑائی اور بزرگی کی خبر لے کے اس کے پاس واپس آئے۔اور کسی کو ان میں سے یہ خبر نہ ملی کہ کون اس لشکر کا قائد اور رئیس ہے۔اس خبر نے اس کے خوف و ہراس میں اضافہ کیا۔اس نے علی بن ابان کے پاس قاصد بھیجنے میں عجلت کی جس کے ذریعے سے اس آنے والے لشکر کی خبر سے آگاہ کیا تھا۔اسے مع اس کے ساتھیوں کے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔وہ لشکر پہنچ گیا۔اور اس نے اس کے مقابلے میں پڑاؤ کیا۔

سلطانی لشکر کی پیش قدمی کی صاحب الزنج کو اطلاع:

جنگ کا دن آیا' چہار شنبہ کا روز تھا' خبیث نکلا کہ پیادہ اپنے لشکر میں گھومے اور ان لوگوں کے حال میں غور کرے جو اس کے گروہ کے لوگ اس کے ساتھ مقیم ہیں اور جو اس کے مقابلے میں اس کی جنگ والے مقیم ہیں اس دن آسمان سے کسی قدر بارش ہو گئی تھی۔زمین تر تھی کہ اس سے قدم پھسلتے تھے' وہ دن کے اول حصے میں تھوڑی دیر گھوم کے لوٹا۔دوات اور کاغذ مانگا کہ علی بن ابان کو ایک خط بھیجے۔اس لشکر سے آگاہ کرے جسے اس نے دیکھا اور ان آدمیوں کے بھیجنے کا حکم دے جن کے بھیجنے پر وہ قادر ہو' اسی فکر میں تھا کہ یکا یک اس کے پاس ابو دلف آیا جو حبشیوں کا ایک قائد تھا۔اس سے کہا کہ وہ جماعت چڑھ آئی۔زنجی بھاگ گئے۔مقابلے میں کوئی ایسا شخص نہیں جو مدافعت کر سکے۔یہاں تک کہ وہ الجبل الرابع تک پہنچ گئے۔وہ اس پر چلایا' اسے ڈانٹا کہ میرے پاس سے دور ہو۔تو نے جو کچھ بیان کیا' اس میں جھوٹا ہے۔یہ محض گھبراہٹ کی وجہ سے ہے کہ جماعت کی کثرت دیکھ کر تجھ میں آ گئی ہے۔تیرا دل اڑ گیا ہے۔اور تو جو کہتا ہے وہ سمجھتا نہیں ہے۔ابو دلف اس کے آگے سے چلا گیا اور اس کے کاتب کے پاس آیا۔

مفلح کا قتل:

اس نے جعفر بن ابراہیم السجان کو زنجیوں میں منادی کرنے اور معرکے میں نکلنے کا حکم دیا۔ السجان اس کے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ منادی کی گئی۔ لوگ نکلے۔ دو کشتیوں پر فتح ہوئی۔ پھر اسے پیادوں میں تحریک کے لئے واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ واپس گیا۔ ہنوز تھوڑی ہی دیر ٹھیرنے پایا تھا کہ مفلح کو ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا اور شکست ہوگئی۔ زنجی ان پر غالب آ گئے۔ قتل میں انھیں جو کامیابی ہوئی وہ ہوئی۔ لوگ خبیث کے پاس سر لائے جن پر وہ اپنے نیزوں سے قبضہ کئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے وہ سر اس کے سامنے ڈال دیئے۔ اس دن سر بہت ہو گئے' یہاں تک کہ ہر شے بھر گئی۔ یہ لوگ مقتولوں کا گوشت تقسیم کرنے لگے اور آپس میں اس کا ہدیہ دینے لگے۔

فرغانی قیدی کا بیان:

اس دغاباز کے پاس ایک قیدی کو لایا گیا جو فرغانیوں کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے لشکر کے سردار کو پوچھا تو اس نے اسے ابو احمد اور مفلح کا ہونا بتایا۔ وہ ابو احمد کے ذکر سے ڈرا۔ اس کی عادت تھی کہ جب کسی امر سے ڈرتا تو اس کی تکذیب کرتا۔ اس نے کہا کہ لشکر میں سوائے مفلح کے کوئی نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں سوائے اس کے کسی کا ذکر نہیں سنتا۔ اگر لشکر میں وہ ہوتا جس کا اس قیدی نے ذکر کیا تو ضرور دور تک اس کی شہرت ہوتی۔ البتہ مفلح اس کے تابع اور اس کی صحبت میں شامل تھا۔

عورتوں اور بچوں کی غرقابی:

خبیث کے اہل لشکر جب ان پر ابو احمد کے ساتھیوں نے خروج کیا تو سخت گھبرا گئے تھے۔ اپنے گھروں سے بھاگ کر نہر ابی الخصیب کی پناہ لی تھی۔ اس زمانے میں اس پر پل نہ تھا۔ جس سے اس دن بچوں اور عورتوں کی بڑی مخلوق اس میں غرق ہوگئی۔ اس جنگ کے بعد اس خبیث کو بہت کم دیر ہوئی تھی کہ علی بن ابان اپنے ساتھیوں کی بڑی جماعت کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اس حالت میں اس کے پاس پہنچا کہ وہ اس سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ مفلح کو بھی زیادہ دیر نہ گذری کہ وہ مر گیا۔

ابو احمد نے الابلہ میں مقام کیا تاکہ ہزیمت نے جسے پراگندہ کر دیا ہے اسے جمع کرے اور از سر نو سامان کرلے۔ اس کے بعد نہر ابی الاسد گیا اور وہیں ٹھیر گیا۔

محمد بن الحسن کا بیان:

محمد بن الحسن نے کہا کہ خبیث یہ نہیں جانتا تھا کہ مفلح کیونکر قتل ہوا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اسے ایک تیر لگا اور اس نے کسی کو اس کے تیر مارنے کا مدعی نہ دیکھا تو اس نے دعویٰ کیا کہ وہی اس تیر کا چلانے والا تھا۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے اسے کہتے سنا کہ میرے سامنے ایک تیر گرا تو اسے میرا خادم واح میرے پاس لایا اور مجھے دے دیا میں نے اسے چلایا۔ مفلح کو میں نے ہی مارا۔ محمد نے کہا کہ وہ اس بارے میں جھوٹ بولا اس لئے کہ میں اس موقع پر موجود تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سے نہ اترا کہ اس کے پاس مخبر شکست کی خبر لایا' سر لائے گئے اور جنگ ختم ہوگئی۔

اسی سال دجلہ کے دیہات میں وبا پیدا ہوئی جس میں بغداد' سامرا' اور واسط وغیرہ میں مخلوق کثیر ہلاک ہوگئی۔

اس سال خرنجارس اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم میں قتل کیا گیا۔

یحییٰ بن محمد کا اصغجون کی جماعت پر حملہ:

اسی سال یحییٰ بن محمد البحرانی زنجیوں کے سردار کا ساتھی قید ہوا اور اسی سال قتل کیا گیا۔ محمد بن سمعان کاتب سے مذکور ہے کہ جب یحییٰ بن محمد نہر عباس پہنچا تو اسے دہانہ نہر پر اصغجون عامل کے ساتھیوں میں تین سوستر سوار ملے۔ وہ اس وقت الاہواز کا عامل تھا۔ یہ سوار بھی اسی علاقے میں مقرر کیے گئے تھے۔ یحییٰ نے دیکھا تو انھیں قلیل سمجھا اور جماعت جو اس کے ساتھ تھی اسے اتنا کثیر جانا کہ ہمراہی میں کوئی اندیشہ نہ ہوا اصغجون کے ساتھیوں نے تیر اندازی کی۔ بہتوں کو زخمی کر دیا۔ جب یحییٰ نے یہ دیکھا تو اس نے ان ایک سوبیس سواروں کو ان کی جانب عبور کرایا جو اس کے ساتھ تھے۔ اور پیادوں کی بھی بہت بڑی جماعت ان کے ساتھ کر دی۔ اصغجون کے ساتھی ان کے مقابلے سے کنارے ہٹ گئے۔ البحرانی اور اس کے ساتھی نہر عباس میں گھسے۔ نہر میں پانی کی کمی کا وقت تھا' القیر وانات کی کشتیاں کیچڑ پر کنارے لگی تھی۔

القیر وانات کی کشتیوں پر زنجیوں کا قبضہ:

جب ان کشتیوں کے مالکوں نے زنجیوں کو دیکھا تو کشتیاں چھوڑ دیں۔ زنجیوں نے ان پر قبضہ کر لیا۔ تمام مال غنیمت جو بہت زیادہ اور بہت قیمتی ان کشتیوں میں تھا لوٹ لیا' اور اسے بطیحۃ الصحناء لے چلے۔ انھوں نے سیدھا راستہ چھوڑ دیا' یہ اس باہمی حسد کی وجہ سے تھا جو البحرانی اور علی بن ابان المہلبی کے درمیان تھا۔ یحییٰ کے ساتھیوں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ اس راستے میں نہ چلے جس میں علی اپنے لشکر کو گذارتا ہے۔ اس نے مان لیا۔ وہ لوگ اس راستے پر چلے جو بطیحۃ تک پہنچا تا تھا۔ وہ بھی چلا یہاں تک کہ بطیحۃ میں داخل ہوا۔ اس لشکر کو جانے دیا جو ساتھ تھا۔ ابو اللیث الاصبہانی کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ لشکر کو سردار کے لشکر لے جانے کا حکم دیا۔

صاحب الزنج کی یحییٰ کو ہدایات:

خبیث نے کسی کو یحییٰ البحرانی کے پاس روانہ کیا تھا جو اسے لشکر کے آنے کی خبر دے' واپسی کے وقت اسے اس امر سے بچنے کا حکم دیا تھا کہ کوئی شخص ان میں سے اس لشکر کا مقابلہ کرے۔ البحرانی نے مخبروں کو دجلہ روانہ کیا' وہ مخبر اس وقت واپس آئے کہ ابو احمد کا لشکر الابلہ سے نہر ابی اسد واپس ہو رہا تھا۔ لشکر کے نہر ابی اسد کی طرف لوٹنے کا سبب یہ تھا کہ رافع بن بسطام وغیرہ نے جو بطیحۃ الصحناء اور نہر العباس کے قریب تھے' ابو احمد کو لکھ کر البحرانی کی حالت اور اس کے لشکر کی کثرت سے آگاہ کیا تھا کہ اس کا پوشیدہ طور پر ارادہ یہ ہے کہ نہر العباس سے دجلہ کی طرف نکلے۔ پھر نہر ابی الاسد تک بڑھ جائے اور وہیں چھاؤنی قائم کرے اور لشکر اسلام سے سامان رسد روک دے۔

یحییٰ کے مخبروں کی واپسی:

یحییٰ کے مخبر ابو احمد کی خبر اور اس کے لشکر کے حالات معلوم کر کے مرعوب وہیبت زدہ لوٹے۔ بڑی مشقت سے راہ کٹی تھی۔ بطیحۃ میں مارے مارے پھرنے سے ایک وبا ان میں پھیل گئی۔ مرض کی کثرت ہوگئی۔ نہر العباس کے قریب پہنچے تو یحییٰ نے اپنے مقدمے پر سلیمان بن جامع کو کر دیا۔ وہ لوگ اپنی کشتیوں کو نہر العباس سے نکل جانے کے ارادے سے چلا رہے تھے۔ نہر میں چھوٹی بڑی شاہی کشتیاں تھیں جو اصغجون کی جانب سے دہانہ نہر کی حفاظت کر رہی تھیں۔ ان کے ہمراہ ایک جماعت سوار و پیادہ کی تھی۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ڈرا دیا' اپنی کشتیاں خالی کر دیں اور اپنے آپ کو نہر العباس کے غربی حصے میں ڈال دیا' الزیدان کا

راستہ اختیار کیا جو خبیث کے لشکر کی طرف جا رہے تھے۔ یحیٰ اس حال سے غافل تھا۔ اپنے لشکر کے درمیان میں تھا کہ قورج العباس پل پر ایک ایسے تنگ مقام پر ٹھیر گیا تھا جس میں پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو کشتیوں کے چلانے میں مشغول تھے۔ ان میں سے بعض وہ تھیں جو ڈوب رہی تھیں اور بعض وہ جو بچ رہی تھیں۔

طاشتمر ترکی اور یحیٰ بن محمد کی جنگ:

محمد بن سمعان نے کہا کہ میں اس حالت میں اس کے ہمراہ ٹھیرا ہوا تھا۔ کہ اس نے پانی کے تیز بہاؤ سے متعجب ہو کر میری جانب متوجہ ہو کے کہا کہ کیا تو نے غور کیا کہ اگر اس حالت میں ہمارا دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے تو ہم سے زیادہ بدحال کون ہوگا۔ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ طاشتمر ترکی اس لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس کو ابواحمد نے الابلہ سے نہر ابی الاسد واپس آنے کے وقت روانہ کیا تھا۔ لشکر میں ایک شور مچ گیا۔ محمد نے کہا کہ میں بھی دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو دیکھا کہ سرخ جھنڈے نہر العباس کی غربی جانب سے آ گئے ہیں اور یحیٰ اس میں ہے۔ جب زنجیوں نے دیکھا تو سب نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا اور عبور کر کے شرقی جانب چلے گئے۔ جو وہ مقام سنسان ہو گیا جس میں یحیٰ تھا۔ اس کے ساتھ کچھ اوپر دس آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ رہا اس وقت یحیٰ نے کھڑے ہو کر چمڑے کی ڈھال اور تلوار لے لی۔ ایک رومال باندھا اور چند آدمیوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قوم سے مل گیا۔ طاشتمر کے ساتھیوں نے تیر مارے' اس نے بھی تیزی کے ساتھ انھیں زخمی کیا۔ البحرانی تیروں سے زخمی ہو گیا۔ تین زخم اس کے دونوں بازوؤں اور بائیں پنڈلی میں لگے۔ جب اس کے ساتھیوں نے مجروح دیکھا تو سب جدا ہو گئے۔ کوئی ایسا نہ معلوم ہوا جو اس کا قصد کرتا۔ وہ لوٹا' ایک کشتی میں سوار ہوا' اور نہر کی شرقی جانب عبور کر گیا۔

یحیٰ بن محمد البحرانی کی شکست:

یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ اچھی طرح دن چڑھ آیا تھا۔ یحیٰ کو زخموں نے بوجھل کر دیا تھا۔ زنجیوں نے جب اس کی مصیبت دیکھی تو سخت گھبرا اٹھے' دل کمزور ہو گئے' جنگ ترک کر دی' فکر ہوئی کہ لاکھوں پائیں نہ پائیں جان تو بچائیں۔ شاہی لشکر نے تمام مال غنیمت پر قبضہ کر لیا جو نہر کی غربی جانب کشتیوں میں تھا۔ جب وہ اس پر قابض ہو گئے تو ان میں سے بعض کشتیوں میں مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں کو بٹھا کے نہر کی شرقی جانب لے گئے۔ وہاں جس قدر کشتیاں زنجیوں کے قبضہ میں تھیں سب جلا دیں۔ زنجی یحیٰ سے جدا ہو گئے۔ ان میں قتل عام کیا گیا' بکثرت قید کئے گئے۔ دن میں چھپ کر جا رہے تھے۔ شام ہوئی رات خوب تاریک ہو گئی تو منہ کے بل گرتے ہوئے بھاگے۔ جب یحیٰ نے اپنے ساتھیوں کی جدائی دیکھی تو ایک کشتی میں بیٹھا اور اپنے ساتھ ایک طبیب کو بٹھایا جس کا نام عباد اور عرف ابوجیش تھا۔ کہ جو زخم لگے ہیں ان کا مداوا ہو سکے۔ بجکر خبیث کے لشکر تک پہنچنے کی خواہش تھی۔

یحیٰ بن محمد البحرانی کی گرفتاری:

چلتے چلتے دہانہ نہر کے قریب ہو گیا۔ کشتیوں کے ملاحوں نے دیکھ لیا جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں تھے' گھبرائے اور انھیں یقین ہو گیا کہ پکڑ لئے جائیں گے۔ عبور کر کے جانب غربی گئے۔ اسے اور اس کے ساتھی کو زمین پر کھیت میں ڈال دیا وہ نکل کر اس حالت میں چلنے لگا کہ بوجھل تھا' چلتے چلتے گر پڑا۔ رات بھر وہیں پڑا رہا۔ صبح ہوئی تو عباد طبیب اٹھ کے دیکھنے لگا کہ آتے جاتے کوئی نظر آئے' شاہی لشکر کے کچھ آدمی دکھائی دیئے' اشارہ کیا انھیں یحیٰ کی خبر دی' ساتھ لایا اور یحیٰ کو ان کے سپرد کر دیا۔ ایک جماعت کا یہ

خیال تھا کہ ایک فوج اسے لے گئی۔فوج نے دیکھا پہچانا اور گرفتار کر لیا۔خبیث کو خبر پہنچی' نہایت مضطرب ہوا' بے قراری بہت بڑھ گئی۔

یحییٰ بن محمد البحرانی کا انجام:

یحییٰ بن محمد الارزق البحرانی کو ابواحمد کے پاس لایا گیا۔ابواحمد نے اسے المعتمد کے پاس سامرا بھیج دیا۔اس نے الحیر میں مجر الحلبہ کے سامنے ایک چبوترہ بنانے کا حکم دیا۔لوگوں کے سامنے اس کو چبوترے پر چڑھایا گیا۔پھر تازیانے مارے گئے۔بیان کیا گیا ہے کہ ۹/ رجب چارشنبہ کو ایک اونٹ پر سامرا میں داخل ہوا' اس کے دوسرے دن المعتمد بیٹھا۔یہ پنج شنبہ کا دن تھا۔دوسو تازیانے مارے گئے۔ہاتھ پاؤں کاٹے گئے' زور زور سے تلواریں ماری گئیں' پھر ذبح کیا گیا' پھر جلا دیا گیا۔

یحییٰ بن محمد کے متعلق صاحب الزنج کے تاثرات:

محمد بن الحسن نے کہا کہ جب یحییٰ البحرانی قتل کیا گیا اور اس کی خبر صاحب الزنج کو پہنچی تو اس نے کہا کہ مجھ پر اس کا قتل بہت گراں گزرا' میرا اہتمام اس کے ساتھ نہایت سخت تھا۔پھر مجھ سے خطاب کیا گیا۔کہ اس کا قتل تیرے لئے بہتر ہے کیوں کہ وہ حریص تھا۔پھر ایک جماعت کی طرف متوجہ ہوا' جن میں میں بھی تھا اور کہا کہ اس کی حرص کا یہ حال تھا کہ ہمیں غنیمت میں بعض چیزیں ملیں اس میں دو ہار بھی تھے جو یحییٰ کے ہاتھ لگے تو اس نے اس میں زیادہ قیمتی کو مجھ سے چھپایا اور میرے سامنے کم قیمت کا پیش کیا۔وہ ہار بھی مجھ سے مانگا۔میں نے اسے دے دیا۔پھر مجھ سے اس ہار کی شکایت کی گئی جو اس نے چھپایا تھا۔میں نے اسے بلایا کہ وہ ہار لا جو تو نے چھپایا ہے۔میرے پاس وہی ہار لایا جو میں نے اسے دیا تھا۔انکار کیا کہ نہ میں نے اور کوئی اور ہار لیا ہے نہ میرے پاس ہے۔میں اس طرح اس کا حال بیان کرنے لگا کہ گویا میں اسے دیکھتا ہوں۔وہ متحیر ہو گیا' اور وہی ہار میرے پاس لایا' مجھ سے مانگا۔میں نے اسے دے دیا اور استغفار کا حکم دیا۔

محمد بن سمعان کو نبوت کی پیش کش:

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ محمد بن سمعان نے بیان کیا کہ زنجیوں کے سردار نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر نبوت پیش کی گئی مگر میں نے اس سے انکار کیا۔

میں نے پوچھا۔''کیوں؟

کہا''اس لئے کہ اس کے کچھ اسباب ہیں۔مجھے یہ خوف ہوا کہ اس بار کو برداشت نہ کر سکوں گا۔اسی سال ابواحمد بن المتوکل اس مقام سے کہ صاحب الزنج کے قریب تھا واسط کی طرف ہٹ آیا''۔

ابواحمد اور زنجیوں میں معرکہ:

بیان کیا گیا ہے کہ ابواحمد جب نہر ابی الاسد گیا اور وہاں ٹھہر گیا۔اس کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں بیماریوں کی کثرت سے موت پھیل گئی۔وہ وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ جس نے موت سے نجات پائی وہ اپنے مرض سے اچھا ہو گیا۔اس کے بعد وہ باذاورد کا رخ کر کے واپس ہوا اور وہیں چھاؤنی بنالی۔آلات کے درست کرنے لشکر کو تنخواہیں دینے اور چھوٹی بڑی کشتیوں کے درست کرنے کا حکم دیا اور انھیں ان سرداروں سے بھر دیا جو اس کے موالی اور غلام تھے۔خبیث کے لشکر کی طرف چل کھڑا ہوا۔اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو نہر ابی الخصیب وغیرہ کے ان مقامات کا حکم دیا جو ان کے لئے نامزد کر دیئے تھے۔ایک جماعت کو اپنے ساتھ رہنے اور

ان مقامات میں اپنے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا جہاں جنگ ہو۔ جس وقت لڑائی شروع ہوئی۔ دونوں گروہ نہر ابی الخصیب کے پاس مل گئے اور ابواحمد اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ہمراہ رہ گیا۔ تو وہ اس مقام سے اس خوف کی وجہ سے نہ ہٹا کہ مبادا زنجیوں کا حوصلہ بڑھ جائے۔ لوگ نہر منکی کی شور زمین میں تھے۔ ابواحمد کے ساتھیوں کا اس سے جدا ہو جانا معلوم ہوا تو زنجی بکثرت جمع ہو گئے اور جنگ بھڑک اٹھی۔ دونوں فریق میں سخت خون ریزی ہوئی۔ ابواحمد کے ساتھیوں نے زنجیوں کے محل و مکانات جلا دیئے۔ عورتوں کی ایک بڑی جماعت کو چھڑا لیا جو قید تھیں۔ زنجیوں نے اپنی جماعت کو اس مقام کی طرف لوٹایا جہاں ابواحمد تھا۔

زنجیوں کی فتح:

الموفق ایک کشتی پر ظاہر ہوا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ عین گرمی معرکہ میں زنجیوں کا انبوہ امنڈ آیا۔ موفق سمجھے کہ اپنی قلیل جمعیت کے ساتھ اس کا مقابلہ مناسب نہیں مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ جنگ روک دی جائے۔ اسی بنا پر حملہ آوروں کو کشتیوں میں لوٹنے کا حکم دیا جو تودۃ میں تھیں۔ اکثر آدمیوں کے اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جانے کے بعد ابواحمد اپنی کشتی میں گیا۔ لوگوں کا ایک گروہ رہ گیا جنھوں نے ان گھنے درختوں اور تنگ راستوں میں پناہ لی۔ وہ لوگ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے۔ ان پر زنجیوں کے پوشیدہ لشکر نکل پڑے۔ انھوں نے مدافعت کی نہایت سخت جنگ ہوئی جس میں بہتیرے کام آئے۔ مقتولوں میں ایک سو سپاہی اور دس افسر تھے۔ جن کے سر صاحب الزنج کے پاس لے گئے۔ اب کیا تھا۔ اس کے تکبر میں اور اضافہ ہو گیا۔

ابواحمد کی مراجعت واسط:

ابواحمد لشکر کے ساتھ باذاورد واپس آیا اور وہاں ٹھیر کر اپنے ساتھیوں کو تیار کرنے لگا۔ لشکر کے ایک کنارے آگ لگ گئی۔ سخت ہوا چل رہی تھی۔ چھاؤنی جل گئی۔ ابواحمد واپسی کے ارادے سے واسط روانہ ہوا یہ اسی سال شعبان کا واقعہ ہے۔ واسط پہنچا تھا کہ اکثر لوگ علیحدہ ہو گئے۔

ایک ہولناک آواز:

۱۰/ شعبان کو الصیمرہ میں نہایت سخت ہولناک آواز آئی۔ دوسرے دن پھر وہی آواز سنائی دی۔ یہ اتوار کا دن تھا۔ پہلے دن سے بھی یہ آواز بڑی تھی' اس سے اکثر شہر منہدم ہو گیا۔ دیواریں گر پڑیں۔ باشندوں میں سے جیسا کہ کہا گیا تقریباً بیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

بے ادبی کی سزا:

ایک شخص ابوفقعس کے نام سے معروف تھا۔ اس کی نسبت شہادت سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو بے سبب گالیاں دیتا ہے۔ سامرا کے باب العامہ پر اس کو ایک ہزار بیس تازیانے مارے گئے۔ وہ مر گیا۔ یہ ۷/ رمضان پنج شنبہ کا واقعہ ہے۔

متفرق واقعات:

۸/ رمضان یوم جمعہ کو یارجوخ کی وفات ہوئی۔ ابوعیسیٰ بن المتوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جعفر بن المعتمد نے بھی شرکت کی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا اور الحسن بن زید کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی۔ موسیٰ نے الحسن کے ساتھیوں کو شکست دی۔

اسی سال مسرور البلخی مساور الشاری کے مقابلے سے سامرا واپس آیا۔ اس کے ساتھ شاریوں کے قیدی تھے۔ اس نے اپنے لشکر پر جو الحدیثہ میں تھا جعلان کو اپنا نائب بنایا۔ بعد کو یوازیج روانہ ہوا۔ وہاں مساور سے ملا دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ مسرور نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قید کرلیا۔ ذی الحجہ میں چند دن باقی تھے کہ واپس آ گیا۔

اسی سال بغداد کے اندر لوگوں میں ایک وبا پیدا ہوئی جس کا نام اہل بغداد القفاع بتاتے تھے۔

اسی سال اکثر حجاج القرعاء سے پیاس کے خوف سے واپس آ گئے۔ ان میں سے وہ سلامت رہا جو مکے چلا گیا۔

امیر حج الفضل بن اسحاق:

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۵۹ھ کے واقعات

ابو احمد کی سامرا میں آمد:

اہم واقعہ ابو احمد بن المتوکل کی واسط سے واپسی اور ۲۶/ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں اس کی آمد ہے۔ واسط اور ان کی اطراف میں جنگ خبیث پر محمد المولد کو اس نے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ کنجور اسی سال قتل ہوا۔

قتل کنجور:

کنجور والی کوفہ تھا۔ وہاں سے بغیر اجازت سامرا کے ارادے سے واپس ہوا۔ لوٹنے کا حکم دیا گیا تو اس نے انکار کیا۔ اسے مال بھیجا گیا۔ کہ اپنے ساتھیوں کی تنخواہ تقسیم کردے۔ مگر اس نے اس پر قناعت نہیں کی اور روانہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ ربیع الاول میں عکبراء پہنچا۔ سامرا سے چند سردار اس کی جانب روانہ ہوئے جن میں ساتکین وتکین وعبدالرحمٰن بن مفلح وموسیٰ بن اتامش وغیرہم تھے۔ ان لوگوں نے اسے ذبح کر دیا' اس کا سر ۲۹/ ربیع الاول کو سامرا لایا گیا۔ اس کے ساتھ کچھ اوپر چالیس ہزار دینار بھی پہنچائے گئے۔ اس کے ایک نصرانی کاتب کو خیانت مال سرکار کے الزام میں ماہ ربیع الآخر میں باب العامہ پر ایک ہزار کوڑے مارے گئے جس سے وہ مر گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال شرکب سار بان مرو اور اس کے نواح پر غالب آ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ اسی سال یعقوب بن اللیث بلخ سے واپس آیا اور قہستان میں قیام کیا ہراۃ بوشنج اور باذغیس پر عامل مقرر کئے اور سجستان کی طرف لوٹ گیا۔

اسی سال عبداللہ السنجری نے یعقوب بن اللیث کو مخالف ہو کر چھوڑ دیا اور نیشاپور کا محاصرہ کرلیا۔ محمد بن طاہر نے قاصدوں اور فقہاء کو روانہ کیا۔ انھوں نے دونوں کے درمیان آمد ورفت کی' اس کے بعد اس نے اسے الطبسین وقہستان کا والی بنا دیا۔

اسی سال ۶/ رجب کو المہلبی اور یحییٰ بن خلیف الاہواز کے بازار کی نہر بطی میں داخل ہوئے وہاں انھوں نے مخلوق کثیر کو قتل کیا۔ وہاں کے صاحب المعونۃ کو بھی قتل کر ڈالا۔

اصغجون اور نیزک کی ہلاکت:

بیان کیا گیا ہے کہ قائد الزنج پر اس آتش زنی کی حالت پوشیدہ رہی جو ابو احمد کے لشکر باذ اور د میں ہوئی تھی۔ چنانچہ اسے اس

خبر تین دن کے بعد عبادان کے دو شخصوں سے معلوم ہوئی۔ یہ فساد کے لئے پلٹا۔ اس کی رسد منقطع ہو گئی تھی۔ اس نے علی بن ابان المہلبی کو کھڑا کر کے بہت سا لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔ سلیمان بن جامع بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ وہ لشکر اسی کے ساتھ کر دیا گیا تھا جو یحییٰ بن محمد البحرانی اور سلیمان بن موسیٰ الشعرانی کے ساتھ تھا۔ سوار اس کے ساتھ کئے گئے تھے اور بقیہ لوگ علی بن ابان المہلبی کے ساتھ۔ اس زمانے میں الاہواز کا متولی اصغجون تھا اس کے ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ نیزک بھی تھا۔ علی بن ابان اپنے زنجیوں کے ساتھ ان لوگوں کی جانب روانہ ہوا۔ صغجون نے بھی اسے دیکھ لیا۔ وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چل اٹھ کھڑا ہوا۔ صحرائے دستماراں میں دونوں لشکر مل گئے۔ یہ اصغجون کی موت کا دن تھا۔ نیزک اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ قتل کیا گیا۔ اصغجون غرق ہو گیا۔ الحسن بن ہرثمہ عرف الشار اور الحسن بن جعفر عرف زاوشار قید ہو گئے۔

الحسن بن الشار کی گرفتاری:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے الحسن بن الشار نے بیان کیا کہا کہ ہم لوگ اس دن اصغجون کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلے' مگر ہمارے ساتھی نہ ٹھیرے اور بھاگے۔ نیزک قتل کیا گیا اور اصغجون گم ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اپنے گھوڑے سے اترا' دل میں یہ ارادہ کیا کہ میں اس اونٹنی کی دم پکڑوں جو میرے ساتھ تھی۔ زبردستی نہر میں ڈال دوں اور اس کے ذریعے نجات حاصل کروں میرے غلام نے سبقت کی۔ وہ بچ گیا اور مجھے چھوڑ گیا۔ میں موسیٰ بن جعفر کے پاس آیا کہ اس کے ساتھ نجات پاؤں۔ وہ ایک کشتی میں سوار ہو کے روانہ ہو گیا' میرے لئے نہ ٹھیرا' میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی' اس کے پاس آیا اور اس میں سوار ہو گیا' بہت سے لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور سوار ہونے کی خواہش کرنے لگے۔ کشتی میں لٹک گئے یہاں تک کہ اسے ڈبو دیا۔ کشتی الٹ گئی۔ میں اس کی پشت پر چڑھ گیا۔ وہ لوگ میرے پاس سے چلے گئے زنجیوں نے مجھے دیکھا' تیر برسانے لگے۔ جب مجھے مرنے کا اندیشہ ہوا تو میں نے کہا کہ تیراندازی سے باز آؤ اور کوئی چیز میری طرف ڈالو کہ اس میں لٹک کے تمھارے پاس آ جاؤں انھوں نے ایک نیزہ میری جانب بڑھا دیا' جسے میں نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ان کے پاس چلا گیا۔

الحسن بن جعفر کی گرفتاری:

الحسن بن جعفر کو اس کے بھائی نے ایک گھوڑے پر سوار کر کے تیار کیا کہ اسے اپنے اور امیر لشکر کے درمیان سفیر بنائے۔ جب شکست ہو گئی تو وہ نجات کی تلاش میں جلدی کرنے لگا۔ گھوڑے نے گرا دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔

علی بن ابان نے خبیث کو اس جنگ کا حال لکھا' بہت سے سر اور جھنڈے اس کے پاس روانہ کئے۔ الحسن بن الشار اور الحسن بن جعفر اور احمد بن روح کو روانہ کیا اس نے ان قیدیوں کو قید خانے کا حکم دیا' علی بن ابان الاہواز میں داخل ہوا۔ وہاں قیام کر کے فساد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا خبیث کی جنگ کے لئے نامزد ہوا۔

موسیٰ بن بغا کی روانگی:

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے اس کی جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ ۱۷/ ذیقعدہ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ نے شہر پناہ کے باہر تک اس کی مشایعت کی اور وہاں اسے خلعت دیا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا کی جانب قائد الزنج کی جنگ کے لئے عبدالرحمٰن بن مفلح الاہواز اور اسحٰق بن کنداج بصرہ اور ابراہیم

بن سیما باذاورد پہنچا۔

ابن مفلح اور علی بن ابان کی جنگ:

بیان کیا گیا ہے کہ ابن مفلح جب الاہواز پہنچا تو اربد کے پل پر دس دن تک ٹھیر کے المہلبی کی جانب گیا۔ اس سے جنگ کی' اسے المہلبی نے شکست دی' وہ واپس ہوا اور تیاری کی۔ پھر لوٹا اور نہایت سخت جنگ کی۔ بہتیرے زنجی مار ڈالے اور بہت سے قیدی گرفتار کیے گئے۔

علی بن ابان کی شکست وفرار:

علی بن ابان بھاگا۔ اسے اور اس کے ساتھ کے زنجیوں کو شکست ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بیان میں پہنچ گئے۔ خبیث نے ان کے لوٹانے کا ارادہ کیا' مگر وہ خوف کی وجہ سے نہ لوٹے۔ جب اس نے یہ دیکھا تو انھیں اپنے لشکر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ سب کے سب داخل ہو گئے اور اسی کے شہر میں ٹھیر گئے۔ عبدالرحمٰن قلعہ المہدی پہنچا کہ وہاں چھاؤنی قائم کرے۔ خبیث نے علی بن ابان کو اس کی جانب روانہ کیا' اس نے جنگ کی مگر اس پر غالب نہ آیا' علی اس موضع کے ارادے سے روانہ ہوا جو الدکر کے نام سے مشہور ہے۔ ابراہیم بن سیما اس زمانے میں باذاورد میں تھا۔ ابراہیم نے اس سے جنگ کی۔ علی بن ابان کو شکست ہوئی۔ دوبارہ پلٹا تو ابراہیم نے پھر شکست دی۔ وہ رات میں چلا' اپنے ساتھ راہبروں کو لے لیا۔ وہ لوگ اسے گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں لے گئے یہاں تک کہ نہر یحیٰی پہنچا' اس کی اطلاع عبدالرحمٰن کو پہنچی تو اس نے طاشتمر کو موالی کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا' مگر راستے کے دشوار گذار ہونے کے باعث وہ نہ پہنچ سکا۔ نیستان تھا' بانسوں سے راہ رکی ہوئی تھی اس نے آگ لگا دی۔ وہ اس میں سے بھاگتے ہوئے نکلے۔ اس نے گرفتار کیے۔ فتح کر کے قیدیوں کے ساتھ عبدالرحمٰن بن مفلح کے پاس واپس آیا۔

ابن مفلح کا تعاقب:

علی روانہ ہوا' یہاں تک کہ نسوخ پہنچا۔ وہاں ان لوگوں کے ساتھ قیام کیا' جو اس کے ساتھیوں میں سے اس کے ہمراہ تھے۔ اس کی خبر عبدالرحمٰن بن مفلح کو پہنچ گئی۔ اس نے العمود کی طرف توجہ کی۔ وہاں پہنچ کے ٹھیر گیا۔ علی بن ابان نہر السدرہ کی طرف گیا۔ خط لکھا۔ خبیث سے مدد چاہی اور کشتیاں بھیجنے کی درخواست کی۔ اس نے تیرہ کشتیاں روانہ کیں' جن میں اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت تھی۔ کشتیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ عبدالرحمٰن کے پاس پہنچ گیا۔ عبدالرحمٰن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی جانب نکلا' مگر دونوں میں جنگ نہیں ہوئی اور اس روز دونوں لشکر ٹھیرے رہے۔ جب رات ہوئی تو علی بن ابان نے اپنے ساتھیوں میں سے اس جماعت کو منتخب کیا جن کی قوت وصبر پر اسے بھروسہ تھا' ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ سلیمان بن موسیٰ الشعرانی ہمرکاب تھا۔ باقی لشکر کو وہیں اپنی جگہ پر چھوڑ گیا کہ اس کا حال پوشیدہ رہے۔ وہ عبدالرحمٰن کے پیچھے سے گیا اور اس کے لشکر میں شب خون مارا' مگر کچھ حاصل نہ ہوا' عبدالرحمٰن اس سے کنارہ ہو گیا۔ چار کشتیوں کو خالی کر دیا۔ انھیں علی نے لے لیا اور واپس ہو گیا۔

ابن مفلح اور ابن ابان کی دوسری جنگ:

عبدالرحمٰن اپنے سامنے کے رخ روانہ ہو کے الدولاب پہنچا وہیں ٹھیر گیا۔ کچھ آدمیوں کو تیار کر کے ان پر طاشتمر کو والی بنایا' انھیں علی بن ابان کی جانب روانہ کر دیا' ان لوگوں نے اسے بیاب آزر کے نواح میں پایا۔ جنگ کی' وہ بھاگا' طاشتمر نے عبدالرحمٰن

کو بھاگنے کا حال لکھ دیا۔ عبدالرحمٰن مع اپنے لشکر کے آیا۔ العمود پہنچ کے ٹھہر گیا۔ ساتھیوں کو جنگ کے لئے مستعد کیا' کشتیاں درست کیں اور ان پر طاشتمر کو والی بنایا' وہ دہانہ نہر السدرہ کی جانب روانہ ہوا' علی بن ابان سے ایسی جنگ کی کہ علی بھاگا۔ اس نے اس سے دس کشتیاں لے لیں' علی شکست و ہزیمت اٹھا کے خبیث کے پاس لوٹا۔ عبدالرحمٰن فوراً روانہ ہوا۔ بیان میں پڑاؤ کیا۔

زنجیوں کے لشکر کی ناکہ بندی:

عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما باری باری ایک دن بیچ خبیث کے لشکر کی طرف جانے لگے اور اس سے جنگ کرنے لگے۔ جو لوگ اس کے لشکر میں تھے انھیں خائف کرنے لگے۔ اسحاق بن کنداج اس زمانے میں بصرہ میں مقیم تھا کہ خبیث کے لشکر سے رسد منقطع ہو چکی تھی۔ خبیث اس دن اپنے ساتھیوں کو جمع کرتا تھا جس دن اسے عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما کے پہنچنے کا خوف ہوتا تھا' یہاں تک کہ جنگ ختم ہو جاتی تھی۔ وہ ان میں سے ایک گروہ کو بصرے کی جانب واپس کر دیتا تھا۔ ان سے اسحاق بن کنداج جنگ کرتا تھا۔ اسی حالت میں کچھ اوپر دس مہینے ٹھیرے رہے یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کو خبیث کی جنگ سے واپس بلا کے مسرور البلخی کو مقرر کیا گیا۔ یہ خبر اس خبیث کو بھی پہنچ گئی۔

متفرق واقعات:

اسی سال الحسن بن زید قومس پر غالب آ گیا اور وہاں اس کے ساتھی داخل ہو گئے۔

اسی سال محمد بن الفضل بن سنان القزوینی اور وہسوذان بن جستان الدیلمی کے درمیان جنگ ہوئی۔ محمد بن الفضل نے وہسوذان کو شکست دی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا نے الصلابی کو رے کا والی بنایا۔ کیغلغ نے تکین پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ لہٰذا اصلابی کی روانگی شتابی سے ہوئی۔

اسی سال صاحب الروم سمیساط پر غالب آ گیا۔ اس کے بعد ملطیہ پر اترا۔ باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔ اہل ملطیہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ احمد بن محمد القابوس نے نصر الاقریطشی کو طریق البطارقہ میں قتل کر دیا۔

اسی سال الاہواز سے زنجیوں کی وہ جماعت سامرا روانہ کی گئی جو قید کئے گئے تھے سامرا کے عوام نے ان پر حملہ کر کے اکثر کو قتل کر دیا۔ لڑکے مار ڈالے گئے۔ مائیں رونے کو رہ گئیں۔

یعقوب بن اللیث کی نیشاپور میں آمد:

اسی سال یعقوب بن اللیث نیشاپور میں داخل ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب بن اللیث ہراۃ کی جانب گیا۔ پھر نیشاپور کا قصد کیا۔ جب قریب ہوا اور داخل ہونے کا ارادہ کیا تو محمد بن طاہر نے ملنے کے لئے اس سے اجازت طلب کی جو نہیں ملی۔ اس نے اپنے چچاؤں اور گھر والوں کو بھیج دیا جو اس سے ملے' ۴/ شوال کو عشاء کے وقت نیشاپور میں داخل ہوا داؤد آباد میں اترا' محمد بن طاہر سوار ہو کے اس کے پاس گیا' خیمے میں داخل ہوا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ عمل میں کمی کرنے پر ملامت کی' پھر واپس ہو گیا۔ عزیز بن السری کو وکیل بنانے کا حکم دیا۔ محمد بن طاہر کو واپس کر دیا اور عزیز کو نیشاپور کا والی بنایا۔ محمد بن طاہر اور اس کے گھر والوں کو قید کر دیا۔ سلطنت کو خبر پہنچی تو حاتم بن زیرک بن سلام کو اس کے

پاس روانہ کیا۔

۲۰/ ذی القعدہ کو یعقوب کے معروضے پہنچے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا جعفر بن المعتمد اور ابواحمد بن المتوکل ایوان خلافت میں بیٹھے۔ سردار حاضر ہوئے' یعقوب کے قاصدوں کو اجازت دی گئی۔ قاصدوں نے اہل خراسان کا حال بیان کیا۔ شادی (خارجی) اور مخالفین اس پر غالب آ گئے ہیں۔ محمد بن طاہر کمزور ہو گیا ہے۔ اہل خراسان کی یعقوب سے مراسلت کا' یعقوب کو بلانے کا' اس سے مدد مانگنے کا ذکر کیا۔ کہ وہ اس طرف گیا تو جب وہ نیشاپور سے دس فرسخ پر تھا تو اس کے پاس وہاں کے باشندے گئے اور انھوں نے اسے اس کے سپرد کر دیا۔ اس طرح یعقوب نیشاپور میں داخل ہوا۔

یعقوب بن اللیث کو انتباہ:

ابواحمد اور عبیداللہ بن یحییٰ نے قاصدوں سے کہا کہ یعقوب نے جو کچھ کیا امیر المومنین اس سے موافقت نہیں کرتے۔ اسے حکم دیتے ہیں کہ اپنی خدمت پر واپس جائے مناسب نہیں کہ بغیر حکم کے ایسا کرتا۔ لہٰذا اسے واپس ہو جانا چاہیے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ دوستوں میں شمار ہو گیا' ورنہ اس کے لئے اس کے سوا کچھ نہ ہو گا جو مخالفین کے لئے ہوتا ہے۔ قاصدوں کو اس جواب کے ساتھ واپس کیا گیا۔ وہ پہنچے اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو ایسا خلعت دیا جس میں تین تین کپڑے تھے۔

عبدالرحمٰن خارجی کا سر:

وہ لوگ نیزے پر ایک سر لائے تھے جس میں ایک رقعہ تھا کہ اس میں یہ تحریر تھا: ''یہ اللہ کے دشمن عبدالرحمٰن الخارجی ساکن ہراۃ کا سر ہے جو تیس برس سے مدعی خلافت تھا' جسے یعقوب بن اللیث نے قتل کیا۔

امیر حج ابراہیم بن محمد:

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس عرف بریہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۰ھ کے واقعات

محمد بن ہارون کا قتل:

منجملہ ان واقعات کے جو اس سال ہوئے مساور الشاری کے کردوں میں سے ایک شخص کا محمد بن ہارون بن المعمر کو قتل کرنا ہے' جس کو اس نے سامرا کے ارادے سے ایک کشتی میں پا کے قتل کر دیا اور اس کا سر مساور کے پاس لے گیا۔ جمادی الآخرہ میں ربیعہ نے اس کے خون کا دعویٰ کیا۔ مسرور البلخی اور سرداروں کی ایک جماعت کو مساور پر راستہ بند کرنے کے لئے نامزد کیا گیا۔

اسی سال قائد الزنج نے علی بن زید العلوی امیر کوفہ کو قتل کر دیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث نے الحسن بن زید الطالبی سے جنگ کی۔ اسے شکست دی اور طبرستان میں داخل ہو گیا۔

عبداللہ السنجری کی یعقوب سے علیحدگی:

یعقوب کے حالات سے خبر رکھنے والوں کی ایک جماعت نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ السنجری سجستان پر فخر کیا کرتا تھا۔ یعقوب نے اس پر غصہ کیا۔ عبداللہ اس سے علیحدہ ہو کے محمد بن طاہر سے نیشاپور میں مل گیا جب یعقوب نیشاپور گیا تو عبداللہ بھاگا اور الحسن بن

زید سے مل گیا۔ وہ معاملہ جو یعقوب اور محمد بن طاہر کے درمیان ہوا تھا کہ پہلے اس کا تذکرہ ہو چکا ہے یعقوب اس کے پیچھے روانہ ہوا وہ طبرستان کے راستے میں اسفرائیم اور اس کے نواح میں گذرا۔ وہاں ایک شخص تھا جسے میں پہچانتا تھا کہ وہ حدیث کا طالب العلم تھا۔ اس کا نام بدیل الکشتی تھا۔ پرہیز گار تھا۔ امر بالمعروف میں سرگرم رہتا۔ اس نواح کے اکثر باشندوں نے اسے قبول کر لیا تھا۔ جب یعقوب وہاں اترا تو اس کے پاس قاصد بھیجا کہ پرہیز گاری میں وہ بھی اس کے مثل ہے اور وہ اسی کے ساتھ ہے۔ اس کی خوشامد کرتا رہا یہاں تک کہ بدیل اس کے پاس گیا۔ جب وہ اس کے قابو میں آ گیا تو قید کر کے اپنے ساتھ طبرستان لے گیا۔ ساریہ کے قریب پہنچا تو الحسن بن زید سے ملاقات ہوئی۔

یعقوب بن اللیث اور الحسن بن زید کی جنگ:

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب نے الحسن بن زید کے پاس کسی کو بھیج کر یہ درخواست کی کہ عبداللہ السجزی کو میرے پاس بھیج دیں تو پھر میں لوٹ جاؤں گا۔ طبرستان کا محض عبداللہ کی وجہ سے قصد کیا ہے نہ کہ الحسن سے جنگ کے لئے۔

الحسن بن زید نے سپرد کرنے سے انکار کیا۔ یعقوب نے اعلان جنگ دیا۔ دونوں کے لشکر مل گئے اور جنگ ہوئی مگر نہ ہونے کی سی ہوئی۔ الحسن بن زید کو شکست ہوئی' وہ الشرز اور ویلم چلے گئے۔ یعقوب ساریہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے آمل کی طرف بڑھا۔ باشندوں سے ایک سال کا خراج وصول کیا۔

آمل سے الحسن بن زید کی تلاش میں الشرز کی جانب روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طبرستان کے ایک پہاڑ تک پہنچا۔ جہاں بارش نے روک لیا۔ جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا' بارش پے در پے تقریباً چالیس دن تک ہوتی رہی۔ بڑی مشکلوں کے ساتھ وہاں سے نکل سکا۔

یعقوب بن اللیث کی مراجعت:

جیسا کہ مجھ سے کہا گیا ہے' یعقوب ایک پہاڑ پر چڑھ گیا تھا' جب اترنے کا قصد کیا تو بغیر آدمیوں کی پشت پر لدے ہوئے ممکن نہ ہوا۔ اکثر جانور ہلاک ہو گئے۔ الحسن بن زید کے بعد الشرز میں داخل ہونے کا قصد کیا مجھ سے اس نواح کے بعض رہنے والوں نے بیان کیا کہ راستے تک پہنچ کر ٹھیر گیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ٹھیرنے کا حکم دیا۔ ان کے آگے آگے سوچتا ہوا بڑھا۔ پھر واپس ہوا۔ اور انھیں بھی واپس ہونے کا حکم دیا کہ اگر اس راستے کے سوا اس کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ تو اس کا راستہ ہی نہیں ہے۔

مجھے اسی شخص نے خبر دی کہ اس علاقے کو عورتوں نے اپنے مردوں سے کہا کہ تم لوگ اسے بلاؤ کہ وہ اس راستے میں داخل ہو کیوں کہ وہ اگر داخل ہو گیا تو ہم اس کے معاملے میں تمھیں کافی ہوں گے۔ تمھارے لئے اس کا گھیر لینا ہے' قید کرنا ہمارے ذمہ ہو گا۔ پھر جب وہ پلٹنے کے ارادے سے واپس ہو کے حدود طبرستان سے روانہ ہو گیا تو اپنے آدمیوں کو پھیلا دیا۔ ان میں سے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ چالیس ہزار کھو گئے اکثر گھوڑے اور اونٹ اور اسباب جاتا رہا۔

یعقوب بن اللیث کی خلافت کو عرض داشت:

اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے سلطان کو ایک خط لکھا۔ یعقوب نے دارالخلافہ میں عرضی گزارنی کہ میں نے حسن بن زید کا قصد کیا۔ جرجان سے طمیس گیا۔ اسے فتح کر لیا۔ پھر ساریہ اس حالت میں گیا کہ الحسن بن زید نے پلوں کو تباہ کر دیا تھا۔ پار ہونے کو

کشتیاں اٹھالی تھیں اور راستوں کو پاٹ دیا تھا الحسن بن زید نے باب ساریہ پر چھاؤنی قائم کر لی تھی۔ بڑے بڑے کوہستانی میدانوں کو محفوظ کر لیا تھا۔ خوشاد بن جیلا د صاحب الدیلم نے اس کی مدد کی تھی۔ ان لوگوں کے باعث اس کی طاقت بڑھ گئی تھی جو طبرستان و دیلم و خراسان وقم وقہستان و شام و جزیرہ وغیرہا اس کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ میں نے اسے شکست دی اور اتنی تعداد کو قتل کیا کہ میرے زمانے میں اس تعداد کو کوئی تعداد نہیں پہنچی۔ آل ابی طالب میں ستر افراد میں نے قید کر لئے۔ یہ رجب کا واقعہ ہے الحسن بن زید الشرز کی جانب چلے گئے دیلمی اس کے ساتھ تھے۔

اسی سال اکثر بلاد اسلام میں سخت گرانی ہوگئی۔ جیسا کہ بیان کیا گیا' شدت گرانی سے مکے کے لوگ مدینے وغیرہ شہروں میں نکل گئے۔ عامل بھی وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس کا نام بریہ تھا بغداد میں بھی بھاؤ چڑھ گیا تھا۔ ایک کر جو ایک سو بیس دینار کو اور گیہوں ایک سو پچاس دینار کو ہو گیا تھا۔ مہینوں تک ایسا رہا۔

عبداللہ السجزی کا قتل:

اسی سال اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر دیا۔ بکتمر کو عامل بنایا گیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث جب طبرستان سے واپس ہوا تو رے کی جانب گیا۔ جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا۔ اس کے وہاں جانے کا سبب عبداللہ السجزی کا یعقوب سے پناہ مانگ کر الصلابی کے پاس جانا ہے۔ جب یعقوب رے کے قریب پہنچا تو الصلابی کو ایک خط لکھا کہ عبداللہ السجزی کو میرے سپرد کر دے تو میں واپس جاؤں۔ علاقے سے تعرض نہ کروں۔ ورنہ جنگ ہوگی۔ الصلابی نے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا' عبداللہ کو اس کے سپرد کر دیا۔ یعقوب نے اسے قتل کر دیا اور الصلابی کے علاقے سے واپس ہو گیا۔

العلاء بن احمد ازدی کا قتل:

اسی سال العلاء بن احمد الازدی قتل کیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ العلاء بن احمد کو فالج ہو گیا تھا۔ وہ بے کار ہو گیا تو سلطنت نے ابوالردینی عمر بن علی بن مزکو ولایت آذربائیجان کے لئے لکھا جو اس کے قبل العلاء کے سپرد تھی۔ ابوالردینی وہاں گیا کہ اسے العلاء سے اپنے قبضے میں لے لے العلاء ایک قبے میں سے ماہ رمضان میں ابوالردینی کی جنگ کے لئے نکلا۔ ابوالردینی کے ساتھ شاریوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ العلاء قتل کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اس نے چند آدمیوں کو اس مال کے اٹھانے کو بھیجا جو العلاء چھوڑ گیا تھا اس کے قلعے سے اتنا مال اٹھایا گیا۔ جس کی قیمت ستائیس لاکھ درہم کو پہنچی۔ اسی سال رومیوں نے لولوہ کو مسلمانوں سے لے لیا۔

امیر حج ابراہیم بن محمد:

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی عرف بریہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۱ھ کے واقعات

الحسن بن زید کی مراجعت طبرستان:

اس سال کا اہم واقعہ الحسن بن زید کا ویلم سے طبرستان واپس آنا اور شالوس کو جلانا ہے۔ اس وجہ سے کہ ان سے یعقوب کی

دوستی تھی۔ ان کی جائیدادیں بطور جاگیر ویلیعیوں کو دے دیں

فرمان خلافت:

اسی سال سلطنت نے عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کو ان حجاج کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ جو خراسان اور رے اور طبرستان اور جرجان سے بغداد آئے تھے۔ اس نے اسی سال صفر میں انھیں جمع کیا۔ انھیں ایک فرمان سنایا گیا کہ خلافت نے یعقوب بن اللیث کو خراسان کا والی بنایا ہے۔ حکم تھا کہ اس سے علیحدہ رہیں۔ اس لئے کہ خراسان میں اس کا داخل ہونا اور محمد بن طاہر کو قید کرنا نہایت ناروا امر تھا۔

متفرق واقعات:

اسی سال عبداللہ بن الواثق کی وفات دغاباز یعقوب کے لشکر میں ہوئی۔

اسی سال جمادی الآخر میں مساور الشاری نے یحییٰ بن حفص کو قتل کر دیا۔ جو کرخ جدان میں طریق خراسان کا والی تھا۔ مسرور البلخی اس کی تلاش میں روانہ ہوا۔ ابواحمد بن المتوکل اس کے پیچھے گیا۔ مساور ہٹ گیا اور نہیں ملا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں ابو ہاشم داؤد بن سلیمان بن الجعفری ہلاک ہوا۔

طاشتمر اور ابن مفلح کا قتل:

اسی سال محمد بن واصل اور عبداللہ الرحمٰن بن مفلح اور طاشتمر کے درمیان ہرمز میں جنگ ہوئی۔ ابن واصل نے طاشتمر کو قتل اور ابن مفلح کو قید کر لیا۔

اس کا سبب جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ابن واصل نے الحارث بن سیما کو قتل کر دیا جو فارس میں عامل تھا۔ اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر فارس اور الاہواز اور بصرہ اور البحرین اور الیمامہ بھی موسیٰ بن بغا کے ماتحت کر دیا گیا۔ ملک مشرق پہلے ہی سے اس کے سپرد تھا۔ موسیٰ بن بغا نے عبدالرحمٰن بن مفلح کو اہواز بھیج کے اہواز اور فارس کی حکومت تفویض کی۔ طاشتمر کو اس کے ماتحت کر دیا ابن واصل کو موسیٰ کے اس فعل کی خبر ملی کہ ابن مفلح فارس اس کے قصد سے روانہ ہو گیا ہے۔ وہ اس کے قبل بصرے کے علاقے میں خارجی کی جنگ پر الاہواز میں مقیم تھا۔ ابن واصل نے اس پر چڑھائی کی۔ دونوں رام ہرمز میں مل گئے۔ ابوداؤد ابن واصل کا مددگار ہو کر اس سے مل گیا ابن مفلح پر کامیاب ہو گیا۔ اسے قید کر لیا۔ طاشتمر کو قتل کر دیا اور مفلح کے لشکر کو تباہ کر ڈالا۔ ابن مفلح اسی کے قبضے میں رہا یہاں تک کہ اسے بھی قتل کر دیا۔ حالانکہ سلطنت نے اسماعیل بن اسحاق کو ابن مفلح کے رہا کرانے کو ابن واصل کے پاس روانہ کیا تھا۔ مگر ابن واصل نے قبول نہ کیا۔

موسیٰ بن بغا کی معذوری:

ابن مفلح سے فارغ ہوا تو یہ ظاہر کر کے روانہ ہوا کہ اس کا قصد موسیٰ بن بغا کی جنگ کے لئے واسط کا ہے۔ یہاں تک کہ الاہواز پہنچا۔ وہاں ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ ابن سیما تھا۔ جب موسیٰ بن بغا نے معاملے کی شدت اور مشرق کے نواح پر زبردستی قبضہ کرنے والوں کی کثرت دیکھی کہ اس کے لئے ان کے مقابلے کا کوئی انتظام نہیں ہے تو درخواست کی کہ اسے مشرق کے اعمال سے معاف کر دیا جائے۔ اسے ان اعمال سے معاف کر دیا گیا۔ ابواحمد کے ماتحت کر دیا گیا اور اس پر ابواحمد بن المتوکل کو والی بنا دیا گیا۔

موسیٰ بن بغا مع اپنے عمال کے واسطے سے مشرق سے مستعفی ہو کر سلطنت کے دروازے پر واپس آ گیا۔

اسی سال ابوالساج کو الاہواز اور قائد الزنج کی جنگ کا والی بنایا گیا۔ وہ عبدالرحمٰن بن مفلح کے علاقہ فارس روانہ ہونے کے بعد ادھر روانہ ہو گیا۔

اہواز میں زنجیوں کی غارت گری:

اسی سال ابوالساج کے خسر عبدالرحمٰن اور علی بن ابان کے درمیان علاقہ الدوالاب میں جنگ ہوئی' جس میں عبدالرحمٰن قتل کیا گیا۔ ابوالساج مکرم کے لشکر کی طرف ہٹ گیا۔ زنجی اہواز میں داخل ہو گئے۔ باشندوں کو قتل و قید کیا۔ گھروں کو لوٹ لیا اور جلا دیا۔ ابوالساج کو اس کی خدمت سے واپس کیا گیا۔ اور ابراہیم بن سیما کو اس پر والی بنایا گیا۔ وہ اپنے اس عمل میں برابر مقیم رہا' یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کے عمل مشرق سے واپس ہونے سے وہ بھی واپس ہو گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال محمد بن اوس البلخی کو طریق خراسان کا والی بنایا گیا۔ جب عمل مشرق ابو احمد کے ماتحت کیا گیا تو اسی سال شعبان میں مسرور البلخی کو الاہواز و بصرہ و کور دجلہ و یمامہ بحرین اور قائد الزنج کی جنگ کا والی بنایا گیا۔

اسی سال نصر بن احمد بن اسد السامانی کو ماوراء نہر بلخ کا والی بنایا گیا۔ یہ اسی سال رمضان میں ہوا۔ اسے اس کی ولایت کے لئے لکھ دیا گیا۔

اسی سال شوال میں یعقوب بن اللیث نے فارس پر چڑھائی کی۔ ابن واصل الاہواز میں مقیم تھا۔ وہاں سے فارس واپس ہوا۔ ذی القعدہ میں مقابلہ ہوا۔ یعقوب نے شکست دی۔ لشکر کو تباہ کر دیا۔ خرمہ ابن واصل کے قلعے میں (لشکر کو) بھیجا۔ جو کچھ اس میں تھا سب لے لیا۔ بیان کیا گیا کہ جو کچھ یعقوب نے وہاں سے لیا اس کی قیمت چار کروڑ درہم تھی' ابن واصل کے ماموں مرو نے اس کو قید کر لیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث کے ساتھیوں نے موسیٰ بن مہران کردی سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ جنگ کی' اس وجہ سے کہ ان کی دوستی محمد بن واصل سے تھی' انھیں ان لوگوں نے قتل کر دیا اور موسیٰ بن مہران بھاگ گیا۔

ولی عہدی کا اعلان:

اسی سال ۱۲/ شوال کو المعتمد نے دارالعامہ میں دربار کیا۔ اپنے فرزند جعفر کو ولی عہد بنایا۔ اس کا نام المفوض الی اللہ رکھا۔ مغرب کا والی بنایا۔ موسیٰ بن بغا کو اس کے ماتحت کیا۔ افریقیہ' مصر' شام' الجزیرہ' موصل' آرمینیہ طریق خراسان مہرجانقذق اور حلوان کی ولایت دی۔ اپنے بھائی ابو احمد کو جعفر کے بعد ولی عہد ٹھیرایا اور اسے مشرق پر والی بنایا۔ مسرور البلخی کو اس کے ماتحت کیا اور اسے بغداد السواد کوفہ طریق مکہ مدینہ یمن کسکر کور دجلہ الاہواز فارس اصبہان قم الکرج الدینور رے زنجان قزوین خراسان طبرستان جرجان کرمان سجستان اور سندھ کی ولایت دی۔ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دو دو جھنڈے ایک سیاہ اور ایک سفید مقرر کئے۔ یہ شرط کی کہ اگر المعتمد کو موت کا حادثہ پیش آ جائے اور جعفر حکومت کے قابل نہ ہو تو حکومت ابو احمد کے لئے ہو گی' اس کے بعد جعفر کے لئے۔ اس پر لوگوں سے بیعت لے لی گئی۔ فرمان کی نقلیں شائع کر دی گئیں۔ ایک نقل الحسن بن محمد بن ابی الشوارب کے ساتھ بھیجی گئی کہ اسے کعبے

میں لٹکا دے۔ جعفر المغوض نے شوال میں موسیٰ بن بغا کو مغرب کی ولایت دی اور محمد المولد کے ہمراہ اسے اس عہدے کی خبر بھیج دی۔

محمد بن زیدویہ کی یعقوب بن اللیث سے علیحدگی

اسی سال محمد بن زیدویہ نے یعقوب بن اللیث کو چھوڑ دیا۔ اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ اس کے لشکر سے کنارہ کشی کر لی۔ ابوالساج کے پاس چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ الاہواز میں مقیم ہوگیا۔ سامرا سے ایک خلعت بھیجا گیا۔ زیدویہ نے الحسن بن طاہر بن عبداللہ کو اپنے ہمراہ خراسان روانہ کرنے کی درخواست کی۔ ۷/ ذی الحجہ کو مسرور البلخی ابواحمد کا مقدمہ بن کر سامرا سے روانہ ہوا۔ اسے اور اس کے چونتیس سرداروں کو جیسا کہ بیان کیا گیا۔ خلعت دیا گیا۔ دونوں ولی عہد نے اس کی مشایعت کی۔ ۲۱/ ذی الحجہ کو سامرا سے روانہ ہوکر الموفق اس کے پیچھے گیا۔

امیر حج الفضل بن اسحاق:

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال مکے میں حج کے بعد الحسن بن محمد بن ابی الشوارب کا انتقال ہوا۔

۲۶۲ھ کے واقعات

یعقوب بن اللیث کی ہرمز میں آمد:

یعقوب بن اللیث محرم میں رام ہرمز پہنچا۔ بغراج اور اسمٰعیل بن اسحاق کو خلافت نے یعقوب کے پاس سفیر بنا کے بھیجا۔ یعقوب بن اللیث کے جو رشتہ دار قید تھے' رہا کیے گئے۔ محمد بن طاہر کے ساتھ جو برتاؤ اس نے کیا تھا اس سے ناخوش ہو کے اس کے غلام وصیف کو اور وہاں جتنے رشتہ دار تھے سب کو قید کر لیا گیا تھا۔ یعقوب کے رام ہرمز پہنچنے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ یہ ۵/ ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ اسماعیل بن اسحاق یعقوب کے پاس سے آیا اور اس کے پاس سے پیغام لے کے سامرا روانہ ہوا۔ ابواحمد نے بغداد میں دربار کیا۔ تاجروں کی ایک جماعت کو بلایا اور ان سے کہا کہ امیر المومنین نے یعقوب بن اللیث کو خراسان' طبرستان' جرجان' رے' فارس اور بغداد کی پولیس پر والی بنانے کا حکم دیا ہے۔ دربار میں یعقوب کا ساتھی درہم بن نصر حاضر تھا۔ المعتمد نے درہم کو سامرا سے یعقوب کے پاس اس معروضے کا جواب دے کے واپس کیا تھا۔ جس میں یعقوب نے اپنے لئے درخواست کی تھی' اس کے ہمراہ اس نے اس کے پاس عمر بن سیما و محمد بن ترکشہ کو بھیجا تھا۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں ابن زیدویہ کے قاصد اس کے پاس سے پیام لے کے بغداد پہنچے۔ ابواحمد نے اسے خلعت دیا۔

سامرا میں جعفر بن المعتمد کی قائم مقامی:

اسی سال وہ لوگ جو یعقوب بن اللیث کے پاس گئے تھے' واپس آئے اور یہ اطلاع دی کہ وہ اس پر راضی نہیں ہے۔ یعقوب لشکر مکرم سے روانہ ہوگیا۔ تو ابوالساج اس کے پاس گیا۔ یعقوب نے اس کی بزرگداشت کی' اکرام سے پیش آیا اور اچھے سلوک کئے۔ قاصد جواب لے کے المعتمد کے لشکر میں یوم شنبہ ۳/ جمادی الآخر کو سامرا کے قائم مقام کے پاس لوٹے۔ المعتمد نے سامرا پر اپنے فرزند جعفر کو اپنا قائم مقام بنا دیا تھا۔ محمد المولد اس کے ماتحت تھا۔ وہاں سے سہ شنبہ ۶/ جمادی الآخر کو روانہ ہوا' اور ۱۴/ جمادی الآخرہ

یوم چہار شنبہ کو بغداد پہنچا۔ کنارے کنارے چل کے زعفرانیہ میں منزل کی اور اپنے بھائی ابواحمد کو الزعفرانیہ سے آگے روانہ کر دیا۔

یعقوب بن اللیث کی روانگی واسط:

یعقوب مع اپنے لشکر کے عسکر مکرم سے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ واسط سے ایک فرسخ رہ گیا۔ اس نے وہاں پانی کا ایک دھارا دیکھا جسے مسرور البلخی نے دجلے سے کاٹ دیا تھا کہ وہ اس پر سے گذر نہ سکے۔ وہاں ٹھیر گیا اور بند باندھ کے عبور کیا۔ یہ ۲۴/ جمادی الآخرہ کا واقعہ ہے۔ باذبین گیا۔ محمد بن کثیر یعقوب کی جانب سے مسرور البلخی کے لشکر پہنچا۔ اس کے مقابلے پر گیا۔ مسرور مع اپنے لشکر کے النعوانیہ چلا گیا۔ یعقوب واسط میں آ گیا۔ ۲۴/ جمادی آخرہ کو داخل ہوا۔

ابواحمد بن متوکل کی پیش قدمی:

المعتمد الزعفرانیہ سے پنج شنبہ ۲۹/ جمادی الآخر کو روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ سیب بنی کوما پہنچا۔ وہاں مسرور البلخی آیا۔ مسرور البلخی کی روانگی دجلے کے غربی جانب سے ہوئی۔ اس طرف عبور کیا جس میں لشکر تھا۔ المعتمد سیب بنی کوما میں چند روز مقیم رہا۔ یہاں تک کہ لشکر جمع ہو گیا۔ یعقوب واسط سے دیر العاقول روانہ ہوا۔ دیر العاقول سے شاہی لشکر کا رخ کیا۔ المعتمد نے السیب میں قیام کیا۔ ساتھ عبیداللہ بن یحییٰ بھی تھا۔ اپنے بھائی ابواحمد کو یعقوب کی جنگ کے لئے متعین کیا۔ ابواحمد نے میمنہ پر موسیٰ بن بغا کو اور میسرے پر مسرور البلخی کو مقرر کیا۔ خود اپنے مخصوص اور منتخب لوگوں کے ساتھ قلب میں رہا۔

معرکہ اضطربد:

رجب کے چند روز گذرنے کے بعد یک شنبہ کو ایک مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اس کا نام اضطربد تھا جو سیب بنی کوما اور دیر العاقول کے درمیان تھا۔ یعقوب کے میسرہ نے ابواحمد کے میمنہ پر حملہ کر کے شکست دی۔ بڑی جماعت کو قتل کر دیا' جن میں ان کے سرداران فوج ابراہیم بن سیماترکی اور طباغواترکی اور محمد طغتاترکی اور المبرقع مغربی وغیرہم تھے۔ بھاگنے والے لوٹے۔ ابواحمد کا باقی لشکر ثابت قدم تھا۔ انھوں نے یعقوب اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو وہ بھی ثابت قدم رہے اور نہایت سخت جنگ کی۔ یعقوب کے ساتھیوں میں سے طاقت وروں کی ایک جماعت قتل کر دی گئی' یعقوب کو تین تیر لگے اس کے حلق میں اور دونوں ہاتھوں میں۔

یعقوب بن اللیث کی شکست وفرار:

کہا گیا ہے کہ فریقین میں نماز عصر کے آخر وقت تک مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد الدیرانی اور محمد بن اوس ابواحمد کے پاس آئے اور وہ سب لوگ جمع ہو گئے جو ابواحمد کے لشکر میں تھے۔ یعقوب کے ساتھ جنگ بہتوں کو ناگوار تھی۔ جب دیکھا کہ خلیفہ خود برسر جنگ ہے تو ان سب نے یعقوب اور اس کے ثابت قدم ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ یعقوب کے ساتھی بھاگے۔ یعقوب اپنے مخصوص ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ مقام جنگ کو چھوڑ گئے۔

محمد بن طاہر کی رہائی:

بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب کے لشکر سے گھوڑے اور خچر دس ہزار سے زائد ہاتھ آئے۔ دینار و درہم اس قدر کہ اٹھانا دشوار تھا۔ مشک انبار در انبار۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ رہا ہو گیا جو بھاری بیڑیاں پہنے تھا' اسی نے اسے رہا کیا جو اس پر نگران مقرر تھا۔ محمد بن طاہر کو لایا گیا اور اسے اس کے مرتبے کے موافق خلعت دیا گیا۔

یعقوب کے متعلق فرمان خلافت:

لوگوں کو ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا' جس کا مضمون یہ تھا۔

''ملعون بے دین یعقوب بن اللیث کمینہ' ہمیشہ طاعت وفرمانبرداری کا دعویٰ کرتا رہا یہاں تک کہ بدترین واقعات پیش آئے۔ منجملہ ان کے اس والی خراسان کے پاس جانا' اس پر غالب آنا' حاکم بن جانا بار بار فارس جانا۔ اس پر قبضہ کر لینا۔ امیر المومنین کی بارگاہ میں ان امور کے متعلق اپنی درخواست پیش کرنے کو آنا۔ جن میں سے امیر المومنین نے ایسے امور منظور بھی کر لئے تھے جن کا وہ مستحق بھی نہ تھا۔ محض اس لئے کہ صلح وصلاح قائم رہے اور ''دہن سگ بہ لقمہ اندوختہ بہ'' پر عمل ہو۔ یہی سبب تھا کہ امیر المومنین نے یعقوب کو خراسان اور رے اور فارس اور قزوین اور زنجان اور بغداد کی پولیس کا والی بنایا۔ اس کی عزت کرنے کو لکھا۔ عمدہ جاگیریں دیں۔ مگر ان سب امور نے سوائے سرکشی وبغاوت بڑھانے کے اور کچھ نہ کیا اس لوٹنے کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا' امیر المومنین اس کی مدافعت کے لئے اٹھے کیونکہ وہ مدینۃ السلام اور واسط کے درمیانی راستے میں آ گیا تھا۔ یعقوب نے ایسے جھنڈے بھی ظاہر کئے جن میں بعض پر صلیبیں تھیں۔ امیر المومنین نے اپنے بھائی ابواحمد الموفق باللہ کو جو ولی عہد مسلمین ہیں آ گے قلب میں کیا۔ ابوعمران موسیٰ بن بغا کو میمنہ میں۔ بازو میں ابراہیم بن سیما کو میسرہ میں ابوہاشم مسرور البلخی کو۔ بازو میں الدیرانی کو۔ یعقوب نے جنگ میں عجلت کی تو ابواحمد نے بھی اس سے جنگ کی یہاں تک کہ اسے اچھی طرح زخم لگے اور عبداللہ محمد بن طاہر صحیح وسالم ان کے ہاتھ سے چھین لیا گیا۔ وہ لوگ زخمی ہو کے اپنا اسباب چھنوا کے اور پشت پھیر کے بھاگے۔ اس ملعون نے جو کچھ اس کی ملک میں تھا سب سپرد کر دیا''۔

۱۱/رجب یوم سہ شنبہ کو یہ فرمان لکھا گیا۔

ابوالساج کے مال واملاک کی ضبطی:

المعتمد اپنی چھاؤنی واپس آیا اور ابن واصل کو فارس کی ولایت کے لئے لکھا۔ جو وہاں جا چکا تھا اور ایک جماعت کو جمع کر چکا تھا۔ اس کے بعد المعتمد المدائن لوٹا۔ ابواحمد بھی روانہ ہوا' اس کے ساتھ مسرور اور ساتکین اور سرداروں کی ایک جماعت تھی۔ ابوالساج کی جائداد ومکان ضبط کر کے مسرور البلخی کو بطور جاگیر دے دیئے گئے۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ بغداد میں ۱۶/رجب یوم دو شنبہ کو آیا۔ خدمت سابقہ پر بحال ہو چکا تھا۔ الرصافہ میں اسے خلعت دیا گیا۔ محمد اپنے آبائی گھر میں فروکش ہوا۔ نہ کسی کو معزول کیا گیا اور نہ کوئی والی بنایا گیا۔ اس کے لئے پانچ لاکھ درہم کا حکم دیا گیا۔

ابواحمد کی مدح میں قصیدہ:

جس روز خلافت اور اس کمینے کے درمیان جنگ ہوئی اس دن یوم الشعانین (عید نصاریٰ) تھی۔ محمد بن علی بن فید الطائی نے ذیل کا قصیدہ کہا جس میں وہ ابواحمد کی مدح کرتا ہے اور اس کمینے کا حال بیان کرتا ہے۔

''وہ کمینہ کیسی تیاریوں کے ساتھ آیا تھا مگر کس قدر ذلیل وخوار ہوا۔ حکم الٰہی نے فوری موت کو اس کے پاس کھینچ کر پہنچا دیا۔ اس پہنچانے والے کے حکم کو سب قبول کرتے ہیں۔

اسے ابلیس ملعون نے اپنے مکر سے بہکایا اور وہ اس کے جھوٹے وعدے سے دھوکے میں پڑ گیا۔

یہاں تک کہ جب لوگوں نے آمد و رفت کی اور اس نے یہ گمان کیا کہ وہ بڑے لشکروں اور چھوٹے لشکروں کے درمیان غالب آ گیا تو مبارک لشکر اس کے قریب ہو گئے۔ اس طرح کہ وہ ایک غالب آنے والے جھنڈے کو لے کے مقابلہ کر رہے تھے۔

ایسے جوشیلے لشکر کے ساتھ جس کے بہادر لوگ زرہ پہننے والے اور نیزہ مارنے والے اور تیر مارنے والے دکھائی دیتے تھے۔

امام نے ایسے کامیاب جھنڈے کو ظاہر کیا جو محمد ﷺ کا تھا جو اللہ کی کاٹنے والی تلوار تھے۔

مسلمانوں کا ولی عہد موفق باللہ شہاب ثاقب سے بھی زیادہ تیز جانے والا تھا۔

وہ لوگوں میں مثل طلوع کرنے والے چودھویں رات کے چاند کے تھا جو ستاروں کے درمیان نور سے چمک رہا تھا۔

جب انھوں نے مقابلہ کیا مشرقی تلواروں اور نیزوں سے اس طرح کہ لڑنے والا دوسرے لڑنے والے کے مارتا اور بھونکتا تھا۔

تو غبار اڑا اور اس کے اوپر سفید ابر تھا جو تیر انداز کے تیر کی بارش کر رہا تھا۔

تمام گروہوں کو اپنی نورانی عقل کی احتیاط سے شکست دی' اور ایک ساتھی کو دوسرے ساتھی سے جدا کر دیا۔

اللہ ہی کے لئے موفق کی خوبی ہے جو جنگ کے وقت مقام پر ثابت قدم رہنے والا اور حملہ کرنے ولا ہے۔

''اے عرب کے سوار جس کا مثل لوگوں میں کوئی دوسرا نہیں' معلوم ہوتا مصائب کے مقابلے کے لیے جو کاٹنے والے سخت زمانے کی طرف سے ہوں۔ اور جو بدعہد سرکش غاصب کے لشکر کے مقابلے سے ہوں''۔

اسی سال قائد الزنج نے اپنے لشکروں کو البطیحہ اور دستمیسان کے علاقے میں روانہ کر دیا۔

عمال کا عزل و نصب:

بیان کیا گیا ہے کہ المعتمد نے جب موسیٰ بن بغا کو مشرق سے واپس بلا کے اپنے بھائی ابو احمد کے ماتحت کر دیا' اور ابو احمد نے دجلے کا علاقہ مسرور البلخی کے ہاتھ میں دیا۔ یعقوب بن اللیث ابو احمد کے ارادے سے آیا اور واسط چلا گیا تو ولایات دجلہ سوائے مدائن و مضافات کے ارکان خلافت سے خالی ہو گئے مسرور نے اس کے قبل موسیٰ بن اتامش کی جگہ جعلان ترکی کو باذ آورد روانہ کر دیا تھا۔ قائد الزنج کی جانب سے موسیٰ بن اتامش کے مقابلے میں سلیمان بن جامع تھا۔ سلیمان قبل اس کے کہ ابن اتامش کو باذ آورد سے واپس کیا جائے اس کے لشکر پر غالب ہو چکا تھا۔ جب ابن اتامش کی جگہ جعلان مقرر کیا گیا تو سلیمان نے اپنی جانب سے ایک شخص کو روانہ کیا یہ بحرانیوں میں سے تھا۔ اس کا نام ثعلب بن حفص تھا۔ اس نے اس سے جنگ کی۔ قائد الزنج نے اپنی جانب سے ایک شخص کو جو اہل جبی سے تھا اور جس کا نام احمد بن مہدی تھا' چند کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ جن میں اس کے ساتھیوں میں سے تیر انداز تھے اس نے اسے نہر المراۃ روانہ کیا۔

جبائی کی غارت گری:

بیان کیا گیا ہے کہ جبائی دیہات میں جنگ کرنے لگا جو المذار کے نواح میں تھے۔ وہاں فساد کرتا' فتنہ مچاتا نہر المراۃ لوٹ آتا' اور وہیں مقیم ہو جاتا تھا۔ جبائی نے قائد الزنج کو ایک خط لکھا کہ یعقوب بن اللیث کے واسط میں وارد ہونے کے وقت سے البطیحہ خالی ہو گیا ہے۔ قائد الزنج نے سلیمان بن جامع کو اور اپنے سرداروں کی جماعت کو الحوانیت جانے کا حکم دیا۔ عمر بن عمار باہلی جو البطیحہ اور اس کی سڑکوں کے راستوں سے واقف تھا یہ حکم دیا کہ وہ جبائی کے ساتھ جائے۔ یہاں تک کہ الحوانیت میں ٹھیر جائے۔

محمد بن الحسن کا بیان:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن عثمان العبادانی نے کہا' کہ جب صاحب الزنج نے البطیحہ اور دستمیسان کے نواح میں لشکروں کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو سلیمان بن جامع کو حکم دیا کہ وہ المطوعہ میں پڑاؤ کرے اور سلیمان بن موسیٰ کو یہ حکم دیا کہ وہ دہانہ نہر الیہود پر پڑاؤ کرے۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت تک وہاں ٹھہرے کہ ان دونوں کے پاس اس کا حکم آ گیا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ سلیمان کی روانگی تو قریہ معروفہ قادسیہ کی طرف ہوئی اور سلیمان بن جامع کی روانگی الحوانیت کی طرف۔ الجبائی کشتیوں میں سلیمان بن جامع کے آگے آگے تھا۔ اباترک تیس کشتیوں کے ساتھ دجلہ آیا اور قائد الزنج کے لشکر کے ارادے سے اتر گیا۔ وہ ایک ایسے گاؤں میں گذرا جو اس خبیث کی صلح میں داخل تھا۔ اس نے وہاں سے کچھ حاصل کیا اور جلا دیا۔ خبیث نے سلیمان بن موسیٰ کو لکھا کہ اس کو روک رکھے۔ سلیمان نے اس کا راستہ بند کر دیا۔ وہ ایک مہینے تک ٹھہر کر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ چھوٹا اور البطیحہ چلا گیا۔

جبائی اور رمیس کا مقابلہ:

محمد بن عثمان نے بیان کیا کہ جباش خادم نے یہ گمان کیا کہ اباترک اس وقت دجلہ نہیں گیا تھا اور جو شخص وہاں مقیم تھا وہ نصیر عرف ابوحمزہ تھا۔ جب سلیمان بن جامع الحوانیت کے قصد سے ایک موضع میں پہنچا جو نہر العتیق کے نام سے مشہور ہے۔ الجبائی کو المادیاں کے راستے میں رمیس ملا۔ الجبائی نے اس سے جنگ کی' شکست دی۔ چوبیس کشتیاں اور کچھ اوپر تیس اونٹ جو چھ چھ برس کے تھے لے لئے رمیس بچ گیا۔ اس گھنے درختوں کی پناہ لی' جو خانیوں کی ایک قوم آ ئی۔ جس نے اسے وہاں سے نکالا۔ اس طرح اس کی جان بچ گئی۔

رمیس کا فرار:

سلیمان کا نہر العتیق سے نکلنا تھا کہ رمیس کے بھاگنے والے ساتھیوں سے مل گیا۔ اس نے انھیں گھیر لیا۔ جنگ کی اور کسی قدر کامیاب ہوا۔ رمیس چلتے چلتے اس گاؤں میں پہنچا جو برمساور کے نام سے مشہور ہے۔ بلالیین کی ایک جماعت سلیمان کی جانب مائل ہوگئی۔ ایک سو پچاس کشتیوں میں یہ لوگ سوار تھے' ان سے حال دریافت کیا تو کہا کہ تیرے اور واسط کے درمیان عاملوں اور والیوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ سلیمان اس دھوکے میں آ گیا اور اس کی طرف جھک پڑا۔ وہاں سے چل کے اس موضع تک پہنچا جو الجازرہ مشہور ہے۔

ابومعاذ اور سلیمان کی جنگ:

ایک شخص ملا جس کا نام ابومعاذ القرشی تھا۔ اس نے اس سے جنگ کی۔ سلیمان بھاگا۔ ابومعاذ نے اس کی ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور زنجیوں کے قائدوں میں سے ایک سردار کو گرفتار کر لیا جس کا نام ریاح القندلی تھا۔ سلیمان اس موضع کی طرف واپس ہوا جہاں وہ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ اس کے پاس بلالیہ میں سے دو شخص آئے کہ واسط میں کوئی نہیں ہے جو اسے بچائے سوائے ابو معاذ کے جوان پانچ کشتیوں میں ہے جن میں اس نے تجھ سے مقابلہ کیا تھا۔ سلیمان تیار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کو جمع کیا۔ خبیث کو انھیں بلالیوں کے ذریعے کہ زیر پناہ تھے۔ ایک خط بھیجا۔ اس قلیل جماعت کو جو دس کشتیوں میں تھی اپنے ہمراہ ٹھہرنے کے لئے منتخب کر

لیا اور ان دونوں کو بھی روک لیا جنھوں نے اسے واسط کے متعلق خبر دی تھی اور نہر ابان کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔ ابو معاذ نے راستے میں اسے روکا' دونوں کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے' آندھی چلنے لگی۔ ابو معاذ کی کشتی ڈگمگائی سلیمان اور اس کے ساتھی زبردست لڑے۔ اس نے بھاگ کر اس سے پشت پھیر لی۔

سلیمان بن جامع کی شکست و مراجعت:

سلیمان چلا یہاں تک کہ نہر ابان تک پہنچ گیا۔ زبردستی اس میں داخل ہو گیا۔ آگ لگائی لوٹا اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ اس کی خبر ابو احمد کے وکلاء کو پہنچی جو اس کی جائداد اور نہر سنداد میں مقیم تھے۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ سلیمان کی طرف گئے اور اس سے ایک ایسی جنگ کی کہ زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ سلیمان اور احمد بن مہدی اور جو دونوں کے ہمراہ تھے اپنی چاؤنی کی طرف بھاگے۔

سلیمان بن جامع اور وصیف الرحال کی جنگ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ محمد بن عثمان کہتا تھا کہ جب سلیمان بن جامع الحوانیت میں ٹھہر گیا اور اس نہر میں اترا جو یعقوب بن النضر کے نام سے مشہور ہے تو ایک آدمی کو روانہ کیا کہ واسط کی خبر دریافت کرے یعقوب کے وہاں سے آنے کے سبب سے مسرور البلخی اور اس کے ساتھیوں کے وہاں سے نکلنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ شخص واپس آیا اور یعقوب کے آنے کی خبر دی۔ مسرور نے واسط سے السیب روانہ ہونے کے قبل سلیمان کی جانب ایک شخص کو جس کا نام وصیف الرحال تھا' کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ سلیمان نے اس سے جنگ کی اور قتل کر دیا۔ سات کشتیاں لے لیں۔ جس پر قابو پایا اسے مار گرایا۔ مقتولوں کو الحوانیت میں ڈال دیا کہ جو آدمی ان کے پاس سے گذریں ان کے دلوں میں خوف بیٹھ جائے۔ جب سلیمان کے پاس مسرور کے واسط سے جانے کی خبر آئی تو سلیمان نے اپنے نائب عمیر بن عمار کو اور باہلیین کے رئیسوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام احمد بن شریک تھا بلایا۔ اس مقام سے کنارے ہٹنے کا مشورہ کیا جس کی متصل لشکر اور کشتیاں ہیں۔ ایسے مقام کی تلاش ہوئی جو ایسے راستے کے متصل ہو کہ جب وہاں سے خبیث کے لشکر کی جانب بھاگنے کا ارادہ ہو تو اس پر چلے ان دونوں نے اسے عقر مادر جانے کا اور طہیثا میں اور گھنے درختوں میں محفوظ ہو جانے کا مشورہ دیا۔ باہلیوں کو سلیمان بن جامع کا اپنے درمیان سے نکلنا ناگوار ہوا۔ اس وجہ سے کہ انھیں سزا کا خوف ہوا۔

مال غنیمت و غلہ بھیجنے کا حکم۔

سلیمان نے اپنے ساتھیوں کو نہر البرور میں طہیثا کی جانب روانہ ہونے کو سوار کیا اور الجبائی کو کشتیوں کے ساتھ نہر العتیق روانہ کر کے حکم دیا کہ کشتیوں کی اور خلافت کے جو لوگ آئیں ان کی کیفیت معلوم کر کے فوراً اطلاع دے۔ ایک جماعت کو ان لوگوں کے روانہ کرنے کو چھوڑ گیا جو اس کے ساتھیوں میں سے رہ گئے تھے۔ روانہ ہو کے عقر مادر میں آیا اور اس گاؤں میں اترا جو قریہ مروان کے نام سے نہر طہیثا کے شرقی جانب وہاں کے ایک جزیرے میں ہے' کنارے رہنے والوں کو اور باہلیوں کے رؤسا کو اپنے پاس جمع کیا اور جو کچھ کیا وہ خبیث کو لکھ دیا۔ اس نے اسے خط لکھا جس میں اس کی رائے کی درستی ظاہر کی تھی اور اسے اس غلے اور غنیمتوں کے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا جو اس کے پاس تھیں۔ یہ سب اس کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

مسرور اس مقام کی طرف روانہ ہوا جہاں پہلے چھاؤنی تھی۔ اس نے وہاں کسی کا نشان نہ پایا۔ حالت یہ تھی کہ جو کچھ چھاؤنی

میں تھا سب کا سب نکال لے گئے تھے۔

سلیمان بن جامع کی تلاش:

ابا ترک سلیمان کی تلاش میں البطائح میں اترا۔ گمان یہ تھا کہ اس نے یہ علاقہ ترک کر دیا ہے' اور خبیث کے شہر کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ اسی غم میں خود بھی روانہ ہوا مگر سلیمان کا نشان تک نہ ملا دوبارہ پلٹا تو سلیمان کو اس حالت میں پایا کہ اپنا لشکر الحوانیت کی جانب روانہ کر دیا ہے' اس نے اس راستے کو ترک کر دیا دوسرے راستے سے روانہ ہوا' یہاں تک کہ مسرور کے پاس پہنچا اور اسے خبر دی کہ سلیمان کی کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی۔

جبائی کے رویے کے خلاف سلیمان کی شکایت:

سلیمان کا لشکر جو کچھ غلہ جمع تھا لے کے واپس ہوا۔ سلیمان مقیم ہو گیا۔ اس نے الجبائی کو کشتیوں کے ساتھ رسد اور غلے کے مقامات دریافت کرنے اور ان کے لانے کی تدبیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ الجبائی جس علاقے میں پہنچتا' جہاں از قسم غلہ کچھ بھی پاتا اسے جلا دیتا تھا۔ اس فعل نے سلیمان کو ناراض کر دیا۔ اس نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ وہ یہ کہتا تھا کہ یہ غلہ ہمارے دشمنوں کا سامان زندگی ہے۔ لہٰذا اسے چھوڑنا عقل کی بات نہیں ہے۔

سلیمان نے خبیث کو ایک خط لکھا جس میں الجبائی کی شکایت تھی۔ خبیث کا خط الجبائی کے پاس آیا جس میں اسے سلیمان کی بات سننے اور ماننے اور اس امر کا امتثال کرنے کی اسے ہدایت تھی جو وہ اسے حکم دے۔

اغرتمش کی آمد:

سلیمان کے پاس اس مضمون کا خط آیا کہ اغرتمش اور خشیش سوار و پیادہ اور چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آئے ہیں کہ سلیمان سے لڑیں۔ سلیمان بہت ہی گھبرایا اور الجبائی کو ان دونوں کا حال دریافت کرنے کو بھیجا۔ خود ان دونوں کے مقابلے کی تیاری کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ الجبائی اس کے پاس بھاگتا ہوا آیا اور خبر دی کہ وہ دونوں باب طنج آ گئے۔ یہ اس وقت سلیمان کے لشکر سے نصف فرسخ کے فاصلے پر تھا اس نے اسے پلٹنے اور اس لشکر کا رخ معلوم کرنے کے لئے حکم دیا یہاں تک کہ وہ اس سے مل جائے۔

زنجی لشکر کی پوشیدگی:

الجبائی کو روانہ کر کے سلیمان ایک سطح پر چڑھ گیا اور وہاں سے دیکھنے لگا۔ لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اترا۔ نہر طہیثا کو عبور کیا اور پیادہ روانہ ہوا۔ زنجی سرداروں اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ باب طنج میں آ گئے۔ اس نے اغرتمش کو پیچھے چھوڑا' انھوں نے اس کے لشکر تک پہنچنے کی خوب کوشش کی' اس شخص کو جسے اپنے لشکر پر نائب بنایا تھا' یہ حکم دیا تھا کہ کسی زنجی کو اغرتمش کے لشکر والوں میں سے کسی پر ظاہر نہ ہونے دے' جہاں تک ہو سکے چھپائیں یہاں تک کہ وہ نہر میں داخل ہوں۔ جب نقارہ جنگ کی آواز سنیں تو نکل کر ان پر حملہ کر دیں

خشیش کا قتل:

اغرتمش اپنے لشکر کے ساتھ آیا یہاں تک کہ اس کے اور لشکر کے درمیان سوائے اس نہر کے کچھ حائل نہ تھا جو طہیثا سے نکلی ہے اور جس کا نام جاردرہ بنی مروان ہے۔ الجبائی کشتیوں میں بھاگا یہاں تک کہ طہیثا گیا۔ اس نے اپنی کشتیوں کو وہیں چھوڑا اور پیادہ

سلیمان کے لشکر کی طرف لوٹا۔ اس سے سلیمان کے لشکر کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی۔ وہ لوگ ایادسبا میں منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک قلیل جماعت کھڑی ہوئی جس میں ایک زنجی سردار تھا جس کا نام ابوالنداء تھا۔ انھوں نے ان کا مقابلہ کیا ان سے جنگ کی اور انھیں لشکر میں گھسنے سے روک دیا۔ سلیمان نے پیچھے حملہ کر دیا۔ زنجیوں نے اپنے ڈھول بجا کر اپنے آپ کو ان کی جانب عبور کرنے کے لئے پانی میں ڈال دیا۔ اغرتمش کے ساتھی بھاگے اور ان پر ان زنجیوں نے حملہ کیا جو طہیثا میں تھے۔ ان میں خوب تیغ زنی کی۔ خشیش ایک ابلق گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کی طرف پلٹنے کے ارادے سے آیا' زنجیوں نے روک کے پچھاڑ دیا۔ ان کی تلواریں اس پر پڑنے لگیں۔ قتل ہو گیا اور اس کا سر سلیمان کے پاس پہنچایا گیا۔ خشیش نے جب وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے تو کہا کہ میں خشیش ہوں' مجھے قتل نہ کرو' اپنے صاحب کے پاس لے چلو۔ مگر انھوں نے اس کی بات نہ سنی۔ اغرتمش بھاگا۔ آخری صف میں تھا' اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا' ایک گھوڑے پر سوار ہو کے چلا۔ زنجیوں نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ لشکر میں پہنچ گئے' اور ان کشتیوں پر کامیاب ہو گئے جو خشیش کے ساتھ تھیں۔

وہ لوگ جنھوں نے پشت پھیرنے والے لشکر کا تعاقب کیا ان کشتیوں پر کامیاب ہوئے جو اغرتمش کے ساتھ تھیں جن میں مال تھا۔ جب یہ خبر اغرتمش کو پہنچی تو وہ دربار پلٹا یہاں تک کہ اس نے انھیں ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔

خشیش کے سر کی تشہیر:

سلیمان اپنے لشکر کی جانب اس حالت میں لوٹا کہ وہ لوٹ کے مال سے بھرا اور گھوڑوں پر سامان لدا ہوا تھا۔ اس جنگ کی اور اس سے جو کچھ اس میں ہوا تھا اس کی خبر خبیث کو لکھی۔ اس کے پاس خشیش کا سر اور اس کی مہر روانہ کی اور ان کشتیوں کو جو اس نے لی تھیں اپنے لشکر میں رکھا۔ جب سلیمان کا خط اور خشیش کا سر پہنچا تو وہ اس کے لشکر میں گھمایا گیا اور ایک دن لٹکایا گیا۔ پھر اسے علی بن ابان کے پاس روانہ کر دیا جو اس زمانے میں الاہواز کے نواح میں مقیم تھا۔ اور اسے وہاں لٹکانے کا حکم دیا۔ سلیمان اس طرح الحوانیت کے علاقے کی جانب نکلا کہ الجبائی اور زنجی سرداروں کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی۔ اتفاق سے وہاں تیرہ کشتیاں ملیں جو ابوعون وصیف ترک کے بھائی ابوتمیم کے ہمراہ تھیں۔ ان لوگوں نے جنگ کی۔ وہ مقتول ہوا اور ڈوب گیا۔ انھوں نے گیارہ کشتیاں چھین لیں۔

متفرق واقعات:

محمد بن الحسن نے کہا یہ تو محمد بن عثمان العبادانی کی خبر ہے۔ لیکن جباش کا گمان یہ ہے کہ وہ کشتیاں جو ابوتمیم کے ساتھ تھیں آٹھ تھیں۔ ان میں سے دو کشتیاں بچ گئیں جو پیچھے تھیں۔

سلیمان کو ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا۔ جو لشکر ان کشتیوں میں تھا ان میں سے اکثر پہ حملہ کیا۔

سلیمان اپنے لشکر میں واپس آیا۔ ابوتمیم اور اس کے ساتھیوں کے قتل کا حال خبیث کو لکھ دیا' اور کشتیوں کو اپنے لشکر میں روک لیا۔

اسی سال ابن زید ویہ نے الطیب پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا۔

اسی سال علی بن محمد بن ابی الشوارب کو محکمہ قضاء کا حاکم بنایا گیا۔

اسی سال جب کہ اس کے دو دن باقی تھے الحسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر بغداد سے نکلا اور الجبل گیا۔

اسی سال الصلابی مر گیا اور کیغلغ کورے کا والی بنایا گیا۔

اسی سال ربیع الآخر میں صالح بن علی بن یعقوب بن المنصور مر گیا اور اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کی جانب شرقی کا قضاء کا والی بنایا گیا۔ اس کے لئے دونوں جانب کی قضاء جمع ہوگئی۔

اسی سال محمد بن عتاب بن عتاب قتل کر دیا گیا جو السیبین کا والی بنایا گیا تھا۔ وہاں جا رہا تھا کہ اعراب نے قتل کر دیا۔

۱۵/ رمضان کو موسیٰ بن بغا الرقہ جانے کے لئے الانبار گیا۔

اسی سال القطان مفلح، مفلح کا ساتھی بھی قتل کیا گیا جو موصل میں خراج پر عامل تھا وہاں سے واپس ہوا تو راستے میں قتل کر دیا گیا۔

اسی سال رمضان بن علی بن الحسین بن داؤد کاتب احمد بن سہل اللطفی نے کفتمر کو طریق مکہ کا عہدہ دیا۔

اسی سال عطر والوں اور قصائیوں کے درمیان یوم الترویہ سے ایک دن قبل (یعنی ذی الحجہ کو) قتال ہوا' یہاں تک کہ لوگوں کو حج کے باطل ہو جانے کا خوف ہوا پھر وہ باز آ گئے تاکہ لوگ حج کر لیں۔ ان میں سے سترہ آدمی مقتول ہوئے تھے۔

اسی سال یعقوب بن اللیث فارس پر غالب آ گیا اور ابن واصل بھاگ گیا۔

احمد بن لیثویہ اور زنجیوں کی جنگ:

اسی سال زنجیوں اور احمد بن لیثویہ کے درمیان جنگ ہوئی اس نے ان میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا اور ابو داؤد بدمعاش کو گرفتار کر لیا جو ان کے ساتھ گیا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ مسرور البلخی نے احمد بن لیثویہ کو کور الاہواز کے نواح میں روانہ کیا' جب وہ وہاں پہنچا تو السوس میں اترا اور اس کمینے نے محمد بن عبید اللہ بن آزاد مرد الکردی کو کور الاہواز سپرد کیا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے قائد الزنج کو لکھا جس میں اپنی طرف آنے کی خواہش کی تھی۔ شروع ہی سے اس سے خط و کتابت تھی۔ اس نے اسے یہ وہم دلایا تھا کہ کور الاہواز کی حفاظت کرے گا اور اس کمینے کی مدارات کرے گا۔ یہاں تک کہ وہاں اس کا معاملہ مکمل ہو جائے۔ خبیث نے اس بات کو اس شرط پر قبول کیا کہ علی بن ابان ان کا متولی ہو۔ اور محمد بن عبید اللہ اس پر اس کا نائب ہو۔ محمد بن عبید اللہ نے اسے قبول کر لیا۔ علی بن ابان نے اپنے بھائی الخلیل بن ابان کو زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ محمد بن عبید اللہ نے ابو داؤد بدمعاش سے ان کی مدد کی۔ وہ لوگ السوس کی جانب روانہ ہوئے' مگر وہاں تک پہنچے نہ تھے کہ انھیں ابن لیثویہ نے اور ان شاہی آدمیوں نے جو اس کے ہمراہ تھے وہاں سے دفع کر دیا۔ وہ وہاں سے شکست کھا کے واپس ہوئے۔ قتل عظیم ہوا اور ان کی جماعت گرفتار ہوگئی۔

محمد بن عبید اللہ اور علی بن ابان کا اتحاد:

احمد بن لیثویہ روانہ ہو کے جندی سابور میں اترا۔ علی بن ابان الاہواز سے' احمد بن لیثویہ کے خلاف محمد بن عبید اللہ کی مدد کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ محمد بن عبید اللہ کردوں اور بدمعاشوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے ملا۔ قریب ہوئے تو دونوں مل کے روانہ ہوئے۔ ایک تو مسرقان کے اس طرف سے چلا۔ دوسرا دوسری طرف سے۔ محمد بن عبید اللہ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو تین سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ وہ علی بن ابان سے مل گیا۔ علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ روانہ ہو کے عسکر مکرم پہنچے۔ محمد بن عبید اللہ تنہا علی بن ابان کے پاس گیا۔ دونوں ملے۔ باتیں کیں۔ محمد اپنے لشکر واپس آ گیا۔ علی بن ابان کے پاس اس نے القاسم بن علی

اور کردوں کے رئیسوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام حازم تھا اور کمینے کے ساتھیوں میں سے ایک بوڑھے کو جس کا عرف الطالقانی تھا روانہ کیا۔ وہ لوگ علی کے پاس آئے' اسے سلام کیا۔ محمد اور علی الفت پر قائم رہے یہاں تک کہ علی فارس کے پل پر آیا اور محمد بن عبید اللہ تستر۔

علی بن ابان کی روانگی اہواز:

احمد بن لیثو یہ کو علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ کے اس کی جنگ پر آپس میں مددگار رہونے کی خبر پہنچی تو وہ جندی سابور سے نکل کے السوس روانہ ہو گیا۔ فارس کے پل پر علی کی آمد جمعہ کے روز ہوئی۔ محمد بن عبید اللہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس دن خطیب خطبہ پڑھے گا تو تستر کے منبر پر اس کے اور قائد الزنج کے لئے دعا کرے گا۔ علی اس کے انتظار میں ٹھیر گیا۔ بہبوذ بن عبد الوہاب کو اس نے جمعہ میں حاضر ہونے اور اس کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا تو خطیب کھڑا ہوا' اور اس نے المعتمد اور کمینہ اور محمد بن عبید اللہ کے لئے دعا کی۔ بہبوذ یہ خبر لے کے علی کے پاس پلٹا تو علی اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اور سوار ہو کے اپنے ساتھیوں کو الاہواز کی واپسی کا حکم دیا۔ انھیں اپنے آگے کیا اور ان کے ہمراہ اپنے بھتیجے محمد بن صالح اور محمد بن یحیٰی الکرمانی کو روانہ کیا' جو اس کا نائب و کاتب تھا۔ وہ ٹھیرا رہا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ گذر گئے تو اس نے اس پل کو توڑ دیا جو وہاں تھا تاکہ لشکر اس کا پیچھا نہ کرے۔

ابوداؤد کی گرفتاری:

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں علی کے ان ساتھیوں میں سے تھا جو آگے واپس ہوئے تھے۔ لشکر اسی رات کو نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ وہ فجر کے وقت تک عسکر مکرم پہنچ گئے۔ وہ مقام خبیث کی صلح میں داخل تھا۔ مگر اس کے ساتھیوں نے بدعہدی کی۔ عسکر مکرم کے ساتھ جنگ کی' اور لوٹ کا مال حاصل کیا۔ علی بن ابان اپنے ساتھیوں کے پیچھے پہنچا تو اس حادثے سے آگاہ ہوا۔ مگر کچھ تلافی نہ کر سکا۔ وہ روانہ ہوا یہاں تک کہ الاہواز پہنچا۔ جب احمد بن لیثو یہ کو علی کے واپس ہونے کی خبر پہنچی تو وہ پلٹ کے تستر آیا اور محمد بن عبید اللہ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی محمد بھاگا اور ابوداؤد بدمعاش اس کے ہاتھ لگ گیا۔ جسے بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا۔ احمد بن لیثو یہ تستر میں ٹھیر گیا۔

احمد بن لیثو یہ اور علی بن ابان کی جنگ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے الفضل بن عدی الدارمی نے بیان کیا جو قائد الزنج کے ان ساتھیوں میں سے ایک تھا کہ محمد بن ابان برادر علی بن ابان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اس نے کہا کہ جب احمد بن لیثو یہ تستر میں ٹھیر گیا تو علی بن ابان اس کی طرف مع اپنے لشکر کے نکل کے اس گاؤں میں اترا جو برنجان کہلاتا ہے۔ مخبروں کو روانہ کیا کہ خبر لائیں یہ خبر ملی کہ ابن لیثو یہ آرہا ہے اور اس کے لشکر کا ابتدائی حصہ اس گاؤں تک پہنچ گیا ہے جو قریۃ الباہلیین مشہور ہے۔ علی بن ابان روانہ ہوا۔ اپنے ساتھیوں کو خوش خبری دے رہا تھا۔ ان سے فتح کا وعدہ کر رہا تھا کہ خبیث نے یہی بشارت دی ہے۔ جب قریۃ الباہلیین پہنچا تو اسے ابن لیثو یہ اپنے لشکر کے ساتھ ملا جو تقریباً چار سو سوار تھے۔ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس لشکر کی مدد آ گئی۔ جس سے شاہی لشکر زیادہ ہو گیا۔ اعراب کی اس ایک جماعت نے جو علی بن ابان کے ساتھ تھے ابن لیثو یہ سے امن مانگ لیا۔ علی بن ابان کا لشکر بھاگ گیا۔ پیادوں کی ایک چھوٹی جماعت رہ گئی کہ جن میں سے اکثر منتشر ہو گئے۔ دونوں فریق میں شدت سے قتال ہونے لگا۔

علی بن ابان کی شکست وفرار:

علی بن ابان سواری سے اتر پڑا۔ اور اپنے آپ پیادہ ہو کے قتال کرنے لگا۔ اس کے آگے ایک غلام تھا جس کا نام فتح اور عرف غلام ابی الحدید تھا۔ وہ بھی علی کے ساتھ قتال کرنے لگا۔ علی کو ابونصر سلہب اور بدر الرومی عرف الشعرانی نے دیکھ لیا۔ ان دونوں نے اسے پہچان کے لوگوں کو اس سے ڈرایا وہ پلٹ کر بھاگا یہاں تک کہ المسرقان میں پناہ لی اور اپنے آپ کو اس میں ڈال دیا۔ فتح بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے بھی اپنے آپ کو اس کے ساتھ ڈال دیا۔ چنانچہ فتح غرق ہو گیا اور علی بن ابان نصر الرومی سے مل گیا اس نے اسے پانی سے بچا کے ایک کشتی میں ڈال دیا۔ علی کے ایک تیر پنڈلی میں لگا تھا۔ وہ شکست اٹھا کے واپس ہوا۔ زنجیوں کے بڑے بڑے شجاعوں اور بہادروں میں سے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔

امیر حج الفضل بن اسحاق:

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن العباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۳ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اس سال کا ایک اہم واقعہ یعقوب بن اللیث کے ساتھی عزیز بن السری کا محمد بن واصل پر فتح مند ہونا اور اسے قیدی بنا کے گرفتار کر لینا ہے۔

اسی سال موسیٰ والجویہ اور اعراب کے درمیان الانبار کے علاقے میں وہ جنگ ہوئی جس میں انھوں نے اسے بھگا دیا اور شکست دے دی۔ ابواحمد نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان اعراب کی تلاش میں روانہ کیا جنھوں نے موسیٰ والجویہ کو شکست دی تھی۔

اسی سال الدیرانی نے ابن اوس پر شبخون مارا۔ اس کے گروہ کو منتشر کر دیا۔ لشکر کو لوٹ لیا۔ ابن اوس بچ کے واسط کی طرف چلا گیا۔

اسی سال موصل کے راستے میں ایک فرخانی ظاہر جس نے راستے میں ڈاکہ ڈالا۔ آخر گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث فارس سے آیا۔ جب نوبندجان پہنچا تو احمد بن لیثویہ تستر سے واپس ہوا۔

اسی سال یعقوب الاہواز گیا۔ ابن لیثویہ کے تستر سے روانہ ہونے کے قبل علی بن ابان کے بھائی کے ساتھ اس کی ایک جنگ ہوئی تھی جس میں اسے زنجیوں کی جماعت کثیرہ پر فتح ہوئی تھی۔

ابن لیثویہ اور الخلیل بن ابان کی جنگ:

علی بن ابان سے مذکور ہے کہ ابن لیثویہ نے جب اسے قریہ باہلہ کی جنگ میں شکست دی تو اس پر جو مصیبت آنی تھی آئی۔ الاہواز اس طرح پہنچا کہ وہاں اس نے قیام نہیں کیا اور اپنے ساتھی قائد الزنج کے لشکر چلا گیا۔ جو زخم اس کے لگے تھے ان کا علاج کیا یہاں تک کہ اچھا ہو گیا۔ دوبارہ الاہواز کی طرف لوٹا اور اپنے بھائی الخلیل بن ابان اور بھتیجے محمد بن صالح عرف ابوسہل کو

بڑے بھاری لشکر کے ساتھ ابن لیثویہ کی طرف روانہ کیا' جو اس زمانے میں عسکر مکرم میں مقیم تھا۔ وہ دونوں ان لوگوں کے ہمراہ جوان کے ساتھ روانہ ہوئے ابن لیثویہ نے عسکر مکرم سے ایک فرسخ پر ان کا مقابلہ کیا۔ دونوں لشکر مل گئے۔ ابن لیثویہ نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا تھا۔ جب اچھی طرح قتال ہونے لگا تو ابن لیثویہ دیدہ و دانستہ پیچھے ہٹا' زنجیوں نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ پوشیدہ لشکر سے بڑھ گئے۔ وہ ان کے پیچھے سے نکلا وہ لوگ بھاگے اور منتشر ہو گئے ابن لیثویہ پلٹ پڑا اور وہ شکست کھا کے پلٹے۔ ابن لیثویہ ان سروں کو لے کے جو اسے ملے تستر واپس آیا۔ علی بن ابان نے انکلویہ المسر قان کے ایک بارانی گڑھے کی جانب احمد بن لیثویہ کے مقابلے کو بھیجا۔ تیس سوار روانہ کئے جو بہادروں میں سے تھے۔ الخلیل بن ابان کو ان لیثویہ کے ساتھیوں کا اس گڑھے کی طرف جانا معلوم ہوا تو وہ مع اپنے ساتھیوں کے ان کے لئے پوشیدہ ہو گیا۔ جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو ان پر نکل آیا۔ کوئی ان میں سے نہ بچا۔ آخر تک سب قتل کر دیئے گئے۔ ان کے سر علی بن ابان کے پاس بھیجے گئے جو الاہواز میں تھا۔ اس نے انھیں خبیث کے پاس روانہ کر دیا۔ اس وقت وہ کمینہ الاہواز آیا اور ابن لیثویہ وہاں سے بھاگا۔

علی بن ابان اور الحسن بن العنبر کی جنگ:

مذکور ہے کہ یعقوب اللیث جب جندی سابور پہنچا تو وہاں اتر گیا۔ اس علاقے سے وہ سب لوگ چل دیئے۔ جو خلافت کی جانب سے مامور تھے۔ یعقوب نے اپنی جانب سے ایک شخص کو جس کا نام الحسن بن العنبر تھا الاہواز بھیجا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہاں سے قائد الزنج کا ساتھی علی بن ابان نکل کے نہر السدرہ میں اترا اور حصن الاہواز میں داخل ہو کے وہاں ٹھیر گیا۔ اس کے ساتھی اور علی بن ابان کے ساتھی ایک ایک کو لوٹنے لگے ان میں سے ہر فریق کو اپنے ساتھی سے مصیبت پہنچی تھی۔ یہاں تک کہ علی بن ابان تیار ہو کے الاہواز روانہ ہوا۔ اس نے الحسن اور اس کے ساتھیوں سے نہایت شدید جنگ کی' جس میں یعقوب کے ساتھیوں میں سے مخلوق کثیر قتل کر دی گئی۔ گھوڑے اور بہت سا مال غنیمت ملا۔ اور الحسن اور اس کے ساتھی عسکر مکرم بھاگ گئے۔ علی الاہواز میں ٹھیر گیا۔ جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ لیا۔ وہاں سے نہر السدرہ واپس آیا۔ اور بہبوذ کو خط لکھا جس میں اسے اس شخص سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا جو کمینے کے گرد ساتھیوں میں سے دورق میں مقیم تھا۔ بہبوذ نے اس سے جنگ کی۔ اس کے آدمیوں کو قتل کیا۔ اسے قید کر لیا۔ پھر اس پر احسان کر کے رہا کر دیا۔

علی بن ابان اور یعقوب کی مشروط مصالحت:

علی کو یعقوب کے اپنی جانب آنے کی توقع تھی مگر وہ نہیں آیا' اس نے الحسن بن العنبر کی اس کے بھائی الفضل بن عنبر سے مدد کی دونوں کو خبیث کے ساتھیوں کی جنگ سے رکنے کا اور الاہواز میں محض مقیم رہنے کا حکم دیا۔ علی بن ابان کو مصالحت کا خط لکھا کہ اس کے ساتھیوں کو الاہواز میں ٹھیرنے دے۔ علی نے شرط کی کہ وہاں جو سامان رسد اور غلہ ہے کمینہ اس غلے کے منتقل کرنے سے علیحدہ رہے گا۔ علی کمینے کے لئے اس چارے کے منتقل کرنے سے علیحدہ رہے گا۔ جو الاہواز میں تھا۔ علی نے غلہ منتقل کر دیا اور چارہ چھوڑ دیا۔ دونوں فریق علی کے ساتھی اور کمینے کے ساتھی رک گئے۔ اسی سال مساور بن عبد الحمید الشاری کی وفات ہوئی۔

عبید اللہ بن یحییٰ کی وفات:

اسی سال عبید الہ بن یحییٰ بن خاقان مرا جو میدان میں یوم جمعہ ۱۰/ ذی القعدہ کو اپنے خادم رشیق کی ٹکر سے اپنے گھوڑے سے

گرا۔اس کی ناک اور کان سے خون جاری ہو گیا۔گرنے کے تین گھنٹے کے بعد مر گیا۔ابو احمد بن المتوکل نے اس کی نماز پڑھائی اور اس کے جنازے کے ساتھ چلا۔دوسرے دن الحسن بن مخلد کو وزیر بنایا گیا۔۲۷/ ذی القعدہ کو موسیٰ بن بغا سامرا آیا۔الحسن بن مخلد بغداد بھاگ گیا اس کے بجائے ۶/ ذی الحجہ کو سلیمان بن وہب کو وزیر بنایا گیا۔عبید اللہ بن سلیمان کو المفوض اور الموفق کے کاتبوں کا والی بنایا گیا باوجود یکہ وہ موسیٰ بن بغا کے کاتبوں کا بھی والی تھا۔عبید اللہ بن یحییٰ کا مکان کیغلغ کو دے دیا گیا۔

الحسین بن طاہر کا نیشا پور سے اخراج:

اسی سال شرکب کے بھائی نے الحسین بن طاہر کو نیشا پور سے نکال دیا۔اس پر غالب آ گیا اور وہاں کے باشندوں کو اپنا ایک تہائی مال دینے پر مجبور کیا۔الحسین مرو چلا گیا۔وہیں خوارزم شاہ کا بھائی تھا جو محمد بن طاہر کے لئے دعا کرتا تھا۔

اسی سال صقلبیوں نے لولوہ کو سرکشوں کے حوالے کر دیا۔

امیر حج الفضل بن اسحاق:

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۴ھ کے واقعات

موسیٰ بن بغا کی وفات:

کمینہ یعقوب کا لشکر الصیمرہ پہنچا۔صیغون کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے اس کے پاس پہنچا دیا۔وہیں وہ مر گیا۔۱۱/محرم کو ابواحمد نے اس کے ساتھ موسیٰ بن بغا بھی تھا القائم میں چھاؤنی قائم کی۔المعتمد نے دونوں کی مشایعت کی۔۲/صفر کو دونوں سامرا سے روانہ ہوئے۔موسیٰ بن بغا مر گیا اور سامرا میں دفن کیا گیا۔اسی سال ماہ ربیع الاول میں قبیحہ والدہ المعتز کا انتقال ہوا۔

اسی سال ابن الدیرانی الدینور گیا۔اور ابن عیاض اور دلف بن ابی دلف اس کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو گئے۔ان دونوں نے اسے شکست دی۔اس کا مال و جائداد لے لیا اور وہ ہزیمت اٹھا کے حلوان لوٹ آیا۔

عبد اللہ بن رشید کی شکست و گرفتاری:

اسی سال روم نے عبد اللہ بن رشید بن کاؤس کو قید کر لیا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ عبد اللہ چار ہزار باشندگان سرحد شامی کے ساتھ ارض روم میں داخل ہوا۔مسلمانوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور سفر سے واپس ہوئے۔البدندوں سے کوچ کیا تو اس پر بطریق سلوقیہ اور بطریق قذیذیہ اور بطریق قرہ اور کوکب اور خرشنہ نے حملہ کر کے محاصرہ کر لیا۔مسلمان اتر پڑے۔گھوڑوں کے پاؤں توڑ دیئے اور قتال کیا۔سوائے پانچ یا چھ سو کے سب قتل کر دیئے گئے۔پانچ چھ سو بھی وہ تھے جنھوں نے اپنے گھوڑوں کی پسلیوں پر کوڑے مارے اور نکل گئے۔روم نے جسے قتل کیا اسے قتل کیا۔عبد اللہ بن رشید کو کہ چند زخم لگے تھے قید کر کے لولوہ لے گئے پھر ڈاک پر بادشاہ کے پاس بھیجا۔

امارت واسط پر المولد کا تقرر:

اسی سال محمد المولد کو واسط کا والی بنایا گیا۔سلیمان بن جامع نے اس سے جنگ کی۔قائد الزنج کی جانب سے وہ اس علاقے

کے متصل والی تھا۔ اس نے اسے شکست دے کے واسط سے نکال دیا اور خود داخل ہو گیا۔

سلیمان بن جامع کی صاحب الزنج سے درخواست:

اس کا سبب یہ ہوا کہ سلیمان بن جامع نے جو قائد الزنج کی جانب سے الحوانیت اور البطائح کے نواح میں بھیجا گیا تھا۔ جب جعلان ترک کو کہ شاہی افسر تھا بھگا دیا اغرتمش سے جنگ کی جس سے اس کے لشکر کو بھی شکست ہوئی۔ خشیش کو قتل کر دیا۔ اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ تو قائد الزنج کو ایک خط لکھا جس میں حاضری کی اجازت چاہی کہ کچھ زمانہ اس کے ساتھ گذارے اور اپنے گھر کے کام کاج درست کر سکے۔ خط روانہ کر چکا تو احمد بن مہدی الجبائی نے لشکر البخاری کی طرف چلنے کا مشورہ دیا جو اس زمانے میں بردواد میں مقیم تھا۔ اس نے اسے قبول کر لیا بردواد روانہ ہو گیا۔ ایک موضع میں اکرمہر تھا۔ یہ موضع لشکر تکین سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ یہاں آیا تو الجبائی نے سلیمان سے کہا کہ رائے یہ ہے کہ تو اسی جگہ قیام کرے۔ میں کشتیوں کے ساتھ روانہ ہوں۔ قوم کو تیرے پاس کھینچ لاؤں' انھیں مشقت میں ڈالوں۔ وہ تیرے پاس آئیں گے۔ تھکے ہوئے ہوں گے۔ تجھے ان پر کامیابی ہوگی' سلیمان نے ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنے سوار و پیادہ لشکر کو اسی موضع میں تیار کیا اور صبح سویرے احمد بن مہدی کشتیوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ لشکر تکین میں آیا' اور اس سے ایک گھنٹے تک قتال کیا۔

جنگ واسط:

تکین نے اپنے پیادہ وسوار کو تیار کیا۔ الجبائی پسپا ہو گیا۔ ایک غلام کو سلیمان کے پاس روانہ کیا تا کہ تکین کے ساتھی اس پر اپنے لشکر کے وارد ہیں۔ قاصد سلیمان سے ملا جو الجبائی کے نشان قدم پر آ رہا تھا۔ خبر میں دیر لگی۔ اس نے لشکر واپس کر دیا۔ دوسرا قاصد بھی وہی خبر لے کر آیا۔

جب سلیمان اپنے لشکر پلٹ آیا تو اس نے ثعلب بن حفص البحرانی اور ایک زنجی قائد کو جس کا نام منین تھا' مع ایک جماعت کے روانہ کیا' دونوں کو اس صحرا میں پوشیدہ کر دیا جو لشکر تکین کے میسرہ کے متصل تھا۔ حکم دیا کہ جب تکین کا لشکر آگے بڑھ جائے تو وہ ان کی پشت سے نکلیں۔

الجبائی کو یہ معلوم ہو گیا کہ سلیمان نے ان کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر مضبوط کر دیا ہے اور کمین کا حکم دیا ہے۔ اس نے اپنی آواز بلند کی کہ تکین کے ساتھی سنیں اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے مجھے دھوکا دیا۔ ہلاک کر دیا۔ میں نے تو حکم دیا تھا کہ اس مقام میں داخل نہ ہونا۔ مگر تم نے نہ مانا۔ اب ہمیں اپنی نجات نظر نہیں آتی یہ آواز سن کے تکین کے ساتھیوں کو لالچ آیا۔ اس کی تلاش میں انھوں نے خوب کوشش کی اور پکارنے لگے کہ ''بلبل قفس میں ہے''۔

الجبائی نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ وہ لوگ تیراندازی کرتے ہوئے اس کے پیچھے ہو گئے' یہاں تک کہ پوشیدہ لشکر سے گذر کے سلیمان کے لشکر کے قریب ہو گئے۔ وہ اپنے لشکر اور ساتھیوں کے ہمراہ ایسی پناہ میں تھا جیسی دیواروں کے پیچھے ہوتی ہے۔ سلیمان بڑھا اور اس لشکر سے مل گیا۔ پوشیدہ لشکر اس کے لشکر کے پیچھے سے نکلا۔ الجبائی نے اپنی کشتیوں کو ان لوگوں پر نکلنے کا حکم دیا جو نہر میں تھے۔ ہر طریقے سے ہزیمت ہوئی' زنجی ان کشتیوں میں اس طرح سوار ہو گئے کہ انھیں قتل کرتے اور لوٹ رہے تھے۔ اسی حالت میں انھوں نے تقریباً تین فرسخ راہ قطع کر لی تو سلیمان کھڑا ہو گیا اور الجبائی سے کہا کہ ہم لوٹ چلیں کیونکہ ہم نے مال غنیمت بھی پا لیا اور

سلامت بھی رہے اور سلامتی ہر شے سے افضل ہے۔ الجبائی نے کہا کہ ہر گز نہیں۔ ہم نے ان کے دلوں کو کھینچا ہے۔ ہمارا حیلہ ان میں شائع ہو گیا۔ عقل کی بات یہ ہے کہ اس شب میں ان پر حملہ کریں۔ شاید ہم انھیں ان کے لشکر سے ہٹا دیں اور ان کی جماعت کو پارہ پارہ کر دیں

سلیمان کا تکین پر حملہ:

سلیمان نے الجبائی کی رائے کے مطابق لشکر تکین کو گیا۔ مغرب کے وقت اس کے پاس پہنچ کے حملہ کیا۔ تکین مع اپنے ساتھیوں کے کھڑا ہوا اور نہایت شدید قتال کیا۔ سلیمان اور اس کے ساتھی اس سے پوشیدہ ہو گئے۔ پھر سلیمان ٹھیر گیا اور اپنے ساتھیوں کو تیار کیا۔ شبل کو ایک جماعت کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ کیا اور اس کے ساتھ پیادہ لشکر کی ایک جماعت کو شامل کر دیا۔ الجبائی کو حکم دیا تو وہ بیچ نہر میں کشتیوں میں روانہ ہوا۔ خود اپنے سوار و پیادہ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ساتھیوں کو آگے کیا۔ یہاں تک کہ تکین کے پاس آیا۔ اسے کسی کی خبر نہ ہوئی اور وہ سب کے سب ظاہر ہو گئے۔ اپنا لشکر چھوڑ دیا۔ جو کچھ پایا سب لوٹ لیا اور لشکر کو جلا دیا۔ جو غنیمت اسے ملی وہ سب لے کے اپنی چھاؤنی واپس آیا۔ وہاں خبیث کا خط پایا جو اسے اس کے مکان آنے کی اجازت کے بارے میں وارد ہوا تھا۔ اس نے الجبائی کو نائب بنایا۔ ان جھنڈوں کو جو اسے تکین کے لشکر سے ملے تھے اور کشتیوں کو جو اس نے ابو تمیم اور خشیش اور تکین سے لی تھیں ساتھ لے کے خبیث کے لشکر میں پہنچ گیا۔ یہ واقعہ جمادی الاولیٰ ۲۶۴ھ کا ہے۔

باب۲

ضعف خلافت

۲۶۴ھ کے واقعات

جعلان کا کشتیوں پر قبضہ:

جب سلیمان بن جامع تکین کے ساتھ جنگ کر کے صاحب الزنج کے پاس روانہ ہوا تو یحییٰ بن الخلف الجبائی کشتیوں میں اس لشکر کے ساتھ جسے سلیمان اس کے ساتھ چھوڑ گیا تھا غلے کی تلاش میں مازروان کی طرف نکلا۔ اس کے ہمراہ ایک جماعت زنجیوں کی بھی تھی۔ جعلان کے ساتھی اس کے بیچ میں آ گئے۔ کشتیاں گرفتار کر لیں اور اسے بھگا دیا۔ وہ ہزیمت اٹھا کے لوٹا۔ طہیثا پہنچا۔ اہل قریہ کے خطوط ملے کہ جب منجور مولی امیر المومنین اور محمد بن علی بن حبیب الیشکری کو سلیمان بن جامع طہیثا سے غائب ہونے کی خبر پہنچی تو دونوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے قریہ کا ارادہ کیا۔ وہاں خون ریزی کی اور آگ لگا دی۔ پھر واپس چلے گئے بقیۃ السیف نے بھاگ کر قریہ حجاجیہ میں جان بچائی۔

سلیمان کا محمد بن علی پر حملہ:

الجبائی نے سلیمان کو ان خطوط کی خبر دی اور اس جعل کا حال لکھا جس میں جعلان نے اسے پھنسایا تھا۔ قائد الزنج نے نہایت عجلت کے ساتھ سلیمان کو طہیثا روانہ کیا۔ وہ وہاں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ جعلان سے لڑنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنا لشکر تیار کیا ہے۔ الجبائی کو کشتیوں میں اپنے آگے روانہ کر دیا ہے اس کے ساتھ سوار و پیادہ کو کر دیا ہے۔ مازروان آنے اور جعلان کے لشکر کے مقابلے میں ٹھیرنے کا حکم دیا ہے۔ کہ اپنے گھوڑے ظاہر کرے اور انھیں اس طرح چرائے کہ جعلان کے ساتھی انھیں دیکھیں اور ان پر حملہ نہ کرے۔ اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہوا۔ سوائے ان چند اشخاص کے جنھیں اس نے اپنی چھاؤنی میں چھوڑ دیا تھا۔ نالوں میں روانہ ہوا' یہاں تک کہ ان دو نالوں پر نکلا جو الریہ اور العمرقہ کے نام سے مشہور ہیں۔ محمد بن علی بن حبیب کی طرف گیا جو اس زمانے میں موضع تلفخار میں تھا۔ اس پر شدید حملہ کر کے بہتوں کو قتل کر دیا۔ بہت سے گھوڑے لے لئے اور کثیر مال غنیمت اکٹھا کیا۔ محمد بن علی کے ایک بھائی کو بھی قتل کر دیا۔ محمد بچ گیا۔

بنی شیبان پر سلیمان کا حملہ:

سلیمان لوٹ کے اس جنگل میں پہنچا جو البزاق اور القریہ کے درمیان ہے۔ اس کے پاس بنی شیبان کے سوار آئے۔ تل فخار میں جن لوگوں پر سلیمان نے مصیبت ڈھائی تھی ان میں بنی شیبان کا ایک سید بھی تھا جسے اس نے قتل کر دیا۔ اس کے چھوٹے بیٹے کو قید کر لیا۔ اس کے گھوڑے کو لے لیا۔ یہ خبر اس کے قبیلے کو پہنچی' انھوں نے چار سو سواروں کے ساتھ اس جنگل میں سلیمان کا مقابلہ کیا۔ سلیمان نے جب وہ ابن حبیب کی جانب روانہ ہوا تھا تو اپنے الطف کے نائب عمیر بن عمار کو بلا بھیجا تھا وہ اس کے پاس آ گیا تھا اور اس نے اسے ان راستوں کا علم رکھنے کی وجہ سے رہبر بنایا تھا۔

عمیر بن عمار کا قتل:

سلیمان نے بنی شیبان کے گھوڑے دیکھے مگر سوائے عمیر بن عمار کے اپنے تمام ساتھیوں کو آگے روانہ کر چکا تھا۔ خود اکیلا تھا۔ بنو شیبان کو اس پر فتح ہوئی۔ قتل کر دیا اور اس کا سر لے کے واپس ہو گئے۔ یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اسے عمیر کا قتل بہت گراں گذرا۔ سلیمان نے وہ سب خبیث کے پاس روانہ کر دیا جو اسے محمد بن علی بن حبیب کے شہر سے ملا تھا۔ یہ اسی سال کے آخر رجب کا واقعہ ہے۔

قریہ حسان کی تاراجی:

شعبان میں سلیمان اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہو کے وہ قریہ حسان میں آیا۔ وہاں اس زمانے میں خلافت کی جانب سے ایک سردار تھا جس کا نام جیش بن حمر تکین تھا۔ اس پر حملہ کیا۔ وہ اس کے مقابلے سے بھاگ گیا قریہ کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ اس میں آگ لگا دی۔ گھوڑے لے لئے اور اپنے لشکر کی طرف لوٹ آیا۔

۱۰/ شعبان الحوانیت کی طرف نکلا۔ الجبائی کشتیوں میں برمساور کی طرف چلا۔ وہاں اس نے ایک میدان بے گیاہ میں گھوڑے پائے کہ جعلان کے سے تھے۔ جس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کے ذریعے سے نہر ابان میں آئے۔ وہ خود شکار کو گیا تھا۔ الجبائی نے اس میدان پر حملہ کر دیا۔ انھیں قتل کر ڈالا۔ گھوڑے لے لئے جو بارہ تھے طہیثا لوٹ آیا۔

تل رمانا میں غارت گری:

۲۷/ شعبان کو سلیمان تل رمانا گیا۔ اس پر حملہ کیا گیا۔ باشندے وہاں سے نکل گئے جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ کھسوٹ کے اپنے لشکر لوٹ آیا۔

سلیمان کی روانگی الجازرہ:

۱۰/ رمضان کو اس مقام کی طرف روانہ ہوا جو الجازرہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس زمانے میں ابا وہاں تھا اور جعلان مازروان میں۔ سلیمان نے خبیث کو اپنے پاس کشتیاں بھیجنے کو لکھا تھا۔ اس نے اس کے پاس دس کشتیاں عبادان کے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کیں جس کا نام الصقر بن الحسین تھا۔ الصقر جب یہ کشتیاں سلیمان کے پاس لایا تو یہ ظاہر کیا کہ جعلان کا قصد ہے۔ یہ خبریں تیزی کے ساتھ جعلان کو پہنچیں کہ سلیمان اس کے پاس آنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا ارادہ اپنے لشکر کو روکنے کا تھا مگر جب سلیمان ابا کے مقام سے قریب ہوا تو اس کی طرف جھک گیا۔ اس پر حملہ کر دیا اور اپنے آنے کے متعلق اسے دھوکے میں پایا۔ آخر دھوکے ہی دھوکے میں کامیابی ہوئی۔ چھ کشتیاں پا گیا۔

سلیمان اور جعلان کی جنگ:

محمد بن الحسن نے کہا کہ جباش کہتا تھا کہ آٹھ کشتیاں تھیں جنھیں اس نے اس کے لشکر میں پایا۔ اور ان دو کشتیوں کو جلا دیا جو ساحل پر تھیں۔ اسے گھوڑے اور ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا۔ اور اپنے لشکر کی طرف واپس ہو کے ظاہر کیا کہ اس کا قصد تکین بخاری کا ہے۔ الجبائی اور جعفر بن احمد کے ساتھ جو خبیث ملعون کے بیٹے کا ماموں تھا جس کا عرف انکلائی تھا چند کشتیاں تیار کیں۔ جب وہ کشتیاں جعلان کے لشکر پہنچیں تو جعلان نے کشتیوں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ سلیمان نے خشکی کی جانب سے اس پر حملہ کر کے جعلان

کوالرصافہ تک بھگا دیا۔ اپنی کشتیاں واپس لے لیں۔ اور ستائیس گھوڑوں اور دو گھوڑوں کے بچوں پر اور تین خچروں پر قبضہ کر لیا۔ لوٹ کا مال کثیر اور ہتھیار ملے۔ اور طہیثا واپس آ گیا۔

سلیمان اور جبائی کے قتل کی افواہ:

محمد نے کہا کہ جباش کو اس مقام میں تکین کے ذکر سے انکار تھا نہ اسے تکین میں العبادانی کی خبر معلوم تھی۔ اس نے یہ گمان کیا اس کا قصد صرف جعلان ہی کا تھا۔ سلیمان کی خبر اس کے اہل لشکر پر پوشیدہ تھی یہاں تک کہ انھوں نے یہ خبر بدمشہور کر دی کہ وہ قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ الجبائی بھی ہلاک ہوا۔ لوگ بہت ہی گھبرائے۔ حملہ جعلان کے متعلق جب ٹھیک خبر ملی' اور واقعات معلوم ہوئے تو انھیں قرار و سکون ہوا' یہاں تک کہ سلیمان آیا اور جو پیش آیا تھا اس کا ماجرا خبیث کو لکھا۔ جھنڈے اور ہتھیار روانہ کئے۔

سلیمان کا مطر بن جامع پر حملہ:

سلیمان ذی القعدہ میں الرصافہ گیا اور مطر بن جامع پر حملہ کیا جو اس زمانے میں وہاں مقیم تھا۔ اسے بہت سا مال غنیمت ملا۔ الرصافہ کو جلا دیا اور اسے حلال سمجھ لیا۔ جھنڈے خبیث کو روانہ کر دیے۔ ۵/ ذی الحجہ ۲۶۴ھ کو خبیث کے شہر میں اترا۔ وہاں اس لئے ٹھیر گیا کہ عید کرے اور اپنے مقام میں مقیم ہو۔ مطر بن جامع قریہ الحجاجیہ میں آیا۔ اس پر حملہ کیا۔ باشندوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ سلیمان کی جانب سے جو قاضی تھا وہیں کے باشندوں میں سے تھا۔ اس کا نام سعید بن السید العلوی تھا۔ قاضی صاحب قید کئے گئے اور مع ثعلب بن حفص اور چار ہمراہی سرداروں کے واسط بھیجے گئے' یہ لوگ الحرجلیہ پہنے جو طہیثا سے ڈھائی فرسخ ہے۔ الجبائی مع سوار و پیادہ مطر کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ وہ الناحیہ آیا۔ مطر کو جو کچھ حاصل کرنا تھا کر چکا تھا۔ الجبائی وہاں سے واپس ہوا اور سلیمان کو یہ خبر لکھی۔

طرناج کا قتل:

سلیمان اسی سال ۲۸/ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ کو آیا۔ جعلان کو واپس کیا گیا۔ احمد بن لیثو یہ آیا تو اس نے الشدیدیہ میں قیام کیا سلیمان اس موضع کی طرف گیا جس کا نام نہرابان تھا۔ وہاں اسے ابن لیثو یہ کا ایک سردار ملا جس کا نام طرناج تھا۔ اس نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ جو شخص اس مقام پر قتل کیا گیا وہ ینک تھا۔ طرناج تو مازروان میں مقتول ہوا ہے۔

سلیمان کا رصافہ پر حملہ:

سلیمان بعزم رصافہ روانہ ہوا۔ وہاں اس زمانے میں مطر بن جامع کا لشکر تھا۔ اس نے اس پر حملہ کیا۔ لشکر کو حلال سمجھ لیا' اور سب کو حلال کر ڈالا۔ سات کشتیاں لے لیں۔ اور دو جلا دیں۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۲۶۴ھ میں ہوا۔ محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ یہ واقعہ الشدیدیہ میں ہوا اور وہ بھی جس میں اس دن چھ کشتیاں گرفتار کی گئیں۔

سلیمان اور تکین النجاری کی جنگ:

سلیمان پانچ کشتیوں میں روانہ ہوا۔ بہادر سرداروں کو ترتیب سے بٹھایا۔ تکین البخاری نے الشدیدیہ میں اس پر حملہ کیا۔ اس زمانے میں ابن لیثو یہ کوفہ و جنبلاء کے نواح میں چلا گیا تھا۔ تکین نے سلیمان پر حملہ کر کے مع اسباب و اسلحہ مقاتلین کے اس کی سب کشتیاں لے لیں اس جنگ میں سلیمان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابن لیثو یہ الشدیدیہ چلا گیا اور ان اطراف کا انتظام کیا

یہاں تک کہ ابواحمد نے محمد المولد کو واسط کا والی بنایا۔

محمد نے کہا کہ جباش کہتا تھا کہ ابن لیثویہ جب الشدیدیہ آیا تو سلیمان اس کی جانب روانہ ہوا۔ دو روز تک ٹھیر کر اس سے جنگ کرتا رہا۔ تیسرے دن سلیمان اس سے پسپا ہوا۔ ابن لیثویہ نے بہ تعجیل اس کا تعاقب کیا۔ سلیمان لوٹا۔ اسے دہانہ بردوادمیں ڈال دیا۔ قریب تھا کہ ڈوب جائے مگر بچ گیا۔ سلیمان کو ابن لیثویہ کے سترہ گھوڑے ملے۔

واسط میں سلیمان کی غارت گری:

محمد نے کہا کہ سلیمان نے خبیث کو امداد کے لئے لکھا۔ اس نے الخلیل بن ابان کو تقریباً پندرہ سو سوار کے ساتھ اس کے پاس روانہ کیا اس کے ہمراہ المذوب بھی تھا۔ اس مدد کے آنے کے بعد سلیمان نے محمد المولد پر حملہ کیا۔ محمد بھاگ گیا اور زنجی واسط میں داخل ہو گئے۔ مخلوق کثیر قتل کی گئی۔ اسے لوٹا اور جلایا گیا جب یہ واقعہ ہوا وہاں کنجور البخاری تھا۔ اس نے عصر کے وقت تک مدافعت کی۔ اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اس دن سلیمان بن جامع کے لشکر کا سردار الخلیل بن ابان اور عبداللہ عرف المذوب تھا۔ الجبائی بڑی کشتیوں میں تھا۔ ابن مہربان زنجی چھوٹی کشتیوں میں۔ سلیمان بن جامع اپنے سرداروں اور ان کے پیادوں کے ساتھ تھا۔ سلیمان بن موسیٰ الشعرانی اور اس کے دونوں بھائی مع اپنے پیادہ و سوار کے سلیمان بن جامع کے ساتھ تھے۔ ساری قوم ایک ہاتھ تھی۔

سلیمان اور الخلیل میں اختلاف:

سلیمان بن جامع واسط سے واپس ہوا اور مع تمام لشکر کے جنبلاء گیا تاکہ فساد کرے اور ویران کرے۔ اس کے اور الخلیل کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ الخلیل نے یہ واقعہ اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھا۔ اس نے قائد الزنج سے درخواست کی کہ سلیمان کی معیت سے اس کو معاف کیا جائے۔ الخلیل کو مع علی بن ابان کے ساتھیوں اور اس کے غلاموں کے خبیث کے شہر واپس آنے کی اجازت دی گئی۔ المذوب مع اعراب کے سلیمان ساتھ رہ گیا۔ چند روز (سلیمان) اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ پھر نہر الامیر چلا گیا۔ اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ الجبائی اور المذوب کو جنبلاء روانہ کیا۔ وہ دونوں وہاں نو دن تک مقیم رہے۔ سلیمان نہر الامیر میں پڑاؤ کئے رہا۔ محمد نے کہا کہ جباش کہتا تھا کہ سلیمان الشدیدیہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

ابن وہب پر عتاب:

اسی سال سلیمان بن وہب بغداد سے سامرا کی طرف نکلا۔ الحسن بن وہب بھی اس کے ہمراہ تھا۔ احمد بن الموفق اور مسرور البلخی اور اکثر سرداروں نے اس کی مشایعت کی۔ سامرا پہنچا تو خلیفہ نے ناخوش ہو کے قید کر دیا۔ بیڑیاں ڈال دیں۔ اس کے اور اس کے دونوں بیٹے وہب اور ابراہیم کے مکانات لوٹ لئے گئے۔

۲۷/ ذی القعدہ کو الحسن بن مخلد کو وزیر بنایا۔

ابن وہب کی رہائی:

الموفق بغداد سے روانہ ہوا۔ عبداللہ بن سلیمان بھی ہمرکاب تھا۔ سامرا کے قریب پہنچا تو المعتمد جانب غربی منتقل ہو گیا۔ اور وہاں پڑاؤ کیا۔ ابو احمد الموفق اور اس کے ساتھی جزیرۃ المؤید میں اتر گئے۔ دونوں کے درمیان قاصد آمد و رفت کرتے رہے۔ ذی الحجہ کے چند دن گذر گئے تو المعتمد براہ دجلہ چلا گیا اور اس کا بھائی ابواحمد براہ زلال اس کے پاس گیا۔ اس نے ابواحمد اور

مسرور البلخی اور کیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعت دیا۔ سہ شنبہ ۸/ ذی الحجہ کو یوم الترویہ ہوا۔ ابو احمد کے لشکر والے المعتمد کے لشکر میں عبور کر گئے۔ سلیمان بن وہب رہا کر دیا گیا۔

الحسن بن مخلد کا فرار:

المعتمد محل واپس آیا۔ الحسن بن مخلد اور احمد بن صالح بن شیرزاد بھاگ گئے۔ المعتمد نے دونوں کے اور ان دونوں کے رشتہ داروں کے مال ومتاع پر قبضہ کرنے کو لکھا۔ احمد بن ابی الاصبع قید کر دیا گیا۔ جو سردار سامرا میں مقیم تھے تکریت بھاگ گئے۔ ابو موسیٰ بن المتوکل پوشیدہ ہو گیا پھر ظاہر ہوا۔ جو سردار تکریت چلے گئے تھے موصل روانہ ہو گئے اور خراج جمع کرنے لگے۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی الکوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۵ھ کے واقعات

عامل جنبلاء پر سلیمان کا حملہ:

ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ اس سال احمد بن لیثویہ اور سلیمان بن جامع سردار صاحب الزنج کے درمیان جنبلاء کے نواح میں جنگ ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن جامع نے صاحب الزنج کو نہر الزہیری کے حال سے خبر دی تھی اور سواد کوفہ بھیجنے کے خرچ کی اجازت چاہی تھی کہ اس میں فاصلہ کم ہے۔ روانگی کے ساتھ ہی اس تمام رسد کی بار برداری کا انتظام کر دے گا جو جنبلاء اور سواد کوفہ میں ہے اس کے انتظام کے لئے خبیث نے ایک شخص کو روانہ کیا جس کا نام محمد بن یزید البصری تھا۔ سلیمان کو اس کی مالی ضروریات رفع کرنے کو اور جس کام کے لئے وہ روانہ کیا گیا اس سے فارغ ہونے کے وقت تک لشکر میں قیام کرنے کو لکھ دیا۔ سلیمان مع اپنے تمام لشکر کے روانہ ہو کے الشریطیہ میں ایک مہینے کے قریب ٹھیرا رہا۔ نہر میں کام کرنے والے لگا دیئے۔ اسے الصین کے نواح سے رسد پہنچتی تھی۔ یہاں تک کہ اس پر ابن لیثویہ نے جو جنبلاء پر ابو احمد کا عامل تھا۔ حملہ کر کے اس کے چودہ سرداروں کو قتل کر دیا۔

مخلوق کا قتل عام:

محمد بن الحسن نے کہا کہ ابن لیثویہ نے سینتالیس سرداروں کو اور اتنی بڑی مخلوق کو جس کی کثرت کا شمار نہیں ہو سکتا قتل کر دیا۔ لشکر کو حلال کر ڈالا۔ کشتیوں کو جلا دیا جو اسی نہر میں تھیں جس کے جاری کرنے پر وہ مامور تھا۔ وہ ہزیمت اٹھا کے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ طہیثا پہنچا۔ وہاں ٹھیر گیا۔ اسی کے بعد الجبائی آیا۔ پھر وہ بڑھا۔ اور موضع برتمرتا میں قیام کیا۔ کشتیوں کے داخل کرنے پر مہربان بن الزنجی کو مامور کیا۔ خلافت نے نصیر کو شامرج کے مقید کرلانے کے لئے روانہ کیا تھا۔ نصیر الزنجی بن مہربان شامرج کو قید کر کے نہر برتمرتا آیا۔ اس سے سات کشتیاں لے لیں مگر چھ کشتیاں الزنجی نے واپس لے لیں۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ جباش انکار کرتا تھا کہ زنجی بن مہربان نے ان کشتیوں میں سے کوئی واپس نہیں لی تھی۔ اس کا گمان یہ ہے کہ نصیر تمام کشتیوں کو لے گیا اور الجبائی طہیثا کی جانب واپس ہوا۔ سلیمان کو خط بھیجنے میں اس نے عجلت کی اور اس کے پاس آ گیا۔ پھر سلیمان طہیثا میں ٹھیرا' یہاں تک کہ اسے الموفق کے آنے کی

خبر پہنچی۔

احمد بن طولون کا انطا کیہ پر قبضہ:

اسی سال انطا کیہ میں احمد بن طولون نے سیما الطویل پر حملہ کیا۔ اس نے اسے گھیر لیا۔ یہ اسی سال محرم میں ہوا۔ پھر ابن طولون نے انطا کیہ پر برابر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے فتح کر کے سیما کو قتل کر دیا۔

دلف اور القاسم کا قتل:

اسی سال اصبہان میں القاسم بن عماہ نے دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ دلف کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے القاسم پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ احمد بن عبدالعزیز کو اپنا رئیس بنایا۔

اسی سال محمد المولد یعقوب بن اللیث سے مل گیا۔ اس کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ محرم میں ہوا۔ خلافت نے اس کے مال و جائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔

جعلان کا قتل:

اسی سال امما میں اعراب نے جعلان عرف العیار کو قتل کر دیا جو ایک قافلے کی رہنمائی کے لئے نکلا تھا۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ جمادی الاولیٰ میں ہوا۔ خلافت نے اپنے موالی کی ایک جماعت کو قاتلوں کی تلاش میں روانہ کیا۔ اعراب بھاگ گئے جو ان کی تلاش میں روانہ ہوئے تھے عین التمر پہنچے۔ پھر بغداد کی جانب لوٹے۔ سردی کے سبب سے ان میں سے ایک جماعت مر چکی تھی۔ ان دنوں سردی کی شدت تھی۔ جو کچھ دن تک رہی بغداد میں برف گری۔

سلیمان بن وہب پر عتاب:

اسی سال ابو احمد نے سلیمان بن وہب اور اس کے بیٹے عبداللہ کے قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں اور ان کے چند رشتہ دار ابو احمد کے گھر میں قید کئے گئے' اور ان کے چند رشتہ داروں کے مکان لوٹ لئے گئے سلیمان اور اس کے بیٹے عبداللہ کے مکان کی حفاظت پر پہرہ مقرر کر دیا گیا۔ سوائے احمد بن سلیمان کے ان دونوں کے اور ان کے رشتہ داروں کے مال و جائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ سلیمان اور اس کے بیٹے عبداللہ سے سات لاکھ دینار پر صلح کی گئی۔ ان دونوں کو ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا جہاں وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچ سکے۔ جسے یہ دونوں پسند کریں۔

متفرق واقعات:

اسی سال موسیٰ بن اتامش اور اسحاق بن کنداجیق اور ینغور بن ارخوز اور الفضل بن موسیٰ بن بغا نے باب الشماسیہ پر پڑاؤ کر کے بغداد کے پل کو عبور کیا اور السفینین چلے گئے۔ احمد بن الموفق ان کے پیچھے گیا۔ مگر یہ لوگ نہیں لوٹے اور صرصر میں اتر گئے۔

اسی سال ابو احمد نے صاعد بن مخلد کو کاتب بنایا۔ ۱۸/ جمادی الآخر کو یہ تقرر ہوا۔ اسے خلعت دیا۔ صاعد ان سرداران کے پاس گیا جو صرصر میں تھے۔ ابو احمد نے اپنے بیٹے احمد کو ان کے پاس بھیجا۔ اس نے ان سے گفتگو کی۔ وہ لوگ اس کے ساتھ واپس آئے۔ انھیں بھی خلعت دیا۔

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا روم کے پانچ بطریق تیس ہزار رومیوں کے ساتھ اذنہ کی جانب نکلے۔ پھر المصلی گئے۔ ارخوز کو

قید کرلیا جو سرحد کا والی تھا پر معزول کر دیا گیا تھا اور اس نے وہیں تعلق کرلیا تھا۔ وہ قید کیا گیا۔ اس کے ہمراہ تقریباً چار سو آدمی قید کئے گئے۔ ان لوگوں میں سے جوان کی جانب گئے تقریباً چودہ سو آدمی قتل کئے گئے۔ وہ لوگ چوتھے دن واپس ہوئے۔ یہ حادثہ اسی سال جمادی الاولیٰ میں پیش آیا۔

اسی سال رجب میں موسیٰ بن اتامش اور اسحاق بن کنداجیق اور ینغجور بن ارجوز نے نہرویا کی پر پڑاؤ کیا۔

اسی سال احمد بن عبداللہ الخجستانی نیشاپور غالب آیا۔ الحسین بن طاہر جو محمد بن طاہر کا عامل تھا مرو چلا گیا۔ اور وہیں مقیم ہوگیا۔ شرکب الجمال کا بھائی الحسین اور احمد بن عبداللہ الخجستانی کے درمیان رہا۔

اسی سال طوس کو برباد کیا گیا۔

اسی سال اسماعیل بن بلبل کو وزیر بنایا گیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث الاہواز میں مرا۔ عمرو بن اللیث اس کا جانشین ہوا۔ عمرو نے خلافت کو لکھا کہ وہ اس کا مطیع وفرمانبردار ہے۔ اسی سال ذی القعدہ میں احمد بن ابی الاصبغ کو اس کے پاس روانہ کیا گیا۔

اسی سال بنی اسد کے اعراب کی ایک جماعت نے علی بن مسرور البلخی کو قبل اس کے المغیثہ پہنچے کے مکہ کے راستہ میں قتل کر دیا۔ ابواحمد نے محمد بن مسرور البلخی کو طریق مکہ کا والی بنایا تھا۔ پھر اس کے بھائی علی بن مسرور کو والی بنایا۔

اسی سال شاہ روم نے عبداللہ بن رشید بن کاؤس کو واپس کیا۔ چند مسلمان قیدی بھی ساتھ تھے' اور چند نسخے کلام اللہ کے بھی بطور ہدیہ کے دیئے تھے۔

اسی سال زنجیوں کی ایک جماعت تیس کشتیوں میں جبل گئی۔ وہاں غلے کی چار کشتیاں گرفتار کر کے واپس گئے۔

اسی سال العباس بن احمد بن طولون اپنے باپ احمد کا مخالف ہو کر مع اپنے متبعین کے برقہ چلا گیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اس کے باپ احمد نے اس سے جب احمد شام کی جانب روانہ ہوا تھا مصر میں اس کے ولایت عہد کی قسم لی تھی۔ جب احمد شام سے واپس ہوا تو العباس جس قدر مال مصر کے بیت المال میں تھا سب لے کے برقہ چلا گیا۔ احمد نے اس کی جانب لشکر روانہ کیا۔ وہ اس پر کامیاب ہوئے۔ اور اسے اس کے باپ احمد کے پاس واپس لائے۔ اس نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ اس جماعت کو قتل کر دیا۔ جنھوں نے اس کام پر بیٹے کا ساتھ دیا تھا۔

اسی سال زنجی النعمانیہ میں داخل ہوئے' بازار کو اور باشندوں کے اکثر مکانات کو جلا دیا۔ لوگوں کو قید کیا اور جرجرایا کی جانب چلے گئے۔ وہاں کے دیہات کے باشندے بغداد میں آ گئے۔

اسی سال ابواحمد نے عمرو بن اللیث کو خراسان اور فارس اور اصبہان اور سجستان اور کرمان اور سندھ کا والی بنایا۔ احمد بن ابی الاصبغ کے ہاتھ فرمان بھیجا اور اس کے ساتھ ہی خلعت بھی اسے روانہ کیا۔

عبداللہ بن الشیو یہ کی معذرت:

اسی سال ذی الحجہ میں مسرور البلخی النیل گیا۔ عبداللہ بن الشیو یہ مع اپنے بھائی کے ساتھیوں کے وہاں سے کنارہ ہوگیا۔ اس نے خلافت کی مخالفت ظاہر کی تھی۔ وہ اور اس کے متبعین احمد آباد چلے گئے۔ مسرور البلخی نے جنگ کے قصد سے ان کا تعاقب کیا۔

عبداللہ بن لیثو یہ، جو لوگ اس کے ہمراہ تھے بڑھے مسرور کے لئے سواری سے اتر پڑے اور اس کی اطاعت میں اس کے فرمانبردار ہو گئے۔عبداللہ بن لیثو یہ جو اپنی تلوار کھینچے ہوئے پٹکا اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے تھا قسمیں کھا کے معذرت کر رہا تھا۔ کہ جو کچھ اس نے کیا اس پر اسے مجبور کیا گیا تھا۔معذرت قبول ہوئی اور اسے اور اس کے ہمراہ چند سرداروں کو خلعت دیا گیا۔

اسی سال تکین البخاری مسرور البلخی کے مقدمے میں الاہواز روانہ ہوا۔

جنگ باب کودک:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ ابواحمد نے ولایت اہواز جب مسرور بلخی کو تفویض کی مسرور نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو وہاں مامور کیا تکین وہاں روانہ ہوا۔علی بن ابان المہلبی بھی وہاں گیا تھا۔پھر اس نے تستر کا قصد کیا۔علی نے اپنے زنجی ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس مقام کا محاصرہ کر لیا۔باشندے خائف ہوئے اور قریب تھا کہ اسے سپرد کر دیں کہ اسی حال میں تکین وہاں آیا، سفر کے کپڑے بھی نہ اتارے تھے کہ علی بن ابان اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا شکست زنجیوں کو ہوئی۔وہ قتل کئے گئے۔بھگا دیئے گئے اور منتشر ہو گئے۔علی ان لوگوں کے ہمراہ جو بچ گئے تھے۔ہزیمت اٹھا کے واپس ہوا۔یہ باب کودک کی مشہور جنگ ہے۔

علی بن ابان پر تکین کا اچانک حملہ:

تکین البخاری لوٹا۔تستر میں اترا۔بدمعاشوں کا بہت بڑا گروہ اس کے ساتھ شامل ہو گیا۔علی بن ابان نے بھی اپنے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس کی جانب کوچ کیا۔المسرقان کی شرقی جانب اترا۔سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے بھائی کو غربی جانب کر کے پیادہ لشکر زنج کو اس کے ساتھ کر دیا۔سرداران زنج کی ایک جماعت کو آگے کیا جن میں انکلویہ اور حسین عرف حمامی اور ان دونوں کے علاوہ اور بھی ایک جماعت تھی۔انھیں فارس کے پل پر قیام کرنے کا حکم دیا۔علی بن ابان نے جو تدبیر کی تھی اس کی خبر تکین کو پہنچی۔مخبر ایک غلام وصیف الرومی تھا جو علی بن ابان کے لشکر سے بھاگ آیا تھا۔اس نے خبر دی کہ فارس کے پل پر قیام ہے۔شراب خواری کا مشغلہ ہے۔ساتھیوں کو غلہ اکٹھا کرنے کے لئے منتشر کر دیا ہے۔تکین رات کے وقت ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوا اور ان پر حملہ کر دیا۔زنجی سرداروں میں سے انکلویہ اور الحسین عرف الحمامی اور ابوصالح مفرج اندرون کو قتل کر دیا۔باقی لوگ بھاگ گئے۔اور الخلیل بن ابان سے مل گئے۔جو مصیبت ان پر نازل ہوئی تھی وہ اسے بتائی۔

تکین کی مراجعت تستر:

تکین المسرقان کی شرقی جانب روانہ ہو کے علی بن ابان سے ملا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔مگر علی اس کے لئے نہیں ٹھہرا۔بھاگ گیا علی کا ایک غلام جو سواروں میں سے تھا اور جعفرویہ مشہور تھا گرفتار ہو گیا۔علی اور الخلیل مع اپنی جماعت کے الاہواز لوٹ آئے اور تکین تستر لوٹ گیا۔

علی بن ابان کی جعفرویہ کے لئے سفارش:

علی بن ابان نے تکین کو ایک خط لکھا جس میں اس سے جعفریہ کے قتل سے باز رہنے کی درخواست کی تھی۔چنانچہ اس نے اسے قید کر دیا اور تکین اور علی بن ابان کے درمیان لطف آمیز نامہ و پیام جاری ہوئے۔اس کی خبر مسرور کو پہنچی تو اس نے ناپسند کیا۔مسرور کو

یہ خبر ملی کہ تکین نے اس کی نافرمانی کی ہے۔ علی بن ابان کی طرف جھک گیا ہے اور اس کی جانب مائل ہے۔

تکین پر عتاب:

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن دینار نے بیان کیا۔ اس سے محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی المامونی الباذغیسی نے جو تکین البخاری کے ساتھیوں میں سے تھا کہا جب مسرور کو علی بن ابان پر التفات کی خبر پہنچی تو اس نے توقف کیا کہ صحیح حال معلوم کر سکے۔ الاہواز کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ تکین سے رضامندی اور اس کے فعل کی خوبی ظاہر کر رہا تھا۔ شاہرزان گیا۔ وہاں سے السوس آیا۔ تکین کو خبر معلوم ہو گئی تھی۔ وہ اس سے اور اس جماعت سے وحشت میں تھا۔ مسرور اور تکین کے درمیان مراسلت سے تکین کو خوف نہ رہا۔ مسرور وادی تستر چلا گیا اور تکین کو بلا بھیجا۔ وہ گیا تو مسرور کے حکم سے اس کی تلوار لے لی گئی اور اس پر نگران مقرر کر دیا گیا۔

لشکر تکین کے لئے اعلان امان:

تکین کے لشکر نے یہ دیکھا تو اسی وقت منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک فرقہ صاحب الزنج کے علاقے کی طرف اور ایک فرقہ محمد بن عبیداللہ الکردی کے پاس چلا گیا۔ یہ خبر مسرور کو پہنچی تو اس نے تکین کے بقیہ لشکر کے لئے امان کا اعلان کر دیا۔ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ محمد بن عبداللہ بن الحسن المامونی نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جو مسرور کے لشکر میں گئے۔ مسرور نے تکین کو ابراہیم بن جعلان کے سپرد کیا۔ وہ اسی کے قبضے میں مقید رہا۔ یہاں تک کہ اس کی موت آ گئی مسرور و تکین کا کچھ حال ہم نے ۶۵ھ میں بیان کیا ہے اور کچھ حال ۶۶ھ میں۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال عرف ابوالمغیرہ بن عیسیٰ بن محمد المخزومی جوزنجیوں کے ساتھ شریک تغلب تھا علی کی معیت میں وارد مکہ ہوا۔

۲۶۶ھ کے واقعات

ماہ صفر میں عمرو بن اللیث نے بغداد و سامرا کی پولیس پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو اپنی جانب سے نائب مقرر کیا۔ ابواحمد نے اسے خلعت دیا۔ عبیداللہ بن عبداللہ اپنے گھر گیا۔ عمرو بن اللیث نے اسے خلعت دیا۔ اور سونے کی ایک چھڑی بھیجی۔

اساتکین کا رے پر غلبہ:

اسی سال صفر میں اساتکین رے پر غالب آیا۔ وہاں سے طلیجور کو نکال دیا جو عامل تھا۔ وہ اور اس کا بیٹا اذکوتکین قزوین گئے' جہاں کیغلغ کا بھائی ابرون عامل تھا۔ اس سے مصالحت کی اور قزوین میں داخل ہو گئے۔ محمد بن الفضل بن سنان العجلی کو گرفتار کر کے اس کا مال و جائداد لے لی۔ اساتکین نے اسے قتل کر دیا رے کی جانب لوٹا تو باشندوں نے قتال کیا۔ وہ ان پر غالب آیا اور داخل ہو گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال روم کا ایک لشکر تل بسمی علاقے دیار ربیعہ میں وارد ہوا۔ بعض مسلمانوں کو قتل کیا اور تقریباً ڈھائی سو کو قید کیا۔ اہل

نصیبین اور اہل موصل مقابلے کو بڑھے تو رومی واپس چلے گئے۔

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں ابوالساج لشکر عمرو بن اللیث بغداد واپس آتے ہوئے جندی سابور میں مرگیا۔ اس کے قبل اسی سال محرم میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کی وفات ہوئی تھی۔

اسی سال عمرو بن اللیث نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصبہان کا والی بنایا۔

اسی سال محمد بن ابی الساج کو طریق مکہ وحرمین کا والی بنایا گیا۔

اسی سال اغرتمش کو الاہواز کے ان اعمال کا والی بنایا گیا جن کا تکین البخاری والی تھا۔ اغرتمش وہاں گیا اور ماہ رمضان میں داخل ہوا۔

جعفرویہ اور زنجیوں کا قتل:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ مسرور نے اغرتمش اور ابا اور مطر بن جامع کو علی بن ابان کی جنگ کے لئے روانہ کیا۔ وہ لوگ روانہ ہو کے تستر پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ جو تکین کی قید میں قائد الزنج کے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ جعفرویہ بھی تھا' وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ مطر بن جامع ان کے قتل کا منتظم تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کے عسکر مکرم پہنچے۔ علی بن ابان نے ان کی جانب کوچ کیا اور اپنے بھائی الخلیل کو اپنے آگے روانہ کیا۔ الخلیل ان کے پاس ٹھیر گیا اور علی اس کے پیچھے پہنچا۔ مقابلے میں زنجیوں کے مجمع کی کثرت ہوگئی تو انھوں نے پل کو کاٹ دیا اور اپنی حفاظت کر لی۔

علی بن ابان کی مراجعت اہواز:

علی بن آبان اپنے تمام ساتھیوں کی ہمراہی میں واپس ہو کے الاہواز چلا گیا۔ الخلیل مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے المسرقان میں ٹھیر گیا۔ اس کے پاس یہ خبر آئی کہ اغرتمش اور ابا اور مطر مع جامع نے اس کا رخ کیا ہے اور اربک کے پل کی غربی جانب اترے ہیں کہ عبور کر کے اس کے پاس آئیں۔ الخلیل نے یہ خبر اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھ دی۔ علی کوچ کر کے پل پر آیا اور الخلیل کو پاس آنے کو کہلا بھیجا۔ وہ اس کے پاس آ گیا۔ علی کے جو ساتھی الاہواز میں تھے وہ خوف زدہ ہو گئے۔ انھوں نے اس کی چھاؤنی اکھاڑ ڈالی اور نہر السدرہ چلے گئے۔

معرکہ الدولاب:

وہاں علی بن ابان اور خلافت کے سرداروں میں جنگ چھڑ گئی' اور دن بھر ہوتی رہی۔ آخر افسران خلافت باز آ گئے۔ علی بن ابان الاہواز واپس آیا۔ وہاں کسی کو نہیں پایا۔ اپنے تمام ساتھیوں کو اس حالت میں پایا کہ نہر السدرہ چلے گئے تھے۔ کسی کو ان کے پاس روانہ کیا کہ واپس لائے۔ یہ وقت سخت گذرا تو وہ بھی پیچھے چلا گیا اور نہر السدرہ میں ٹھہر گیا۔ خلافت کے سردار واپس ہو کے عسکر مکرم میں اترے۔ علی بن ابان جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ بہبوذ بن عبدالوہاب کو بلا بھیجا۔ وہ مع اپنے ساتھیوں کے اس کے پاس آ گیا علی نے ان لوگوں کی جانب روانہ ہونے پر اتفاق کیا تھا وہ اغرتمش اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہوا۔ وہ لوگ اس کی جانب روانہ ہوئے۔ علی بن ابان نے اپنے بھائی کو مقدمے پر کیا تھا اور بہبوذ اور احمد بن الزنجی کو اس کے ساتھ شامل کر دیا تھا۔ دونوں فریق کا الدولاب میں مقابلہ ہوا۔ علی نے الخلیل بن ابان کو یہ حکم دیا کہ بہبوذ کو کمین گاہ میں رکھے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ الخلیل روانہ ہوا۔ ان کے درمیان

جنگ چھڑ گئی۔

مطر بن جامع کا قتل:

صبح کا ابتدائی وقت لشکر خلافت کے موافق رہا۔ بعد کو ان پر پوشیدہ لشکر نکل آیا۔ زنجی ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے ان کو بھگا دیا۔ مطر بن جامع گرفتار کرلیا گیا۔ جو اپنے گھوڑے سے گر پڑا تھا۔ بہبوذ نے اسے گرفتار کرلیا اور علی کے پاس لے گیا۔ سیما عرف صغراج سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ بہبوذ جب مطر کو علی کے پاس لایا تو مطر نے امان کی درخواست کی علی نے انکار کیا کہ اگر تو جعفرویہ کو امان دیتا تو ہم بھی تجھے مامون رکھتے۔ وہ اس کے نزدیک لایا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے گردن ماردی۔

علی بن ابان الاہواز میں داخل ہوگیا۔ اغرتمش اور ابامع ان لوگوں کے جو بچ گئے تھے واپس ہو کے تستر میں آ گئے۔ علی بن ابان نے خبیث کے پاس سر روانہ کر دیئے۔ اس نے انھیں اپنے شہر کی چہار دیواری پر لٹکانے کا حکم دیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ علی بن ابان اس کے بعد اغرتمش اور اس کے ساتھیوں کے پاس آتا تھا اور ان میں جنگ فخر کرنے کو ہوتی تھی۔

علی بن ابان اور اغرتمش میں مصالحت:

خبیث نے اپنے لشکر کو علی بن ابان کی جانب پھیر دیا تھا۔ وہ اغرتمش کے مقابلے میں بہت ہو گئے تو وہ صلح کی طرف مائل ہوا علی بن ابان نے بھی پسند کیا۔ دونوں نے آپس میں صلح کر لی۔ علی بن ابان آس پاس کو لوٹنے لگا۔ اس غارت گری میں قریہ بیروذ کو تباہ کرڈالا اور وہاں سے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ خبیث کو لکھا اور جو مال غنیمت اس نے پایا تھا روانہ کر دیا۔ اور مقیم ہوگیا۔

اسحاق بن کنداجیق کی احمد بن موسیٰ سے علیحدگی:

اسی سال اسحاق بن کنداجیق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کے لشکر کو چھوڑ دیا۔ احمد بن موسیٰ بن بغا جب الجزیرہ روانہ ہوا تو موسیٰ بن اتامش کو اس نے دیار ربیعہ پر والی بنایا تھا۔ اسحاق کو یہ ناگوار ہوا اور اس سبب سے اس نے اس کا لشکر چھوڑ دیا۔ اور بلد چلا گیا۔ یعقوبی نے کردوں پر حملہ کر کے انھیں شکست دی اور ان کا مال لے لیا۔ چنانچہ وہ اس سے قوی ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے مساور الشاری کے بیٹے کا مقابلہ کیا پھر اسے بھی قتل کرڈالا۔

اسی سال شوال میں اہل حمص نے اپنے عامل عیسیٰ الکرخی کو قتل کر دیا۔

موسیٰ بن اتامش کی گرفتاری:

اسی سال احمد بن طولون کے غلام احمد نے موسیٰ بن اتامش کو قید کرلیا۔ یہ اس طرح ہوا کہ لولو بنی تمیم کے ٹیلے پر مقیم تھا۔ موسیٰ بن اتامش راس العین میں تھا۔ موسیٰ نشے کی حالت میں رات کے وقت نکلا کہ ان پر حملہ کرے۔ وہ لوگ پوشیدہ ہو گئے۔ اسے پکڑ کے قید کرلیا اور الرقہ بھیج دیا۔ لولو نے احمد بن موسیٰ اور اس کے سرداروں کا اور جو اعراب ان کے ساتھ تھے۔ ان کا شوال میں مقابلہ کیا۔ لولو کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت بڑی جماعت قتل کی گئی۔ ابن صفوان العقیلی اور اعراب احمد بن موسیٰ کے لشکر کے اسباب کی طرف لوٹے کہ اسے لوٹ لیں۔ ان پر لولو کے ساتھی ٹوٹ پڑے۔ ان میں سے بچ جانے والوں کے بھاگنے کی خبر قرقیسیا پہنچی۔ پھر وہ لوگ بغداد اور سامرا چلے گئے۔ وہاں ذی القعدہ میں آئے۔ ابن صفوان بادیہ میں بھاگ گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف اور بکتمر کے درمیان جنگ ہوئی۔ یہ واقعہ اسی سال کے شوال میں ہوا۔ احمد بن عبدالعزیز نے بکتمر کو شکست دی وہ بغداد چلا گیا۔

اسی سال جرجان میں الحسن بن زید پر الخجستانی نے الحسن کی غفلت میں حملہ کیا۔ الحسن بھاگ کے آمل میں چلے گئے۔ الخجستانی جرجان اور طبرستان کے بعض اطراف پر غالب آ گیا۔ یہ اسی سال کے جمادی الآخرہ ورجب میں ہوا۔

اسی سال الحسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن حسن الاصغر العقیقی نے اہل طبرستان کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ یہ اس طرح ہوا کہ الحسن بن زید نے اپنے جرجان روانہ ہونے کے وقت عقیقی کو ساریہ میں اپنا نائب بنایا تھا۔ جرجان میں الخجستانی اور الحسن کا واقعہ ہوا تو العقیقی نے ساریہ میں یہ ظاہر کیا کہ الحسن قید ہو گئے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تو ایک جماعت نے اس سے بیعت کر لی۔ الحسن بن زید آئے تو اس نے جنگ کی۔ الحسن نے اس کے لئے حیلہ کیا یہاں تک کہ قید ہوئے اور اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال الخجستانی نے اہل جرجان کے تاجروں کے مال لوٹ لئے' شہر میں آگ لگا دی۔

اسی سال الخجستانی اور عمرو بن اللیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں الخجستانی عمرو پر غالب آیا اور اسے شکست دی۔ نیشاپور میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے عمرو کے عامل کو نکال دیا۔ ان لوگوں کی ایک جماعت کو وہاں قتل کر دیا جو عمرو کی جانب مائل تھے۔

جعفریہ اور علویہ کا مدینہ میں فتنہ:

اسی سال جعفریہ اور علویہ کے درمیان مدینے اور اس کے نواح میں فتنہ ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مدینہ اور وادی القریٰ اور اس کے نواح کے معاملات کا منتظم اس سال اسحاق بن محمد بن یوسف الجعفری تھا۔ اس نے اپنی جانب سے وادی القریٰ پر عامل مقرر کیا۔ اہل وادی القریٰ نے اسحاق بن محمد کے عامل پر حملہ کر کے اسے اور اسحاق کے دو بھائیوں کو قتل کر دیا اسحاق وادی القریٰ کی جانب نکلا تو اسے مرض لاحق ہوا اور وہ مر گیا۔ مدینے کے معاملات کا منتظم اس کا بھائی موسیٰ بن محمد ہوا۔ اس پر الحسن بن موسیٰ بن جعفر نے خروج کیا۔ اس کو اس نے آٹھ سو دینار سے راضی کر لیا۔ اب الحسن بن زید والی طبرستان کے چچا کے بیٹے ابوالقاسم احمد بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید نے حملہ کر کے موسیٰ کو قتل کر دیا اور مدینے پر غالب آ گیا۔ احمد بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید وہاں آئے' مدینے کا انتظام کیا۔ نرخ گراں ہو گیا تھا۔ غلہ منگانے کا سامانے کیا۔ تجار کے مال کی
ذمہ داری کی اور مال گذاری معاف کر دی۔ جب نرخ ارزاں ہو گیا' مدینہ پر امن ہو گیا۔ خلافت نے ابن ابی الساج کے وہاں آنے تک الحسنی کو مدینے کا والی بنا دیا۔

اسی سال اعراب نے غلاف کعبہ پر حملہ کیا۔ اسے لوٹ لیا۔ ان سے بعض لوگ صاحب الزنج کے پاس چلے گئے۔ حجاج کو نہایت سخت تکلیف پہنچی۔

اسی سال روم نے دیار ربیعہ کی جانب خروج کیا۔ پھر لوگوں کو بھگایا گیا۔ وہ ایسی سردی اور ایسے وقت میں بھاگے کہ راستہ چلنا دشوار تھا۔

اسی سال سیما نائب احمد بن طولون نے سرحد شام پر تین سو آدمیوں کے ساتھ جو اہل طرسوس میں سے تھے جہاد کیا۔ ان

پر دشمن نے کہ تقریباً چار ہزار تھے بلاد ہرقلہ میں خروج کیا۔ اورانھوں نے شدید قتال کیا۔ مسلمانوں نے دشمن کی تعداد کثیر کو قتل کر دیا' اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت پر بھی مصیبت آئی۔

ابن کنداجیق اوراسحاق بن ایوب کی جنگ:

اسی سال اسحاق بن کنداجیق اور اسحاق بن ایوب کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں ابن کنداجیق نے اسحاق بن ایوب کو شکست دی۔ اسے اس نے نصیبین پہنچا دیا۔ اور جو کچھ اس کے لشکر میں تھا سب لے لیا۔ اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ ابن کنداجیق نے اس کا تعاقب کیا۔ نصیبین گیا' اور اسحاق بن ایوب اس سے بھاگا۔ اس کے خلاف عیسیٰ بن الشیخ سے جو آمد میں تھا اور ابوالمغراء بن موسیٰ بن زرارہ سے جو ارزن میں تھا' مدد مانگی۔ وہ لوگ ابن کنداجیق کے خلاف آپس میں مددگار ہو گئے۔ خلافت نے یوسف بن یعقوب کے ہمراہ ابن کنداجیق کو موصل اور دیار ربیعہ اور آرمینیہ پر خلعت اور جھنڈا بھیجا۔ ان لوگوں نے صلح کی درخواست کی۔ ابن کنداجیق کو دو لاکھ دینار اس شرط پر دینے کو کہا کہ وہ انھیں ان کے خدمات پر باقی رکھے۔

اسی سال محمد بن ابی الساج مکے آیا۔ ابن المخزومی نے جنگ کی۔ ابن ابی الساج نے شکست دی اور اس کے مال کو حلال کر لیا۔

یہ اسی سال یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ ۲۶۶ھ) کو ہوا۔

اسی سال کیغلغ الجبل روانہ ہوا اور بکتمر الدینور واپس آیا۔ اسی سال کیغلغ قائد الزنج کے ساتھی رام ہرمز میں داخل ہوئے۔

رام ہرمز کی تباہی:

اس کے قبل محمد بن عبیداللہ الکروی اور علی بن ابان خبیث کے ساتھی کا وہ معاملہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب کہ ان دونوں نے اپنی جانب سے صلح پر اتفاق کیا تھا۔ مذکور ہے کہ محمد سے علی اپنے دل میں کینہ رکھتا تھا۔ جب کہ وہ اپنے اس سفر میں تھا' اور اس کے شرکی گھات میں تھا۔ محمد بن عبیداللہ معاملے کو سمجھ گیا۔ چاہتا تھا کہ بچ نکلے۔ اس نے خبیث کے بیٹے انکلائے سے درخواست کی کہ وہ خبیث کو لکھے کہ علی کو انکلائے کے ماتحت کر دے کہ علی کا اقتدار زائل ہو جائے۔ اسے ہدیہ بھیجا۔ اس امر نے علی بن ابان کے غصہ و کینہ کو بڑھا دیا۔ اس نے خبیث کو لکھا جس میں محمد کا تعارف کرایا تھا اور خبیث کو صحیح خبر پہنچائی تھی کہ علی کہ بدعہدی پر محمد اصرار کرتا ہے علی نے خبیث سے محمد پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی بھی کہ اس معاملے مین سے اس نواح کا خراج علی کے پاس روانہ کرنے کی درخواست کو ذریعہ بنایا جائے خبیث نے اجازت دے دی۔ علی نے محمد بن عبیداللہ کو مال روانہ کرنے کو لکھا۔ اس نے علی کو ٹالا۔ علی نے تیاری کی اور اس کی جانب روانہ ہوا۔ رام ہرمز پر حملہ کیا۔ محمد بن عبداللہ اس زمانے میں وہیں مقیم تھا۔ محمد کی جانب سے مدافعت نہیں ہوئی۔ وہ بھاگ گیا۔ اور علی رام ہرمز میں داخل ہو گیا۔ اور اس کو غارت کر کے تباہ کر ڈالا۔ محمد بن عبیداللہ اپنی اربق و بیلم کی انتہائی جائے پناہ چلا گیا۔ علی فتح مند ہو کے واپس ہوا۔ جو کچھ علی سے صادر ہوا اس نے محمد کو خوف زدہ کر دیا۔ اس نے اسے صلح کے لئے لکھا۔ علی نے خبیث کو اس کی خبر دی۔ اس نے قبول کرنے اور محمد کو روانگی مال پر مجبور کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن عبیداللہ نے اسے دو لاکھ درہم روانہ کئے۔ علی نے وہ خبیث کو روانہ کر دیئے۔ محمد بن عبیداللہ اور اس کے اعمال سے باز آ گیا۔

محمد بن عبیداللہ کا ضمانت دینے سے انکار:

اسی سال الدار باج کے کردوں کی خبیث سے جنگ ہوئی جس میں انھیں زنجیوں کو شکست ہوئی اور وہی پسپا ہوئے۔

محمد بن عبید اللہ بن آزاد مرد سے مذکور ہے کہ اس نے علی بن ابان کو اس مال کے روانہ کرنے کے بعد جس کی مقدار ہم نے پہلے بیان کی ہے اور علی کے اس سے اور اس کے اعمال سے باز آ جانے کے بعد ایک خط لکھا جس میں اس سے اس شرط پر موضع الداربان کے کاشتکاروں کے خلاف مدد کی درخواست کی تھی' کہ ان لوگوں کا مال غنیمت اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔علی نے خبیث کو لکھا جس میں اس کام کے لئے اٹھنے کی درخواست کی تھی۔ اس نے اسے یہ لکھا کہ الخلیل بن ابان اور بہبوذ بن عبدالوہاب کو روانہ کر دے اور تو خود وہیں ٹھہر' اپنے لشکر کو روانہ نہ کر جب تک تجھے محمد بن عبید اللہ کی جانب سے ان ضمانتوں کی وجہ سے پورا بھروسہ نہ ہو جائے جو اس کی جانب سے تیرے قبضے میں ہوں۔جن کی وجہ سے تو اس کی بدعہدی سے مامون رہے۔کیوں کہ تو نے اس سے بدی کی ہے اور انتقام سے محفوظ نہیں ہے علی نے محمد بن عبید اللہ کو حسب الحکم لکھ دیا اور اس سے ضمانتیں مانگیں۔محمد بن عبید اللہ نے اس پر قسمیں کھائیں۔عہد و پیمان کیا مگر ضمانت نہ دی۔

کرد بمقابلہ زنج:

علی کو مال غنیمت کی حرص نے برانگیختہ کیا۔جس کا محمد بن عبداللہ نے اسے لالچ دلایا تھا۔اس نے لشکر روانہ کر دیا' وہ لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ ہمراہ محمد بن عبید اللہ کے آدمی بھی تھے' یہاں تک کہ مقام مقصود پہنچ گئے۔ باشندے نکلے اور جنگ چھڑ گئی۔شروع میں کردوں پر زنجی غالب آ گئے۔پھر کردوں نے بہادری ظاہر کی محمد بن عبید اللہ کے ساتھیوں نے ان کی مدد ترک کر دی' وہ متفرق ہو گئے اور شکست کھا کے مجبوراً بھاگے۔

زنجیوں کی شکست و پسپائی:

محمد بن عبید اللہ نے ان کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا تھا جنھیں بھاگنے کے وقت روکنے کا حکم دیا تھا۔

انھوں نے روکا۔ان پر حملہ کیا۔ان سے مال غنیمت حاصل کیا۔ان کے ایک گروہ کو گھوڑوں سے اتار دیا اور وہ گھوڑے لے لئے۔زنجی بدحالی کے ساتھ لوٹے۔المہلبی نے خبیث کو اپنے ساتھیوں کی مصیبت لکھی۔اس نے بڑی درستی سے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے ہی حکم دیا تھا کہ محمد بن عبید اللہ کی طرف مائل نہ ہو۔اپنے اور اس کے درمیان ضمانتوں کو وثیقہ بنا۔مگر تو نے میرے حکم کو نہ مانا اور خواہش نفس کی پیروی کی۔یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اور تیرے لشکر کو ہلاک کیا۔

صاحب الزنج کی ابن عبید اللہ کو دھمکی:

خبیث نے محمد بن عبید اللہ کو لکھا کہ علی بن ابان کے لشکر کے خلاف تیری تدبیر مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔تو نے جو کچھ کیا ہے اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔خبیث کے خط کے مضمون سے ڈر کے محمد بن عبید اللہ سے عاجزی کے ساتھ نیاز نامہ بھیجا۔گھوڑے جو میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے علی کی جماعت چھوڑ گئی تھی۔سب روانہ کر دیئے اور لکھا کہ میں اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ اس جماعت کے پاس گیا جنھوں نے الخلیل اور بہبوذ پر حملہ کیا تھا۔انھیں ڈرا دھمکا کے یہ گھوڑے واپس لئے۔خبیث اس پر اور بھی غضب ناک ہوا' اور اسے خط لکھا' جس میں ایسے زبردست لشکر کی دھمکی دی تھی کہ اسے تیروں پر رکھ لے گا۔محمد نے عاجزی و زاری کا دوسرا خط بھیجا' اور بہبوذ کو پیام بھیجا جس میں اس سے مال کی ذمہ داری کی اور محمد بن یحییٰ الکرمانی سے بھی اسی قسم کی ذمہ داری کی۔

ابن عبید اللہ کی صاحب الزنج سے معذرت:

محمد بن یحییٰ اس زمانے میں علی بن ابان پر غالب تھا اور اپنی رائے پر اسے چلاتا تھا۔بہبوذ علی بن ابان کے پاس گیا محمد بن یحییٰ

الکرمانی نے اس کی مدد کی۔ دونوں نے مل کے محمد بن عبید اللہ کے بارے میں علی کا خیال تبدیل کرا دیا۔ جو غصہ اور کینہ اسے تھا دونوں نے اس کی تسلی کر دی۔ پھر وہ دونوں خبیث کے پاس گئے۔ پہنچے تو اسی وقت محمد بن عبید اللہ کا نیاز نامہ بھی پہنچا۔ ان دونوں نے اسے نشیب و فراز سمجھایا۔ آخر کار خبیث نے ظاہر کیا کہ ان کی بات مان لے گا اور محمد بن عبید اللہ سے اس کی مرضی کے مطابق درگذر کرے گا۔ اور کہا کہ میں اس کے بعد اس کی معذرت قبول کرنے والا نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے علاقے (کی مسجدوں) کے منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھے۔

بہبوذ اور الکرمانی اسی قول و قرار کے ساتھ واپس ہوئے اور محمد بن عبید اللہ کو اس کی اطلاع کر دی اس نے تمام امور منظور کر لئے جن کی خبیث نے خواہش کی تھی۔ اور منبروں پر اس کے واسطے دعا کرنے میں فریب کرنے لگا۔

مسرور البلخی کی ابن ابان کی جانب پیش قدمی:

علی نے ایک مدت تک ٹھہر کے متوث اتنا محفوظ تھا اور باشندے انبوہ در انبوہ اس کثرت سے مدافعت پر آمادہ تھے کہ علی کی طاقت طاق ہوگئی۔ وہاں سے نامراد لوٹا۔ اب اس نے سیڑھیاں اور ایسے آلات بنوائے جن کے ذریعے سے شہر پناہ پر چڑھ سکے۔ اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور پوری تیاری کر لی۔

مسرور البلخی کو علی کا ارادہ معلوم ہوگیا تھا۔ وہ اس زمانے میں کور الاہواز میں مقیم تھا۔ جب علی دوبارہ روانہ ہوا تو مسرور بھی اس کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے پاس غروب آفتاب سے کچھ ہی قبل آیا۔ علی وہاں مقیم تھا۔ علی کے ساتھیوں نے مسرور کے لشکر کا ابتدائی حصہ دیکھا تو بری طرح بھاگے۔ اپنے تمام آلات چھوڑ دیئے جنھیں لاد کر لائے تھے۔ بہت بڑی جماعت قتل ہوئی۔ علی بن ابان نکالا ہوا واپس ہوا تھوڑی دیر ٹھیرا تھا کہ ابو احمد کے آنے کی پے در پے خبریں آنے لگیں۔ متوث سے واپس آنے کے بعد علی کو کسی جنگ کا موقع نہ ملا۔ یہاں تک کہ ابو احمد نے سوق الخمیس اور طہیثا کے علاقے فتح کر لئے۔ وہ اس خط کی وجہ سے واپس گیا جو خبیث کے پاس آیا تھا اور جس میں بڑی شتابی کے ساتھ مع لشکر کے اس کو اپنے پاس بلایا تھا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی الکوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۷ھ کے واقعات

محمد بن طاہر کی اسیری:

اس سال جو واقعات ہوئے۔ ان میں سے محمد بن طاہر بن عبداللہ اور اس کے چند گھر والوں کی قید ہے۔ احمد بن عبداللہ الجختانی کے عمرو بن اللیث کو شکست دینے اور عمرو بن اللیث کے محمد بن طاہر پر الجختانی اور الحسین بن طاہر سے خط و کتابت کرنے کی تہمت کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ الحسین اور الجختانی نے خراسان کے منبروں پر محمد بن طاہر کے لئے دعا کی۔

اسی سال ابو العباس ابن الموفق دجلہ کے اکثر دیہات پر غالب آیا جن پر قائد الزنج کا افسر سلیمان بن جامع قابض ہوگیا۔

ابو العباس کی زنجیوں پر فوج کشی:

محمد بن الحسن نے محمد بن حماد کے واسطے سے بیان کیا کہ جب زنجی واسط میں داخل ہوئے اور وہاں ان سے وہ سرزد ہوا جس

کا ذکر اس کے قبل ہو چکا ہے۔ اس کی خبر ابو احمد بن المتوکل کو پہنچی۔ اس نے جنگ کے لئے نواح واسط میں اپنے بیٹے ابو العباس کو نامزد کیا۔ ابو العباس نے جلدی کی۔ نکلنے کا وقت آیا تو ماہ ربیع الآخر ۲۶۶ھ میں ابو احمد سوار ہو کے بستان موسیٰ الہادی گیا۔ ابو العباس کے ہمراہی اس کے روبرو پیش کیے گئے۔ وہ ان کی تعداد سے واقف ہوا تمام سوار و پیادہ دس ہزار تھے جو نہایت اچھی حالت اور عمدہ شکل اور عمدہ تیاری میں تھے ان کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیاں اور پیادہ لشکر کے لئے عبور کرنے کے عارضی پل بھی تھے۔ ہر شے ایسی تھی کہ اس کی صنعت نہایت مضبوط کی گئی تھی۔ ابو العباس بستان الہادی سے روانہ ہوا۔ ابو احمد کی مشایعت کے لئے سوار ہوا۔ یہاں تک کہ ابو العباس الفرک میں اترا اور ابو احمد واپس ہوا۔ ابو العباس الفرک میں چند روز مقیم رہا۔ تعداد پوری ہوگئی۔ ساتھی مل گئے تو المدائن گیا۔ وہاں ٹھہر کے دیر عاقول پہنچا۔

محمد بن حماد کا بیان:

محمد بن حماد نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی اسحاق بن حماد اور ابراہیم بن محمد بن اسماعیل الہاشمی عرف بریہ اور محمد بن شعیب الاشتیام نے روایت کی ہے۔ اس مہم میں ابو العباس کے ساتھ جو کثیر جماعت تھی سب اس روایت میں شریک ہیں۔ تمام روایتیں مجموعی طور پر ملتی جلتی واقع ہوئی ہیں مفاد یہ ہے کہ ابو العباس دیر العاقول میں اترا تو اس کے پاس نصیر عرف ابو حمزہ عہدہ دار کشتی کی عرض داشت پہنچی' جسے اس نے اپنے مقدمے پر روانہ کر دیا تھا' اس میں یہ تھا کہ سلیمان بن جامع مع سوار و پیادہ چھوٹی بڑی کشتیاں لئے ہوئے اس طرح آیا کہ الجبائی اس کے مقدمے پر ہے وہ اس جزیرے میں اترا جو بردوادکے سامنے ہے' سلیمان بن موسیٰ الشعرانی مع سوار و پیادہ و کشتی نہرابان میں آ گیا' ابو العباس نے کوچ کیا۔ جرجرایا آیا۔ فم الصلح کا رخ کیا۔ الظہر پہنچا۔ وہاں سے الصلح آیا اور دریافت حال کے لئے مخبروں کو روانہ کیا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کے لشکر کی آمد کی خبر دی کہ ان کا ابتدائی حصہ الصلح میں اور آخری حصہ زیرین واسط بستان موسیٰ بن بغا میں ہے۔ یہ سن کے ابو العباس شاہراہ عام سے ہٹ کے چلنے لگا۔ اس کے ساتھی قوم کے ہراول سے ملے تو ان سے پسپا ہو گئے۔ غنیم کو طمع لاحق ہوا اور دھوکے میں پڑ کے ان لوگوں کا اچھی طرح تعاقب کیا کہتے تھے کہ لڑنا ہے تو کسی دوسرے امیر کو تلاش کرو۔ تمہارے امیر نے تو اپنے آپ کو شکار میں مشغول کر لیا ہے۔

ابو العباس بن ابی احمد کی پہلی فتح:

الصلح میں ابو العباس کے قریب جب غنیم آ گئے تو وہ اپنے ہمرکاب پیادہ وسوار کے ساتھ ان پر نکل پڑا۔ حسب الحکم نصیر سے پکار کے کہا گیا کہ تو کب تک ان کتوں سے تاخیر کرے گا۔ ان لوگوں کی جانب پلٹ۔ نصیر ان کی طرف لوٹا۔ ابو العباس ایک کشتی پر سوار ہوا۔ محمد بن شعیب الاشتیام بھی ہمرکاب تھا۔ ان لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ وہ بھاگے اللہ نے ابو العباس اور اس کے ساتھیوں پر فضل کیا۔ وہ انھیں قتل کر رہے اور بھگا رہے تھے۔ وہ لوگ قریہ عبداللہ میں آئے جو میدان مقابلہ سے چھ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ پانچ چھوٹی کشتیاں اور چند بڑی کشتیاں لے لیں ایک جماعت نے امن مانگ لیا۔ کچھ قیدی گرفتار ہوئے جو کچھ کشتیوں میں پایا گیا سب ڈبو دیا گیا۔ یہ پہلی فتح تھی' جو ابو العباس بن ابی احمد کو ہوئی۔

سلیمان بن جامع کی پسپائی:

جنگ ختم ہوگئی تو ابو العباس کو اس کے سرداروں اور دوستوں نے اس قوم کی نزدیکی سے ڈر کر یہ مشورہ دیا کہ اپنی چھاؤنی اس

مقام پر قائم کرے جہاں الصلح سے پہنچا تھا' مگر اس نے انکار کیا کہ میرے قیام کا واسطہ تو واسط ہی سے ہے۔ سلیمان بن جامع اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ اور ان پر خدا کی مار پڑ گئی تو سلیمان بن موسیٰ الشعرانی نہرابان سے بھاگ کے سوق الخمیس آیا۔ سلیمان بن جامع نہرالامیر چلا گیا۔

ابوالعباس کی واسط میں آمد:

جماعت نے جب ابوالعباس کا مقابلہ کیا تھا تو آپس میں رائے لی تھی کہ یہ نوجوان ہے جسے نہ جنگوں کا زیادہ تجربہ ہے اور نہ ان کی عادت ہے۔ اس لئے مناسب رائے یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی پوری طاقت سے اس کا قصد کریں اور پہلے ہی مقابلے میں پسپا کرنے کی کوشش کریں شاید یہ اسے خائف کر دے اور ہمارے مقابلے سے اس کے واپس ہونے کا سبب ہو جائے۔ اس فیصلے کے مطابق سب نے جمع ہو کے خوب کوشش کی مگر اللہ نے ان کے دل میں خوف و رعب ڈال دیا ابوالعباس جنگ کے دوسرے دن سوار ہوا اور واسط میں نہایت عمدہ شکل سے داخل ہوا۔ یہ جمعے کا دن تھا۔ اس نے قیام کیا۔ وہاں نماز جمع ادا کی۔ خلق کثیر نے امن کی درخواست کی وہاں سے العمر کی جانب اترا جو واسط سے ایک فرسخ پر ہے' چھاؤنی پر غور کیا کہ میں اپنی چھاؤنی واسطے کے نیچے قائم کروں گا۔

کہ اس کے اوپر جو لوگ ہیں یہ انھیں بے خوف کر دے نصیر عرف ابوحمزہ اور راشاہ بن مکیال نے اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ اپنا مقام واسط سے اوپر کرے۔ مگر وہ اس سے باز رہا۔ اور ان دونوں کو جواب دیا کہ میں تو سوائے العمر کے اور کہیں نہیں اتروں گا۔ للہذا تم دونوں دہانہ بردواد میں اترو۔

ابوالعباس کے زنجیوں سے معرکے:

ابوالعباس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے اور ان کی رائے سننے سے انکار کیا۔ العمر میں اترا۔ چھوٹی کشتیاں لینے کی دھن لگی۔ صبح و شام غنیم سے لڑتا تھا۔ اس نے اپنے خاص غلاموں کو کشتیوں میں ترتیب دیا تھا۔ ہر ایک کشتی میں دو دور کھے۔ پھر سلیمان نے تیاری کی۔ اور اپنے ساتھیوں کو تقسیم کر کے تین سمتوں میں مامور کیا۔ ایک فرقہ نہرابان سے آیا۔ ایک برتمرتا سے اور ایک بردواد سے۔ ابوالعباس نے ان کا مقابلہ کیا۔ کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ بھاگے۔ ان کی ایک جماعت سوق الخمیس میں رہ گئی اور ایک مازروان ئیں۔ ایک جماعت برتمرتا کے راستے چلی۔ دوسروں نے الماذیان کو اختیار کیا۔ جو الماذیان کے راستے جا رہے تھے۔ ایک جماعت نے ان کو روکنا چاہا مگر وہ نہ رکے۔ ابوالعباس نہر مساور میں آیا۔ پھر واپس ہوا۔ گاؤں اور سڑکوں پر ٹھہرتے مقام کرتے سفر کرتا رہا۔ ہمراہ رہبر بھی تھے۔ لشکر میں پہنچا تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو آرام دینے کے لئے ٹھہر گیا۔

زنجیوں کے حملہ کی اطلاع:

ایک مخبر نے آ کے خبر دی کہ زنجی جمع ہو کے حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ایک لشکر کو تین سمتوں سے لانے والے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ابوالعباس ایک مغرور نوجوان ہے۔ جو اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔ ان کی رائے پوشیدہ لشکروں کے چھپانے اور ان تینوں سمتوں سے دھاوا کرنے پر متفق ہو گئی ہیں ہم نے ذکر کیا۔ ابوالعباس نے حفاظت کا سامان اور تیاری کر لی۔ زنجی مقابلے کو اس طرح آئے کہ تقریباً دس ہزار کا لشکر تمرتا میں اور تقریباً اتنی ہی تعداد قس ہثا میں پوشیدہ کر دی تھی۔ بیس کشتیوں کو اس لشکر کی جانب پہلے روانہ کر دیا تھا کہ ان سے اہل لشکر دھوکا کھائیں اور ان مقامات سے آگے بڑھ جائیں جہاں زنجی فوجیں پوشیدہ ہیں۔

ابوالعباس کی پیش قدمی:

ابوالعباس نے تعاقب سے لوگوں کو روکا۔ زنجیوں کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ ان کا داؤ نہیں چلا تو الجبائی اور سلیمان چھوٹی بڑی کشتیوں میں نکلے۔ ابوالعباس نے اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح تیار کیا تھا۔ اس نے نصیر عرف ابوحمزہ کو حکم دیا کہ چھوٹی کشتیوں میں نکلے۔ اور ابوالعباس گھوڑے سے اتر گیا۔ چھوٹی سی ایک کشتی منگائی جس کا نام الغزال تھا۔ محمد بن شعیب کو اس کشتی کے لئے ملاحوں کے انتخاب کا حکم دے کے سوار ہو گیا۔ مخصوص ساتھیوں اور غلاموں کی ایک جماعت کو منتخب کر کے نیزے دے دیئے۔ سواروں کو نہر کے کنارے کنارے سامنے چلنے کا حکم دیا کہ تم اس وقت تک چلنا نہ چھوڑو جب تک کہ ممکن نہ ہو۔ یہاں تک کہ نہریں تمھارے راستے کو قطع کر دیں گھوڑوں کے عبور کرانے کا حکم دیا جو بردوادمیں تھے۔

ابوالعباس اور زنجیوں کی جنگ:

دونوں فریق میں جنگ چھڑ گئی۔ قریہ الرمل کی حد سے الرصافہ تک معرکہ جنگ تھا۔ زنجیوں کو شکست ہوئی۔ ابوالعباس کے ساتھیوں نے چودہ کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ اس دن ہلاکت کے قریب پہنچنے کے بعد الجبائی اور سلیمان پا پیادہ ہو کے بچ گئے۔ دونوں کے گھوڑے مع سامان چار جامہ وغیرہ لے لئے گئے۔ زنجی اس طرح بھاگے کہ ان میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھتا تھا۔ یہاں تک کہ طہیثا میں آئے۔ اسباب وسامان جو کچھ ساتھ تھا سب چھوڑ دیا۔ ابوالعباس نے لوٹ کے اپنی چھاؤنی العمر میں قیام کیا۔ جو چھوٹی بڑی کشتیاں لی تھیں ان کے درست کرنے اور لوگوں کے ان میں ترتیب سے بٹھانے کا حکم دیا۔ اور اس کے بعد زنجی بیس دن تک اس طرح ٹھہرے کے کوئی شخص ظاہر نہ ہوتا تھا۔

خس پوش کنوئیں:

الجبائی ہر تیسرے دن مخبروں کے ہمراہ آتا اور لوٹ جاتا۔ اس نے نہر سنداد کے اوپر کچھ کنوئیں کھودے تھے‘ جن میں لوہے کی سیخیں لگادی تھیں‘ انھیں بوریوں سے ڈھانک دیا تھا۔ اور ان کے مقامات کو چھپا دیا تھا۔ یہ خس پوش کنوئیں بخط مستقیم رہ گزر میں تھے کہ ان پر سے گذرنے والے ان میں گر پڑیں۔ لشکر گاہ کے کنارے کنارے سپاہیوں کے مقابلے میں آیا کرتا کہ لشکر اس کی تلاش میں نکلے۔ ایک دن آیا لشکر نے اسے تلاش کر لیا۔ تعاقب میں دوڑے تو ایک خس پوش کنوئیں میں ایک فرغانی سردار کا گھوڑا گر گیا۔ آخر یہ راز کھل گیا۔ سپاہی بچ گئے اور اس راستے کا چلنا ہی چھوڑ دیا۔

سلیمان کی صاحب الزنج سے امداد طلبی:

روزانہ صبح کے وقت لشکر سے جنگ کے لئے زنجی آیا کرتے۔ نہر الامیر پر بہت بڑی جماعت کے ساتھ اپنا لشکر قائم کیا تھا۔ جب یہ ان کے لئے مفید نہ ہوا تو بقدر ایک ماہ لڑائی سے رکے رہے۔ سلیمان نے صاحب الزنج کو لکھا کہ کشتیوں سے مدد دے‘ جن میں سے ہر کشتی کے لئے چالیس چالیس کھینے کی لکڑیاں ہوں۔ تقریباً بیس دن کے اندر چالیس ایسی کشتیاں آئیں جن میں دو دو لڑنے والے تھے۔ ملاحوں کے پاس تلواریں نیزے اور ڈھالیں تھیں۔ ابوالعباس کے لشکر کے اردگرد الجبائی پھرتا رہتا۔ ہر روز جنگ کے لئے لوٹ لوٹ کے آتے۔ ابوالعباس کے سپاہی مقابلے کو نکلتے تو بھاگ جاتے‘ ٹھہرتے نہ تھے‘ وقتاً فوقتاً مخبر آتے۔ پل کاٹ جاتے۔ لشکر سے جو نکلتا اسے تیر مارتے۔ پہرے کی کشتیوں میں اسے جو نصیر کے ساتھ تھیں جو پاتے اسے آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح بقدر دو ماہ رہے۔

ابوالعباس کی حکمت عملی:

ابوالعباس نے مناسب سمجھا کہ قریہ الرمل میں کمین گاہ کرے۔ کشتیاں پہلے سے بھیج دیں کہ زنجی ان کے لالچ میں آ جائیں۔ ابوالعباس کے لئے ایک کشتی تیار کی گئی۔ ان کشتیوں میں اس کے غلاموں کی وہ جماعت سوار کی گئی' جن کا اس نے انتخاب کیا تھا اور ان کی شجاعت کو سمجھ لیا تھا۔ بدر اور مونس کو ایک کشتی میں۔ رشیق الحجاجی اور یمن کو ایک کشتی میں خفیف اور یسر کو ایک کشتی میں۔ نذیر اور وصیف کو ایک کشتی میں سوار کیا۔ پندرہ کشتیاں تیار کیں۔ ہر کشتی میں دو مجاہد تھے۔ انھیں لشکر کے آگے کیا۔

زنجیوں کی کشتیوں پر ابوالعباس کا قبضہ:

محمد بن شعیب الاشتیام نے کہا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس روز آگے گئے تھے۔ زنجیوں نے آگے جانے والی چند کشتیاں اور چند قیدی گرفتار کر لئے۔ میں تیز چلا اور بلند آواز سے پکارا کہ قوم نے ہماری کشتیاں گرفتار کر لی ہیں۔ ابوالعباس نے میری آواز سن لی۔ اس وقت ناشتہ کر رہا تھا۔ سنتے ہی کشتی کی جانب اٹھ کھڑا ہوا جو اس کے لئے تیار تھی۔ لشکر سے آگے روانہ ہو گیا۔ ساتھیوں کے ملنے کا بھی انتظار نہ کیا' وہی ساتھ دے سکا جس نے عجلت کی ہم نے زنجیوں کو پا لیا۔ جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ڈر کے مارے پانی میں کود کود کے بھاگے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں کو چھڑا لیا۔ اس روز ہم نے اکتیس کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ الجبائی تین کشتیوں کے ساتھ بچ گیا۔ ابوالعباس نے اس دن اپنی کمان سے اتنے تیر چلائے کہ انگوٹھے سے خون بہنے لگا۔ اگر اس روز الجبائی کی تلاش میں کوشش کرتے تو میرا گمان یہ ہے کہ ہم لوگ اسے پا لیتے۔ مگر تھکن کی شدت نے روک دیا۔

ابوالعباس کی جنگی تیاریاں:

ابوالعباس اور اس کے اکثر ساتھی اپنے اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ جب وہ اپنے لشکر پہنچا تو ان لوگوں کے لئے جو ساتھ تھے خلعت کا حکم دیا۔ زنجیوں سے جو کشتیاں چھینی تھیں درست کرائیں۔ ابوحمزہ کو حکم دیا کہ مع ان کشتیوں کے جو اس کے ساتھ ہیں دجلے میں خسر سابور کے سامنے مقام کرے۔ ابوالعباس نے یہ مناسب سمجھا کہ مازروان وحجاجیہ ونہر امیر کو خود دیکھ بھال لے۔ ان مقامات سے واقف ہو جائے اور ان راستوں کو معلوم کرے جدھر سے زنجیوں کی کشتیاں گذرتی ہیں۔ نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ مگر اس نے مازروان کا راستہ چھوڑ کے نہر الامیر کے علاقے کا قصد کیا۔ ابوالعباس اپنی کشتی میں سوار ہوا۔ اس کے ساتھ محمد بن شعیب بھی تھا۔ مازروان میں داخل ہوا' اور محمد سے کہا کہ مجھے نہر میں آگے جانے دے کہ نصیر کا حال معلوم ہو۔ اس نے چھوٹی بڑی کشتیوں کو اپنے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔ الحجاجیہ کے قریب پہنچ گئے تو ہمیں نہر میں ایک کشتی دکھائی دی۔ جس میں دس زنجی تھے۔ ہم اس کی طرف تیزی سے چلے تو زنجیوں نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ کشتی ہمارے قبضے میں آ گئی۔ وہ جو سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں ہم نے ایک زنجی کو پایا' اسے گرفتار کر لیا۔ نصیر اور اس کی کشتیوں کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اس نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں میں سے کوئی بھی نہیں آئی ہمیں حیرت لاحق ہوئی۔ بقیۃ السیف زنجیوں نے بھاگ کے اپنے ساتھیوں کو ہماری خبر دی ملاحوں کو جو ہمارے ساتھ تھے کچھ بھیڑیں نظر آئیں۔ وہ ان کے لوٹنے کے لئے نکل گئے۔

زنجی سردار منتاب کا حملہ:

محمد بن شعیب کا بیان ہے کہ میں تنہا ابوالعباس کے ساتھ رہ گیا۔ ہنوز کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ہمارے پاس ایک زنجی سردار جس

کا نام منتاب تھا۔ ایک جماعت کے ساتھ نہر کی ایک جانب سے آیا۔ دوسری جانب سے دس زنجی آئے۔ یہ دیکھتے ہی ابوالعباس نکلا' دوش میں کمان ہاتھ میں تیر تھے۔ میں اپنا نیزہ لے کے نکلا جو میرے ہاتھ میں تھا۔ نیزے سے اس کی حفاظت کرنے لگا وہ زنجیوں پر تیر برسانے لگا۔ دو زنجیوں کو زخمی کیا۔ وہ لوگ حملہ کرنے لگے' اور بکثرت جمع ہونے لگے' زیرک کی زیرکی کام آئی جو کشتیوں کے ساتھ تھا اور اس کے ہمراہ غلام بھی تھے۔ ہمیں مازروان کے دونوں جانب سے تقریباً دو ہزار زنجی گھیر چکے تھے اللہ ہی نے کفایت کی اور انھیں ذلت وپستی کے ساتھ واپس کیا۔

ملاحوں کو انتباہ:

ابوالعباس نے اپنے لشکر کو لوٹا۔ ساتھیوں کو بھیڑوں گایوں اور بھینسوں میں سے بہت کچھ غنیمت میں ملا تھا۔ ان تین ملاحوں کے متعلق حکم دیا جو اس کے ساتھ تھے اور بھیڑیں لوٹنے کے لیے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ان کی گردنیں ماردی گئیں جو باقی رہے ان کی ایک ماہ کی مدد معاش روکنے کا حکم دیا۔ ملاحوں میں یہ اعلان ہوا کہ جنگ کے وقت کوئی شخص کشتیوں سے نہ ٹلے جو ایسا کرے گا اس کا خون حلال ہوگا۔

ابوالعباس کا چھاؤنی العمر میں قیام:

تمام زنجی بھاگ کے طہیثا پہنچ گئے۔ ابوالعباس العمر کی چھاؤنی میں مقیم ہوگیا۔ اس نے ہر طرف اپنے مخبروں کو پھیلا دیا تھا۔ ایک زمانے تک ٹھہرا رہا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے لشکر اور ساتھیوں کو طہیثا میں جمع کیا اور محفوظ ہوگیا۔ سوق الخمیس میں شعرانی نے بھی یہی کیا۔ الصیبیہ میں بھی ان کا بہت بڑا لشکر تھا' جن کا سردار انھیں میں کا ایک شخص نصر السندی تھا۔ وہ لوگ ہر اس چیز کو برباد کرنے لگے' جس کے برباد کرنے کا راستہ پاتے تھے غلوں کو لادلے جانے لگے۔ جن پر قادر ہوتے۔ اور ان مقامات کو آباد کرنے لگے جن میں مقیم تھے۔ ابوالعباس نے اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو الصیبیہ کے نواح میں گھوڑوں پر روانہ کیا۔ جن میں الشاہ اور کمشجور اور الفضل بن موسیٰ بن بغا اور اس کا بھائی محمد تھے۔ ابوالعباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سوار ہوا۔ نصیر اور زیرک ہمرکاب تھے۔ ایک گھوڑا دشت مساور سے طریق الظہر تک عبور کرایا گیا۔ لشکر روانہ ہو کے الہرت تک پہنچا۔ گھوڑے الہرث تک لائے گئے۔ پھر دجلے کی جانب غربی سے دیر العمال کے راستے چلا۔

فتح الصیبیہ:

زنجیوں نے لشکر کو دیکھا تو ان میں سخت ہیبت ہوئی۔ انھوں نے کشتیوں میں پناہ لی۔ زیادہ نہ ٹھہرے تھے کہ چھوٹی بڑی کشتیاں آ گئیں۔ انھیں کوئی جائے پناہ نہ ملی اور امن مانگنے لگے' ایک گروہ مقتول' ایک گروہ قید ہوا۔ بعض نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ ابوالعباس کے ساتھیوں نے ان کی کشتیاں گرفتار کرلیں جو چاولوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ان کے سردار نصر السند کی کشتی کو بھی گرفتار کرلیا۔ بقیہ بھاگ گئے۔ ایک گروہ طہیثا اور ایک گروہ سوق الخمیس گیا۔ ابوالعباس فتح مند ہو کر اپنے لشکر واپس آیا۔ اس نے الصیبیہ فتح کرلیا تھا' اور زنجیوں کو وہاں سے نکال دیا تھا۔

زنجیوں کے فرار ہونے کی وجہ:

محمد بن شعیب نے کہا کہ جس وقت ہم لوگ الصیبیہ میں زنجیوں کی جنگ میں مشغول تھے کہ اسے ایک کلنگ نظر آیا۔ ایک تیر

مارا وہ زنجیوں کے سامنے گرا۔ انھوں نے اسے لے لیا۔ جب اس کے تیر لگنے کی جگہ دیکھی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ ابوالعباس کا تیر تھا تو سخت خوف زدہ ہو گئے۔ یہی اس دن ان کے بھاگنے کا سبب ہو گیا۔ دوسرے راوی سے جو متہم نہیں' مذکور ہے کہ اس تیر کا واقعہ دوسرے دن کا ہے۔

ثابت بن ابی دلف کی شکست و گرفتاری:

ابوالعباس کو یہ خبر پہنچی کہ عبدسی میں بہت بڑا لشکر ہے جس کے سردار ثابت بن ابی دلف زنجی اور لولو زنجی ہیں ابوالعباس حملہ کے ارادے سے تنہا سواروں کے ایک دستے کے ساتھ کہ جو اس کے بہادر غلاموں اور جری ساتھیوں سے انتخاب کیا گیا تھا۔ روانہ ہوا۔ اس مقام پر جہاں ان کا مجمع تھا صبح کے وقت پہنچا۔ ایسا شدید حملہ کیا کہ ان کے شجاعوں اور بہادروں میں سے مخلوق کثیر قتل ہو گئی۔ وہ بھاگے سرخیل زنج ثابت بن ابی دلف پر قابو مل گیا۔ مگر ابوالعباس نے اس پر احسان کیا۔ اسے زندہ رہنے دیا اور اسے اپنے ایک سردار کے سپرد کر دیا۔ لولو کو ایک تیر لگا جس سے ہلاک ہو گیا۔ اور اس دن ان عورتوں میں سے جو زنجیوں کے قبضے میں تھیں مخلوق کثیر کو چھڑا لیا گیا۔ ابوالعباس نے ان کے آزاد کرنے اور اپنے اعزہ کی طرف واپس کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ سب لے لیا جو زنجیوں نے جمع کیا تھا چھاؤنی میں پہنچ کے ابوالعباس نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا کہ دم لے لیں تو سوق الخمیس چلیں۔ نصیر کو بلایا۔ چلنے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ نصیر نے کہا کہ سوق الخمیس کی نہر تنگ ہے۔ اس لئے آپ ٹھہریے اور مجھے وہاں جانے کی اجازت دیجئے۔ کہ اس کا معائنہ کرلوں۔ ابوالعباس نے اپنے والد ابواحمد کے آنے سے پہلے اسے چھوڑنے سے انکار کیا کہ وہ اس کا معائنہ کرے اور اس علم پر واقف ہو جس کی اسے وہاں سے ضرورت ہے۔ یہ واقعہ پہلے کا ہے۔

مہم سوق الخمیس:

محمد بن شعیب نے کہا کہ ابوالعباس نے مجھے بلا کے کہا کہ سوق الخمیس میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ میں نے عرض کی کہ اگر یہ امر ناگزیر ہے تو زیادہ تعداد نہ بڑھائیے۔ جن کو اپنے ہمراہ کشتیوں میں سوار کر کے لے جائیے گا۔ تیرہ غلاموں میں سے دس تیر انداز ہوں اور تین کے ہاتھ میں نیزے ہوں۔ نہر کی تنگی کو دیکھتے ہوئے کشتیوں کی کثرت مناسب نہیں۔ ابوالعباس اس کے لئے تیار ہو گیا۔ نصیر اس کے سامنے تھا۔ دشت مساور کے دہانے پر پہنچا تو نصیر کی درخواست کے مطابق اسے آگے کر دیا۔ نصیر پندرہ کشتیوں کے ساتھ داخل ہوا۔ موالی کے سرداروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام موسیٰ والجو یہ تھا سامنے چلنے کی اجازت چاہی اس نے اجازت دی۔ وہ روانہ ہوا۔ ابوالعباس نے بسامی' دہانہ براطق' نہر الرق' اور اس نہر کو عبور کرنا چاہا' جو ردا طا اور عبدسی تک جاتی ہے۔ یہ تینوں نہریں تین جداگانہ راستوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ نصیر نے نہر براطق کا راستہ اختیار کیا یہ وہ نہر ہے جو سلیمان بن موسیٰ الشعرانی کی بستی تک پہنچاتی ہے۔ اس کا نام اس نے المدیعہ رکھا تھا۔ یہ سوق الخمیس میں تھی ابوالعباس اسی نہر کے دہانے پر مقیم ہو گیا۔ نصیر غائب ہو گیا۔ خبر بھی مخفی ہو گئی۔ اس مقام پر زنجیوں کی مخلوق کثیر ہم پر نکل پڑی جنھوں نے ہمیں نہر کے اندر جانے سے روکا۔ ہمارے اور شہر پناہ تک پہنچنے اور اس مقام کے درمیان جہاں ہم پہنچے تھے وہ لوگ حائل ہو گئے۔ شہر پناہ جو الشعرانی کی بستی کو گھیرے ہوئے تھی بقدر دو فرسخ کے تھی۔ وہ لوگ وہیں ٹھہر کر ہم سے جنگ کرنے لگے۔ ہمارے اور ان کے درمیان صبح سے ظہر تک شدت سے جنگ ہوتی رہی' وہ لوگ زمین پر تھے اور ہم لوگ کشتیوں میں تھے۔ نصیر کی خبر ہم سے مخفی تھی۔

نصیر کی سلامتی کی اطلاع:

زنجی ہمیں یہ بری خبر سنانے لگے کہ ہم نے نصیر کو گرفتار کرلیا ہے۔ پھر تم کیا کرو گے اور ہم تمھارا پیچھا کریں گے خواہ تم کہیں جاؤ' ابوالعباس نے یہ بات سنی تو غمگین ہوا۔ محمد بن شعیب نے اس سے جانے کی اجازت چاہی کہ نصیر کی خبر دریافت کرے۔ اجازت ملی تو مع بیس ملاحوں کے ایک بڑی کشتی میں روانہ ہو کے نصیر ابوحمزہ کے پاس آیا' وہ ایک بند کے قریب تھا جسے ان فاسقوں نے باندھ دیا تھا۔ اسے اس حالت میں پایا کہ ان کے شہر میں آگ لگا دی تھی۔ نہایت شدید جنگ کی تھی' اور اسے ان پر فتح ملی تھی۔ زنجی ابوحمزہ کی چند کشتیوں پر قابض ہو گئے تھے۔ اس نے جنگ کر کے سب کچھ چھین لیا۔

ابوالعباس کا زنجیوں پر حملہ:

محمد بن شعیب ابوالعباس کی جانب لوٹا۔ نصیر اور اس کے ہمراہیوں کی سلامتی کا مژدہ سنایا۔ اس کا حال بتایا وہ اس سے مسرور ہوا۔ اس دن نصیر نے زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کو قید کر کے مراجعت کی اور ابوالعباس کے فرودگاہ پر حاضر ہوا۔ جب نصیر لوٹا تو ابوالعباس نے کہا کہ اس وقت تک یہاں سے ٹلنے والا نہیں جب تک کہ میں اس دن کی شب میں ان لوگوں سے قتال نہ کرلوں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان کشتیوں میں سے جو ہمراہ تھیں صرف ایک کشتی کا حکم دیا۔ بقیہ پوشیدہ رکھیں۔ انھوں نے اس کشتی کو دیکھا لالچ کیا۔ اس کا پیچھا کیا جو لوگ اس کشتی میں تھے نہایت آہستہ چلنے لگے' یہاں تک کہ زنجیوں کو وہ کشتی مل گئی۔ اس کے بیٹھنے والوں سے چمٹ گئے۔ ملاح چلتے چلتے اس مقام تک آ گئے جہاں پوشیدہ کشتیاں تھیں۔ ابوالعباس ایک بڑی کشتی میں سوار ہو گیا تھا چھوٹی کشتی کو اپنے پیچھے کرلیا تھا۔ وہ اس چھوٹی کشتی کی جانب چلا۔ زنجی چمٹے ہوئے تھے۔ ابوالعباس کو یہ کشتی مل گئی۔ زنجی اس کے بیٹھنے والوں کو اس طرح روکے ہوئے تھے کہ تمام اطراف سے کشتی کو گھیرے ہوئے تیر اور اینٹیں پھینک رہے تھے۔

زنجیوں کی شکست وفرار:

ابوالعباس تیر و کمان سے آراستہ تھا۔ خفتان کے نیچے زرہ تھی۔ اس روز ہم نے ابوالعباس کے خفتان سے پچیس تیر نکالے۔ میں نے اپنے لبادے سے جو میرے جسم پر تھا' چالیس تیر اور باقی ملاحوں کے لبادوں سے پچیس تیس۔ اللہ نے زنجیوں کی چھ کشتیوں پر ابوالعباس کو فتح دی۔ وہ کشتی بھی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی' اور وہ لوگ بھاگے' ابوالعباس اور اس کے ساتھی کنارے کی جانب پلٹے۔ ڈھال تلوار لے کے مجاہدین زنجیوں پر نکل پڑے' خوف کی وجہ سے جو ان کے قلوب میں جاگزیں تھا۔ اس طرح بھاگے کہ کسی طرف رخ نہ کیا۔ ابوالعباس صحیح وسالم اور فتح مند واپس آیا۔ ملاحوں کو خلعت اور صلہ دیا۔ اپنی چھاؤنی العمر میں موفق کے آنے تک ٹھہرا رہا۔

ابواحمد بن متوکل کی روانگی:

اسی سال ۱۱/ صفر کو ابواحمد بن المتوکل نے الفرک میں پڑاؤ کیا۔ وہ مدینۃ السلام سے اس لئے نکلا کہ اس کا ارادہ صاحب الزنج کی جنگ کے لئے روانہ ہونے کا تھا' بیان کیا گیا ہے کہ اسے یہ خبر پہنچی کہ صاحب الزنج نے اپنے ساتھی علی بن ابان المہلبی کو ایک خط لکھا ہے جس میں اسے مع تمام ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ ہیں سلیمان بن جامع کے علاقے میں جانے کا حکم دیا ہے کہ ابوالعباس بن ابی احمد کی جنگ پر دونوں مجتمع ہو جائیں۔ الفرک میں ابواحمد نے چند روز تک قیام کیا۔ یہاں تک ہمرکاب لشکر اس کے ساتھ مل گئے۔ اس نے اس کے قبل چھوٹی بڑی اور بہت بڑی کشتیاں اور عارضی پل تیار کر لئے تھے۔ الفرک سے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ۲/ ربیع

الاول یوم سہ شنبہ کو مع اپنے موالی اور غلاموں اور سواروں اور پیادوں کے کوچ کر کے رومتہ المدائن پہنچا' وہاں سے روانہ ہو کے السیب میں اترا' پھر دیر العاقول میں' پھر جرجرایا میں' پھر قنی میں' پھر جیل میں' پھر اصلح میں' پھر واسط سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اترا۔ وہاں ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔

ابواحمد اور ابوالعباس کی ملاقات:

وہیں اس کے بیٹے ابوالعباس نے اس سے ملاقات کی جو تنہا ایک سوار دستے کے ساتھ تھا۔ جس میں اس کے سردار اور لشکر کے بڑے بڑے لوگ تھے۔ ابواحمد نے اس کے ساتھیوں کا حال پوچھا' تو اس نے ان کی خیر خواہی کو بیان کیا۔ ابواحمد نے اس کے اور ان سب کے لئے خلعت کا حکم دیا۔ سب کو خلعت دیا گیا' اور ابوالعباس نے اپنی چھاؤنی العمر میں واپس ہو کے ایک دن قیام کیا۔ دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابواحمد نے تری کے راستے کوچ کیا۔ اس کے فرزند ابوالعباس نے مع تمام ہمراہی لشکر کے جنگ کی شکل اور اس موضع میں اس سے ملاقات کی جس میں زنجیوں سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ ابوالعباس ہراول بن کے چلنے لگا' یہاں تک کہ اپنے لشکر گاہ واقع نہر شیرزاد میں پہنچا۔ ابواحمد بھی وہیں اتر پڑا۔ وہاں سے ۲۸/ ربیع الاول یوم پنج شنبہ کو کوچ کر کے نہر سنداد پر اترا جو قریہ عبداللہ کے مقابلے میں ہے۔ اپنے فرزند ابوالعباس کو مقدمۃ الجیش بنایا۔ وہ دشت وداد کے مقابلے میں دجلے کی مشرقی جانب اترا۔ لشکر میں عطا تقسیم کر دی گئی۔ اپنے فرزند کو اپنے آگے تمام سامان جنگ لے کے دہانہ دشت مساور چلنے کا حکم دیا۔

زنجی اسیروں کا قتل:

ابوالعباس اپنے منتخب سرداروں اور آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا جن میں زیرک ترک مقدم الجیش تھا۔ نصیر عرف ابوحمزہ چھوٹی بڑی کشتیوں کا افسر تھا۔ اس کے بعد ابواحمد نے مع منتخب سوار پیادہ کے کوچ کیا۔ عام لشکر اور بہت سے سوار و پیادہ کو چھاؤنی میں چھوڑ گیا۔ ابوالعباس نے اس سے مع قیدیوں اور سروں اور ان مقتولین کے جنھیں اس نے الشعرانی کے ساتھیوں میں سے قتل کیا تھا۔ ملاقات کی واقعہ یوں ہوا کہ ابواحمد کے آنے سے پہلے اسی دن الشعرانی اس کے لشکر میں آیا۔ ابوالعباس نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے بہتوں کو مار ڈالا اور ایک جماعت کو قید کر لیا۔ ابواحمد کے حکم سے قیدیوں کی گردنیں ماری گئیں۔ دہانہ دشت مساور میں ابو احمد نے دو روز قیام کر کے اسی سال ۸/ ربیع الآخر یوم سہ شنبہ کو مع اپنے ہمراہی لشکر اور اسباب جنگ کے کوچ کیا۔ اس کا ارادہ سوق الخمیس کی اس بستی کا تھا۔ جس کا نام صاحب الزنج نے المنیعہ رکھا تھا۔ برمساور میں کشتیوں میں چلا۔ لشکر اس کے مقابل برمساور کی شرقی جانب چلنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اس نہر براطق کے مقابلے میں آ گیا جو الشعرانی کے شہر تک پہنچاتی ہے۔

ابن موسیٰ الشعرانی کی شکست وفرار:

ابواحمد نے صرف اس وجہ سے سلیمان بن جامع کی جنگ سے پہلے سلیمان بن موسیٰ الشعرانی سے ابتدا کی تھی کہ الشعرانی ابواحمد کے پیچھے تھا۔ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ ابن جامع سے ابتدا کرے گا تو الشعرانی پیچھے سے آ کے روک دے گا۔ لشکر کے عبور کرانے اور نہر براطق کے دونوں جانب سے چلنے کا حکم دیا۔ ابوالعباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے اور اکثر لشکر کو اس کے پیچھے کر دیا۔ سلیمان اور اس کے ساتھی زنجیوں نے سوار و پیادہ لشکر کو جو نہر کے دونوں جانب چل رہے تھے۔ نیز نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں کو چلتے دیکھا۔ ابوالعباس اس کے پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ انھوں نے ایک ایسی کمزور جنگ کی کہ بھاگ کے متفرق ہو گئے۔ ابوالعباس کے ساتھی شہر پناہ

کی دیوار پر چڑھ گئے۔ جو ملا اس کو تلوار پر رکھ لیا۔ زنجی اور ان کے پیرو متفرق ہو گئے۔ ابوالعباس کے ساتھی بستی میں داخل ہو گئے۔ بہتوں کو قتل اور بہتیروں کو قید لیا۔ بستی میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ الشعرانی اور اس کے بقیۃ السیف ساتھی بھاگے۔ ابواحمد کے ساتھیوں نے بطائح تک تعاقب کیا۔ مخلوق کثیر ڈوب گئی اور باقی لوگوں نے جھاڑیوں میں پناہ لی۔

ابواحمد کی فاتحانہ مراجعت:

ابواحمد نے سہ شنبہ کو قبل غروب آفتاب اپنے ساتھیوں کو اپنی چھاؤنی واپس جانے کا حکم دیا۔ خود اس طرح واپس ہوا کہ تقریباً پانچ ہزار مسلمان عورتیں چھڑا لی تھیں جو ان زنجی عورتوں کے علاوہ تھیں۔ جن پر سوق الخمیس میں وہ فتح مند ہوا تھا۔ ابواحمد نے تمام عورتوں کو حفاظت سے واسط لے جانے کا حکم دیا کہ اپنے سرپرستوں کو دے دی جائیں۔ نہر براطق کے اردگرد شب گذاری۔ صبح کے وقت دوسرے دن اس بستی میں گیا۔ زنجیوں کے سامان پر قبضہ کرنے اور جو کچھ اس میں تھا سب لے لینے کی اجازت دی۔ فصیل کے منہدم کرنے' خندقوں کے پاٹنے اور جو کشتیاں باقی تھیں۔ ان کے جلانے کا حکم دیا۔ گاؤں کے غلے' گیہوں' جو چاول' جو الشعرانی کے قبضے میں تھے' سب لے کے لشکر گاہ دشت مساور کی جانب فاتحانہ کوچ کیا۔ غلوں کے فروخت کرنے اور اس کی قیمت موالی اور غلاموں اور لشکر اور اہل لشکر کے عطیات میں صرف کرنے کا حکم دیا۔ سلیمان الشعرانی اور اس کے دونوں بھائی اور جو جو بچے تھے۔ سب بھاگ گئے۔

ابن موسیٰ الشعرانی کا صاحب الزنج کے نام خط:

الشعرانی سے اس کا لڑکا اور جو مال اس کے قبضے میں تھا چھین لیا گیا۔ وہ المذار چلا گیا۔ صاحب الزنج کو اپنا حال اپنی مصیبت اور اپنا المذار میں پناہ گزین ہونا لکھا۔ محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن ہشام عرف ابوواثلۃ الکرمانی نے کہا کہ میں دغاباز کے سامنے تھا۔ وہ باتیں کر رہا تھا۔ کہ اس کے پاس سلیمان الشعرانی کا خط المذار بھاگ جانے کے متعلق آیا۔ اس نے خط کو چاک ہی کیا تھا۔ کہ شکست پر نظر پڑی۔ شکم کی طنابیں کھل گئیں۔ حاجت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر آیا' خط لیا' اسے دوبارہ پڑھنے لگا' پھر جب اس مقام پر پہنچا اٹھ کھڑا ہوا۔ چند بار یہی صورت پیش آتی رہی۔ یہ دیکھ کے مجھے عظیم الشان مصیبت کے بارے میں شک نہ رہا' مگر اس سے دریافت کرنے کو نامناسب سمجھا۔ جب معاملے کو طول ہو گیا تو میں نے جرات کی کہ کیا یہ سلیمان بن موسیٰ کا خط نہیں ہے۔ کہا ہاں۔ وہ پشت شکن خبر لایا ہے کہ جو لوگ اس کے پاس اترے تھے انھوں نے اس پر ایسا سخت حملہ کیا کہ کوئی باقی نہ رہا' یہ خط اس نے المذار سے لکھا ہے سوائے اس کی جان کے اور کوئی شے سلامت نہ رہی۔ میں نے اس پر افسوس کیا حالانکہ اس پوشیدہ سرور کو اللہ ہی جانتا ہے جو میرے قلب کو حاصل ہوا۔ وہ بہادری ظاہر کرنے لگا۔ اور سلیمان بن جامع کو ایک خط لکھا جس میں اسے اس طرح کی مصیبت سے ڈرایا تھا۔ جو الشعرانی پر نازل ہوئی۔ اسے بیدار رہنے اور اپنے نواح کی حفاظت کرنے کا حکم دیا تھا۔

ابوالعباس کا شبل اور ابوالنداء پر حملہ:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن حماد نے کہا کہ الموفق نے برمساور کی چھاؤنی میں دو روز قیام کیا کہ الشعرانی اور سلیمان بن جامع کے حالات معلوم کرے۔ اور ابن جامع کے مستقر سے واقف ہو کوئی شخص آیا جسے اس کام کے لئے روانہ کیا تھا۔ اس نے خبر دی کہ سلیمان بن جامع الحوانیت میں مع لشکر مقیم ہے۔ اسی وقت اس نے سوار لشکر کو ارض کسکر عبور کرانے کا حکم دیا جو دجلے کی غربی جانب

ہے۔خود خشکی کے راستے سے روانہ ہوا۔کشتیاں الکثیثہ کی جانب اتار دی گئیں۔عام لشکر کو اور آدمیوں اور مویشی کی جماعت کثیرہ کو دہانہ دشت مساور میں چھوڑ گیا۔بغراج کو اسی مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا۔ابو احمد الصیبیہ آیا اور ابو العباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ تیزی کے ساتھ الحوانیت جانے کا حکم دیا کہ سلیمان بن جامع کی صحیح حالت دریافت کرے۔اگر اسے دھوکے میں پائے تو حملہ کرے۔ ابو العباس اسی دن کی رات کو الحوانیت روانہ ہو گیا۔مگر اس نے وہاں سلیمان کو نہیں پایا سرداران زنج میں شبل اور ابو النداء طاقت اور شجاعت میں مشہور تھے جو اس فاسق کے ان قدیم ساتھیوں میں سے تھے جنھیں اس نے اپنے ابتدائے خروج کے زمانے میں ساتھ لیا تھا۔سلیمان بن جامع ان دونوں سرداروں کو اپنے مقام پر ان کثیر غلوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا تھا جو وہاں تھے۔ابو العباس نے ان دونوں سے جنگ کی' اور چھوٹی کشتی کو نہر کے ایک تنگ مقام میں داخل کر دیا۔ان کے آدمیوں میں سے مخلوق کثیر کو مقتول اور تیروں سے مجروح کیا۔یہ لوگ سلیمان بن جامع کے نہایت منتخب اور چیدہ بہادروں میں تھے جن پر اسے اعتماد تھا۔ان کے درمیان برابر جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ رات حائل ہو گئی۔محمد بن الحسن نے کہا کہ اور محمد بن حماد نے کہا کہ ابو العباس کا واقعہ کلنگ اس دن ہوا۔جس کو محمد بن شعیب نے الصیبیہ والے دن بیان کیا ہے۔

ابن جامع کی قیام گاہ کی اطلاع:

محمد بن الحسن نے کہا کہ اس قوم میں سے ایک شخص نے ابو العباس سے پناہ مانگی۔ابو العباس نے وہ مقام دریافت کیا جہاں سلیمان بن جامع تھا۔اس نے بتایا کہ وہ طہیثا میں مقیم ہے۔ابو العباس نے واپس ہو کر اپنے والد سے سلیمان کے اس بستی میں مقیم ہونے کی صحیح خبر بیان کی جس کا نام اس نے المنصورہ رکھا تھا۔اور جو اس مقام میں تھا جو طہیثا کے نام سے مشہور ہے۔وہاں اس کے ہمراہ سوائے شبل اور ابو النداء کے اس کے تمام ساتھی ہیں۔وہ دونوں الحوانیت میں اپنے مقام پر ہیں۔اس لئے کہ انھیں اس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ابو احمد کو یہ معلوم ہوا تو اس نے دشت دواد کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔کیونکہ طہیثا کا راستہ وہیں سے تھا۔ابو العباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے گیا۔اور ان لوگوں کو جنھیں دشت مساور میں چھوڑا تھا یہ حکم دیا کہ سب کے سب دشت دواد جائیں۔

ابو احمد کی روانگی:

ابو احمد نے جس دن ابو العباس کو حکم دیا خود بھی اسی دن صبح سویرے کوچ کیا۔دو روز تک چل کے ۱۸ ربیع الآخر یوم جمعہ ۲۶۷ھ کو وہاں آیا۔وہاں ٹھہر کر ان اشیاء کی اصلاح کرتا رہا جن کی اصلاح کی ضرورت تھی۔عطیات تقسیم کرنے اور پلوں کی کشتیاں درست کرنے کا حکم دیا کہ انھیں اپنے ساتھ اتارے بکثرت مزدور جمع کئے۔بیشتر آلات ایسے فراہم کئے جن سے نہریں بند کی جاتی ہیں اور لشکر کے لئے راستے درست کئے جاتے ہیں۔دشت دواد میں بغراج ترک کو چھوڑ دیا۔اس نے جب دشت دواد کا ارادہ کیا تھا تو اپنے ایک غلام کو جس کا نام جعلان تھا بلا بھیجا تھا۔جو بغراج کے ساتھ اس کے لشکر میں چھوڑ دیا گیا تھا۔اسے خیمے اکھاڑ کے مع ان گھوڑوں اور ہتھیاروں کے جو اس کے پاس چھوڑ دیئے گئے تھے۔دشت دواد لے جانے کا حکم ملا۔جعلان نے یہ کام عشاء کے آخر وقت تک پورا کر لیا۔لوگ بے خبر و غافل تھے کہ اس نے لشکر میں منادی کرائی۔سمجھے کہ یہ منادی بر بنائے وقوع شکست ہے۔سب کے سب نکل پڑے۔لوگوں نے اپنے سامانوں کو اس گمان کی وجہ سے چھوڑ دیا کہ دشمن ان کے قریب آ گیا ہے۔کسی نے کسی کو پلٹ

کے بھی نہ دیکھا۔ سب نے دشت دواد کی چھاؤنی واپس جانے کا ارادہ کیا۔ بیچ رات میں روانہ ہوئے۔ بعد کو حقیقت حال ظاہر ہوئی تو سکون واطمینان ہوا۔

اسی سال صفر میں علاقہ قرماسین میں کیغلغ ترک کے ساتھیوں اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی۔ کیغلغ نے انھیں شکست دی اور وہ ہمذان کی جانب چلا گیا۔ پھر صفر میں احمد بن عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا۔ جنگ کی کیغلغ بھاگا اور الصیمرہ میں پناہ لی۔

اسی سال ۲۷/ ربیع الآخر کو ابواحمد اور اس کے ساتھی طہیثا میں داخل ہوئے سلیمان بن جامع کو وہاں سے نکال دیا۔ احمد بن مہدی الجبائی قتل کیا گیا۔

طہیثا کی مہم:

محمد بن الحسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابواحمد نے اپنے ساتھیوں کو دشت دواد میں عطا تقسیم کر کے سامان جنگ کی اصلاح کی جنھیں معرکے میں بھیجنا تھا ان کے ساز وسامان کی تکمیل کر کے طہیثا کو روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۲۰ ربیع الآخر ۲۶۷ھ یوم یک شنبہ کو پیش آیا۔ اس کی روانگی مع اپنے سواروں کے خشکی کے راستے تھی۔ کشتیاں مع پیادہ لشکر واسلحہ وآلات کے اتار دی گئیں۔ عارضی پل اور چھوٹی بڑی کشتیاں بھی اتار دی گئیں۔ جو نہر مہروذ میں کہ قریہ الجوزیہ کے سامنے ہے لائی گئیں۔ ابواحمد وہاں اتر گیا۔ نہر مہروذ پر پل باندھنے کا حکم دیا۔ ایک دن رات قیام کیا۔ صبح ہوئی تو اپنے سامنے سواروں کو اور اسباب کو پل عبور کرایا۔ بعد کو خود عبور کیا۔ سب کو طہیثا جانے کا حکم دیا۔ لوگ اس مقام تک گئے۔ جسے ابواحمد نے اپنی منزل کے لئے پسند کیا تھا۔ سلیمان بن جامع کی بستی سے یہ مقام دو میل پر تھا۔ ۲۲/ ربیع الآخر کو صاحب الزنج کے بالمقابل وہیں قیام کیا۔ آسمان سے اچھی طرح بارش ہوئی۔ سردی تیز ہوگئی۔ بارش اور سردی کی وجہ سے جنگ سے باز رہنا پڑا۔

ابوالعباس کا جبائی پر حملہ:

جمعے کی رات ہوئی تو ابواحمد اپنے چند سرداروں اور موالی کے ساتھ سواروں کے گذرنے کے قابل مقام کی تلاش میں سوار ہوا۔ سلیمان بن جامع کی شہر پناہ کے قریب تک پہنچا تھا کہ ایک بڑی جماعت نے اس سے مقابلہ کیا۔ مختلف مقامات سے پوشیدہ لشکر نکل پڑے۔ جنگ چھڑ گئی اور شدت سے ہونے لگی۔ سواروں کی ایک جماعت نے گھوڑوں سے اتر کر مدافعت کی اور پھر تنگ راستوں سے نکل گئی۔ ابواحمد کا ایک غلام جس کا نام وصیف علم دار تھا اور زیرک کے چند سردار گرفتار کر لئے گئے۔ ابوالعباس نے احمد بن مہدی الجبائی کے نتھنے میں ایسا تیر مارا کہ چیرتا ہوا دماغ میں گھس گیا۔ وہ چت گر پڑا اور اسے دغاباز کے لشکر پہنچایا گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ دے مارا۔ اس کی وجہ سے بڑی مصیبت نازل ہوئی۔ کیوں کہ صاحب الزنج کے خاص بھروسے کے لوگوں میں تھا اور بڑی تیز بصیرت رکھتا تھا۔

جبائی کی ہلاکت:

چند روز تک تو جبائی کا علاج ہوتا رہا آخر موت نے اپنا جبہ اوڑھا دیا۔ غنیم کا غم بہت بڑھ گیا۔ اس کے غسل اور کفن اور نماز جنازہ اور قبر پر کھڑے ہونے کا انتظام کیا۔ یہاں تک کہ وہ دفن کر دیا گیا۔ ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کے انھیں نصیحت کی الجبائی کی

موت کا تذکرہ کیا۔ اس کی وفات رعد و برق والی شب میں ہوئی تھی۔

اس نے کہا (جیسا کہ بیان کیا گیا) کہ مجھے اس کے قبض روح کا وقت موت کی خبر پہنچنے سے قبل ہی معلوم ہوگیا تھا۔ کہ میں نے اس کے حق میں رحم کی دعا کرتے ہوئے ملائکہ کی آواز سنی۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ ابو واثلہ میری طرف متوجہ ہوا۔ وہ بھی ان لوگوں میں تھا جو اس وقت موجود تھے۔ جو کچھ اس نے سنا تھا کمال استعجاب کے ساتھ مجھے سناتا تھا اور میرا تعجب بڑھاتا تھا۔ محمد بن سمعان نے بھی آ کے مجھے محمد بن ہشام کی سی خبر دی۔ دغا باز الجبائی کے دفن سے اس طرح واپس آیا کہ اس پر کوہ غم ٹوٹا ہوا تھا۔

ابوالعباس کی بجانب طہیثا پیش قدمی:

محمد بن الحسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابواحمد اس جنگ سے واپس ہوا جو ۲۶/ ربیع الآخر جمعہ کی رات کو ہوئی تھی۔ اس کی خبر اس کے لشکر کو پہنچ گئی۔ اکثر لشکر اس کے پاس آیا۔ انھوں نے اسے واپس ہوتا ہوا پایا تو اس نے انھیں اپنی چھاؤنی کی طرف واپس کر دیا۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے۔ جب اہل لشکر جمع ہوئے تو انھیں رات میں ہوشیار رہنے اور جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ ۲۷/ ربیع الآخر یوم شنبہ کو صبح ہوئی تو ابواحمد نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے انھیں اس طرح چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کیا کہ پیادہ و سوار بعض بعض کے پیچھے رہے۔ چھوٹی بڑی کشتیوں کو حکم دیا کہ انھیں اس کے ہمراہ اس نہر میں روانہ کیا جائے جو نہر المنذر کے نام سے مشہور ہے اور شہر طہیثا کے بیچ میں سے گذرتی ہے۔ خود زنجیوں کی جانب روانہ ہوا یہاں تک کہ اس بستی کی شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ اپنے غلاموں کے سرداروں کو ان مقامات پر ترتیب سے کھڑا کیا جہاں سے زنجیوں کے نکل پڑنے کا اندیشہ تھا۔ پیادہ لشکر کو سواروں کے آگے کیا اور ان مقامات پر مقرر کیا جہاں سے پوشیدہ لشکروں کے نکلنے کا اندیشہ تھا۔ اتر کے چار رکعت نماز ادا کی خوب گڑ گڑا کے اللہ عزوجل سے اپنی اور مسلمانوں کی نصرت کی دعا کی۔ ہتھیار منگائے انھیں زیب بدن کیا اور اپنے فرزند ابوالعباس کو شہر پناہ کی جانب بڑھنے اور غلاموں کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

زنجیوں کی شکست وفرار:

سلیمان بن جامع نے اپنی بستی کی شہر پناہ کے آگے جس کا نام اس نے المنصورہ رکھا تھا ایک خندق تیار کی تھی۔ جب غلام وہاں تک پہنچے تو اسے عبور کرنے سے ڈرے اور رکے۔ سرداروں نے انھیں برانگیختہ کیا اور ان کے ہمراہ خود بھی پیادہ ہو گئے۔ وہ بھی جرات کر کے گھس گئے۔ اور اسے عبور کر لیا۔ زنجیوں کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ اپنی شہر پناہ سے دیکھ رہے تھے۔ آتش حرب مشتعل ہوگئی۔ ہتھیار کام آئے۔ سواروں کے ایک قلیل گروہ نے گھس کر خندق کو عبور کیا۔ زنجیوں نے یہ حال دیکھا تو پشت پھیر کے بھاگے۔ ابواحمد کے ساتھیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اطراف سے داخل ہو گئے۔ حالانکہ زنجیوں نے اس بستی کو پانچ خندقوں سے محفوظ کیا تھا۔ ہر خندق کے آگے ایک دیوار بنائی تھی جس پر سے مدافعت کرتے تھے۔ وہ ہر دیوار و خندق کے پاس ٹھیرنے لگے۔ ابواحمد کے ساتھی ہر اس مقام سے دفع کرنے لگے جہاں وہ ٹھیرتے تھے۔ ان کے بھاگنے کے بعد چھوٹی بڑی کشتیاں اس نہر سے داخل ہو گئیں جو ان کی بستی کے درمیان سے گذرتی ہے۔ ان کی جس چھوٹی بڑی کشتی پر گذرتی تھیں اسے غرق کر دیتی تھیں۔ جو لوگ نہر کے دونوں کناروں پر تھے ان کا تعاقب کر کے قتل اور قید کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس کشتی اور اس کے مضافات سے ایک فرسخ کے اندازے میں ہے بالکل دفع ہو گئے۔ ابواحمد نے سب پر قبضہ کر لیا۔

فتح طہیثا:

سلیمان مع اپنے چند ساتھیوں کے بچ گیا۔ ہنگامہ قتل وقید گرم رہا۔ ابو احمد نے واسط اور اس کے مضافات اور نواح کوفہ کے تقریباً دس ہزار عورتوں اور بچوں کو چھین لیا۔ ان کی حفاظت اور مصارف کی کفالت کا حکم دے کے سب کو واسط بھیج کر ان کے سر پرستوں کے حوالے کر دیا گیا۔ ابو احمد اور اس کے ساتھیوں نے بستی کے تمام ذخائر اور مال اور غلہ اور چوپایوں پر قبضہ کر لیا جن کی مقدار تعداد بہت تھی ابو احمد نے غلہ وغیرہ جو اسے ملا اس کے بیچنے' قیمت کو بیت المال بھیجنے اور موالی اور عام لشکر کے عطیات میں صرف کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ اس میں سے جس کو اٹھا سکے اٹھا لے گئے۔ سلیمان کی عورتوں اور بچوں میں سے بھی چند گرفتار کئے گئے۔ وصیف عمل دار کو اور جو لوگ جمعے کی شب کو اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے قید سے نکالا گیا۔ اس امر نے زنجیوں کو ان کے فوری قتل سے باز رکھا تھا۔

ابو احمد کا طہیثا میں قیام:

بقیۃ السیف کی ایک بہت بڑی جماعت نے جھاڑیوں میں پناہ لی جو اس بستی کو گھیرے ہوئے تھیں۔ ابو احمد کے حکم سے نہر المنذر پر پل باندھا گیا۔ لوگوں نے اس کی غربی جانب عبور کیا۔ ابو احمد نے طہیثا میں سترہ دن قیام کیا۔ بستی کی شہر پناہ منہدم اور خندقیں پاٹ دی گئیں۔ جھاڑیوں میں جو پناہ گزین تھے ان کی تلاش ہونے لگی۔ ہر شخص کے لئے جو ان میں سے کسی ایک آدمی کو لائے انعام مقرر کیا۔ لوگ ان کی تلاش میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ جب ان میں سے ایک بھی اس کے پاس لایا جاتا تھا تو اسے معاف کر دیتا۔ خلعت دیتا اور اسے اپنے غلاموں کے سرداروں کے سپرد کر دیتا تھا۔ ان لوگوں کے برگشتہ کرنے اور غنیم کی اطاعت سے باز رکھنے کی تدبیر کی تھی۔

زیرک کو طہیثا میں قیام کرنے کا حکم۔

ابو احمد نے نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سلیمان بن جامع اور جوزنجی اس کے ہمراہ بھاگے تھے ان کی تلاش کے لئے نامزد کیا اور اسے کوشش سے ان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ البطائح سے گذر کے دجلے کی اس شاخ میں داخل ہو جائے جو عوراء کے نام سے مشہور ہے۔ فاسق نے بند باندھے تھے کہ ان چھوٹی کشتیوں کو دجلے سے منقطع کر لے جو دجلے اور نہر ابی الخصیب کے درمیان ہوں۔ ابو احمد نے یہ بند کھلوا دیئے۔ زیرک کو طہیثا میں قیام کرنے کا حکم دیا جو جھاڑیوں میں رہ گئے تھے۔

اسی سال ربیع الآخر میں ام حبیب دختر ہارون الرشید کا انتقال ہوا۔

مفرور زنجیوں کی تلاش:

ضبط واستحکام کے جو کام کرنے تھے جب کر لئے تو ابو احمد نے دشت دواد کی چھاؤنی کی جانب کوچ کیا اور وہاں سے اہواز جائیں اور اس کے معاملات درست کریں۔ امہلبی کے حملے کا تردد تھا جو اس نے وہاں کئے تھے کہ ایسا نہ ہو دیہات پر غالب آ جائے۔ اسی بناء پر کوچ سے پہلے ہی ابو العباس کو روانہ کر دیا تھا۔ چھاؤنی میں پہنچ کے چند روز قیام کیا اور ان اشیاء کے تیار کرنے کا حکم دیا جن کی سفر اہواز کے لئے خشکی کے راستے ضرورت تھی کچھ لوگوں کو آگے روانہ کر دیا۔ جو راستوں اور منزلوں کی درستی کریں۔ اور ان لشکروں کے لئے رسد مہیا کریں جو اس کے ساتھ تھے۔ روانگی سے پہلے زیرک اس کے پاس طہیثا سے یہ خبر لے کر واپس آ گیا کہ ان

علاقوں میں جہاں زنجی تھے باشندے پلٹ آئے اور اس نے انھیں امن کی حالت میں چھوڑا ہے۔ ابو احمد نے اسے تیار ہونے اور مع اپنے منتخب اور بہادر ساتھیوں کے چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ اترنے کا حکم دیا۔ کہ وہ ان سب کو دجلۃ العوراء میں لے جائے۔ وہ اور ابو حمزہ دونوں مل کے سواحل دجلہ کو چوروں سے پاک کردیں۔ مفرور زنجیوں کی جستجو میں لگے رہیں۔ فاسق کے ساتھیوں میں سے جو ملے اس کا تدارک کریں۔ اور اسی رفتار عمل کے ساتھ اس بستی تک پہنچ جائیں جو نہر الخصیب میں تھی۔ جنگ کا موقع دیکھیں تو جنگ کریں۔ ماجرائے احوال ابو احمد کو لکھیں کہ وہ انھیں اپنے حکم سے آگاہ کرے جس کے مطابق ان کو عمل کرنا چاہیے۔ ابو احمد نے جن کو واسط میں جو لشکر چھوڑا تھا اس پر اپنے فرزند ہارون کو نائب مقرر کیا تھا۔ جو لوگ جلد تیار ہو گئے انھیں کے ساتھ روانگی کا عزم کیا' ہارون کو ہدایت کی کہ حکم کے آتے ہی لشکر کو کشتیوں میں سوار کرا کے مستقر دجلہ کی جانب اتار دے۔

ابو احمد کی روانگی اہواز:

اسی سال ۲/ جمادی الآخر یوم جمعہ کو احمد نے اہواز کا رخ کیا۔ منزل بمنزل واسط سے باذبین میں اترا' پھر جوخی میں' پھر الطیب میں' پھر قرقوب میں' پھر درستان میں' پھر وادی السوس میں' وہاں پل باندھا گیا تھا اس نے صبح سے آخر وقت ظہر تک قیام کر کے اپنے تمام لشکر کو پار اتروا دیا تو خود روانہ ہو کے السوس میں آیا' مسرور کو جو اہواز میں اس کا عامل تھا اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس کے دوسرے دن مع اپنے لشکر اور سرداروں کے حاضر ہوا۔ خلعت سے سرفرازی ہوئی' سوس میں تین دن قیام رہا۔

ابن موسیٰ بن سعید کی ہلاکت:

فاسق کے ساتھیوں میں سے جو طہیثا میں گرفتار ہوئے تھے احمد بن موسیٰ بن سعید البصری عرف القلوص بھی تھا۔ جو اس کے قدیم ساتھیوں اور گنتی کے لوگوں میں سے ایک تھا جو ایسے زخم لگنے کے بعد گرفتار ہوا تھا۔ جن سے اس کی موت ہوگئی۔ پھر جب ہلاک ہوگیا تو ابو احمد نے اس کا سر کاٹنے اور واسط کے پل پر لٹکانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں میں سے جو اس روز گرفتار ہوئے تھے عبداللہ بن محمد بن ہشام الکرمانی بھی تھا۔ خبیث نے اسے اس کے باپ سے چھین کے طہیثا روانہ کر دیا تھا اور وہاں کے محکمہ قضا و صلاۃ کا والی بنا دیا تھا۔ زنجیوں کی وہ جماعت بھی قید کی گئی جن کی ہمت و طاقت و شجاعت پر بھروسا کرتے تھے۔

ابن ابی ابان کی طلبی:

خبیث کو ان لوگوں کی مصیبت کی خبر پہنچی تو اس سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی۔ ہوش و حواس گم ہو گئے۔ شدت پریشانی سے مجبور ہو کے المہلبی کو اس زمانے میں تقریباً تیس ہزار کے ساتھ الاہواز میں مقیم تھا۔ ایک ایسے شخص کے ہمراہ خط لکھ کر روانہ کیا جو اس کی صحبت میں تھا' لکھا تھا کہ تمام رسد اور اسباب چھوڑ کے چلا آئے' یہ خط المہلبی کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ اہواز کے مضافات میں ابو احمد کے آنے کی خبر آ چکی تھی۔ وہ اس کی وجہ سے بدحواس تھا۔ جو کچھ اس کے پاس تھا سب چھوڑ دیا۔ محمد بن یحییٰ بن سعید الکرنبائی کو قائم مقام بنایا' الکرنبائی کا دل بھی خوف سے پریشان ہوگیا۔ وہ بھی سب کچھ چھوڑ کے المہلبی کے پیچھے ہوگیا' اس زمانے میں جبی اور الاہواز اور اس کے اطراف میں قسم قسم کے غلوں اور کھجوروں اور چوپایوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ وہ اس سب سے علیحدہ ہو گئے۔

بہبوذ بن عبدالوہاب کی طلبی:

فاسق نے بہبوذ بن عبدالوہاب کو بھی لکھا تھا۔ جس کے سپرد اس زمانے میں الفندم اور الباسیان اور فارس اور الاہواز کے درمیانی دیہات تھے۔ اسے بھی اپنے پاس بلایا تھا۔ بہبوذ نے جو کچھ غلہ اور کھجور اس کے پاس تھی سب چھوڑ دیا۔ یہ ذخیرہ بہت بڑی مقدار میں تھا۔ سب پر ابواحمد نے قبضہ کر لیا۔ اسی سامان کی بدولت ابواحمد قوی اور فاسق بے سروسامان ہوا۔

جب المہلبی الاہواز سے جدا ہوا تو اس کے ساتھی ان دیہات میں منتشر ہو گئے جو الاہواز اور لشکر خبیث کے درمیان میں تھے۔ ان لوگوں نے انھیں لوٹ کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیا۔ حالانکہ وہ لوگ ان کی صلح میں تھے۔ سوار و پیادہ میں سے جو المہلبی کے ساتھ تھے مخلوق کثیر اس کے جانے سے رہ گئی۔ انھوں نے الاہواز کے اطراف میں قیام کیا۔ ابواحمد سے امان کی درخواست کی۔ وہ سن چکے تھے کہ خبیث کے ساتھیوں کو معافی مل گئی جن پر وہ طہیثا میں کامیاب ہوا تھا' اور المہلبی مع اپنے پیرووں کے نہر الخصیب چلا گیا۔

علی بن ابی ابان اور بہبوذ کے بلانے کی وجہ:

وہ امر جو فاسق کو المہلبی اور بہبوذ کو سرعت کے ساتھ اپنے پاس بلا لینے کی طرف داعی ہوا اس کا یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو اسی حالت خوف وشدت رعب میں ابواحمد آ جائے۔ اس وقت المہلبی اور بہبوذ مع اپنے ہمراہیوں کے اس سے جدا ہوں گے۔ حالانکہ واقعہ اس طرح نہیں ہوا جیسا کہ اس نے اندازہ کیا۔ ابواحمد نے اس وقت تک قیام کیا۔ کہ تمام اشیاء جنھیں بہبوذ اور المہلبی چھوڑ گئے تھے۔ سب پر قبضہ کر لیا اور وہ تمام بند کھول دیئے گئے۔ جو خبیث نے دجلے میں بنائے تھے۔ راستے اور سڑکیں درست کی گئیں۔ ابواحمد نے السوس سے جندیسابور کی جانب کوچ کیا۔ وہاں تین دن قیام کیا۔ لشکر پر دانہ چارہ کی تنگی ہو رہی تھی۔ تلاش کرنے اور اس کے لانے کے لئے مہم مقرر کی۔ جندیسابور سے تستر کی جانب کوچ کر کے حکم دیا کہ اہواز سے سامان فراہم کیا جائے۔ ہر گاؤں پر ایک سردار کو روانہ کیا کہ اس کے ذریعے سامان کی روانگی کا انتظام ہو جائے۔

محمد بن عبداللہ کو معافی:

احمد بن ابی الاصبغ کو محمد بن عبیداللہ الکردی کے پاس روانہ کیا جو اس امر سے خائف تھا کہ ابواحمد کے اہواز آنے کے قبل فاسق کا ساتھی اس کے پاس آ جائے گا۔ احمد کو محمد سے مانوس' لغزش کی پردہ پوشی' اور اس کی معافی کے اعلان کرنے کا حکم دیا۔ کہ سامان کے اٹھانے اور اہواز کے بازار میں لے جانے میں تعجیل کرے۔

مسرور البلخی کو جو اہواز میں عامل تھا ان موالی اور غلاموں اور لشکر کے حاضر کرنے کا حکم دیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ کہ ان کا معائنہ کرے۔ تقسیم عطا کا حکم دے اور انھیں اپنے ہمراہ جنگ کے لئے لے جائے۔ اس نے ان سب کو حاضر کیا۔ وہ لوگ ایک ایک آدمی کر کے پیش کئے گئے۔ اور ان میں عطا تقسیم کی گئی۔

پل قنطرہ اربک کی تعمیر:

یہاں سے عسکر مکرم کی جانب کوچ کیا۔ منزل سے آگے بڑھ گیا۔ اہواز پہنچا تو سمجھتا تھا کہ اس سے پہلے وہاں رسد پہنچ گئی ہو گی۔ جو اس کے لشکر کو روانہ کی جائے گی۔ اس دن حالت نہایت شدید تھی۔ لوگوں کو سخت پریشانی لاحق تھی۔ تین دن ٹھہر کر رسد کے آنے کا انتظار کرتا رہا۔ مگر نہیں آئی لوگوں کا حال اور بھی برا ہوا۔ یہ وہ امر تھا کہ جماعت کو منتشر کر دیتا۔ ابواحمد نے اس کی آمد میں

تاخیر کے سبب کی تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ لشکر نے اس قدیم عجمی پل کو کاٹ دیا تھا جو اہواز کے بازار اور رام ہرمز کے درمیان تھا۔ یہ قنطرہ اربک کہلاتا تھا۔ اس پل کے کٹ جانے کی وجہ سے تاجر اور غلہ لے جانے والے رک گئے ابواحمد سوار ہو کے وہاں گیا۔ وہ مقام اہواز کے بازار سے دو فرسخ پر تھا۔ ان زنجیوں کو جمع کیا جو اس کے لشکر میں باقی تھے۔ انھیں پتھر اور بڑی بڑی سلیں پل کی مرمت کے لئے اٹھانے کا حکم دیا' خاطر خواہ معاوضہ دینے کے وعدے کئے۔ اس وقت تک روانگی کا قصد نہ کیا جب تک کہ اسی دن پل کی مرمت نہ ہوگئی۔ ویسا ہی ہوگیا جیسا پہلے تھا۔ اس پر چلنے لگے' غلے کے قافلے آ گئے۔ اہل لشکر جی اٹھے۔ حال درست ہوگیا۔

دجیل پر پل بنانے کا حکم:

ابواحمد نے دجیل پر پل باندھنے کے لئے کشتیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ جو اہواز کے دیہات سے اکٹھا کی گئیں۔ پل باندھنا شروع کر دیا گیا۔ اہواز میں چند روز تک قیام کر کے اپنے ساتھیوں کی حالت کی اور جن اسباب کی انھیں ضرورت تھی اصلاح کر لی۔ گھوڑوں کی حالت بھی درست ہوگئی۔ وہ تکلیف دور ہوگئی جو چارہ نہ ملنے سے پہنچی تھی' ان جماعتوں کے خطوط آئے جو المہلبی کے پیچھے رہ گئے تھے اور اہواز کے بازار میں مقیم تھے انھوں نے امان کی درخواست کی تھی' جو قبول کی گئی۔ اس کے پاس تقریباً ایک ہزار آدمی آئے۔ اس نے سب کے ساتھ احسان کیا۔ اپنے غلاموں کے سرداروں میں شامل کر کے ان کے لئے عطا مقرر کر دی۔

ابواحمد کا قصر المامون میں قیام:

دجیل پر پل باندھ لیا گیا۔ لشکر کو روانہ کرنے کے بعد خود روانہ ہوا۔ پل کو عبور کر کے دجیل کی غربی جانب قصر المامون میں چھاؤنی قائم کی۔ وہاں تین دن ٹھہرا۔ اس مقام میں رات کے وقت لوگوں پر ایک ہولناک زلزلے کی مصیبت آئی' جس کے شر سے اللہ نے محفوظ رکھا اور اس کو دفع کر دیا۔

ابواحمد نے دجیل پر باندھے ہوئے پل سے عبور کرنے سے پہلے اپنے فرزند ابوالعباس کو دجلۃ العوراء کے اس موضع کو جانب روانہ کر دیا تھا' جس میں اترنے کا ارادہ تھا۔ وہ موضع نہر المبارک کے نام سے مشہور اور فرات بصرہ میں معدود ہے۔ ہارون کو بھی اس تمام لشکر کے جو اس کے ہمراہ چھوڑ دیا گیا تھا نہر المبارک روانہ کرنے کو لکھا تاکہ سب وہاں جمع ہو جائیں۔

محمد بن عبداللہ کی اطاعت:

قصر المامون سے کوچ کر کے قورج العباس میں منزل کی۔ یہاں احمد بن ابی الاصبغ مع ان لوازم کے جن پر اس نے محمد بن عبیداللہ سے صلح کی تھی۔ چرندہ و درندہ جانوروں کے ساتھ جو غنیم نے اس کی نذر کئے تھے حاضر ہوا۔ قورج سے کوچ کر کے الجعفر یہ میں اترا۔ اس گاؤں میں سوائے ان کنوؤں کے پانی نہ تھا جن کے چھاؤنی میں کھودنے کا حکم دیا گیا تھا۔ قورج العباس سے عبیداللہ بن محمد بن عمار کے مولیٰ سعد حبشی کو روانہ کیا تھا جس نے یہ کنوئیں کھدا دیے تھے۔ اس مقام پر ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔ رسد کو فراہم پایا۔ لوگوں کو فراغت ہوگئی' توشہ باندھ لیا۔

ابواحمد کی ابوالعباس و ہارون سے ملاقات:

موضع البشیر کی جانب کوچ کیا تو وہاں ایک بارانی تالاب پایا۔ اس نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔ اور آخر شب میں

نہر المبارک کے قصد سے کوچ کیا۔ وہاں بعد نماز ظہر آیا۔ یہ ایک دراز فاصلے کی منزل تھی۔ اپنے دونوں فرزندوں ابو العباس اور ہارون سے راستے میں ملا۔ دونوں نے سلام کیا اور اسی کے ساتھ چلنے لگے۔ یہاں تک کہ نہر المبارک میں پہنچ گیا۔ یہ نصف رجب ۲۶۷ھ شنبے کا دن تھا۔

مفرور زنجیوں کے متعلق اطلاع:

خبیث کے اس بھاگے ہوئے لشکر کے بارے میں جس کی تلاش میں ابو احمد نے زیرک کو طہیثا سے روانہ کیا تھا۔ ابو احمد کے واسط سے نکل کر نہر المبارک جانے کے حالات کے درمیان زیرک اور نصیر کے بھی کچھ حالات ہیں۔ یہ حالات محمد بن الحسن نے محمد بن حماد سے سنے ہیں کہ زیرک اور نصیر دجلۃ العوراء سے اکٹھے روانہ ہو کے الابلہ پہنچے۔ خبیث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہ ان سے امن طلب کیا تھا۔ بتایا کہ خبیث نے بہت سی چھوٹی بڑی کشتیاں جو زنجیوں سے بھری ہوئی ہیں روانہ کی ہیں۔ جن کے رئیس کا نام محمد بن ابراہیم اور کنیت ابوعیسیٰ ہے۔

ابوعیسیٰ محمد بن ابراہیم:

ایک شخص یسار جو فاسق کی پولیس کا افسر تھا' بصرہ ویران کرنے کے وقت محمد بن ابراہیم کو لایا تھا۔ یہ یسار کا تب تھا۔ یسار مر گیا اور احمد بن مہدی الجبائی کی منزلت خبیث کے ہاں بلند ہوگئی۔ تو اس نے اسے اکثر اعمال کا والی بنا کے محمد بن ابراہیم کو اس کے ماتحت کر دیا۔ الجبائی کی ہلاکت تک یہ اس کا کاتب رہا۔ محمد بن ابراہیم نے اس کے مرتبے کی حرص کی کہ خبیث اسے الجبائی کی جگہ مقرر کر دے۔ قلم دوات پھینک کے آلات حرب سے مسلح ہو کے قتال کے لئے تیار ہو گیا۔ خبیث نے اسے اس لشکر میں روانہ کیا ہے۔ اور دجلہ میں آنے کا حکم دیا ہے کہ ان لشکروں کی مدافعت کرے جو وہاں اتریں۔ وہ کبھی دجلے میں ہوتا ہے اور کبھی اپنے ساتھ والی جماعت کو نہر یزید لاتا ہے۔ اس کے ہمراہ اس لشکر میں شبل بن سالم اور عمرو عرف غلام بوذی اور حبشیوں کے بڑے بڑے بہادر ہیں۔ لشکر کے ایک شخص نے زیرک اور نصیر سے امن طلب کر کے دونوں کو اس کی خبر دے دی کہ محمد بن ابراہیم نصیر کے ارادے میں ہے۔ نصیر اس زمانے میں نہر المرأۃ میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس ارادے میں ہیں کہ ان نہروں کے راستے جو نہر معقل اور جوئے شیریں پر گذرتی ہیں۔ موضع الشرطہ میں آئیں لشکر کے پیچھے سے نکلیں اور اس کے دونوں جانب ٹوٹ پڑیں۔

ابوعیسیٰ اور نصیر کی جنگ:

نصیر یہ خبر سن کے الابلہ سے تیزی کے ساتھ اپنی چھاؤنی کی طرف لوٹا اور زیرک بعزم جوئے شیریں اس کے پیچھے موضع المیشان پہنچ گیا۔ اندازہ کیا تھا کہ محمد بن ابراہیم اور اس کے ساتھی نصیر کے لشکر میں اس راستہ سے آئیں گے۔ ایسا ہی ہوا جیسا گمان تھا۔ وہ ان سے راستہ ہی میں ملا۔ مقابلے میں صبر و ثبات و جہد جہاد کے بعد اللہ نے غلبہ عطا فرمایا۔ وہ لوگ بھاگے۔ نہر یزید میں پناہ لی جہاں ان کی کمین گاہ تھی۔ زیرک نے زیرکی سے ٹوہ لگالی۔ اس کی چھوٹی بڑی کشتیاں ان پر چڑھ دوڑیں۔ ایک گروہ قتل اور ایک گروہ قید ہوا۔ مفتوحین میں ابوعیسیٰ محمد بن ابراہیم اور عمرو عرف غلام بوذی بھی تھا۔ جتنی کشتیاں اس کے ساتھ تھیں سب لے لی گئیں۔ یہ تقریباً تیس کشتیاں تھیں جن کی جانیں بچ رہیں ان میں شبل بھی تھا جو خبیث کے لشکر چلا گیا۔ زیرک شبق شیریں سے فتح مند ہو کر نکلا۔ اس کے ہمراہ قیدی اور مقتولین کے سر مع ان چھوٹی کشتیوں کے تھے جن پر اس نے قبضہ کیا تھا۔

زیرک کی حکمت عملی:

دجلۃ العوراء سے واسط واپس ہو کے زیرک نے ابو احمد کو جنگ میں فتح ونصرت کی اطلاع دی۔ زیرک کے زیرکانہ طرز عمل سے خبیث کے متبعین میں جو دجلہ اور اس کے دیہات میں تھے۔ گھبراہٹ پیدا ہوگئی ابوحمزہ سے جو نہر المراۃ میں مقیم تھا۔ تقریباً دو ہزار آدمی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے امن کے طالب ہوئے۔ اس نے ابو احمد سے استصواب کیا۔ ابو احمد نے ہدایت کی کہ ان کی درخواست رد نہ کرو۔ امان دے دو' عطا جاری کر دو' اپنے ساتھ ملا لو اور انھیں غنیم کے مقابلے میں بھیجو۔ زیرک واسط میں اس وقت تک مقیم رہا۔ ابو احمد کا فرمان ہارون کے پاس لشکر کے نہر المبارک لے جانے کے بارے میں آیا جو اس کے ہمراہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ زیرک ہارون کے ساتھ روانہ ہوا۔

منتاب کی ابو احمد سے امان طلبی:

ابو احمد نے نصیر کو بھی جو نہر المراۃ میں تھا اپنے پاس نہر المبارک آنے کو لکھا۔ وہ اس کے پاس آ گیا۔ ابو العباس نہر المبارک کی جانب روانگی کے وقت چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ فاسق کے لشکر کی جانب اتر گیا۔ اس کی بستی میں جو نہر ابو الخصیب میں تھی اس پر حملہ کیا۔ یہ جنگ صبح سے آخر وقت ظہر تک رہی۔ سلیمان بن جامع کے ماتحتوں میں سے ایک سردار نے جس کا نام منتاب تھا' ایک جماعت کے ساتھ امان کی درخواست کی۔ اس کا ٹوٹنا تھا کہ خبیث اور اس کے ساتھیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ ابو العباس فتح کے ساتھ واپس ہوا۔ اس نے منتاب کو خلعت دیا' صلے دیئے اور سواری عطا فرمائی۔ ابو العباس اپنے والد سے ملا۔ منتاب کا حال بتایا۔ ابو احمد نے بھی منتاب کے لئے خلعت وصلہ وسواری کا حکم دیا۔ زنجی سرداروں میں یہ پہلا شخص تھا جس نے امان کی درخواست کی تھی۔

ابو احمد کا صاحب الزنج کے نام خط:

ابو احمد نصف رجب ۲۶۷ھ یوم شنبہ کو نہر المبارک پر اترا تو اس نے خبیث کے معاملے میں سب سے پہلا کام یہ کیا (جیسا کہ محمد بن الحسن بن سہل نے محمد بن حماد بن اسحاق بن حماد بن زید کے واسطے سے بیان کیا ہے) کہ صاحب الزنج کے نام ایک خط بھیجا جس میں اسے خون ریزی' فعل حرام' بربادی دیار وامصار' فروج محرمہ اور اموال کے حلال کر لینے' نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنے سے جس کا اللہ نے اسے اہل نہیں بنایا تھا۔ توبہ کر کے رجوع الی اللہ کی دعوت دی تھی توبہ کے بعد امن کی راہ کشادہ اور امان کا سامان آمادہ ہے۔ اگر وہ ان امور سے علیحدہ ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو گیا تو یہ اس کے گذشتہ بڑے سے بڑے جرائم کو مٹا دے گا اور اس کے لئے دنیا میں بھی حصہ کثیر ہوگا۔

یہ خط اپنے قاصد کے ہاتھ خبیث کے پاس روانہ کر دیا۔ وہاں پہنچ کے قاصد نے جب اس کو پیش کرنا چاہا تو کسی کو اس کی جرات نہ ہوئی۔ ناچار قاصد نے اس خط کو پھینک مارا۔ انھوں نے اسے لے لیا۔ خبیث کے پاس لے گئے۔ اس نے پڑھا مگر جو نصیحت اس میں تھی اس نے سوائے نصرت واصرار کے اور کسی بات میں اضافہ نہ کیا۔ خط کا کچھ جواب نہ دیا' اپنے غرور پر قائم رہا۔ قاصد ابو احمد کے پاس لوٹ آیا اور حال سنایا۔

ابو العباس کا المختارہ پر حملہ:

ابو احمد شنبہ' یک شنبہ' دوشنبہ' سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے معائنہ سرداروں اور موالی اور غلاموں کے تقرر

تیراندازوں کے انتخاب اور چھوٹی بڑی کشتیوں میں ان کی ماموریت کے کام میں مشغول رہا۔ پنج شنبہ کا دن ہوا تو ابواحمد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کہ اس کا فرزند ابوالعباس بھی ہمرکاب تھا' خبیث کی اس بستی کی جانب روانہ ہوا جس کا نام اس نے المختارہ رکھا تھا اور جو نہر الخصیب کے علاقہ میں تھی۔ غور کیا تو اس کی حفاظت اور مضبوطی اس چہار دیواری اور خندقوں سے دیکھی جو اسے گھیرے ہوئے تھیں بگڑے ہوئے راستے دیکھے جو بستی تک پہنچاتے تھے' گوفنوں پر نظر ڈالی' منجنیقیں دیکھیں' چہار دیواری پر تمام آلات معائنہ کئے' جن کی نظیر اس سے پہلے باغیان خلافت میں اور کہیں دکھائی نہ دی تھی۔ مجاہدین کی کثرت تعداد اور ان کا اجتماع دیکھنے سے معاملہ شدید ہو گیا۔ ابواحمد کو دیکھ کے اس قدر آوازیں بلند ہوئی جس سے زمین ہل گئی۔ اس وقت ابواحمد نے اپنے فرزند ابوالعباس کو شہر پناہ کی جانب بڑھ کے تیراندازی کا حکم دیا۔ امتثال امر میں ابوالعباس اتنا بڑھا کہ خبیث کے محل کی خندق والی اندرونی دیوار تک پہنچ گیا۔ فاسقین اس مقام کی طرف اتر آئے۔ جس سے چھوٹی کشتیاں قریب تھیں۔ سب اکٹھا ہو گئے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ سنگ بار آلات پے در پے چلنے لگے۔ عوام اپنے ہاتھوں سے پتھر پھینکنے لگے۔ یہاں تک کہ کسی دیکھنے والے کی نظر چھوٹی کشتی کے کسی حصے پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ بغیر اس کے کہ وہاں پر تیر یا پتھر دیکھتے ابوالعباس ثابت قدم رہا۔ دغاباز اور اس کے گروہ نے وہ سعی' وہ کوشش' وہ صبر ان کا دیکھا کہ ایسا کسی لڑنے والے سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

امان طلب کرنے والوں سے حسن سلوک:

ابواحمد نے ابوالعباس اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے اپنے ٹھکانے پر واپس ہونے کا حکم دیا کہ کچھ آرام کر کے اپنے زخموں کا علاج کریں۔ اسی حالت میں کشتیوں کے مقاتلین میں سے دو لڑنے والوں نے ابواحمد سے امن کی درخواست کی۔ وہ اس کے پاس اپنی کشتیاں اور جو اسباب و آلات اور ملاح اس میں تھے لے آئے۔ اس نیکی کے بدلے ابواحمد نے دونوں کو دیبا کے خلعت اور آراستہ پٹکے دیئے۔ انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ ملاحوں کی سرخ ریشم کے خلعت اور سفید کپڑے دیئے۔ سب کو عام طور پر صلے دیئے۔ اور ان کے اس مقام کے قریب کرنے کا حکم دیا جہاں سے ان کے ساتھی انھیں دیکھیں فاسق نے جو دام فریب بچھا رکھا تھا سب سے زیادہ یہی تدبیر اس کو پارہ پارہ کرنے والی ثابت ہوئی۔ اس اکرام و عفو عام کے نظارے سے سب میں طلب امان و اطاعت کے ولولے اٹھے۔ ایک پر ایک رشک کھاتا۔ حسد کرتا' اس دن ابواحمد کے پاس بڑی کشتی والوں کی ایک جماعت آ گئی۔ اس نے ان کے لئے بھی وہی حکم دیا جو ان کے ساتھیوں کے لئے دیا تھا۔

صاحب الزنج کا ملاحوں کو نہر الخصیب جانے کا حکم:

جب خبیث نے کشتی والوں کا میلان حصول امان کی جانب اور اسے غنیمت سمجھنے کا دیکھا تو ان میں سے جو لوگ دجلہ میں تھے انھیں نہر الخصیب کی جانب پلٹنے کا حکم دیا۔ دہانہ نہر پر ایسے شخص کو مقرر کیا جو انھیں نکلنے سے روکے چھوٹی کشتیاں نکلوائیں۔ ان پر بہبوذ بن عبدالوہاب کو نامزد کیا جو اس کی حمایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ طاقت ور اور باعتبار تیاری و تعداد لشکر بڑھ چڑھ کے تھا۔ بہبوذ نے اسے قبول کر لیا۔ یہ واقعہ پانی میں مد آنے اور اس کے زور پکڑنے کے وقت پیش آیا۔

ابوالعباس کا بہبوذ پر حملہ:

ابواحمد کی چھوٹی کشتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ ابوحمزہ مع ان چھوٹی کشتیوں کے جو اس کے ساتھ تھیں دجلہ کی شرقی جانب چلا گیا تھا

اور وہیں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ لڑائی ختم ہو چکی اور اس سے بے فکری ہو گئی جب بہبوذ چھوٹی کشتیوں کے ساتھ نکلا تو ابو احمد نے اپنی کشتیوں کے آگے بڑھانے اور ابو العباس کو ان چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ سے جو اس کے ساتھ تھیں بہبوذ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

غلاموں اور سرداروں کو بھی حکم ہوا کہ اسی کے ساتھ حملہ کریں۔ یہ چھوٹی چھوٹی بارہ کشتیاں تھیں۔ جن میں غلاموں کے سردار ترتیب سے بٹھائے گئے تھے۔ جنگ چھڑ گئی۔ فاسق کی جماعت للچائی کہ ابو العباس کی جمعیت تھوڑی ہے' کشتیاں بھی کم ہیں' ان کو مار لینے میں کمی نہ کرو۔ مگر جب حملہ ہوا تو بھاگے ابو العباس اور اس کے وابستگان رکاب بہبوذ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ انھوں نے اس حالت میں اسے خبیث کے محل کے میدان تک بھگایا کہ نیزے کے دو زخم اور تیروں کے بہت سے زخم لگ چکے تھے۔ اس کے اعضا پتھروں سے کمزور ہو گئے تھے۔ جو کچھ تھا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چھوڑ گیا تھا۔ قریب الموت تو تھا ہی نہر الخصیب میں اس کا بیڑا غرق کرنے کی ٹھان لی۔ جو سردار بہبوذ کے ساتھ تھے اس روز ان میں سے ایک مار ڈالا گیا۔ یہ نہایت طاقت ور' بہادر اور جنگ میں پیش قدم تھا۔ عمیرہ نام تھا۔ ابو العباس کے ساتھی بہبوذ کی ایک کشتی پر فتح مند ہوئے۔ کشتی والے قتل کر دیئے گئے۔ ڈبو دیے گئے اور کشتی لے لی گئی۔

زنجیوں کی ابو احمد سے امداد طلبی:

ابو احمد کا حکم آیا کہ کشتیاں شرقی دجلے لے جائیں اور لشکر کو واپس لائیں۔ ابو العباس نے اسی پر عمل کیا۔ جب فاسق نے ابو احمد کے لشکر کو واپس ہوتا دیکھا تو اس نے ان لوگوں کو جو اپنی کشتیوں میں نہر ابی الخصیب کی جانب بھاگے تھے۔ نکلنے کا حکم دیا کہ اس ذریعہ سے عوام کے خوف میں سکون ہو۔ اور لوگ سمجھیں کہ بغیر شکست کے انھیں واپس کیا ہے۔ ابو احمد نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو یہ حکم دیا کہ ان کی کشتیاں نکلیں تو مقابلے پر ثابت قدم ہو جائیں۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو مارے ڈر کے پشت پھیر کے بھاگے۔ ان کی ایک کشتی پیچھے رہ گئی۔ کشتی والوں نے ابو احمد سے امان کی درخواست کی۔ ایک سفید جھنڈے کو جو ساتھ تھا جھکا دیا۔ کشتی میں اس کے پاس حاضر ہوئے۔ انھیں امان دی گئی۔ تقرب عطا ہوا۔ صلہ ملا۔ خلعت سے سرفرازی ہوئی۔ اس وقت فاسق نے کشتیوں کو نہر کی جانب لوٹا کے باہر نکلنے سے روکنے کا حکم دیا دن چڑھے آخر وقتوں میں یہ صورت پیش آئی۔ ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو نہر المبارک کی چھاؤنی واپس جانے کا حکم دیا۔ اس دن بھی ابو احمد سے اس کے واپس ہونے کے وقت زنجیوں کی مخلوق کثیر امان کی طالب ہوئی۔ یہ مطالبہ اس نے قبول کر لیا۔ انھیں چھوٹی بڑی کشتیوں میں سوار کرایا اور حکم دیا کہ انھیں خلعت دیا جائے۔ انعام دیا جائے۔ مقربان بارگاہ میں ان کو شمار کیا جائے۔ جو لوگ ابو العباس کے ماتحت ہیں انھیں کی ذیل میں وہ بھی رہیں۔

ابو احمد کی روانگی نہر جطی

آخر وقت عشاء کے بعد ابو احمد کوچ کر کے اپنے لشکر پہنچا۔ وہاں اس نے جمعہ و شنبہ و یک شنبہ کو قیام کیا۔ لشکر کو ایسی جگہ منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔ جہاں سے معرکہ جنگ نزدیک ہو۔ ۲۴/ رجب ۲۶۷ھ یوم دوشنبہ کو چھوٹی کشتی میں سوار ہوا۔ ابو العباس اور اس کے موالی اور غلاموں کے سردار ہم رکاب تھے۔ جن میں زیرک و نصیر بھی تھے۔ نہر جطی میں آیا جو دجلہ کی شرقی جانب نہر الیہودی کے مقابل ہے۔ وہاں ٹھہر کے اپنے مقصد کا اندازہ کیا اور واپس گیا۔ ابو العباس اور زیرک اور نصیر کو چھوڑ دیا۔ خود اپنی چھاؤنی واپس آیا۔ حسب الحکم منادی کر دی گئی کہ نہر جطی میں جو جگہ نامزد ہو چکی ہے وہیں سے کوچ ہو۔ راستوں کے درست کرنے اور نہروں پر پل باندھنے کے بعد چوپایوں کو لے جانے کا حکم دیا۔ ۲۵/ رجب یوم سہ شنبہ کو تمام لشکر کے ہمراہ صبح کو روانہ ہو کے یہاں تک کہ نہر جطی میں اترا۔

۱۴/شعبان ۲۶۷ھ یوم شنبہ تک قیام کیا۔ اس زمانے میں کسی قسم کی کوئی جنگ نہیں کی۔ اس دن سوار و پیادہ لشکر کے ہمراہ اس طرح روانہ ہوا کہ تمام سوار ہمرکاب تھے۔ پیادہ لشکر اور رضا کار مجاہدین کو چھوٹی بڑی کشتیوں میں اس طور پر کر دیا تھا کہ ان میں سے ہر شخص زرہ سے مسلح تھا۔ روانہ ہوا۔ فرآت آیا اور فاسق کے لشکر کے مقابل ہو گیا۔ اور اس زمانے میں ابواحمد کے ساتھی اور اس کے متبعین تقریباً پچاس ہزار تھے یا کچھ زیادہ ہوں گے۔ فاسق کے ساتھ تین لاکھ انسان تھے جو سب کے سب لڑتے یا مدافعت کرتے تھے۔ کتنے ہی تیغ آزما' نیزہ زن تیر انداز' سنگباز اور منجنیق سے پتھر پھینکنے والے تھے۔ جن کا حال سب میں کمزور تھا وہ اپنے ہاتھ سے پتھر پھینکتے تھے۔ وہی لوگ تماشائی تھے جو مجمع کو بڑھاتے چیخ پکار سے شور مچاتے' عورتیں بھی ان تمام امور میں ان کی شریک تھیں۔

عام معافی کا اعلان:

ابواحمد نے اس روز فاسق کے لشکر کے مقابل قیام کیا' یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ اس کے حکم سے منادی کر دی گئی کہ سوائے خبیث کے تمام لوگوں کے لئے امان کا دروازہ کھلا ہوا ہے' خواہ زنجی ہوں یا نہ ہوں۔ تیروں میں پرچے باندھ دیئے گئے جن میں امان اور لوگوں سے احسان کا وعدہ تھا۔ ان تیروں کو خبیث کے لشکر میں پھینک دیا گیا تو اس کی جانب گمراہوں کے دل خوف و طمع کی بنا پر مائل ہو گئے' اسی روز بہت بڑی جماعت جنھیں کشتیاں لا رہی تھیں اس کے پاس آ گئی۔ اس نے انھیں صلہ دیا اور نیکی کی۔ پھر اپنی چھاؤنی کی جانب واپس ہوا جو نہر جطی میں تھی۔ اس دن بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ موالی میں سے دو سردار حاضر ہوئے۔ ایک بکتمر اور دوسرا الغلاغر جو مع اپنے ساتھیوں کے تھے۔ ان دونوں کی آمد ابواحمد کے ساتھیوں کی قوت میں اضافہ کا باعث ہوئی۔

صاحب الزنج کا محاصرہ:

نہر جطی سے اس چھاؤنی کی جانب ابواحمد نے کوچ کیا جس کی اصلاح اور اس کی نہروں پر پل باندھنے اور اس نہر کے کاٹنے کا حکم دیا تھا کہ اسے فرات سے بصرہ تک فاسق کی بستی کے مقابل وسعت دے۔ چھاؤنی میں اس کا نزول نصف شعبان ۲۶۷ھ یوم یک شنبہ کو ہوا۔ یہاں ٹھہر کے اپنے سرداروں اور ساتھیوں کے مراتب ترتیب دیئے۔ نصیر کو اس لشکر کے ہراول میں چھوٹی بڑی کشتیوں کا سردار بنایا جس کا آخری حصہ نہر جوی کور کے مقابل تھا۔ زیرک ترک کو مع اس کے ساتھیوں کے ابوالعباس کے مقدمہ کا سردار بنایا' نہر ابی الخصیب کے جس کا نام نہر الاتراک ہے اور نہر المغیرہ کے درمیان جوی کور واقع ہے۔ اپنے دربان یعلی بن جہستار کو مع اس کے لشکر کے زیرک کے تابع کیا۔ ابواحمد اور اس کے دونوں بیٹوں کے خیمے موضع دیر جابیل کے مقابل تھے۔ اپنے آزاد غلام راشد کو مع اپنے ترکی اور تنگ چشم خزر اور رومی اور دیلمی اور طبری اور مغربی اور زنجی غلاموں کے نہر ہطمہ پر اتارا۔

صاعد بن مخلد کو جو موالی و غلاموں کے لشکر پر تھا راشد کے لشکر پر سردار بنایا۔ مسرور البلخی کو مع اس کے لشکر کے نہر سندادان پر اتارا' افضل اور محمد فرزندان موسیٰ بن بغا کو مع ان لشکروں کے نہر ہالہ پر اتارا۔ موسیٰ دالجویہ کو مع اس کے لشکر اور ساتھیوں کے ان دونوں کے تابع کر دیا۔ بغراج ترک کو اپنے ساقہ پر کیا جہاں وہ نہر جطی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ وہیں مقیم ہو گئے۔

ابواحمد کی حکمت عملی:

ابواحمد نے خبیث کے حال اور اس کے مقام کی حفاظت اور اس کی جماعت کی کثرت کا جو عالم دیکھا اس نے اندازہ کر لیا کہ

بجز اس کے چارہ نہیں کہ ثابت قدم رہیں۔ صبر کریں محاصرہ کئے رہیں جو ان میں سے توبہ کرے اس کو امان دیں احسان کریں لیکن جو گمراہی سے باز نہ آئیں ان کو سختی سے پراگندا کرنے کی تدبیر کی جائے۔ چھوٹی کشتیاں درکار ہوئیں۔ ایسے آلات وادوات کی ضرورت پڑی جن سے پانی میں جنگ کی جاتی ہے۔ خشکی اور تری میں غلہ لانے کے لئے قاصد بھیجے۔

موفقیہ چھاؤنی کی تعمیر:

نو آباد شہر کی چھاؤنی میں جس کا نام ''موفقیہ'' رکھا تھا سامان رسد جاری رکھنے کا انتظام کیا۔ اطراف کے عاملوں کو موفقیہ کے بیت المال میں باج وخراج روانہ کرنے کو لکھا۔ ایک قاصد کو سیراف اور جنابا کثیر تعداد میں چھوٹی کشتیاں بنوانے کو بھیجا اس لئے کہ ان چھوٹی کشتیوں کو ان مقامات میں ترتیب دینے کی ضرورت تھی جہاں سے دغا باز اور اس کے گروہوں کی رسد منقطع کر دی جائے۔ عاملان اطراف کو احکام بھیجے کہ ایسے کارگذار اشخاص روانہ کریں جو دفتری کام کی صلاحیت رکھتے ہوں اور کام کے خواہش مند بھی ہوں۔ تقریباً ایک ماہ ٹھہر کر انتظار کرتا رہا۔ غلے اس طرح پے در پے آ گئے کہ ایک کے پیچھے ایک آ رہا تھا' تاجروں نے مختلف قسم کا اسباب تجارت تیار کیا اور اسے شہر الموفقیہ لے گئے بازار بنائے گئے۔ تاجروں کی اور ہر شہر سے اسباب لانے والوں کی کثرت ہوگئی۔ دریائی کشتیاں بھی آئیں۔ جن کی آمد کچھ اوپر دس برس سے فاسق اور اس کے ساتھیوں کی رہزنی کے باعث بند تھی۔ جامع مسجد بنائی اور اس میں لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا دارالضرب بنائے جن میں دینار و درہم ڈھالے گئے۔ شہر میں راحت کی تمام چیزیں جمع ہو گئیں۔ ہر قسم کی نفع کی چیزیں لائی گئیں۔ باشندوں سے کوئی ایسی شے ناپید نہ تھی جو بڑے بڑے پرانے شہروں میں پائی جاتی ہو۔ مال ومتاع لائے گئے۔ لوگوں کو تنخواہیں ٹھیک وقت پر ملنے لگیں۔ جس سے فراغت ہوگئی۔ حالت سنبھل گئی' حتیٰ کہ تمام لوگ شہر الموفقیہ جانے اور اس میں رہنے کی خواہش کرنے لگے۔

بہبوذ کا اچانک حملہ:

خبیث نے ابو احمد کے شہر الموفقیہ میں اترنے کے دو دن بعد بہبوذ بن عبدالوہاب کو حکم دیا۔ لوگ غافل تھے۔ اس نے بڑی کشتیوں کے ہمراہ ابو حمزہ کے لشکر کے کنارے کی جانب عبور کر کے حملہ کر دیا۔ ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کیا۔ ان جھونپڑوں کو جلا دیا جو اس مقام پر عمارت بنانے سے پہلے تھے۔

ابو العباس اور الہمدانی کی جنگ:

ابو احمد نے اس واقعے کے وقت نصیر کو اپنے ساتھیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا کہ کسی کو اپنے لشکر سے جدا نہ ہونے دیا جائے اس کے لشکر کو ہر طرف سے ان چھوٹی بڑی کشتیوں سے میان روذان کے آخر تک اور القندل اور ابرسان تک گھیر لیا جائے جن میں پیادہ لشکر ہو۔ فاسق کے ان ساتھیوں پر حملہ کرنے کے لئے جو وہاں ہیں۔ میان روذان میں فاسق کے سرداروں میں سے ابراہیم بن جعفر الہمدانی بھی مع چار ہزار زنجیوں کے اور محمد بن ابان عرف ابوالحسن برادر علی بن ابان القندل میں مع تین ہزار کے اور عرف الدور ابرسان میں مع پندرہ سو زنجیوں اور جبائیوں کے تھے۔ ابو العباس نے الہمدانی سے ابتدا کی اس پر حملہ کیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں جاری رہیں جن میں الہمدانی کے ساتھیوں میں سے مخلوق کثیر قتل ہوئی ایک جماعت قید ہوئی اور الہمدانی اپنی کشتی میں بچ گیا۔ جو خاص اپنے ہی لئے مہیا کی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر المہلبی کے بھائی ابوالحسن سے جا ملا۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے ان تمام

اشیاء پر قبضہ کرلیا جو زنجیوں کے ہاتھ میں تھیں۔ انھیں اپنے لشکر اٹھالے گئے۔

ایک زنجی گروہ سے حسن سلوک:

ابو احمد نے اپنے فرزند ابو العباس کو ان لوگوں کو امن دینے کا حکم دے دیا تھا۔ جو اس کی خواہش کریں۔ کہ جو اس کے پاس آ ئے اس کے لئے احسان کا ذمہ دار ہو۔ ایک گروہ اس کے پاس امان کے لئے گیا اس نے انھیں امان دی اپنے والد کے پاس لے گیا۔ جس نے ہر شخص کو اس کے واقعی مرتبے کے موافق خلعت دیئے' انعام دیئے اور حکم دیا کہ ان کو نہر ابو الخصیب کے مقابل کھڑا کیا جائے انھیں ان کے ساتھی دیکھیں۔ ابو احمد نے ٹھہر کر دغا باز سے یہ چال کی کہ جو زنجی اس کی جانب رجوع کریں ان کو امان دے کے توڑ لیا جائے' اور جو اپنی اڑ پر قائم رہیں ان کا محصور رکھیں۔ تنگ کریں' رسد بند کر دیں کہ ہر قسم کے فوائد و منافع ان سے منقطع ہو جائیں۔

بہبوذ کا ایک تجارتی قافلہ پر حملہ:

علاقہ اہواز و مضافات کے غلے اور گوناگوں اشیائے تجارت نہر بیان کی راہ سے لائی جاتی تھیں۔ کسی شب اپنے بہادروں کے ہمراہ بہبوذ روانہ ہوا۔ اسے ایک قافلے کے ہر قسم کے مال تجارت اور غلے لانے کی خبر ملی تھی۔ کھجور کے باغ میں لشکر پوشیدہ کر دیا۔ قافلہ آیا تو نکل آیا۔ وہ لوگ غافل تھے بہتوں کو قتل و قید کیا۔ جو مال چاہا لے لیا۔ ابو احمد نے اس قافلے کی رہنمائی کے لئے ایک شخص کو مع ایک جماعت کے روانہ کیا تھا۔ مگر اس شخص کو جو اس غرض کے لئے بھیجا گیا تھا بہبوذ کے ساتھیوں کی کثرت تعداد اور سواروں پر تنگی مقام کی وجہ سے مقابلے کی طاقت نہ رہی۔

بحری راستوں پر ابو العباس کا تقرر:

جب یہ خبر ابو احمد کو پہنچی تو بہت گراں گذری کہ جان کا بھی زیان ہوا اور تجارت میں خسارت ہوئی۔ عوض دینے کا حکم دیا۔ جو کچھ جاتا رہا تھا۔ اس کے مثل انھیں دینے کا وعدہ کیا۔ بیان اور ان دوسری نہروں کے دہانے پر چھوٹی کشتی مقرر کی' جن میں سواروں کا چلنا اور بہبوذ کی جانب آنا غیر ممکن تھا۔ اس کے پاس درست ہو کے چند کشتیاں آئیں تو اس نے ان آدمیوں کو ترتیب سے بٹھایا۔ سرداری اپنے فرزند ابو العباس کے سپرد کی' حکم دیا۔ کہ ہر ایسے مقام پر پہرہ مقرر کرے جہاں سے فاسقوں کے پاس رسد آتی ہے۔ ابو العباس دہانہ بحر میں کشتیوں میں روانہ ہوا۔ تمام راستے سرداروں کے حیطہ ضبط میں آ گئے اور معاملے کو نہایت مضبوط کر لیا۔

اسحاق بن کنداج کی کارگذاری:

اسی سال کے رمضان میں اسحاق بن کنداج اور اسحاق بن ایوب اور عیسیٰ ابن الشیخ اور حمدان الشاری اور ان لوگوں کے درمیان جو قبائل ربیعہ و تغلب و بکر و یمن میں سے ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ ایک جنگ ہوئی جس میں ابن کنداج نے ان لوگوں کو نصیبین تک بھگا دیا۔ آمد کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔ مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔ وہ لوگ آمد میں اترے۔ باہم کئی لڑائیاں ہوئیں۔

صندل الزنجی کا قتل:

اسی سال کے رمضان میں صندل الزنجی قتل کیا گیا اس کے قتل کا سبب یہ ہوا (جیسا کہ بیان کیا گیا) کہ خبیث کے ساتھیوں نے

اسی سال یعنی ۲۶۷ھ میں ۲/ رمضان کو نصیر وزیرک کے لشکر پر حملے کے ارادے سے عبور کیا۔ لوگوں نے انھیں تاڑ لیا۔ ان کی جانب نکلے' انھیں نامراد واپس کر دیا۔ صندل پر وہ فتح مند ہو گئے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ عادۃً صندل کو یہ دردِ سر لاحق تھا کہ آزاد و شریف مسلمان بیبیوں کے چہروں اور سروں کو کھولا کرتا تھا اور ان کی آزادی کو باندیوں کی حالت میں بدل دیتا تھا۔ اگر ان میں سے کوئی عورت رکتی تھی تو اس کے چہرے پر مارتا تھا اور کسی زنجی کافر کو دے دیتا تھا جو اسے بہت کم قیمت پر فروخت کر ڈالتا تھا۔ جب اسے ابواحمد کے پاس لایا گیا تو اس کے دونوں ہاتھ باندھے گئے تیر مارے گئے' پھر اس نے حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی سال کے رمضان میں زنجیوں کی بہت بڑی مخلوق نے ابواحمد سے امن کی درخواست کی۔

باب ۳

صاحب الزنج کا زوال

زنجی سردار مہذب کی امان طلبی:

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' خبیث کے مذکورہ بالا ساتھیوں اور رئیسوں اور بہادروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام مہذب تھا۔ ابواحمد سے امان کی درخواست کی تھی' اسے چھوٹی کشتی میں سوار کر کے ابواحمد کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ افطار کے وقت سامنے لایا گیا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ خیر خواہ بن کر امان کی خواہش سے آیا ہے۔ زنجی اسی وقت شب خون مارنے کو ابواحمد لشکر کی جانب عبور کرنے کو تیار ہیں۔ جن لوگوں کو فاسق نے اس غرض کے لئے نامزد کیا ہے وہ بڑے بہادر اور شجاع ہیں۔ ابواحمد نے لوگوں کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ جو ان سے جنگ کریں' انھیں عبور کرنے سے روکیں اور کشتی کے ذریعے سے مقابلہ کریں۔ جب زنجیوں کو یہ معلوم ہوا کہ انھیں تاڑ لیا گیا ہے تو بھاگتے ہوئے پلٹ گئے۔ پھر زنجیوں وغیرہ میں سے بہت سے طالبان امان پے در پے آنے لگے۔ ان سیاہ وسفید لوگوں کی تعداد جو ۲۶۷ھ میں آخر رمضان تک ابواحمد کے لشکر میں آئے پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔

آل معاذ بن مسلم پر عتاب:

اسی سال شوال میں الخجستانی کے نیشاپور میں داخل ہونے اور عمرو بن اللیث اور اس کے ساتھیوں کے بھاگنے کی خبر آئی اس نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ نہایت بدخلقی کی۔ آل معاذ بن مسلم کے مکانات منہدم کر دیئے۔ ان میں سے جس پر قابو پایا اسے مارا۔ ان کی جائدادوں پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن طاہر کا ذکر چھوڑ دیا۔ اور خراسان کی بستیوں میں جن پر غالب آیا ان کے منبروں پر اس کے لئے اور المعتمد کے لئے دعا کی۔ ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں کے لئے دعا ترک کر دی۔

اسی سال شوال میں ابوالعباس کی زنجیوں کے ساتھ وہ جنگ ہوئی جس میں ان کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی۔

صاحب الزنج کا شب خون کا منصوبہ:

اس کا سبب یہ ہوا کہ فاسق نے اپنے سرداروں کی ہر جمعیت سے بہادر طاقت وروں کا انتخاب کر لیا۔ المہلبی کو ان کے عبور کرانے کا حکم دیا کہ ابواحمد کے لشکر پر شب خون مارے۔ تقریباً پانچ ہزار نے عبور کیا' جن میں اکثر زنجی تھے۔ ان میں تقریباً دو سو سردار تھے۔ دجلہ کی شرقی جانب عبور کر کے یہ قصد کیا کہ جتنے سردار ہیں نخلستان کی سرحد پر جو بیابان کے متصل سے چلے جائیں کہ ابواحمد کے لشکر کی پشت پر ہو جائیں۔ ایک بڑی جماعت چھوٹی بڑی کشتیوں اور عارضی پلوں پر عبور کر کے ابواحمد کے لشکر کے سامنے آ جائے۔ جب ان میں جنگ چھڑ جائے تو خبیث کے وہ سردار جو عبور کر چکے ہیں اس حالت میں ابواحمد کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ غافل ہوں اور اپنے سامنے والوں سے جنگ میں مشغول ہوں' اس نے یہ اندازہ کیا کہ اس طریقے سے جو کچھ اس نے چاہا ہے وہ مہیا ہو جائے گا۔

ابواحمد کو شب خون کے منصوبہ کی اطلاع:

رات بھر لشکر کو فرات میں ٹھیرایا کہ صبح کے وقت حملہ کریں۔ ملاحوں میں سے ایک غلام نے ابواحمد سے امان طلب کی' اسی کے ساتھ اس قرارداد کی خبر بھی دی ابواحمد نے ابوالعباس کو اور سرداروں اور غلاموں کو اس علاقے پر مامور کیا۔ جہاں خبیث کی جمعیت

تھی۔ غلاموں کے سرداروں میں سے ایک جماعت کو سواروں کے ہمراہ فرات میں اس سرحد پر روانہ کیا جو النخل کے آخر میں ہے کہ وہ ان کے نکلنے کی راہ کو منقطع کر دے۔ چھوٹی بڑی کشتی والے دریائے دجلہ میں پھیل گئے۔ پیادہ لشکر کو النخل کی جانب سے ان کی طرف جانے کا حکم دیا۔

زنجی سرداروں کا قتل:

جب فاجروں نے دیکھا کہ ان پر وہ مصیبت آ گئی جس کا انھیں گمان بھی نہ تھا تو وہ نجات کی تلاش میں دوبارہ اسی راستے پر پلٹے جس سے آئے تھے۔ ان کا قصد ''جویث بارویہ کا تھا' ان کے لوٹنے کی خبر الموفق کو پہنچی تو اس نے ابوالعباس اور زیرک کو اس طور پر کشتیوں میں روانہ ہونے کا حکم دیا کہ ان سے پہلے نہر پہنچ جائیں اور انھیں اس کے عبور کرنے سے روکیں۔ اپنے ایک غلام کو جس کا نام ثابت تھا اور بہت سے حبشی غلاموں پر سردار تھا' حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کی عارضی پلوں اور کشتیوں کے ذریعے اللہ کے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے جائے وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ ثابت نے اپنی جماعت کے ہمراہ ان لوگوں کو جویث بارویہ میں پالیا۔ وہ ان کی طرف نکلا اور ان سے طویل جنگ کی۔ وہ لوگ اس کے مقابلے میں جم گئے اور اس کی جماعت کا انھوں نے مقابلہ کیا۔ حالانکہ وہ مع اپنے ساتھیوں کے تقریباً پانچ سو آدمی تھے۔ اس لئے کہ وہ پورے نہ ہونے پائے تھے۔ ان لوگوں نے خود اس کا لالچ کیا۔ اس نے ان پر زبردست حملہ کیا اور ان پر ٹوٹ پڑا۔ اللہ نے اسے ان کے بازو عطا کر دیئے۔ کتنے ہی مقتول اور امیر اور فریق اور پانی میں تیرنے کی طاقت بھر غوطہ لگانے والے تھے' جنھیں چھوٹی بڑی کشتیوں نے دجلہ اور نہر میں سے نکال لیا تھا۔ سوائے نہایت قلیل کے لشکر میں سے کوئی نہیں بچا۔

زنجی سرداروں کے سروں کی تشہیر:

ابوالعباس فتح و فیروزی کے ساتھ اس طرح واپس ہوا کہ اس کے ہمراہ ثابت بھی تھا۔ سروں کو کشتیوں میں لٹکا دیا گیا تھا۔ قیدیوں کو سولی چڑھا دیا گیا تھا۔ ان کو ان کی بستی کے سامنے پیش کیا' تا کہ ان کے گروہ والے ڈریں۔ جب انھوں نے دیکھا تو بہت گھبرائے اور انھیں ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ قیدیوں اور سروں کو الموفقیہ میں داخل کر دیا گیا۔

ابواحمد کو یہ خبر پہنچی کہ صاحب الزنج نے اپنے ساتھیوں کو دھوکا دیا ہے۔ اور انھیں یہ وہم دلایا ہے کہ وہ سر جو بلند کئے گئے تھے وہ تصویریں ہیں جو ان کے لئے بنائی گئی ہیں تا کہ وہ ڈریں' اور وہ قیدی بھی جو امن مانگنے والوں میں سے تھے' بنا لئے گئے ہیں۔ یہ خبر سن کے الموافق نے ابوالعباس کو تمام سروں کو جمع کر کے فاسق کے محل کے سامنے لے جانے اور منجنیق کے ذریعے سے جو کشتی میں لگی ہوئی تھی خبیث کے لشکر کی طرف پھینکنے کا حکم دیا۔ جب سر ان کی آبادی میں گرے اور مقتولین کے وراثوں نے اپنے ساتھیوں کے سر پہچان لئے تو علانیہ رونا دھونا شروع ہو گیا اور انھیں فاجر کا کذب اور اس کی دغا بازی اچھی طرح معلوم ہو گئی۔

اسی سال کے شوال میں ابن ابی الساج کے ساتھیوں کی الہیصم العجلی کے ساتھ وہ جنگ ہوئی جس میں انھوں نے اس کے مقدمے کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر پر غالب آ کے قبضہ کر لیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں نہر ابن عمر میں صاحب الزنج کے لشکر سے زیرک کی وہ جنگ ہوئی جس میں زیرک نے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا۔

زنجیوں کا سلطانی کشتیوں پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ صاحب الزنج نے چھوٹی کشتیاں بنانے کا حکم دیا تھا۔ بنائی گئیں تو انھیں اس نے ادھر کر دیا جہاں جنگ ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی چھوٹی کشتیوں کو بہبوذ اور نصر الرومی اور احمد بن الرزنجی کے درمیان تین حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک پر اس کا تاوان لازم کر دیا تھا۔ جو ان میں کسی کے ہاتھ سے ضائع ہو۔ تقریباً پچاس کشتیاں تھیں جن میں تیرانداز اور نیزہ گزار مقرر کر دیئے تھے۔ اپنے سامان اور ہتھیار کے مکمل کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔ انھیں دجلہ میں جا کے شرقی جانب عبور کرنے اور الموفق کے ساتھیوں سے جنگ چھیڑنے کا حکم دیا۔

اس زمانے میں الموفق کی کشتیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے کہ اس کے پاس وہ کشتیاں نہیں آئی تھیں جن کے بنانے کا اس نے حکم دیا تھا۔ جو اس کے پاس تھیں وہ دہانہ بحر اور ان نہروں کے دہانے میں پھیلی ہوئی تھیں جہاں سے زنجیوں کے پاس رسد آتی تھی۔ فاجر کے مددگاروں کی حالت مضبوط ہوگئی۔ انھیں الموفق کی کشتیوں میں سے کشتی پر کشتی لے لینے کا موقع مل گیا۔ نصیر عرف ابو حمزہ ان کے قتال سے اور ان کے اوپر حملہ کرنے سے جیسا کہ وہ کیا کرتا تھا۔ اپنے ساتھ کی کشتیوں کی قلت کی وجہ سے باز رہا۔ حالانکہ الموفق کی اس زمانے کی اکثر کشتیاں نصیر ہی کے ساتھ تھیں اور وہی ان کے معاملات کا نگران تھا۔ اس سبب سے الموفق کے لشکر والے ڈرے اور انھیں یہ خوف ہوا کہ کہیں زنجی لشکر پر پیش قدمی نہ کریں کہ اتنے میں وہ کشتیاں آ گئیں' جن کے جنابا میں بنانے کا حکم تھا۔ اس نے دجلہ میں زنجیوں کے ان پر ٹوٹ پڑنے کے خوف سے ابو العباس کو اپنی کشتیوں کے ساتھ جا کے ان کے لینے کا حکم دیا کہ لشکر میں صحیح وسالم پہنچا دے۔ ابو العباس نے انھیں لے آیا' نصیر کے لشکر میں وہ پہنچ گئیں۔ زنجیوں نے دیکھا تو للچائے۔ خبیث نے اپنی کشتیوں کے نکالنے' اپنے ساتھیوں کو ان کے روکنے اور ان کے لوٹنے میں خوب کوشش کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

وصیف کی کارگذاری:

ابو العباس کا ایک بہادر غلام جس کا نام وصیف اور عرف الحجرائی تھا ان کشتیوں میں جو اس کے ہمراہ تھیں تیزی سے بڑھا اور زنجیوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے وہ منتشر ہو گئے۔ اس نے ان کا تعاقب کر کے نہر ابو الخصیب تک بھگا دیا۔ دوران تعاقب میں وصیف اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا۔ غنیم نے اپنی کشتیاں دوبارہ اس پر پھیر دیں۔ وہ ایک تنگ مقام تک پہنچ گیا' جس سے کشتیوں کی پتواریں دوسری پتواروں میں پھنس گئیں۔ وصیف کی کشتی کنارے ہٹ گئی اور ساحل سے ٹکرا کے ٹوٹ گئی۔ دوسروں نے اسے گھیر لیا۔ ہر طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر پناہ کی دیوار سے بھی زنجی اس پر اتر آئے۔ اس نے مع اپنے ساتھیوں کے اتنی سخت جنگ کی کہ یہ لوگ قتل کر دیئے گئے۔ زنجیوں نے ان کی کشتیاں لے لیں اور انھیں نہر ابو الخصیب میں دھکیل دیا۔

ابو العباس کا زنجی کشتیوں پر حملہ:

ابو العباس جنابا کی کشتیوں کو مع ان ہتھیاروں اور آدمیوں کے جو ان میں تھے صحیح وسالم لے آیا۔ ابو احمد نے ابو العباس کو تمام کشتیوں کی سرداری اور ان کے ذریعے سے جنگ کرنے اور ان لوگوں کے مقامات رسد کو ہر سمت سے منقطع کرنے کا حکم دیا۔ کشتیاں درست کی گئیں' اور ان میں منتخب تیرانداز و نیزہ باز ترتیب سے بٹھائے گئے۔ پوری طرح مضبوطی پیدا کر لی گئیں' ان مقامات میں ان

کو مقرر کیا جہاں خبیث کی کشتیاں شورش و ہنگامہ برپا کرتی ہیں۔

عادت کے مطابق خبیث کی کشتیاں سامنے آئیں۔ ابوالعباس اپنی کشتیاں لے کے مقابلے کو نکلا' بقیہ ساتھیوں کو یہ حکم دیا کہ اس کے حملہ کرتے ہی وہ بھی حملہ کر دیں' لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان میں گھس گئے' تیر برسانے' نیزہ چلانے' اور پتھر مارنے لگے' اللہ نے دشمنوں کو ذلیل کر دیا۔ پشت پھیر کر بھاگے ابوالعباس نے تعاقب کر کے انھیں نہر ابوالخصیب میں دھکیل دیا۔ ان کی تین کشتیاں ڈوب گئیں۔ دو کشتیاں مع لڑنے والوں اور ملاحوں کے جو ان میں تھے لے لی گئیں۔ جن پر فتح ہوئی' ابوالعباس نے ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا۔

محمد بن الحارث کی امان طلبی:

خبیث نے جب یہ مصیبت دیکھی جو اس کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تو اپنے محل کے سامنے کے میدان سے کشتیوں کے نکالنے سے رک گیا۔ سوائے ان اوقات کے جن میں دجلہ الموفق کی کشتیوں سے خالی ہوا ان کشتیوں کے ساحل سے آگے بڑھانے کو منع کر دیا۔ ابوالعباس کے حملے سے زنجیوں کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی۔ خبیث کے بڑے بڑے ساتھیوں نے امان حاصل کر لی۔ ان میں محمد بن الحارث العمی بھی تھا۔ اس کے سپرد لشکر منکی اور اس شہر پناہ کی حفاظت تھی جو الموفق کے لشکر کے متصل تھی۔ ایک جماعت کے ساتھ رات کے وقت نکل آیا۔ الموفق نے اسے بہت سے انعامات دیئے۔ خلعت دیا۔ گھوڑے مع ساز و براق مرحمت فرمائے اور خاطر خواہ عطا جار کر دی۔

زوجہ محمد بن الحارث کا نیلام:

محمد بن الحارث نے اپنی بیوی کے لانے کی بھی تدبیر کی تھی' جو اس کے چچا کی بیٹی تھی۔ مگر وہ عورت اس سے ملنے سے عاجز رہی۔ اسے زنجیوں نے پکڑ لیا اور خبیث کے پاس لوٹا لے گئے۔ اس نے ایک مدت تک اس کو قید رکھا' پھر نکال کر بازار میں اس پر صدا لگانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ فروخت کر دی گئی۔

احمد البرذعی کی اطاعت:

احمد البرذعی بھی امان حاصل کرنے والوں میں تھا کہا گیا ہے کہ وہ خبیث کے ان آدمیوں میں جو المہلبی کے ماتحت تھے سب سے زیادہ بہادر تھا۔ زنجیوں کے سرداروں میں سے مدید اور ابن انکلویہ اور منینہ بھی امان لینے والوں میں سے تھے۔ ان سب کو اس نے خلعت دیئے۔ بہت سے انعامات دیئے گئے اور انھیں گھوڑے کی سواری دی گئی۔ سب کے ساتھ اس نے اچھا برتاؤ کیا۔ خبیث سے رسد کے مقامات منقطع ہو گئے۔ راستے بند کر دیئے گئے۔

معرکہ نہر ابن عمر:

خبیث نے شبل اور ابوالنداء کو جو اس کے پرانے معتمد علیہم رفیق تھے اور ان پر وہ بھروسا کیا کرتا تھا۔ دس ہزار از زنجیوں کے ہمراہ نہر الدیر اور نہر المراۃ اور نہر ابی الاسد کے راستے ان نہروں سے البطیحہ کی جانب مسلمانوں کے لوٹنے اور جو غلہ اور ماکولات پائیں اس کو چھین لینے کی غرض سے نکلنے کا حکم دیا کہ واسط اور بغداد اور اس کے اطراف سے جو غلہ الموفق کے لشکر میں آتا ہے وہ منقطع ہو جائے۔ جب الموفق کو ان کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس نے زیرک کو جو ابوالعباس کے مقدمے کا سردار تھا نامزد کیا۔ اسے مع اپنے

ساتھیوں کے ان کی طرف جانے کا حکم دیا۔ پیادہ لشکر میں سے جن کو اس نے منتخب کیا اس کے ساتھ کر دیا۔ زیرک چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اس نے پیادہ لشکر کو ڈونگیوں اور ہلکی کشتیوں میں سوار کر کے تیزی سے روانہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ نہر الدیر پہنچا' مگر اسے وہاں ان لوگوں کی کوئی خبر نہ معلوم ہوئی تو وہاں سے وہ شبق شیریں گیا۔

پھر نہر عدی میں روانہ ہوا یہاں تک کہ نہر ابن عمر کی طرف نکلا تو اسے زنجیوں کا لشکر اتنے مجمع کے ساتھ ملا کہ اس کی کثرت نے اسے خوف زدہ کر دیا۔ اس نے ان کے جہاد میں اللہ سے دعائے خیر کی اور ان پر اپنے بصیرت اور استقلال والے ساتھیوں کے ہمراہ حملہ کر دیا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ بھاگے۔ اسلحہ سے پورا کام لیا۔ بڑا رن پڑا بہتیرے غرق کر دیئے اور بہتوں کو گرفتار کرلیا۔

ان کی کشتیوں میں سے وہ لے لیں جن کا لینا ممکن ہوا' اور وہ غرق کر دیں جن کا غرق کرنا ممکن ہوا۔ جو کشتیاں لیں وہ تقریباً چار سو تھیں۔ جو قیدی اور سر ہمراہ تھے وہ لے کے الموفق کے لشکر میں آ گیا۔ اور اسی سال ۲۴/ ذی الحجہ کو خود الموفق اور اس کے لشکر نے فاسق کی بستی کو اس کی جنگ کے لئے عبور کیا۔

موفق کا دریا عبور کرنے کا سبب:

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ فاسق کے ساتھیوں کے رؤسا نے جب یہ دیکھا کہ ان پر یہ مصیبت نازل ہے کہ جو ان میں سے نکلا قتل کیا گیا اور جو بستی میں رہا اس پر سخت محاصرہ کیا گیا تو پھر ان میں سے کوئی نہیں نکلا۔ اور اس شخص کا حال دیکھا جو ان میں سے امان کے ساتھ نکلا اس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اس کے جرم سے درگزر کی گئی تو وہ لوگ امان کی طرف مائل ہو گئے اور ہر طرح سے بھاگنے لگے اور ابو احمد کی امان میں جانے لگے۔

جب بھی اس کی طرف جانے کا راستہ پا لے۔ اس سے اس پر رعب بیٹھ گیا اور اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اس نے ہر اس سمت میں جس میں اس کے لشکر سے بھاگنے کا راستہ تھا دربان اور محافظ مقرر کر دیئے۔ اور انھیں ان اطراف کے روکنے کا حکم دیا اور نہروں کے دہانوں پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو اس سے کشتیوں کے نکلنے کو روکیں۔ اس نے ہر سڑک اور راستے اور بنائے تا کہ اس کی بستی سے کوئی نکل نہ سکے۔

زنجی سرداروں کی ایک جماعت کی درخواست:

صاحب الزنج کے سرداروں کی ایک جماعت نے الموفق کو پیام بھیجا۔ جس میں اس سے امان کی درخواست کی تھی کہ وہ جنگ کے لئے لشکر روانہ کرے کہ لوگ اس کے پاس آنے کا موقع پائیں الموفق نے ابو العباس کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ موضع نہر الغربی کی جانب جانے کا حکم دیا۔ اور علی بن ابان اس زمانے میں اس نہر کو گھیرے ہوئے تھا چنانچہ ابو العباس اپنے منتخب ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا اور اس کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیاں اور (معابر) عارضی پل کی کشتیاں بھی تھیں اس نے النہر الغربی کا قصد کیا اور المہلبی اور اس کے ساتھی اس کی (ابو العباس کی) جنگ کے لئے تیار ہو گئے تو فریقین کے درمیان آتش جنگ بھڑک اٹھی اور ابو العباس کے ساتھی غالب آئے اور زنجی مغلوب ہو گئے۔

ابو العباس اور علی بن ابان کی جنگ:

فاسق نے سلیمان بن جامع سے مع زنجیوں کی جماعت کثیر کے المہلبی کی امداد کی اور اس روز صبح سے آخر وقت عصر تک برابر

جنگ ہوتی رہی۔ اور اس دن فتح ابوالعباس اور اس کے ساتھیوں کی ہوئی۔ اور خبیث کے سرداروں کی وہ جماعت جنہوں نے امان طلب کی تھی اس کے پاس چلی گئی۔ اور ان کے ہمراہ زنجیوں وغیرہ کے سواروں وغیرہ کی بھی بہت بڑی جماعت تھی۔ تو اس وقت ابو العباس نے اپنے ساتھیوں کو چھوٹی بڑی کشتیوں کی جانب واپس ہونے کا حکم دیا۔ اور وہ بھی واپس ہوا۔ چنانچہ وہ اپنی واپسی میں خبیث کی بستی سے بڑھ گیا' یہاں تک کہ موضع نہر الاتراک تک پہنچا۔

ابوالعباس کا زنجیوں پر دوبارہ حملہ:

اس کے ساتھیوں نے نہر کے اس مقام میں زنجیوں کی اتنی کم تعداد دیکھی کہ انھیں ان لوگوں کا جو وہاں تھے لالچ پیدا ہوا۔ انھوں سے ان زنجیوں کی جانب قصد کیا حالانکہ ان کے اکثر ساتھی مدینہ الموفقیہ واپس ہو چکے تھے۔ وہ لوگ زمین کے قریب ہوئے اور اس پر چڑھے اور انھوں نے ان سڑکوں میں داخل ہونے کی بڑی کوشش کی۔ ان کی ایک جماعت شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئی۔ اور اس پر زنجیوں اور ان کے گروہوں کی بھی ایک جماعت تھی چنانچہ وہاں ان میں سے جس کے پاس پہنچے اسے انھوں نے قتل کر دیا اور فاسق نے انھیں دیکھ لیا وہ لوگ ان کی جنگ کے لئے جمع ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے زیادہ کوشش کی جب ابوالعباس نے خبیثوں کا جمع ہونا اور ان کا متفق ہونا اور ان لوگوں کی کثرت دیکھی جو ان میں سے اس مقام پر واپس آ گئے تھے باوجود اپنے ساتھیوں کی قلت تعداد کے وہ ان لوگوں کے ساتھ جو کشتیوں میں اس کے ہمراہ تھے۔ دوبارہ ان پر پلٹ پڑا اور الموفق کے پاس بطلب امداد قاصد روانہ کر دیا۔

غلاموں میں سے جو بعجلت اس کے لئے تیار ہو گئے اس کی مدد کے لئے چھوٹی بڑی کشتیوں میں اس کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ وہ زنجیوں پر غالب آ گئے اور انھیں شکست دے دی۔ اور سلیمان بن جامع نے جب ابوالعباس کے ساتھیوں کا زنجیوں پر غلبہ دیکھا تھا۔ تو وہ بڑی جماعت کے ہمراہ اوپر چڑھنے کے ارادے سے نہر میں کود پڑا تھا۔ چنانچہ وہ نہر عبداللہ تک پہنچا تھا کہ ابوالعباس کے ساتھیوں نے پشت پھیر لی۔ حالانکہ وہ لوگ اپنی جنگ میں اس شخص کے مقابلے میں جوان سے جنگ کرتا تھا۔ مقابلے میں جمے رہتے تھے۔ اور زنجیوں میں سے جوان سے بھاگتا تھا اس کی تلاش میں پوری کوشش کرتے تھے۔

سلیمان بن جامع کا عقبی حملہ:

سلیمان ان کے پیچھے سے ان پر آ پڑا۔ ڈھول بجے تو العباس کے ساتھی بھاگے اور ان پر زنجی بھی پلٹ پڑے جوان کے سامنے سے بھاگے تھے۔ الموفق کے غلاموں اور اس کے لشکر وغیرہ کی ایک جماعت پر مصیبت آ گئی اور چند جھنڈے اور بھاگنے والے ان زنجیوں کے قبضے میں آ گئے۔ ابوالعباس نے اپنے بقیہ ساتھیوں سے مدافعت کی تو ان میں سے اکثر محفوظ رہے۔ وہ انھیں لوٹا لایا۔ اس واقعے نے زنجیوں اور ان کے پیروؤں کو لالچ میں ڈال دیا اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ پھر الموفق نے خبیث کی جنگ کے لئے اپنے تمام لشکر کے عبور کرانے کا ارادہ کیا اور ابوالعباس کو اور تمام سرداروں اور غلاموں کو عبور کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا اور ہر قسم کی کشتیوں اور عبور کرنے کے عارضی پلوں کے جمع کرنے اور ان کے ان لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

ابواحمد کی پیش قدمی:

صرف اسی دن ٹھیر گیا کہ جس میں اس نے عبور کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو ایسے جھکڑ چلے جنھوں نے اسے اس سے باز رکھا اور

مدت تک تیز و تند ہوا چلتی رہی تو الموفق نے مہلت دے دی۔ آندھی ختم ہونے پر اس نے عبور کیا اور فاجر کے قتال کی تیاری شروع کر دی۔ جب حسب خواہش سب کچھ مہیا ہو گیا تو بڑی جماعت اور پوری تیاری کے ساتھ ۲۴/ ذی الحجہ ۲۶۷ھ یوم چہارشنبہ کو عبور کیا۔ اکثر سپاہیوں کو کشتیوں میں سوار کرانے اور ابوالعباس کو ان کے ہمراہ روانہ ہونے کا حکم دیا۔ تمام پیادہ اور سواروں کے سردار بھی ساتھ تھے۔ عزم یہ تھا کہ نہر منکی کے پچھلے حصے سے فاجروں کے پس پشت سے آئے۔ اپنے آزاد کردہ غلام مسرور البلخی کو نہر غربی کے قصد کا حکم دیا کہ اس کی وجہ سے خبیث اپنے ساتھیوں کے متفرق کرنے پر مجبور ہو جائے۔ نصیر عرف ابوحمزہ اور ابوالعباس کے غلام رشیق کو جو اس کے ساتھیوں میں سے تھا اور اس کی کشتیاں بھی ان کشتیوں کے برابر تھیں جن میں نصیر تھا۔ دہانہ نہر ابوالخصیب کے قصد کا اور خبیث کی کشتیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے خبیث سے کہیں زیادہ کشتیاں فراہم کر لیں۔ سپاہی تیار کر کے مقابلے کے لئے منتخب کر لئے۔

ابواحمد کا شہر پناہ کی ایک دیوار پر قبضہ:

ابواحمد نے مع ان تمام لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے خبیث کے شہر کی دیواروں میں سے اس دیوار کا ارادہ کیا جس کو اس نے اپنے بیٹے انکلائے سے مضبوط کر دیا تھا اور اسے علی بن ابان اور سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر الہمدانی کے ذریعے سے محفوظ کر دیا تھا۔ گوفنوں، منجنیقوں (عرادات) اور ناوک کی کمانوں سے چھپا دیا تھا۔ تیر انداز مجتمع کر دیئے تھے اور اپنا اکثر لشکر جمع کر دیا تھا۔

جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو الموفق نے اپنے تیر انداز اور نیزہ باز غلاموں اور حبشیوں کو اس دیوار کے نزدیک ہونے کا حکم دیا جس میں فاسق جمع تھے۔ اس کے اور ان لوگوں کے درمیان نہر الاتراک حائل تھی جو بہت چوڑی اور بہت گہری تھی وہ لوگ نہر کے پاس پہنچے تو وہ رکے، غل مچا کے عبور کرنے پر برانگیختہ کیا گیا تو پار کر گئے حالانکہ فاسقین پتھر برساتے اور تمام آلات مدافعت سے لڑ رہے تھے۔ مگر ان لوگوں نے ان سب پر صبر کیا یہاں تک کہ نہر سے گزرے اور دیوار تک پہنچ گئے۔ وہ مزدور ان کے ساتھ نہیں پہنچے تھے جو اس کے منہدم کرنے کے لئے مہیا کئے گئے تھے۔ غلام اپنے ہتھیاروں کے ذریعے سے دیوار کے توڑنے پر مقرر ہو گئے۔ اللہ نے یہ مشکل بھی آسان کر دی۔ اس پر چڑھنے کے لئے سہل راہ نکالی۔ چند سیڑھیاں موجود تھیں جن کے سہارے دیوار پر چڑھ گئے۔ وہاں الموفق کا ایک جھنڈا نصب کر دیا۔ فاسقوں نے دیوار کی حفاظت ترک کر دی اور شدید جنگ کے بعد ان لوگوں سے اس کا تخلیہ ہو گیا، اور دونوں فریق کی تعداد کثیر مقتول ہوئی۔ الموفق کے ایک غلام کے (جس کا نام ثابت تھا) پیٹ میں ایک تیر لگا۔ وہ مر گیا یہ غلاموں کے سرداروں اور ان کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھا جب الموفق کے ساتھی دیوار پر غالب آ گئے تو جتنے آلات حرب وضرب اور آتشیں کمانیں اس پر تھیں سب کو جلا دیا۔ علاقے کا تخلیہ کر دیا اور اس کی حفاظت ترک کر دی۔

ابوالعباس کا غلبہ:

ابوالعباس نے لشکر کے ہمراہ نہر منکی کا قصد کیا تھا۔ علی بن ابان المہلبی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقابلے اور روکنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا تو ابوالعباس اس پر غالب آیا۔ اسے شکست دی۔ بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ المہلبی پلٹ کر بھاگا۔ ابوالعباس اس مقام تک پہنچ گیا جہاں سے اس نے فاسق کے شہر میں پہنچنے کا اندازہ کیا تھا جو نہر منکی کے ختم پر تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس مقام سے داخل ہونا سہل ہے۔ خندق تک پہنچا تو اسے اتنا چوڑا پایا کہ اس سے داخل ہونا دشوار تھا۔ اپنے ساتھیوں کو اس امر

پر آمادہ کیا کہ اپنے گھوڑوں کے ذریعے سے عبور کریں۔ پیادہ لشکر نے تیر کر عبور کیا۔لوگ دیوار تک پہنچ گئے۔اس میں اتنا بڑا موکھا کر دیا کہ داخل ہونے کی گنجائش ہوگئی۔اندر گئے تو آگے والے حصے سے سلیمان بن جامع کا مقابلہ ہوا۔جب المہلبی کے وہاں سے بھاگ جانے کی خبر پہنچی تو وہ اس علاقے سے ان لوگوں کی مدافعت کے لئے سامنے آ گیا تھا۔ان لوگوں نے اس سے جنگ کی۔اس جماعت کے آگے الموفق کے دس غلام تھے۔انھوں نے سلیمان اور اس کے کثیر التعداد ساتھیوں کی مدافعت کی۔ان کو بہت مرتبہ شکست دی۔اپنے بقیہ ساتھیوں سے انھیں دفع کر دیا۔یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے اپنے مقامات پر واپس ہو گئے۔

شہر پناہ کی دیوار کی انہدام:

محمد بن حماد نے بیان کیا کہ جب الموفق کے ساتھی اس مقام پر غالب آ گئے جسے فاسق نے اپنے بیٹے اور اپنے مذکورہ بالا ساتھیوں اور اپنے سرداروں سے محفوظ کیا تھا۔الموفق کے ساتھیوں نے اس دیوار کو جس کے پاس تک وہ پہنچے تھے حتیٰ الامکان توڑ پھوڑ ڈالنا چاہا۔ان کے پاس اپنے پھاوڑوں اور آلات انہدام کے ساتھ وہ لوگ پہنچے جو منہدم کرنے کے لئے مہیا کئے گئے تھے۔انھوں نے دیوار میں کئی موکھے کر دیئے۔الموفق نے خندق کے لئے ایک پھیلتا ہوا پل تیار کیا تھا جو اس پر پھیلا دیا گیا۔تمام لوگوں نے عبور کیا خبیثوں نے دیکھا تو خوف زدہ ہو کر اس دوسری دیوار سے بھی بھاگے جس کی انھوں نے پناہ لی تھی۔

علی بن ابان کی شدید مدافعت و پسپائی:

الموفق کے ساتھی اس خائن دغاباز کے شہر میں داخل ہو گئے فاجر اور اس کے گروہ پشت پھیر کے بھاگے۔الموفق کے ساتھی ان کا تعاقب کر رہے تھے' ان میں سے جس کے پاس تک پہنچ جاتے تھے اسے قتل کر ڈالتے تھے۔یہاں تک کہ وہ لوگ نہر ابن سمعان تک پہنچ گئے۔ابن سمعان کا مکان الموفق کے ساتھیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔انھوں نے جو کچھ اس میں تھا اسے جلایا اور منہدم کر دیا۔فاجر نہر ابن سمعان پر بہت دیر تک ٹھہرے اور سخت مدافعت کرتے رہے۔الموفق کے بعض غلاموں نے علی بن ابان المہلبی پر حملہ کیا تو وہ اس سے پشت پھیر کر بھاگا۔اس نے اس کی تہمد کو پکڑ لیا تو اس نے اپنی تہمد کو اتار کے غلام کے حوالے کر دیا اور موت کے قریب پہنچ کر بچ گیا۔الموفق کے ساتھیوں نے زنجیوں پر نہایت سخت حملہ کر کے نہر ابن سمعان سے بھگا دیا اور میدان کے کنارے تک پہنچا دیا۔

ابو احمد کا مراجعت کا حکم:

فاسق کو اپنے ساتھیوں کی شکست کی اور الموفق کے ساتھیوں کی تمام اطراف سے شہر میں داخل ہونے کی خبر پہنچی تو وہ ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر روانہ ہوا۔اسے الموفق کے ساتھی مل گئے حالانکہ وہ لوگ اسے اپنے میدان کے کنارے سمجھتے تھے۔انھوں نے اس پر حملہ کر دیا۔جو لوگ ہمراہ تھے منتشر ہو گئے اور اسے انھوں نے تنہا چھوڑ دیا۔کوئی پیادہ اس کے قریب پہنچ گیا۔اس نے اپنی ڈھال اس کے گھوڑے کے منہ پر ماری۔اور یہ بالکل غروب آفتاب کے وقت ہوا۔الموفق نے اپنے ساتھیوں کو اپنی اپنی کشتیوں میں واپس جانے کا حکم دیا۔وہ اس طرح صحیح و سالم پلٹے کہ وہ خبیثوں کے بہت سے سر لادے ہوئے اور قتل و جراحت اور مکانات اور بازاروں کی آتش زنی میں سے جو کچھ ان کی خواہش تھی اسے حاصل کر چکے تھے۔دن چڑھے فاجر کے سرداروں اور سواروں کی ایک جماعت نے ابو العباس سے امن حاصل کر لیا تھا۔اس لیے ان کے کشتیوں میں سوار کرنے کے لئے توقف کی حاجت ہوئی۔رات کی تاریکی پھیل گئی اور شمالی تیز ہوا چلنے لگی اور جزر یعنی پانی کا اتار بڑھ گیا۔اکثر کشتیاں کیچڑ میں پھنس گئیں۔خبیث نے اپنے گروہوں کو

ابھارا تو ان میں سے ایک جماعت نکلی اور پیچھے رہ جانے والی کشتیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ ان میں کسی قدر کامیاب ہو گئے اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ اسی روز نہر غربی میں اسی دن مسرور البلخی اور اس کے ساتھیوں کے بالمقابل بہبوذ تھا جس نے حملہ کر کے ایک جماعت کو قتل اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے چند گھوڑے اس کے قبضے میں چلے گئے۔ اس واقعے نے الموفق کے ساتھیوں کی خوشی کو مکدر کر دیا۔

زنجی کشتیوں کی غرقابی:

اسی روز خبیث نے اپنی تمام کشتیاں دجلے میں نکال دی تھیں' جن میں رشیق سے جنگ کرنے والے تھے۔ اور رشیق نے ان میں سے چند کشتیوں پر حملہ کر کے کچھ غرقاب کر دیں۔ اور کچھ جلا ڈالیں۔ بقیۃ السیف نہر ابوالخصیب کی جانب بھاگ گئے۔

ایک عرب جماعت کی امان طلبی:

ذکر ہے کہ اس روز فاسق اور اس کے ساتھیوں پر ایسی مصیبت نازل ہوئی جس نے انھیں نہر الامیر اور القندل اور ابرسان اور عباد ان اور تمام دیہات کی جانب منتشر ہونے اور اپنے منہ کے بل بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس روز محمد برادر سلیمان بن موسیٰ الشعرانی اور عیسیٰ بھاگے۔ دونوں البادیہ کے ارادے سے جا رہے تھے کہ الموفق کے ساتھیوں کے واپس جانے کی خبر پہنچی تو پلٹ آئے۔ عربوں کی ایک جماعت بھی بھاگی' جو فاسق کے لشکر میں تھے۔ وہ بصرے چلے گئے۔ انھوں نے ابواحمد سے امان مانگنے کے لئے قاصد بھیجے۔ اس نے انھیں پناہ دی اور ان کے پاس کشتیاں روانہ کیں۔ سوار کرا کے الموفقیہ بھیج دیا۔ حسب حکم انھیں خلعت میں انعام ملے اور وظائف ملنے لگے۔

ریحان بن صالح کی امان طلبی:

فاجر کے ان بڑے بڑے سرداروں میں سے جنھوں نے امان کی خواہش کی ریحان ابن صالح المغربی بھی ہے جو خبیث کے بیٹے عرف انکلائے کے دربانوں کا والی تھا۔ ریحان نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے لئے بطلب امان ایک عریضہ لکھا۔ اس کی درخواست کو قبول کر لیا گیا۔ اس کے پاس زیرک کے سردار کے ہمراہ جو ابوالعباس کے مقدمے کا سردار تھا بہت سی چھوٹی بڑی کشتیاں اور عارضی پل بھیج دیئے گئے۔ زیرک نہر الیہوذ سے روانہ ہو کے اس مقام پر پہنچا جو المطوعہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں اس نے ریحان اور اس کے ان ساتھیوں کو پایا۔ زیرک کے ریحان اور اس کے ساتھیوں کے پاس اس مقام پر پہنچنے کے بارے میں پہلے سے وعدہ ہو چکا تھا۔ زیرک ان لوگوں کو الموفق کے حضور میں لے آیا تو الموفق نے ریحان کے لئے کئی خلعتوں کا حکم دیا۔ چند گھوڑے مع ساز و سامان سرفراز فرمائے اور عمدہ عمدہ عطیات دیئے۔ ساتھیوں کو بھی خلعت ملے۔ مراتب کے موافق انعامات دیئے گئے اور اسے ابوالعباس کے ماتحت کر دیا گیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو سوار کر کے خبیث کے مکان کے روبرو لے جانے کا حکم دیا گیا۔ وہاں وہ لوگ کشتی میں ٹھیر گئے تو لوگوں کو ریحان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق امن کے ساتھ چلے جانے اور انعام و اکرام پانے کی خبر ملی۔ اس وقت ریحان کے ان ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے اور ان کے علاوہ ایک دوسری جماعت نے بھی امن حاصل کر لیا۔ وہ بھی اکرام و احسان کے ساتھ اپنے ساتھیوں میں شامل کر دیئے گئے۔ ریحان کا نکلنا چارشنبے والی جنگ کے بعد ۲۸/ ذی الحجہ یوم یک شنبہ ۲۶۷ھ کو ہوا۔

متفرق واقعات:

اسی سال احمد بن عبداللہ الخجستانی اپنے گمان کے مطابق عراق پر قبضے کے ارادے سے سامنے آیا۔ سمنان تک پہنچا اور اہل

الرائے نے حفاظت کر لی اور اپنے شہر کو مضبوط کر لیا۔ پھر وہ سمنان سے خراسان واپس جانے کو لوٹا۔

اسی سال بسبب شدت گرما شروع ہی میں تعداد کثیر مکے کے راستے سے واپس آ گئی اور زیادہ تعداد روانہ ہوگئی۔ جو لوگ روانہ ہو گئے ان میں سے بہت سے گرمی کی شدت اور بہت سے پیاس کے مارے مر گئے۔ یہ سب شروع ہی میں ہوا۔

اسی سال قبیلہ فزارہ نے تجار پر حملہ کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے ان سے سات سو گٹھری کپڑا چھین لیا۔

اسی سال زمانہ حج میں احمد بن طولون کا عامل مع اپنے لشکر کے اور عمر بن اللیث کا عامل مع اپنے لشکر کے جمع ہوئے۔ ہر ایک نے اپنے ساتھی سے مسجد ابراہیم خلیل الرحمٰن میں منبر کے داہنی جانب اپنا جھنڈا نصب کرنے کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ تولیت اس کے ساتھی کو ہے۔ دونوں نے تلواریں سونت لیں تو بڑے بڑے لوگ مسجد سے نکل گئے۔ ہارون بن محمد کے زنجی غلاموں نے عمرو بن اللیث کے ساتھی کی اعانت کی۔ وہ جہاں چاہتا تھا ٹھیر گیا۔ ہارون نے جو مکے کا عامل تھا خطبے کو مختصر کر دیا اور لوگ صحیح وسالم رہے۔ اس زمانے میں وہ شخص جو ابوالمغیرہ المخزومی کے نام سے مشہور تھا اپنی مختصر سی جمعیت کے ساتھ دربانی کرتا تھا۔

اسی سال الطباع کو سامرا سے جلاوطن کیا گیا۔

اسی سال الجستانی نے اپنے نام کے درہم و دینار ڈھلوائے۔ جن میں سے دینار کا وزن دس وانگ تھا۔ اور درہم کا آٹھ وانگ کہ اس پر الملك والقدارة لله والحول والقوة بالله' لا اله الا الله ' محمد رسول الله لکھا ہوا تھا اور اس کے ایک کنارے المعتمد على الله باليمن والسعادة اور دوسرے کنارے الوافی احمدبن عبدالله لکھا ہوا تھا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۶۸ھ کے واقعات

جعفر بن ابرہیم السجان کو امان:

یکم محرم یوم شنبہ کو جعفر بن ابراہیم السجان نے ابواحمد الموفق سے پناہ مانگی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب وہ جنگ ہوئی جو آخر ذی الحجہ ۲۶۷ھ میں ابواحمد سے ہوئی۔ جس کا ہم نے اس کے قبل ذکر کیا ہے۔ ریحان بن صالح المغربی مع اپنے ساتھیوں کے فاجر کے لشکر بھاگ گیا اور ابواحمد سے جا ملا' اسی لئے خبیث کا قلب کمزور ہو گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ السجان اس کے قابل اعتماد لوگوں میں سے تھا۔ ابواحمد نے السجان کے لئے خلعت وعطایا وانعامات اور تنخواہوں اور سواریوں کا حکم دیا۔ جاگیر مقرر کی گئی اور اسے ابوالعباس کے ماتحت کر دیا گیا۔ اور اسے کشتی میں سوار کر کے فاسق کے محل کے سامنے لے جانے کا حکم دیا۔ فاسق اور اس کے ساتھیوں نے اسے دیکھا۔ السجان نے ان سے گفتگو کی اور انھیں یہ بتایا کہ وہ خبیث کی جانب سے دھوکے میں ہیں۔ اس کے کذب وبدکاری سے اسے جو کچھ واقفیت تھی اس سے انھیں آگاہ کیا۔ اسی دن کہ السجان کو سوار کیا گیا۔ خبیث کے لشکر کے بہت سے سرداروں نے امن حاصل کر لیا۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا گیا۔ امن کے مانگنے اور خبیث کے پاس سے نکلنے میں لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ بعد اس جنگ کے جو ۲۸/ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کو ہوئی تھی۔ ابواحمد اس طرح ٹھیر گیا کہ جنگ کے لئے خبیث کی طرف عبور نہیں کرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو

ربیع الآخر تک اس سے چھوڑے رہا۔

محمد بن اللیث کی شکست و گرفتاری:

اسی سال عمر بن اللیث اپنے عامل فارس محمد بن اللیث کی جنگ کے لئے فارس گیا۔ عمرو نے اسے شکست دی۔ اس کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ محمد بن اللیث ایک جماعت کے ساتھ بچ گیا۔ عمر اصطخر میں داخل ہوا اس کو اس کے ساتھیوں نے لوٹ لیا۔ عمرو نے محمد بن اللیث کی جستجو میں روانہ کیا۔ اس پر کامیابی حاصل ہوگئی اور گرفتار کر کے لایا گیا۔ پھر عمرو شیراز جا کے مقیم ہوگیا۔

اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں ۸/ تاریخ کو بغداد میں زلزلہ آیا اور اس کے بعد تین دن تک سخت بارش ہوتی رہی' چار مرتبہ بجلی گری۔

العباس بن احمد اور احمد بن طولون کی جنگ:

اسی سال العباس بن احمد بن طولون اپنے باپ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ اس کا باپ احمد نکل کر اسکندریہ تک آیا۔ وہ اس پر فتح مند ہوگیا۔ اور اسے مصر تک لوٹا دیا۔ پھر خود بھی اس کے ساتھ مصر کو لوٹ لیا۔

ابو احمد کا دیوار کے انہدام کا حکم:

اسی سال ۱۶/ ربیع الآخر کو ابو احمد نے اس امر کے بعد کہ اس نے اپنے قیام الموفقیہ کے زمانے میں فاجر پر تنگی اور محاصرہ اور اس کے پاس رسد پہنچنے کے انسداد کے ذریعے سے اس کی قوت کو اتنا مضمحل کرنے کے بعد کہ اس کے ساتھیوں میں سے جماعت کثیر نے امن حاصل کر لیا اس کے شہر کی جانب عبور کیا۔ جب اس نے عبور کا ارادہ کیا تو بیان کیا گیا ہے کہ اپنے فرزند ابو العباس کو اس مقام کے قصد کا حکم دیا جس کا اس نے خود ارادہ کیا تھا۔ یہ خبیث کے شہر کی وہ دیوار تھی جس کو وہ اپنے بیٹے اور بڑے بڑے ساتھیوں اور سرداروں کے ذریعے سے گھیرے ہوئے تھا۔ ابو احمد نے دیوار کے اس مقام کا قصد کیا جو نہر منکی اور نہر ابن سمعان کے درمیان تھا۔ اپنے وزیر صاعد کو دہانہ نہر جوی کور کے ارادے کا حکم دیا۔ زیرک اس کی مدد پر مامور ہوا۔ مسرور البلخی کو نہر الغربی کے قصد کا حکم دیا۔ مزدوروں کی ایک جماعت کو اس دیوار کے ڈھانے کے لئے ہر ایک کے ساتھ کر دیا جو ان کے قریب ہو۔ ان سب کو یہ حکم دیا کہ دیوار کے منہدم کرنے سے زیادہ کچھ نہ کریں اور نہ خبیث کے شہر میں داخل ہوں۔ جن اطراف میں سرداروں کو روانہ کیا' ان میں سے ہر طرف ایسی کشتیاں مقرر کیں جن میں تیر انداز تھے۔ انھیں حکم دیا کہ ان مزدوروں اور آدمیوں کی جو دیوار کو منہدم کریں۔ تیروں کے ذریعے سے ان کی ان لوگوں سے حفاظت کریں جو مدافعت کے لئے نکلیں۔ دیوار میں بہت سے موکھے کر دیئے گئے۔ اور ان تمام موکھوں سے ابو احمد کے ساتھی فاجر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ خبیث کے ساتھی ان سے جنگ کرنے آئے تو ابو احمد کے ساتھیوں نے انھیں شکست دی۔ تعاقب کرتے ہوئے اندر گھس گئے شہر کے راستوں نے انھیں جدا اور گلی اور کوچوں نے ان کو منتشر کر دیا۔ اس مقام سے بہت دور پہنچ گئے جہاں اس سے پہلی مرتبہ پہنچے تھے' انھوں نے آگ لگائی اور قتل کیا۔ خبیث کے ساتھی پلٹ پڑے۔ ابو احمد کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ ان اطراف سے کہ جنھیں وہی جانتے تھے اور کوئی دوسرا ان سے واقف نہ تھا۔ ان کے پوشیدہ لشکر نکل آئے۔ ابو احمد کے وہ ساتھی جو شہر کے اندر داخل تھے حیران ہو گئے۔ اپنی جان سے مدافعت کی اور دجلے کی جانب لوٹے۔ اکثر وہاں پہنچ گئے۔ بعض وہ تھے جو کشتی میں داخل ہو گئے' بعض وہ تھے کہ اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا اور انھیں کشتی والوں نے پکڑ لیا۔ اور بعض وہ تھے کہ

قتل کر دیئے گئے۔ خبیث کے ساتھیوں کو کچھ ہتھیار اور لوٹ کا مال مل گیا۔

راشد اور ابن اخت مفلح کی ثابت قدمی:

ابواحمد کے غلاموں کی ایک جماعت جن کے ہمراہ راشد اور موسیٰ بن اخت مفلح بھی مع غلاموں کے سرداروں کی ایک جماعت کے تھے جوان لوگوں کے علاوہ تھے کہ اس معرکے میں مستقل مزاج رہے تھے ابن سمعان کے مکان کے سامنے ثابت قدم رہے۔ انھیں زنجیوں نے گھیر لیا۔ بکثرت جمع ہو کے ان کے اور کشتیوں کے درمیان حائل ہو گئے۔ انھوں نے مدافعت کی یہاں تک کہ کشتیوں تک پہنچ کے سوار ہو گئے۔ تقریباً تیس دیلمی غلام زنجیوں کے مقابلے میں ٹھیر کر لوگوں کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک کہ لوگ صحیح وسالم رہے۔ وہ تیسوں غلام فاجروں سے اپنی مراد حاصل کر چکے تھے کہ اغیار کی شرارت سے قتل کر دیئے گئے۔ اس جنگ میں جو کچھ زنجیوں کو حاصل ہوا وہ لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ ابواحمد مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے اپنے شہر الموفقیہ واپس ہوا اور ان سب کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ انھیں اپنے حکم کی مخالفت اور اپنی رائے اور تدبیر کی نافرمانی پر جوان سے سرزد ہوئی ملامت کی اور دوبارہ نافرمانی پر نہایت سخت سزا کی دھمکی دی۔ گم شدہ ساتھیوں کے شمار کرنے کا حکم دیا۔ شمار ہو چکا تو ان کی فہرست پیش ہوئی۔ اس نے جو کچھ ان لوگوں کے لئے جاری تھا اس کے اہل وعیال اور ان کی اولاد پر اسے برقرار رکھا۔ جب ان لوگوں نے ان کے پسماندوں کے ساتھ جن پر ان کی فرمانبرداری میں مصیبت آئی اس سلوک کو دیکھا تو سب کے دل خوش ہو گئے اور عام تعریف کی گئی۔

اسی سال اعراب کی ایک جماعت سے ابوالعباس کو جنگ کرنی پڑی جو فاسق کو رسد پہنچاتے تھے۔ ابوالعباس نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔

مالک بن بشران کو صاحب الزنج کی ہدایت:

بیان کیا گیا ہے کہ فاسق نے جب بصرے کو ویران کر دیا تو اپنے قدیم ساتھیوں میں سے وہاں کے ایک شخص کو والی بنایا جس کا نام احمد بن موسیٰ ابن سعید عرف القلوص تھا۔ بصرہ فاسق کے لئے ایک بندرگاہ بن گیا۔ جس میں اعراب اور تجار اترتے تھے اور غلہ اور ہر قسم کا مال تجارت لاتے تھے۔ جو کچھ وہاں اترتا تھا وہ خبیث کے لشکر کے لئے روانہ کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ابواحمد نے طہیثا فتح کر لیا اور القلوص کو گرفتار کر لیا۔ خبیث نے القلوص کے بھانجے کو جس کا نام مالک بن بشران تھا بصرے اور اس کے مضافات کا والی بنا دیا۔ جب ابواحمد فرات بصرہ میں اترا تو فاجر ڈرا کہ مالک بن بشران پر ابواحمد کی جانب سے حملہ ہوگا۔ مالک اس زمانے میں نہر ابن عتبہ کے منبع پر ٹھیرا ہوا تھا۔ اس نے مالک کو ایک خط لکھا جس میں اسے اپنا لشکر نہر الدیناری کی طرف منتقل کرنے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو مچھلی کے شکار کے لئے روانہ کرنے اور شکار کو برابر اس کے لشکر روانہ کرنے اور ایک جماعت کو اس راستے کی طرف روانہ کرنے کا جس سے البادیہ کے اعراب آتے ہیں حکم تھا تاکہ اسے ان کے آنے کا علم ہو۔ جو ان میں سے غلہ لائیں۔ جب اعراب کی کوئی موافق جماعت اترے تو ان کی طرف جائے تاکہ جو کچھ وہ لائے ہوں اسے خبیث کے پاس روانہ کر دے۔

زنجی لشکر کے لئے مچھلیوں کی فراہمی:

مالک ابن اخت القلوص نے موضع بسمی کے باشندوں میں سے دو شخصوں کو البطیحہ روانہ کیا جن میں سے ایک کا عرف الریان اور دوسرے کا الخلیل تھا۔ یہ خبیث کے لشکر میں مقیم تھے۔ الخلیل اور الریان روانہ ہوئے۔ الطف کے باشندوں کی ایک جماعت کو جمع

کیا اور وہ دونوں موضع بسمی میں آ گئے وہاں ٹھیر کر شروع شروع البطیحہ سے ان چھوٹی کشتیوں میں جو تنگ نہروں میں چلائی جاتی ہیں اور منجھولی اور بڑی کشتیاں وہاں نہیں چلائی جاتیں خبیث کے لشکر میں مچھلیاں بھیجتے رہے اس طرح مچھلیوں کا ذخیرہ برابر خبیث کے لشکر میں پہنچتا رہا۔ اعراب کا غلہ اور جو کچھ وہ البادیہ سے لاتے تھے وہ بھی برابر پہنچتا رہا جس سے اس کے لشکر والوں کی فراغت سے بسر ہونے لگی۔

زیرک کا مالک بن بشران پر حملہ:

فاجر کے ان ساتھیوں میں سے جو القلوص کے ساتھ شامل تھے ایک شخص نے جس کا نام علی بن عمرو اور عمر النقاب تھا الموفق سے امن حاصل کر لیا۔ اس نے مالک بن بشران کی نہر الدینار پر مقیم ہونے اور وہاں کے قیام سے البطیحہ کی مچھلیوں کے زنجی لشکر میں پہنچانے میں اور اعراب کے رسد لانے کی خبر سے آگاہ کیا الموفق نے اپنے آزاد کردہ غلام زیرک کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ اس مقام پر روانہ کیا جہاں ابن اخت القلوص تھا۔ زیرک نے حملہ کر کے بعض کو قتل اور بعض کو گرفتار کیا۔ اس لشکر کے لوگ منتشر ہو گئے۔ مالک ہزیمت اٹھا کر خبیث کے پاس واپس گیا۔ خبیث نے اسے ایک جماعت کے ہمراہ نہر الیہود کے سرے پر واپس کیا' وہاں اس نے نہر الفیاض کے قریب ایک موضع میں لشکر کی چھاؤنی قائم کی۔ الفیاض کی زمین شور کے متصل سے برابر خبیث کے لشکر میں غلہ پہنچتا رہا۔

مالک کی ابواحمد سے امان طلبی:

مالک کی اور اس کے نہر الیہود کے سرے پر قیام کرنے اور اس علاقے کا غلہ خبیث کے لشکر میں جانے کی خبر الموفق کو پہنچی تو اس نے اپنے فرزند ابوالعباس کو حقیقت معلوم کرنے کے لئے نہر الامیر اور نہر الفیاض جانے کا حکم دیا۔ لشکر روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے بدویوں کی ایک جماعت ملی جن کا رئیس ایک ایسا شخص تھا کہ بادیہ سے اونٹ بکریاں اور غلہ لایا تھا۔ ابوالعباس نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا۔ ایک جماعت کو قتل اور بقیہ کو گرفتار کر لیا۔ اس جماعت میں سے ان کے رئیس کے سوا کوئی نہ بچا۔ کیونکہ وہ اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر پہلے ہی چلا گیا اور اس نے بھاگنے کی بڑی کوشش کی۔ تمام اونٹ بکریاں اور غلہ جو یہ اعراب لائے تھے سب کو ابوالعباس نے لے لیا۔ قیدیوں میں سے ایک کا ہاتھ کاٹ کر اسے چھوڑ دیا۔ وہ خبیث کی چھاؤنی میں پہنچا۔ اس مصیبت کی خبر دی جو اس پر نازل ہوئی۔ مالک ابن اخت القلوص کو ابوالعباس کے ان اعراب پر حملہ کرنے سے خوف ہوا۔ اس نے ابواحمد سے امن مانگا۔ اسے امن دیا گیا۔ اس کے ساتھ نیکی کی گئی۔ لباس پہنایا گیا۔ ابوالعباس کے ماتحت کر دیا گیا۔ عطا جاری کی گئی۔ جاگیر دی گئی۔

جزیرہ الروجیہ میں چھاؤنی کا قیام:

خبیث نے مالک کی جگہ ایک اور شخص کو مقرر کیا جو القلوص کے ساتھیوں میں سے تھا جس کا نام احمد بن الجنید تھا۔ اسے یہ حکم دیا کہ موضع الدہرشیر میں اور نہر ابی الخصیب کے سرے پر چھاؤنی قائم کر کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایسے مقام پر جائے جہاں البطیحہ کی مچھلیاں اس کی نظر میں رہیں اور وہ انھیں خبیث کے لشکر میں روانہ کرتا رہے۔ ابواحمد کو احمد بن الجنید کی خبر پہنچی تو اس نے موالی کے سرداروں میں سے ایک سردار کی جس کا نام الرمدان تھا ایک لشکر کے ہمراہ روانہ کیا۔ اس نے جزیرہ الروجیہ میں چھاؤنی قائم کی جس سے لشکر خبیث میں البطیحہ کی مچھلیوں کے آنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

شہاب و محمد کو ابو احمد کی ہدایات:

الموفق شہاب بن علاء العنبری اور محمد بن الحسن العنبری کو ایک لشکر کے ہمراہ اعراب کو لشکر خبیث میں غلہ لے جانے سے رکنے کے لئے روانہ کیا' بصرے میں ان کے لئے بازار کھولنے اور ان کھجوروں کے لے جانے کا حکم دیا جنھیں جمع کرنا چاہیں۔ کیونکہ وہ لوگ اسی غرض سے خبیث کے لشکر میں جاتے تھے۔ شہاب و محمد جس کام پر مامور ہوئے تھے اس کے لئے روانہ ہو کے ایک موضع میں جو قصر عیسیٰ کے نام مشہور تھا' مقیم ہو گئے۔ اعراب جو کچھ البادیہ سے حاصل کرتے تھے وہ ان دونوں کے پاس اتارتے تھے اور کھجوروں کو ان دونوں کے پاس سے جمع کر لیتے تھے۔ ابو احمد نے الرمدان کو بصرے سے واپس بلا کے اس کی جگہ ایک فرغانی سردار کو روانہ کیا جس کا نام قیصر بن ارخوز اخشاؤ فرغانہ تھا' نصیر عرف ابو حمزہ کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ روانہ کیا کہ آب بصرہ کے بہاؤ کی جگہ اور نہر دبیس پر قیام کرے' نہر الابلہ اور نہر معقل اور نہر غربی میں جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

صاحب الزنج کی ناکہ بندی:

محمد بن الحسن نے کہا اور مجھ سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ جب نصیر اور قیصر کے بصرے میں قیام کرنے کی وجہ سے ان کی رسد کو البطیحہ اور دریا سے بذریعہ کشتی روکنے کی وجہ سے خبیث اور اس کے گروہوں سے رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو ان خبیثوں نے نہر الامیر سے چل کر القندل تک پھر اسکی سے چل کر ان راستوں تک جو خشکی و تری تک پہنچانے والے تھے تجسس کیا۔ اس طریقے سے خشکی و تری سے ان کی رسد پہنچنے لگی' اور دریا سے مچھلیاں جمع کرنا آسان ہو گیا۔ یہ بات بھی الموفق تک پہنچی' اس نے ابو العباس کے غلام رشیق کو دجلے کی شرقی جانب نہر الامیر کے مقابل جویث بارویہ میں چھاؤنی بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ اس چھاؤنی کے لئے ایک محفوظ خندق کھودے۔ ابو العباس کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے منتخب ساتھیوں میں سے پانچ ہزار آدمی اور تیس کشتیاں رشیق کے ساتھ کر دے۔ رشیق کو ان کشتیوں کے دہانہ نہر الامیر پر ترتیب وار کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان میں سے ہر پندرہ کشتی کی باری مقرر کر دے اور ان میں بیٹھ کر نہر الامیر میں داخل ہو کے اس کشادہ مقام تک پہنچ جائے جہاں سے زنجی دبا اور القندل اور نہر اسکی کی طرف جاتے تھے۔ اہل لشکر وہیں پڑاؤ ڈالیں۔ اگر خبیثوں میں سے کوئی ان کے سامنے آ جائے تو اس پر حملہ کریں۔ جب ان کی باری ختم ہو جائے تو واپس آئیں۔ ان کے بعد ان کے وہ ساتھی روانہ ہوں جو دہانہ نہر پر مقیم ہیں اور وہ بھی ایسا ہی کریں۔ رشیق نے اس مقام پر چھاؤنی قائم کر دی جہاں اسے قائم کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ فاجروں کے وہ تمام راستے منقطع ہو گئے جن میں چل کر وہ دبا اور القندل اور اسکی تک جاتے تھے۔ ان کے لئے کوئی راستہ نہ رہا' نہ خشکی کا نہ تری کا۔ تمام طریقے تنگ ہوئے یہ محاصرہ نہایت شاق گذرا۔

متفرق واقعات:

اسی سال شرکب نے الخجستانی پر حملہ کر کے اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال ابن شیث بن الحسن نے حملہ کر کے عمر بن سیما والی حلوان کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال احمد بن ابی الاصبغ عمرو بن اللیث کے پاس سے واپس آیا۔ عمرو نے اسے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے پاس روانہ کیا تھا' وہ اپنے ہمراہ مال لایا' عمرو نے جو اس سے مطالبہ کیا تھا اس میں سے کچھ اوپر تین لاکھ دینار اور ہدایا جن میں پچاس من مشک' پچاس من عنبر' دو سو من عود' تین سو زری کپڑے۔ سونے چاندی کے برتن۔ چوپائے اور غلام جو دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے جو

کچھ روانہ کیا گیا اور ہدیۃً بھیجا گیا وہ پانچ لاکھ دینار کی قیمت کا تھا۔

اسی سال کیغلغ نے الخلیل بن ریمال کو حلوان کا والی بنایا۔ اس نے ان لوگوں کے ساتھ عمر بن سیما کی وجہ سے بدی کی۔ انھیں ابن شیث کے جرم پر پکڑا۔ انھوں نے اس سے ابن سیما کی رہائی کی اور ابن شیث کی حالت کی اصلاح کی ذمہ داری لی۔

رشیق کا بنی تمیم پر حملہ:

اسی سال ابو العباس بن الموفق کے غلام رشیق نے بنی تمیم کی ایک قوم پر حملہ کیا' جنھوں نے بصرے میں داخل ہونے اور اس میں آگ لگانے میں زنجیوں کی مدد کی تھی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اسے یہ خبر پہنچی تھی کہ ان اعراب کی ایک جماعت خشکی سے رسد خبیث کے شہر لئے جا رہی ہے جس میں غلہ اور اونٹ اور بکریاں ہیں۔ وہ لوگ نہر الامیر کے سرے پر ان کشتیوں کے منتظر ہیں۔ جو فاسق کے لشکر کی پشت کی جانب سے ان کے پاس آئیں گی۔ اور انھیں اور جو کچھ ان کے ہمراہ ہے اسے سوار کر لیں گی۔ رشیق کشتیوں کے ساتھ ان کی جانب روانہ ہو کے اس جگہ پہنچا جہاں وہ لوگ گھسے ہوئے تھے۔ وہ نہر اسحاقی تھی۔ رشیق نے اس طرح ان پر حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے۔ اس نے ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا۔ ان کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا' جو تجار تھے اور خبیث کے لشکر سے غلہ لینے نکلتے تھے ان اقسام کے غلوں اور بکریوں اور رانٹوں پر جو ان کے ہمراہ تھے اور ان گدھوں پر جن پر انھوں نے غلہ لادا تھا قبضہ کر لیا۔ قیدیوں کو ان چھوٹی بڑی کشتیوں میں جو اس کے ہمراہ تھیں الموفقیہ پہنچایا۔ الموفق کے حکم سے سر کشتیوں میں لٹکا دیے گئے اور قیدیوں کو وہیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ رشیق اور اس کے ساتھیوں کو جو کچھ حاصل ہوا اسے ظاہر کیا گیا۔ اسے تمام اطراف لشکر میں گھمایا گیا۔ اس نے سروں اور قیدیوں کے متعلق حکم دیا تو انھیں خبیث کے لشکر میں بھیج دیا گیا کہ انھیں اپنے پاس رسد لانے والوں پر رشیق کے حملے کا حال معلوم ہو جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔

قیدیوں کا قتل:

ان لوگوں میں جن پر رشیق کو فتح حاصل ہوئی تھی اعراب میں کا ایک شخص تھا جو صاحب الزنج اور اعراب کے درمیان غلہ حاصل کرنے میں سفارت کرتا تھا ابو احمد کے حکم سے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ کرا سے خبیث کے لشکر میں ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد قیدیوں کی گردنیں ماری گئیں۔ اس نے وہ مال رشیق کے ساتھیوں کو دے دیا جو انھیں ان لوگوں سے حاصل ہوا۔ رشیق کے لئے خلعت وانعام کا حکم دے کے لشکر کی جانب واپس کیا۔ بکثرت امن مانگنے والے رشیق کے پاس جمع ہو گئے۔

صاحب الزنج کے ساتھیوں کی زبوں حالی:

ابو احمد نے ان لوگوں کو جو زنجیوں سے جدا ہو کر رشیق کے پاس آ گئے تھے رشیق کے ساتھ شامل کرنے کا حکم دیا۔ وہ بکثرت جمع ہو گئے یہاں تک کہ گویا وہ اپنی جماعت میں تمام لشکروں سے بڑھ گئے خبیث اور اس کے ساتھیوں سے ہر طرف سے سلسلہ رسد منقطع ہو گیا۔ ان کے تمام راستے بند کر دیے گئے۔ اس محاصرے نے انھیں بہت نقصان پہنچایا اور ان کے جسموں کو کمزور کر دیا۔ جو قیدی گرفتار ہوتا تھا اور جو امن لینے والا امن لیتا تھا اس سے اس کی روٹی ملنے کی مدت پوچھی جاتی تھی۔ وہ تعجب سے کہتا کہ روٹی ملے تو ایک یا دو برس گزر چکے ہیں۔

ابو احمد کے زنجیوں پر پیہم حملے:

جب خائن کے ساتھی اس حالت کو پہنچ گئے تو الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ ان پر پے در پے حملہ کیا جائے کہ یہ طریقہ ان کے

ضرر اور مشقت کو زیادہ کر دے۔ اس وقت میں مخلوق کثیر امان میں ابواحمد کی طرف نکل آئی۔ ان لوگوں کو جو فاسق کے مکان میں مقیم تھے اپنی غذا کے لئے تدبیر کی حاجت ہوئی۔ وہ اپنے لشکر سے دور و دراز دیہات اور نہروں میں غذا کی تلاش میں منتشر ہو گئے۔ ابو احمد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے حبشی غلاموں کے سرداروں اور ان کے رئیسوں کو یہ حکم دیا کہ ان مقامات کی طرف روانہ ہوں جہاں کی زنجیوں نے آمد و رفت کی عادت کر لی ہے۔ انھیں مائل کر کے ان سے اپنی فرمان برداری کی خواہش کریں جو شخص اس میں داخل ہونے سے انکار کرے اس کو قتل کر دیں اور اس کا سر لے لیں۔ ان کے لئے اجرت بھی مقرر کر دی۔ لالچ میں انھوں نے صبح و شام کا معمول مقرر کر لیا، کوئی دن خالی نہ جاتا کہ ایک جماعت پر وہ قابو پائے۔ سروں کو لے آتے تھے اور قیدیوں کو گرفتار کر لاتے تھے۔

اسیران جنگ سے ابواحمد کا حسن سلوک:

محمد بن الحسن نے بحوالہ محمد بن حماد بیان کیا کہ جب زنجیوں کے بہت سے قیدی الموفق کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے ان کے پیش کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے جو شخص طاقتور، بہادر، ہتھیار اٹھانے کی قوت رکھتا تھا اس پر احسان و کرم کیا اور اسے اپنے حبشی غلاموں میں شامل کر لیا اور اپنی نیکی اور احسان سے جو ان کے لئے کی جانے والی تھی انھیں آگاہ کر دیا اور جو ایسا کمزور تھا کہ جنبش تک نہ کر سکتا تھا یا ایسا قریب المرگ بوڑھا جو ہتھیار اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا یا ایسے زخموں سے مجروح تھا کہ اسے بیکار کر دیا تھا۔ اس کے متعلق یہ حکم دیا کہ اسے دو کپڑے پہنائے جائیں، چند درہم انعام دیے جائیں، زادراہ دیا جائے اور خبیث کے لشکر کی جانب روانہ کر دیا جائے اس نے جو کچھ الموفق کے پاس آنے والوں کے ساتھ اس کا احسان دیکھا ہے وہ سب کچھ بیان کر دے کہ الموفق کی یہی رائے ان تمام لوگوں کے بارے میں ہے جو امن لے کر اس کے پاس آئیں یا گرفتار ہو کر آئیں۔ اس نے صاحب الزنج کے ساتھیوں کے مائل کرنے کے لئے جو کچھ چاہا وہ مہیا کیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی طرف میلان کرنے اور اس کی امن و اطاعت میں داخل ہونے کو اپنا شعار بنا لیا۔ الموفق اور اس کا فرزند ابوالعباس دونوں کے دونوں خود بھی اور ان دونوں کے ساتھی بھی خبیث اور ان لوگوں کی جنگ میں جو اس کے ہمراہ تھے صبح کو بھی مشغول رہتے تھے اور شام کو بھی۔ جس سے وہ ان لوگوں کو قتل بھی کرتے تھے، قید بھی کرتے اور مجروح بھی کرتے تھے، ابوالعباس کو ان میں سے بعض جنگوں میں زخم بھی لگے، مگر وہ ان سے اچھا ہو گیا۔

بہبوذ بن عبدالوہاب کی رہزنی:

اسی سال رجب میں خبیث کا ساتھی بہبوذ قتل کیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ فاسق کے ساتھیوں میں سب سے زیادہ لوٹ مار کرنے والا اور سب سے بڑھ کر رہزنی کرنے والا اور مال والا بہبوذ ابن عبدالوہاب تھا۔ اس نے اسی سبب سے مال کی بہت بڑی مقدار جمع کر لی تھی۔ وہ ہلکی کشتیوں کے ساتھ بہت زیادہ نکلا کرتا تھا اور ان نہروں میں سفر کیا کرتا تھا جو دجلے تک پہنچاتی تھیں۔ جب وہ الموفق کے ساتھیوں کی کوئی کشتی پاتا تو اسے گرفتار کر کے نہر میں داخل کر لیتا تھا۔ اگر کوئی پیچھا کرنے والا اس کا پیچھا کر کے تلاش کرتے ہوئے نہر میں گھس جاتا تو اس کے ساتھیوں کی وہ جماعت اس پر ٹوٹ پڑتی تھی۔ جس کو وہ اس کام کے لئے تیار رکھتا تھا۔ وہ لوگ اس کے راستے کو قطع کر دیتے اور اس پر حملہ کرتے تھے۔ پھر جب یہ طرز عمل بہت بڑھا اور اس سے احتیاط کی جانے لگی تو وہ ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہوتا تھا۔ اسے الموفق کی کشتیوں کے مشابہ بنا لیتا تھا اور اسی کے جھنڈوں کی طرح جھنڈا اس پر نصب کرتا تھا۔ اسے

دجلے میں لے جاتا تھا اہل لشکر کو غافل پاتا تو حملہ آور ہوتا اور قتل و گرفتار کرتا تھا۔ نہر الابلہ اور نہر معقل اور شبق شیریں اور نہر الدیر تک بڑھ جاتا تھا۔ رہزنی کرتا اور راہ گیروں کے جان و مال کو ضائع کر ڈالتا۔

ابو احمد کی احتیاطی تدابیر:

الموفق کو جب بہبوذ کے افعال کی خبر پہنچی تو یہ مناسب سمجھا کہ ان تمام نہروں پر بند باندھ دیا جائے جن پر بند باندھنا آسان ہو بڑی نہروں کے دہانوں پر کشتیاں مقرر کر دی جائیں۔ کہ بہبوذ اور اس کے گروہوں کی شرارت سے امن مل جائے۔ راستے اور سڑکیں مامون ہو جائیں۔ جب ان سڑکوں کو محفوظ کر دیا گیا اور ان نہروں پر بند باندھ دیا گیا جن پر بند باندھنا ممکن تھا اور بہبوذ اور اس کے افعال کے درمیان روک بنا دی گئی تو بہبوذ ان کشتی والوں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرصت کو غنیمت جان کر ٹھہر گیا۔ موقع ملتے ہی نہر ابی الخصیب کے پچھلے حصے سے ایسی کشتیوں کے ساتھ آگے بڑھا جو الموفق کے ساتھیوں کی چھوٹی بڑی کشتیوں کے مشابہ تھیں۔ ان پر اس نے انہی کے جھنڈوں کی طرح کے جھنڈے نصب کئے ان میں اپنے بہادر اور جری اور شجاع ساتھی سوار کئے۔ ان کشتیوں کو اس نے اس کشادہ راستے میں پھیلا دیا جو نہر الیہود تک پہنچا تا تھا۔ خود نہر نافذ کو چلا جس سے نکل کر نہر الابلہ اور پھر ان چھوٹی بڑی کشتیوں تک پہنچ گیا جو نہر کی حفاظت کے لئے مقرر تھیں۔ کشتی والے دھوکے میں غافل تھے۔ اس نے ان پر حملہ کیا۔ ایک جماعت کو قتل کیا' چند قیدی گرفتار کئے۔ چھ کشتیاں لے لیں اور دوبارہ نہر الابلہ میں واپس آیا۔

ابو العباس کا بہبوذ کے ساتھیوں پر حملہ:

الموفق کو خبر پہنچی تو اس نے ابو العباس کو کشتی میں نہر الیہود سے اس کے روکنے کا حکم دیا۔ اور امید کی کہ وہ کشادہ راستے تک اس سے پہلے پہنچ جائے گا اور اس کے اس راستے کو منقطع کر دے گا جو اسے اس کی جائے پناہ تک پہنچاتا ہے ابو العباس موضع المطوعہ میں آیا حالانکہ بہبوذ پہلے گذر چکا تھا اور نہر السعید میں داخل ہو گیا تھا جو نہر ابو الخصیب تک پہنچاتی ہے۔ ابو العباس نے بہبوذ کی کشتیوں کو دیکھا اور ان کے پکڑ لینے کی توقع کر کے جستجو میں خوب کوشش کی اور انھیں پالیا اور جنگ ہونے لگی۔ ابو العباس نے بہبوذ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر دیا' ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور ایک گروہ نے اس سے امن لے لیا۔

بہبوذ کے ساتھ تعداد کثیر مل گئی جنھوں نے اس کی مدد کی اور نہایت سختی سے اس کی طرف سے مدافعت کی۔ پانی گھٹ گیا تھا جس سے ابو العباس کی کشتیاں نہروں اور کشادہ راستوں کے ان مقامات میں جہاں پانی اتر گیا تھا کیچڑ میں پھنس گئیں۔ بہبوذ اور اس کے بقیہ ساتھی ڈوبتے ڈوبتے بچ گئے۔

بہبوذ بن عبدالوہاب کا قتل:

الموفق برابر خبیث اور اس کے ساتھیوں کے محاصرے اور ان سڑکوں کے روکنے پر جن سے ان لوگوں کے پاس رسد آتی تھی' جمارہا بہت سے امن خواہ جمع ہو گئے تو الموفق نے ان کے لئے خلعت وانعامات کا حکم دیا۔ انھیں عمدہ گھوڑوں کی زین وساز وعنان واسباب کے ساتھ سواری دی گئی اور ان کے لئے عطا جاری کی گئی۔ اس کے بعد الموفق کو یہ خبر پہنچی کہ بدحالی اور فقر نے خبیث کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو مچھلی اور کھجور وغیرہ غذا کی تلاش میں دیہات میں منتشر ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس نے اپنے بیٹے ابو العباس کو ان دیہات اور اطراف کی جانب چھوٹی بڑی کشتیوں اور تیز رفتار ڈونگیوں میں تیزی سے جانے کا حکم دیا کہ اپنے جری

اور بہادر اور شجاع ساتھیوں کو ہمراہ لے کے ان لوگوں کے اور ان کی صاحب الزنج کے شہر کی واپسی کے درمیان حائل ہو جائے۔
ابوالعباس اس مقصد کے لئے روانہ ہوا اور خبیث کو بھی ابوالعباس کا اس کام کے لئے جانا معلوم ہو گیا۔ اس نے بہبوذ کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کنارے کی پوشیدہ نہروں اور کشادہ راستوں میں روانہ ہو کہ اس کا حال پوشیدہ رہے یہاں تک کہ القندل اور ابرسان اور اس کے اطراف میں پہنچ جائے۔ بہبوذ اس کام کے لئے روانہ ہوا جس کا اسے خبیث نے حکم دیا تھا۔ راستے میں ابوالعباس کی ایک کشتی اس کے سامنے آ گئی جس میں اس کے تیرانداز غلاموں میں سے چند غلام زنجیوں کی ایک جماعت کے ساتھ سوار تھے۔ بہبوذ اس کشتی کے لالچ میں اس کی طرف روانہ ہوا کشتی والوں نے اس سے جنگ کی۔ لڑنے والوں میں سے ایک حبشی غلام کے ہاتھ سے اس کے پیٹ میں نیزے کا ایک زخم لگا اور وہ پانی میں گر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے جلدی سے اسے اٹھا کے کشتی میں سوار کیا اور پشت پھیر کر خبیث کے لشکر کی طرف بھاگے۔ وہ لوگ اسے اس کے پاس پہنچانے بھی نہ پائے کہ اللہ نے اس سے راحت دے دی۔ اس کی وجہ سے فاسق اور اس کے دوستوں پر بڑی مصیبت پڑی۔ ان کی بے صبری بہت بڑھ گئی۔ اس ناپاک کا قتل بڑی فتح تھی۔ اس کی ہلاکت ابواحمد سے پوشیدہ رہی۔ یہاں تک کہ ملاحوں میں سے ایک شخص نے اس سے امن حاصل کر کے یہ خبر دی جس سے وہ بہت مسرور ہوا۔ اس نے اس غلام کے حاضر کرنے کا حکم دیا' جو اس کے قتل کا ذمہ دار تھا' وہ حاضر کیا گیا تو اس نے اسے صلے میں خلعت دیا اور طوق پہنایا' تنخواہ میں اضافہ کیا اور ان سب لوگوں کے لئے جو اس کشتی میں تھے انعام اور صلے اور خلعت کا حکم دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ماہ رمضان کا پہلا دن یک شنبہ تھا اس کے دوسرے یک شنبے کو شعانین ہوئی (شعانین =عید نصاریٰ جو ماہ اپریل کے شروع میں ہوتی ہے) تیسرے یک شنبے کو فصح ہوئی (فصح = یہود کی مصر سے روانگی کی یادگار کی عید ہے) چوتھے یک شنبے کو نوروز ہوا اور پانچویں یک شنبے کو مہینہ ختم ہو گیا۔

اسی سال ابواحمد نے الذوابیٔ پر فتح پائی جو صاحب الزنج کی طرف مائل تھا۔

اسی سال یدکوتکین بن اساتکین اور احمد بن عبدالعزیز میں جنگ ہوئی۔ یدکوتکین نے اسے شکست دی اور بمقام قم اس پر غالب آ گیا۔

اسی سال عمرو بن اللیث نے ابواحمد کے حکم سے ایک سردار کو محمد بن عبیداللہ بن آزادمرد کردی کی جانب روانہ کیا۔ اس سردار نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے اس کے پاس لے گیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں شام میں سلمیہ اور حلب اور حمص کے درمیان عبدالملک بن صالح الہاشمی کی اولاد میں سے ایک شخص نے خروج کیا جس کا نام بکار تھا۔ اس نے ابواحمد کے لئے دعوت دی۔ ابن عباس الکلابی نے اس سے جنگ کی۔ الکلابی کو شکست ہوئی۔ ابن طولون کے ساتھی لولو نے ایک سردار کو جس کا نام بودن تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا۔ وہ اس طرح لوٹا کہ اس کے ہمراہ بہت میں سے ایک بھی نہ تھا۔ اسی سال لولو نے ابن طولون سے مخالفت کی۔

اسی سال صاحب الزنج نے ابن ملک زنجی کو قتل کر دیا۔ اسے یہ خبر ملی تھی کہ وہ ابواحمد سے مل جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اسی سال احمد بن عبداللہ الخجستانی قتل کیا گیا جس کو اس کے غلام نے ماہ ذی الحجہ میں قتل کر دیا۔

اسی سال ابن ابی الساج کے ساتھیوں نے واسط کے قریب القریہ میں محمد بن علی بن حبیب الیشکری کو قتل کر دیا اور اس کا سر بغداد میں لٹکایا گیا۔

اسی سال محمد بن کمشجور نے علی بن الحسین کفتمر سے جنگ کی۔ کمشجور نے کفتمر کو گرفتار کر کے پھر اسے رہا کر دیا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ میں ہوا۔

اسی سال العلوی جس کا عرف الحرون تھا گرفتار کر لیا گیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ اس نے اس خریطے (لفافے) کو روکا جو زمانہ حج کے حالات کے متعلق بھیجا جاتا ہے۔ اس نے اسے لے لیا۔ ابن ابی الساج کے طریق مکہ کے نائب نے کسی کو روانہ کیا جس نے الحرون کو گرفتار کر لیا۔ اور اس نے اسے الموفق کے پاس روانہ کر دیا۔

اسی سال ابوالمغیرہ المخزومی کی روانگی مکہ اور اس کے عامل ہارون بن محمد اسحاق الہاشمی کی جانب ہوئی۔ ہارون نے دو ہزار کے قریب ایک جماعت تیار کی۔ ان کی وجہ سے وہ اس سے محفوظ رہا۔ المخزومی چشمہ مشاش کی طرف گیا۔ اسے پاٹ دیا۔ جدے کی طرف گیا۔ وہاں غلہ لوٹ لیا اور باشندوں کے مکانات جلا دیے جس سے مکے میں روٹی ایک درہم میں دو اوقیہ ہوگئی۔

اسی سال ابن الصقلبیہ نے روم کے سرکشوں پر چڑھائی کی۔ اس نے ملطیہ میں پڑاؤ کیا اور مرعش اور الحدث کے باشندوں نے ان کی مدد کی، سرکش لوگ بھاگے اور وہ لوگ السریع تک اس کے ساتھ رہے۔ شامی سرحد کے علاقے سے گرمائی جنگ ابن طولون کے عامل خلف الفرغانی نے کی۔ اس نے دس ہزار سے زیادہ رومیوں کو قتل کر دیا اور لوگوں کو اس قدر غنیمت حاصل ہوئی کہ ایک حصہ چالیس دینار کو پہنچ گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور ابن ابی الساج راستے اور حوادث کی نگرانی پر تھا۔

۲۶۹ھ کے واقعات

العلوی الحرون کی اطاعت:

محرم میں العلوی الحرون ریشمی قبا اور لمبی ٹوپی پہنے اونٹ پر سوار ابواحمد کے لشکر میں داخل ہوا۔ اس کے بعد اسے ایک کشتی میں سوار کر کے روانہ کیا گیا۔ ایسی جگہ کھڑا کیا گیا کہ اسے صاحب الزنج دیکھے اور قاصدوں کا کلام سنے۔

قافلہ حجاج کی تباہی:

اسی سال محرم میں توز اد سمیراء کے درمیان اعراب نے حجاج کے ایک قافلے کی رہزنی کی ان کو لوٹ لیا اور بہت سے آدمیوں اور تقریباً پانچ ہزار اونٹوں کو ان کے بار کے ساتھ وہ ہنکا لے گئے۔

چاند و سورج گرہن:

اسی سال کے محرم میں چودھویں شب کو چاند گہن ہوا اور وہ گہنا کے بالکل غائب ہوگیا۔ ۲۸/محرم یوم جمعہ کو غروب کے وقت سورج گہن ہوا وہ گہن کی حالت میں غائب ہوگیا۔ لہٰذا محرم میں چاند گہن اور سورج گہن اکٹھا ہوگئے۔

ابراہیم الخلیجی پر عوام کا حملہ:

اس سال کے صفر میں بغداد میں ابراہیم الخلیجی پر عام لوگوں کا حملہ ہوا۔ ان لوگوں نے اس کا مکان لوٹ لیا۔ سبب یہ ہوا کہ اس کے ایک غلام نے ایک عورت کے تیر مار کر قتل کر دیا۔ خلافت سے اس کے خلاف مدد چاہی گئی۔ حکام نے غلام کے نکالنے کے بارے میں اس کے پاس کہلا بھیجا تو وہ رکا۔ اس کے غلاموں نے لوگوں پر تیر اندازی کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو مجروح کر دیا جن میں دو اعوان سلطنت بھی تھے۔ آخر وہ (ابراہیم) بھاگ گیا۔ اس کے غلام گرفتار کر لئے گئے۔ اور اس کا مکان اور جانور لوٹ لئے گئے۔ محمد بن عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر نے جو اپنے باپ کی جانب سے الجسر پر تھا ابراہیم کے جانوروں اور اس کے اس لئے ہوئے مال کو جس پر اس نے قابو پایا جمع کر لیا اور اس کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ اس مال کے اسے واپس کرنے پر شہادت قائم کی۔

المخزومی کی دو کشتیوں پر قبضہ:

اسی سال ابن ابی الساج نے الطائف جانے کے بعد مکے سے جدے کی طرف واپس ہوتے ہوئے ایک لشکر روانہ کیا۔ ان لوگوں نے المخزومی کی دو کشتیوں کو گرفتار کر لیا جن میں مال اور ہتھیار تھے۔

فرغانی سرداروں کی گرفتاری:

اسی سال رومی بن خشنج نے فرغانی سرداروں میں سے تین شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام صدیق اور دوسرے کا طخشی اور تیسرے کا طغان تھا گرفتار کر لیا اور انھیں قید کر دیا۔ صدیق کے چند زخم لگے اور وہ بچ گیا۔

برسر منبر ابن طولون پر لعنت:

اسی سال ماہ ربیع الاول میں احمد بن طولون کے ساتھی خلف کا سرحد شام میں جن پر وہ اس کا عامل بھی تھا۔ الفتح بن خاقان کے آزاد کردہ غلام یازمان خادم پر حملہ ہوا۔ اس نے یازمان کو قید کر دیا۔ سرحد والوں کی ایک جماعت نے خلف پر حملہ کر کے یازمان کو چھڑا لیا اور خلف بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے خطبات جمعہ میں ابن طولون کے لئے دعا ترک کر کے برسر منبر لعنت کی۔ یہ خبر ابن طولون کو پہنچی تو وہ مصر سے نکل کے دمشق ہوتے ہوئے سرحد شام پر گیا' اذنہ میں اترا' یازمان اور طرطوس کے باشندوں نے اذنہ کے تمام دروازے سوائے باب الجہاد اور باب البحر کے بند کر دیے۔ پانی کو کاٹ دیا جو اذنہ اور اس کے گرد اگرد بہنے لگا۔ اس طرح وہ محفوظ ہو گئے۔ ابن طولون اذنہ میں مقیم ہو گیا۔ پھر واپس ہو کے انطاکیہ کی طرف جاتے ہوئے حمص گیا۔ پھر دمشق پہنچ کے وہاں مقیم ہو گیا۔

لولو غلام کی مخالفت:

اسی سال ابن طولون کے غلام لولو نے اپنے آقا کی مخالفت کی۔ جس وقت اس نے اس کی مخالفت کی حمص اور حلب اور دیار مضر اور قنسرین اس کے قبضے میں تھا۔ لولو بالس کی طرف گیا۔ اسے لوٹ لیا۔ سعید اور اس کے بھائی کو جو العباس الکلابی کے بیٹے تھے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد لولو نے ابو احمد سے اس کے پاس جانے اور ابن طولون کے چھوڑ دینے کے بارے میں مراسلت کی جس میں اس نے اپنے لئے کچھ شرطیں لگائیں۔ ابو احمد نے اس کی درخواست قبول کر لی۔ لولو الرقہ میں مقیم تھا۔ وہاں سے روانہ ہوا۔ اہل الرقہ وغیرہم کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کے قرقیسیا گیا۔ وہاں ابن صفوان العقیلی تھا۔ اس نے اس سے جنگ کی۔ لولو نے قرقیسیا

لے لیا اور اسے احمد بن مالک بن طوق کے سپرد کر دیا۔ ابن صفوان بھاگ گیا۔ لولو بغداد کے ارادے سے آگے بڑھا۔

اسی سال ابو احمد الموفق کو ایک تیر مارا گیا جسے خبیث کے ایک رومی غلام نے کہ قرطاس نام تھا' اس شہر میں جس کو اس نے بنایا تھا دیواریں منہدم کرنے کے لئے ابو احمد کے داخلے پر چلایا تھا۔

بہبوذ کے خاندان و ساتھیوں پر صاحب الزنج کا عتاب:

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ناپاک بہبوذ جب ہلاک ہو گیا تو صاحب الزنج کو ان خزانوں کا لالچ پیدا ہوا جنھیں بہبوذ نے جمع کیا تھا۔ اسے صحت کے ساتھ یہ خبر ملی تھی کہ اس کی ملکیت میں دو لاکھ دینار اور بڑی مقدار میں جواہر اور سونا چاندی جمع ہیں۔ اس نے اسے ہر تدبیر سے تلاش کیا اور اس پر حرص کی۔ بہبوذ کے قرابت داروں اور ساتھیوں کو قید کر دیا اور انھیں تازیانے مارے۔ اس لالچ سے اس کے تمام مکانات ڈھا دیے اور اس کی تمام عمارتیں منہدم کر دیں کہ ان میں سے کسی میں کوئی دفینہ پالے' مگر کچھ نہ پایا۔ وہ فعل جو اس نے مال کی طلب میں بہبوذ کے ورثا کے ساتھ کیا اس سے اس کے ساتھیوں کا دل بیزار ہو گیا اور انھیں اس کے پاس سے بھاگ جانے اور اس کی صحبت ترک کرنے کی دعوت دی۔ الموفق نے بہبوذ کے ساتھیوں میں امان کی منادی کرنے کا حکم دیا۔ ندا دی گئی تو وہ لوگ امان کی رغبت میں اس کی طرف دوڑے۔ وہ لوگ بھی صلہ و انعام و خلعت و تنخواہ میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ شامل کر دیے گئے۔

ابو احمد کا موضع الخندق کو درست کرنے کا حکم:

جن اوقات میں کہ تیز ہوائیں چلتی ہیں اور دجلے میں موجیں اٹھنے لگتی ہیں فاجر کے لشکر کی طرف عبور کرنا دشوار ہوتا تھا۔ ایسے وقت کے لئے ابو احمد نے مناسب خیال کیا کہ دجلے کے غربی جانب اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کوئی وسیع مقام بنا لے۔ اس مقام میں دیر جابیل اور نہر المغیرہ کے درمیان چھاؤنی قائم کرے۔ اس نے کھجور کے درخت کاٹنے اور موضع الخندق کے درست کرنے کا حکم دیا کہ خندقوں سے اس کو محصور کر کے شہر پناہ سے محفوظ کر دیا جائے کہ زنجیوں کے شب خون اور دھوکے سے قتل و غارت کا اندیشہ نہ رہے۔ اپنے سرداروں پر باری مقرر کر دی۔ ان میں سے ہر ایک نوبت بہ نوبت صبح کے وقت مع اپنے آدمیوں کے جاتا تھا۔ اس کے ہمراہ اس چھاؤنی کے کام کو مضبوط کرنے کے لئے جس کا اس نے وہاں بنانے کا ارادہ کیا تھا کام کرنے والے ہوتے تھے۔

صاحب الزنج کی احتیاطی تدابیر:

فاسق نے اس کا اس طور پر مقابلہ کیا کہ علی بن ابان المہلبی اور سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر الہمدانی پر باریاں مقرر کر دیں ان میں سے ہر ایک کے لئے وہ دن مقرر ہو گیا جس میں اس کی باری تھی۔ خبیث کا بیٹا انکلائے ہر روز سلیمان کی باری میں آیا کرتا تھا اور بسا اوقات ابراہیم کی باری میں بھی خبیث نے اسے ابراہیم بن جعفر کی جگہ کر دیا۔ سلیمان بن جامع بھی اس کی باری میں اس کے ساتھ آتا رہا۔ سلیمان بن موسیٰ الشعرانی اور اس کے دونوں بھائیوں کو بھی خبیث نے اس کے ساتھ شامل کر دیا اور وہ سب اس کے آنے پر آتے اور اس کے جانے پر چلے جاتے تھے اور خبیث نے یہ جان لیا کہ الموفق جب لڑائی میں اس کے قریب ہو جائے گا اور جو شخص بھاگ کے الموفق سے ملنا چاہتا ہے اس کی مسافت قریب ہو جائے گی۔ دونوں لشکروں کے قریب ہو جانے سے اس کے

ساتھیوں کے دلوں میں ڈر بیٹھ جائے گا تو اس میں اس کی تدبیر نا کام ہو جائے گی اور اس کے تمام امور ابتر ہو جائیں گے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ان سرداروں سے جنگ کرنے کا جو روزانہ عبور کریں اور ان کے اپنے اس لشکر کے حال کی اصلاح سے روکنے کا حکم دیا جس کی اصلاح کا ارادہ کر کے وہ اس کی طرف منتقل ہونا چاہتے تھے۔

ابواحمد کے ایک سردار پر زنجیوں کی یورش:

ایک دن تیز ہوا اس وقت چلنے لگی جب کہ الموفق کا کوئی سردار اپنے اس کام کے لئے جس کے لئے وہ عبور کرتا تھا جانب غربی میں تھا۔ فاسق نے اس سردار کے تنہا ہونے کا اور اس کا اپنے ساتھیوں سے جدا ہونے کا اور تیز ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے دجلے کے عبور سے مانع ہونے کا موقع غنیمت جانا۔ اس نے اس سردار کا قصد کیا جو غربی دجلے میں مقیم تھا اور اپنے آدمیوں کی کثرت سے اس پر غالب آ گیا۔ کشتیوں نے جو اس فرستادہ سردار کے ہمراہ تھیں اس مقام پر ٹھہرنے کی جہاں وہ ٹھہرتی تھیں اس وجہ سے کوئی گنجائش نہ پائی کہ ہوا نے انھیں پتھروں پر پہنچا دیا تھا۔ کشتی والوں کو ان کے ٹوٹ جانے کا خوف تھا۔ زنجیوں کو اس سردار اور اس کے ساتھیوں پر ہمت ہوگئی۔ انھوں نے ان کو اپنے مقام سے ہٹا دیا۔ وہ ان کے ایک گروہ کو پا گئے جو ثابت قدم رہے۔ دوسرے قتل کر دیے گئے۔ ایک گروہ نے پانی کی طرف پناہ لی۔ زنجیوں نے ان کا تعاقب کر کے ان میں سے چند شخص گرفتار کئے اور ایک جماعت کو قتل کر دیا ان میں سے اکثر لوگ بچ گئے۔ وہ اپنی کشتیاں پا گئے۔ انھوں نے اپنے آپ کو ان کشتیوں میں ڈال دیا اور شہر الموفقیہ کی جانب عبور کر گئے۔ زنجیوں کو جو کچھ بن پڑا اس سے لوگوں کی پریشانی بہت بڑھ گئی اور بہت غم ہوا۔

نہر منکی کی متصل دیوار توڑنے کا ارادہ:

ابواحمد نے دجلے کی غربی جانب اترنے کے بارے میں جو سوچا تھا اس میں غور کیا کہ وہ کامیاب نہیں ہوا۔ فاسق اور اس کے ساتھیوں کے اس حیلے پر بھی غور کیا جس سے وہ رات کے وقت لشکر پر حملہ کر دے گا یا کسی ایسی بات کی گنجائش پا جائے گا جس میں اس کے لئے سہولت ہو۔ اس وجہ سے کہ اس مقام پر ابواحمد کے مخالف بہت سے امور تھے' راستے نہایت دشوار تھے۔ زنجی ایسے ویران مواضع میں گھسنے پر زیادہ قادر ہیں' اور وہ ان لوگوں پر بہ نسبت ابواحمد کے ساتھیوں کے زیادہ آسان ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر ابواحمد نے دجلے کے غربی جانب اترنے کی رائے واپس لے کے فاسق کی دیوار توڑنے کا اور اسی سے اپنے ساتھیوں کے لئے راستے اور سڑکیں بنانے کا عزم کیا۔

ابواحمد کی پیش قدمی:

حکم دیا کہ دیوار توڑنے کی ابتدا وہاں سے کی جائے جو نہر منکی کے متصل ہے اس دن اس بارے میں خبیث کی تدبیر اس کام سے روکنے کے لئے اپنے بیٹے انکلائے اور علی بن ابان اور سلیمان بن جامع میں سے ہر ایک کو اپنی باری میں بھیجنا تھی۔ لیکن جب ان پر الموفق کے ساتھیوں کا ہجوم ہو گیا تو وہ سب کے سب ہر اس شخص کی مدافعت کے لئے جمع ہو گئے۔ جو ان کے پاس آتا تھا۔ جب الموفق نے خبیثوں کے مل جانے اور دیوار کے منہدم کرنے سے روکنے میں ان کے باہم مددگار ہونے کو دیکھا تو اس نے خود اس کام کے کرنے اور اپنے موجود رہنے کا قصد کیا کہ اس کے ذریعے سے اپنے اصحاب سے سعی اور ان کی کوشش کی استدعا کرے اور ان کی توجہ اور محنت میں اضافہ کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ برابر جنگ ہونے لگی اور دونوں فریق پر شاق گزرنے لگی۔ ہر دو جماعت میں مجروحین و مقتولین کی کثرت ہوگئی۔

زنجیوں کی شدید مدافعت:

الموفق نے ٹھہر کر صبح و شام فاسقوں سے جنگ جاری رکھی۔ وہ لوگ بھی کسی دن میں سستی نہ کرتے تھے۔ ابو احمد کے ساتھی ان دونوں پلوں کے ذریعے سے جو نہر منکی پر تھے خبیثوں پر داخل نہیں ہو سکتے جن پر جنگ کی شدت کے وقت زنجی چلتے تھے اور ان کے ذریعے سے اس راستے تک پہنچ جاتے تھے جو انھیں ابو احمد کے ساتھیوں کی پشت پر نکال دیتا تھا۔ وہ ان سے کامیابی حاصل کر لیتے تھے اور انھیں دیوار کے منہدم کرنے سے روک دیتے تھے۔

پلوں کے انہدام کا منصوبہ:

الموفق نے ان دونوں پلوں کے توڑنے کی تدبیر پر عمل کرنا مناسب سمجھا کہ فاسقوں کو اس راستے سے روک دے جس کے ذریعے سے وہ شدت جنگ کے وقت اس کے ساتھیوں کی پشت سے حملہ کرنے کے لئے جاتے تھے اس نے اپنے غلاموں کے سرداروں میں سے چند سرداروں کو ان دونوں پلوں کے قصد کا حکم دیا کہ وہ زنجیوں کو کمزور کر دیں اور ان دونوں پلوں پر قبضہ کرنے کے لئے ان لوگوں کی غفلت کے موقع کو غنیمت سمجھیں۔ یہ بھی حکم دیا کہ وہ لوگ ان دونوں پلوں کے لئے بسولوں اور آریوں اور ان آلات میں سے جن کے کاٹنے کے لئے ضرورت ہو جو کام بعجلت ہو جانے میں اُن کے مددگار ہوں تیار کر لیں۔

ابو النداء کا قتل:

غلام جہاں کا انھیں حکم دیا گیا تھا وہاں تک پہنچ گئے' دو پہر کے وقت نہر منکی پہنچے تو زنجی مقابلے کو نکلے۔ انھوں نے سبقت اور عجلت کی۔ ان پیش رَوؤں میں ابو النداء مع اپنے ان ساتھیوں کے جو پانچ سو سے زائد تھے۔ الموفق کے ساتھیوں اور زنجیوں کے درمیان جنگ ہونے لگی۔ دو پہر کے ختم تک جنگ کی' پھر ابو احمد کے غلام فاسقوں پر غالب آئے اور ان کو دونوں پلوں سے ہٹا دیا۔ ابو النداء کے سینے میں ایک ایسا تیر لگا جو اس کے دل تک پہنچ گیا۔ زخم کاری نے اسے گرا دیا۔ ساتھیوں نے اس کی لاش کی حفاظت کی۔ اسے اٹھا لیا اور پشت پھیر کر بھاگے۔ الموفق کے غلاموں کے سردار دونوں پلوں کے کاٹنے کا موقع پا گئے۔ ان دونوں کو کاٹ ڈالا اور ان کو دجلے تک نکال دیا۔ لکڑی ابو احمد کے پاس روانہ کر دی اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے۔

ابن سمعان اور سلیمان بن جامع کے مکانات کا انہدام:

الموفق کو ابو النداء کے قتل اور دونوں پلوں کے کاٹ دینے کی خبر دی۔ تمام اہل لشکر کو بہت مسرت ہوئی۔ اس نے ابو النداء کے تیر مارنے والے کے لئے بہت سے انعام کا حکم دیا۔ خبیث اور اس کے گروہوں سے ابو احمد برابر لڑتا رہا اور دیوار کا اتنا حصہ منہدم کر دیا جس سے ان لوگوں پر داخل ہونا ممکن ہو گیا۔ ان لوگوں نے ان کے شہر کے اندر کی جنگ سے انھیں اپنی دیوار کی مدافعت سے باز رکھا۔ تیزی سے اسے منہدم کر کے ابن سمعان اور سلیمان بن جامع کے مکانوں تک پہنچ گیا۔ یہ دونوں مکان اس طرح الموفق کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گئے کہ فاسق کو نہ تو مدافعت کی طاقت تھی اور نہ وہاں تک پہنچنے سے روکنے کی۔ یہ دونوں مکان بھی منہدم کر دیے گئے' جو کچھ ان میں تھا لوٹ لیا گیا۔

المیمونہ بازار کی تباہی:

الموفق کے ساتھی صاحب الزنج کے ایک بازار تک پہنچے جس نے اسے دجلے کے کنارے سایہ دار بنایا تھا۔ المیمونہ نام رکھا

تھا۔ الموفق نے ابوالعباس کے مقدمے کے سردار زیرک کو اس بازار کے لئے جانے کا حکم دیا۔ الموفق نے اس مکان کا قصد کیا جسے صاحب الزنج نے الجبائی کے لئے بنایا تھا۔ اسے بھی منہدم کر دیا اور جو کچھ اس میں فاسق کے ان خزانوں میں تھا جو اس کے متصل تھے انھیں لوٹ لیا۔

مسجد جامع کا انہدام:

اپنے ساتھیوں کو الموفق نے اس مقام کے قصد کا حکم دیا جہاں فاسق نے ایک عمارت بنائی تھی اور اس کا نام مسجد جامع رکھا تھا۔ اس مقام کی فاسقوں کی طرف سے سخت حمایت و مدافعت ہوئی۔ اس لئے کہ خبیث انھیں اس پر برانگیختہ کرتا تھا اور یہ وہم دلاتا تھا کہ ان پر مسجد کی مدد و تعظیم واجب ہے وہ اس بارے میں اس کے قول کو سچا سمجھتے تھے اور اس میں اس کی رائے کی پیروی کرتے تھے۔ الموفق کے ساتھیوں پر وہ امر دشوار ہو گیا جس کا انھوں نے ارادہ کیا تھا۔ اس مقام پر جنگ کو بہت زمانہ گزر گیا۔

جو لوگ اس دن فاسق کے ہمراہ ثابت قدم رہے وہ اس کے منتخب ساتھی اور ان کے بڑے بہادر لوگ تھے۔ وہ اس کے ہمراہ اپنے آپ کو صبر پر جمائے ہوئے تھے۔ وہ ایک مقام پر کھڑے ہوتے تھے۔ تو ان میں سے کسی کے تیر یا نیزہ یا تلوار لگتی تھی اور وہ گر پڑتا تھا تو جو اس کے پہلو میں ہوتا تھا اس کو کھینچ لیتا اور اس خوف سے خود اس کی جگہ پر کھڑا ہو جاتا تھا کہ ان کے ایک آدمی کی جگہ خالی ہونے سے کہیں ان کے تمام ساتھیوں پر خلل نہ آ جائے۔

ابواحمد نے اس جماعت کو صبر و استقلال و حزم و احتیاط پر نظر کی اور زمانہ مدافعت کو دراز ہوتے دیکھا تو اس نے ابوالعباس کو اس تعمیر کی ایک دیوار کے قصد کا حکم دیا جس کا نام خبیث نے مسجد رکھا تھا کہ وہ اس کے لئے اپنے بہادر ساتھیوں اور غلاموں کو نامزد کرے۔ ان کے ساتھ اس نے ان مزدوروں کو ملا دیا جو منہدم کرنے کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ حکم دیا کہ انھیں جب کسی شے منہدم کرنے کا موقع ملے تو اس میں عجلت کریں۔ دیوار پر سیڑھیاں لگانے کا حکم دیا جو انھوں نے لگا دیں۔ تیر انداز چڑھ گئے اور ان فاسقوں پر جو دیوار کے پیچھے تھے تیر برسانے لگے۔ الجبائی کے مکان کی حد سے اس مقام تک جہاں اس نے ابوالعباس کو کھڑا کیا تھا آدمیوں کا سلسلہ باندھ دیا۔

الموفق نے ان لوگوں کے لئے مال اور طوق اور کنگن کے انعام کا وعدہ کیا۔ جو لوگ فاسق کی دیوار اور اس کے بازار اور اس کے ساتھیوں کے مکانات منہدم کرنے میں عجلت کریں۔ طویل و شدید جنگ کے بعد وہ کام آسان ہو گیا جو دشوار تھا۔ وہ عمارت منہدم کر دی گئی جس کا نام اس خبیث نے مسجد رکھا تھا۔ اس کے منبر تک رسائی ہوگئی اسے اٹھا لیا گیا اور الموفق کے پاس لایا گیا اور فرحت و مسرت کے ساتھ اس کو شہر الموفقیہ واپس کیا گیا۔

الموفق دیوار منہدم کرنے کے لئے واپس چلا آیا جسے انکلائے کے مکان سے الجبائی کے مکان تک منہدم کر دیا۔ الموفق کے ساتھی خبیث کے چند دفتروں تک اور اس کے چند خزانوں تک پہنچ گئے۔ وہ لوٹے اور جلائے گئے۔ یہ واقعہ ایسے دن ہوا جس میں نہایت شدید کہر تھا کہ ایک آدمی سے دوسرا آدمی پوشیدہ تھا قریبی آدمی اپنے ساتھی کو بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ابواحمد کی علالت:

اسی دن الموفق کے لئے فتح کی خوش خبریاں بلند آواز ہونے لگیں لوگ انہی مسرتوں میں تھے کہ فاسقین کے تیروں میں سے

ایک تیر الموفق تک پہنچ گیا جسے ایک رومی غلام نے پھینکا تھا۔ جو فاسق کے ساتھ تھا اور جس کا نام قرطاس تھا۔ وہ تیر اس کے سینے میں لگ گیا۔ یہ واقعہ ۲۵/ جمادی الاولیٰ یوم دوشنبہ ۲۶۹ھ کو ہوا۔ مگر الموفق نے اس تیر کو جو اسے لگا پوشیدہ رکھا اور شہر الموفقیہ روانہ ہو گیا۔ اسی شب کو اس کے زخم کا علاج کیا گیا اور وہ سو گیا۔

ابو احمد کی صحت یابی:

باوجودیکہ زخم کی تکلیف تھی مگر الموفق جنگ کے لئے واپس آیا کہ اپنے دوستوں کے دلوں کو کمزوری یا وہم داخل ہونے سے بچا کر مضبوط کرے جو حرکت اس نے اپنے اوپر برداشت کی اس نے اس کے مرض کی قوت میں اضافہ کر دیا۔ مرض بڑھ گیا اور تکلیف اتنی ترقی کر گئی کہ جان کا خوف کیا جانے لگا۔ علاج کے لئے ان بڑی بڑی چیزوں کی حاجت ہوئی جن سے زخموں کا علاج کیا جاتا ہے۔ لشکر اور فوج اور رعیت پریشان ہو گئی۔ انھیں اپنے اوپر فاسق کے غالب آنے کا اندیشہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ شہر سے ان لوگوں کی ایک جماعت نکل گئی جو وہاں مقیم تھی کہ ان کے قلوب میں خوف جاگزیں ہو گیا تھا۔ شدت مرض کی حالت میں اس پر ایک حادثہ پیش آ گیا۔ ساتھیوں اور معتبر لوگوں نے لشکر سے مدینۃ السلام (بغداد) روانہ ہونے کا مشورہ دیا کہ وہ کسی کو اپنا قائم مقام کر دے مگر اس نے اس سے انکار کیا۔ اسے خبیث کے اس گروہ کے جو متفرق ہو گیا ہے جمع ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ مرض کی سختی اور پیش آنے والے واقعے کی اپنے غلبے میں شدت کے باوجود مقیم رہا۔ اللہ نے احسان کیا اور وہ اپنے ان سرداروں اور خاص آدمیوں کے سامنے ظاہر ہوا جن سے وہ زمانہ دراز تک پوشیدہ رہا تھا۔ اس سے ان کی ہمتیں قوی ہو گئیں اور اسی سال شعبان تک وہ تندرست ہو کر اپنے آپ کو فرصت دے کر مقیم رہا۔ جب اچھا ہو گیا اور جنگ کے لئے جانے کی طاقت آ گئی تو آمادہ ہو گیا اور پھر اسی معرکے میں در آیا جسے پہلے سر کرتا رہا تھا۔

صاحب الزنج کے وعدے:

خبیث کو جب صحت کے ساتھ ابو احمد کے حادثے کی خبر پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں سے بہت سے وعدے کرنے لگا اور انھیں جھوٹی امیدیں دلانے لگا۔ ابو احمد کے پھر آنے اور کشتی میں سوار ہونے کی مسلسل خبر پہنچنے کے بعد وہ اپنے منبر پر قسم کھا کر بیان کرنے لگا کہ یہ محض غلط ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے' جسے انھوں نے کشتی میں دیکھا ہے۔ وہ ایک تصویر ہے جو ان کے لئے بنائی گئی ہے۔

اسی سال ۱۵/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو المعتمد مصر جانے کے ارادے سے روانہ ہوا' اور بحالت شکار الکحیل میں قیام کیا۔ صاعد بن مخلد ابو احمد کے پاس آیا۔ جمادی الآخر میں سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ سامرا کی جانب روانہ ہوا۔ ابن طولون کے دو سردار جن میں سے ایک کا نام احمد بن جیغویہ اور دوسرے کا محمد ابن عباس الکلابی تھا الرقہ میں آئے۔ جب المعتمد اسحاق بن کنداج کے علاقے میں پہنچا کہ الموصل اور الجزیرہ کا عامل تھا تو ابن کنداج نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا۔ جو المعتمد کے ہمراہ سامرا سے مصر کے ارادے سے آئے تھے۔ یہ تینک اور احمد بن خاقان اور خطارمش تھے جنھیں اس نے قید کر دیا اور ان کے مال اور جانوروں اور رفیقوں کو لے لیا اور اسے ان لوگوں کی گرفتاری اور المعتمد پر قبضہ کرنے کو لکھا جا چکا تھا۔ اسحاق ابن کنداج نے ان کی اور فارس بن بغا کی جائیداد بھی لے لی تھی۔

المعتمد کے سرداروں میں اختلاف:

سبب یہ ہوا کہ المعتمد اسحاق کے علاقے میں پہنچا ہی تھا کہ اس پر قبضے کے بارے میں صاعد کی جانب سے مراسلات آ چکے تھے۔ ابن کنداج نے یہ ظاہر کیا کہ وہ بھی سب کے ساتھ ہے اور اس کی رائے بھی المعتمد کی اطاعت کے بارے میں انہی کی سی ہے' کیونکہ وہ خلیفہ ہے جس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ سرداروں نے جو المعتمد کے ہمراہ تھے المعتمد کو اس کے پاس جانے سے ڈرایا تھا مگر اس نے تمام باتوں سے انکار کیا کہ ''وہ میرا خادم اور غلام ہے اور میرا ارادہ شکار کا ہے اور اس کی طرف کے راستے میں بہت شکار ہے''۔ جب وہ لوگ اس کے علاقے میں پہنچے تو وہ ان سے ملا اور ان کے ساتھ روانہ ہوا کہ المعتمد جیسا کہ بیان کیا گیا ابن طولون کے علاقے میں پہنچنے سے پہلے کسی منزل میں اتر جائے۔ جب صبح ہوئی تو وہ خدام اور غلام جو المعتمد کے ساتھ تھے اور وہ لوگ جو اس کے ہمراہ سامرا سے روانہ ہوئے تھے روانہ ہو گئے۔ ابن کنداج نے ان سرداروں سے جو المعتمد کے ساتھ تھے تنہائی میں ملاقات کی اور ان سے کہا کہ ''تم لوگ ابن طولون کے علاقے سے اور اس کے اس سردار سے جو الرقہ میں مقیم ہے قریب ہو گئے' ابن طولون کے پاس پہنچو گے تو حکومت اسی کی ہو گی اور تم اس کے لشکر کے زیر دست ہو گے' کیا اس پر راضی ہو حالانکہ تم یہ جانتے ہو کہ وہ بھی تم ہی میں سے کسی ایک کے مثل ہے''۔ اس معاملے میں ان کے درمیان اتنی دیر تک گفتگو ہوتی رہی' کہ دن چڑھ گیا۔ المعتمد نے اپنے سرداروں کو اپنے روبرو آپس میں بحث میں مشغول ہونے کی وجہ سے اب تک کوچ نہیں کیا تھا۔ ہنوز ان کی رائیں کسی بات پر متفق نہیں ہوئی تھیں۔ ابن کنداج نے ان سے کہا کہ ''ہمارے ساتھ چلو کہ اس معاملے میں اس جگہ کے علاوہ کہیں اور گفتگو کریں۔ امیر المومنین کی مجلس کا ادب کرو یہاں آواز بلند نہ ہو''۔ اس نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور انھیں المعتمد کے خیمے سے اپنے خیمے کے اندر لے گیا جس کے سوا اور کوئی خیمہ نہ تھا جسے روانہ نہ کر دیا گیا ہو۔ المعتمد کا اپنے فراشوں اور حاشیہ نشینوں کو اس روز یہ حکم تھا کہ تم بغیر کسی کے کوچ نہ کرنا۔

المعتمد کے سرداروں کی گرفتاری:

جب وہ لوگ اس کے خیمے میں پہنچ گئے تو اس کے اور جو سردار اس کے ہمراہ تھے ان کے پاس اس کے بڑے بڑے غلام اور ساتھی آئے۔ بیڑیاں لائی گئیں اور اس کے غلاموں نے ان تمام سرداروں کو جو المعتمد کے ہمراہ سامرا سے آئے تھے باندھ کے مقید کر دیا۔ جب وہ لوگ قید کر دیے گئے اور ان کے کام سے فراغت ہو گئی تو وہ المعتمد کے پاس گیا اور اسے اپنے اور اپنے آباء کے دارالسلطنت سے روانہ ہونے پر اور اپنے بھائی کو ایسے شخص کی جنگ کی حالت میں چھوڑنے پر ملامت کی جو اسے اور اس کے اہل بیت کو قتل کرنا اور ان کی سلطنت کو زائل کرنا چاہتا ہے۔ خلیفہ کو اور جو اس کے ہمراہ بیڑیوں میں تھے لے چلا یہاں تک کہ سامرا میں لایا۔

متفرق واقعات:

اسی سال رافع بن ہرثمہ نے خراسان کے ان مواضع اور دیہات کا انتظام کیا جن پر الخجستانی غالب آ گیا تھا۔ رافع بن ہرثمہ نے پہلے ہی خراسان[1] کے متعدد مواضع سے دس سال سے کچھ زیادہ کا خراج وصول کر لیا تھا جس سے اس نے وہاں کے باشندوں کو فقیر اور ان مواضع کو ویران کر دیا تھا۔

اسی سال حسینیوں اور حسنیوں اور جعفریوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں جعفریوں کے آٹھ آدمی مارے گئے اور جعفری ہی غالب آئے۔ انھوں نے الفضل ابن العباس العباسی کو چھڑا لیا جو مدینے پر عامل تھا۔

جمادی الآخرہ میں ہارون بن الموفق نے ابن ابی الساج کو الانبار اور طریق الفرات اور رحبۃ طوق کا والی بنایا۔ احمد بن محمد الطائی کو کوفے اور اس کے خراج کا والی بنایا۔ معاون کو علی بن الحسین کفتمر کے نام سے کر دیا گیا۔ احمد بن محمد نے الہیصم العجلی سے کوفے میں مقابلہ کیا۔ الہیصم کو شکست ہوئی اور الطائی نے اس کے مال و جائداد پر قبضہ کر لیا۔

المعتمد کی مراجعت سامرا:

اسی سال ۴/ شعبان کو اسحاق بن کنداج نے المعتمد کو سامرا واپس کیا۔ جہاں وہ قصر المطل میں بخیریت پہنچ گیا۔ ۸/ شعبان کو خلعت دیا گیا اور اس کے دو تلواریں لٹکائی گئیں جس میں سے ایک حمائل اپنی طرف سے تھی اور دوسری بائیں طرف سے۔ اس کا نام ذوالسیفین (دو تلوار والا) رکھا گیا۔ دو دن بعد اسے دیبا کی قبا خلعت میں دی گئی اور دو کمانیں ایک تاج پہنایا گیا اور ایک تلوار لٹکائی گئی کہ ہر ایک شے جواہرات سے مرصع تھی۔ اس کی منزل تک ہارون بن الموفق اور صاعد بن المخلد اور سرداروں نے مشایعت کی اور ان لوگوں نے اس کے پاس ناشتہ کیا۔ اسی سال شعبان میں ابواحمد کے ساتھیوں نے فاسق کا محل جلا دیا اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا۔

جوی کور کا معرکہ:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ ابو احمد جب اس زخم سے اچھا ہو گیا جو اس کے لگا تھا تو دوبارہ فاسق کی صبح و شام کی جنگ پر لوٹا۔ خبیث نے بعض موکھوں کو دوبارہ بنا لیا تھا جو دیوار میں کر دیے گئے تھے۔ الموفق نے ان کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ اول وقت عصر سے عشا تک سوار رہا۔ اس روز نہر منکی کے متصل برابر جنگ ہوتی رہی۔ اس علاقے میں زنجی بھی جمع تھے جنھوں نے اپنے آپ کو اس میں مشغول کر دیا تھا اور انھیں یہ گمان تھا کہ اس مقام کے سوا ان سے اور کہیں جنگ نہ ہوگی۔

الموفق آیا مزدور تیار کر لئے گئے۔ وہ نہر منکی کے قریب ہو گیا۔ زنجی بھی فوراً وہاں آ گئے جنگ بھڑک اٹھی تو الموفق نے لکڑی کاٹنے والوں اور پیمائش کرنے والوں کو حکم دیا کہ خشکی میں روانہ ہو کے نہر جوی کور تک پہنچیں۔ یہ وہ نہر ہے' جو دجلے سے نہر ابی الخصیب کے نیچے سے نکلتی ہے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ خود بھی جوی کور آیا۔ آدمی اور سپاہی گذر چکے تھے۔ وہ قریب ہوا اور مزدوروں کو نکالا۔ دیوار کا وہ حصہ منہدم کر دیا جو نہر کے متصل تھا سپاہی چڑھ گئے اور نہر میں گھس گئے جہاں بہتوں کو قتل کیا۔ فاسق کے محلوں تک پہنچ گئے جو کچھ ان محلوں میں تھا لوٹ لیا اور ان کو جلا دیا۔ ان عورتوں کو چھڑا لیا جو وہاں قید تھیں۔ فاجر کے گھوڑے لے لئے اور دجلے کی غربی جانب لے گئے۔

صاحب الزنج کی بے بسی:

الموفق غروب آفتاب کے وقت فتح اور سلامت کے ساتھ واپس ہوا انھیں جنگ کے لئے اور دیوار منہدم کرنے کے قصد سے صبح کو لے گیا اتنی تیزی کی کہ سلسلہ انہدام انکلائے کے مکان تک پہنچ گیا۔ جو خبیث کے مکان کے متصل تھا۔ جب خبیث کو انہدام دیوار کے روکنے اور الموفق کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں داخل ہونے کی تمام تدبیروں نے تھکا دیا تو حیران ہو گیا اور اسے معلوم نہ ہوا کہ اب کیا تدبیر کرے۔

علی بن ابان کا مشورہ:

علی بن ابان المہلبی نے اسے ان شور زمینوں پر پانی جاری کرنے کا مشورہ دیا جن پر الموفق کے ساتھی چلتے تھے کہ انھیں چلنے کا

راستہ نہ ملے۔ متعدد مقامات میں خندقیں کھودی جائیں جو شہر میں داخل ہونے سے روکیں۔ اس پر بھی اگر اندر گھسنا برداشت کر لیا اور انھیں شکست ہوگئی تو اپنی کشتیوں کی طرف پلٹنا آسان نہ ہوگا۔ انھوں نے اپنے شہر کے متعدد مقامات میں اور اس میدان میں جسے خبیث نے راستہ بنایا تھا ایسا ہی کیا۔ یہ خندقیں اس کے مکان کے قریب پہنچ گئیں۔

صاحب الزنج کے محل پر حملہ:

الموفق نے یہ دیکھ کے کہ اللہ نے فاسق کے شہر کی دیوار منہدم کرنے کے اسباب مہیا کر دیئے' یہ مناسب سمجھا کہ خندقوں اور نہروں کے پاٹنے اور پٹے ہوئے مقامات سے گزرنے کا انتظام کرے کہ سوار و پیدل فوج سے سڑکیں درست کرائی جاسکیں۔ اس عزم کے مطابق عمل شروع ہوا تو زنجیوں نے مدافعت کی۔ جنگ ہونے لگی' جس کا سلسلہ بڑھ گیا۔ دونوں فریق قتل و جراحت سے بڑا نقصان پہنچا' انہی دنوں میں زخمیوں کی تعداد تقریباً دو سو ہوگئی۔ جنگ کے وقت دونوں فریق کے نزدیک ہونے اور ہر ایک فریق کے اپنے مقابل کو خندقوں سے روکنے اور ہٹانے کی وجہ سے یہ نوبت آئی۔

الموفق نے یہ دیکھا تو دجلے کی جانب سے اس کے مکان پر حملہ کرنے اور اس کے جلانے کا قصد کیا۔ خبیث نے جتنے جنگجو اپنے مکان کے محافظ تیار کئے تھے' ان کی کثرت اس قصد سے روکتی تھی۔ کشتی جب اس کے محل کے قریب ہوتی تھی تو وہ لوگ دیوار سے تیر پھینکتے تھے اور محل کے اوپر سے پتھر برساتے' تیر چلاتے اور پگھلے ہوئے سیسے کو جنگی پچکاریوں میں بھر بھر کر ڈالتے تھے۔ ان وجوہ سے مکان کو جلانا نہایت دشوار تھا۔

آتش فرو آلات:

الموفق نے کشتیوں کے لئے لکڑی کے سائبان بنانے اور بھینس کی کھال سے منڈھنے اور ان پر کتاں کا وہ دبیز کپڑا لپیٹنے کا کہ مختلف اقسام کی جڑی بوٹیوں اور دواؤں کے تیل سے موم جامہ بنایا گیا ہو جو آگ کو روکتی ہیں حکم دیا۔ یہ بنائے گئے اور متعدد کشتیوں پر لگا دیے گئے۔ ان سب میں اس نے اپنے بہادر تیر انداز اور نیزہ باز غلام ایک جماعت تجربہ کار آگ لگانے والوں کی مقرر کی اور انھیں اس نے بدکار صاحب الزنج کا مکان جلانے کے لئے تیار کیا۔

محمد بن سمعان کی امان طلبی:

۱۸/ شعبان یوم جمعہ ۲۶۹ھ کو محمد بن سمعان نے جو خبیث کا کاتب اور اس کا وزیر تھا الموفق سے امان لے لیا۔ اس کے امن لینے کا سبب محمد بن الحسن نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اس کی صحبت میں امتحان کیا اور وہ اس کی گمراہی معلوم ہونے پر اس سے بیزار تھا۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ میں بھی اس بات پر اس سے متفق تھا۔ ہم دونوں رہائی کے لئے تدبیر سوچتے تھے جو دشوار تھی۔ جب خبیث پر محاصرے کی مصیبت نازل ہوئی ساتھی اس سے جدا ہو گئے اور اس کی حالت کمزور ہوگئی تو اس نے رہائی کے لئے ایک فوری تدبیر سوچی اور اس کی مجھے اطلاع دی کہ ''میں اس امر پر اپنے دل میں خوش ہوں کہ بیوی بچوں کو اپنے ہمراہ نہ لوں اور تنہا نجات حاصل کر لوں۔ جو کچھ میں نے قصد کیا اس میں تیری کیا رائے ہے''۔ میں نے جواب دیا کہ ''تیرے لئے یہی رائے ہے جو تو نے سوچی۔ کیونکہ تو صرف ایک ایسے کمسن بچے کو چھوڑ دے گا جس پر حملہ کرنے کی یا کوئی ایسی بات پیدا کرنے کی جس سے تجھے عار آئے گنجائش نہیں ہے۔ لیکن میں تو میرے ساتھ ایسی عورتیں ہیں جن کی عار مجھے لاحق ہوگی اور مجھے فاجر کی قوت کی وجہ

سے ان کی حفاظت کی قدرت نہ ہوگی' لہٰذا تو اپنے حال پر قائم رہ تجھے فاجر کی مخالفت اور اس کی صحبت کی ناگواری کے بارے میں میری نیت کا جو کچھ علم ہے اس کی اطلاع کر دینا۔ اگر اللہ نے میرے لئے میرے بچوں کی رہائی کا بھی سامان کر دیا تو میں بہت جلد تجھ سے ملوں گا۔ اور اگر تقدیر نے کچھ اور کر دیا تو ہم دونوں ساتھ ہوں گے اور صبر کریں گے۔

محمد بن سمعان نے اپنے ایک وکیل العراقی کو روانہ کیا۔ وہ الموفق کے لشکر میں آیا اور اس نے اس کے لئے اس کی خواہش کے مطابق امان لے لیا۔ اس کے لئے کشتی تیار کی گئی' وہ السبجہ میں اس روز اس کے پاس گیا۔ پھر الموفق کے لشکر چلا گیا۔

صاحب الزنج کے محل پر یورش:

الموفق نے اس دن کی صبح جس دن محمد بن سمعان نے امن لیا تھا دوبارہ خبیث کی جنگ اور آگ لگنے کا قصد کیا جو نہایت عمدہ طریقے اور کامل تیاری کے ساتھ تھا۔ یہ ۱۹/ شعبان ۲۶۹ھ شنبے کا دن تھا۔ اس کے ساتھ وہ کشتیاں تھیں جن میں اس کے موالی اور غلام تھے۔ وہ کشتیاں بھی تھیں۔ جن میں اس کی پیادہ فوج تھی۔ الموفق نے اپنے فرزند ابوالعباس کو محمد بن یحییٰ عرف الکر بنائی کے مکان کے قصد کا حکم دیا جو نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب خائن کے مکان کے سامنے تھا جس کا راستہ نہر اور دجلے سے تھا۔ اسے اس کے برابر کے سرداران زنج کے مکانات جلانے کا اور ان سرداروں کو اس میں مشغول کر کے خائن کی مدد اور اعانت سے باز رکھنے کا حکم دیا۔ جو لوگ سایہ دار کشتیوں میں مقرر تھے انھیں خبیث کی ان جھونپڑیوں اور عمارتوں کے قصد کا حکم دیا جو دجلے کے کنارے بنائی گئی تھیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اپنی کشتیوں کو محل کی دیوار سے ملا دیا۔ فاجروں سے نہایت شدید جنگ کی اور آگ سے ان کی مدافعت کی۔ فاسقوں نے صبر کیا اور جنگ کی۔ اللہ نے ان کے خلاف مدد کی تو وہ ان جھونپڑیوں اور مکانوں سے ہٹ گئے جن کی حفاظت کر رہے تھے۔ انھیں الموفق کے غلاموں نے جلا دیا' جو کشتیوں میں تھے وہ خبیثوں کے ان تیروں اور پتھروں اور پگھلے ہوئے سیسے کے پھینکے جانے سے جن کے ذریعے سے وہ لوگ مکاری کر رہے تھے ان سایہ بانوں کی وجہ سے بچ گئے جنھیں الموفق نے کشتیوں میں لگا دیا تھا۔ کشتیوں کے خبیث کے مکان پر قابو پانے کا یہی سبب ہو گیا۔ اور الموفق نے ان لوگوں کو واپس ہونے کا حکم دیا جو کشتیوں میں تھے۔ وہ واپس ہو گئے۔ جو غلام تھے انھیں نکال دیا اور دوسروں کو بٹھایا اور پانی کے مد (چڑھاؤ) اور اس کی بلندی کا انتظار کیا۔

صاحب الزنج کے محل پر آتش زنی:

وقت آ گیا تو سائبان دار کشتیاں خبیث کے محل کی طرف لوٹیں۔ الموفق نے ان لوگوں کو جو ان میں سوار تھے۔ فاسق کے محل کی ان کوٹھریوں کو جو دجلے پر بنی ہوئی تھیں جلانے کا حکم دیا' انھوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کوٹھریوں میں آگ بھڑکنے لگی اور جو پردے ان کے متصل تھے ان میں بھی آگ لگ گئی۔ جن کے ذریعے سے خبیث نے اپنے مکان پر سایہ کیا تھا۔ ان پردوں میں آگ لگی جو دروازوں پر تھے اس وقت آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ اس نے خبیث کو اور اس کے ساتھ والوں کو ان اشیاء کے متعلق فکر کرنے کا موقع نہ دیا جو اس کے مکان میں از قسم مال ومتاع وجواہر وخزانہ وغیرہ تھیں۔ وہ بھاگ نکلا اور یہ تمام چیزیں اس نے چھوڑ دیں اور الموفق کے غلام خبیث کے محل پر چھا گئے۔ وہ تمام مال واسباب فاخرہ اور چاندی اور سونا اور جواہر زیور وغیرہ لوٹ لیا۔ جس تک آگ نہیں پہنچی تھی۔ عورتوں کی ایک جماعت کو بھی چھڑا لیا۔ جنھیں خبیث چرائے ہوئے تھا۔ خبیث اور اس کے بیٹے انکلائے کے تمام مکانات میں گھس گئے اور ان سب میں آگ لگا دی۔ اس روز لوگوں کو اس پر بڑی مسرت ہوئی جو اللہ نے ان کے لئے مہیا کر دیا تھا۔

ایک جماعت ٹھیر کر فاسقوں سے ان کے شہر میں اور خبیث کے محل کے اس دروازے پر جو میدان کے متصل تھا جنگ کرتی رہی۔ ان کے بہت سے لوگوں کو قتل و قید و زخمی کیا۔ ابوالعباس نے الکر بنائی کے اور اس کے متصل کے مکانات میں اسی طرح آگ لگائی اور لوٹا اور منہدم کیا۔

ابواحمد کی کامیابی:

اسی دن ابوالعباس نے اس بڑی بھاری اور مضبوط لوہے کی زنجیر کو کاٹ ڈالا جس کے ذریعے سے خبیث نے نہر ابی الخصیب کو منقطع کر دیا تھا کہ کشتیوں کو اس میں داخل ہونے سے روکے۔ اس نے انھیں زنجیروں کو اکٹھا کر لیا جو کشتیوں میں لادی گئیں۔ الموفق نماز مغرب کے وقت بہترین فتح کے ساتھ لوگوں کو اس طرح واپس لایا۔ اس روز فاسق کے جان و مال اور اولاد اور ان مسلمان عورتوں کے بارے میں جن پر وہ غالب تھا ایسی ہی کامیابی حاصل کی تھی جیسی کہ اس سے مسلمانوں کو پریشانی جلاوطنی اور پراگندگی جماعت کی مصیبت اپنے اہل وعیال میں پہنچی تھی۔ اسی روز اس کے بیٹے انکلائے کے پیٹ میں ایسا شدید زخم لگا جس سے وہ قریب مرگ ہو گیا۔ اس کے دوسرے دن یوم یک شنبہ اسی سال ۲۰/ شعبان کو نصیر غرق ہو گیا۔

ابوحمزہ نصیر کی غرقابی:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ جب دوسرا روز ہوا تو الموفق نے صبح کے وقت خبیث سے جنگ شروع کی۔ اور نصیر عرف ابوحمزہ کو اس پل کے قصد کا حکم دیا جو خائن نے نہر ابوالخصیب پر لکڑی سے بنایا تھا۔ اور جو ان دونوں پلوں سے کم تھا جنھیں اس نے اس پر بنایا تھا۔ زیرک کو اس مقام پر اپنے ساتھیوں کے لے جانے کا حکم دیا جو الجبائی کے مکان کے متصل تھا کہ جو فاجرین وہاں جمع ہیں ان سے جنگ کرے۔ اس کے سرداروں کی ایک جماعت کو اس مقام پر ان کی جنگ کے لئے جانے کا حکم دیا جو انکلائے کے مکان کے متصل تھا۔ نصیر فوراً روانہ ہو گیا اور اپنی متعدد کشتیوں کے ساتھ شروع مد میں (چڑھاؤ میں) داخل ہو گیا پانی کے چڑھاؤ (مد) نے انھیں اٹھا کے پل سے ملا دیا۔ چند کشتیاں الموفق کے موالی اور غلاموں کی بھی داخل ہوئیں جو ان لوگوں میں سے تھے جنھیں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ ان لوگوں کو بھی مد نے اٹھا کے نصیر کی کشتیوں پر ڈال دیا۔ بعض کشتیاں بعض سے ٹکرا گئیں۔ ملاحوں کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی اور نہ کوئی کام۔

زنجیوں نے یہ دیکھا تو کشتیوں میں جمع ہو گئے اور انھیں نہر ابی الخصیب کے دونوں جانب سے گھیر لیا۔ ملاحوں نے خوف اور اندیشے سے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ زنجی کشتیوں میں گھس گئے۔ بعض سپاہیوں کو قتل کر دیا اور اکثر غرق ہو گئے۔ نصیر نے جنگ کی۔ گرفتار ہونے کا اندیشہ ہوا تو اس نے اپنے آپ کو پانی میں گرا دیا اور ڈوب گیا۔

سلیمان بن جامع کی شکست:

الموفق اس روز ٹھیر کر فاسقوں سے جنگ کرتا رہا' لوٹتا رہا اور ان کے مکانات جلاتا رہا' وہ اس روز برابر ان لوگوں پر اور ان پر جو اس روز خائن کے محل کی حفاظت کر رہے تھے غالب رہا۔ سلیمان بن جامع بھی مع اپنے ساتھیوں کے ثابت قدم رہا۔ الموفق کے ساتھیوں کے اور اس کے درمیان برابر جنگ ہوتی رہی۔ سلیمان جس جگہ مقیم تھا اس سے نہیں ہٹا۔ یہاں تک کہ اس کی پشت پر الموفق کے حبشی غلاموں کا ایک پوشیدہ لشکر نکل آیا جس کی وجہ سے وہ بھاگا۔ غلاموں نے اس طرح اس کا تعاقب کیا کہ اس کے ساتھیوں کو قتل

کر رہے تھے اور ان میں سے بعض کو قید کر رہے تھے۔ اسی وقت سلیمان کی پنڈلی میں ایک زخم لگا جس سے وہ ایک ایسے مقام پر اپنے منہ کے بل گرا جہاں آگ لگ چکی تھی جس میں کچھ چنگاریاں بھی تھیں۔ جس سے اس کے جسم کا کچھ حصہ جل گیا۔ ایک جماعت نے اس کی حفاظت کی۔ تقریباً گرفتاری اسے گھیر چکی تھی کہ بچ گیا۔

ابواحمد کی علالت:

الموفق کامیاب اور سلامت واپس ہوا۔ فاسقین کمزور ہو گئے۔ برگشتگی دیکھی تو اس سے ان کا خوف بہت بڑھ گیا۔ ابواحمد کی وجع مفاصل کی بیماری پیدا ہوگئی جس سے وہ بقیہ شعبان اور ماہ رمضان اور چند روز شوال میں ٹھیر کر فاسق کی جنگ سے رکا رہا۔ جب اسے اپنے مرض سے افاقہ ہوا اور تندرست ہوگیا تو ان اشیا کی تیاری کا حکم دیا جن کے مقابلے کے لئے ضرورت تھی۔ اس کے لئے تمام ساتھی تیار ہو گئے۔

اسی سال عیسیٰ بن الشیخ بن السلیل کی وفات ہوئی۔

منبروں پر ابن طولون کے لئے بددعا:

اس سال المعتمد نے دربار عام میں ابن طولون پر لعنت کی اور منبروں پر اس کی لعنت کا حکم دیا جمعے کے دن جعفر المفوض (ولی عہد) جامع مسجد گیا اور اس نے ابن طولون پر لعنت کی۔ اسحاق بن کنداج کو ابن طولون کے علاقے کا عامل بنایا۔ اسے باب الشماسیہ سے افریقیہ تک کا والی بنایا گیا۔ شرطہ خاصہ (خاص پولیس) کا بھی والی بنایا گیا۔

جواب کی اسیری:

اسی سال رمضان میں احمد بن طولون نے اہل شام کو ایک خط لکھا جس میں انھیں خلیفہ کی مدد کی دعوت دی تھی۔ فیج کو اس طرح پایا گیا کہ وہ ابن طولون کا قصد رکھتا تھا۔ اس کے ہمراہ اس کے نائب جواب کی جانب سے واقعات کے متعلق چند خطوط تھے۔ جواب قید کر دیا گیا اور اس کا مال و غلام و جانور لے لئے گئے۔

ابن ابی الساج اور اعراب کی جنگ:

اسی سال شوال میں ابن ابی الساج اور اعراب کے درمیان ایک جنگ ہوئی جس میں ان لوگوں نے اسے شکست دی۔ اس نے شب خون مارا بعض کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کیا۔ سروں اور قیدیوں کو بغداد بھیج دیا۔ جو اسی سال شوال میں پہنچ گئے۔

عمال کا تقرر:

اسی سال ۱۹/ شوال کو جعفر المفوض نے صاعد بن مخلد کو شہرزر در اباز اور الصامغان اور حلوان اور ماسبذان اور مہر جانقذق اور فرات کے اعمال پر عہدہ دار بنایا۔ موسیٰ بن بغا کے سرداروں کو احمد بن موسیٰ اور کیغلغ اور اسحاق بن کنداجیق اور اساتکین کے سوا سب کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔ صاعود نے ۲۲/ شوال یوم شنبہ کو ان مقامات میں سے ان پر جن پر اسے عہدہ دار بنایا گیا تھا۔ لؤلؤ کو عہدہ دار بنایا۔ ابن ابی الساج کو اپنی جانب سے اس عمل کے لئے کہلا بھیجا جس کا وہ والی تھا۔ وہ الانبار اور طریق الفرات اور رحبۃ طوق بن مالک پر ہارون بن الموفق کی جانب سے والی تھا۔ رمضان میں ادھر روانہ ہوا تھا۔ جب یہ صاعد کے ماتحت کیا گیا تو ان میں سے جو کچھ اس کے سپرد تھا ساور نے اس پر اسے برقرار رکھا۔

ابن ابی الساج کا رحبۃ پر غلبہ:

اسی سال آخر شوال میں رحبۃ طوق بن مالک میں وہاں کے باشندوں نے ابن ابی الساج سے جنگ کی مگر وہ ان پر غالب آیا اور رحبۃ میں داخل ہو گیا۔ احمد بن طوق بن مالک شام کی طرف بھاگ گیا۔ ابن ابی الساج قرقیسیا کی طرف روانہ ہوا' وہاں داخل ہوا تو ابن صفوان العقیلی اس سے کنارے ہٹ گیا۔ اسی سال ۱۰ اشوال یوم سہ شنبہ کو ابواحمد اور زنجیوں کے درمیان فاسق کے شہر میں ایسی جنگ ہوئی جس میں ایسے آثار پائے گئے جن کے ذریعے سے وہ اپنی مراد تک پہنچ گیا۔

صاحب الزنج کا پل پر قبضہ:

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ خبیث دشمن خدا نے الموفق کے مرض کے زمانے میں اس پل کو دوبارہ بنالیا جس میں نصیر کی کشتیاں ٹکرائی تھیں کچھ اور سامان بھی بڑھا دیا جس کو اس نے استواری بخش سمجھا تھا۔ اس طرف لکڑی کے لٹھے گاڑ دیئے جنھیں ایک کو دوسرے سے ملا دیا اور ان پر لوہا چڑھا دیا۔ اس کے آگے پتھروں سے بند باندھ دیا کہ کشتی کی گذرگاہ تنگ ہو جائے اور نہر ابی الخصیب میں پانی کا بہاؤ تیز ہو جائے کہ لوگ اس میں داخل ہونے سے ڈریں۔

ابواحمد کا پل کے انہدام کا حکم:

الموفق نے اپنے غلاموں کے دو سرداروں کو مع چار ہزار غلاموں کے نامزد کیا کہ ''نہر ابی الخصیب میں آئیں۔ ان دونوں میں سے ایک اس کی شرقی جانب ہو اور دوسرا غربی جانب' یہاں تک کہ دونوں اس پل تک پہنچ جائیں' جسے فاجر نے درست کر دیا ہے اور جس کے سامنے اس نے بند باندھ دیا ہے۔ پھر وہ دونوں خبیث کے ساتھیوں سے جنگ کر کے پل سے ہٹا دیں''۔ بڑھئی اور مزدور پل اور ان متفرق چیزوں کے کاٹنے کے لئے مہیا کیے جو اس کے آگے بنائی گئی تھیں۔ ایسی کشتیاں تیار کرنے کا حکم دیا جن پر مٹی کا تیل چھڑکا ہوا بانس بھرے ہوئے ہوں کہ وہ مد کے وقت نہر الخصیب میں داخل کی جائیں اور ان میں آگ لگا دی جائے تا کہ ان کے ذریعے سے وہ پل جلا دیا جائے۔

ابن جامع و ابن ابان کی شدید مدافعت:

الموفق اسی روز لشکر کے ہمراہ سوار ہو کر روانہ ہو کے دہانہ نہر ابی الخصیب تک پہنچا' خبیث کے لشکر کے اوپر اور نیچے متعدد مقامات میں سپاہیوں کے نکالنے کا حکم دیا کہ وہ اس طریقے سے انھیں پل کی حفاظت پر مدد کرنے سے باز رکھ سکے۔ دونوں سردار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگے بڑھے۔ خائن کے زنجی ساتھی ملے جن کی کمان اس کا بیٹا انکلائے اور علی بن ابان المہلبی اور سلیمان بن جامع کر رہے تھے فریقین کے درمیان جنگ جاری ہوگئی اور ہوتی رہی' پل کی حفاظت کے لئے فاسقوں نے نہایت سخت جنگ کی۔ اس کے کٹ جانے میں ان کا جو کچھ ضرر تھا اسے وہ جان گئے کہ اس کے بعد کے ان دونوں بڑے پلوں تک جنھیں خبیث نے نہر ابی الخصیب پر بنایا تھا پہنچنا سہل ہے۔

پل کا انہدام:

فریقین میں بکثرت مقتول و مجروح ہوئے' جنگ نماز عصر تک برابر ہوتی رہی۔ الموفق کے غلاموں نے فاسقین کو پل سے ہٹا دیا اور اس کے آگے بڑھ گئے۔ بڑھئی اور مزدوروں نے اسے کاٹا اور توڑ دیا۔ وہ مذکورہ الصدر لٹھے جو بنائے گئے تھے اور فاسق نے اس پل کو لٹھوں سے ایسا مضبوط کیا تھا کہ بڑھئی اور مزدوروں کو عجلت کے ساتھ ان کا کاٹنا دشوار ہو گیا۔ اس وقت الموفق نے ان

کشتیوں کے داخل کرنے کا جن میں بانس اور مٹی کا تیل تھا ان میں آگ لگا دینے اور انھیں پانی کے ہمراہ روانہ کرنے کا حکم دیا۔ یہی کہا گیا۔ وہ کشتیاں پل کے پاس پہنچ گئیں اور اسے جلا دیا۔ بڑھئی وہاں تک پہنچ گئے جہاں انھوں نے لٹھے کاٹنے کا ارادہ کیا تھا۔ انھوں نے ان کو کاٹ دیا اور کشتی والوں کو نہر میں داخل ہونا ممکن ہو گیا۔ وہ اس میں داخل ہو گئے۔ کشتیوں کے داخل ہونے سے غلاموں کی خوشی بہت بڑھ گئی۔ انھوں نے فاسق کے ساتھیوں کو ان کے مقامات سے ہٹا کے اس پہلے پل تک پہنچا دیا جو اس پل کے بعد تھا فاجرین میں سے بہت سے مقتول ہوئے۔

ایک زنجی جماعت کی امان طلبی:

ایک فریق طالب امن ہوا۔ الموفق نے حکم دیا کہ اسی وقت انھیں خلعت دے کے ایسی جگہ کھڑا کیا جائے کہ انھیں ان کے ساتھی دیکھیں کہ وہ بھی رغبت کریں۔ غلام پہلے پل کے پاس پہنچ گئے۔ یہ مغرب کے کچھ ہی قبل ہوا الموفق نے تاریکی شب میں پسند نہ کیا کہ لشکر نہر ابوالخصیب میں گھسا ہوا ہو اور فاجروں کو فرصت غنیمت سمجھنے کا موقع مل جائے۔ اس نے لوگوں کو واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ صحیح وسالم الموفقیہ واپس آئے۔

غلاموں کی کارگزاری پر انعامات کا اعلان:

الموفق نے فتح وظفر کے متعلق جو اللہ نے عطا کی تھی، تمام اطراف میں ایک فرمان بھیجنے کا حکم دیا کہ اسے منبروں پر پڑھا جائے۔ اچھی طرح کام کرنے والے غلاموں کے لئے بقدر ان کی حاجت روائی اور محنت اور حسن طاعت کے انعام دینے کا حکم دیا کہ اس سے اپنے دشمن کے جنگ کی ان کی کوشش اور محنت میں اضافہ ہو۔ ایسا ہی کیا گیا۔ اپنے موالی اور غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ چھوٹی بڑی کشتیوں اور تیز رفتار ڈونگیوں میں دہانہ نہر ابی الخصیب تک عبور کیا۔ خبیث نے اسے ان دو برجوں سے تنگ کر دیا تھا جو پتھروں سے بنائے تھے کہ گزرگاہ تنگ اور پانی کی رفتار تیز ہو جائے۔

برجوں کے توڑنے کا حکم:

جب کشتیاں نہر میں داخل ہوئیں تو اس میں پھنس گئیں۔ ان کے نکالنے کی کوئی آسان سبیل نہ نکلی۔ تو الموفق نے دونوں برجوں کے توڑنے کا حکم دیا۔ اس دن کے اول حصے میں ان دونوں میں کام کیا گیا جو کام رہ گیا تھا اس کی تکمیل کے لئے دوسرے دن لوٹے تو اس حالت میں پایا کہ جتنا توڑ دیا گیا تھا فاجروں نے اسی رات کو اسے دوبارہ بنا دیا تھا۔ ابو احمد نے ان دونوں عرادوں (پتھر پھینکنے کے آلات) کے نصب کرنے کا حکم دیا جو کشتیوں میں تیار کئے گئے تھے۔ جو نہر ابی الخصیب کے اردگرد نصب کئے گئے تھے۔ ان کے لنگر ڈال دیے گئے یہاں تک کہ وہ ٹھہر گئیں۔ ان دونوں پر کشتی والوں کی ایک جماعت کو مقرر کیا اور ان دونوں برجوں کے توڑنے کا حکم دیا۔ دونوں عراوات والوں کو فاسق کے ان ساتھیوں پر پتھر مارنے کا حکم دیا جو رات یا دن میں ان میں سے کسی کے دوبارہ بنانے کے لئے نزدیک آئیں۔ فاجر اس مقام کے نزدیک آنے سے باز رہے اور اس سے ہٹ گئے۔ ان لوگوں نے جو ان پتھروں کے توڑنے پر مقرر تھے خوب کوشش کی یہاں تک کہ جو ان کا ارادہ تھا اس کو انھوں نے پورا کیا اور کشتیوں کے لئے نہر میں داخل ہونے اور اس سے خارج ہونے کا راستہ وسیع ہو گیا۔

اسی سال فاسق نہر ابی الخصیب کی غربی جانب سے اس کی شرقی جانب منتقل ہو گیا اور اس پر ہر طرف سے رسد منقطع ہو گئی۔

زنجیوں کی زبون حالی:

بیان کیا گیا ہے کہ الموفق نے جب صاحب الزنج کے مکانوں کو ویران کر کے انھیں جلا دیا تو اس نے ان مکانات میں جو نہر ابی الخصیب کے اندر تھے حفاظت کی طرف پناہ لی۔ وہ اس مکان میں اترا جو احمد بن موسیٰ عرف القلوص کا تھا اور اپنے عیال و اولاد کو وہیں اپنے گرد جمع کر لیا۔ اپنے بازاروں کو اس بازار کی طرف منتقل کیا جو اس مقام کے قریب تھا جہاں اس نے پناہ لی تھی۔ اور وہ بازار سوق الحسین کے نام سے مشہور تھا اس کی حالت نہایت کمزور ہو گئی۔ لوگوں پر بھی اس کا زوال اچھی طرح ظاہر ہو گیا۔ وہ اس کے پاس غلہ لے جانے سے ڈرے جس سے ہر قسم کا غلہ اس سے منقطع ہو گیا۔ آدھ سیر گیہوں کی روٹی کی قیمت دس درہم ہو گئی تو وہ کھانے لگے۔ اس کے بعد مختلف اقسام کے غلے کھانے لگے۔ آدمیوں کو تلاش کرتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی شخص کسی عورت یا بچے یا مرد کو تنہا پاتا تھا تو اسے ذبح کر کے کھا لیتا تھا۔ طاقتور زنجی کمزوروں پر ظلم کرنے لگے۔ جسے تنہائی میں پاتے ذبح کر کے کھا لیتے۔ انھوں نے اپنی اولاد تک کا گوشت کھایا۔ مردوں کی قبر کھودتے تھے ان کے کفن بیچ ڈالتے تھے اور ان کا گوشت کھا لیتے تھے۔ خبیث ان لوگوں کو جو کوئی جرم کرتے تھے سوائے قید کے کوئی سزا نہیں دیتا تھا۔ جب اس کی قید کا زمانہ دراز ہو جاتا تھا تو رہا کر دیتا تھا۔

ابوالعباس کی مشرقی جانب برباد کرنے کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ جب فاسق کا مکان منہدم اور جلا دیا گیا اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا گیا۔ نہر ابی الخصیب کی غربی جانب سے دھکیل کے اور مال چھین کے اسے نکال دیا گیا تو وہ شرقی جانب چلا گیا۔ ابو احمد نے یہ مناسب سمجھا کہ شرقی جانب بھی اجاڑ دی جائے کہ اس میں بھی خبیث کا حال ویسا ہی ہو جیسا غربی جانب سے نکالنے میں ہوا۔ اپنے فرزند ابوالعباس کو ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں نہر ابی الخصیب میں ٹھیرنے کا حکم دیا کہ ''وہ اپنے ساتھیوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ منتخب کر کے اس مقام پر روانہ کرے جہاں نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب الکرنبائی کا مکان ہے۔ ہمراہ مزدوروں کو مکانات منہدم کرنے کے لئے روانہ کرے''۔ الموفق قصر الہمدانی میں ٹھہر گیا۔ الہمدانی اس مقام کی نگرانی پر مقرر تھا اور وہ خبیث کے لشکر کا ایک سردار اور اس کا قدیم ساتھی تھا۔

زنجیوں کے مکانات کی تباہی:

الموفق کے حکم سے سردار اور موالی نے الہمدانی کے مکان کا قصد کیا۔ ہمراہ مزدور بھی تھے۔ یہ مقام خبیث کے زنجی وغیر زنجی ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت سے محفوظ تھا۔ اس پر عرادات (آلات سنگ اندازی) اور منجنیق (گوفن) اور ناوک کی کمانیں نصب تھیں۔ دونوں میں جنگ ہونے لگی۔ مقتولین و مجروحین کی کثرت ہو گئی۔ الموفق کے ساتھیوں نے خبیثوں کو شکست دے دی۔ اتنے ہتھیار چلائے کہ ان لوگوں کا قتل عظیم ہوا۔ ابوالعباس کے ساتھیوں نے بھی فاسقوں کے ساتھ جو ان کے پاس سے گزرے ایسا ہی کیا۔

ابوالعباس کے ساتھی اور الموفق کے سپاہی زنجیوں کے مقابلے میں مل گئے۔ خبیث پشت پھیر کر بھاگے اور الہمدانی کے مکان تک پہنچ گئے۔ جس کو اس نے محفوظ کر لیا تھا۔ عرادات نصب کئے تھے اور اسے فاجر کے سفید جھنڈوں سے ڈھانک دیا تھا جن پر ان کا نام لکھا ہوا تھا۔ الموفق کے ساتھیوں کے لئے اس مکان کی دیوار پر چڑھنا اس کی حفاظت اور بلندی دیوار کی وجہ سے دشوار ہو گیا۔ لمبی لمبی سیڑھیاں لگائیں مگر وہ بھی سرے تک نہ پہنچیں۔ بعض غلاموں نے میخوں کو پھینکا جنھیں تیار کر کے ایسے ہی مقام کے لئے ان میں

رسیاں باندھ دی تھیں۔میخوں کو فاسق کے جھنڈوں میں پھنسا کے انھیں کھینچا۔جھنڈے دیوار پر سے الٹ کے گر پڑے اور الموفق کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گئے۔محافظین کو اس امر میں کوئی شک نہ رہا کہ ابو احمد کے ساتھی اس پر چڑھے ہیں۔وہ ڈرے اور بھاگے اور اسے اور اس کے آس پاس کو سپرد کر گئے۔مٹی کے تیل سے آگ لگانے والے چڑھ گئے۔اس پر جتنی منجنیقیں تھیں' اور الہمدانی کا جتنا ساز و سامان تھا' سب جلا ڈالا' اردگرد جتنے مکان فاجروں کے تھے سب جلا دیے۔اس دن مسلمانوں کی قیدی عورتوں کی بھی بہت بڑی تعداد رہا کرائی الموفق نے ان سب کو کشتیوں میں سوار کر کے الموفقیہ بھیجنے کا اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا۔دن چڑھے سے عصر کی نماز کے بعد تک برابر جنگ ہوتی رہی۔

فاسق کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے اور اس کے خاص غلاموں نے بھی جو اس کی خدمت میں دن رات کے حاضر باش ملازم تھے امن مانگا۔الموفق نے ان کی درخواست قبول کر کے ان کے ساتھ احسان کرنے' خلعت و انعام دینے اور تنخواہ جاری کرنے کا حکم دیا۔واپس ہوتے ہوئے الموفق نے یہ حکم دیا کہ کشتیوں کے سروں پر فاسق کے جھنڈوں کو الٹا کر کے لگا دیا جائے جنھیں اس کے ساتھی دیکھیں۔امن لینے والوں کی ایک جماعت نے الموفق کو خبیث کے اس بڑے بازار کا پتا بتایا جو الہمدانی کے مکان کی پشت پر اس پہلے پل کے متصل تھا' جسے نہر ابی الخصیب پر باندھا گیا تھا۔اس کا نام خبیث نے المبارکہ رکھا تھا۔یہ بھی بتایا کہ "اگر جلا دینا بن پڑے تو ان لوگوں کے لئے کوئی بازار نہیں رہے گا۔وہ تاجر چلے جائیں گے جن کی وجہ سے ان کی روزی ہے۔سب کے سب گھبرا اٹھیں گے اور امان چاہنے کے لئے مجبور ہوں گے۔

المبارکہ بازار کی تباہی:

الموفق نے بازار اور اس کے آس پاس اپنے لشکروں کو تین سمتوں سے بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ابو العباس کو بازار کی اس سمت جانے کا حکم دیا۔جو پہلے پل کے متصل تھی۔اپنے غلام راشد کو اس سمت بھیجا جو الہمدانی کے مکان کے متصل تھی۔حبشی غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کو نہر ابی شاکر کی طرف سے اس کے قصد کا حکم دیا۔ہر فریق نے وہی کیا جس پر وہ مامور تھا۔زنجیوں نے لشکروں کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تو مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔شعلہ جنگ بھڑک اٹھا اور سخت رن پڑا۔فاجر نے اپنے ساتھیوں کی امداد کی۔المہلبی اور انکلائے اور سلیمان بن جامع بھی مع اپنے تمام ساتھیوں کے نکل آئے۔ان کے پاس خبیث کی امداد بھی اس بازار میں پہنچ گئی' جس کی حفاظت میں وہ شدید جنگ کر رہے تھے۔الموفق کے ساتھی اپنے ابتدائی حملے میں اس بازار کے ایک کنارے تک پہنچ گئے تھے۔اسے آگ لگا دی جس سے وہ جل گیا اور بازار کے اکثر حصے تک پہنچ گئی۔

دونوں فریق اس طرح جنگ کر رہے تھے کہ آگ انھیں گھیرے ہوئے تھی۔کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ جو سایہ بان اوپر تھا وہ جلتا تھا اور جنگ کرنے والوں کے سروں پر گر کے بعض کو جلا دیتا تھا۔سورج غروب ہونے اور رات ہونے تک یہی حال رہا۔پھر وہ لوگ رک گئے۔الموفق اور اس کے ساتھی اپنی کشتیوں میں واپس ہوئے۔بازار جل گیا۔باشندے اور وہ لوگ جو خائن کے لشکر کے سوداگر اور ان کی رعیت تھے چلے گئے۔فاسقین اپنے سرکشوں کی طرف لوٹے۔سوداگر شہر کے اوپر کے حصے میں اپنا وہ مال و اسباب لے گئے جسے بچا لیا تھا۔وہ لوگ پہلے ہی اپنا بڑا مال تجارت اور سرمایہ اس بازار سے اس قسم کے حادثے کے خوف سے منتقل کر چکے تھے۔

اس جنگ کے بعد خبیث نے شرقی جانب خندقیں کھودنے اور راستے مسدود کرنے میں وہی کیا جو غربی جانب کیا تھا۔ ایک چوڑی خندق جوی کور کی حد سے نہر غربی تک کھودی۔ اکثر توجہ الکر بنائی کے گھر سے نہر جوی کور تک محفوظ کرنے میں تھی۔ اس لئے کہ اس مقام میں اس کے ساتھیوں کے بڑے بڑے مکانات اور ٹھکانے تھے۔ جوی کور سے نہر غربی تک باغ اور وہ مقامات تھے جن کو خالی کر دیا تھا۔ دیوار اور خندق انھیں گھیرے ہوئے تھی۔ جنگ جب اس مقام میں ہوئی تھی تو وہ لوگ اپنے مقام سے اس کی حفاظت کے لئے اس کی جانب گئے تھے۔ اس وقت الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی دیوار کو بھی نہر غربی تک منہدم کر دیا جائے۔ جنگ طویل اور مدت دراز کے بعد ایسا ہی کیا۔

ابوالعباس کا شرقی جانب حملہ:

فاسق نہر غربی کی جانب ایک ایسے لشکر میں تھا جس میں زنجیوں کی محفوظ دیوار اور خندقوں کی حفاظت کرنے والی جماعت تھی۔ وہ لوگ بہادر اور شجاع تھے۔ وہ اس دیوار کی حفاظت کرتے تھے جو نہر غربی کے قریب تھی جوی کور اور اس کے متصل کی جنگ کے وقت الموفق کے ساتھیوں کی پشت پر حملہ کرتے تھے۔ الموفق نے وہاں جا کے جنگ کرنے' دیوار ڈھانے اور محافظین کے ہٹانے کا حکم دیا۔ ابوالعباس اور اپنے غلاموں اور موالی کے چند سرداروں کو اس کے لئے تیار کیا۔ ان لوگوں کو نہر غربی لے گیا۔ اس نے کشتیوں کے متعلق حکم دیا تو نہر جوی کور کی حد سے موضع الدباسین تک ان کا سلسلہ مسلسل کر دیا گیا۔ سپاہی نہر غربی کے دونوں طرف روانہ ہوئے۔ دیوار پر اگرچہ عرادے نصب تھے تاہم سیڑھیاں لگالی گئیں۔ جنگ ہونے لگی جو دن چڑھے سے ظہر کے بعد تک برابر ہوتی رہی۔ دیوار کئی جگہ سے منہدم کر دی گئی۔ اس پر جتنے عرادے تھے سب جلا دیے گئے۔ دونوں فریق رک گئے۔ کسی ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہ تھی' سوائے اس کے کہ الموفق کے ساتھیوں کی ان مقامات تک رسائی ہوگئی' جنھیں ان لوگوں نے منہدم کر دیا اور عرادے بھی قبضے میں آ گئے اور جلا دیے گئے۔ دونوں فریق کو نہایت شدید زخموں کی تکلیف پہنچی۔ الموفق اور اس کے تمام ساتھی الموفقیہ واپس ہوئے۔ مجروحین کے علاج کا حکم دیا۔ ہر شخص کو بقدر زخموں کے صلہ دیا۔ فاسق کی جنگ کی ابتداء سے اللہ تعالیٰ کے اس کو قتل کرنے تک تمام جنگوں میں اسی طور پر تدبیر جاری رہی۔

ابواحمد کا توقف:

اس جنگ کے بعد مدت تک الموفق ٹھہرا رہا۔ پھر اس مقام کی طرف لوٹنا اور وہیں برسر جنگ رہنا مناسب سمجھا۔ اس کی حفاظت اور جو لوگ وہاں تھے ان کی شجاعت واستقلال کو دیکھ چکا تھا۔ یہ بھی خیال تھا کہ نہر غربی اور جوی کور کے درمیان جس امر کا ارادہ کیا تھا' جب تک زنجی ہٹا نہ دیئے جائیں اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ کھودنے کے وہ آلات مہیا کئے جن کی ضرورت تھی' بہت سے مزدور جمع کئے۔ اس نے تیر اندازوں اور نیزہ بازوں اور شمشیر زن حبشیوں کا انتخاب کیا اور اس مقام کا اسی طرح ارادہ کیا جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا۔ پیادہ لشکر کو ایسے مقامات پر روانہ کیا جہاں ان کا روانہ کرنا مناسب سمجھا۔ چند کشتیاں نہر میں داخل کیں۔

ابواحمد کا ناکام حملہ:

جنگ شروع ہوگئی اور ہوتی رہی۔ فاسقین نے نہایت صبر کیا۔ ان کے مقابلے میں الموفق کے ساتھی بھی صابر رہے۔ فاسقین نے اپنے سرکشوں سے امداد طلب کی۔ المہلبی اور سلیمان بن جامع اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس آ گئے تو ان کے دل قوی ہو

گئے۔ انھوں نے الموفق کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ سلیمان ایک پوشیدہ مقام سے کہ جوی کور کے متصل تھا نکل آیا۔ ان لوگوں نے الموفق کے ساتھیوں کو پس پا کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنی اپنی کشتیوں میں پہنچ گئے۔ ان کی ایک جماعت قتل کر دی گئی۔ الموفق ناکام لوٹا۔ ظاہر ہو گیا کہ اسے یہ ضروری تھا کہ متعدد مقامات سے فاسقین سے جنگ کر کے ان کی جماعت کو متفرق کر دیتا۔ پھر اس سخت مقام کے قصد کرنے والے کو ان کا روند ڈالنا آسان ہو جاتا۔

ابواحمد کا قلعہ پر قبضہ:

اس نے ان پر دوبارہ حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس اور دوسرے سرداروں کو عبور کرنے کا اور اپنے آدمیوں میں سے بہادروں کے انتخاب کرنے کا حکم دیا۔ مسرور کو نہر منکی پر مقرر کیا کہ وہ اپنے آدمیوں کو اس مقام کے پہاڑوں اور کھجور کے باغوں میں روانہ کرے تاکہ فاجروں کا دھیان بٹ جائے اور وہ یہ دیکھ لیں کہ ان کے خلاف اس جانب سے بھی کوئی تدبیر ہے۔ اور ابوالعباس کو اپنے ساتھیوں کو جوی کور روانہ کرنے اور اس مقام پر کشتیوں کا سلسلہ قائم کرنے کا حکم دیا کہ وہ موضع الدباسین تک پہنچے جو نہر غربی کے نیچے ہے۔ خود الموفق نہر غربی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے غلاموں کے سرداروں کو یہ حکم دیا کہ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوں۔ فاسقین سے ان کے قلعے اور جائے پناہ میں اس قدر جنگ کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں فتح دے یا اللہ کا ارادہ پورا ہو۔ (یعنی موت آئے) دیوار پر اس کے منہدم کرنے میں سوراخ کر دیا۔ پل کا کچھ حصہ بھی جل چکا تھا۔ فاسقین نے اسے بجھا دیا اور کشتی کو ڈبو دیا۔ اس پل پر جمع ہو گئے۔ وہ ان کے قبضے میں آ گیا۔

پل نہر ابی الخصیب کی تباہی:

پھر ابواحمد نے یہ دیکھا تو اس پل پر جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا کہ اسے کاٹ دے۔ اس کے لئے اپنے دو غلام سرداروں کو نامزد کیا اور ان دونوں کو اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ جو تیز ہتھیاروں محفوظ زرہوں اور مضبوط آلات میں ہوں عبور کرنے کا اور نفاطین (مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں) اور ان آلات کے تیار کرنے کا حکم دیا جن سے پلوں کو کاٹا جاتا ہے۔ ایک سردار کو نہر کی غربی جانب جانے کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو اس کی شرقی جانب کیا۔ الموفق مع اپنے موالی اور خدام اور غلاموں کے بادبانوں اور کشتیوں میں سوار ہوا اور دہانۂ نہر ابی الخصیب کا قصد کیا۔ اور یہ واقعہ ہفتے کی صبح ۱۴/شوال ۲۶۹ھ کا ہے۔

پل تک وہ سردار گیا جس کو موفق نے نہر کی غربی جانب سے آنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے فاسق کے ان ساتھیوں پر حملہ کیا جو اس پر مقرر تھا۔ ان کی ایک جماعت قتل کی گئی۔ پل میں آگ لگا دی گئی۔ اس پر بانس اور جلانے والی اشیا مہیا کی گئی تھیں ڈال دی گئیں۔ خبیث کے وہ مددگار جو وہاں تھے ہٹ گئے۔ اس کے بعد وہ سردار پہنچا جس کو شرقی جانب سے پل پر یلغار کا حکم دیا گیا تھا' اس نے حسب الحکم آتش زنی شروع کر دی خبیث نے اپنے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع کو پل کی حفاظت کے لئے ٹھیرنے کا حکم دیا تھا۔ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ سردار ان کی طرف متوجہ ہوا' جو ان دونوں کے مقابل تھا۔ ان لوگوں نے ان سے شدید جنگ کی' انکلائے و سلیمان ہٹ گئے اور ان لوگوں کو پل کے جلانے کا موقع مل گیا۔ ان لوگوں نے اسے جلا دیا اور اس سے گزر کر اس مقام تک گئے جہاں فاسق کی بادبانیں اور کشتیاں اور وہ تمام آلات حرب بنائے جاتے تھے چند بادبانوں اور کشتیوں کے سوا جو نہر میں تھیں اور سب جلا دیے گئے۔ انکلائے اور سلیمان بن جامع بھاگے۔ الموفق کے غلام نہر ابی الخصیب کے غربی جانب خبیث کے ایک قید خانے

تک پہنچے۔ زنجیوں نے دن کے ایک گھنٹے تک اس کی حفاظت کی۔ ایک جماعت کو نکال لیا۔ قید خانے پر الموفق کے غلام غالب آ گئے۔ مردوں اور عورتوں کو جو اس میں تھے چھوڑ دیا۔

دار مصلح کی تباہی:

الموفق کے وہ غلام جو شرقی جانب تھے پل کے اس حصے کو جلانے کے بعد جس پر مقرر کیے گئے تھے ایک مقام تک بڑھے جو دار مصلح والے کو مقرر کیا۔ اپنی عادات کے موافق فاسقوں نے عجلت کی۔ ان دو جنگوں نے جن کا ہم نے ذکر کیا طمع میں ان کو کامیابی کا لالچ دلا رکھا تھا۔ مگر الموفق کے غلام ثابت قدم رہے اور خوب مقابلہ کیا۔ اللہ نے ان پر اپنی مدد نازل کی۔ انھوں نے فاسقین کو ان کے مقامات سے پسپا کر دیا۔ الموفق کے ساتھی قوی ہو گئے۔ ان پر ایسا حملہ کیا کہ وہ لوگ بھاگے قلعے کو خالی چھوڑ دیا جو الموفق کے غلاموں کے قبضے میں آ گیا۔ انھوں نے اس کو منہدم کر دیا۔ مکانات جلا دیئے جو کچھ تھا سب لوٹ لیا بھاگنے والوں کا تعاقب کر کے بیشتر کو مار ڈالا اور بہت سے قید کر لئے۔ قلعے میں سے قیدی عورتوں کی بڑی تعداد کو چھڑا لیا۔ الموفق نے ان کے روانہ کرنے کا اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا۔ ساتھیوں کو اپنی اپنی کشتیوں میں واپس جانے کا حکم دیا۔ انھوں نے عمل کیا۔ الموفقیہ میں وہ اس طرح واپس ہوا کہ اس مقام پر جو کچھ اس کی مراد تھی اسے پہنچ چکا تھا۔

اسی سال الموفق فاسق کے شہر میں نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب سے داخل ہوا اور اس کے مکانات جلا دیے۔

پل نہر ابی الخصیب برباد کرنے کی کوشش:

بیان کیا گیا ہے کہ ابو احمد نے اس مکان کی دیوار منہدم کرنے کے بعد جب اس کا ارادہ کیا تو وہ ٹھہر کر نہر ابی الخصیب کی دونوں جانب کے اور قصر فاسق کے راستے درست کرنے لگا کہ جنگ کے لئے فوج کے جانے اور آنے کا راستہ وسیع ہو جائے۔ خبیث کے محل کے اس دروازے کے اکھیڑنے کا حکم دیا جو اس نے بصرے کے قلعہ اردخ سے نکالا تھا۔ اسے اکھیڑ کے مدینۃ السلام روانہ کر دیا گیا۔ نہر ابی الخصیب کا پہلا پل کاٹنا مناسب سمجھا کہ ان کے لشکر کے اطراف میں جنگ کے وقت بعض کو بعض کی مدد سے روکنے کی گنجائش تھی۔ بہت بڑی کشتی تیار کرنے کا حکم دیا۔ جنھیں مٹی کا تیل پلائے ہوئے بانسوں سے بھر دیا جائے۔ اس کے درمیان ایک بہت لمبی بلی (دقل) نصب کرنے کا حکم دیا جو کشتی کو جب کہ وہ پل سے ٹل جائے آگے بڑھنے سے روکے' فاسقوں کی غفلت اور ان کے متفرق ہونے کے موقع کا منتظر رہا۔ دن کے آخر میں یہ موقع ملا تو وہ کشتی آگے کی گئی۔ اسے ایک بادبان کشتی نے کھینچا۔ نہر میں داخل ہوگئی۔ اس میں آگ لگا کے روانہ کر دیا گیا۔ مد (پانی کا چڑھاؤ) بھی زور پر تھا۔ وہ کشتی پل کے پاس پہنچ گئی۔ زنجیوں نے اسے دیکھ لیا تو اس کثرت سے جمع ہوئے کہ پل اور جو اس کے متصل تھا چھپا لیا۔ کشتی کو اینٹوں اور پتھروں سے مارنے لگے۔ اس پر مٹی ڈالنے لگے اور پانی برسانے لگے۔ بعض نے غوطہ لگا کے اس کے نام سے مشہور تھا۔ وہ (مصلح) فاسق کے قدیم سرداروں میں سے تھا۔ لوگ اس کے گھر میں گھس گئے۔ اسے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ راستے میں جس چیز کو جلا سکے اسے جلا دیا۔ پل کے بیچ میں کچھ لٹھے رہ گئے تھے جنھیں خبیث نے مضبوطی سے لگایا تھا۔ الموفق نے ابوالعباس کو چند بادبان کشتیاں اس مقام تک روانہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ جو لوگ روانہ ہوئے ان میں سے چند اپنے ساتھیوں کے ہمراہ زیرک بھی تھا۔ وہ ان لٹھوں تک پہنچ گیا۔ ان لٹھوں کے پاس ایک جماعت کو روانہ کیا جن کے ہمراہ بسولے اور آریاں بھی تھیں۔ انھوں نے ان لٹھوں کو کاٹ ڈالا اور وہ کھینچ کر

نہر سے نکال دیے گئے اور بقیہ پل گر پڑا۔ الموفق کی بادبان کشتیاں نہر میں داخل ہوگئیں۔ دونوں سردار مع اپنے تمام ساتھیوں کے اس کے دونوں کناروں پر روانہ ہوئے۔ فاجر کے ساتھیوں کو دونوں جانب شکست ہوئی۔ اور الموفق اور اس کے ساتھی صحیح وسالم واپس ہوئے۔ اور بہت سی مخلوق کو چھڑا گیا۔

زنجیوں کے سروں کا معاوضہ:

الموفق کے پاس فاسقوں کے بہت سے سر لائے گئے۔ جو انھیں لایا اسے اس نے انعام دیا۔ اس کے ساتھ احسان کیا اور صلہ دیا۔ اس روز اس کی واپسی دن کے تین گھنٹے پر ہوئی تھی جب کہ فاسق اور اس کے تمام زنجی وغیر زنجی ساتھی نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب بھاگ گئے اور انھوں نے اس کی غربی جانب خالی کر دی۔ اس پر الموفق کے ساتھیوں نے قبضہ کر کے فاسق کے اور اس کے ساتھیوں کے محلوں کو جو فاجروں کی جنگ میں حائل تھے منہدم کر دیا۔ ان تنگ راستوں کو جو نہر ابی الخصیب پر تھے انھیں وسیع کر دیا۔ یہ ایسے امور تھے جنھوں نے خائن کے ساتھیوں کے خوف میں اضافہ کر دیا۔ اس کے سرداروں اور ساتھیوں کی ایک بہت بڑی جماعت جن کے متعلق یہ گمان نہیں ہوتا تھا کہ یہ اسے چھوڑ دیں گے۔ امن مانگنے کی طرف مائل ہوگئی۔ سب کو پناہ دی گئی۔ وہ گروہ کے گروہ نکلے اور قبول کیے گئے۔ ان کے ساتھ احسان کیا گیا اور انھیں تنخواہ اور انعام اور خلعت میں ان کے ہم جنسوں کے ساتھ ملا دیا گیا۔

نہر میں داخلہ کی پابندی:

الموفق نے کشتیوں کے نہر میں داخل کرنے کی اور خود مع اپنے غلاموں کے اس میں داخل ہونے کی پابندی کر لی۔ فاجروں کے ان مکانات کے جلانے کا جو اس کے دونوں کناروں پر تھے۔ اور ان کشتیوں کے جو اس کے اندر تھیں جلانے کا حکم دیا۔ نہر میں داخل ہونے کو آسان اور راستے کو سہل کرنا چاہا۔ اس طرح دوسرے پل کے جلانے اور فاجروں کے انتہائی مقامات تک پہنچنے کا ارادہ کیا تھا۔

صاحب الزنج کے منبر کی منتقلی:

انھیں دنوں میں کہ الموفق پابندی سے جنگ خبیث میں مشغول تھا۔ وہ نہر کے ایک مقام پر ٹھیر گیا۔ یہ جمعے کے دن ہوا۔ اتفاقاً فاجر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس سے پناہ مانگی اور اس کے پاس خبیث کا ایک منبر لایا جو غربی جانب میں تھا۔ اس نے منبر کو اپنے ساتھ منتقل کرنے کا حکم دیا۔ اس شخص کے ہمراہ ایک اور بھی تھا جو خبیث کے شہر میں اس کا قاضی تھا۔ یہ بھی ان امور میں سے ہوا جنھوں نے ان کی قوت کو توڑ دیا۔

خبیث نے جتنی کشتیاں باقی رہ گئی تھیں انھیں جمع کر کے دوسرے پل کے پاس کر دیا تھا۔ اپنے سرداروں اور ساتھیوں اور بہادروں کو وہاں جمع کیا تھا۔ الموفق نے اپنے بعض غلاموں کو اس پل کے پاس جانے کا اور جو بحری کشتیاں اس کے قریب تھیں ان میں سے جن کا جلانا ممکن ہوا ان کے جلانے کا اور ان میں سے جنکا گرفتار کرنا ممکن ہو ان کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔ غلاموں نے اس پر عمل کیا۔ اس فعل نے فاجر کی ہوشیاری اور اس کی دوسرے پل کی حفاظت میں اضافہ کر دیا۔ اس نے اس خوف سے اس کی حفاظت ونگرانی اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے اوپر لازم کر لی کہ اگر کوئی تدبیر بن پڑی تو جانب غربی بھی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اسے الموفق کے ساتھی روند ڈالیں گے جو اس کے بالکل برباد ہو جانے کا سبب ہوگا۔

دوسرے پل کو اڑانے کا منصوبہ:

پہلا پل جلانے کے بعد الموفق چند روز تک ٹھیر کر اپنے غلاموں کے ایک ایک گروہ کو نہر ابی الخصیب کے غربی جانب عبور کراتا رہا جو فاجرین کے بقیہ مکانات جلاتے جاتے تھے اور دوسرے پل کے قریب ہوتے جاتے تھے اور اس پر زنجی ان سے جنگ کرتے تھے۔ ان کی ایک جماعت ان مکانوں میں رہ گئی تھی جو غربی جانب دوسرے پل کے قریب تھے۔ الموفق کے غلام اس مقام پر آتے تھے اور ان راستوں اور سڑکوں پر کھڑے ہوتے تھے جو لشکر خبیث کو ان سے چھپائے ہوئے تھے جب الموفق اپنے غلاموں اور ساتھیوں کے اس راستے کو جان لینے اور ان کے اس راستے کے چلنے کے لئے رہبر ہونے سے واقف ہو گیا تو اس نے دوسرے پل کے جلانے کا قصد کیا کہ جانب غربی کو بھی خبیث کے لشکر سے حاصل کرلے کہ اس کے ساتھیوں کے لئے ایسی یکساں زمین پر چلنے کا انتظام ہو جائے کہ اس میں سوائے نہر ابی الخصیب کے دونوں فریق کے درمیان اور کوئی حائل نہ ہوا۔ اس وقت الموفق نے ابوالعباس کو مع اپنے ساتھیوں اور غلاموں کے غربی جانب جانے کا حکم دیا اور یہ ۲۲/شوال یوم شنبہ ۲۶۹ھ کا واقع ہے۔

ابواحمد کے فوجی دستوں کی پیش قدمی:

حکم دیا کہ اس کا حملہ اس عمارت پر ہو جس کا نام فاجر نے جامع مسجد رکھا تھا اور وہ راستہ اختیار کرے جو اس مقام تک پہنچانے والا ہے جس کو خبیث نے عید گاہ بنایا تھا۔ جب عید گاہ تک پہنچے تو اس پہاڑ کی طرف پھرے جو برادر المہلبی کے نام پر جبل ابو عمر کے نام سے مشہور ہے۔ اپنے غلاموں کے سوار و پیادہ سرداروں میں سے تقریباً دس ہزار آدمی اس کے ہمراہ کر دیئے کہ اپنے مقدمے کے سردار زیرک کو مع اس کے ساتھیوں کے عید گاہ کے صحرا میں مقرر کرے کہ اگر اس مقام پر فاسقوں کا کوئی پوشیدہ لشکر ہو تو اس کے نکلنے کا خوف نہ رہے۔ ایک جماعت کو یہ حکم دیا کہ وہ جبل ابو مقاتل زنجی اور جبل ابو عمر کے درمیان کے ان پہاڑوں پر منتشر ہو جائیں جو اس صحرا میں ہیں۔ یہاں تک کہ سب کہ سب ان پہاڑوں سے نہر ابی الخصیب کے دوسرے پل کے مقام تک پہنچ جائیں۔ ایک جماعت کو جو ابوالعباس کے ساتھ تھی یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فاسق کے مکان اور اس کے بیٹے انکلائے کے مکان کے درمیان روانہ ہوں اور ان کی روانگی نہر ابی الخصیب کے کنارے و مضافات پر ہو کہ ان غلاموں کے ابتدائی حصوں سے مل جائیں جو پہاڑوں پر آئیں گے سب کی روانگی پل کی طرف ہو۔ انھیں کدال بسولہ اور آری وغیرہ آلات مع نفاطین (مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں کی) ایک جماعت کے اس حصے کو کاٹنے کے لئے جس کا کاٹنا ممکن ہو اور اس حصے کے جلانے کے لئے جس کا جلانا ممکن ہو لے جانے کا حکم دیا۔ راشد کو ویسی ہی تیاری کے ساتھ جو ابوالعباس کے ساتھی تھے نہر الخصیب کی شرقی جانب اور پل پر جنگ کرنے کا حکم دیا۔ ابواحمد نہر الخصیب میں کشتی میں داخل ہوا۔ اپنے ساتھ ایسی کشتیاں تیار کی تھیں جن میں بہادر تیر انداز و نیزہ باز غلام چن چن کے بٹھائے تھے۔ وہ آلات مہیا کئے جن سے بقدر ضرورت پل کاٹا جائے۔ انھیں اپنے آگے نہر ابوالخصیب میں روانہ کیا۔

دوسرے پل کی تباہی:

دونوں جانب سے فریقین کے درمیان سخت خون ریزی ہونے لگی۔ غربی جانب ابوالعباس اور اس کے ہمراہیوں کے مقابلے میں فاسق کا بیٹا انکلائے مع اپنے لشکر کے اور سلیمان بن جامع مع اپنے لشکر کے تھے۔ شرقی جانب راشد اور اس کے ہمراہیوں کے مقابلے میں صاحب الزنج اور المہلبی مع اپنے باقی لشکر کے تھے اس روز جنگ دن کے تین گھنٹے تک ہوئی تھی کہ فاسقین اس طرح

بھاگے کہ کسی طرف رخ بھی نہ کرتے تھے۔تلواروں نے ان میں اپنا راستہ صاف کرلیا۔فاسقوں کے اتنے سر کاٹ لئے گئے کہ کثرت کی وجہ سے ان کا شمار نہ ہوسکا۔الموفق کے پاس جب کوئی سر لایا جاتا تو وہ نہر ابی الخصیب میں ڈالنے کا حکم دیتا کہ مجاہدین سروں میں مشغولی ترک کردیں اور اپنے دشمن کے تعاقب میں خوب سعی کریں۔کشتی والوں کو جن کو اس نے نہر ابی الخصیب میں مقرر کیا تھا پل کے نزدیک ہونے کا اور اس کے جلانے کا اور جوزنجی اس کی حفاظت کرے اسے تیروں سے دفع کرنے کا حکم دیا۔انھوں نے ایسا ہی کیا اور پل کو آگ لگادی۔

انکلائے اور ابن جامع کا فرار:

اسی وقت انکلائے اور سلیمان نہر ابی الخصیب کی شرقی جانب عبور کرنے کے ارادے سے زخمی ہوکر بھاگتے ہوئے آئے۔ان دونوں کے اور پل کے درمیان آگ حائل تھی۔دونوں نے اور ان کے محافظین نے جو ہمراہ تھے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ان میں سے مخلوق کثیر غرق ہوگئی انکلائے اور سلیمان قریب بہلاکت پہنچ کر بچ گئے۔پل پر دونوں جانب سے مخلوق کثیر جمع ہوگئی۔وہ پل آگ لگے ہوئے بانسوں سے بھری ہوئی ایک کشتی ڈالنے کے بعد کاٹ دیا گیا۔کشتی نے بھی اس کے کاٹنے اور جلانے میں مدد کی۔ دونوں جانب سے پورا لشکر خبیث کے شہر میں منتشر ہوگیا۔لوگوں نے ان کے مکانات' محلات اور بازاروں میں سے بہت کچھ جلادیا۔ قیدی عورتوں اور بچوں میں سے بھی اتنے چھڑائے جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔الموفق نے مجاہدین کو اپنی کشتیوں میں سوار کراکے الموفقیہ تک عبور کرانے کا حکم دیا۔

صاحب الزنج کی قیام گاہ پر یورش:

فاجر اپنا محل اور اپنے مکانات جلادیے جانے کے بعد احمد بن موسیٰ القلوص اور محمد بن ابراہیم ابو عیسیٰ کے مکانوں میں رہتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے انکلائے کو مالک بن اخت القلوص کے گھر میں رکھا تھا۔الموفق کے غلاموں کی ایک جماعت نے ان مقامات کا قصد کیا جن میں خبیث رہتا تھا لوگ گھس گئے۔چند مقامات جلادیے۔پہلی آتش زنی اور خبیث کے بھاگنے سے جو بچ گیا تھا۔سب لوٹ لیا۔اس روز اس کے مال کے مقامات کی اطلاع نہ ہوسکی۔

علوی مستورات کی رہائی:

اسی روز چند علوی عورتیں بھی چھڑائی گئیں جو اس مکان کے قریب جن میں وہ رہتا تھا ایک جگہ قید تھیں۔الموفق نے انھیں اپنے لشکر میں روانہ کرنے کا حکم دیا۔ان کے ساتھ احسان کیا اور صلہ دیا۔

صاحب الزنج کے قیدیوں کی رہائی:

الموفق کے غلاموں کی اور امن لینے والوں کی ایک جماعت نے جو ابوالعباس کے ساتھ کئے گئے تھے ایک قید خانے کا قصد کیا۔جس کو فاسق نے نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب بنایا تھا اس کو کھول کے مخلوق کثیر کو نکالا کہ ان لشکروں میں سے قید ہوئے تھے جو فاسق اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرتے تھے۔ان کے علاوہ دوسرے بھی تھے۔سب اپنی بیڑیوں اور طوقوں کے ساتھ نکالے گئے۔الموفق کے پاس لایا گیا تو اس نے بیڑیوں کے علیحدہ کرنے اور الموفقیہ روانہ کرنے کا حکم دیا۔اس روز تمام اقسام کی کشتیاں شندا۔مراکب بحریہ چھوٹے بڑے سفینے' حراقات' زلالات وغیرہ جو نہر ابی الخصیب میں باقی تھیں نہر سے دجلہ روانہ کردی گئیں۔ان

کشتیوں کو مع ان کے اندر کے لوٹے اور چھینے ہوئے مال کے جس کو اس روز ان لوگوں نے لشکر خبیث سے حاصل کیا تھا۔ الموفق نے اپنے ساتھیوں اور غلاموں کو دے دیا۔ اس کی بہت بڑی مقدار اور بڑی قیمت تھی۔

اسی سال المعتمد کا واسط میں نزول ہوا۔ ذی القعدہ میں وہاں گیا اور اس نے زیرک کے مکان میں نزول کیا۔

انکلائے صاحب الزنج کی امان طلبی:

اسی سال فاسق کے بیٹے انکلائے نے ابواحمد الموفق سے امن کا طالب ہوا۔ ایک قاصد بھیجا اور چند اشیاء کا سوال کیا الموفق نے اس کی ہر درخواست کو منظور کر کے قاصد کو اس کے پاس واپس کر دیا۔ اسی کے بعد الموفق کو کوئی ایسی بات پیش آئی جس نے اسے جنگ سے باز رکھا۔

انکلائے کے باپ فاسق کو جو کچھ اس کے بیٹے سے سرزد ہوا اس کا علم ہو گیا' تو اس نے بیان کیا ہے کہ اسے ملامت کی۔ طلب امن کی رائے سے پھیر دیا۔ وہ پھر الموفق کے ساتھیوں سے خون ریزی کی سعی اور اپنے آپ کو جنگ کرنے کی طرف پلٹ گیا۔

سلیمان بن موسیٰ الشعرانی کو امان:

اسی سال سلیمان بن موسیٰ الشعرانی نے بھی جو فاسق کے ہاں رئیسوں میں سے تھا کسی کو روانہ کیا جو اس کے لئے ابواحمد سے امان طلب کرے' مگر ابواحمد نے اس کی سابقہ خون ریزی و بیہودگی کی وجہ سے انکار کر دیا۔ خبر ملی کہ خبیث کے ساتھیوں کی ایک جماعت پریشان ہو گئی کہ شعرانی کی درخواست قبول نہ ہوئی تو دوسروں کو کیا امید ہے۔ اس بنا پر ابواحمد نے امان دینا منظور کر لیا کہ اس سے خبیث کے دوسرے ساتھیوں کی بھی اصلاح ہو۔ اس مقام پر کشتی بھیجنے کا حکم دیا جہاں پر الشعرانی نے ان سے وعدہ کیا تھا۔ ایسا ہی کیا گیا۔ الشعرانی اور اس کا بھائی اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت نکلی۔ انھیں کشتی میں روانہ کیا گیا۔ خبیث نے اسی کے ذریعے سے نہر ابی الخصیب کے آخری حصے کی حفاظت کی تھی۔ ابوالعباس اسے الموفق کے پاس لے گیا تو اس نے اس پر احسان کیا۔ امان کو پورا کیا اور صلے کا حکم دیا۔ اسے بھی صلہ دیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی صلہ دیا گیا۔ سب کو خلعت دیے گئے اور اسے مع زین و سامان کے چند گھوڑوں کی سواری دی گئی اس کی اور اس کے ساتھیوں کی نہایت خوبی سے مہمان داری کی۔ ان لوگوں کو ابوالعباس کے ماتحت کر کے اس کے ساتھیوں میں کر دیا۔ اسے کشتی میں سوار کر کے خائن کے ساتھیوں کے لئے ظاہر کرنے کا حکم دیا کہ اس کے امان پر ان لوگوں کا اعتماد زیادہ ہو جائے' وہ کشتی نہر ابوالخصیب سے اپنے مقام سے نہ ہٹی۔ کہ زنجی وغیرہ سرداروں میں سے بہت بڑی جماعت نے امن طلب کیا۔ وہ سب ابواحمد کے پاس لائے گئے۔ اس نے انھیں صلہ دیا اور خلعت و انعام میں ان لوگوں سے ملا دیا جو ان سے پہلے آئے تھے۔

شبل بن سالم:

جب الشعرانی نے امن لے لیا تو خبیث اپنے لشکر کے پیچھے کے حصے کا جو انتظام کرتا تھا اس میں خلل پڑ گیا۔ حالت ست وضعیف ہو گئی۔ خبیث نے اس کی جو حفاظت الشعرانی کے سپرد تھی وہ شبل بن سالم کے سپرد کی اور اسے نہر ابی الخصیب کے پچھلے حصے میں اتارا۔

شبل بن سالم کی امان طلبی:

جس دن الشعرانی کو خبیث کے ساتھیوں کے لئے ظاہر کیا گیا تھا اس کی شام نہ ہوئی تھی کہ موفق کے پاس شبل بن سالم کا قاصد طلب امان کے لئے یہ درخواست لے کے آیا کہ ابن سمعان کے مکان کے پاس کشتیاں کھڑی کی جائیں کہ ان لوگوں کے ہمراہ

جو اس کے سرداروں اور آدمیوں میں سے اس کے ساتھ ہوں اس کا رات کے وقت ان کشتیوں کی جانب قصد ہو۔ امان دے کے قاصد کو اس کے پاس واپس کیا گیا اور اس کے لئے اس مقام پر کشتیاں کھڑی کی گئیں جہاں اس نے کھڑی کی جانے کی درخواست کی تھی۔ وہ ان کشتیوں کے پاس آخر شب میں آیا۔ ہمراہ اہل وعیال اور اس کے سرداروں اور آدمیوں میں سے بھی ایک جماعت تھی۔ ساتھیوں نے اپنے ہتھیار نکال لئے تھے۔ زنجیوں کی ایک جماعت ان سے ملی جن کو خبیث نے ان کی کشتیوں کی طرف جانے سے روکنے کے لئے روانہ کیا تھا جس کی خبر اس کو پہنچ گئی تھی۔ شبل اور اس کے ساتھیوں نے ان سے جنگ کی اور ان کی ایک جماعت کو قتل کیا۔ آخر یہ لوگ صحیح وسالم کشتیوں تک پہنچ گئے۔ انھیں الموفق کے محل میں الموفقیہ لایا گیا' وہ ایسے وقت اس کے پاس پہنچا کہ صبح کی روشنی پھیل چکی تھی۔

شبل پر ابواحمد کی نوازشات:

الموفق نے یہ حکم دیا کہ شبل کو کثیر انعام دیا جائے۔ بہت سے خلعت دیے جائیں اور اسے کئی گھوڑوں کی سواری مع ان کے زین وساز کے دی جائے۔ شبل خبیث کے گنتی کے لوگوں اور اس کے قدیم ساتھیوں میں اور اس کی مدد کرنے والے بڑے بہادروں میں سے تھا۔ شبل کے ساتھیوں کو بھی صلہ ملا خلعت دیا گیا۔ اچھی طرح مہمانی ہوئی اور تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ اور سب کے سب الموفق کے غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کے ساتھ کر دیے گئے۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتیوں میں روانہ کیا۔ وہ اس طرح کھڑے ہوئے کہ خبیث اور اس کے گروہ دیکھتے تھے۔ فاسق اور اس کے دوستوں پر گراں گزرا کہ انھوں نے امان کو غنیمت جاننے میں اپنے رئیسوں کو رغبت کرتے دیکھا۔

شبل کا کامیاب شب خون:

الموفق کو شبل کی وفاداری اور اس کے فہم کی خوبی جب اچھی طرح واضح ہوگئی تو خبیث جو داؤ پیچ کھیلتا تھا شبل کی قابلیت اس کے توڑ کے لئے کافی سمجھی۔ شبل کو خبیث کے لشکر پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ ساتھ وہ لوگ کئے جو زنجیوں سے ٹوٹ کے پناہ گیر ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ خبیث کے لشکر کی سڑکیں جانتے تھے۔

حکم کے مطابق شبل روانہ ہوگیا۔ اس مقام کا قصد کیا جسے وہ جانتا تھا۔ صبح کے وقت یکایک وہاں پہنچا تو زنجیوں کی ایک ایسی جماعت ملی جو اپنے چند محافظوں اور سرداروں کے ساتھ تھی جن کو خبیث نے ابوعیسیٰ کے مکان کی مدافعت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس وقت وہی خبیث کا مکان تھا۔ اس نے اس حالت میں ان پر حملہ کیا کہ وہ غافل تھے۔ بہتوں کو قتل کر کے سرداران زنج کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا اور ان کے بہت سے ہتھیار لے لیے وہ اور اس کے ساتھی صحیح وسالم واپس ہوئے۔ الموفق کے پاس لایا تو اس نے انھیں اچھا انعام دیا۔ خلعت دیا' اور ان کی ایک جماعت کو کنگن پہنائے۔

زنجی لشکر میں بدحواسی:

اس جنگ میں شبل کے ساتھیوں نے خائن کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ان کو اتنا ڈرایا' ایسا خوف دلایا کہ خواب وآرام ترک ہوگیا۔ ہر رات پہرہ دینے لگے۔ اندیشے سے ان کے لشکر میں نفرت پیدا ہوتی رہی۔ اتنی وحشت بڑھی کہ ان کا شور وغل اور پہرہ دینا الموفقیہ میں سنائی دیتا تھا۔ الموفق ٹھہر کر نہر ابی الخصیب کے دونوں جانب سے رات دن خبیثوں کی جانب لشکر بھیجتا رہا۔ پسپا

کرتا رہا۔ راتوں کی نیند حرام کر دی اور بیچ میں ایسا حائل ہوا کہ رسد پہنچنے کی کوئی سبیل نہ رہی اس کے ساتھی راستوں کو پہچانتے رہے' خبیث کے شہر میں گھس کے زبردستی داخل ہونے کا تجربہ کرتے رہے اور اس ہیبت پر غالب آتے رہے جو ان کے اور اس کے درمیان حائل تھی۔

ابو احمد الموفق کا خطبہ:

جب الموفق کو یہ یقین ہوگیا کہ کامیابی کے لئے جن وسائل کی ضرورت تھی وہ سب فراہم ہو چلے تو نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب فاسق کی جنگ کے لئے عبور کرنے کا قصد پختہ ہوگیا۔ دربار عام میں پناہ گیر زنجیوں عرب سرداروں اور سوار و پیدل افواج کے جماعہ داروں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ دربار میں ایسے مقام پر کھڑے کئے گئے جہاں سے اس کا کلام سن سکیں۔ اس نے انھیں مخاطب کر کے انھیں جس جہل و گمراہی اور حرام امور کے ارتکاب میں وہ سرگرم رہا کرتے تھے ان سب کی توضیح کی کہ ''فاسق نے اللہ کی نافرمانی کو ان کا دین بنایا تھا۔ ان امور منکرہ نے انکا خون حلال کر دیا تھا۔ بایں ہمہ خلافت نے ان کی لغزش کو معاف کر دیا' بیہودگی سے درگزر کیا اور امن دے دیا جس شخص نے اس کی پناہ لی اس پر اپنے کرم کے ساتھ رجوع کیا۔ سب کو اس نے کثیر انعامات دیے۔ عمدہ تنخواہیں دیں اور انھیں اپنے دوستوں اور وفاداروں میں شامل کر لیا۔ جو احسانات ان پر ہوئے ہیں ان کے بدلے اخلاص واطاعت ان پر لازم ہے۔ پروردگار کی اس سے بڑی کوئی عبادت نہیں' اور خلافت کی خوشنودی کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ان دشمنان خدا کے مقابلے میں جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کریں۔ وہ خبیث کے لشکر کے راستوں سے' اس کے شہر کی تنگ گلیوں سے اور محفوظ مقامات پناہ سے جن کو اس نے بھاگنے کے لئے تیار کیا اس قدر خبردار ہیں کہ ان کے سوا دوسروں کی اتنی خبر نہیں' اس لئے وہ اس امر کے زیادہ اہل ہیں کہ خلافت کے ساتھ اپنی سچی خیر خواہی کا ثبوت دیں۔ خبیث پر گھسنے میں اور اس کے قلعوں کے اندر اس کے پاس جانے میں خوب کوشش کریں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس پر اور اس کے گروہوں پر قابو دے دے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ان کے لئے احسان ہے اور زائد احسان ہے۔ جو ان میں قصور کرے گا تو اس کے افسر سے اس کی حالت کے گرانے اور اس کی قدر گھٹانے اور اس کے مرتبے گرانے کی درخواست کی جائے گی''۔

سیاہ کا اظہار اطاعت:

سب کی آوازیں ایک دم سے بلند ہوئیں جس میں الموفق کے لئے دعا تھی' اس کے احسان کا اقرار تھا۔ صدق دل سے اطاعت وفرمانبرداری' دشمن کے مقابلے میں کوشش اور اپنی جان وتن کو ہر ایسے کام میں صرف کرنے کا اقرار تھا جو ان کو اس کا مقرب بنا دے۔ اس نے جس امر کی دعوت دی ہے اس نے ان کی نیتوں کو قوی کر دیا ہے۔ انھیں اس امر کی رہنمائی کی ہے کہ اس کو ان پر اعتماد ہے۔ ان کو اپنے وفاداروں کے مرتبے میں داخل کیا ہے۔ درخواست کی کہ ''تنہا انھیں کسی علاقے میں کر دیا جائے جس میں وہ جنگ کریں تاکہ ان کی نیک نیتی اور دشمن کے قتل سے وہ بات ظاہر ہو جس سے ان کا اخلاص نمایاں ہو اور پرانی نادانی سے ان کی بیزاری عالم آشکار ہو جائے''۔

الموفق نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ ان کی تعریف کی اور وہ لوگ خوش خوش اس کے پاس سے روانہ ہوئے۔

بحری کشتیوں کی روانگی:

اسی سال ذی القعدہ میں الموفق نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب سے فاسق کے شہر میں داخل ہوا۔ اس نے اس کا گھر تباہ کر

دیا۔اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابواحمد نے جب نہر ابی الخصیب کی شرقی جانب سے فاسق کے شہر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو دجلہ اور البطیحہ اور اس کے اطراف کی تمام کشتیوں اور عبور کرنے کے عارضی پلوں کے لئے حکم دیا کہ انھیں ان کشتیوں میں ملا لے جو اس کے لشکر میں ہیں۔ضرورت سے بہت کم کشتیاں لشکر میں تھیں۔بادبانوں اور کشتیوں اور چڑھاؤ کی کشتیوں میں کہ لشکر انہی کے ذریعے عبور کرتا تھا۔ شمار کرایا تو ان میں تقریباً دس ہزار ایسے ملاح تھے جنھیں بیت المال سے ماہانہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ان کشتیوں کے سوا جن پر غلہ لادا جاتا ہے اور جن پر لوگ اپنی ضروریات سے سوار ہوتے ہیں۔اور اس زمانے میں کئی طرح کی کشتیاں تھیں جن کو ''سمیریہ''۔''جریبیہ'' اور'' زورق'' کہتے تھے۔ان سب میں ملاح مقرر تھے اور خزانہ خلافت سے ان کا ماہانہ مقرر تھا۔

ابواحمد کے لشکر کی پیش قدمی:

جب کشتیاں اور عبور کے عارضی پل حسب خواہش مکمل ہو گئے تو اس نے ابوالعباس کے اور اپنے موالی اور غلاموں کے سرداروں کو دشمن کے مقابلے کے لئے تیار اور مستعد ہونے کا حکم دیا۔کشتیوں اور عارضی پلوں کے سوار و پیادہ فوج کے سوار کرنے کے لئے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ابوالعباس کو مامور کیا کہ اس کی روانگی اپنے لشکر کے ساتھ نہر ابی الخصیب کے غربی جانب ہو تقریباً آٹھ ہزار غلام سردار اس کے ہمراہ کئے اور حکم دیا کہ فاسق کے لشکر کے پچھلے حصے کا قصد کر کے المہلبی کے مکان سے آگے بڑھ جائے۔فاسق نے اسے محفوظ کر دیا تھا اور اپنے ساتھیوں میں سے مخلوق کثیر کو اس کے قریب ٹھہرا دیا جاتا تھا۔کہ اپنے لشکر کے پچھلے حصے پر حملے سے بے خوف رہے اور جو شخص اس مقام کا قصد کرے اسے چلنا دشوار ہو۔

ابوالعباس کی شرقی جانب روانگی:

ابواحمد نے ابوالعباس کو اپنے ساتھیوں سمیت نہر ابی الخصیب کے غربی جانب عبور کرنے کا حکم دیا کہ اس علاقے میں اس کی پشت سے داخل ہو۔اپنے مولیٰ راشد کو سوار و پیادہ فوج کی کثیر تعداد کے ہمراہ جو تقریباً بیس ہزار تھی نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔وہ نہر ابی الخصیب کی شرقی جانب اس کی شاخ پر تھا۔انھیں یہ حکم دیا کہ اپنی روانگی نہر کے کنارے کنارے چلتے ہوئے اس مکان پر پہنچ جائیں جس میں خبیث ٹھہرا ہوا ہے۔یہ ابوعیسیٰ کا مکان تھا۔اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو نہر ابی شاکر کے دہانے پر روانہ ہونے کا حکم دیا جو نہر ابی الخصیب سے نیچے تھی۔دوسرے لوگوں کو مع اپنے ساتھیوں کے نہر جومی کور کے دہانے پر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ان سب کو سواروں کے آگے کرنے کا حکم دیا کہ سب کے سب خائن کے مکان کی طرف حملہ کریں۔اگر اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے اہل وعیال پر کامیاب کر دے تو خیر ورنہ المہلبی کے مکان کا قصد کریں۔وہاں وہ لوگ بھی مل جائیں جنھیں ابوالعباس کے ہمراہ عبور کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ فاسقوں کے مقابلے میں سب ایک ہو جائیں۔ابوالعباس اور راشد اور موالی اور غلاموں کے ان تمام سرداروں نے جو انھیں حکم دیا گیا تھا اس پر عمل کیا۔

ابواحمد کا گھاٹیوں میں قیام:

۷/ ذی قعدہ ۲۶۹ھ یوم دوشنبہ کو بوقت عشاء کشتیوں میں سوار ہو کے ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوئے اور پیادہ بھی چلے۔ دوشنبے کو نماز ظہر سے شب سہ شنبہ کے آخر وقت عشا تک دجلے میں کشتیاں چلتی رہیں۔لوگ ایک ایسے مقام تک پہنچے جو لشکر کے نیچے

تھا۔ الموفق نے جو خراب اور خوف ناک گھاٹیاں تھیں ان کے درست کرنے اور پاک وصاف کرنے کا اور اس کی چھوٹی بڑی نہریں پاٹنے کا حکم دیا تھا کہ برابر ہو کے فراخ ہو جائے اور اس کے کنارے دور تک پھیل جائیں۔ وہاں ایک محل اور ایک میدان سوار و پیادہ کو فاسق کے محل کے مقابلے میں پیش کرنے کے لئے بنایا۔ اس کی غرض فاسق کے اس دعوے کو باطل کرنا تھی جو اپنے ساتھیوں سے الموفق کے اپنے مقام سے جلد منتقل ہونے کے متعلق کرتا تھا۔ ارادہ کیا کہ دونوں فریق کو یہ بتا دے کہ وہ کوچ کرنے والا نہیں ہے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ لشکر اس مقام پر فاسق کے لشکر کے مقابل شب سہ شب کو آرام کرتا رہا۔ وہ سب کے سب تقریباً پچاس ہزار سوار و پیادہ آدمی تھے جو نہایت اچھی صورت اور عمدہ ہیئت میں تھے تکبیر کہتے تھے لا الہ الا اللہ کے نعرے لگاتے تھے۔ کلام اللہ کی تلاوت کرتے تھے۔ نماز پڑھتے تھے اور آگ جلاتے رہتے تھے۔

ابواحمد کی بحری قوت:

خبیث نے مجمع اور سامان اور تعداد کی اتنی کثرت دیکھی کہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی عقلیں جاتی رہیں۔ الموفق دوشنبے کو عشا کے وقت بادبان میں سوار ہوا۔ اس روز ایک سو پچاس بادبان تھے۔ جن کو اس نے اپنے موالی اور غلاموں کے بہادر نیزہ بازوں اور تیراندازوں سے بھرا تھا۔ خائن کے لشکر کے شروع سے آخر تک ان کا سلسلہ قائم کیا تھا کہ وہ لشکر کے لئے اس کی پشت سے باعث حفاظت ہو جائیں۔ ایسے مقام پر ان کے لنگر ڈال دیئے گئے۔ جو ساحل سے قریب تھا۔ کچھ کشتیاں علیحدہ کر لیں جن کو اس نے اپنے لئے منتخب کر کے ان میں اپنے غلاموں کے سرداران خاصہ کو بٹھایا کہ وہ لوگ نہر ابی الخصیب میں داخل ہونے کے وقت ان کے ہمراہ ہوں۔ سواروں اور پیادوں میں سے دس ہزار کا انتخاب کر کے حکم دیا کہ نہر ابی الخصیب کے دونوں کناروں پر اس کے ساتھ ساتھ چلیں۔ وہ ٹھہرے تو خود بھی ٹھہر جائیں۔ لڑائی میں جدھر رخ کرے اسی طرف مڑ جائیں۔

ابواحمد کا صاحب الزنج پر حملہ:

سہ شنبے کو الموفق فاسق صاحب الزنج کی جنگ کے لئے صبح کو روانہ ہوا۔ رؤسا میں سے ہر رئیس اس مقام کی طرف روانہ ہوا۔ جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ لشکر اور اس کے ساتھی فاسق کی جانب روانہ ہوئے۔ خبیث نے اپنے لشکر کے ہمراہ ان کا مقابلہ کیا اور جنگ جاری ہوگئی۔ دونوں طرف بکثرت مقتول و مجروح ہوئے۔ فاسقین نے اپنے شہر کی نہایت شدید حمایت کی جس کی حمایت پر ان کا دارومدار تھا۔ مدافعت میں جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ الموفق کے ساتھیوں نے صبر کیا اور جم کر جنگ کی تو اللہ نے اپنی مدد سے ان پر احسان کیا اور فاسقین کو شکست ہوئی۔ ان لوگوں نے قتل عظیم کیا۔ ان کے سپاہیوں اور بہادرروں میں سے بہت بڑی جماعت کو گرفتار کر لیا۔ قیدیوں کو الموفق کے پاس لایا گیا۔ ان کی گردنیں میدان جنگ ہی میں ماردی گئیں۔ اپنی جماعت کے ہمراہ فاسق کے مکان کا قصد کیا۔ جہاں اس حالت میں پہنچا کہ خبیث اس میں پناہ گیر تھا اور اس کی مدافعت کے لئے اس نے اپنے بہادر ساتھیوں کو جمع کیا تھا۔ مگر جب وہ لوگ مدافعت کے کچھ کام نہ آ سکے تو اس نے اس کو بھی سپرد کر دیا اور اس کے ساتھی وہاں سے منتشر ہو گئے۔

آل صاحب الزنج کی گرفتاری:

الموفق کے غلام گھس گئے خبیث کا جو مال و اسباب بچ گیا تھا سب لوٹ لیا۔ اس کی عورتوں اور اولاد ذکور واناث کو گرفتار کر لیا۔ جو عورتیں اور بچے ملا کر سو سے زائد تھے۔ فاسق بچ گیا اور اس طرح المہلبی کے مکان کی طرف بھاگتا ہوا روانہ ہوا کہ وہ اپنی کسی

عورت و بچہ اور مال کی طرف رخ بھی نہ کرتا تھا۔ اس کا مکان اور جو بقیہ سامان اور اسباب اس میں تھا جلا دیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو الموفق کے پاس لایا گیا تو اس نے ان کے الموفقیہ بھیجنے اور ان پر پہرہ مقرر کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا۔ ابو العباس کے سرداروں کی ایک جماعت نے نہر ابی الخصیب کو عبور کر کے المہلبی کے مکان کا قصد کیا تھا۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کے ملنے کا انتظار نہیں کیا تھا۔ المہلبی کے مکان پر پہنچے جہاں خبیث کی شکست ہونے کے بعد اکثر زنجیوں نے پناہ لی تھی ابو العباس کے ساتھی اس مکان میں داخل ہوئے اور لوٹ میں مشغول ہو گئے۔ مسلمان عورتیں جن پر المہلبی غالب آ گیا تھا اور اس کی وہ اولاد جو ان سے ہوئی تھی گرفتار کر لی گئی۔ جو شخص اس پر کامیاب ہوتا تھا اسے لے کے اپنی کشتی کی طرف جو نہر ابی الخصیب میں تھی لوٹ جاتا تھا۔ زنجیوں کو ان میں سے جو باقی تھے ان کی قلت کا اور ان کے لوٹ میں مشغول ہونے کا علم ہوا تو انھوں نے ان پر چند ایسے مقامات سے حملہ کر دیا جن میں وہ پوشیدہ تھے۔ چنانچہ ان کو ان کے مقامات سے ہٹا دیا۔ یہ لوگ بھاگے۔ زنجیوں نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ نہر ابی الخصیب پہنچ گئے۔ ان کے سوار و پیادہ میں سے ایک قلیل جماعت مقتول ہوئی۔ ان لوگوں نے بعض عورتوں اور اسباب کو جو انھوں نے گرفتار کر لیا تھا واپس لے لیا۔

مال غنیمت:

الموفق کے غلاموں اور ساتھیوں میں سے ایک فریق جس نے نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب سے خبیث کے مکان کا قصد کیا تھا لوٹ میں اور مال غنیمت کے اپنی کشتیوں کی طرف لے جانے میں مشغول تھا۔ اس امر نے زنجیوں کو حرص دلائی۔ وہ ان پر ٹوٹ پڑے، انھیں شکست دے دی اور لشکر زنج کے سوق الغنم کے مقام تک ان کا تعاقب کیا۔ غلاموں کے سرداروں کی ایک جماعت مع اپنے بہادر اور شجاع ساتھیوں کے رک گئی۔ انھوں نے زنجیوں کا منہ پھیر دیا۔ لوگ واپس ہوئے اور اپنے اپنے مقامات کی طرف لوٹے۔ ان کے درمیان نماز عصر کے وقت تک جنگ ہوتی رہی۔ اس وقت ابو احمد نے غلاموں کو حکم دیا کہ سب مل کر فاسقوں پر ایک زبردست حملہ کر دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا تو زنجی بھاگے یہاں تک کہ خبیث کے مکان تک پہنچ گئے۔ الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو واپس کر لے۔ اس نے انھیں واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ سکون اور اطمینان کے ساتھ واپس ہوئے۔ الموفق اور جو اس کے ہمراہ تھے نہر کے اندر کشتی میں ٹھیر کر ان لوگوں کی حفاظت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی کشتیوں میں داخل ہو گئے اور اپنے گھوڑوں کو بھی داخل کر لیا۔ آخری جنگ میں جو مصیبت آئی اس کی وجہ سے زنجی ان کے تعاقب سے باز رہے۔ الموفق اور اس کے ہمراہ ابو العباس اور باقی سردار اور تمام لشکر اس طرح واپس ہوئے کہ انھوں نے فاسق کے بہت سے مال غنیمت میں پائے تھے اور مسلمانوں کی عورتوں میں سے ایک کثیر جماعت کو بھی چھڑایا تھا جو اس روز نہر ابی الخصیب کی طرف گروہ گروہ روانہ ہونے لگیں۔ وہ کشتیوں میں سوار کر کے جنگ کے ختم ہونے تک الموفقیہ کی طرف روانہ کر دی گئیں۔

صاحب الزنج کے کھلیانوں کی بربادی:

الموفق نے اس روز ابو العباس کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے سرداروں میں سے کسی کو پانچ کشتیوں کے ہمراہ خبیث کے لشکر کے پچھلے حصے کی جانب جو نہر ابی الخصیب میں ہے ان کھلیانوں کے جلانے کے لئے روانہ کرے جن کی وہاں بڑی کثرت ہے۔ خبیث اپنے زنجی اور غیر زنجی ساتھیوں کو انہی سے غذا دیتا تھا۔ ایسا ہی کیا گیا اور اس کا اکثر حصہ جلا دیا گیا۔ یہ جلانا خبیث اور اس کے

ساتھیوں کو کمزور کرنے میں نہایت موثر ہوا۔ کیونکہ ان کی غذا کے لئے اس کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ احمد نے اس روز جو کچھ خبیث اور اس کے ساتھیوں پر گزری اس کے متعلق تمام اطراف میں ایک فرمان بھیجنے کا حکم دیا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے ایسا ہی کیا گیا۔

صاعد بن مخلد کی آمد:

اسی سال ۲/ ذی الحجہ یوم چار شنبہ کو ابو احمد کے لشکر میں اس کا کاتب صاعد بن مخلد سامرا سے اس کی جانب واپس ہو کر آیا۔ اور اپنے ہمراہ بہت بڑا لشکر لایا۔ کہا گیا ہے کہ پیادہ اور سوار کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔ ابو احمد نے اس کے ساتھیوں کے آرام دینے کا اور ان کے ہتھیاروں کے نیا کرنے کا اور ان کی حالت کے درست کرنے کا حکم دیا اور انھیں جنگ خبیث کے لئے تیار ہونے پر مامور کیا۔ آنے کے بعد وہ چند روز ٹھیرا۔

لؤلؤ کی ابو احمد سے حاضری کی درخواست:

لوگ اسی حالت میں تھے کہ ابن طولون کے ساتھی لؤلؤ کا خط اس کے بعض سرداروں کے ہمراہ آیا جس میں اس نے اس کے پاس آنے کی اجازت کی درخواست کی تھی کہ اس کے ساتھ جنگ فاسق میں حاضر ہو۔ اس درخواست کو قبول کر لیا اور اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ اس نے لؤلؤ کی آمد کے انتظار میں جنگ فاسق کے ارادے کو موخر کر دیا۔ اور لؤلؤ فرغانی و ترک و روم دبر بر وسوڈان وغیرہم کے ہمراہ جو ابن طولون کے منتخب ساتھیوں میں سے تھے الرقہ میں مقیم تھا جب لؤلؤ کو ابو احمد کا فرمان اپنے پاس آنے کی اجازت کے بارے میں ملا تو وہ دیار مضر سے روانہ ہو کے اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ مدینۃ السلام میں آ کے مدت تک وہاں قیام کیا۔ پھر ابو احمد کی جانب روانہ ہوا۔

لؤلؤ کی آمد:

وہ اس کے لشکر میں ۲/محرم ۲۷۰ھ یوم پنج شنبہ کو آیا۔ ابو احمد نے اس کے لئے دربار کیا۔ اس کا بیٹا ابو العباس اور صاعد اور سردار اپنے اپنے مرتبے پر موجود تھے۔ لؤلؤ کو اچھی شکل میں اس کے پاس داخل کیا گیا۔ ابو العباس نے اسے حکم دیا کہ اس چھاؤنی میں اترے جو اس کے لئے نہر ابی الخصیب کے سامنے تیار کی گئی ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس میں اتر گیا۔ صبح کے وقت الموفق کے سلام کے لئے اس کے گھر پر اپنے سرداروں اور ساتھیوں کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔

لؤلؤ کی قدر و منزلت:

۳/محرم یوم سہ شنبہ کی صبح کو لؤلؤ بہت بڑے مجمع کے ہمراہ روانہ ہوا اور الموفق کے پاس پہنچ کر اسے سلام کیا۔ اس نے اپنے قریب بلایا۔ اس سے اور اس کے ساتھیوں سے نیکی کا وعدہ کیا اور اسے اور اس کے سرداروں میں سے ایک سو پچاس سرداروں کو خلعت دیئے اور بہت سے گھوڑے سونے چاندی کی جڑاؤ لگاموں اور زینوں کے ساتھ سرفراز کئے۔ اس کے سامنے اس قدر اقسام کے کپڑے اور مال جو تھیلیوں میں تھے روانہ کئے گئے جن کو سو غلام اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے سرداروں میں بھی ہر شخص کے لئے اس کی قدر کے موافق انعامات اور سواریاں اور کپڑے دینے کا حکم دیا۔ اسے بڑی قابل قدر جاگیر دی اور اس کے لشکر کی جانب جو نہر ابی الخصیب کے سامنے تھا۔ نہایت اچھی حالت کے ساتھ واپس کیا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے ضیافت کا کھانا اور گھوڑوں کے لئے دانہ چارہ مہیا کیا گیا۔ اسے اپنے ساتھیوں کے وہ کاغذات پیش کرنے کا حکم دیا' جن میں ان کے مراتب کے موافق ان کی

تنخواہیں درج ہوں۔ وہ پیش کیے گئے تو ہر شخص کے لئے اس کے دو چند کا حکم دیا۔ کاغذات پیش کرنے کے وقت وظیفہ جاری کیا گیا۔ اور جو کچھ ان کے لئے مقرر کیا گیا وہ پورا کر دیا گیا۔ لؤلؤ کو فاسق اور اس کے ساتھیوں کی جنگ کے لئے غربی دجلہ کی جانب عبور کی تیاری اور مستعد ہونے کا حکم دیا۔

نہر ابی الخصیب پر ابو احمد کا غلبہ:

خبیث نے جب کہ نہر ابی الخصیب پر غلبہ ہو گیا اور وہ پل اور گزرگاہیں جو اس پر تھیں کاٹ دی گئیں تو اس نے نہر کے دونوں جانب سے ایک نیا بند باندھ دیا۔ بند کے درمیان ایک تنگ دروازہ بنایا کہ اس میں پانی کی روانی تیز ہو جائے' جس سے جزر (پانی کے اتار) کے وقت کشتیاں اس میں داخل ہونے سے رکیں۔ اور مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت اس میں سے نکلنا دشوار ہو۔ ابو احمد کی یہ رائے ہوئی کہ بغیر اس بند کے توڑے ہوئے اس سے جنگ ممکن نہ ہو گی۔ یہ قصد کیا تو فاسقوں کی طرف سے اس کی طرف سے اس کی شدید حفاظت ہوئی۔ وہ صبح و شام اس کی حفاظت میں اضافہ کرنے لگے۔ یہ بند ان کے گھروں کے بیچ میں تھا۔ اس وجہ سے مشقت ان پر سہل تھی اور موفق پر گراں تھی جس نے اس کے اکھاڑنے کا ارادہ کیا تھا۔

لؤلؤ کی جماعت کی شجاعت و ثابت قدمی:

مناسب سمجھا گیا کہ لؤلؤ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ کے بعد جنگ کرے کہ زنجیوں کی جنگ کے لئے مضبوط ہو جائیں اور شہر کی سڑکوں اور گلیوں سے واقف ہو جائیں۔ اس لئے لؤلؤ کو حکم ملا کہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اس جنگ کے لئے حاضر ہو۔ بند توڑنے کے لئے مزدوروں کے حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایسا کیا۔ الموفق نے لولو کی بہادری اور اس کی پیش قدمی اور اس کے ساتھیوں کی شجاعت اور زخم کی تکلیف پر ان کا صبر اور ان کی قلیل جماعت کی زنجیوں کی کثیر جماعت کے مقابلے میں ثابت قدمی دیکھی جس سے خوش ہو گیا۔ اس نے لؤلؤ کو شفقت و محبت کی وجہ سے ان کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ الموفق نے انہیں صلہ دیا اور ان کے ساتھ احسان کیا۔ اور ان کے لشکر گاہ کی طرف واپس کر دیا۔

نہر الغربی کے پلوں کو تباہ کرنے منصوبہ:

الموفق نے اس بند پر پے در پے جنگ کی۔ وہ خبیث کے ان ساتھیوں سے جو اس کی حفاظت کرتے تھے۔ لؤلؤ کے ساتھیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کے ذریعے سے جنگ کرتا تھا۔ مزدور اس کے اکھاڑنے میں لگ جاتے تھے۔ وہ مختلف طریقوں سے فاجر اور اس کے گروہوں سے جنگ کرتا تھا ان کے مکانات جلا دیتا' جنگجویوں کو قتل کرتا تھا' ان کے رئیسوں کی جماعت پر جماعت اس سے امن لیتی جاتی تھی' خبیث اور اس کے ساتھیوں کے لئے نہر الغربی کے علاقے میں چند زمینیں باقی رہ گئی تھیں جن میں ان کے کھیت اور ترکاریاں تھیں۔ نہر الغربی پر دو پل تھے جن پر سے ان زمینوں تک عبور کرتے تھے۔ ابو العباس اس سے واقف ہو گیا۔ اس نے اس علاقے کا قصد کیا اور اس کے بارے میں الموفق سے اجازت مانگی' اس نے اجازت دے دی اور اسے آدمیوں کے منتخب کرنے کا حکم دیا کہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں میں سے بہادروں کو ساتھ لے۔ ابو العباس نے ایسا ہی کیا اور نہر الغربی کی جانب روانہ ہوا۔ زیرک کو اس نہر کی غربی جانب اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ اپنے غلام رشیق کو حکم دیا کہ وہ اپنے بہادر اور منتخب آدمیوں کے بہت بڑے گروہ کے ساتھ نہر العمیسین کا قصد کر کے کہ اس وقت زنجیوں کی پشت پر نکلے جب کہ وہ

غافل ہوں۔ وہیں ان پر حملہ کرے۔ زیرک کو یہ حکم دیا کہ جب رشیق کے مقابلے سے ان کی شکست کو محسوس کرے تو ان لوگوں کے سامنے نکلے۔

نہر الغربی کے پلوں کا انہدام:

ابوالعباس نے ان چند کشتیوں کے ساتھ جن کے جنگ جویوں کا اس نے انتخاب کیا تھا اور انھیں چھانٹا تھا نہر الغربی کے دہانے پر قیام کیا۔ اس کے ہمراہ اس کے سفید و سیاہ غلاموں میں سے وہ جماعت بھی تھی جن کو اس نے منتخب کیا تھا۔ جب رشیق نہر الغربی کی شرقی جانب فاجروں کے سامنے ظاہر ہوا تو اس نے انھیں خائف کر دیا۔ وہ اس کی غربی جانب عبور کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے کہ اپنے لشکر کی طرف بھاگ جائیں۔ ابوالعباس نے انھیں دیکھ لیا۔ کشتیاں نہر میں داخل کر دیں۔ پیادہ لشکر اس کے دونوں کناروں پر پھیلا دیا۔ وہ ان کو پا گئے تو ان میں تلوار چلائی جس سے مخلوق کثیر نہر میں اور اس کے دونوں کناروں پر مقتول ہوئی اور بہت سے قیدی گرفتار ہوئے۔ جو بچ گئے ان کو زیرک اور اس کے ساتھیوں نے اس طرح قتل کر دیا کہ بجز چند آدمیوں کے کسی کی جان نہ بچی۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے ان لوگوں کے اس قدر ہتھیار لے لئے جن کا لادنا بھی ان پر گراں تھا۔ یہاں تک کہ ان کا اکثر حصہ پھینک دیا۔ ابوالعباس نے دونوں پل کاٹ دیے۔ ان میں جتنے لٹھے اور لکڑیاں تھیں انھیں دجلہ لے جانے کا حکم دیا۔ سر اور قیدی لے کے الموفق کے پاس لوٹا تو سروں کو لشکر میں گھمایا گیا۔ فاسقوں سے وہ کھیت بھی منقطع ہو گئے جن سے وہ فائدہ حاصل کرتے تھے اور جو نہر الغربی میں تھے۔

اسی سال یعنی ۲۶۹ھ کے ذی الحجہ میں صاحب الزنج کے اہل و عیال کو بغداد میں داخل کیا گیا۔

اسی سال صاعد کو ذو الوزارتین کا خطاب دیا گیا۔

ابن طولون کے سرداروں کی مکہ میں تباہی:

اسی سال ذی الحجہ میں ابن طولون کے ان سرداروں اور ان کے ہمراہی لشکر میں جنگ ہوئی جن میں سے ایک کا نام محمد بن السراج اور دوسرے کا عرف الغنوی تھا جن کو ابن طولون نے روانہ کیا تھا۔ یہ دونوں دو ہزار پیادے اور چار سو ستر سواروں کے ہمراہ ۲۸/ ذی القعدہ یوم چار شنبہ کو مکہ پہنچے انھوں نے قصابوں اور گیہوں والوں کو دو دو دینار دیے اور رؤسا کو سات سات۔ اس وقت ہارون بن محمد عامل مکہ بستان ابن عامر میں تھا۔ جعفر بن الباغمردی تقریباً دو سو سواروں کے ہمراہ ۳/ ذی الحجہ کو مکے میں آیا۔ ہارون نے ایک سو بیس سواروں اور دو سو حبشیوں اور عمرو بن اللیث کے ساتھیوں میں سے تین سواروں اور عراق سے آنے والوں میں سے دو سو پیادے کے ہمراہ اس سے ملاقات کی۔ ان کی وجہ سے جعفر قوی ہو گیا۔ انھوں نے اور ابن طولون کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا۔ خراسان کے حجاج نے جعفر کی مدد کی۔ مکے کے اندر ابن طولون کے ساتھیوں میں سے تقریباً دو سو آدمی مقتول ہوئے۔ باقی لوگ پہاڑوں مین بھاگ گئے۔ انھوں نے ان کے گھوڑے اور مال چھین لئے۔ جعفر نے تلوار روک لی۔ جعفر نے الغنوی کے خیمے پر قبضہ کر لیا۔ کہا گیا ہے کہ اس میں دو لاکھ دینار تھے۔ اس نے مصریوں اور قصابوں کو اور گیہوں والوں کو امن دے دیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون کی لعنت میں ایک مضمون پڑھ کر سنایا گیا' اور لوگ اور تاجروں کا مال مخفی رہا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون ابن محمد بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال اسحاق بن کنداج جس کو پورے مغرب کا والی بنایا گیا تھا سامرا سے اس وقت تک نہ ٹلا جب تک کہ یہ سال ختم نہ ہوگیا۔

۲۷۰ھ کے واقعات

اسی سال محرم میں ابواحمد اور صاحب الزنج کے درمیان ایک جنگ ہوئی تھی جس نے صاحب الزنج کے ارکان کو کمزور کر دیا۔

اسی سال صفر میں فاجر قتل کیا گیا اور سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر الہمدانی گرفتار ہوئے اور فاسق کے متعلقین سے راحت مل گئی۔

رضا کار مجاہدین کی آمد:

ہم اس بند کا حال بیان کر چکے ہیں جو خبیث نے بنالیا تھا اور اس بارے میں ابواحمد اور اس کے ساتھیوں سے جو واقعہ ہوا وہ بھی بیان کر چکے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابواحمد اس بند پر مسلسل جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اسے وہ چیز حاصل ہوگئی جو وہ چاہتا تھا۔ مدو جزر میں کشتیوں کا نہر ابی الخصیب میں داخل ہونا سہل ہوگیا۔ ابواحمد کے لئے اپنے اس مقام میں جہاں وہ مقیم تھا سودے کی ارزانی اور غلوں کی مسلسل آمد اور شہروں سے مال کا اس کے پاس لانا اور خبیث اور اس کے ساتھ کے گروہوں کے جہاد میں لوگوں کی رغبت' غرضیکہ جو کچھ اس نے چاہا سب اس کے لئے آسان ہوگیا۔

رضا کار مجاہدین میں سے جو اس کے پاس آئے سوار و پیادہ کی جماعت کثیر کے ہمراہ احمد بن دینار تھا جو کور الاہواز کے اطراف اور ایذج کا عامل تھا۔ وہ خود بھی اور اس کے ساتھی بھی جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ خبیث قتل کر دیا گیا۔ اہل البحرین میں سے بھی جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ایک مخلوق کثیر تقریباً دو ہزار آدمی آئے۔ جن کا سردار عبدالقیس کا ایک آدمی تھا۔ ابواحمد نے ان کے لئے دربار کیا۔ ان کا رئیس اور معززین داخل ہوئے' تو اس نے انھیں خلعت دینے کا حکم دیا۔ ان کے سب آدمی بھی پیش کیے گئے۔ اس نے ان سب کی مہمانی کا حکم دیا۔ تقریباً ایک ہزار آدمی اضلاع فارس سے وارد ہوئے جن کا رئیس رضا کار مجاہدین میں سے ایک بوڑھا تھا جس کی کنیت ابوسلمہ تھی۔ الموفق نے ان کے لئے دربار کیا۔ یہ بوڑھا اور اس کے ساتھیوں کے معززین پہنچے تو اس نے انھیں خلعت دینے کا حکم دیا۔ اور ان کی مہمانی کی۔ شہروں سے پے در پے رضا کار مجاہدین آنے لگے۔

ابواحمد کی جنگی تیاری:

جب اسے اس بند سے جس کا ہم نے ذکر کیا وہ حاصل ہوگیا جو اس نے چاہا تو اس نے خبیث کے مقابلے کا مصمم ارادہ کیا۔ کشتیاں اور عارضی پل تیار کرنے اور پانی اور خشکی کے آلات حرب کی اصلاح کا حکم دیا۔ پیادے اور سواروں کو منتخب کیا جن کی قوت اور جنگ میں بہادری پر اسے بھروسا تھا۔ میدان جنگ بہت تنگ تھا۔ مقام دشوار گزار تھا۔ نہروں اور خندقوں کی کثرت تھی۔ جن لوگوں کو اس نے منتخب کیا ان میں سواروں کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی اور پیادے کی پانچ ہزار یا اس سے زائد جو سوائے ان رضا کار مجاہدین اور ان اہل لشکر کے تھے۔ جن کے لئے کوئی دفتر نہ تھا۔ انھوں نے عبور کیا۔ ان لوگوں کی جن کو سوار کرنے کی کشتیوں

میں گنجائش نہ تھی بہت بڑی جماعت کو الموفقیہ میں چھوڑ دیا جن میں اکثر سوار تھے۔

صاعد بن مخلد کی روانگی:

الموفق نے ابوالعباس کو اپنے ساتھیوں اور غلاموں اور ان پیادہ وسواروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ کیے گئے تھے کشتیوں کے شرقی جانب المہلبی کے مکان کے سامنے اسی مقام کے قصد کا حکم دیا جہاں وہ ۱۰ ذی القعدہ یوم سہ شنبہ ۲۶۹ھ کو گیا تھا۔ صاعد بن مخلد کو بھی نہر ابی الخصیب کے شرقی ہی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ دہانہ نہر ابی الخصیب سے نہر الغربی تک اپنے موالی اور غلام سرداروں کا سلسلہ قائم کیا۔ جو لوگ الکر بنائی کے مکان کی حد سے نہر ابی شاکر تک نکلے ان میں الموفق کے دونوں مولیٰ راشد اور لولو بھی مع قریب بیس ہزار پیادے اور سواروں کے تھے' جن میں ایک کے پیچھے ایک تھا۔ نہر ابی شاکر سے جوی کور تک موالی اور غلاموں کے سرداروں کی ایک جماعت تھی۔ جوی کور سے نہر الغربی تک اسی طرح تھا۔

شبل بن سالم کی پیش قدمی:

شبل کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہر الغربی کے قصد سے المہلبی کے مکان کی پشت کے سامنے آئے۔ پھر جنگ شروع ہونے پر اس کے پیچھے سے نکلے اور لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ سب کے سب ایک دم سے فاسق کی طرف اس طرح چلیں کہ ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھے۔ چلنے کا نشان اس سیاہ جھنڈے کی حرکت کو قرار دیا جس کو اس نے دہانہ نہر ابی الخصیب پر الکر بنائی کے مکان کے ایک مضبوط اور بلند مقام پر نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان کے لئے بلند آواز بگل بجایا جائے۔

زنجیوں پر ابواحمد کے سرداروں کی یورش:

۲۷/محرم ۲۷۰ھ یوم دوشنبہ کو عبور ہوا۔ بعض لوگ جو نہر جوی کور پر تھے علامت کے ظاہر ہونے سے پیشتر چلنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ المہلبی کے مکان سے قریب ہو گئے۔ انھیں المہلبی اور اس کے زنجی ساتھی ملے' جنھوں نے ان کو ان کے مقامات کی طرف واپس کر دیا اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ جنگ کی عجلت کرنے والوں پر جو حادثہ گزرا بقیہ لوگوں کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ اس لئے کہ لوگوں کی کثرت تھی اور درمیان فاصلہ بہت تھا۔ جب سردار اور ان کے آدمی ان مقامات سے نکلے جہاں سے نکلنے کا انھیں حکم دیا گیا تھا اور پیادہ وسوار اپنے اپنے مقامات پر اطمینان سے ٹھیر گئے تو الموفق نے جھنڈا ہلانے اور بگل بجانے کا حکم دیا۔ نہر کے اندر کشتی میں داخل ہو گیا اور لوگ ایک کے پیچھے ایک روانہ ہوئے۔ زنجیوں نے ان کا مقابلہ کیا جو متفق ہو کر جمع ہو گئے تھے اور جو لوگ عجلت کر کے ان کی طرف گئے تھے ان پر جو کامیابی ہوئی تھی اس پر جری ہو گئے تھے۔ لشکر نے سچی نیت اور پوری بصیرت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بہت سے حملوں کے بعد ان کو اپنے مقامات سے ہٹا دیا۔ ابواحمد کے ساتھیوں نے استقلال سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد سے ان پر احسان کیا اور انھیں فاسقوں پر قابو عطا فرمایا۔ وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔ الموفق کے ساتھی ان کا تعاقب کر کے قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔ فاجرین کا ہر مقام سے محاصرہ کر لیا۔ اللہ نے اس روز ان میں سے اتنے قتل کر دیے کہ شمار ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بہت لوگ نہر جوی کور میں غرق ہو گئے۔ الموفق کے ساتھیوں نے پورے شہر پر قبضہ کر لیا۔ مردوں عورتوں اور بچوں کو چھڑا لیا جو اس میں قید تھے۔ علی بن ابان المہلبی کے تمام اہل وعیال پر اور اس کے دونوں بھائی الخلیل بن ابان اور محمد بن ابان پر اور ان کی اولاد پر ان لوگوں کو فتح ہوئی اور ان کو شہر الموفقیہ کی طرف عبور کرا دیا گیا۔

صاحب الزنج اور زنجی سرداروں کا فرار:

فاسق مع اپنے ساتھیوں کے جس کے ہمراہ المہلبی اور اس کا بیٹا انکلائے اور سلیمان بن جامع اور زنجیوں کے سردار بھی تھے بھاگتا ہوا روانہ ہوا۔ ان لوگوں کا اس مقام کا ارادہ تھا جسے خبیث نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے اس وقت کے لئے جائے پناہ بنایا تھا جب کہ اس کے شہر میں غلبہ کرلیا جائے۔ یہ مقام نہر السفیانی پر تھا۔ خبیث بھاگا۔ اس پر جو فتح ہونی تھی ہو چکی تو لوگ المہلبی کے مکان کے پاس جو نہر ابی الخصیب کے اندر تھا ٹھیر گئے۔ جو کچھ اس مکان میں اور اس کے متصل تھا اس کے لوٹنے اور جلانے میں مشغول اور لوٹ کی تلاش میں منتشر ہو گئے تھے۔ تمام چیزیں جو بچ گئی تھیں وہ سب اس مکان میں جمع تھیں۔

لؤلؤ کا صاحب الزنج کا تعاقب:

ابواحمد کشتی میں بیٹھ کر نہر السفیانی کے قصد سے آگے روانہ ہو گیا۔ اس کے ہمراہ لؤلؤ بھی اپنے پیادہ و سوار ہمراہیوں کے ساتھ تھا۔ ابواحمد اپنے باقی لشکر سے علیحدہ ہو گیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ وہ واپس ہو گیا تو وہ بھی مع اس مال کے جس پر انھوں نے قبضہ کیا تھا اپنی کشتیوں میں لوٹ گئے۔ الموفق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ فاسق اور اس کے ساتھیوں کے لشکر گاہ تک پہنچ گیا۔ وہ لوگ بھاگ رہے تھے۔ لؤلؤ اور اس کے ساتھیوں نے ایسا تعاقب کیا کہ ان لوگوں نے نہر السفیانی کو عبور کیا تو لولو نے بھی اپنا گھوڑا نہر میں ڈال دیا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے پیچھے عبور کیا۔ فاسق چلتا رہا یہاں تک کہ نہر القریری تک پہنچ گیا۔ لؤلؤ اور اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچ گئے۔

لؤلؤ کو واپسی کا حکم:

ان لوگوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انھیں شکست دی۔ وہ پشت پھیر کر بھاگ رہے تھے۔ یہ لوگ ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے نہر القریری کو عبور کیا۔ لؤلؤ اور اس کے ساتھیوں نے بھی ان کے پیچھے عبور کیا اور انھیں نہر المساوان تک پہنچایا۔ انھوں نے اسے بھی عبور کیا اور ایک پہاڑ کی پناہ لے لی جو اس کے پیچھے تھا۔ لؤلؤ اور اس کے ساتھی بغیر باقی لشکر کے اس کام میں تنہا تھے اور ان کو فاسق اور اس کے گروہ کی تلاش کی کوشش دن کے آخر حصے میں اس مقام تک لے گئی تھی۔ الموفق نے اسے واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ اپنے کام پر تعریف کئے جانے کے بعد واپس ہوا۔ الموفق نے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا لیا۔ اکرام کو تازہ کر دیا اور شایانِ شان اس کا مرتبہ بلند کر دیا۔

ابواحمد الموفق کی مراجعت نہر ابی الخصیب:

الموفق کشتی میں نہر ابی الخصیب میں واپس ہوا۔ لؤلؤ کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ چل رہے تھے۔ المہلبی کے مکان کے سامنے آیا تو اس نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہ دیکھا۔ یقین ہو گیا کہ وہ لوگ واپس ہو گئے۔ اسے ان پر بہت سخت غصہ آیا۔ اپنے محل کے ارادے سے روانہ ہوا۔ لؤلؤ نے اپنے ساتھیوں کو چھاؤنی لے جانے کا حکم دیا۔ اور اس نے جب فتح کی علامتیں دیکھیں تو ظفر مندی کا یقین ہوا۔ اللہ نے فاسق کی اور اس کے ساتھیوں کی شکست اور ان کا اپنے شہر سے اخراج اور ان کے تمام مال و اسباب و ذخیرہ ہتھیار کا حصول اور تمام لوگوں کی رہائی جو ان کے ہاتھ میں قید تھے میسر فرمائی اس پر اس نے لوگوں کو خوش خبری دی۔

سپاہ کی حکم عدولی پر ابواحمد کا اظہار ناراضگی:

ابواحمد کے دل میں اپنے ساتھیوں پر اس کے حکم کی مخالفت کرنے اور اس مقام کا قیام ترک کرنے کی وجہ سے جہاں اس نے

انھیں کھڑا کیا تھا' غصہ تھا۔ غلاموں اور موالی کے سرداروں اور معززین کو جمع کر کے جو کچھ سرزد ہوا تھا' اس پر غصہ کیا اور اتنی ملامت کی کہ وہ عاجز آ گئے۔ انھوں نے عذر کیا کہ ''ہم سمجھے آپ چلے گئے۔ ہمیں آپ کے تعاقب کی خبر نہ ہوئی کہ فاسق کا پیچھا کیا ہے ورنہ ہم بھی تیزی سے وہیں جاتے''۔ اپنے مقام سے نہ ہٹتے یہاں تک کہ قسم کھائی اور عہد کیا کہ ''جب خبیث کی طرف روانہ ہوں گے تو ان میں سے کوئی شخص واپس نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس پر فتح دے۔ اگر اس کام نے انھیں عاجز کر دیا تو وہ اپنے مقام پر کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور اس کے درمیان فیصلہ کرے''۔ الموفق سے یہ درخواست کی کہ وہ ان لوگوں کے الموفقیہ سے جنگ کے لئے روانہ ہونے کے وقت ان کشتیوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا کرے جن میں وہ عبور کر کے الموفقیہ جاتے ہیں کہ اس طریقے ان لوگوں کی امید منقطع ہو جائے جو فاسق کی جنگ سے ہٹنا چاہتے ہیں۔ ابواحمد نے اقرار خطا اور وعدہ احسان پر انھیں جزائے خیر کی دعا دی اور عبور کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی اسی طرح نصیحت کریں جس طرح انھیں کی گئی۔

ابواحمد کے احکام کا اجرا:

الموفق نے یوم سہ شنبہ چہارشنبہ پنج شنبہ اور جمعے کو ضروریات کی اصلاح کے لئے قیام کیا۔ جب یہ کام ہو گیا تو احکام جاری کئے جن کے مطابق عبور کے وقت عمل ہو۔ جمعے کو عشا کے وقت ابوالعباس اور اپنے موالی اور غلاموں کے سرداروں کو ان مقامات کی طرف روانگی کا حکم دیا جن کو نامزد کر دیا تھا۔ ابوالعباس کو مع اس کے ساتھیوں کے عسکر ریحان کے قصد کا حکم دیا۔ جو نہر السفیانی اور اس مقام کے درمیان تھا جس کی فاسق نے پناہ لی تھی۔ یہ بھی فرمایا کہ اس کی روانگی مع اس کے لشکر کے نہر المغیرہ میں ہو یہاں تک کہ وہ انھیں نہر ابی الخصیب کے وسط میں نکالے۔ اس صورت سے انھیں عسکر ریحان میں پہنچائے۔ حبشی غلاموں کے ایک سردار کو حکم دیا کہ نہر الامیر جا کے نصف حصے پر رک جائے۔ بقیہ سرداروں اور غلاموں کو دجلے کے شرقی جانب لشکر فاسق کے مقابل اس طور پر رات کے وقت جانے کا حکم دیا کہ صبح کو جنگ پر تیار رہیں۔ الموفق جمعے کی عشا کے وقت اور ہفتے کی شب کو اپنے سرداروں اور آدمیوں پر کشتی میں گشت کرنے لگا اور انھیں لشکر فاسق کے مقامات اور مواضع میں تقسیم کرنے لگا کہ جس طرح قرار دیا گیا ہے اسی طرح صبح کے وقت ان کی روانگی اس طرف ہو۔

صاحب الزنج کے مستقر پر حملہ:

الموفق ۲/صفر یوم شنبہ ۲۷۰ھ کو صبح کے وقت روانہ ہوا۔ کشتی میں نہر ابی الخصیب آ کے اس قدر ٹھیرا رہا کہ لوگوں کا عبور اور کشتیوں سے نکلنا مکمل ہو گیا۔ سواروں اور پیادوں نے اپنے اپنے مقامات اختیار کر لئے۔ اس نے کشتیوں اور آلات عبور کے متعلق حکم دیا تو وہ شرقی جانب واپس کر دیے گئے اور لوگوں کو فاسق کی طرف روانگی کی اجازت دے دی گئی۔ خود ان لوگوں کے آگے آگے روانہ ہو کے اس مقام پر پہنچا جہاں اس نے اندازہ کیا تھا کہ فاسقین اس میں لشکر کی مدافعت کے لئے ثابت قدم رہیں گے۔ حالانکہ خائن اور اس کے ساتھی یوم دوشنبہ کو لشکر کی واپسی کے بعد اسی وقت اس شہر میں لوٹ گئے تھے اور وہیں مقیم ہو گئے تھے۔ انھیں یہ امید تھی کہ ان کو ایک مدت دراز گزرے گی۔ اور جنگ ان سے دور رہے گی۔ مگر الموفق نے اپنے غلاموں کے پیادوں اور سواروں کی تیزی کرنے والوں کو اس حالت میں پایا کہ وہ بڑے لشکر سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ انھوں نے فاجر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے

ہٹا دیا۔ وہ لوگ بھاگے اور اس طرح منتشر ہوئے کہ ایک دوسرے کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔ اہل لشکر ان کا تعاقب کر کے جن کے پاس پہنچ جاتے انھیں قتل کرتے اور گرفتار کر لیتے۔

سلیمان بن جامع کی گرفتاری:

فاسق لشکر کے سرداروں اور ان کے آدمیوں سے جو اس کے محافظ تھے ایک جماعت کے ہمراہ علیحدہ ہو گیا۔ ان میں المہلبی بھی تھا۔ اس کے بیٹے انکلائے اور سلیمان ابن جامع نے بھی اسے چھوڑ دیا۔ ہر فریق پر الموفق کے سوار و پیادہ غلاموں اور موالی کی بہت بڑی جماعت روانہ ہوئی۔ ابوالعباس کے وہ ساتھی جن کو اس عسکر ریحان میں مقرر کیا تھا۔ فاجر کے بھاگنے والے ساتھیوں کو مل گئے۔ انھوں نے ان میں تلوار چلائی۔ وہ سردار جو نہر الامیر میں مقرر تھا پہنچ گیا۔ اس نے فاجرین کو روک کے ان پر حملہ کیا۔ اس نے سلیمان ابن جامع کو پا کے اس سے جنگ کی۔ محافظین کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ سلیمان پر فتح ہوئی۔ اسے گرفتار کر لیا اور بغیر کسی عہد و پیمان کے الموفق کے پاس لایا۔ لوگ سلیمان کی گرفتاری سے خوش ہوئے۔ تکبیر اور شور کی کثرت ہوئی۔ فتح کا یقین ہو گیا کیونکہ خبیث کو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ وثوق اسی پر تھا اس کے بعد ابراہیم بن جعفر الہمدانی گرفتار ہوا جو اس کا ایک سر لشکر تھا۔ نادر حبشی عرف الحفار بھی گرفتار ہوا جو فاجر کے قدیم ساتھیوں میں سے تھا۔ الموفق نے ان پر زبردست پہرے کا اور ان کے ابوالعباس کی کسی کشتی میں لے جانے کا حکم دیا اور ایسا ہی کیا گیا۔

صاحب الزنج کا قتل:

زنجی جو فاسق کے ساتھ رہ گئے تھے لوگوں پر اس طرح پلٹ پڑے کہ ان کو ان کے مقامات سے ہٹا دیا۔ وہ اس سے کمزور ہو گئے۔ الموفق نے بھی ان کی کمزوری محسوس کر لی۔ اس نے خبیث کی تلاش میں کوشش کی۔ نہر ابی الخصیب میں گھس گیا اس فعل نے اس کے موالی اور غلاموں کے دل مضبوط کر دیے۔ انھوں نے بھی اس کے ہمراہ تلاش میں کوشش کی۔ الموفق نہر ابی الخصیب تک پہنچا تھا کہ اس کے پاس فاجر کے قتل کی خوش خبری دینے والا آیا۔ ہنوز ٹھیرا نہ تھا کہ ایک دوسرا خوش خبری دینے والا آیا۔ اس کے پاس ایک ہاتھ تھا جس کے متعلق اس کا گمان تھا کہ یہ اس خبیث کا ہاتھ ہے۔ اس خبر میں کس قدر رقوت آ گئی۔ لولؤ کے ساتھیوں میں سے ایک غلام آیا جو ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایڑ مار رہا تھا۔ اس کے ہمراہ خبیث کا سر تھا جسے اس کے قریب کیا۔ اس نے اسے امن لینے والے سرداروں کی اس جماعت کے سامنے پیش کیا جو اس کے پاس تھے تو انھوں نے پہچانا۔ وہ اللہ کے سامنے سجدے میں گر گیا۔ اس بنا پر کہ اس نے اسے انعام دیا اور آزمایا۔ ابوالعباس نے اور الموفق کے غلاموں اور موالی کے سرداروں نے بھی اللہ کا سجدہ شکر کیا اور انھوں نے اللہ کی بہت حمد و ثنا کی۔ الموفق نے فاجر کے سر کو ایک نیزے پر لگا کے سامنے نصب کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اسے غور سے دیکھا اور اس کے قتل کی خبر کی صحت کا یقین ہو گیا۔ الحمد للہ کے ساتھ ان کی آوازیں بلند ہوئیں۔

علی بن ابان کا فرار:

بیان کیا گیا ہے کہ الموفق کے ساتھیوں نے جب خبیث کو گھیر لیا اور سرداروں میں سے اس کے ہمراہ سوائے المہلبی کے کوئی نہ رہا تو المہلبی بھی اس سے پشت پھیر کر بھاگا۔ اس نے نہر الامیر کا قصد کیا اور نجات کے ارادے سے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا۔ انکلائی نے جو اس کا بیٹا انکلائے تھا پہلے ہی اسے چھوڑ دیا تھا۔ وہ نہر الدیناری کے ارادے سے روانہ ہوا اور گھنے درختوں

اور جھاڑیوں کی پناہ لے کر وہیں مقیم ہو گیا۔

صاحب الزنج کے سر کی تشہیر:

الموفق اس طرح واپس ہوا کہ خبیث کا سر اس کے آگے ایک کشتی میں نیزے پر نصب تھا جس کو وہ نہر ابی الخصیب میں لیے جا رہا تھا۔ لوگ نہر کے دونوں کناروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ دجلے میں آیا اور اس کی طرف روانہ ہوا۔ کشتیاں جن پر صبح سویرے دجلے کی شرقی جانب عبور کیا گیا تھا واپس کر دی گئیں کہ اور لوگ بھی عبور کریں وہ اس طرح روانہ ہوا کہ خبیث کا سر اس کے آگے ایک نیزے پر تھا اور سلیمان ابن جامع اور الہمدانی کشتیوں میں لٹکے ہوئے تھے یہاں تک کہ اپنے محل میں الموفقیہ پہنچا۔ ابو العباس کو کشتیوں میں سوار ہونے کا اور سر کو اور سلیمان بن جامع اور الہمدانی کو اس کے حال پر برقرار رکھنے کا اور ان کو نہر جطی میں لے جانے کا حکم دیا۔ نہر جطی الموفق کی پہلی چھاؤنی تھی۔ غرض یہ تھی کہ جو لوگ لشکر میں ہیں سب کی نگاہ ان پر پڑے۔ ابو العباس نے ایسا ہی کیا اور اپنے والد ابو احمد کے پاس واپس ہوا تو سلیمان اور الہمدانی کے قید کرنے کا اور سر کے درست اور صاف کرنے کا حکم دیا۔

زنجی گروہوں کی اطاعت:

بیان کیا گیا ہے کہ ان زنجیوں کے آنے کا سلسلہ بندھ گیا جو خبیث کے ساتھ مقیم تھے اور اس کی صحبت اختیار کی تھی۔ اسی روز ان میں سے تقریباً ایک ہزار آئے۔ الموفق نے انھیں امان دینا اس لئے مناسب سمجھا کہ ان کی کثرت بھی تھی اور ان میں شجاعت بھی دیکھی کہ کوئی ایسی جماعت نہ رہے جس کی شرارت کا اسلام اور اہل اسلام پر اندیشہ ہو شنبے کے بقیہ دن اور یک شنبے اور دو شنبے کو جو زنجیوں کے سردار اور ان کے آدمی آئے تھے وہ تقریباً پانچ ہزار زنجی تھے جو لوگ جنگ کے روز قتل اور غرق ہوئے اور جو گرفتار ہوئے تھے وہ اس قدر کثیر تھے کہ تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔ ایک جماعت تقریباً ایک ہزار زنجی کی جدا ہو گئی جو صحرائے خشک کی طرف چلی گئی۔ ان میں اکثر پیاسے مر گئے۔ جو بچ گئے ان پر اعراب نے قابو پا لیا اور چرا لے گئے۔

علی بن ابان اور انکلائے کی گرفتاری:

الموفق کو المہلبی اور انکلائے کے مقام کی خبر پہنچی جہاں ان دونوں نے ان بڑے بڑے زنجی سرداروں اور سپاہیوں کے ہمراہ قیام کیا تھا۔ بہادر غلاموں کو ان کی تلاش میں پھیلا دیا کہ ہر طرف سے تنگ کریں۔ جب انھیں یقین ہو گیا کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے تو انھوں نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا الموفق نے ان پر اور جو ان کے ساتھ تھے ان پر قابو پا لیا یہاں تک کہ کوئی نہ چھوٹا۔ اور وہ بھی تقریباً اسی تعداد میں تھے (۱۰۰۰) جو فاجر کے قتل کے بعد الموفق کی امان میں آئے تھے۔ الموفق کے حکم سے انکلائے اور المہلبی سخت پہرے میں قید رکھے گئے۔

قرطاس کا قتل:

ان لوگوں میں سے جو شنبے کے روز لشکر خبیث سے بھاگے تھے اور امان کی طرف مائل نہیں ہوئے تھے قرطاس بھی تھا جس نے الموفق کے تیر مارا تھا۔ یہ ہزیمت اسے رام ہرمز تک لے گئی۔ ایک شخص نے پہچان لیا۔ جس نے اسے لشکر خبیث میں دیکھا تھا۔ اس نے عامل شہر کو خبر کر دی جس نے اسے گرفتار کر کے پہرے میں روانہ کر دیا۔ ابو العباس نے اپنے والد سے یہ درخواست کی کہ اس کے قتل پر مجھے مامور کیا جائے۔ اس بنا پر ابو العباس کے حوالے ہوا اور اس نے قرطاس کو قتل کر ڈالا۔

درمویہ زنجی کی شرانگیزی:

اسی سال درمویہ زنجی نے ابواحمد سے پناہ لی۔ اور یہ درمویہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ درمویہ بڑا بہادر اور شجاع تھا۔ فاجر نے اپنی ہلاکت سے مدتوں پہلے اسے نہر الفہرج کے آخری حصے میں جو دجلے کے غربی جانب بصرے میں ہے۔ روانہ کیا تھا۔ وہاں ایک دشوار گزار نخلستان میں کہ گنجان جھاڑیوں اور گھنے درختوں کی کثرت تھی۔ البطیحہ کے متصل وہ مقیم ہو گیا۔ درمویہ اور جو اس کے ساتھ تھے چھوٹی اور ہلکی اور بڑی کشتیوں میں جو خود ہی بنائی تھیں۔ راہ گیروں پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ سرکاری کشتی والے تلاش کرتے تو تنگ نہروں میں گھس جاتے۔ گنجان مقامات کی پناہ لیتے تھے۔ کسی نہر میں بوجہ تنگی کے چلنا دشوار ہوتا تو اپنی کشتیوں سے نکل جاتے اور انھیں اپنی پشت پر لاد کے انھیں دشوار گزار مقامات کی پناہ لیتے تھے۔ اس دوران میں البطیحہ کے دیہات اور اس کے قرب و جوار میں لوٹ مار کرتے تھے اور قتل کرتے تھے اور جس پر قابو پاتے تھے اس کا مال و متاع چھین لیتے تھے۔

درمویہ زنجی کی غارت گری:

ایک زمانے تک یہی افعال کرتے رہے یہاں تک کہ فاجر کو قتل کر دیا گیا۔ وہ اسی مقام پر تھے۔ جو حادثہ گزرا انھیں اس کا کچھ علم نہ تھا۔ خبیث کے قتل کے بعد اس کا مستقر فتح ہو گیا۔ لوگ مطمئن ہو گئے۔ روزی کی تلاش میں منتشر ہوئے۔ مال تجارت بار ہونے لگا اور راہ گیر دجلے میں چلنے لگے تو درمویہ نے ان پر حملہ کیا۔ قتل کیا اور لوٹ لیا۔ اس حرکت نے لوگوں کو پریشان کر دیا۔ شریروں اور بدمعاشوں کی ایک جماعت نے غور سے اس کے حرکات دیکھے اور قصد کیا کہ اسی کے ساتھ رہ کے خود بھی یہی حرکتیں کریں۔ الموفق نے حبشی غلاموں اور ان کے قائم مقاموں کا جو لوگ تنگ نہروں اور جھاڑیوں کی جنگ کے آزمودہ کار تھے' ایک لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا۔ چھوٹی چھوٹی کشتیاں اور کئی قسم کے اسلحہ مہیا کئے۔

درمویہ زنجی کی امان طلبی:

اسی میں مشغول تھا کہ اس کے پاس درمویہ کا قاصد آیا جس نے امان کی درخواست کی۔ الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ اسے امن دے کے اس شر کے اڈے کو منقطع کر دے جس میں فاجر اور اس کے گروہ کے لوگ تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ درمویہ کے طلب امان کا سبب یہ تھا کہ جن لوگوں پر اس نے حملہ کیا تھا ان میں ان لوگوں کی بھی ایک جماعت تھی جو الموفق کے لشکر سے مدینۃ السلام اپنے مکانات کے قصد سے روانہ ہوئی تھی کہ ان میں عورتیں بھی تھیں۔ اس نے ان مردوں کو قتل کر دیا اور ان کو لوٹ لیا اور ان عورتوں پر غالب آ گیا جو ان کے ہمراہ تھیں۔ جب وہ عورتیں اس کے قبضے میں پہنچیں تو انھوں نے حالات بیان کئے۔ فاسق کے قتل اور المہلبی اور انکلائے اور سلیمان بن جامع اور دوسرے ساتھیوں اور سرداروں پر فتح حاصل ہونے کی' ان میں سے اکثر کے الموفق کے امان میں جانے اور اس کے انھیں قبول کر لینے اور ان کے ساتھ احسان کی اسے خبر دی۔ تو بجز اس کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ الموفق سے اپنے جرم کی معافی کی درخواست کرے۔ اس بارے میں قاصد روانہ کیا اور اسے جواب دیا گیا۔ امان کی خبر ملی تو وہ نکلا۔ اس کے ساتھی بھی ہمراہ تھے۔ الموفق کے لشکر میں آیا۔ ان کی اچھی جماعت پہنچی جس کی تعداد بہت تھی۔ محاصرے کی تکلیف و مضرت بھی نہ پہنچی تھی جیسی کہ خبیث کے باقی ساتھیوں کو پہنچی تھی۔ اس لئے کہ ان لوگوں کے مال اور غلے پہنچتے رہتے تھے۔

درمویہ زنجی کو امان:

بیان کیا گیا ہے کہ درمویہ کو جب امن دے دیا گیا اور اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ احسان کیا گیا تو اس نے لوگوں کا وہ تمام مال واسباب جو اس کے اور ان لوگوں کے قبضے میں تھا ظاہر کر دیا اور کھلم کھلا ہر شے اس کے مالک کو واپس کر دی۔ اس سے اس کی توبہ معلوم ہوئی تو اسے اور اس کے معزز ساتھیوں اور سرداروں کو خلعت اور صلہ دیا گیا۔ الموفق نے ان کو اپنے غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کے ساتھ کر دیا۔

صاحب الزنج کے قتل کا اعلان:

الموفق نے یہ حکم دیا کہ تمام اسلامی شہروں میں اہل بصرہ والابلہ وکور دجلہ اور اہل الاہواز وکور الاہواز اور اہل واسط اور اس کے اطراف والوں میں جہاں زنجی داخل ہو گئے تھے۔ فاسق کے قتل کا اعلان ہو۔ اور ان کو اپنے اپنے وطن واپس آنے کو کہا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ لوگ تیزی سے بڑھے اور تمام اطراف سے الموفقیہ میں آ گئے۔ خود الموفقیہ ہی میں مقیم رہا کہ اس کے قیام کی وجہ سے لوگوں کے اطمینان وبے خوفی میں ترقی ہو۔ اس نے بصرے اور الابلہ اور کور دجلہ پر اپنے موالی کے سرداروں میں سے ایک ایسے شخص کو والی بنایا جس کا طریقہ پسندیدہ تھا اور جس کی خوش خصالی سے وہ واقف تھا اس کا نام العباس بن ترکس تھا۔ اس کو بصرے منتقل ہونے اور وہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ بصرے اور الابلہ اور واسط اور کور دجلہ کا قاضی محمد بن حماد کو مقرر کیا۔

ابوالعباس کی روانگی مدینۃ السلام:

اپنے فرزند ابوالعباس کو مدینۃ السلام روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ صاحب الزنج خبیث کا سر بھی تھا کہ لوگ اسے دیکھ کر خوش ہوں۔ ابوالعباس اپنے لشکر کے ہمراہ روانہ ہو کے اسی سال ۱۸/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو مدینۃ السلام پہنچا جہاں نہایت عمدہ ہیئت میں داخل ہوا۔ سر اس کے آگے آگے ایک نیزے پر روانہ کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔

۲۶/ رمضان یوم چہارشنبہ ۲۵۵ھ کو صاحب الزنج کا خروج ہوا تھا۔ اور ۲/ صفر ۲۷۰ھ یوم شنبہ کو وہ قتل کیا گیا۔ جب سے کہ اس نے خروج کیا اس دن تک کہ قتل کیا گیا چودہ سال چار ماہ چھ دن ہوئے۔ الاہواز میں ۱۷/ رمضان ۲۵۶ھ کو داخلہ ہوا۔ بصرے میں اس کا داخلہ اور وہاں کے باشندوں کا قتل اور آتش زنی ۱۷/ شوال ۲۵۷ھ کو ہوئی تھی۔

ابواحمد الموفق کی شان میں قصیدے:

الموفق اور اس بدبخت کی شان میں شعراء نے بہت سے اشعار کہے اس میں سے یحییٰ بن محمد الاسلمی کا کلام یہ ہے:

''میں کہتا ہوں کہ خوش خبری دینے والا ایک ایسی جنگ کی خوش خبری لایا۔ جس نے اسلام کو کمزور ہونے کے بعد طاقتور کر دیا۔

اللہ تعالیٰ بہترین انسان (الموفق) کو ان لوگوں کی جانب سے جن کی اس نے حمایت کی ایسی جزا دے جو بہترین ہو۔

اس وقت جب کسی نے اللہ کے دین کی مدد نہ کی اس نے تنہا اس دین کی تجدید کی جو بوسیدہ ہو چلا تھا۔

اس نے تنہا ملک کی مضبوطی کی جو اپنے غلبے کے بعد کمزور ہو چکا تھا۔ از سر نو وہ انتقام لئے جو دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

اس نے تنہا عمارتوں کو واپس لیا جو ویران کر دی گئی تھیں کہ وہ سایہ پورا پورا واپس آئے جو منقطع ہو گیا تھا۔

وہ شہر اصلی حالت پر واپس آ جائیں جو ویران اور متعدد بار جلا دیے گئے تھے ان کی شام اس طرح ہوئی تھی کہ ایک بیابان

ہو گئے تھے۔

تا کہ ایسی جنگ سے مومنین کا دل ٹھنڈا کرے جس سے ہماری رونے والی آنکھوں کو ٹھنڈک آئے۔

کتاب اللہ کی ہر مسجد میں تلاوت کی جائے اور دشمنان خدا کو خائب و خاسر بنائے۔

الموفق نے اپنے احباب اور اپنی نعمت اور لذت دنیا سے منہ پھیرلیا اور غازی بن کر سامنے آ گیا''۔

ایک اور طویل قصیدے کا اقتباس یہ ہے۔

''کاذب بے دین کے ستارے کہاں گئے جو نہ طبیب تھا نہ حاذق تھا۔

ایک ایسے مبارک ہاتھ والے سردار نے جو اپنے قول میں صادق ہے' اسے صبح کے وقت نحوست میں داخل کر دیا۔

وہ اپنی جنگ میں اس طرح گھرا اور ایسے لوگوں کے قبضے میں تھا جو جنگ میں جنگل کے شیر ہیں۔

اس نے کاسۂ موت سے ایک ایسا گھونٹ پیا جو چکھنے والے پر بدمزہ ہے''۔

یحییٰ بن خالد کا کلام یہ ہے۔

''خلفاء کے فرزند جو ستون ہدایت میں سے تھے۔ اور اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو ڈھانکے ہوئے تھے۔

اپنے دشمنوں کو حرم سے دفع کرنے والے تھے اور روز جنگ کے لئے قابل ہدایت تھے۔

ایسا فرماں روا جس نے دین کو کہنہ ہونے کے بعد تازہ کر دیا اور دغا بازوں سے قیدیوں کو رہا کرا لیا۔

تو ہی زمانے سے پناہ دینے والا ہے۔ جب زمانہ غلبہ کرے اور تیرے ہی پاس رغبت کرنے والا سوال لے کر آتا ہے۔

تیری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے تو خلفاء کی اولاد میں سے ہے۔ اپنے قصد کا پورا کرنے والا اور پاک لباس والا۔

تو نے بے دینوں کے گروہ کو اس طرح فنا کر دیا کہ انھوں نے بحالت حیرانی اس طرح صبح کی کہ زوال کا یقین تھا۔

تو نے محتاط رائے کے تیروں کو ان پر برسا دیا ان کے قلوب کو دہشت سے بھر دیا۔

جب ناپاک ملعون نے سرکشی کی تو اس کا مشرقی تلوار سے اور کچلنے والے نیزے سے قصد کیا۔

اس حالت میں اس کی گردن کی رگیں اور جوڑ بند کاٹ کے چھوڑ دیا کہ پرندے اس کے گرد منڈلاتے ہیں۔

وہ ان بھاری بیڑیوں کے ساتھ جنھوں نے اسے سست کر دیا ہے جہنم کی گرمی اور اس کے گڑھے کی طرف مائل ہے۔

یہ سب اس وجہ سے ہے جو اس نے کمایا اور جمع کیا۔ اور جن برے اعمال کا اس نے ارتکاب کیا۔

تو نے دین کی آنکھ کو اس شخص سے ٹھنڈا کر دیا جس نے مکاری کی تھی۔ تو نے دین کو بچوں کے قاتل سے چھڑا دیا۔

الموفق نے عراق میں حملہ کیا تو مغرب والوں کو بہادروں کے حملے نے پریشان کر دیا''۔

خالد بن مروان کا کلام یہ ہے۔

''اے منزل ویران مجھے جواب دے (خدا کرے) تیرے صحنوں میں ہمیشہ بارش ہوتی رہے۔

مجھے پڑوسیوں کی اطلاع دے کہ وہ کہاں چل دیے۔ کیا دنیا پھر آئی اور کیا مسافر واپس ہوئے؟

مکان اپنی بربادی کے بعد کیونکر جواب دے۔ اس کے باشندوں کے تو نشان بھی باقی نہیں۔

وہ ایسی منزلیں ہیں کہ مجھے رلا دیا۔ دنیا مجھ پر تنگ ہوگئی اور صبر جاتا رہا۔
انھیں زمانے کی گردشوں نے برباد کر دیا۔ جس نے بہت عجلت کی۔ زمین والوں کے شر نے ہلاک کر دیا' زمانے نے نہیں کیا۔
دنیا خوش ہوگئی اور اس کی سبزی پک گئی' ولی عہد کی برکت سے' اور حالت بدل گئی۔
جو لوگ بھاگے ہوئے تھے وہ اپنے وطنوں میں پھر آ گئے۔ اور کسی مقام پر ملعون کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔
ولی عہد کی تلوار سے ہدایت کا ہاتھ دراز ہوگیا۔ دین کا چہرہ روشن ہوگیا اور کفر کی بنیاد اکھڑ گئی۔
ولی عہد نے اللہ کے راستے میں ان لوگوں کے ساتھ جہاد کا حق ادا کر دیا۔
ایسی جان کے ساتھ حق جہاد ادا کیا کہ اس کے لئے سلامت کی درازی اور مدد ہو''۔
یہ قصیدہ طویل ہے۔ یحییٰ بن محمد کا کلام یہ ہے۔
''اے محبوبہ تو مجھ سے بیزار ہے اور میں تجھ سے بیزار ہوں۔ تو ایسے شخص کو ملامت نہ کر جس کو ملامت سے عزت ہے۔
میرے کوچ پر مجھے ملامت نہ کر کیونکہ میں ایسا شخص ہوں جو کجاوہ کسنے اور سفر کرنے اور کوچ کرنے کے لئے وقف ہے۔
کس جگہ مقام ہو جب کہ میرے لئے کوئی شہر اس طرح تنگ ہو' گویا کہ میں آنکھوں کی نابینائی کے لئے ہوں اور گراں ہو۔
اس ہمت نے کسی کو بیدار نہ کیا۔ جس نے صاحب ہمت کو بیدار نہ پایا جس کے اندر آنکھوں کی لذت سرایت کئے ہوئے ہو۔
وہ شخص آرام سے نہ سویا جس شخص نے اس خوف میں رات گزاری کہ اس کا پڑوسی خوف کی حالت میں رات گزارتا ہے۔
یہ قصیدہ بھی طویل ہے۔

باب ۴

فسادات

رومیوں کی پیش قدمی وشکست:

اسی سال ماہ ربیع الاول میں مدینتہ السلام میں یہ خبر آئی کہ تقریباً ایک لاکھ رومی باب قلمیہ کے علاقے میں اتر آئے ہیں جو طرطوس سے چھ میل ہے۔ ان کا رئیس بطریق البطارقہ اندریاس ہے۔ اس کے ساتھ چار دوسرے بطریق بھی ہیں۔ یا زمان خادم رات کے وقت نکلا اور ان پر شب خون مارا۔ اس نے بطریق البطارقہ اور بطریق القباذیق اور بطریق الناطلق کو قتل کر دیا۔ بطریق قرۃ مجروح ہو کر بچ گیا۔ ان کی سونے چاندی کی سات صلیبیں لے لیں۔ جن میں سب سے بڑی سونے کی صلیب بھی ہے۔ جو جڑاؤ ہے۔ پندرہ ہزار گھوڑے خچر بھی لے لئے اور زین بھی اسی قدر مرصع تلواریں اور بہت سے برتن بھی۔ تقریباً دس ہزار ریشمی جھنڈے اور بہت سے ریشمی کپڑے اور سمور کے لحاف۔ ۷/ ربیع الاول روز سہ شنبہ کو اندریاس کی جانب کوچ ہوا۔ رات کے وقت حملہ کیا گیا۔ بہت سے رومی قتل ہوئے گمان یہ ہے کہ ان میں ستر ہزار مقتول ہوئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال مدینتہ السلام میں ۲/ جمادی الاولیٰ یوم پنج شنبہ کو ہارون بن ابی احمد الموفق کی وفات ہوئی۔

اسی سال ۶/ شعبان کو بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن طولون کی موت کی خبر مدینتہ لسلام میں آئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی وفات اسی سال ۱۸/ ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو ہوئی۔

اسی سال الحسن بن زید العلوی کی طبرستان میں وفات ہوئی یا رجب میں اور یا شعبان میں۔

نصف شعبان کو المعتمد بغداد میں داخل ہوا۔ قطربل کے قریب جلوس کے ساتھ اترا۔ محمد بن طاہر اس کے آگے آگے نیزہ لئے چل رہا تھا۔ پھر سامرا کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال ختم رجب پر زمان کے ہاتھوں اہل ساتید ما کا فدیہ ادا ہوا۔

اسی سال ۲۱/ شعبان یوم یک شنبہ کو بغداد میں ابو العباس بن الموفق کے ساتھیوں نے صاعد بن مخلد سے جو الموفق کا وزیر تھا تنخواہوں کا مطالبہ کیا۔ صاعد کے ساتھی ان کی طرف گئے کہ انہیں دفع کریں۔ ابو العباس کی پیادہ فوج پل کے مکان کی طرف چلی گئی۔ صاعد کے ساتھی سوق یحییٰ میں دروازوں کے اندر ہو گئے۔ آپس میں جنگ کی۔ ان میں مقتول بھی ہوئے اور مجروح بھی۔ پھر رات حائل ہوگئی۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو انھیں تنخواہ دی گئی اور صلح ہوگئی۔

اسی سال شوال میں اسحاق بن کنداج اور ابن دعباش میں جنگ ہوئی۔ ابن دعباش ابن طولون کی جانب سے الرقہ اور اس کے اعمال اور سرحد اور العواصم پر مامور تھا اور ابن کنداج خلافت کی جانب سے موصل پر تھا۔

اسی سال بغداد میں اس کی غربی جانب الیاسریہ کی نہر عیسیٰ سے ایک بم پھوٹ گئی۔ جس سے الکرخ میں دباغت کرنے والے اور لکڑی والے غرق ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ سات ہزار مکان توڑ دیے یا قریب سات ہزار کے۔

اسی سال روم کا بادشاہ الصقلبی قتل کیا گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق الہاشمی بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ ابن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۱ھ کے واقعات

پہلا دن دوشنبہ ۲۹/حزیران ۱۱۹۵ میں عہد ذی القرنین۔

محمد وعلی فرزندان الحسین کی مدینہ میں غارت گری:

یکم صفر کو محمد وعلی فرزندان الحسین بن جعفر بن موسیٰ بن جعفر بن محمد علی ابن حسین (رضی اللہ عنہم) مدینے میں داخل ہوئے۔ باشندوں کی ایک جماعت قتل کر ڈالی۔ مال کا مطالبہ کیا اور ایک جماعت سے وصول بھی کیا۔ اور اہل مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چار جمعوں تک نہ پہنچ سکے' نہ تو جمعہ ہوا نہ جماعت ہوئی۔

ابوالعباس بن الفضل العلوی نے کہا ہے۔

''نیکی کرنے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا مکان ویران کر دیا گیا' جس کی ویرانی نے مسلمانوں کو رلا دیا۔

آ نکھ کو مقام جبریل نے اور قبر مبارک نے رلایا تو وہ روئی اور منبر مبارک (نے بھی رلایا) اس مسجد پر جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی جو ہمیشہ عبادت کرنے والوں ہی سے آباد رہی۔ اور اس پاک سرزمین پر جس پر اللہ نے خاتم المرسلین سے برکت نازل کی۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو برباد کرے جنھوں نے اسے ویران کیا۔ اور ہلاک ہونے والے کی اطاعت کی''۔

عمر بن اللیث پر لعنت کرنے کا حکم:

اسی سال خراسان کے وہ حجاج جو بغداد میں آئے تھے المعتمد کے پاس لائے گئے۔ اس نے انھیں بتایا کہ عمر بن اللیث کو جو کچھ اس کے سپرد کیا تھا اس سے معزول کر دیا اس پر لعنت کی اور انھیں یہ خبر دی کہ خراسان کو محمد بن طاہر کے سپرد کیا ہے۔ یہ واقعہ ۲۶/شوال کو ہوا۔ اس نے منبروں پر بھی عمر بن اللیث پر لعنت کرنے کا حکم دیا چنانچہ لعنت کی گئی۔ اسی سال ۲۲ شعبان کو صاعد بن مخلد ابواحمد کی واسط کی چھاؤنی سے عمر بن اللیث کی جنگ کے لئے فارس کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۰/ رمضان کو اسی سال احمد بن محمد الطائی کو مدینے اور طریق مکہ کا عہدہ دار بنایا گیا۔

ابوالعباس اور خمارویہ کی جنگ:

اسی سال ابوالعباس بن الموفق اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان الطّواحین میں جنگ ہوئی۔ ابوالعباس نے خمارویہ کو شکست دی۔ خمارویہ مصر کی طرف بھاگنے کے لئے گدھے پر سوار ہوا۔

ابوالعباس کے ساتھی لوٹ میں پڑ گئے۔ ابوالعباس خمارویہ کے خیمے میں اس طرح اتر گیا کہ وہ یہ نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی اس کی تلاش میں ہے۔ اس پر خمارویہ کا پوشیدہ لشکر نکل آیا۔ سعد الاعسر اور اس کے سرداروں کی جماعت اس لشکر میں تھی جو پہلے سے کمین گاہ میں بٹھا دیے گئے تھے۔ ابوالعباس کے ساتھیوں نے ہتھیار رکھ دیے تھے اور اتر گئے تھے کہ ان پر خمارویہ کے لشکر نے حملہ کر دیا وہ

بھاگے اور یہ جماعت منتشر ہوگئی۔ ابوالعباس اپنے ساتھیوں کی ایک قلیل جماعت کے ہمراہ طرطوس چلا گیا اور دونوں لشکروں میں لشکر ابوالعباس اور لشکر خمارویہ میں جو کچھ مال واسباب وہتھیار وغیرہ تھے لوٹ لئے گئے۔ یہ واقعہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اسی سال کی سولہویں شعبان کو ہوا۔

یوسف ابن ابی الساج کی گرفتاری:

اسی سال یوسف بن ابی الساج نے جو والی مکہ تھا الطائی کے ایک غلام پر جس کا نام بدر تھا حملہ کیا جو حاجیوں کا مددگار بن کے نکلا تھا چنانچہ اسے یوسف نے قید کر دیا۔ لشکر کی ایک جماعت نے ابن ابی الساج سے جنگ کی اور حاجیوں نے ان کی مدد کی۔ الطائی کے غلام کو چھڑا لیا اور ابن ابی الساج کو گرفتار کر لیا۔ جو قید کر کے مدینۃ السلام روانہ کر دیا گیا۔ یہ جنگ مسجد حرام کے دروازے پر ہوئی تھی۔

دیر عتیق کا انہدام و تعمیر:

اسی سال عوام نے اس دیر عتیق کو تباہ کر دیا جو نہر عیسیٰ کے پیچھے تھا جس قدر اسباب اس میں تھا سب لوٹ لیا۔ دروازے اور لکڑیاں وغیرہ اکھاڑ ڈالیں کچھ چھتیں اور دیواریں بھی منہدم کر دیں۔ الحسین ابن اسماعیلؒ جو محمد بن طاہر کی جانب سے بغداد کی پولیس کا حاکم تھا وہاں گیا اور جو حصہ بچ گیا تھا اس کے منہدم کرنے سے انہیں روکا۔ چند روز تک وہ بھی اور عوام بھی آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ قریب تھا کہ سلطانی لشکر کے اور ان لوگوں کے درمیان خون ریزی ہو جائے۔ چند روز کے بعد عوام نے جو حصہ منہدم کر دیا تھا بنا دیا گیا اور اس کی دوبارہ تعمیر جیسا کہ بیان کیا گیا عبدون بن مخلد برادر صاعد بن مخلد کی قوت سے ہوئی۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن اسحاق بن عیسیٰ بن موسیٰ العباسی نے حج کرایا۔

۲۷۲ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اس سال کا پہلا دن جمعہ ۱۸ حزیران ۱۱۹۶ ذی القرنین کو ہوا۔

منجملہ واقعات اہل طرسوس کا ابوالعباس بن الموفق کو طرسوس سے اس اختلاف کی وجہ سے نکال دینا ہے جو اس کے اور یازمان کے درمیان واقع ہوگیا تھا۔ وہ وہاں سے اسی سال پندرھویں محرم کو بغداد کے ارادے سے نکلا۔

اسی سال ۱۸/ صفر یوم سہ شنبہ کو الموفق کی قید میں سلیمان بن وہب کی وفات ہوئی۔

اسی سال ۸/ ماہ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو عوام جمع ہوئے۔ البیعہ (معبد یہود) کی جس قدر تعمیر ہوئی تھی اسے منہدم کر دیا۔

اسی سال ایک شاری (خارجی) کو راہ خراسان میں حاکم بنایا لیا۔ وہ دسکوۃ الملک گیا تھا کہ قتل کر دیا گیا اور لوٹ لیا گیا۔

اسی سال مدینۃ السلام میں حمدان بن حمدون اور ہارون الشاری (خارجی) کی شہر موصل میں داخل ہونے کی خبر آئی۔ الشاری نے لوگوں کو مسجد جامع میں نماز پڑھائی۔

اسی سال ۲۱/ جمادی الآخرہ کو ابوالعباس بن الموفق الطواحین میں ابن طولون کے ساتھ اپنی جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا۔

الذوابی العلوی پر عتاب:

اسی سال قید خانے میں اندر کی جانب سے نقب لگائی گئی اور الذوبی العلوی کو دو آدمیوں کے ساتھ نکالا گیا۔ ان لوگوں کے لئے گھوڑے مہیا کئے گئے تھے جو ہر شب کو کھڑے کئے جاتے تھے کہ نکلیں اور ان پر سوار ہو کر بھاگیں۔ مگر انہیں دیکھ لیا گیا۔ اور شہر ابی جعفر المنصور کے دروازے بند کر دیے گئے۔ الذوابی کو اور جو لوگ اس کے ساتھ نکلے تھے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ الموفق کو لکھ دیا گیا جو واسط میں مقیم تھا۔ اس نے یہ حکم دیا کہ الذوابی کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں جانب مخالف سے کاٹ دیا جائے۔ ۳/ جماد الآخرہ یوم دوشنبہ کو جانب غربی کے پل کی مجلس میں کاٹا گیا اور داغ دیا گیا۔ محمد بن طاہر بھی اپنے گھوڑے پر کھڑا تھا۔

صاعد بن مخلد کی فارس میں آمد:

اسی سال رجب میں صاعد بن مخلد فارس سے آیا اور واسط میں داخل ہوا۔ الموفق نے تمام سرداروں کو اس کے استقبال کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے استقبال کیا۔ پیادہ پا چلے اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

صاعد بن مخلد پر عتاب:

اسی سال الموفق نے صاعد بن مخلد اور اس کے اعزہ کو واسط میں گرفتار کر لیا۔ ۹/ رجب روز دوشنبہ کو ان کے مکانات لوٹ لئے اس کے دونوں بیٹے ابی عیسیٰ اور ابی صالح بغداد میں گرفتار کر لئے گئے۔ اس کا بھائی عبدون اور اس کے اعزہ سامرا میں۔ یہ سب ایک ہی دن میں ہوا اور یہ وہی ہے جس میں صاعد کو گرفتار کیا گیا۔ اور الموفق نے اسماعیل بن بلبل کو کاتب بنایا اور اسے صرف کتابت ہی پر رکھا نہ کسی اور کام پر۔

اسی سال یہ خبریں آئیں کہ جمادی الآخرہ میں مصر میں ایسے زلزلے آئے کہ مکانات اور جامع مسجد کو تباہ کر دیا۔ ان زلزلوں میں سے ایک دن میں ایک ہزار جنازے شمار کئے گئے۔

بغداد میں گرانی:

اسی سال بغداد میں سودا گراں ہو گیا۔ اس لئے کہ اہل سامرا نے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ آٹے کی کشتیوں کو جانے سے روکا۔ الطائی نے جائداد والوں کو غلے کا بھس نکالنے اور اس کی تقسیم کرنے سے روکا کیونکہ اس کو سودوں کی گرانی کا انتظار تھا اہل بغداد نے تیل' صابون اور کھجور وغیرہ کو سامرا کی جانب لادنے سے روکا۔ یہ نصف ماہ رمضان کو ہوا۔

گرانی کے خلاف عوام کا احتجاج:

اسی سال سودے کی گرانی کی وجہ سے عوام نے شور مچایا اور الطائی پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ جامع مسجد سے نصف شوال کو اس کے مکان کی طرف جو باب البصرہ اور باب الکوفہ کے درمیان تھا لوٹے۔ اس کے پاس الکرخ کی جانب سے آئے۔ الطائی نے اپنے ساتھیوں کو چھتوں پر چڑھا دیا۔ انھوں نے تیر مارے اس نے اپنے آدمیوں کو اپنے دروازے پر اور اپنے مکان کے سامنے کے میدان میں تلواروں اور نیزوں کے ساتھ کھڑا کیا۔ بعض عوام مقتول ہوئے اور ایک جماعت مجروح ہوئی۔ شام تک برابر خون ریزی کرتے رہے۔ جب رات ہوگئی تو واپس ہوئے۔ دوسرے روز صبح کو آئے تو محمد بن طاہر سوار ہو کے گیا اور اس نے لوگوں

کو تسکین دے کے واپس کیا۔

اسی سال ۱۹/ شوال یوم سہ شنبہ کو اسماعیل بن بریہ الہاشمی کی وفات ہوئی۔ ۲۲/ شوال کو عبید اللہ بن عبد اللہ الہاشمی کی وفات ہوئی۔

زنجی سرداروں کا قتل:

اسی سال واسط میں زنجیوں میں حرکت ہوئی۔ انھوں نے انکلائے یا منصور کی صدا لگائی۔ انکلائے اور المہلبی اور سلیمان بن جامع اور الشعرانی اور الہمدانی اور ان کے ہمراہ ایک دوسرا زنجی سردار محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان واقع مدینۃ السلام کے دار البطیخ میں الموفق کے ایک غلام فتح السعیدی کے زیر نگرانی قید تھے۔ الموفق نے فتح کو لکھا کہ وہ ان چھ آدمیوں کے سر روانہ کر دے۔ وہ ان کے پاس داخل ہوا۔ ایک ایک کو نکالتا جاتا تھا' جنھیں ایک غلام ذبح کرتا تھا۔ مکان کے چہ بچے کا ڈھکنا ہٹایا گیا۔ دھڑ اس میں ڈال کے ڈھکنا بند کر دیا گیا۔ اور ان کے سروں کو الموفق کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

زنجی سرداروں کی لاشوں کی تشہیر:

اسی سال ان چھ مقتولین کی لاشوں کے بارے میں محمد بن طاہر کے پاس الموفق کا خط آیا تو اس نے انہیں الجسر کے سامنے لٹکانے کا حکم دیا۔ وہ چہ بچے سے نکالی گئیں۔ سب پھول گئی تھیں ان کی بو بدل گئی تھی۔ اور بعضوں کی کھال بھی اتر گئی تھی۔ یہ لاشیں محملوں میں لادی گئیں۔ ان میں سے تین کو شرقی جانب لٹکایا گیا اور تین کو غربی جانب۔ یہ واقعہ اسی سال ۲۳/ شوال کو ہوا۔ محمد بن طاہر بھی سوار ہو کے گیا تھا۔ اسی کے سامنے لٹکائے گئے۔

اسی سال مدینہ رسول ﷺ کی حالت درست ہوگئی' وہ آباد ہو گیا اور لوگ اس میں واپس آ گئے۔

اس سال زمستانی جہاد (صائفہ) یازمان نے کیا۔

۲۷۳ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اسی سال ماہ ربیع الاول کے سولہویں دن بدمعاش عمرو بن اللیث اور احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کے درمیان جنگ ہوئی۔

اسی سال الرقہ میں اسحاق بن کنداج اور محمد بن ابی الساج کے درمیان جنگ ہوئی۔ اسحاق کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ ۹/ جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ کو ہوا۔

اسی سال طرطوس سے یازمان کے قاصد آئے اور بیان کیا کہ روم کے سرکش (بادشاہ کے تین بیٹوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان میں سے ایک بادشاہ بن بیٹھا۔

لؤلؤ کی اسیری:

اسی سال ۸/ ذی القعدہ کو ابو احمد نے لؤلؤ کو جو اس کے پاس امان لے کر ابن طولون کے پاس آیا تھا قید کر دیا اور اس کا کل مال لے لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس قدر مال لیا اس کی مقدار چار لاکھ دینار تھی۔ لوگوں سے لؤلؤ نے بیان کیا کہ میں نے سوائے اپنے مال کی کثرت کے اور کوئی ایسا گناہ معلوم نہیں کیا جس کی وجہ سے میں اس فعل کا مستوجب ہوا جو میرے ساتھ کیا گیا۔

اسی سال ۱۴/ ذی الحجہ کو محمد بن ابی الساج اور اسحاق بن کنداج کے درمیان ایک دوسری جنگ ہوئی جس میں کنداج کو شکست ہوئی۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون محمد بن اسحاق بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ ابن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۴ھ کے واقعات

۱۸/ ماہ ربیع الاول کو عمرو بن اللیث کی جنگ کے لئے ابواحمد کی کرمان کو روانگی ہوئی۔

یازمان کا جہاد:

اسی سال یازمان نے جہاد کیا۔ المسکنین پہنچ گیا۔ کفار کو اس نے قید کیا اور مال غنیمت حاصل کیا اور خود اور تمام مسلمان محفوظ رہے۔ یہ واقعہ اسی سال ماہ رمضان میں ہوا۔

صدیق الفرغانی کی رہزنی:

اسی سال صدیق الفرغانی سامرا کے مکانات میں گھسا۔ تجار کا مال لوٹا اور لوگوں کے ساتھ بہت فساد کیا۔ یہی صدیق پہلے راستے کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک جنگی چور بن گیا جو ڈاکہ ڈالتا ہے۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۵ھ کے واقعات

صدیق الفرغانی پر عتاب:

الطائی کا لشکر سامرا روانہ ہوا کہ صدیق کے حادثے کا سد باب ہو۔ اپنے بھائی کو قید خانے سے رہا کرالیا۔ جو اس کے پاس قید تھا۔ یہ واقعہ اسی سال محرم میں ہوا۔ الطائی نے صدیق کے پاس قاصد بھیجا' وعدے کئے' احسان کیا اور اسے امن دیا۔ صدیق نے امان میں اس کے پاس داخل ہونے کا ارادہ کرلیا۔ تو ایک غلام نے جس کا نام ہاشم تھا ڈرایا۔ وہ جیسا کہ بیان کیا گیا بہادر تھا اس لیے اس نے اس کی بات کو قبول نہ کیا۔ اور سامرا میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ داخل ہو کے الطائی کے پاس چلا گیا۔ الطائی نے اسے اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرلیا۔ صدیق کا ایک ہاتھ' ایک پاؤں' ہاشم کا ایک ہاتھ ایک پاؤں اور اس کے ساتھیوں کا ایک ایک ہاتھ ایک ایک پاؤں کاٹ کے بحالت قید محملوں میں لاد کر مدینۃ السلام اس طرح روانہ کردیا کہ ان کے کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کھلے ہوئے تھے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ اس کے بعد وہ قید کردیے گئے۔

اسی سال یازمان نے بحری جہاد کیا۔ رومیوں کی چار کشتیاں گرفتار کرلیں۔

الطائی اور فارس العبدی کی جنگ:

اسی سال فارس العبدی نے بدمعاشی کی۔ سامرا کے علاقے میں فساد کیا اور سامرا سے کرخ تک چلا گیا۔ آل خشیخ کے مکانات

لوٹ لئے الطائی اس کی طرف روانہ ہوا وہ اس کو الحدیثہ میں ملا دونوں جنگ جنگ کی الطائی نے اسے شکست دی اور اس کی جماعت کو گرفتار کر لیا۔ الطائی دجلے کی طرف چلا گیا اپنی چھوٹی کشتی میں داخل ہوا کہ دجلے کو عبور کرے۔ اسے العبدی کے ساتھیوں نے پالیا وہ لوگ کشتی کے پچھلے حصے میں لٹک گئے۔ الطائی نے اپنے آپ کو دجلے میں ڈال دیا۔ دریا کو تیر کر عبور کیا۔ جب اس سے نکلا تو اپنی ڈاڑھی سے پانی جھٹکا اور کہا ''العبدی کا خیال کیا ہے؟ کیا میں مچھلی سے زیادہ تیراک نہیں ہوں''۔ الطائی شرقی جانب اتر گیا۔ اور العبدی اس کے مقابل جانب غربی رہا۔

الطائی کی گرفتاری:

الطائی کی واپسی کے بارے میں علی بن محمد بن منصور بن نصر ابن بسام نے ذیل کے اشعار کہے۔

''الطائی مقابلے کو آیا ہے (خدا کرے) وہ اقبال مند نہ ہو۔ اس نے برے کام کیے اچھا نہ کیا۔

گو وہ اپنے نرم الفاظ کی وجہ سے ایک لڑکی ہے جو غم کی مشقت کی جگالی کرتی ہے''۔

اسی سال ابو احمد نے الطائی کے بیڑی ڈالنے اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔

۱۴/ رمضان کو یہ کیا گیا اور اس کی ہر چیز پر مہر لگا دی گئی۔ وہ کوفے اور اس کے دیہات کا اور راہ خراسان اور سامرا کا اور بغداد کی پولیس کا اور بادوریا اور قطربل اور مسکن کے خراج کا اور کچھ جاگیر خاص کا والی تھا۔

ابوالعباس کی گرفتاری:

اسی سال ابو احمد نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو قید کیا تو اس کے ساتھیوں نے شور کیا اور ہتھیار اٹھا لیے اور اس کے غلام سوار ہو گئے۔ اس کی وجہ سے بغداد میں پریشانی ہو گئی۔ ابو احمد سوار ہو کے باب الرصافہ پہنچا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ابوالعباس کے ساتھیوں اور اس کے غلاموں سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے کیا تم لوگ اپنے آپ کو میرے بیٹے پر مجھ سے زیادہ شفیق سمجھتے ہو؟ وہ میرا بیٹا ہے مجھے اس کے درست کرنے کی ضرورت ہوئی۔ یہ سن کے لوگ پلٹ گئے اور ہتھیار رکھ دیے۔ یہ واقعہ اسی سال ۶/ شوال یوم سہ شنبہ کو ہوا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۶ھ کے واقعات

مدینۃ السلام کی پولیس عمر بن اللیث کے تحت کی گئی اور اسی سال ان جھنڈوں اور پردوں اور ڈھالوں پر جو الجسر کی مجلس میں ہوتے ہیں اس کا نام لکھا گیا۔ یہ محرم میں ہوا۔

ابو احمد الموفق کی روانگی الجبل:

اسی سال ۱۴/ ربیع الاول کو ابو احمد مدینۃ السلام سے الجبل روانہ ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی وہاں روانگی کا سبب یہ ہوا کہ الماذرائی کاتب اذکوتکین نے اسے یہ خبر دی کہ وہاں پر بہت مال ہے۔ اگر وہ روانہ ہوا تو سب مل جائے گا۔ وہ اس طرف گیا مگر اس

مال میں سے کچھ نہ پایا۔ جب نہ پایا تو الکرج روانہ ہو کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے ارادے سے اصبہان چلا۔ احمد بن عبدالعزیز مع اپنے لشکر و عیال کے کسی طرف ہٹ گیا۔ اپنا مکان مع فرش کے چھوڑ گیا کہ جب ابواحمد آئے تو اس میں اترے۔

محمد بن ابی الساج کی ابواحمد کی اطاعت:

ابواحمد کے باب خراسان سے اپنے خیمے سے روانہ ہونے سے قبل اس کے پاس محمد بن ابی الساج آیا جو ابن طولون سے چند لڑائیاں کرنے کے بعد بھاگا تھا' جن کے آخر میں ابی الساج اپنے ساتھیوں کی قلت اور ابن طولون کے آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے مقابلے سے عاجز ہو گیا تھا ابواحمد سے ملا تو اس نے اسے اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ خلعت دیا اور اپنے ہمراہ الجبل لے گیا۔

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو عمرو بن اللیث کی جانب سے بغداد کی پولیس کا والی بنایا گیا۔

سات قبروں کے پھٹنے کا واقعہ:

اسی سال نہر الصلہ کے ایک ٹیکرے کی سات قبروں کے پھٹ جانے کی خبر آئی۔ وہ ٹیکرا تل بنی شفیق کے نام سے مشہور تھا ان سات قبروں میں سات صحیح و سالم جسم تھے۔ جن پر نئے اور نرم کفن تھے' جس سے مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ ان میں ایک جوان تھا۔ جس کے سر پر پٹے تھے۔ پیشانی اور دونوں کان اور دونوں رخسارے اور ناک دونوں ہونٹ اور ٹھوڑی اور اس کی آنکھوں کی پلکیں صحیح و سالم تھیں۔ دونوں ہونٹوں پر پانی کی تری تھی۔ گویا اس نے پانی پیا ہے۔ اور گویا سرمہ لگایا ہے۔ کولہے پر تلوار کا زخم تھا' دوبارہ اسے کفنا دیا گیا۔ ہمارے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ ان میں سے کسی کے بال کھینچے۔ تو اس نے اس کے بال کی جڑ کو زندوں کی طرح مضبوط پایا بیان کیا گیا ہے کہ وہ ٹیکرا جو ان قبروں سے پھٹ گیا۔ وہ پتھر کے حوض کے مشابہ تھا' جو دانت کے رنگ کا تھا جس پر کچھ تحریر تھی جو معلوم نہ ہوتی تھی کہ کیا ہے۔

اسی سال ان پردوں اور جھنڈوں اور ڈھالوں کے پھینک دینے کا جو پولیس کی چوکیوں میں تھے جن پر عمرو بن اللیث کا نام تھا اور اس کا ذکر ترک کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱/ شوال کو ہوا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور وہی مکے اور مدینے اور طائف کا والی تھا۔

۲۷۲ھ کے واقعات

خمارویہ کی یازمان کو مدد:

یازمان نے طرطوس میں خمارویہ بن احمد بن طولون کے حق میں دعا کی اور اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار اور پانچ سو کپڑے اور ڈیڑھ سو گھوڑے اور ڈیڑھ سو بارانیاں (لبادے یا واٹر پروف) اور ہتھیار اس کے پاس بھیجے۔ جب یہ چیزیں پہنچیں تو اس نے اس کے لیے دعا کی اس کے بعد اسے پچاس ہزار دینار بھیجے۔

وصیف اور بربروں کی جھڑپیں:

ربیع الآخر کے شروع میں ابن ابی الساج کے خادم وصیف اور ابی الصقر کے بربری ساتھیوں کے درمیان شر ہوا۔ انہوں نے آپس میں جنگ کی۔ خادم کے چار غلام اور بربریوں میں سے سات مقتول ہوئے یہ جنگ شام کے اس دروازے پر ہوئی جو باب

الکوفہ کی سڑک کی طرف ہے۔ ابوالصقر سوار ہوکر گیا اوران سے گفتگو کی تو وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ دو دن کے بعد انہوں نے دوبارہ شر کیا۔ ابوالصقر پھران کے پاس سوار ہوکر گیا اوراس نے انہیں تسکین دی۔

یوسف بن یعقوب کی ولایت مظالم:

اسی سال یوسف بن یعقوب کو مظالم کا والی بنایا گیا اس نے حکم دیا کہ اعلان کیا جائے کہ جس کسی کا کوئی مقدمہ امیر الناصر الدین اللہ کے پہلے کا ہو یا اور کسی شخص کے پہلے کا ہو تو وہ حاضر ہو۔ پولیس کے حاکم کو یہ حکم دیا کہ قیدیوں میں کسی کو اس وقت تک رہا نہ کرے جب تک ان کے واقعات پیش کرنے کے بعد یوسف ان کی رہائی کو مناسب نہ سمجھے۔

شعبان کے پہلے روز ابن طولون کا ایک سردار بغداد آیا جس کے ہمراہ سوار و پیادہ کا بہت بڑا لشکر تھا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۸ھ کے واقعات

وصیف خادم کی بربروں سے مصالحت:

وصیف خادم کے ساتھیوں اور بربر اور موسیٰ بن اخت مفلح کے درمیان پے درپے چار روز تک جنگ ہوئی۔ پھر انہوں نے صلح کر لی۔ دس سے کچھ زائد آدمی مقتول ہوئے۔ یہ واقعہ محرم کے شروع میں ہوا۔ شرقی جانب نصر میں اور یونس کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ایک شخص قتل ہوا پھر وہ لوگ جدا ہو گئے۔

وصیف کی روانگی واسط:

اسی سال ابن ابی الساج کا خادم وصیف ابی الصقر کے حکم سے واسط ہوا کہ اس کا مددگار رہو جائے۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو منتخب کیا تھا اور انہیں بڑے بڑے انعامات دیے تھے وظائف جاری کئے تھے۔ ابواحمد کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ ڈرا کہ ابواحمد کے بیت المال میں جو کچھ تھا وہ اس نے تلف کر دیا تھا خلعت و انعام وصلہ و اکرام میں سب کچھ خرچ کر ڈالا تھا۔ جائداد والوں سے ان کی زمینوں کے غیر معین سال کا خراج طلب کیا اور اس مطالبے میں ایک جماعت کو قید کر دیا۔ اس کی جانب سے انتظام پر الزغل مامور تھا۔ اس نے لوگوں پر ظلم کیا۔ ہنوز یہ مطالبات وصول نہ ہونے پائے تھے کہ ابواحمد آ گیا۔ ناچار وہ اپنے مطالبے سے رک گیا۔ وصیف کی آمد ۷/محرم یوم جمعہ کو ہوئی تھی۔

اسی سال ۲۸/محرم کو ایک ستارہ طلوع ہوا جس میں بال نظر آتے تھے۔ پھر وہ بال پیشانی کے بال بن گئے۔

ابواحمد الموفق کی علالت:

اسی سال ابواحمد الجبل سے عراق واپس آیا۔ اسے اتنا شدید درد نقرس تھا کہ سوار ہونے پر قادر نہ تھا۔ ایک چھتری دار تخت بنایا گیا جس پر بیٹھتا تھا۔ ہمراہ ایک خادم تھا جو ٹھنڈی چیزوں سے اس کے پاؤں کو ٹھنڈا کرتا تھا۔ اس حال کو پہنچ گیا کہ وہ اس پر برف رکھتا تھا۔ اس کے بعد یہ مرض داء الفیل (فیل پا) بن گیا۔ اس کا تخت چار حمال اٹھایا کرتے تھے۔ اس پر بیس بیس کی باری ہوتی تھی۔ کبھی

کبھی مرض کی شدت ہو جاتی تھی تو وہ انہیں یہ حکم دیتا تھا کہ وہ اسے رکھ دیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ایک روز ان لوگوں سے کہا جو اس کو اٹھاتے تھے کہ تم میری محبت سے میرے لادنے پر مضطرب ہو۔ میں تم میں سے کسی ایک کے مثل کو اٹھاؤں تو تھک جاؤں۔ اب میں کسی قدر آرام میں ہوں۔ اسی مرض میں کہا کہ میرا دفتر ایک لاکھ تنخواہ داروں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے کسی نے مجھ سے زیادہ بری حالت کے ساتھ صبح نہیں کی۔

ابواحمد کی نہروان میں آمد:

اسی سال ۲۷/محرم دوشنبہ کو ابواحمد النہروان آیا۔ لوگوں نے اس کا استقبال کیا۔ وہ نہروان روانہ ہوا۔ پھر نہر دیالی پھر دجلے میں الزعفرانیہ تک۔ شب جمعہ کو الفرک گیا۔ ۲/صفر یوم جمعہ کو اپنے مکان میں داخل ہوا۔ ۸/صفر پنج شنبے کا دن ہوا تو ابوالصقر کے اپنے گھر سے واپس آنے کے بعد ابواحمد کی موت کی خبر شائع ہوگئی۔ اس نے ابوالعباس کی حفاظت میں پیش بندی کی تھی۔ دروازے مقفل کر دیے گئے۔ ابوالصقر ابن القیاض کو اپنے مکان لے گیا۔ وہی اس کی طرف باقی تھا۔ اس روز ابوالصقر اپنے گھر ہی میں رہا۔ ابواحمد کی موت کی خبر بدبڑھتی رہی حالانکہ اس پر غشی طاری تھی۔

ابوالعباس کی رہائی:

ابوالصقر نے جمعے کے دن المدائن قاصد بھیجا۔ وہاں سے المعتمد اور اس کے لڑکوں کو روانہ کیا گیا۔ انہیں ابواحمد کے گھر لائے۔ ابوالصقر اپنے ہی گھر میں مقیم رہا۔ ابواحمد کے گھر نہیں گیا۔ جب ابواحمد کے غلاموں نے جو ابوالعباس کی طرف مائل تھے اور ابوالعباس کے غلاموں کے ان رئیسوں نے جو حاضر تھے حالت دیکھی تو دروازوں کے قفل توڑ ڈالے۔

اس غلام سے مذکور ہے جو العباس کے ساتھ حجرے میں تھا کہ جب ابوالعباس نے قفلوں کی آواز سنی کہ وہ توڑے جاتے ہیں تو اس نے کہا کہ ان لوگوں کا سوا میری جان کے اور کچھ ارادہ نہیں ہے۔ اس نے تلوار لے لی اور اسے سونت لیا اور اس طرح حملے کے لئے تیار ہو کے بیٹھ گیا کہ تلوار اس کی آغوش میں تھی۔ مجھ سے کہا کہ ''تو کنارے ہٹ جا'' بخدا وہ ضرور مجھے صدمہ پہنچائیں گے۔ جب تک مجھ میں کچھ بھی جان ہوگی''۔ جب دروازہ کھل گیا تو سب سے پہلے جو شخص اس کے پاس داخل ہوا وہ موصف موشکیر تھا جو ابوالعباس کا غلام تھا۔ جب اس نے اسے دیکھا تو تلوار اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور اس نے یہ جان لیا کہ ان کا ارادہ سوائے خیر کے کچھ نہیں ہے۔ قید سے نکال کے ان لوگوں نے اس کو اس کے باپ کے پاس بٹھا دیا جو غشی کے آخری وقت میں تھا۔ جب ابواحمد نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اسے افاقہ ہوگیا تو اسے دیکھا۔ پھر اسے اپنے نزدیک کیا۔

جس روز المعتمد کو لانے کے لئے بھیجا گیا تھا وہ جمعے کا دن تھا۔ وہ اسی دن نصف النہار کے وقت جمعے کی نماز کے قبل ۹/صفر کو مدینۃ السلام پہنچا۔ ہمراہ اس کا بیٹا جعفر المفوض الی اللہ ولی عہد اور اس کے بیٹے عبدالعزیز اور محمد اور اسحاق بھی تھے وہ ابوالصقر کے پاس اترا۔

ابوالصقر کو ابواحمد کی حیات کی اطلاع:

ابوالصقر کو یہ خبر پہنچی کہ ابواحمد نہیں مرا تو اس نے اسماعیل بن اسحاق کو روانہ کیا کہ خبر دریافت کرے۔ یہ شنبے کا دن تھا۔ ابوالصقر نے سرداروں اور لشکر کو جمع کیا۔ اس کا مکان اور اس کے گرداگرد آدمیوں اور ہتھیاروں سے بھر گیا۔ اس کے گھر سے الجسر

تک یہی حال تھا۔ دونوں پل کاٹ دیے گئے۔ ایک جماعت شرقی جانب الجسر پر ٹھیری ہوئی ابوالصقر کے ساتھیوں سے جنگ کر رہی تھی۔ جس میں مقتول بھی ہوئے اور مجروح بھی۔ شرکب کا بھائی ابوطلحہ مع اپنے ساتھیوں کے باب البستان میں مقیم تھا۔ اسماعیل نے واپس آ کے ابوالصقر کو بتایا کہ ابواحمد زندہ ہے۔ سرداروں میں سب سے پہلے جو اس کی طرف روانہ ہوا وہ محمد بن ابی الساج تھا۔ جس نے نہر عیسیٰ کو عبور کیا۔ اس کے بعد ان لوگوں میں سے جو عبور کرتے تھے کچھ لوگ ابواحمد کے دروازے کی طرف زمین پر چلتے تھے۔ کچھ لوگ اپنے مکان لوٹتے تھے اور کچھ لوگ بغداد سے نکل جاتے تھے۔ جب ابوالصقر نے یہ دیکھا اور اسے ابواحمد کی حیات کی صحت ہوگئی تو وہ اور اس کے دونوں بیٹے ابواحمد کے محل کو روانہ ہوئے ابواحمد نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا اور نہ کوئی برائی کی۔ وہ ابواحمد کے گھر میں ٹھیر گیا۔

المعتمد کی قصر ابواحمد میں آمد:

المعتمد نے دیکھا کہ وہ گھر میں تنہا رہ گیا ہے تو وہ اور اس کے بیٹے اور بکتمر اترے۔ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ انہیں ابولیلی بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی تیز رفتار کشتی ملی۔ اس نے انہیں اپنی کشتی میں سوار کر لیا اور اپنے مکان لے گیا۔ وہ علی بن جہشیار کا مکان تھا جو الجسر کے سرے پر تھا۔ المعتمد نے اس سے کہا کہ میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ اس نے اسے اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے گھر سے ابواحمد کے مکان پر اتار دیا۔

ابوالصقر کی بربادی:

ابوالصقر کا مکان اور جو کچھ اس میں جمع تھا سب لوٹ لیا گیا یہاں تک کہ اس کی عورتیں برہنہ پا اور بغیر چادر کے نکلیں۔ اس کے کاتب محمد بن سلیمان کا مکان لوٹا گیا۔ ابن الواثقی کا مکان لوٹ کر جلا دیا گیا۔ اس کے اعزہ کے مکانات بھی لوٹ لئے گئے۔ قید خانوں کے دروازے توڑ ڈالے گئے۔ دیواروں میں نقبیں لگا دی گئیں۔ جو لوگ وہاں تھے سب نکل گئے۔ الجسر کی دونوں چوکیاں لوٹ لی گئیں۔ اور جو کچھ تھا سب لے لیا گیا۔ وہ مکانات بھی لوٹ لئے گئے جو ابوالصقر کے مکان کے قریب تھے۔

ابوالعباس اور ابوالصقر کو عطیہ خلعت:

ابواحمد نے اپنے بیٹے ابوالعباس اور ابوالصقر کو خلعت دیا۔ وہ دونوں خلعت پہن کر سوق الثلاثاء (بازار سہ شنبہ) باب الطاق تک سوار ہو کر گئے۔ ابوالصقر ابوالعباس کے ہمراہ اس کے مکان پر جو صاعد کا گھر تھا گیا۔ دیکھا کہ لٹ چکا ہے شاہ کے گھر سے اس کے پاس ایک بوریا لائے تو وہ اس پر بیٹھ گیا۔

ابوالعباس نے اپنے غلام بدر کو پولیس کا والی بنایا اور محمد بن غانم بن شاہ کو شرقی جانب پر اور عیسیٰ النوشری کو غربی جانب پر اپنا نائب بنایا۔ یہ اسی سال ۱۴/ صفر کو ہوا۔

ابواحمد الموفق کی وفات:

اسی سال ۲۲/ صفر یوم چہار شنبہ کو ابواحمد الموفق کی وفات ہوئی الرصافہ میں اپنی والدہ کی قبر کے پاس شب پنج شنبہ کو دفن کیا گیا۔

ابوالعباس نے پنج شنبے کو تعزیت کے لئے دربار عام کیا۔

ابوالعباس کی ولی عہدی کی بیعت:

اسی سال پنج شنبے کو سرداروں اور غلاموں نے المفوض کے بعد ابوالعباس کی ولی عہدی کی بیعت کی اور المعتضد باللہ اس کا

خطاب ہوا۔لشکر کے لئے عطا نکالی گئی۔ جمعہ کو المعتمد کے لئے پھر المفوض کے لئے پھر ابوالعباس المعتضد کے لئے خطبہ پڑھا گیا۔

ابوالصقر پر عتاب:

اس سال ۲۶/صفر دوشنبے کو ابوالصقر اور اس کے اعزہ کو قید کر لیا گیا۔اور ان کے مکانات لوٹ لیے گئے۔الفرات کے بیٹے تلاش کیے گئے دیہات کا دفتر انہی کے سپرد تھا۔وہ لوگ چھپ گئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال ۲۷/صفر سہ شنبے کو عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو خلعت دیا گیا اور اسے وزارت کا والی بنایا گیا۔

اسی سال محمد بن ابی الساج نے کسی کو واسطہ بھیجا کہ وہ اس کے غلام وصیف کو مدینۃ السلام میں لوٹا دے مگر وصیف الاہواز چلا گیا اور بغداد پلٹنے سے انکار کیا۔اس نے الطیب کو لٹوادیا اور السوس میں فساد کیا۔

اسی سال ابواحمد بن محمد بن الفرات کو قید کر کے مال کا مطالبہ کیا گیا۔الزغل بھی قید کر دیا گیا۔کچھ مال پر قبضہ ہوا۔

اسی سال الصفار (عمر بن اللیث) کے بھائی علی بن اللیث کے قتل کی خبریں آئیں۔رافع بن ہرثمہ نے اپنے کسی حق کی وجہ سے جو اس پر واجب تھا قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو چھوڑ دیا۔

اسی سال مصر سے خبریں آئیں کہ نیل کا پانی اتر گیا اور سودا گراں ہو گیا۔

باب ۵

فتنہ قرامطہ

ابتدائی حالات:

اسی سال ایک قوم کی حرکت کی خبریں آئیں جو کوفے کے دیہات میں القرامطہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی ابتدا یہ ہوئی کہ ایک شخص خوزستان سے کوفے کے دیہات میں آیا اور ایک مقام پر جس کا نام النہرین تھا قیام کی۔ زہد اور تنگ دستی ظاہر کرتا تھا' کھجور کے پتے بنتا تھا۔ اپنی کمائی سے کھاتا تھا اور نماز بکثرت پڑھتا تھا۔ اسی حالت پر ایک مدت تک قائم رہا۔ جب کوئی پاس بیٹھتا تو اس سے دینی امور کا تذکرہ کرتا۔ دنیا سے نفرت دلاتا اور یہ بتاتا تھا کہ لوگوں پر فرض نمازیں ہر دن اور رات میں پانچ ہیں۔ یہ بات پھیل گئی تو اس نے ان سے کہا کہ وہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ایک امام کی طرف دعوت دے گا۔ وہ جماعت اس کے پاس بیٹھتی رہی وہ ان کو ایسی خبر دیتا تھا جس سے ان کے دل لگے رہیں۔ وہ اس گاؤں میں ایک سبزی فروش کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے قریب ایک کھجور کا باغ تھا جسے تجار کی ایک جماعت نے خرید کر گودام بنایا تھا۔ جس میں کھجوروں کے بوجھ جمع کرتے تھے جو وہ کاٹتے تھے۔ وہ لوگ بقال کے پاس آئے اور اس سے یہ درخواست کی کہ ان کے لیے کوئی ایسا شخص تلاش کرے جو ان کی کاٹی ہوئی کھجور کی حفاظت کر سکے اس نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا کہ اگر اس نے تمہاری کھجور کی حفاظت قبول کر لی تو یہ ایسا ہے جیسا تم چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے اس سے گفتگو کی۔ اس نے چند معین درہم پر اس کی حفاظت قبول کر لی۔ وہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ دن کے اکثر حصے میں نماز پڑھا کرتا تھا اور روزہ رکھتا تھا۔ افطار کے وقت بقال سے ایک رطل کھجور لے لیتا تھا۔

قرامطہ کی عزت وتوقیر:

ان لوگوں نے اس کی اجرت کا حساب کیا اور اسے دے دیا۔ اس نے بقال سے جتنی کھجوریں لی تھیں اس کا حساب کیا اور اس میں سے اس نے ان گٹھلیوں کی قیمت کم کر لی جو وہ بقال کو دے دیتا تھا۔ گٹھلیوں کے بارے میں اس کے اور بقال کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ تجار نے سنی تو انہوں نے اسے مارا کہ کیا تو ہماری کھجوریں کھانے پر راضی نہیں ہوا کہ گٹھلیاں بھی بیچ ڈالیں۔ بقال نے ان سے کہا کہ یہ نہ کرو کیونکہ اس نے تمہاری کھجوریں چھوئی بھی نہیں۔ پورا قصہ بیان کیا تو لوگ اس کے مارنے پر نادم ہوئے اور معافی کی درخواست کی۔ اس نے معاف کر دیا۔ اس کی وجہ سے اہل قریہ میں اس کی بزرگی اور بڑھ گئی اور وہ اس کے زہد سے واقف ہو گئے۔

قرامطہ کی علالت:

وہ بیمار ہوا اور راستے میں پڑ گیا۔ اس قریے میں ایک شخص تھا جو بیلوں پر بار کرتا تھا اور اس کی آنکھیں بہت سرخ تھیں۔ اہل قریہ اسے آنکھوں کی سرخی کی وجہ سے کرمیتہ کہتے تھے۔ کرمیتہ کے معنی عجمی عوام کے نزدیک سرخ آنکھ والے کے ہیں بقال نے اس کرمیتہ سے اس بارے میں گفتگو کی کہ وہ اس بیمار کو اپنے گھر اٹھا لے جائے اور اپنے گھر والوں کو اس کی تیمارداری کی ہدایت کرے۔ وہ اس کے پاس مقیم رہا' یہاں تک کہ تندرست ہو گیا۔ اس کے گھر پر رہتے ہوئے اہل قریہ کو اپنے طریقے کی دعوت دی۔ اور ان سے

اپنا مذہب بیان کیا۔علاقے کے باشندوں نے اسے قبول کرلیا۔

قبول مذہب کا محصول:

ہر آدمی سے جو اس کے مذہب میں داخل ہوتا ایک دینار لیتا تھا اور یہ گمان کرتا تھا کہ یہ امام کے لئے لیتا ہے۔اسی حالت میں وہ اس قریے کے باشندوں کو دعوت دیتا رہا اور وہ اسے قبول کرتے رہے۔

بارہ نقیب:

اس نے بارہ نقیب بنائے' جن کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دیں ان سے کہا کہ ''تم لوگ ایسے ہو جیسے عیسیٰ ابن مریم کے حواری''۔علاقے کے کاشت کار اپنے کاموں سے رک گئے۔کیونکہ اس نے دوسری پانچ نمازیں مقرر کیں اور بیان کیا کہ وہ ان پر فرض ہیں۔

قرامطہ کی گرفتاری:

اس علاقے میں ہیصم کی بھی جائیداد تھی۔اسے کاشت کاروں کے کام میں کوتاہی کی اطلاع ہوئی تو اس نے سبب دریافت کیا۔معلوم ہوا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا' ایک طریقہ دین کا ظاہر کیا اور بتایا کہ اللہ نے جو کچھ ان پر فرض کیا وہ رات دن میں پانچ نمازیں ہیں۔وہ ان نمازوں میں لگ کر اپنے کاموں سے رک گئے اس نے کسی کو اس کی تلاش میں روانہ کیا' وہ گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا۔حال دریافت کیا۔اس نے اپنا قصہ سنایا' ہیصم نے قسم کھائی کہ اسے قتل کردے گا وہ اس کی کوٹھری میں قید کردیا گیا۔دروازے میں قفل لگا دیا۔کنجی اس کے تکیے کے نیچے رکھ دی۔خود شراب میں مشغول ہوگیا۔

قرامطہ کا فرار:

کسی لونڈی نے جو گھر میں تھی قصہ سنا تو اس پر ترس آیا۔ہیصم سو گیا تو اس نے تکیے کے نیچے سے کنجی نکال لی۔دروازہ کھول کے اسے نکال دیا۔دروازہ مقفل کردیا۔اور کنجی پھر اپنی جگہ پر رکھ دی۔الہیصم نے صبح کو کنجی مانگی۔دروازہ کھولا تو اسے نہ پایا۔یہ خبر پھیل گئی تو اس علاے کے باشندے فتنے میں مبتلا ہو گئے۔کہ وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اس کے بعد وہ دوسرے مقام پر ظاہر ہوا۔اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت ملی۔قصہ دریافت کیا۔اس نے کہا کہ ''کوئی شخص میرے ساتھ برائی نہیں کرسکتا اور نہ کوئی اس پر قادر ہوسکتا ہے''۔لوگوں کی نگاہ میں اس کی عظمت بڑھ گئی۔اپنی جان کا خوف ہوا تو علاقہ شام کی طرف نکلا۔پھر اس کی خبر نہ معلوم ہوئی۔

قرامطہ کی وجہ تسمیہ:

اس بیل والے شخص کے نام پر جس کے گھر میں وہ رہا تھا۔اس کا نام کرمیتہ رکھ دیا۔بعد کو اس لفظ میں تخفیف کرلی گئی۔لوگ اسے قرمطہ کہنے لگے۔اس قصے کو ہمارے ایک ساتھی نے اس شخص سے نقل کیا جس نے اس سے بیان کیا کہ وہ محمد بن داؤد بن الجراح کے پاس موجود تھا۔کہ اس نے قید سے قرامطہ کی ایک جماعت کو بلایا۔ان سے زکرویہ کو دریافت کیا۔یہ اس وقت کے بعد کا واقعہ ہے کہ محمد بن داؤد نے زکرویہ کو قتل کردیا تھا۔قرمطہ کو اور اس کے قصے کو دریافت کیا۔ان لوگوں نے اپنے میں سے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کیا کہ ''یہ زکرویہ کا پرانا ساتھی ہے۔بہ نسبت اور لوگوں کے اس کے قصے سے زیادہ خبر دار ہے۔تو جو چاہتا ہے اس سے دریافت کر''۔اس نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اس قصے کی خبر دی۔

محمد بن داؤد کا بیان:

محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ قرمطہ کوفے کے دیہات کا ایک شخص تھا جو دیہات کے غلے اپنے بیلوں پر لادا کرتا تھا۔ اس کا نام حمدان اور لقب قرمط تھا۔

اب قرامطہ کا حال اور ان کا مذہب شائع ہوگیا۔ کوفے کے دیہات میں ان کی کثرت ہوگئی احمد بن محمد الطائی کو ان کے حال کی اطلاع ہوئی تو اس کے حکم سے ان میں کے شخص کے لئے ایک دینار سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ اس کی وجہ سے مال کثیر جمع ہوجاتا تھا۔

نیا دین:

ایک قوم کوفے سے آئی اور قرامطہ کی شکایت کی کہ ''انہوں نے سوائے اسلام کے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ وہ لوگ امت محمد (ﷺ) پر سوائے اس کے جو ان کی بیعت کرلے' تلوار چلانا مناسب سمجھتے ہیں۔ الطائی ان کا حال چھپاتا ہے''۔ اس شکایت پر التفات نہ کیا گیا اور نہ ان کی بات سنی گئی تو وہ لوٹ گئے۔ ان میں سے ایک شخص ایک طویل مدت تک مدینۃ السلام میں مقیم رہ کر شکایت کرتا رہا اور یہ سمجھتا رہا کہ اسے الطائی کے خوف سے اپنے شہر کی طرف لوٹنا ممکن نہیں۔ ان لوگوں نے قرامطہ کا جو مذہب بیان کیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ کتاب لائے تھے جس میں یہ مضمون تھا۔

قرمطی شریعت:

(بسم اللہ الرحمن الرحیم) الفرج بن عثمان کہتا ہے جو اس قریے کا باشندہ ہے جس کا نام نصرانہ ہے۔ جو مسیح کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ وہی عیسیٰ ہے' وہی کلمہ' وہی مہدی' وہی احمد بن محمد الحنفیہ اور وہی جبریل۔ اس نے بیان کیا کہ مسیح اس کے لئے ایک انسان کے جسم میں ظاہر ہوا اور اس سے کہا کہ تو ہی الداعیہ (دعوت دینے والا) اور تو ہی حجت ہے' تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابۃ الارض' تو ہی روح القدس اور تو ہی یحییٰ بن زکریا ہے۔

اسے یہ بتایا کہ نماز چار رکعتیں ہیں دو رکعتیں طلوع آفتاب کے قبل اور دو رکعتیں اس کے غروب کے قبل۔

ہر نماز میں اذان یہ ہے کہ کہے۔

اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر ۔اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الااللہ (دومرتبہ) اشھد ان آدم رسول اللہ ۔ اشھد ان نوحاً رسول اللہ۔اشھد ان ابراھیم رسول اللہ ۔ اشھد ان موسیٰ رسول اللہ۔ واشھد ان عیسیٰ رسول اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ۔و اشھد ان احمد بن محمد بن الحنفیۃ رسول اللہ۔

ہر رکعت میں استفتاح پڑھا جائے جو ان چیزوں میں سے ہے کہ محمد ابن احمد الحنفیہ پر نازل کی گئی ہیں۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف ہے اور حج بیت المقدس کا اور جمعہ دوشنبے کو ہے جس میں کوئی عمل نہ کیا جائے۔ اور سورۃ یہ ہے۔

﴿ الحمد للہ بکلمتہ وتعالیٰ باسمہ المتخذ لا ولیائہ باولیائہ قل ان الاھلۃ مواقیت للناس ظاھر ھا لیعلم عدد السنین والحساب والشھور والایام وباطنھا اولیائی الذین عرفو اعبادی

سبیلی اتقون یااولی الالباب۔ وانا الذی اسئل عما افعل وانا العلیم الحکیم۔ وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلائی ومحنتی واختیاری القیته فی جنتی واخلدته فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی اخلدته مہانا فی عذابی واتممت اجلی واظہرت امری علی السنة رسلی۔ وانا الذی لم یعل علی جبار الاوضعتہ ولا عزیز الااذللته ولیس الذی اصرعلی امر ودوام علی جہالته وقالو الن نبرح علیه عاکفین وبه مومنین اولیٔک ہم الکافرون ﴿

''یعنی سب تعریف اللہ کے لئے ہے اس کے کلمے کے سبب سے وہ اپنے اس نام کی وجہ سے برتر ہے جو وہ اپنے اولیاء کے لئے اپنے اولیاء کے سبب سے بنانے والا ہے۔ کہہ دے کہ چاند لوگوں کے لئے وقت کی شناخت کا آلہ ہے۔ ان چاندوں کا ظاہر یہ ہے کہ سالوں کا اور مہینوں اور دنوں کا شمار اور حساب معلوم ہو۔ باطن یہ ہے کہ میرے اولیاء وہ ہیں جنھوں نے میرے بندوں کو میرا راستہ پہنچوا دیا۔ اے صاحبان عقل مجھی سے ڈرو۔ اور میں وہ ہوں کہ میں جو کچھ کرتا ہوں مجھ سے اس کی باز پرس نہیں کی جا سکتی میں علم وحکمت والا ہوں میں وہ ہوں کہ اپنے بندوں کو آزماتا ہوں۔ اپنی مخلوق کا امتحان کرتا ہوں۔ جو شخص میری بلال اور محنت اور میری مرضی پر صبر کرتا ہے اسے اپنی جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ اور اپنی نعمت میں ہمیشہ رکھتا ہوں۔ اور جو میرے حکم سے ہٹ گیا اور اس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو اسے ذلیل کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے عذاب میں ڈال دیتا ہوں۔ میں نے اپنی مدت پوری کر دی اور اپنے رسولوں کی زبان پر اپنا حکم ظاہر کر دیا۔ میں وہ ہوں کہ میرے آگے جو متکبر تکبر کرتا ہے اسے پست کر دیتا ہوں اور جو عزت والا عزت کا دعویٰ کرتا ہے اسے ذلیل کر دیتا ہوں۔ وہ شخص جس نے اصرار کیا اور ہمیشہ اپنی جہالت پر قائم رہا وہ اس کے حکم پر نہیں ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ ہم اسی پر بیٹھنے والے ہیں اور اسی پر ایمان لانے والے ہیں وہی لوگ کافر ہیں''۔

اس کے بعد رکوع کرے اور اپنے رکوع میں کہے:

سبحان ربی رب العزة وتعالیٰ عما یصف الظالمون.

اس کو دو مرتبہ کہے۔ جب سجدہ کرے تو کہے:

اللہ اعلی۔ اللہ اعلی اللہ اعظم۔ اللہ اعظم۔

اس کی شریعت یہ ہے کہ روزہ سال میں دو دن ہے۔ مہرجان (ایرانیوں کی عید) کو اور نوروز کو ہے۔ نبیذ (تاڑی) حرام ہے اور شراب حلال ہے۔ جنابت (حاجت غسل) غسل نہیں ہے صرف ایسا ہی وضو ہے جیسا نماز کے لئے ہے یہ کہ جو اس سے جنگ کرے گا' وہ مستوجب قتل ہوگا۔ اور جو اس کے مخالف سے جنگ نہ کرے گا اس سے جزیہ لیا جائے گا۔ ذی ناب (درندے) اور ذی مخلب (گوشت خوار پرندے) کا گوشت نہیں کھایا جائے گا۔

قرمطہ اور صاحب الزنج کی ملاقات:

قرمطہ کا کوفے کے دیہات میں صاحب الزنج کے قتل سے پہلے جانا ہوا تھا۔ یہ اس لئے کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے زکرویہ کے بزرگ سے نقل کیا کہ مجھ سے قرمطہ نے کہا کہ میں صاحب الزنج کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا کہ میں ایک مذہب

پر ہوں۔ میری پشت پر ایک لاکھ تلواریں ہیں۔ لہٰذا مجھ سے گفتگو کر۔ اگر ہم لوگ اس مذہب پر متفق ہو گئے تو مع اپنے ہمراہیوں کے تیری طرف مائل ہو جاؤں گا اور اگر دوسری بات ہوئی تو میں تیرے پاس سے واپس جاؤں گا۔ امان لینے کے بعد میں نے ظہر کے وقت تک اس سے بحث کی۔ آخری گفتگو میں معلوم ہوا کہ وہ میرے طریقے کے خلاف ہے۔ وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا تو میں خشکی میں روانہ ہوا اور اس کے شہر سے باہر چلا گیا۔ اور کوفے کے دیہات میں پہنچ گیا۔

یازمان کی وفات:

اسی سال ۲۵/ جمادی الآخرہ کو احمد الجعفی شہر طرسوس میں داخل ہوا۔ اس نے یازمان کی ہمراہی میں گرمستانی جہاد کیا۔ وہ سلندو پہنچ گیا۔ انھیں مجاہدین میں یازمان مرگیا۔ اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ منجنیق کے پتھر کا ایک ٹکڑا اس کی پسلیوں میں لگا جب کہ وہ سلندو کے قلعے پر مقیم تھا تو لشکر نے کوچ کر دیا۔ حالانکہ وہ اس کی فتح کے قریب تھے۔ وہ راستے ہی میں جمعے کی صبح کو ۱۴/ رجب کو وفات پا گیا۔ اور لوگوں کے کندھوں پر لاد کر طرسوس لایا گیا۔ پھر وہاں دفن کیا گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۷۹ھ کے واقعات

حکم ہوا کہ مدینۃ السلام میں کوئی شخص راستے پر نہ بیٹھے۔ نہ مسجد جامع میں کوئی قصہ گو یا نجومی یا زاجر (شگون لینے والا) داخل ہو۔ کتاب فروشوں کو اس امر کی قسم دی گئی کہ وہ کلام اور جدل اور فلسفے کی کتابیں نہ بیچیں گے۔

جعفر المفوض کی ولی عہدی:

اسی سال ۲۲/ محرم کو جعفر المفوض ولی عہدی سے معزول کیا گیا۔ اسی روز المعتضد کے لئے بیعت کی گئی کہ المعتمد کے بعد وہی ولی عہد ہے جعفر کی معزولی اور المعتضد کی ولی عہدی کا خطبہ پڑھا گیا۔ المعتضد کی جانب سے بھی عاملوں اور والیوں کو خطوط لکھے گئے کہ امیر المومنین نے اسے ولی عہد بنا دیا ہے۔ جس امر و نہی و ولایت و معزولی کی الموفق کو توفیق ملی تھی، وہ اس کے سپرد کیا گیا ہے۔

جرادہ کاتب کی گرفتاری:

اسی سال ۵/ ربیع الاول کو ابوالصقر کے کاتب جرادہ کو گرفتار کیا گیا۔ الموفق نے اسے رافع بن ہرثمہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ وہ اپنی گرفتاری سے چند روز قبل مدینۃ السلام میں آ گیا تھا۔

ابوطلحہ منصور و عقامہ کی اسیری:

اسی سال ۱۴/ جمادی الاولیٰ کو ابوطلحہ منصور بن مسلم شہرزور سے واپس آیا جو اس کے ماتحت کیا گیا تھا۔ اسے اور اس کے کاتب عقامہ کو گرفتار کیا گیا۔ اور دونوں قید خانے کے حوالے کر دیے گئے یہ واقع ۲۶/ جمادی الاولیٰ کو ہوا۔

محمد بن موسیٰ الاعرج اور مکنون کی جنگ:

اسی سال ۲۱/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو طرسوس میں محمد بن موسیٰ اور الموفق کے مولیٰ راغب کے غلام مکنون کے درمیان جنگ

ہوئی۔ اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ طغج بن جف حلب میں راغب سے ملا تو اس نے اسے یہ بتایا کہ خمارویہ بن احمد تجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کی جانب سے ان چیزوں کا وعدہ کیا جو وہ چاہتا تھا۔ راغب حلب سے مصر جانے کے لئے اپنے پندرہ غلاموں کے ہمراہ نکلا اس نے اپنے خادم مکنون کو اس لشکر کے ساتھ جو ہمراہ تھا۔ اور اپنے مال اور ہتھیار کے ساتھ طرسوس روانہ کر دیا۔ طغج نے محمد بن موسیٰ الاعرج کو ایک خط لکھا کہ اس نے راغب کو روانہ کر دیا۔ اور اس کے ہمراہ جس قدر مال و ہتھیار اور غلام تھے وہ اس کے غلام مکنون کے ساتھ ہیں۔ اور وہ طرسوس روانہ ہو گیا ہے مناسب یہ ہے کہ وہ اس پر اور جو کچھ اس کے ساتھ ہے سب پر داخل ہوتے ہی قبضہ کر لے اہل طرسوس نے الاعرج پر حملہ کر دیا۔ اور اس کے اور مکنون کے درمیان حائل ہو گئے الاعرج کو انہوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر اسے مکنون کے ہاتھ میں قید کر دیا اور جان لیا کہ راغب کے ساتھ حیلہ چل گیا۔

محمد بن موسیٰ الاعرج کی رہائی و معزولی:

خمارویہ بن احمد کو جو کچھ الاعرج کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی خبر دی اور انہوں نے اس پر پہرہ مقرر کر دیا۔ تو راغب کو رہا کر دے کہ وہ ہمارے پاس آ جائے تو ہم الاعرج کو رہا کر دیں۔ خمارویہ نے راغب کو رہا کر کے طرسوس روانہ کر دیا۔ اور احمد بن طغان کو بھی ہمراہ کر دیا۔ جو سرحدوں کا والی تھا۔ الاعرج کو معزول کر دیا۔ جب راغب طرسوس پہنچا محمد بن موسیٰ نے الاعرج کو رہا کر دیا اور احمد بن طغان طرسوس کا اور سرحدوں کا والی بن کر ۱۳/ شعبان یوم سہ شنبہ کو طرسوس میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ راغب بھی تھا۔

المعتمد علی اللہ کی وفات:

اسی سال ۱۹/ رجب دوشنبہ کو المعتمد کی وفات ہوئی۔ اس نے یک شنبے کو الحسنی کے ساحل پر بہت سی شراب پی اور رات کا کھانا بہت کھا گیا۔ پھر رات ہی میں مر گیا۔ اس کی خلافت جیسا کہ بیان کیا گیا۔ تیئیس سال اور چھ روز رہی۔

باب ۶

خلیفہ المعتضد باللہ

بیعت خلافت:

اسی شب کی صبح کو ابوالعباس المعتضد باللہ سے بیعت خلافت کی گئی۔اس نے اپنے غلام بدر کو پولیس کا اور عبیداللہ بن سلیمان ابن وہب کو وزارت کا اور محمد بن شاہ میکال کو محافظین (یعنی باڈی گارڈ) کا ناظم مقرر کیا۔حجابت خاصہ اور حجابت عامہ کی نظامت صالح کر دی۔اور خاصہ اور عامہ کے دربانوں کا صالح عرف الامین کو والی بنایا جو ''امین'' مشہور تھا۔صالح نے خفیف السمر قندی کو اپنا نائب بنایا۔

امارت خراسان پر عیسیٰ النوشری کا تقرر:

اسی سال ۲/شعبان کو معتضد کے پاس عمرو بن اللیث کا قاصد آیا اور تحفے لایا اور ولایت خراسان کی درخواست کی۔معتضد نے عیسیٰ النوشری کو قاصد کے ہمراہ روانہ کیا۔اور اس کے ہمراہ خلعت اور خراسان کی گورنری کا فرمان اور جھنڈا بھی تھا۔سفرائے خلافت رمضان میں اس کے پاس پہنچے اسے خلعت دیا گیا اور جھنڈا تین دن اس کے مکان کے صحن میں نصب رہا۔

اسی سال نصر بن احمد کی موت کی خبر آئی اور نہر بلخ کے اس طرف کا جو ملک اس کے سپرد تھا۔اس کا انتظام اس کے بھائی اسماعیل بن احمد نے کیا۔

خمارویہ بن احمد کی سفارت:

اسی سال الحسین ابن عبداللہ عرف ابن الجصاص مصر سے خمارویہ بن احمد ابن طولون کا قاصد بن کر دوشنبہ ۳/شوال کو آیا۔اس کے ہمراہ ہدایا تھے۔بہترین اشیا میں سے بیس بوجھ خچروں پر تھے۔دس خادم تھے۔دو صندوق تھے جن میں کپڑے تھے۔بیس آدمی بیس عمدہ گھوڑوں پر مع ان زینوں کے جو کثیر چاندی کے زیور سے آراستہ تھے۔ان کے ہمراہ چاندی کے نیزے تھے اور ریشمی قبائیں اور آراستہ پٹکے لگائے ہوئے تھے۔سترہ گھوڑے مع زین وباگ کے تھے جن میں سے پانچ سونے کی اور باقی چاندی کی تھیں۔اور سینتیس گھوڑے مع مشہور جھولوں کے تھے اور پانچ خچر مع زین وعنان کے اور زرافہ (شتر مرغ) تھے۔یہ سفارت معتضد کے پاس پہنچی تو اس نے اسے اور اس کے ہمراہی سات آدمیوں کو خلعت دیا۔

ابن الجصاص نے خمارویہ کی لڑکی کی شادی کا علی ابن المعتضد کے ساتھ پیام دیا تو معتضد نے کہا۔کہ میں اس سے شادی کروں گا چنانچہ اس سے شادی کر لی۔

متفرق واقعات:

اسی سال احمد بن عیسیٰ ابن الشیخ کے قلعہ ماردین کو محمد بن اسحاق بن کنداج سے لے لینے کی خبر آئی۔

اسی سال ابراہیم بن محمد بن المبید کی وفات ہوئی اور وہ دفتر جاگیر کا والی تھا۔پھر اس کی جگہ محمد بن عبدالحمید کو والی بنایا گیا۔اور

اس کی موت چہار شنبہ ۱۶/ یا ۱۷/ شوال کو ہوئی۔

اسی سال ۲۳/ شوال یوم شنبہ کو الموفق کے مولی راشد کو الدینور کا والی بنایا گیا اور اسے خلعت دیا گیا۔ پھر راشد ۱۰/ ذی القعدہ یوم شنبہ کو اپنے علاقے کی جانب گیا۔

اسی سال یوم النحر کو المعتضد اس عید گاہ کی طرف سوار ہوا جس میں اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ مذکورہ ہے کہ اس نے پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں ایک۔ اس کے بعد وہ منبر پر چڑھا تو اس کا خطبہ نہیں سنا جا سکا۔ پرانی عید گاہ معطل کر دی گئی پھر اس میں نماز نہیں پڑھی گئی۔

اسی سال احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کو رافع بن ہرثمہ کی جنگ کے لئے لکھا گیا اور رافع الرے میں تھا۔ چنانچہ احمد اس کی جانب روانہ ہوا۔ پھر ۲۳/ ذی القعدہ یوم پنج شنبہ کو ان کا مقابلہ ہوا۔ اور رافع بن ہرثمہ کو شکست ہوئی اور وہ الرے سے نکل گیا۔ اور ابن عبد العزیز اس میں داخل ہو گیا۔

امیر حج ہارون بن محمد:

اس سال بھی ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور یہ اس کا آخری حج تھا جس کو اس نے کیا۔ ۶۴ھ سے اس سنہ تک اس نے لوگوں کو سولہ حج کرائے ۲۶۴ھ سے ۲۷۹ھ تک۔

۲۸۰ھ کے واقعات

شیلمہ کی گرفتاری:

جو واقعات ہوئے ان میں ایک واقعہ عبداللہ بن المہتدی اور محمد بن الحسن ابن سہل عرف شیلمہ کی گرفتاری ہے۔ شیلمہ صاحب الزنج کے ہمراہ اس کے آخری زمانے تک رہا پھر الموفق سے مل گیا جس نے اس کو جان و مال کی امان دی۔ گرفتار کرنے کا سبب یہ ہوا کہ کسی امن لینے والے نے معتضد سے اس کی چغلی کھائی کہ وہ کسی ایسے شخص کی خلافت کی دعوت دیتا ہے جس کا نام معلوم نہیں۔ اس نے لشکر کی ایک جماعت کو آمادہ فساد کر دیا ہے۔ اس کے ہمراہ صیدنانی کو اور اس کے بھتیجے کو بھی جو مدینے کا رہنے والا تھا گرفتار کر لیا۔

شیلمہ پر عتاب:

معتضد نے اس سے اقرار کرایا مگر اس نے کسی بات کا اقرار نہ کیا۔ اس شخص کو دریافت کیا جس کی خلافت کی وہ دعوت دیتا تھا مگر اس نے کچھ اقرار نہ کیا اور کہا کہ اگر میرے دونوں قدموں کے نیچے وہ شے ہو جس سے میں انہیں اٹھا لوں اور اگر تو مجھے شکنجے میں بھی کسے تب بھی ہرگز اس کی خبر نہ دوں گا۔ خلیفہ نے حکم دیا آگ سلگائی گئی۔ اس کے بعد اسے خیموں کی لکڑیوں میں سے کسی لکڑی سے باندھا گیا۔ اور آگ پر گھمایا گیا یہاں تک کہ اس کی کھال کٹ گئی پھر اس کی گردن ماری گئی اور اسے الجسر الاسفل کے قریب غربی جانب لٹکا دیا گیا۔

عبداللہ بن المہتدی کی گرفتاری و رہائی:

ابن المہتدی کو اس وقت تک قید رکھا گیا۔ جب تک اس کی برات کا علم نہ ہوا۔ پھر اسے رہا کر دیا گیا۔ ۷/ محرم کو اسے لٹکایا گیا

تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ معتضد نے شیلمہ سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو ابن المہتدی کی دعوت دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے نقل کیا گیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے میں تو آل ابی طالب سے محبت کرتا ہوں۔ اس کے بھتیجے سے اقرار کرایا تھا جس نے اعتراف کرلیا تھا۔ اس بنا پر اس سے کہا کہ تیرے بھتیجے نے تو اقرار کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ نوخیز لڑکا ہے۔ اس نے یہ بات قتل کے خوف سے کہہ دی ہے اس کی بات مانی نہیں جائے گی۔ پھر اس کا بھتیجا اور رصید نانی مدت طویل کے بعد رہا کر دیے گئے۔

بنی شیبان کی سرکوبی:

یکم صفر یوم یک شنبہ کو معتضد بغداد سے بنی شیبان کے ارادے سے روانہ ہوا وہ بشر بن ہاون کے باغ میں اترا۔ وہاں سے چہار شنبہ کو روانہ ہوا' اور قصر خلافت اور بغداد کا اپنے حاجب صالح الامین کو قائم مقام بنا دیا۔ پھر اس نے جزیرے سے اس مقام کا قصد کیا جسے شیبان نے جائے پناہ بنایا تھا۔ جب انہیں اس ارادے کی خبر ملی تو اپنے مال اور عیال اپنے ساتھ کر لئے۔ معتضد کا فرمان آیا کہ وہ السن کے اعراب کی طرف رات کو روانہ ہوا۔ ان پر حملہ کیا اور بہتیرے قتل کیے اور بہتیرے دریائے زابین میں غرق ہو گئے۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا۔ لشکر کو اس قدر غنیمت ملی کہ بار برداری دشوار ہوگئی۔ اتنے اونٹ اور اتنی بھیڑ بکریاں ملیں کہ ایک ایک بکری ایک درہم کو اور ایک اونٹ پانچ درہم کو بیچا گیا۔ عورتوں اور بچوں کے متعلق یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس وقت تک محفوظ رکھے جائیں جب تک بغداد پہنچائے جائیں۔

بنی شیبان کی معتضد سے امان طلبی:

معتضد موصل کی طرف روانہ ہوا۔ جب بغداد واپس آیا تو اس سے بنی شیبان نے ملاقات کی جو معافی کی درخواست لے آئے تھے۔ انہوں نے ضمانتوں کا بھی وعدہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ نے ان میں سے پانچ سو آدمی بطور یرغمال کے لے لئے۔ معتضد مدینۃ السلام کے ارادے سے لوٹا تو ۷/ ماہ ربیع الاول یوم چہار شنبہ کو احمد بن ابی الاصبغ اس کے پاس وہ مال لایا جس پر اس نے احمد بن عیسیٰ ابن الشیخ سے فیصلہ کیا تھا جس کو اس نے اسحاق بن کنداج سے لیا تھا۔

عبداللہ بن الحسین پر عتاب:

ماہ ربیع الاول میں یہ خبر آئی کہ محمد بن ابی الساج نے سخت محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد جوان کے درمیان ہوئی المراغہ فتح کرلیا اور عبداللہ ابن الحسین کو پناہ دینے کے بعد مع اس کے ساتھیوں کے گرفتار کرلیا۔ بیڑیاں پہنا دیں قید کر دیا۔ اس کے تمام مال کا اس سے اقرار کرالیا اور اس کے بعد اسے قتل کر دیا۔

متفرق واقعات:

ماہ ربیع الآخر میں احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی وفات کی خبر آئی۔ اس کی وفات آخر ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

لشکر نے اپنی تنخواہیں طلب کیں۔ اسماعیل بن محمد المنشی کا مکان لوٹ لیا۔ عبدالعزیز کے دونوں بیٹوں عمرو بکر نے ریاست پر جھگڑا کیا۔ عمر از خود حکومت کا نگران کار بن بیٹھا۔ معتضد نے اس کی ولایت کے لئے نہیں لکھا تھا۔

اسی سال محمد بن ثور نے عمان فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کی ایک جماعت کے سر روانہ کئے۔ بیان کیا گیا کہ اسی سال جعفر بن المعتمد کی ۱۲/ ماہ ربیع الآخر یوم یک شنبہ کو وفات ہوئی۔ اس کا قیام معتضد کے مکان میں تھا کہ نہ وہ نکلتا تھا اور نہ ظاہر ہوتا تھا اور

معتضد نے بارہا اس کے ساتھ نبیذ پی تھی۔

اسی سال جمادی الآخرہ میں عمرو بن اللیث کے جمادی الاولیٰ میں نیشاپور میں داخل ہونے کی خبر آئی۔

اسی سال یوسف بن ابی الساج نے موصل کے راستے سے بتیس خارجیوں کو بھیجا جن میں سے پچیس کی گردن ماردی گئی اور انہیں لٹکا دیا گیا اور سات کو نئے قید خانے میں قید کر دیا گیا۔

اس سال ۵/ رجب کو گرمستانی مجاہدین کو لے کے خمارویہ کی جانب سے احمد بن اباطرسوس میں داخل ہوا۔ پھر بدر الحمامی داخل ہوا۔ دونوں نے مل کر العجیفی امیر طرسوس سے جہاد کیا اور لڑتے لڑتے البلقسور تک پہنچ گئے۔

اسی سال اسماعیل بن احمد کے بلاد ترک میں جنگ کرنے کی اور جیسا کہ بیان کیا گیا' ان کے دارالسلطنت فتح کرنے کی اور اس کے اور اس کی ملکہ خاتون کے اور تقریباً دس ہزار کے قید کرنے کی خبر آئی' ان میں سے ایک کثیر مخلوق کو اس نے قتل کر دیا۔ اس قدر گھوڑے غنیمت میں ملے جن کی تعداد نہیں معلوم ہوسکتی۔ ہر ایک مسلمان سوار کو غنیمت کی تقسیم میں ہزار درم ملے۔

۲۸/ رمضان کو اسی سال الموفق کے مولیٰ راشد کی الدینورہ میں وفات ہوئی۔ اور اسے ایک تابوت میں بغداد لایا گیا۔

اسی سال ۱۳/ شوال کو مسرور البلخی کی وفات ہوئی۔

زلزلہ سے تباہی:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ذی الحجہ میں دبیل سے ۱۴/ شوال کو چاند گرہن کے متعلق خط آیا۔ پھر آخر شب کو روشنی ہوگئی تو ان کو اس شب کی صبح اس طرح ہوئی کہ دنیا تاریک تھی اور یہ تاریکی ان پر قائم رہی۔ پھر جب عصر کے قریب ہوا تو ایک سیاہ آندھی چلی جو ثلث شب تک رہی۔ پھر جب تہائی رات ہوئی تو زلزلہ آیا۔ اس حالت میں صبح ہوئی کہ شہر تباہ ہو چکا تھا۔ مکانات میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا جو بقدر سو گھر کے تھے۔ اس خط کے لکھنے کے وقت تک تیس ہزار آدمی دفن کیے تھے جو ملبے کے نیچے سے نکلتے تھے اور دفن کیے جاتے تھے۔ گرنے کے بعد ان پر پانچ مرتبہ زلزلہ آیا۔ ان میں سے بعض سے مذکور ہے کہ وہ تمام لوگ جو ملبے کے نیچے سے نکالے گئے ڈیڑھ لاکھ مردے تھے۔

امیر حج ابوبکر محمد بن ہارون:

اس سال ابوبکر محمد بن ہارون عرف ابن ترنجہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۱ھ کے واقعات

ترک بن العباس کی کارگزاری:

۹/ محرم کو ترک بن العباس کا جو دیار مضر پر عامل سلطان تھا مدینۃ السلام میں سمیساط کے حاکم ابوالاغر کے ساتھیوں میں سے کچھ اوپر چالیس آدمیوں کو اونٹوں پر لایا' جن کے سر پر لمبی ٹوپیاں اور ریشمی عبائیں تھیں' ان کو قصر خلافت میں پہنچایا گیا پھر وہ قید خانہ جدید میں واپس کیے گئے اور اس میں قید کر دیے گئے۔ ترک کو خلعت دیا گیا اور وہ اپنے مکان واپس آ گیا۔

وصیف اور عمر بن عبدالعزیز کی جنگ:

اسی سال اس جنگ کی خبر آئی جو ابن ابی الساج کے خادم وصیف کی عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے ہوئی تھی اور وصیف نے عمر کو شکست دی تھی۔ وصیف اسی سال ماہ ربیع الآخر میں اپنے مولیٰ محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا۔

احمد بن محمد الطائی کی وفات:

اسی سال جیسا کہ کہا گیا ہے نصف جمادی الآخر یوم پنج شنبہ کو گرمستانی جہاد کے لئے خمارویہ کی جانب سے طغج بن جف طرسوس میں داخل ہو کے جہاد کیا۔ پھر طرایون پہنچا اور ملوریہ کو فتح کر لیا۔ ۲۵ تاریخ کو احمد بن محمد الطائی کا کوفے میں انتقال ہوا اور وہیں اس مقام پر دفن کیا گیا جو مسجد السہلہ کہلاتا ہے۔

اسی سال الرے اور طبرستان کا پانی خشک ہو گیا۔

عمر بن عبدالعزیز کی مراجعت بغداد:

اسی سال ۲/ رجب کو معتضد ولایت الجبل کی طرف روانہ ہوا۔ پھر الدینور کے علاقے کا قصد کیا۔ ولایات رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم، ہمذان، دینور ابو محمد علی بن المعتضد کے سپرد کئے اس کے کاتبوں کو احمد بن ابی الاصبع کی نگرانی میں دیا اور لشکر کی تنخواہ اور رے کی جاگیر کو الحسین بن عمرو النصرانی کے سپرد کیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے اصبہان اور نہاوند اور الکرج سپرد کیا۔ اس نے غلے کی کمی اور سودے کی نگرانی کی وجہ سے واپسی میں عجلت کی۔ ۲۷/ رمضان یوم چہارشنبہ کو بغداد میں آ گیا۔

الحسن بن علی کورہ کی امان طلبی:

اسی سال رافع کے عامل الرے الحسن بن علی کورہ نے تقریباً ایک ہزار آدمی کے ہمراہ علی بن المعتضد سے امان طلب کی۔ اس نے سب کو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں اعراب سامرہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے ابن سیما انف کو گرفتار کیا اور لوٹا۔

فرمان خلافت:

۲۴/ ذی القعدہ کو المعتضد حمدان بن حمدون کے ارادے سے دوبارہ موصل کی طرف نکلا یہ خبر ملی تھی کہ وہ ہارون الشاری الوازقی (خارجی) کی طرف مائل ہو گیا ہے اور اس کے لئے دعا کی ہے۔ کرخ جدان سے نجاح الحرمی خادم کے پاس اس جنگ کے متعلق جو اس کے اور کردوں اور اعراب کے درمیان ہوئی المعتضد کا فرمان آیا اور وہ جنگ ختم ذی القعدہ یوم جمعہ کو ہوئی تھی۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم) میرا یہ فرمان شب جمعہ کا ہے۔ اللہ نے کہ اسی کے لئے حمد ہے، کردوں اور بدویوں پر ہماری مدد کی اور ان کے بہت بڑے گروہ اور اہل وعیال پر ہم کو فتح دی۔ خواب دیکھا کہ ہم لوگ گائیں اور بکریاں چرا رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم ان کو اول چراتے تھے۔ اور نیزے اور تلواریں ان میں دراتی رہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان رات حائل ہو گئی۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر آگ روشن کر دی گئی۔ صبح کو رسائی ہوئی۔ میر الشکر الکرخ تک تلاش کرتا تھا۔ اور ہمارا حملہ ان پر ہوتا تھا ہم نے ان کو پچاس میل تک قتل کیا۔ ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ اللہ ہی کے لئے حمد کثیر ہے۔ بے شک اللہ کا شکر ہم پر واجب ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ محمد نبیہ وآلہ وسلم کثیرا''۔

کردوں اور بدویوں کا اتحاد:

کردوں اور بدویوں کو جب المعتضد کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تھی تو انہوں نے آپس میں قسم کھائی تھی کہ وہ ایک خون پر بھی

قتل کریں گے اور وہ متفق ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تیار کیا تھا کہ ایک حصہ ایک کے بعد ہو۔ عیال و اولاد کو آخری حصے میں کر دیا تھا۔ پہلے معتضد نے صرف سواروں کے ساتھ اپنا لشکر روانہ کیا۔ اس نے ان پر حملہ کیا اور لوگوں کو قتل کیا۔ مخلوق کثیر دریائے زاب میں غرق ہو گئی۔

معتضد کی قلعہ ماردین پر فوج کشی:

معتضد قلعہ ماردین کے قصد سے موصل کی طرف نکلا جو حمدان بن حمدون کے قبضے میں تھا۔ جب اسے معتضد کی آمد کی خبر پہنچی تو بھاگا اور اپنے بیٹے کو وہاں چھوڑ گیا۔ معتضد کا لشکر قلعے پر اترا۔ جو لوگ اس میں تھے اس دن انہوں نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جب دوسرا دن ہوا تو معتضد سوار ہوا اور قلعے پر چڑھ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ پھر اس نے پکارا ''اے ابن حمدون''! اس نے اسے جواب دیا ''لبیک''! (حاضر) اس نے کہا کہ تیری بربادی ہو دروازہ کھول۔ اس نے کھول دیا۔ معتضد دروازے میں بیٹھ گیا اور جو اس میں داخل ہوا اسے حکم دیا کہ قلعے میں جو کچھ مال و اسباب ہو سب کو منتقل کر دے پھر وہ منہدم کر دیا گیا۔ حمدان بن حمدون کے پیچھے کسی کو روانہ کیا اس نے سخت جستجو کی اور اس کے وہ مال جو چھپا رکھے تھے لے لئے گئے آخر اس پر بھی فتح حاصل ہو گئی۔

قلعہ الحسنیہ کی تاراجی:

معتضد ایک بستی کی طرف روانہ ہوا جس کا نام الحسنیہ تھا۔ ایک شخص جس کا نام شداد تھا اتنے بڑے لشکر کے ہمراہ تھا کہ بیان کیا گیا کہ وہ دس ہزار آدمی تھے۔ اس بستی میں اس کا ایک قلعہ بھی تھا۔ معتضد کو اس پر بھی فتح ہوئی اور اس کو اس نے گرفتار کر لیا پھر اس کا قلعہ منہدم کر دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال طریق مکہ سے یہ خبر آئی کہ المصعد میں لوگوں کو سخت سردی اور خوب بارش کی مصیبت آئی۔ ایسی سردی جس میں پانچ سو آدمیوں سے زیادہ پر مصیبت گزری۔

اسی سال شوال میں مسلمانوں نے رومیوں سے جہاد کیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں بارہ روز تک جنگ جاری رہی۔ پھر مسلمان فتح مند ہوئے۔ کثیر غنیمت پائی اور واپس ہو گئے۔

۲۸۲ھ کے واقعات

نوروز میں خراج کی ابتدا کی ممانعت:

اسی سال محرم میں معتضد کا یہ حکم تھا کہ اطراف اور شہروں کے عاملوں کو یہ فرمان لکھے جائیں کہ وہ اس نوروز میں خراج کی ابتدا ترک کر دیں۔ جو عجم کا نوروز کہلاتا ہے اور اسے حزیران کی گیارہویں تاریخ تک موخر کر دیں۔ اس تاریخ کا نام نوروز معتضدی رکھا گیا۔ اس کے متعلق موصل سے فرمان لکھ دیے گئے۔ معتضد بھی وہیں تھا۔ فرمان یوسف بن یعقوب کے پاس آیا جس میں یہ تھا کہ مقصد لوگوں کے ساتھ آسانی اور ان کے ساتھ نرمی کرنا ہے۔ حکم تھا کہ فرمان پڑھ کر لوگوں کو سنائے۔ اس نے یہی کیا۔

بنت خمارویہ بن احمد بن طولون کی بغداد میں آمد:

اسی سال ابن الجصاص مصر سے ابوالجیش خمارویہ بن احمد بن طولون کی اس بیٹی کو لایا جس سے معتضد نے نکاح کیا تھا۔ اس کے ہمراہ اس کی ایک پھوپھی بھی تھی۔ بغداد میں ان کا قدوم ۲/محرم یوم یک شنبہ کو ہوا۔ لڑکی کو شب یک شنبہ کو داخل کیا گیا اور وہ صاعد بن مخلد کے گھر میں اس حالت میں اتری کہ معتضد موصل میں تھا۔

اسی سال لوگوں کو اس رسم سے روکا گیا جو نوروز عجم میں کیا کرتے تھے کہ پانی ڈالتے اور آگ بلند کرتے تھے۔

حمدان بن حمدون کی سرکشی:

اسی سال معتضد نے موصل سے اسحاق بن ایوب کو اور حمدان بن حمدون کو اپنے پاس آنے کو لکھا۔ اسحاق بن ایوب تو فوراً اس طرف بڑھا' مگر حمدان بن حمدون اپنے قلعے میں محفوظ ہو گیا اور اپنے مال اور عورتوں کو غائب کر دیا۔ معتضد نے وصیف موشگیر اور نصر القشوری وغیرہ کے ہمراہ اس کی طرف لشکر روانہ کیے۔ وہ لوگ اتفاقاً الحسن بن علی کورہ کے ساتھ اس وقت پہنچے کہ اس کے ساتھی حمدان کے قلعے پر مقیم تھے جو موصل کے علاقے میں موضع دیر الزعفران میں تھا اور الحسین ابن حمدان اس میں تھا۔ جب الحسین نے لشکر کے ابتدائی حصے کو آتا ہوا دیکھا تو امان مانگی چنانچہ اسے امان دی گئی اور الحسین المعتضد کے پاس چلا گیا اور قلعے کو سپرد کر دیا۔ اس کے منہدم کرنے کا حکم دیا گیا۔ وصیف موشگیر نے حمدان کی تلاش میں تیزی سے روانگی کی۔ وہ ایک مقام پر چلا گیا تھا جو دجلہ اور ایک بڑی نہر کے درمیان باسورین کے نام سے مشہور تھا۔ پانی زائد تھا۔ وصیف کے ساتھیوں نے عبور کیا۔ اس نے انہیں دیکھ لیا۔ وہ اور اس کے ساتھی سوار ہو گئے اور اپنی جان کی حفاظت تو کی مگر اس کے اکثر آدمی قتل کر دیے گئے۔

حمدان بن حمدون کا فرار:

حمدان نے اپنے آپ کو اس کشتی میں ڈال دیا جو اس کے لئے دجلہ میں تیار تھی۔ اس کے ہمراہ اس کا نصرانی کاتب زکریا ابن یحییٰ بھی تھا اپنے ہمراہ مال بھی لا دلیا اور دجلہ کی غربی جانب دیار ربیعہ کے علاقے میں عبور کر گیا۔ اعراب سے مل جانے کا قصد کیا ہی تھا کہ اس کے اور شرقی جانب کے کردوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی تھی۔ اسی کے نقش قدم پر لشکر کی ایک چھوٹی سی جماعت نے بھی عبور کیا اور پیچھے پیچھے روانہ ہو کے اس دیر کے سامنے پہنچ گئے جس میں وہ اترا تھا جب اس نے دیکھا تو دیر سے نکل کر بھاگا ہمراہ اس کا کاتب بھی تھا دونوں نے اپنے آپ کو کشتی میں ڈال دیا اور مال کو دیر میں چھوڑ دیا جو معتضد کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

حمدان بن حمدون کی گرفتاری:

خلافت کے سپاہی اس کی تلاش میں خشکی پر بھی اور پانی میں بھی روانہ ہوئے۔ اس سے ملے تو وہ تباہی کی حالت میں کشتی سے دجلہ کی شرقی جانب اپنی ایک زمین کی طرف نکلا۔ پھر اپنے وکیل کے گھوڑے پر سوار ہو کے ساری رات چلتا رہا یہاں تک کہ اسحاق بن ایوب کے پاس اس سے پناہ مانگنے کے لئے پہنچا جو معتضد کے لشکر میں تھا۔ اسحاق نے اسے المعتضد کے خیمے میں حاضر کر دیا۔ اس نے اس کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ اور سواروں کو اس کے اعزہ کی تلاش میں ہر طرف روانہ کر دیا۔ اس کے کاتب پر اور چند رشتہ داروں پر اور اس کے غلاموں پر قابو پا لیا گیا۔ کردوں کے رؤسا وغیرہم پے در پے امان میں داخل ہونے کے لئے آنے لگے یہ واقعہ اسی سال کے آخر محرم کا ہے۔

اسی سال ربیع الاول میں بکتمر بن طاشتمر کو گرفتار کر لیا گیا۔ بیڑیاں ڈال کر اسے قید کر دیا گیا اور اس کا مال اور جائیداد اور مکانات ضبط کر لیے گئے۔

بنت خمارویہ کی منتقلی:

اسی سال خمارویہ ابن احمد کی بیٹی کو معتضد کے پاس ۴/ ماہ ربیع الآخر کو منتقل کیا گیا اور بغداد کے دونوں جانب میں یہ ندا دی گئی کہ یوم یک شنبہ کو کوئی شخص دجلہ میں عبور نہ کرے۔ ان راستوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ جو ساحل کے متصل تھے۔ دجلہ تک پہنچنے والے راستوں پر قناتیں لگا دی گئیں۔ دجلہ کے دونوں کناروں پر پہرہ مقرر کر دیا گیا کہ لوگ اپنے مکانوں سے کناروں پر ظاہر نہ ہوں۔ جب تاریکی پھیل گئی تو ایوان خلافت سے کشتیاں آئیں۔ جن میں خادم تھے اور ان کے ہمراہ شمعیں تھیں۔ صاعد کے مکان کے آگے کھڑے ہو گئے۔ چار آتش انداز کشتیاں تیار کی گئی تھیں۔ جو صاعد کے مکان سے بندھی ہوئی تھیں۔ جب کشتیاں آئیں تو آتش انداز کشتیاں روانہ کی گئیں۔ اور کشتیاں ان کے آگے روانہ ہوئیں۔ دوشنبہ کو حرہ (لڑکی) نے ایوان میں قیام کیا۔ ۵/ ربیع الاول سہ شنبہ کو جلوہ ہوا۔

متفرق واقعات:

اسی سال المعتضد الجبل روانہ ہوا۔ الکرج پہنچا اور اس نے ابن ابی دلف کے مال کے لئے اور عمر بن عبدالعزیز ابن ابی دلف کو ایک فرمان لکھا جس میں اس سے جو جواہرات طلب کئے گئے تھے جو اس کے پاس تھے۔ عمر نے جواہرات واپس کر دیے۔

اسی سال معتضد کی روانگی کے بعد ابن طولون کے غلام لؤلؤ کو رہا کیا گیا اور اسے گھوڑوں اور خچروں کی سواری دی گئی۔

اسی سال یوسف بن ابی الساج کو الفتح القلانسی کی مدد کے لیے الصیمرہ روانہ کیا گیا مگر وہ ان لوگوں کے ہمراہ جنھوں نے اس کی اطاعت کی اپنے بھائی محمد کے پاس المراغہ بھاگ گیا اور راستے میں سلطان کا کوئی مال ملا تو اسے اس نے لے لیا۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر نے اس پر ایک نظم کہی تھی۔

اسی سال معتضد نے عبیداللہ بن سلیمان وزیر کو اپنے فرزند ابو محمد کے پاس رے روانہ کیا۔

اسی سال محمد بن زید العلوی نے طبرستان سے محمد بن دروالعطار کے پاس بتیس ہزار دینار روانہ کیے کہ وہ انہیں بغداد اور کوفے اور مکے اور مدینے میں اس کے اہل عیال پر تقسیم کر دے' پھر اس کی چغلی کھائی گئی تو اسے بدر کے مکان پر حاضر کیا گیا باز پرس کی گئی تو اس نے بیان کیا کہ ہر سال اسی قدر مال اس کے پاس روانہ کیا کرتا ہے۔ جو حسب معمول مستحقین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ بدر نے معتضد کو اس سے آگاہ کیا کہ وہ آدمی اور مال اس کے قبضے میں ہے۔ اس کی رائے دریافت کی کہ اس کے متعلق کیا حکم دیتا ہے۔

المعتضد کا خواب:

ابو عبداللہ الحسنی سے مذکور ہے کہ المعتضد نے بدر سے کہا کہ اے بدر تجھے وہ خواب یاد نہیں جو میں نے تجھ سے بیان کیا تھا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین "نہیں" اس نے کہا کیا تجھے یاد نہیں کہ میں نے تجھ سے یہ بیان کیا تھا کہ الناصر نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ جان لے کہ یہ حکومت عنقریب تیرے پاس آئے گی تو تو غور کر لے کہ تو آل علی بن ابی طالب کے ساتھ کیسا رہتا ہے پھر اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں بغداد سے باہر ہوں۔

اپنے لشکر کے ہمراہ النہروان کا ارادہ کر رہا ہوں۔ لوگ میری طرف دیکھ رہے ہیں کہ ناگاہ ایک ایسے شخص پر میرا گزر ہوا جو ایک ٹیلے پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے میری طرف التفات نہیں کرتا۔ اس کی بے پراوائی پر تعجب کیا۔ اس کے سامنے آیا اور آگے کھڑا ہو گیا۔ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے کہا کہ سامنے آ۔ میں اس کے سامنے آیا تو مجھ سے کہا کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہ پھاوڑا لے اور اسے زمین پر مار۔ میں نے اس سے لیا اور چند ضربیں ماریں۔ مجھ سے کہا کہ عنقریب تیری اولاد میں سے اتنے لوگ بقدر ان ضربوں کے جو تو نے ماری ہیں خلیفہ ہوں گے۔ تو ان کو میری اولاد کے ساتھ نیکی کی وصیت کر دے۔ بدر نے کہا کہ میں نے عرض کی' ہاں اے امیر المومنین تو نے بیان کیا ہے۔ کہا پھر مال کو بھی رہا کر دے اور اس شخص کو بھی رہا کر دے۔ اسے یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھی کو طبرستان میں یہ لکھ دے کہ وہ جو کچھ روانہ کیا کرتا ہے اسے کھلم کھلا روانہ کیا کرے اور محمد بن درد جو تقسیم کرتا ہے اسے کھلم کھلا تقسیم کیا کرے۔ محمد اس کے متعلق جو کچھ چاہے اس کی اعانت کا حکم دیا۔

اسی سال ۱۹/ شعبان کو ابوطلحہ منصور بن مسلم کی المعتضد کی قید میں وفات ہوئی۔

اسی سال ۸/ رمضان کو عبید اللہ بن سلیمان وزیر الرے سے چل کر بغداد میں آیا تو اسے خلعت دیا گیا۔

جعفر بن المعتضد کی ولادت:

اسی سال ۲۲/ رمضان کو ام القاسم بنت محمد بن عبداللہ کی جاریہ ناعم کے یہاں المعتضد سے بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام اس نے جعفر رکھا۔ المعتضد نے اس جاریہ کا نام شغب رکھا۔

خمارویہ بن احمد کا قتل:

اسی سال ۱۸/ ذی الحجہ کو ابراہیم بن احمد الماذرائی دمشق سے خشکی کے راستے سے آیا۔ گیارہ دن میں بغداد پہنچا۔ معتضد کو یہ اطلاع دی کہ خمارویہ ابن احمد اپنے بستر پر ذبح کر دیا گیا۔ جسے اس کے خدم خاصہ میں سے کسی خادم نے ذبح کر دیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس کا قتل ۳/ ذی الحجہ کو ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابراہیم دمشق سے بغداد سات دن میں آیا اور ان خادموں میں سے جو اس کے قتل میں مہتم تھے کچھ اوپر بیس خادم قتل کیے گئے۔ معتضد نے ابن الجصاص کے ہمراہ خمارویہ کو کچھ تحفے بھیجے تھے اور اسے اس کے نام کا پیام سپرد کیا تھا۔ ابن الجصاص اس کام کے لئے چل دیا۔ جب سامرا پہنچا تو المعتضد کو خمارویہ کے قتل کی خبر پہنچی تو اس نے اسے لکھا کہ واپس آ جائے۔ ۲۳/ ذی الحجہ کو وہ لوٹا اور بغداد میں داخل ہوا۔

۲۸۳ھ کے واقعات

الحسین بن حمدان کی المعتضد سے درخواست:

۱۷/ محرم کو معتضد کا ہارون الشاری کے سبب الموصل کی طرف روانہ ہوا۔ اس پر فتح ہوئی۔ فتح کے متعلق معتضد کا فرمان بغداد میں ۹/ ربیع الاول یوم سہ شنبہ کو پہنچا۔ فتح مند ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے اپنے گھر والے اور دوسرے ساتھیوں کی سوار و پیادہ جماعت کے ہمراہ الحسین بن حمدان بن حمدون کو اس طرف روانہ کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ الحسین بن حمدان نے معتضد سے کہا کہ اگر میں اسے امیر المومنین کے پاس لے آیا تو امیر المومنین سے میری تین حاجتیں ہیں۔ کہا بیان کر۔ کہا ان میں پہلی میرے والد کی

رہائی ہے۔ کہا دو حاجتیں اور ہیں جنھیں میں اس کے امیر المومنین کے پاس لانے کے بعد مانگوں گا۔ معتضد نے جواب دیا کہ وہ تیرے ہی لئے ہے تو جا۔ الحسین نے کہا کہ مجھے ایسے تین سو سواروں کی ضرورت ہے جنھیں انتخاب کروں گا۔ معتضد نے مع موشکیر کے تین سو سواران کے ہمراہ روانہ کئے۔ اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ امیر المومنین یہ حکم دیں کہ میں اسے جو حکم دوں اس میں وہ میری مخالفت نہ کرے۔ معتضد نے موشکیر کو اس کا حکم دے دیا۔

الحسین بن حمدان کی مہم:

الحسین روانہ ہوا۔ دجلہ کے ایک گھاٹ تک پہنچ کے صیف (موشکیر) اور اس کے ساتھیوں کو گھاٹ پر ٹھہرنے کا حکم دیا کہ ہارون کے لئے اگر وہ بھاگے تو سوائے اس کے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے لہٰذا تو ہرگز اس مقام سے نہ ٹلنا۔ ہارون تیرے پاس سے گزرے تو اسے عبور کرنے سے روکنا کہ میں تیرے پاس آ جاؤں یا تجھے یہ خبر پہنچے کہ میں قتل کر دیا گیا حسین ہارون کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ اس سے ملا جنگ کی' دونوں کے درمیان قتل بھی ہوئے۔ ہارون الشاری بھاگا وصیف گھاٹ پر تین روز تک ٹھہرا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ اس پٹ پر مقام میں ہمارا قیام بہت ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے ہم اس امر سے بے خوف نہیں ہیں کہ حسین الشاری کو گرفتار کر لے تو فتح اسی کی ہوگی نہ کہ ہم کو۔ بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ ان کے نشان قدم پر چلیں۔ اس نے ان کا کہنا مان لیا اور روانہ ہو گیا۔

ہارون الشاری کی گرفتاری:

ہارون الشاری بھاگ کر گھاٹ کے مقام پر آیا اور عبور کر گیا حسین اس کے پیچھے آیا تو اس نے اس مقام پر جہاں وصیف اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا تھا کسی کو نہیں پایا۔ نہ اسے ہارون کی کوئی خبر معلوم ہوئی اور نہ اس نے اس کا کوئی نشان دیکھا۔ ہارون کا حال دریافت کرنے لگا۔ اس کے عبور پر واقف ہو کے اس نے بھی اس کے نشان پر عبور کیا اور قبائل عرب میں سے ایک قبیلے میں آیا۔ دریافت کیا تو ان لوگوں نے اس کا حال چھپایا اس نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور انہیں بتایا کہ معتضد ان کی تلاش میں ہے۔ انہوں نے اسے بتایا کہ وہ ان کے آگے بڑھ گیا ہے۔ اس نے ان کا گھوڑا لے لیا اور اپنا گھوڑا جو تھک گیا تھا ان کے پاس چھوڑ دیا۔ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد اسے ملا۔ الشاری تقریباً سو آدمیوں کے ہمراہ تھا۔ الشاری نے اسے قسم دی اور دھمکایا مگر اس نے اس سے جنگ کے سوا اور کچھ نہ مانا۔ آخر اس سے جنگ کی۔

حمدان بن حمدون کی رہائی:

مذکور ہے کہ حسین بن حمدان نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا تو اس کے ساتھی بھی اس پر جھپٹ پڑے اور اس کو گرفتار کر لیا۔ صحیح وسالم بغیر کسی عہد و پیمان کے معتضد کے پاس لے آیا' تو معتضد نے حمدان بن حمدون کی بیڑیاں کھولنے کا اور اس کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا کہ آئے تو وہ اسے رہا کرے اور خلعت دے جب الشاری گرفتار ہو گیا اور معتضد کے قبضے میں چلا گیا تو وہ مدینۃ السلام کی طرف لوٹا۔ ۲۲/ ربیع الاول کو وہاں پہنچا اور باب الشماسیہ پر اترا اور وہیں لشکر تیار کیا۔

الحسین بن حمدان کے اعزاز میں اضافہ:

معتضد نے الحسین بن حمدان کو خلعت دیا سونے کا طوق پہنایا' اور اس کے اعزہ کی ایک جماعت کو بھی خلعت دیا۔ ایک ہاتھی

ریشمی کپڑوں سے آراستہ کیا گیا اور الشاری کے لیے ہو دج بنایا گیا' اس میں بٹھایا گیا' ریشم کی قبا پہنائی گئی۔ سر پر ریشم کی بہت بلند ٹوپی تھی۔

دفتر میراث بند کرنے کا حکم:

اسی سال ۲۰/ جمادی الاول کو معتضد نے سہام میراث میں سے زائد حصوں کو ذوی الارحام پر تقسیم کرنے کے لیے تمام اطراف میں فرمان لکھنے کا اور دفتر میراث کے بند کرنے کا اور ان کے عاملوں کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ اس کے متعلق فرمان جاری کر دیے گئے اور منبروں پر پڑھ کر سنائے گئے۔

عمرو بن اللیث کا محاصرہ نیشاپور:

اسی سال عمرو بن اللیث نیشاپور سے نکلا تو رافع بن ہرثمہ نے اس کا قصد کیا۔ عمرو نے محمد بن زید الطالبی اور اس کے باپ کے لئے خطبہ پڑھا۔ کہ اے اللہ حق کی دعوت دینے والے کی اصلاح فرما۔ ۱۰/ ماہ ربیع الآخر کو عمرو نیشاپور لوٹا۔ بستی کے باہر پڑاؤ کیا۔ چھاؤنی بنائی اور اہل نیشاپور کا محاصرہ کر کے ٹھہر گیا۔

محمد بن اسحٰق و دیگر سرداروں کی بغداد میں آمد:

اسی سال ۴/ جمادی الآخرہ کو محمد بن اسحٰق بن کنداجیق اور خاقان المفلحی اور محمد بن کمشجور عرف بندقہ اور بدر بن جف برادر طغج اور ابن حسنج سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے بحالت امان بغداد آئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کا المعتضد کے پاس بحالت امان آنے کا سبب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے ابن خمارویہ بن احمد بن طولون کے لشکر پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے ان کی چغلی کھائی' لوگ اسی روز نکلے' البریہ روانہ ہوئے۔ اپنے مال و اہل و عیال کو چھوڑ دیا کچھ دن بھٹکتے پھرے۔ ان کی ایک جماعت پیاس سے مر گئی۔ طریق مکہ پر کوفے سے دو تین منزل اوپر نکلے۔ سلطنت نے محمد بن سلیمان سردار لشکر کو کوفے روانہ کیا۔ اس نے ان کے نام لکھ لیے۔ کوفے سے تنخواہ مقرر کی گئی۔ جب بغداد کے قریب پہنچے تو ان کے پاس تنخواہیں اور خیمے اور کھانا روانہ کیا گیا۔ جس روز وہ داخل ہوئے اسی روز معتضد کے پاس پہنچا دیے گئے۔ اس نے انہیں خلعت دیا۔ ہر سردار کو اسپ سواری مع زین ولگام کے دی اور باقی لوگوں کو بھی خلعت دیا۔ ان کی تعداد ساٹھ تھی۔

۱۶/ تاریخ یوم شنبہ کو عبیداللہ بن سلیمان وزیر ابن ابی دلف کی جنگ کے لیے جو اصبہان میں تھا الجبل روانہ ہوا۔

رومی فرمانروا کی مسلمانوں سے امداد طلبی:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا طرسوس سے ایک مراسلہ آیا کہ صقالبہ نے مخلوق کثیر کے ساتھ رومیوں سے جنگ کی کچھ لوگوں کو قتل کیا اور ان کے بہت سے دیہات تباہ کر دیے۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔ رومیوں نے پناہ لی اور شہر کے دروازے بند کر لیے۔ رومی سرکش (بادشاہ) نے صقالبہ کے بادشاہ کے پاس قاصد روانہ کیا کہ ہمارا دین اور تمہارا دین ایک ہے پھر کیوں ہم لوگ آپس میں لوگوں کو قتل کریں۔ صقالبہ کے بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ میرے باپ دادا کا ملک ہے اور میں تجھ سے بغیر اس کے باز نہ رہوں گا۔ جب صقالبہ سے خلاصی نہ مل سکی تو رومیوں نے مسلمانوں کو جمع کیا جو اس کے پاس تھے۔ انہیں ہتھیار دے دیے اور ان سے صقالبہ کے خلاف اپنی مدد کی درخواست کی مسلمانوں نے مدد کی اور صقالبہ کو شکست دی۔ جب وہ شاہ روم نے یہ دیکھا تو اسے اپنے

اوپر ڈرا۔ ان کے پاس قاصد بھیجا انھیں واپس کر دیا۔ ان سے ہتھیار لے لیے اور اس خوف سے کہ اس پر خروج نہ کریں شہروں میں منتشر کر دیا۔

ابن خمارویہ کا قتل:

اسی سال کے نصف رجب کو مصر سے یہ خبر آئی کہ مغاربہ اور بربر کے لشکر نے ابن خمارویہ کے لشکر پر حملہ کر دیا کہ ''ہم لوگ اپنے اوپر تیری حکومت سے راضی نہیں ہیں تو ہم سے کنارے ہٹ جا تو ہم تیرے چچا کو والی بنا لیں''۔ اس کے کاتب علی بن احمد الماذرائی نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور ان سے یہ درخواست کی کہ وہ اسی روز اس کے پاس واپس ہو جائیں۔ وہ لوگ واپس ہو گئے۔ دوسرے دن لوٹے تو ایک لشکر اس کے چچا کے خلاف روانہ ہوا جس کے متعلق ان لوگوں نے بیان کیا تھا کہ وہ اسے امیر بنائیں گے۔ اس نے اس کی بھی گردن ماردی اور اپنے ایک دوسرے چچا کی بھی گردن ماردی۔ دونوں کے سروں کو ان کے پاس پھینک دیا۔ لشکر نے ابن خمارویہ پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس کی ماں کو بھی قتل کر ڈالا۔ اس کا مکان لوٹ لیا۔ مصر کو لوٹ لیا۔ اس میں آگ لگا دی اور ہارون بن خمارویہ کو اپنے بھائی کی جگہ بٹھا دیا۔

اسی سال رجب میں معتضد نے نہر دجیل سے نہر نکالنے اور اسے انتہا تک پہنچانے اور اس کے دھانے کی پتھر کی چٹان توڑنے کا جو پانی کو روکتی تھی حکم دیا۔ کچھ اوپر چار ہزار دینار جمع کر کے اس پر صرف کیے گئے۔ اور یہ کام زیرک کاتب اور المعتضد کے ایک خادم کے سپرد کیا گیا۔

رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ:

اسی سال شعبان میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان احمد بن طغان کے ہاتھوں پر فدا واقع ہوا۔ (یعنی قیدیوں کا باہم مبادلہ ہوا) اس کے متعلق طرسوس سے آنے والے مراسلے میں یہ مضمون تھا۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ احمد بن بن طغان نے لوگوں میں اعلان کیا کہ وہ ۴/ شعبان ۲۸۳ھ یوم پنج شنبہ کو فداء میں حاضر ہوں گے۔ ۵/ شعبان یوم یوم جمعہ کو لامس کی طرف نکلا جو مسلمانوں کی چھاؤنی ہے اور لوگوں کو اسی روز اپنے ہمراہ نکلنے کا حکم دیا۔ اس نے نماز جمعہ پڑھی اور مسجد جامع سے سوار ہوا۔ ہمراہ راغب اور اس کے موالی بھی تھے۔ شہر کے معززین اور موالی سردار و مجاہدین رضا کار بھی نہایت عمدہ ہیئت میں نکلے۔ لوگ ۸/ شعبان دوشنبہ تک لامس کی طرف نکلتے رہے۔ فریقین کے درمیان بارہ دن تک فدا ہوتا رہا۔ ان مسلمان بچوں اور عورتوں اور مردوں کی کل تعداد جن کی طرف سے فدیہ دیا گیا دو ہزار پانچ صد تھی۔ ۲۳/ شعبان یوم سہ شنبہ کو مسلمانوں نے شاہ روم کے سفیر سمیون کو رہا کیا۔ اس کے عوض میں رومیوں نے یحییٰ بن عبدالباقی سفیر اسلام کو رہا کیا جو معاملہ فداء میں بھیجا گیا تھا۔ امیر اور اس کے ساتھ کے لوگ واپس ہوئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن طغان اپنے اس فداء سے واپس ہونے کے بعد اسی مہینے میں دریا سے نکلا اور طرسوس میں اپنے عمل پر دمیانہ کو نائب کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن الباغمردی کو طرسوس پر روانہ کیا۔ اور وہ خود اس کی طرف نہیں لوٹا۔

عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو امان:

اسی سال ۱۰/ رمضان یوم جمعہ کو مدینۃ السلام کی جامع مسجد کے ممبر پر ایک مراسلہ پڑھ کر سنایا گیا کہ عمر بن عبدالعزیز بن ابی

دلف ۲۷/شعبان یوم شنبہ کو بدر اور عبید اللہ بن سلیمان کے امان میں امیر المومنین کے مطیع و منقاد اور سامع بن کر اور اس کی طاعت میں ان دونوں کے ہمراہ اس کے دروازے پر جانے کو واجب جان کر چلا گیا۔ عبید اللہ بن سلیمان اس کی طرف نکلا تو وہ اس سے ملا اور اس کے ساتھ بدر کے خیمے میں چلا گیا۔ بدر نے اس سے اس کے اہل بیت سے اور اس کے ساتھیوں سے امیر المومنین کی بیعت لی خلعت دیا اور اس خیمے کی طرف واپس ہوئے جو ان کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس کے قبل بکر بن عبد العزیز بدر اور عبید اللہ ابن سلیمان کی امان میں داخل ہو گیا تھا۔ ان دونوں نے اسے اس کے بھائی عمر کے عمل پر اس شرط سے والی بنایا تھا کہ وہ اس کی طرف نکلے گا اور اس سے جنگ کرے گا۔ جب عمر امان میں داخل ہو گیا تو دونوں نے بکر سے کہا کہ تیرا بھائی سلطنت کی طاعت میں داخل ہو گیا ہے۔ ہم دونوں نے تجھے محض اس بنا پر اس کے علاقے کا والی بنایا تھا کہ اس نے نافرمانی کی تھی۔ اب تو امیر المومنین کی رائے پر انحصار ہے تم دونوں کے معاملے میں جو مناسب سمجھے سب سے برتر ہے۔ لہٰذا تم دونوں اس کے دروازے پر چلو۔ عیسیٰ النوشری کو اصفہان کا والی بنایا گیا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ عمر بن عبد العزیز کی جانب سے ہے۔ بکر بن عبد العزیز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھاگ گیا۔

بکر بن عبد العزیز کا فرار:

یہ واقعہ معتضد کو لکھا گیا تو اس نے بدر کو ایک فرمان لکھا جس میں اسے اپنے مقام پر ٹھیرنے کا حکم تھا۔ یہاں تک کہ اسے بکر کی خبر معلوم ہو کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔ بدر مقیم ہو گیا۔ اور عبید اللہ بن سلیمان وزیر ابو محمد علی بن المعتضد کی طرف چلا جو رے میں تھا۔ بکر بن عبد العزیز بن ابی دلف الاہواز میں چلا گیا۔ معتضد نے اس کی تلاش میں وصیف موشکیر کو روانہ کیا جو بغداد سے روانہ ہو کے حدود فارس میں پہنچا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسے مل گیا اور اس پر حملہ نہیں کیا۔ دونوں نے اپنے ساتھی کے قریب رات گزاری۔ بکر رات کو کوچ کر گیا۔ وصیف نے اس کا تعاقب نہیں کیا' بکر اصفہان چلا گیا اور وصیف بغداد کی طرف پلٹ آیا۔ معتضد نے بدر کو لکھا جس میں اسے بکر کی تلاش اور اس کے عرب کی تلاش کا حکم تھا۔ بدر نے عیسیٰ النوشری کو اس کا حکم دیا۔ بکر بن عبد العزیز نے چند اشعار کہے جن کا مطلع یہ تھا۔

''تو اپنی ملامت مجھ سے دور رکھ کیونکہ یہ ملامت کا وقت نہیں ہے۔

افسوس ہے کہ ملامت کرنے والوں کے لئے ایک زائد چیز ایجاد کرتا ہوں''۔

ان اشعار میں وہ اپنے مقابلے سے نوشری کے بھاگ جانے کا ذکر کرتا ہے۔ وصیف کو اپنے مقابلے سے باز رہنے پر عار دلاتا ہے۔ اور بدر کو دھمکاتا ہے۔

اسی سال ۷/شوال یوم جمعہ کو علی بن محمد بن ابی الشوارب کا انتقال ہوا۔ اسی روز ایک تابوت میں سامرا لایا گیا۔ مدینہ ابو جعفر میں وہ چھ مہینے تک قاضی رہا تھا۔

اسی سال ۲۶/شوال یوم دوشنبہ کو عمر بن عبد العزیز بن ابی دلف اصبہان سے آتے ہوئے بغداد میں داخل ہوا بیان ہے کہ معتضد نے سرداروں کو اس کے استقبال کا حکم دیا القاسم بن عبید اللہ اور سرداروں نے اس کا استقبال کیا۔ معتضد نے اس کے لیے دربار کیا۔ صلہ دیا خلعت بخشا۔ اسپ تازی مع زین ولگام زر عطا فرمایا۔ اس کے دونوں بیٹوں کو اور اس کے بھتیجے احمد بن عبد العزیز کو اور اس کے سرداروں میں سے دو آدمیوں کو بھی خلعت دیا اور اس مکان میں اتارہ جو الجسر کے سرے کے پاس عبید اللہ بن عبد اللہ کا

تھا کہ پہلے سے اس کے لیے آراستہ کیا گیا تھا۔

عمرو بن اللیث کا معروضہ:

اسی سال ایوان خلافت میں سرداروں کو وہ معروضہ پڑھ کر سنایا جو عمرو ابن اللیث کے پاس سے اس مضمون کا آیا تھا کہ اس نے رافع بن ہرثمہ پر حملہ کیا۔ اسے شکست دی۔ وہ بھاگ کر چلا گیا۔ اور اس خیال میں ہے کہ اس کا تعاقب کرے۔ یہ جنگ ۲۵/ رمضان کو ہوئی تھی اور یہ معروضہ ۱۲/ ذی القعدہ یوم سہ شنبہ کو سنایا گیا تھا۔

۱۷/ ذی القعدہ یک شنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا المعتضد کے پاس جب کہ وہ الحلبہ میں تھا عمرو بن اللیث کا ایک معروضہ آیا تو وہ دارالعامہ واپس ہوا۔ سرداروں کو عمرو بن اللیث کا معروضہ پڑھ کر سنایا جس میں اس نے یہ اطلاع دی تھی کہ اس نے شکست کے بعد رافع کے پیچھے محمد بن عمرو البلخی کو ایک اور سردار کے ہمراہ روانہ کیا۔ رافع طوس کی طرف چلا گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے جنگ کی تو وہ بھاگا۔ اس کا پیچھا کیا تو وہ خوارزم میں گھس گیا۔ پھر خوارزم میں قتل کر دیا گیا۔ اس عریضے کے ہمراہ اس کی مہر بھی روانہ کی تھی۔ اور بیان کیا تھا کہ یہ قاصد سر کے بارے میں جو کچھ حکم ہوگا اسے پہنچا دے گا۔

اسی سال ۲۲/ ذی القعدہ یوم جمعہ کو رافع بن ہرثمہ کے قتل کے متعلق خطوط منبروں پر پڑھ کر سنائے گئے۔

۲۸۴ھ کے واقعات

رافع بن ہرثمہ کے سر کی تشہیر:

۴/ محرم یوم پنج شنبہ کو عمرو بن اللیث کا قاصد المعتضد کے پاس رافع بن ہرثمہ کا سر لایا۔ جانب شرقی کی مجلس (چوکی) میں جو خشکی پر تھی اس کے لٹکانے کا پھر اسے جانب غربی کر دینے کا اور وہاں رات کو لٹکانے کا پھر اسے واپس کرنے کا حکم دیا گیا۔ قاصد کو خلعت دیا گیا۔

راغب اور دمیانہ کی جنگ:

۷/ صفر پنج شنبہ کو طرسوس میں راغب اور دمیانہ کے درمیان سخت خون ریزی ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ سبب یہ ہوا کہ الموفق کے مولیٰ راغب نے خمارویہ بن احمد کے لیے دعا چھوڑ دی اور المعتضد کے مولیٰ بدر کے لیے دعا کی۔ اس کے اور احمد بن طغان کے درمیان اختلاف واقع ہوا۔ جب ابن طغان ۲۸۳ھ کے فدا سے واپس ہوا تو براہ دریا سوار ہو کے طرسوس میں داخل نہیں ہوا۔ اور چلا گیا۔ دمیانہ کو طرسوس کے انتظام کے لیے نائب کر گیا۔ جب اس سال کا صفر ہوا تو اس نے یوسف بن الباغمردی کو روانہ کیا کہ وہ طرسوس پر اس کی نیابت کرے۔ وہ داخل ہوا اور دمیانہ اس کی وجہ سے قوی ہو گیا تو ان لوگوں نے راغب کی دعا کو جو وہ بدر کے لیے کرتا تھا ناپسند کیا۔ جس سے ان کے درمیان فتنہ واقع ہوا اور راغب ان پر فتح مند ہوا۔ اس نے دمیانہ اور ابن الباغمردی اور ابن الیتیم کو مقید کر کے المعتضد کے پاس روانہ کر دیا۔

عیسیٰ النوشری کا بکر بن عبدالعزیز پر حملہ:

اسی سال ۲۰/ صفر یوم دوشنبہ کو الجبل سے ایک مراسلہ آیا کہ عیسیٰ النوشری نے حدود اصبہان میں بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف

پر حملہ کیا اس کے آدمیوں کو قتل کیا اور اس کے لشکر کو تباہ کر دیا اور وہ قلیل جماعت کے ساتھ بچ گیا۔

اسی سال ۱۴/ ربیع الاول یوم پنج شنبہ کو ابوعمر یوسف بن یعقوب کو خلعت دیا گیا۔ مدینہ ابوجعفر المنصور کا بجائے علی بن محمد بن ابی الشوارب کے قاضی بنایا گیا' اور قطربل' مسکن' برز جسابور' الراذانین کا عہدہ قضا بھی سپرد کیا گیا۔ اسی روز اس نے اہل مقدمہ کے لیے جامع مسجد میں اجلاس کیا۔ مدینہ ابوجعفر جب سے کہ ابن ابی الشوارب کا انتقال ہوا بغیر قاضی ہی کے رہا تھا۔ ایسے پندرہ مہینے چار دن گزرے۔

غالب نصرانی کی حضور صلعم کی شان میں گستاخی:

اسی ماہ کی ۱۳/ تاریخ یوم چہارشنبہ کو غالب نصرانی طبیب سلطانی کا ایک خادم نصرانی جس کا نام وصیف تھا گرفتار کیا گیا۔ اس پر یہ شہادت گزری کہ رسول ﷺ کو گالیاں دی ہیں۔ اسی بنا پر قید کر دیا گیا۔ اس کے دوسرے روز اس خادم کے سبب سے عوام کے کچھ لوگ جمع ہوئے۔ ابوالقاسم ابن عبیداللہ کا شور مچایا اور اس شہادت کی وجہ سے جو اس کے خلاف دی گئی اس پر حد قائم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

عوام کی برہمی:

جب اسی ماہ کی ۱۷ تاریخ یک شنبہ کا دن ہوا تو باب الطاق کے باشندے البردان اور اس کے متصل کے بازاروں میں جمع ہوئے۔ آپس کے لوگوں کو بلایا باب خلافت کو چلے۔ ابوالحسین ابن الوزیر ملا تو اس کو آواز دی۔ ابن الوزیر نے تسلی دی کہ المعتضد کو اس کی خبر پہنچا دی گئی ہے۔ عوام نے اس کو جھٹلایا اور اسے اتنا سخت وسست کہا کہ اسے ناگوار ہوا۔ اس کے آدمیوں اور مددگاروں پر حملہ کر دیا۔ وہ لوگ بھاگ کے المعتضد کے قصر الثریا تک گئے۔ پہلے اور دوسرے دروازے سے داخل ہو گئے تو اندر جانے سے روک دیا گیا۔ روکنے والوں پر حملہ آور ہوئے۔ قصر سے نکل کے کسی نے واقعہ دریافت کیا تو انہوں نے المعتضد کو لکھ بھیجا۔ ایک جماعت کو اندر آنے کی اجازت ملی۔

حاضر ہونے پر خلیفہ نے واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا۔ خلیفہ نے خفیف السمرقندی کو ان کے ساتھ یوسف قاضی کے پاس روانہ کیا۔ اور خفیف کو یہ حکم دیا کہ وہ یوسف کو اس معاملے میں غور کرنے کا حکم دے اور اس باب میں جو خبر ملے اس سے آگاہ کرے۔ خفیف ان لوگوں کے ساتھ یوسف کے پاس روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کے اس قدر ہجوم کیا کہ قریب تھا کہ اسے بھی قتل کر دیں اور یوسف کو بھی۔ مگر یوسف ان سے بچ گیا۔ ایک دروازے میں گھسا اور اندر سے بند کر لیا۔ اس کے بعد نہ خادم کا کوئی ذکر ہوا اور نہ اس کے بارے میں عوام کا اجتماع ہوا۔

اہل طرسوس کا وفد:

اسی سال کے اسی مہینے میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل طرسوس کی ایک جماعت نے حکام کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ ان پر کسی کو والی مقرر کیا جائے' کیونکہ ان کا شہر بغیر والی کے ہے۔ طرسوس اس کے قبل ابن طولون کے قبضے میں تھا۔ اس نے بدسلوکی کی تو رعایا نے عامل کو شہر سے نکال دیا۔ ابن طولون نے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری کیا۔ احسان کے وعدے کیے۔ مگر رعایا اڑی رہی اس کے کسی غلام کو بھی اپنے شہر میں داخل ہونے دیں۔ صاف کہہ دیا کہ تیری جانب سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا ہم اس

سے جنگ کریں گے۔ آخر ابن طولون باز آ گیا۔

اسی سال ۲۷/ ماہ ربیع الآخر یوم پنج شنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا۔ مصر میں ایک تاریکی اور آسمان میں ایسی گہری سرخی ظاہر ہوئی کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو دیکھتا تھا تو اسے سرخ نظر آتا تھا۔ اسی طرح دیواریں بھی۔ مصر سے آخر عشا تک یہی حال رہا لوگ اپنے مکانوں سے نکل کر اللہ کی جناب میں دست بدعا تھے اور گریہ وزاری کر رہے تھے۔

نوروز کی رسوم کی ممانعت:

۳/ جمادی الاولیٰ یوم چہار شنبہ مطابق ۱۱/ حزیران کو بغداد کے محلوں اور بازاروں میں شب نوروز میں آگ جلانے اور نوروز کے دن رنگ کھیلنے کی ممانعت کا اعلان کیا گیا۔ پنج شنبہ کو بھی اسی قسم کا اعلان کیا گیا۔ جمعہ کو عشا کے وقت ہوا تو مدینۃ السلام کی شرقی جانب سعید بن یسکین افسر پولیس کے دروازے پر یہ اعلان کیا گیا کہ امیر المومنین نے آگ جلانے اور رنگ کھیلنے میں لوگوں کو آزاد کر دیا ہے۔ عوام اتنا کھیلے کہ حد سے گزر گئے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ الجسر کی چوکی پر پولیس کے آدمیوں پر بھی رنگ ڈال دیا۔

حبشی خدام کی اہانت پر سزا:

اسی سال عوام الناس نے حبشی خدام میں سے جسے دیکھا اسے یا عقیق کی صدائے غریب سے پکارا۔ وہ لوگ اس سے غضب ناک ہوتے تھے المعتضد نے ایک حبشی خادم کو جمعہ کو رات کے وقت ایک رقعے کے ساتھ ابن حمدون مصاحب کے پاس روانہ کیا۔ یہ خادم الجسر کے شرقی جانب کے سرے پر پہنچا تھا کہ عوام میں سے کسی نے یا عقیق پکارا۔ خادم نے گالی دی اور اسے ذلیل کیا۔ عوام کی ایک جماعت جمع ہوگئی۔ خادم کو گرا کے مارا۔ وہ رقعہ کھو گیا جو اس کے ہمراہ تھا۔ خادم۔ نے واپس آ کے اس پر جو گزری تھی اس کی خبر دی۔ المعتضد نے طریف المخلدی خادم کو سوار ہو کے ہر اس شخص کے گرفتار کرنے اور تازیانے مارنے کا حکم دیا۔ جو خدام کے ساتھ سختی کرے۔ طریف ۱۳/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو سوار و پیادہ کی ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہوا۔ ایک حبشی خادم کو اپنے آگے روانہ کیا۔ وہ اس حکم کی بنا پر کہ اس شخص کو گرفتار کر لیا جائے جس نے خادم کو یا عقیق کہہ کے پکارا تھا۔ باب الطاق تک گیا۔ مذکور ہے کہ اس نے باب الطاق پر سات آدمیوں کو گرفتار کیا۔ ان میں سے کوئی رضائی بھائی تھا۔ انہیں شرقی جانب کی پولیس کی چوکی میں تازیانے مارے گئے۔ طریف عبور کر کے الکرخ پہنچا تو وہاں بھی یہی کیا۔ پانچ آدمیوں کو گرفتار کر کے الشرقیہ کی پولیس کی چوکی میں تازیانے مارے۔ سب کو اونٹوں پر لادا گیا اور یہ منادی کی گئی کہ "یہ اس شخص کی سزا ہے جو خادمان خلافت کے ساتھ سختی کرے اور انہیں یا عقیق پکارے"۔ دن بھر قید رکھے گئے۔ رات کو رہا کر دیے گئے۔

حضرت معاویہ بن سفیان کو دعا دینے کی ممانعت:

اسی سال المعتضد باللہ نے منبروں پر حضرت معاویہ بن سفیان پر لعنت کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور اس کے متعلق ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ عبیداللہ بن سلیمان بن وہب نے عوام کے اضطراب کا خوف دلایا کہ اندیشہ ہے کہ فتنہ ہو گا۔ مگر اس نے التفات نہ کیا۔

مذکور ہے کہ جب المعتضد نے اس امر کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے جو بات کی وہ عوام کو اپنے کام میں مشغول رہنے' قضیہ اور شہادت میں حکام کے پاس اجتماع کو ترک کرنے کا حکم دیا۔ بجز اس صورت کے کہ وہ شاہد حال ہوں اور ان سے کوئی شہادت طلب کی

جائے۔ قصہ گویوں کو راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت کر دی۔ اس کے متعلق تحریریں تیار کی گئیں جو مدینۃ السلام کے دونوں طرف محلوں اور بازاروں اور چوکوں میں اسی سال ۲۴/ جمادی الاولیٰ یوم چہار شنبہ کو پڑھ کر سنائی گئیں۔ ۲۶/ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ کو قصہ گویوں کو دونوں جامع مسجدوں میں بیٹھنے سے منع کیا گیا۔ حلقہ افتادالے اور اسی تبیل کے دوسرے لوگ دونوں مسجدوں میں بیٹھنے سے روکے گئے۔ تاجروں کو ان مساجد کے صحن میں بیٹھنے سے منع کیا گیا۔ جمادی الآخر میں لوگوں کو کسی قصہ گو وغیرہ کے پاس جمع ہونے کی ممانعت کا اعلان کیا گیا اور قصہ گویوں اور حلقے والوں کو بیٹھنے سے منع کیا گیا۔ گیارہویں تاریخ کو کہ جمعہ کو ہوئی۔ ہر دو جامع مسجد میں یہ اعلان کیا گیا کہ جو لوگ مناظرہ یا بحث کے لیے جمع ہوں گے سلطنت ان سے بری الذمہ ہے۔ جو شخص یہ کرے گا وہ اپنے لیے زدوکوب کو حلال کر دے گا۔ اور پانی والوں کو اور جو لوگ دونوں جامع مسجدوں میں پانی پلاتے تھے ان سب کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ حضرت معاویہ پر رحمت نہ بھیجیں (یعنی رحمۃ اللہ علیہ نہ کہیں) اور نہ بھلائی کے ساتھ ان کا ذکر کریں۔

چرچے ہونے لگے کہ حضرت معاویہ کی لعنت کے متعلق جس کتاب کے لکھنے کا المعتضد نے حکم دیا ہے وہ بعد نماز جمعہ منبر پر پڑھ کر سنائی جائے گی۔ جب لوگوں نے نماز جمعہ پڑھ لی تو منبر مقصورہ کی طرف بڑھے کہ کتاب کی قرات سنیں' مگر وہ نہیں پڑھی گئی۔

المعتضد باللہ کی کتاب کی نقل:

مذکور ہے کہ المعتضد نے اس کتاب کے نکالنے کا حکم دیا' جو لعن معاویہ میں المامون کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ یہ کتاب اس کے حکم سے دفتر سے نکالی گئی۔ اس کے جمع کرنے والوں سے اس کتاب کی نقل لے لی گئی۔

''(بسم اللہ الرحمن الرحیم) سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جو بزرگ و برتر ہے' علم و حکمت والا ہے' عزت و رحمت والا ہے جو اپنی وحدانیت میں تنہا و یکتا ہے' اپنی قدرت کے سبب سے غلبہ رکھنے والا ہے۔ اپنی خواہش و حکمت سے پیدا کرنے والا ہے۔ سینے میں گزرنے والی اور دلوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ کوئی خفی سے خفی بات اس سے پوشیدہ نہیں۔ بلند آسمانوں اور پست زمینوں میں ذرے کے برابر بھی کوئی شے اس سے غائب نہیں کیونکہ ہر شے اس کے احاطہ علم میں ہے۔ ہر شے اس کے شمار میں ہے۔ ہر شے کی اس نے غایت مقرر کر دی ہے وہ علم و خبر والا ہے۔

سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اپنے بندوں کو اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا۔ مطیع کی اطاعت بھی اس کے علم سابق میں ہے۔ نافرمان کی نافرمانی پر بھی اس کا حکم گزر چکا ہے۔ اس نے ان سے وہ سب بیان کر دیا جسے وہ کریں اور جس سے وہ بچیں۔ نجات کے راستے بتا دیے۔ ہلاکت کے راستوں سے ڈرا دیا۔ ان پر حجت کو غالب کر دیا۔ ان کے لیے معذرت کو مقدم کیا۔ جس دین کو خود اس نے پسند فرمایا تھا وہی ان کے لیے منتخب کیا اور اس کی وجہ سے ان کا اکرام کیا۔ اپنی رسی کے پکڑنے والوں اور اپنے کڑے کے تھامنے والوں کو اپنا ولی اور اہل طاعت بنایا۔ انکار اور مخالفت کرنے والوں کو اپنا دشمن اور اہل معصیت بنایا کہ جو ہلاک ہو وہ بھی دلیل سے ہو اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل سے زندہ رہے۔ بے شک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے رسول محمد (ﷺ) کو اپنی تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا۔ انہیں اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا۔ اپنے تمام بندوں کی طرف ہدایت کے لیے پسندیدہ دین کے ساتھ ان کو مبعوث کیا۔ ان پر نہایت صاف اور واضح کتاب نازل فرمائی۔ ان کے لیے مدد اور طاقت پہنچانے کا اعلان کیا۔ غلبہ اور مضبوط دلیل سے ان کی تائید کی۔ جس نے

ہدایت پائی اسی کی سبب سے ہدایت پائی اور وہی نابینائی سے بچا۔ جس نے اسے قبول کرلیا۔ وہ گمراہ ہوا جس نے اس سے پشت پھیری اور روگردانی کی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنے امر کو غالب فرمایا' اپنی مدد کو غالب کر دیا' اور اسے مغلوب کر دیا جس نے اس کی مخالفت کی۔ ان سے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ ان پر اپنے رسولوں کو ختم کر دیا اور انہیں اس حالت میں اٹھالیا کہ وہ اس کا حکم پہنچانے والے' اس کی رسالت کی تبلیغ کرنے والے' اپنی امت کے خیر خواہ' پسندیدہ پلٹنے والوں کے برگزیدہ انجام کی اور اس کے انبیائے مرسلین کے اور اس کے کامیاب بندوں کی منازل میں سے سب سے برتر منزل کی راہ پانے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر ایسی رحمت نازل کرے جو افضل اور اتم اور بزرگ و برتر اور پاک وصاف ہو اور ان کی آل پاک پر۔

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے امیر المومنین اور اس کے نیک اور ہدایت یافتہ بزرگوں کو خاتم النبیین وسید المرسلین کا وارث اور دین کا قائم کرنے والا' اپنے مومن بندوں کے لیے عدل کرنے والا' حکمت کی امانتوں اور نبوت کی میراثوں کا محفوظ کرنے والا بنایا' امت میں خلیفہ بنایا' جن کی مدد وعزت حفاظت تائید اور غلبے سے کی گئی کہ اللہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے' اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

امیر المومنین کو اس شبہے کی خبر پہنچی ہے جس پر عوام کی ایک جماعت ہے کہ ان کے دین میں داخل ہو گیا ہے' اس فساد کی اطلاع ملی ہے جو ان کے عقیدے میں داخل ہو گیا ہے اور اس تعصب سے آگاہی ہوئی ہے' جس پر ان کی نفسانی خواہشیں غالب آ گئی ہیں اور جس کو ان کی زبانیں بے سمجھے بوجھے بیان کر رہی ہیں۔ اس میں انہوں نے گمراہی کے پیشوا کی بغیر دلیل اور بے سوچے تقلید کر لی ہے۔ قابل پیروی سنت کی مخالفت کر کے ہوائے بدعت کو اختیار کر لیا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ''اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی ہدایت کو ترک کر کے اپنی خواہش نفسانی کی پیروی کر لی۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا''۔ جنھوں نے جماعت سے نکل کر فتنے کی طرف تیزی سے سبقت کی ہے۔ نااتفاقی کو اختیار کیا ہے۔ کلمے کو پراگندہ کیا ہے۔

ان لوگوں کی دوستی کو ظاہر کیا ہے جن سے اللہ نے دوستی منقطع کر دی' اس کی پناہ کو منقطع کر دیا' اسے ملت سے نکال دیا اور اس پر لعنت کرنا واجب کر دیا۔

اور اس کی تعظیم کی ہے جس کے حق کو اللہ نے کم کیا ہے۔ اس کے معاملے کو کمزور کیا ہے' اس کی دیوار کو کمزور کیا ہے' جو بنی امیہ کا شجرۂ ملعونہ ہے۔

اور اس کی مخالفت کی ہے جس کی وجہ سے اللہ نے انھیں ہلاکت سے نکالا ہے' جن کی وجہ سے اللہ نے ان پر اپنی بکثرت نعمتیں نازل کی ہیں' جو برکت ورحمت کے اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ فضل والا اور عظمت والا ہے''۔

امیر المومنین کو اس کے متعلق جو خبر ملی اس کو اس نے بہت بڑا جانا' اس کا انکار کرنے میں اپنے اوپر دین میں حرج اور اس شخص کے لیے فساد سمجھا جس کے سپرد اللہ نے اپنی حکومت کر دی۔ مخالفین کے درست کرنے میں۔ جاہلوں کے سمجھانے میں۔ شک کرنے والوں پر حجت قائم کرنے میں۔ اور منکرین پر دست درازی کرنے میں اللہ نے اس پر جو کچھ واجب کیا اسے بیکار کر دینا سمجھا۔

اے گروہ انسان! امیر المومنین تمہاری طرف اس امر کے ساتھ رجوع ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو اپنے دین کے

ساتھ مبعوث کیا اور انہیں یہ حکم دیا کہ اس حکم کی اچھی طرح تبلیغ کر دیں جس کو انہوں نے اپنے گھر والوں اور قرابت داروں سے شروع کیا' انہیں اپنے پروردگار کی طرف بلایا' ان کو ڈرایا' خوش خبری دی' خیر خواہی کی اور انہیں نیک راستہ بتایا' وہ لوگ جنھوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا' آپ کے قول کی تصدیق کی' آپ کے حکم کا اتباع کیا' وہ ایک قلیل جماعت تھی جو آپ کی والد کی اولاد میں سے تھے۔ بعض وہ تھے کہ آپ کی ان باتوں پر ایمان لائے جو آپ اپنے پروردگار کے پاس سے لائے تھے' ان لوگوں میں بعض وہ تھے کہ آپ کے مددگار تھے۔ اگر چہ انہوں نے آپ کے دین کا اتباع نہیں کیا۔ ان میں سے جسے اللہ نے منتخب کیا وہ اپنے اس علم کی وجہ سے کہ ایسے پہلے سے ہے اور جس کے بارے میں اس کی مشیت نافذ ہو چکی ہے کہ خاص اسی کو وہ اپنی خلافت اور اپنے نبی کی میراث سپرد کرے گا۔

ان میں سے جو مومن تھے وہ آپ کی مدد اور حمایت میں پوری کوشش کرنے والے تھے۔ ان لوگوں کو دفع کرتے تھے جو آپ سے مخالفت کریں۔ انھیں جھڑکتے تھے جو آپ کو عیب لگائیں اور آپ سے عداوت کریں وہ لوگ جو آپ کی مدد کرتے تھے' نصرت کرتے تھے وہ آپ کے قابل اعتماد ہو جاتے تھے' جنھیں آپ کی مدد کی گنجائش ہوتی تھی وہ آپ سے بیعت کر لیتے تھے' آپ کے دشمنوں کے حالات کی جستجو کرتے تھے اور پس پشت بھی آپ کے لیے ویسی ہی تدبیر کرتے تھے' جیسی کہ نظر کے سامنے آپ کے لیے کوشاں رہتے تھے۔

یہاں تک کہ مدت پوری ہوگئی' ہدایت پانے کا وقت آ گیا' تو وہ اللہ کے دین اس کے رسول کی تصدیق' اس پر ایمان لانے میں سپوری بصیرت' عمدہ ہدایت اور رغبت کے ساتھ داخل ہوئے' اللہ نے انھیں اہل بیت رحمت اہل بیت دین کر دیا' ان سے ناپاکی کو دور کر دیا اور انہیں ایسا پاک کر دیا جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔ ان کو معدن حکمت وارث نبوت اور موضع خلافت بنا دیا' ان کی فضیلت کو واجب کر دیا اور اپنے بندوں پر ان کی اطاعت لازم کر دی۔

آپ کے خاندان کے وہ لوگ جنھوں نے آپ سے عداوت کی' مخالفت کی تکذیب کی' آپ سے جنگ کی' ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کا گروہ بہت بڑا ہے جو بدگوئی اور تکذیب سے آپ کا مقابلہ کرتے تھے۔ آپ کی ایذا اور دھمکانے کا قصد کرتے تھے' عداوت کی وجہ سے آپ سے جھگڑتے تھے' جنگ قائم کرتے تھے' جو آپ کا قصد کرتا تھا اسے آپ سے روکتے تھے اور جو آپ کی پیروی کرتا تھا اسے دکھ پہنچاتے تھے۔

اس بارے میں سب سے زیادہ عداوت کرنے والا' سب سے بڑا آپ کا مخالف اور ان میں سب سے پہلا ہر ایک جنگ اور ہر لڑائی میں کہ کوئی جھنڈا اسلام کے خلاف بلند نہ ہوتا تھا جو اس کے ہاتھ میں نہ ہوتا ہو۔ بدر واحد و خندق اور فتح مکہ کی ہر مقام جنگ میں جو اس جنگ کا رئیس اور سردار ہوتا تھا وہ بنی امیہ کا ابوسفیان بن حرب اور اس کے گروہ تھے جن پر کتاب اللہ میں لعنت کی گئی۔ جن پر مختلف مقامات و مواضع میں رسول اللہ (ﷺ) کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے ہوا کہ ان کا کفر و نفاق اور ان کا حال پہلے سے اللہ کے علم میں تھا۔ اس نے مجاہد ہو کر جنگ کی' یا مشقت اٹھا کے مدافعت کی' یا مخالف بن کر مقیم رہا' یہاں تک کہ اسے تلوار نے مغلوب کر دیا' اور اس طرح اللہ کا حکم بلند ہو گیا کہ ان کو ناگوار تھا تو وہ بغیر اس پر اعتقاد رکھنے کے اسلام کا قائل بن گیا اور اس کفر کو پوشیدہ کیے رہا جسے اس نے جدا نہ کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے اسے پہچان لیا۔ اسے مولفۃ القلوب کے لقب سے ممتاز کر دیا' اور اسے اور اس کے بیٹے کو باوجود اس کا علم رکھنے کے قبول کر لیا۔ ان آیات میں سے جن میں اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے ان پر لعنت کی اور اس کے متعلق قرآن نازل کیا یہ ہے:

﴿ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴾

''اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں' مگر ان میں سوائے زبردست سرکشی کے اور کچھ نہیں بڑھتا''۔

کسی کے درمیان اختلاف نہیں کہ اس سے اللہ کی مراد بنی امیہ ہیں۔ انہیں میں سے رسول ﷺ کا اس حالت کے متعلق ارشاد ہے جب کہ وہ ایک گدھے پر سوار آ رہا تھا' معاویہ اسے کھینچ رہا تھا۔ اس کا بیٹا یزید اسے ہنکار رہا تھا کہ کھینچنے والے اور سوار ہانکنے والے پر خدا کی لعنت ہے۔

منجملہ ان کے اس قول جسے راوی روایت کرتے ہیں کہ ''اے اولاد عبد مناف اسے کرہ کے لینے کی طرح جلدی لے لو۔ کیونکہ نہ وہاں جنت ہے اور نہ دوزخ''۔ یہ ایسا صریح کفر ہے جس کی وجہ سے اسے اللہ کی طرف سے لعنت ملتی ہے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں کفر کرنے والوں کو داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ملی۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ لوگ حد سے بڑھا ہی کرتے تھے۔

منجملہ ان کے وہ ہے جو راویوں نے اس کی بصارت جانے کے بعد احد کی گھاٹی پر اس کے کھڑے ہونے اور اس کے اپنے سردار سے کہنے کے متعلق روایت کیا ہے کہ اسی مقام پر ہم نے محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو دفع کیا تھا۔

منجملہ ان کے وہ خواب ہے جو نبی ﷺ نے دیکھا جس سے آپ نہایت غمگین ہوئے۔ حتیٰ کہ اس کے بعد آپ ہنستے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی۔ وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس (اور جو ہم نے آپ کو دکھایا (یعنی معراج) وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لیے ہے) راویوں نے بیان کیا کہ آپ نے بنی امیہ کے ایک گروہ کو اپنے منبر کو دتے ہوئے دیکھا۔

منجملہ ان کے رسول اللہ ﷺ کا الحکم بن ابی العاص کو اس حکایت کی وجہ سے مردود کر دینا ہے۔ جب کہ آپ نے اسے دیکھا کہ وہ متردد دین ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کی دعوت کے ساتھ اسے باقی رہنے والی نشانی بنا دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ''تو ایسا ہی رہ جیسا کہ ہے''۔ وہ اپنی ساری عمر اسی پر باقی رہا۔ یہاں تک کہ مروان سے سب سے پہلا فتنہ اسلام میں اسی کے افتتاح سے ہوا' اور جو محترم خون اس میں بہایا بعد کو بہایا گیا وہ اسی کے اسباب جمع کرنے سے۔

منجملہ ان کے وہ ہے جو اللہ نے اپنے نبی پر سورۃ القدر نازل فرمایا ہے کہ (لیلة القدر خیر من الف شهر) شب قدر بنی امیہ کی سلطنت کی ہزار راتوں سے بہتر ہے'

منجملہ ان کے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا کہ وہ آپ کا حکم آپ کے سامنے لکھے مگر اس نے آپ کے حکم کو ٹال دیا اور اپنے کھانے کا بہانہ کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ اس کے شکم کو پر نہ کرے''۔ وہ ایسا ہی رہا کہ سیر نہ ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ بخدا

کھانا سیری کے لیے نہیں نازل کیا گیا مگر اس نے تھکا دیا۔

منجملہ ان کے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس پہاڑی راستے سے میری امت میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا حشر میرے دین کے خلاف ہوگا''۔ یہ معاویہ نکلا۔

منجملہ ان کے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم لوگ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو اسے قتل کر دینا''۔ منجملہ ان کے وہ حدیث مرفوع مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: ''معاویہ آگ کے ایک صندوق میں ہے جو اس کے سب سے نیچے کے درجے میں ہے جو یا حنان یا منان کی صدا لگاتا ہے کہ یا اللہ اس وقت مجھ پر رحم کر' حالانکہ اس کے قبل میں نے نافرمانی کی تھی اور میں مفسدین میں سے تھا۔

منجملہ ان کے آپ کا اس جنگ کی وجہ سے بری ہونا ہے جو ایسے شخص سے ہوئی کہ باعتبار مرتبے کے اسلام میں مسلمانوں سے افضل تھے جو سب سے پہلے اس کی طرف سبقت کرنے والے تھے' جن کا اثر اس میں سب سے اچھا تھا' یہ علی بن ابی طالب تھے جن سے وہ ان کے حق میں اپنے باطل سے نزاع کرتا تھا' ان کے مددگاروں سے اپنے بے راہوں اور گمراہوں کے ذریعے سے جہاد کرتا تھا اور اسی کا ارتکاب کرتا تھا جس کا ارتکاب وہ اور اس کے باپ کرتے رہے جو اللہ کے نور کا گل کرنا اور اس کے دین کا انکار کرنا تھا' حالانکہ اللہ کہ سوائے اپنے نور کے پورا کرنے کے اور سب چیزوں سے انکار ہے' جو اپنے اس مکر و بغاوت سے بے وقوفوں کو مائل کرتا تھا' نادانوں کو فریب دیتا تھا۔ جن کے متعلق رسول ﷺ نے پہلے سے خبر دے دی ہے۔ آپ نے عمار سے فرمایا کہ ''تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی' تو انہیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ تجھے دوزخ کی طرف بلائیں گے''۔ جس نے دنیا کو اختیار کیا تھا' آخرت سے اسے انکار تھا' جو اسلام کے حلقے سے خارج تھا' جو حرام خون کو حلال سمجھتا تھا' یہاں تک کہ اس نے اپنے فتنے میں اور اپنی گمراہی کے راستے میں ان مسلمانوں کے اتنے خون بہائے جن کا شمار نہیں ہو سکتا' ایسے مسلمانوں کے خون بہائے جو برگزیدہ تھے اللہ کے دین کے محافظ تھے' اس کے حق کے مددگار رہتے' یہ شخص اللہ سے جہاد کرنے والا' اس امر کی کوشش کرنے والا تھا کہ اللہ کی نافرمانی کی جائے اس کی اطاعت نہ کی جائے' اس کے احکام اس طرح باطل ہو جائیں کہ پھر نہ قائم ہوں اس طرح اس کے دین کی مخالفت ہو کہ پھر دین ہی باقی نہ رہے' گمراہی کا بول بالا ہو۔ باطل کی دعوت بلند ہو' حالانکہ اللہ ہی کا بول بالا ہے۔ اسی کا دین منصور ہے' اسی کا حکم مانا جاتا ہے اور نافذ ہے اور اسی کا حکم غالب ہے۔ اس شخص کا مکر مغلوب اور باطل ہے جو اللہ سے عداوت کرے۔

یہاں تک کہ اس نے ان تمام جنگوں کے اور جو ان کے بعد ہوئیں۔ سب کے بار برداشت کیے۔ ان خونوں کا طوق اور جو ان کے بعد ہوئے اپنی گردن میں ڈالا' ایسے فساد کے طریقے ایجاد کیے کہ ان کا بھی گناہ اس پر ہے اور قیامت تک اس کا بھی گناہ اس پر ہے جو اس پر عمل کرے گا۔ ایسے شخص کے لیے اس نے محرموں کو حلال کر دیا جس نے اس کا ارتکاب کیا' اہل حقوق کے حقوق کو روکا' اسے مہلت دینے سے دھوکے میں ڈالا اس کے لیے ڈھیل دینے سے مکاری کی۔ حالانکہ اللہ اس کی گھات میں ہے۔

ان امور میں سے جن کی وجہ سے اللہ نے اس پر لعنت واجب کر دی اس کا ان اہل فضیلت و دیانت نیک صحابہ و تابعین کا قتل کرنا ہے جو صبر کے ساتھ قتل کیے گئے مثلاً عمرو بن الحمق اور حجر بن عدی۔ ان کو محض اس لیے قتل کیا کہ عزت اور ملک اور غلبہ اسی کا ہو حالانکہ اللہ ہی کے لیے ملک و قدرت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ''جو مومن کو عمداً قتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ

کتاب اللہ کو بدل دینا۔

اس کے احکام کو معطل کر دینا۔

اللہ کے مال کو اپنے آپس میں دولت بنا لینا۔

اللہ کے گھر کو منہدم کرنا۔

حرام کو حلال کر لینا۔

خانہ کعبہ پر منجنیق اور اس پر آگ ڈالنا کہ انہیں اس کے جلنے اور تباہ ہونے کی بھی پرواہ نہ تھی۔

اللہ نے جو حرام کیا اس کو حلال کر لیا' حرام کے مرتکب ہوئے' جس نے اللہ کی پناہ لی اس کو قتل کرنے اور ہلاک کر ڈالنے میں سرگرم رہے۔

جس کو اللہ نے امن دیا اسے خوف دلاتے رہے۔

عذاب جب ان کے لیے ثابت ہو گیا اللہ کے انتقام کے مستحق ہو گئے' زمین کو ظلم و تعدی سے بھر دیا' اللہ کے بندوں کے ساتھ عام طور پر ظلم و جبر کرنے لگے تو ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہوئی' اللہ کی جانب سے ان پر غلبہ نازل کر دیا گیا۔ اللہ نے ان کے لیے اپنے نبی کی اولاد میں سے اور اس کے اہل وراثت میں سے ایسے شخص کو تیار کیا جس نے انہیں اپنی خلافت کے ذریعے سے ان لوگوں سے نجات دی جیسا کہ اللہ نے ان کے اسلاف مومنین اور آباء مجاہدین کو ان کے پیشرو کافروں کے لیے تیار کیا تھا' اللہ نے ان کے ذریعے سے ان لوگوں کا خون بہایا تھا جو مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ ان کے آباء کے ذریعے سے ان کے کافر و مشرک آباء کا خون بہایا تھا۔ اللہ نے ظالموں کی جماعت کی جڑ کاٹ دی' اور اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔

اللہ نے کمزوروں کو طاقت دے دی۔ حق کو وہ حق دلایا جس کے مستحق تھے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے کہا ہے کہ ''ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور سمجھے جاتے ہیں' اور انہیں پیشوا بنائیں' اور انہیں وارث بنائیں''۔

لوگو! خوب سمجھ لو۔ اللہ عزوجل نے اسی لیے امر کیا ہے کہ اطاعت کی جائے۔ اسی لیے فرمان نافذ کیا ہے کہ اسے مانا جائے' اسی لیے حکم دیا ہے کہ قبول کیا جائے۔ اس نے اپنے نبی کی سنت کے اختیار کرنے کو لازم کیا ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے۔ جو لوگ گمراہ ہوئے ان میں سے اکثر نے اسے ملتوی کر دیا اور بہت سے اہل جہالت و نادانی ہٹ گئے کہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے عالموں اور عابدوں کو اللہ کے سوا اپنا پروردگار بنا لیا تھا۔ حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ ''کفر کے پیشواؤں سے جہاد کرو''۔ اے گروہ انسان ان باتوں سے باز آؤ جو اللہ کو تم سے ناراض کرتی ہیں۔ اور ان چیزوں کی طرف رجوع کرو جو تم سے اسے راضی کرتی ہیں۔ خدا سے ان چیزوں پر راضی رہو جو اس نے تمہارے لیے پسند کیں' اسی کو اختیار کرو جس کا اس نے تمہیں حکم دیا۔ اس سے بچو جس سے اس نے منع کیا۔ راہ راست' دلیل ظاہر' راہ واضح اور ان اہل بیت رحمت کی پیروی کرو جن کی وجہ سے ابتدا میں اللہ نے تمہیں راہ راست دکھائی اور آخر میں تمہیں ظلم و جور سے انہی کی بدولت رہائی دی۔ امن و عافیت و عزت تک انہی کی طفیل پہنچایا اور دین و دنیا میں تمہیں نیک خصال کیا۔

اس پر لعنت کرو جس پر اللہ و رسولؐ نے لعنت کی' اس سے مفارقت اختیار کرو جس کی مفارقت کے بغیر تم اللہ کی قربت نہیں

حاصل کر سکتے۔

اے اللہ لعنت کر ابوسفیان بن حرب اور اس کے بیٹے معاویہ پر' یزید ابن معاویہ پر' مروان بن الحکم پر اور اس کے بیٹے پر' اے اللہ لعنت کر کفر کے اماموں' گمراہی کے پیشواؤں' دین کے دشمنوں' رسول ﷺ سے لڑنے والوں' احکام میں تغیر کرنے والوں کتاب کے بدلنے والوں اور محترم خون بہانے والوں پر۔

اے اللہ ہم تیرے دشمنوں کی دوستی سے' تیرے گنہگاروں سے چشم پوشی کرنے سے تیرے سامنے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ تو نے کہا ہے کہ ''تو کسی جماعت کو جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں ایسا نہ پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ و رسول کے دشمن ہیں۔

اے لوگو! حق کو پہچانو اور اہل حق کو پہچانو' گمراہی کے راستوں میں غور کرو اور ان کے چلنے والے کو پہچانو' کیونکہ لوگوں سے ان کے اعمال صاف بیان کر دیے جاتے ہیں۔ اور ان کے آباء انہیں گمراہی اور نیکی میں مبتلا کرتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے راستے میں تمہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ روکے' کوئی طالب خواہش نفسانی کو ہوا و ہوس کا خواستگار ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کی راہ سے تمہیں بھٹکا دے۔ کسی ایسے کا مکر جو تم سے مکر کرتا ہے۔ اس شخص کی اطاعت جس کی فرمانبرداری تمہیں اپنے پروردگار کی نافرمانی تک لے جاتی ہے اللہ نہ کرے کہ تمہیں اللہ کے دین سے ہٹائے۔

لوگو! ہماری وجہ سے اللہ نے تمہیں ہدایت دی' ہم تم لوگوں میں اللہ کے حکم کے محافظ ہیں۔ ہم رسول اللہ کے وارث اور اللہ کے دین کو قائم کرنے والے ہیں۔ لہٰذا اس بات سے واقف ہو جاؤ جس سے ہم تمہیں واقف کرائیں' اس پر عمل کرو جو ہم تمہیں حکم دیں۔ کیونکہ جب تک تم اللہ کے خلفاء کی اور ائمہ ہدیٰ کی بطور ایمان وتقویٰ کے اطاعت کرتے رہو گے تو امیر المومنین اللہ سے تمہارے لیے گناہوں سے حفاظت کی دعا کرے گا اس سے تمہاری توفیق کی دعا کرے گا۔ تمہارے نیک ہونے کے لیے اور اپنے دین کی تم پر حفاظت کرنے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ یہاں تک کہ تم اس سے اس حالت میں ملو کہ اس کی اطاعت کے مستحق ہو کہ اس کی رحمت کے امیدوار بنو' اللہ ہی تم میں امیر المومنین کے لیے کافی ہے' اسی پر اس کا بھروسہ ہے تمہارے معاملات میں جو اللہ نے اس کے سپرد کیے ہیں اسی سے وہ مدد چاہتا ہے۔ سوائے اللہ کے امیر المومنین کے لیے نہ قوت ہے نہ پناہ۔ والسلام علیکم''

بقلم ابوالقاسم عبیداللہ بن سلیمان ۲۸۴ھ

کتاب کے متعلق یوسف بن یعقوب کا مشورہ:

مذکور ہے کہ عبیداللہ بن سلیمان نے یوسف بن یعقوب قاضی کو بلا کے حکم دیا کہ المعتضد نے جو کچھ ارادہ کیا ہے وہ اس کے باطل کرنے میں حیلہ پیدا کرے۔ یوسف بن یعقوب نے اس معاملے میں المعتضد سے گفتگو کی ''اے امیر المومنین مجھے یہ خوف ہے کہ عوام میں اضطراب پھیل جائے گا اور اس کتاب کے سننے کے وقت ان میں ایک حرکت پیدا ہو جائے گی۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر عوام متحرک ہوئے یا کلام کیا تو میں شمشیر زنی کروں گا''۔ قاضی نے کہا امیر المومنین ان طالبیین کے بارے میں کیا کیا جائے گا جو ہر علاقے میں بغاوت کرتے رہتے ہیں اور لوگ ان کی قرابت رسول اور ان کے اعمال حسنہ کی وجہ سے ان کی طرف مائل ہو جاتے س کتاب میں انہیں کو پیش کیا گیا ہے۔ جب لوگ یہ سنیں گے تو ان کی طرف اور زیادہ مائل ہو جائیں گے' ان کی زبانیں بھی

اور زیادہ کشادہ ہو جائیں گی' اور آج سے زیادہ ان کی حجت قوی ہوگی''۔ المعتضد رک گیا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ اس کتاب کے متعلق اس کے بعد کوئی حکم دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ۱۶/ رجب یوم جمعہ کو جعفر بن بغلاغز کمینہ عمرو بن اللیث کے پاس جو نیشاپور میں تھا المعتضد کی جانب سے خلعت وتحائف اور ولایت رے کا جھنڈا لے کے روانہ ہوا۔

اسی سال بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف طبرستان میں محمد بن زید العلوی سے مل گیا۔ بدر اور عبیداللہ بن سلیمان بکر کی حالت کے انجام کے انتظار میں اور الجبل کی درستی کے لیے ٹھیرے رہے۔

شعبان کی ۱۲/ تاریخ شب چہارشنبہ کو شب پنج شنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا ایک شخص المعتضد کے قصر الثریا میں اس طرح ظاہر ہوا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی' کوئی خادم گیا کہ دیکھے وہ کون ہے اس شخص نے اسے ایک ایسی تلوار ماری کہ کمر کے پٹکے کو کاٹ کے اس کے بدن تک پہنچ گئی۔ خادم اس کے پاس سے پلٹ کر بھاگا۔ وہ شخص باغ کے کسی چمن میں پوشیدہ ہو گیا' بقیہ شب اس کو تلاش کیا گیا اور صبح کو بھی مگر اس کے نشان قدم کی بھی اطلاع نہ ملی' المعتضد کو تردد ہوا۔ لوگ اس کے متعلق طرح طرح کی خیال آفرینیاں کرنے لگے۔ یہاں تک کہا کہ وہ جن ہے اس کے بعد بھی یہ شخص بہت مرتبہ ظاہر ہوا المعتضد نے دیوار پر پہرہ مقرر کر دیا' دیوار اس کے بالائی حصے کو مضبوط کر دیا' اس پر پرنالوں کی طرح بنا دیا کہ اگر کتا بھی چڑھے اس پر نہ ٹھہر سکے۔ قید خانے سے چوروں کو لایا گیا۔ اس بارے میں گفتگو کی گئی کہ کیا نقب لگا کے چڑھ کر یہ ممکن ہے کہ اس میں داخل ہو۔

اسی سال ۲۲/ شعبان یوم شنبہ کو کرامتہ بن مرنے کوفے سے ایک جماعت کو مقید کر کے روانہ کیا جن کے متعلق بیان کیا گیا کہ وہ قرامطہ ہیں۔ انہوں نے ابو ہاشم بن صدقۃ کاتب کی نسبت اقرار کیا کہ وہ ان سے خط و کتابت کرتا تھا اور وہ ان کے رؤسا میں سے ہے۔ اسے گرفتار کر لیا گیا اور مقید کر کے المطامیر میں قید کر دیا گیا۔

اسی سال یوم شنبہ ۷ رمضان کو اس شخص کی وجہ سے جو اس کے لیے ظاہر ہوا کرتا تھا۔ المعتضد کے قصر الثریا میں مجنونوں اور جھاڑ پھونک والوں کو جمع کیا گیا۔ وہ لوگ داخل کیے گئے۔ المعتضد ایک شہ نشین پر سے ان کے سامنے آیا پھر جب اس نے انہیں دیکھا تو ایک عورت جو مجنونوں میں سے ان کے ہمراہ تھی گر پڑی' گھبرا گئی اور اس کی چادر کھل گئی' معتضد ڈر کے وہاں سے چلا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے اس نے پانچ پانچ درہم کا حکم دیا اور وہ لوگ واپس کر دیے گئے۔ قبل اس کے کسی کو جھاڑ پھونک والوں کے پاس روانہ کیا تھا کہ اس شخص کا حال دریافت کرے کہ آیا یہ ممکن ہے کہ اپنے علم سے اس کی خبر دیں ایک جماعت نے بیان کیا کہ وہ کسی مجنون پر کوئی عمل (تعویز) کریں گے۔ وہ گر پڑا تو اس جنی سے اس شخص کی خبر دریافت کی جائے گی کہ وہ کون ہے مگر جب معتضد نے اس عورت کو دیکھا جو گر پڑی تو ان لوگوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا۔

ابولیلیٰ حارث بن عبدالعزیز کی اسیری:

اسی سال ذی القعدہ میں اصبہان سے الحارث بن عبدالعزیز بن ابی دلف ابولیلیٰ کے شفیع خادم پر حملہ کرنے کی خبر آئی جو مقرر کیا گیا تھا' اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بھائی عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف نے گرفتار کر کے الذر میں آل ابی دلف کے قلعے

میں اسے قید کر دیا تھا۔ تمام اشیاء جو آل ابی دلف کی تھی مال و جواہرات اسباب نفیس وہ سب قلعے میں تھیں۔ ان مولی شفیع ان اشیاء اور قلعے کی حفاظت پر مامور تھا' اس کے ساتھ عمر کے غلاموں اور خاص آدمیوں کی بھی ایک جماعت تھی جب عمر نے خلافت سے امن لے لیا اور بکر نافرمانی کر کے بھاگ گیا تو قلعہ مع اپنے اشیاء کے شفیع کے قبضے میں رہ گیا۔ ابولیلی نے اپنی رہائی کے بارے میں اس سے گفتگو کی' اس نے انکار کیا کہ میں تیرے بارے میں اور جو کچھ میرے قبضے میں ہے اس کے بارے میں سوائے اس کے کچھ نہ کروں گا جو مجھے عمر حکم دے۔

ابولیلیٰ کی جاریہ کا بیان:

ابولیلیٰ کی ایک جاریہ سے مذکور ہے کہ ابولیلیٰ کے ساتھ قید میں ایک چھوٹا غلام بھی تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا اور ایک دوسرا تھا جو اپنی ضروریات کے لیے نکل جاتا تھا' اس کے پاس نہیں سوتا تھا' اس کے پاس چھوٹا غلام سوتا تھا' ابولیلیٰ نے اس غلام سے کہا جو اپنی ضروریات کے لیے نکل جاتا تھا کہ سوہان (سوہن) میرے پاس کسی بہانے سے میرے پاس پہنچا دے۔ اس نے کھانے میں چھپا کے پہنچا دیا' اور شفیع خادم ہر رات سونے کا ارادہ کرتا تھا تو اس کوٹھری میں آتا تھا جس میں ابولیلیٰ تھا' اسے دیکھ لیتا تھا' خود اپنے ہاتھ سے کوٹھری کے دروازے میں قفل لگا دیتا تھا اور پھر جا کے سو رہتا تھا۔ اس کے بستر کے نیچے ایک ننگی تلوار رہتی تھی۔ ابولیلیٰ کی درخواست پر اس کے پاس ایک کمسن جاریہ پہنچائی گئی۔

شفیع خادم کا قتل:

ابولیلیٰ کی جاریہ دلفاء نے اس جاریہ سے نقل کیا کہ ابولیلیٰ نے بیڑی کو اس سوہان سے ریت ریت کے ایسا کر لیا کہ جب چاہتا اپنے پاؤں سے نکال لیتا تھا شفیع خادم کسی شب کو ابولیلیٰ کے پاس آیا۔ ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگا ابولیلیٰ کے کہنے سے اس نے چند پیالے شراب کے پیے۔ پھر اٹھا تو حسب حکم میں نے اس کا بچھونا بچھا دیا' اس نے بچھونے پر آدمی کی جگہ کپڑے کر دیے اور ان کپڑوں پر لحاف ڈھانک دیا مجھے یہ حکم دیا کہ بچھونے کی پائنتی بیٹھ جاؤں' جب شفیع مجھے دیکھنے اور دروازے میں قفل ڈالنے آئے اور تجھ سے میرے بارے میں دریافت کرے تو کہنا کہ وہ سو گیا۔ ابولیلیٰ کوٹھری سے نکل کر فرش و اسباب کے بیچ میں چھپ گیا جو اس سائبان میں تھا جس میں اس کوٹھری کا دروازہ تھا۔ شفیع آیا' اس نے بچھونا دیکھا اور جاریہ سے دریافت کیا' تو اس نے بتایا کہ وہ سو گیا ہے' اس نے دروازے میں قفل دیا' سب لوگ سو گئے تو ابولیلیٰ نے نکل کے شفیع کے بچھونے سے تلوار لی اور اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ غلام جو اس کے گرد سو رہے تھے گھبرا کر اٹھ بیٹھے ابولیلیٰ ان سے ایک کنارے ہو گیا۔ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور کہا کہ ''میں ابولیلیٰ ہوں' میں نے شفیع کو قتل کر دیا ہے' اگر تم میں سے کوئی میری طرف بڑھے گا تو اسے بھی قتل کر دوں گا۔ تم لوگ امن میں ہو لہٰذا اس گھر سے نکل جاؤ کہ میں جو چاہتا ہوں وہ کروں' انہوں نے قلعے کا دروازہ کھولا اور باہر ہو گئے وہ آ کے قلعے کے دروازے پر بیٹھ گیا جو لوگ قلعے میں تھے جمع ہو گئے' اس نے ان سے گفتگو کی' احسان کا وعدہ کیا اور ان سے قسمیں لیں۔ صبح ہوئی تو قلعے سے اترا' کردوں کو بلا بھیجا' انہیں جمع کیا' کچھ دیا اور حکومت کا مخالف ہو کر نکلا' کہا گیا ہے کہ خادم کو قتل کرنے کا واقعہ اسی سال شب شنبہ ۱۸/ ذی القعدہ کو پیش آیا۔ اس نے خادم کو اس چھری سے ذبح کیا جسے اس کے پاس اس غلام نے پہنچایا تھا۔ خادم کے بستر کے نیچے سے تلوار لے لی اور اسے لے کے غلاموں کی طرف کھڑا ہوا۔

نجومیوں کی غلط پیشینگوئی:

اسی سال نجومیوں نے لوگوں کو اکثر اقلیموں کے غرق ہو جانے کا خوف دلایا کہ ''اقلیم بابل میں سے سوائے قلیل حصے کے کچھ

نہیں بچے گا اور یہ سب بارش کی کثرت اور نہروں اور چشموں اور کنوؤں میں پانی کے بڑھ جانے کی وجہ سے ہوگا' مگر اس سال قحط پڑ گیا' بہت ہی تھوڑی بارش ہوئی۔ چشموں اور نہروں اور کنوؤں کا پانی خشک ہوگیا یہاں تک کہ لوگوں کو نماز استسقاء کی ضرورت پڑی۔ بغداد میں کئی مرتبہ نماز استسقاء پڑھی گئی۔

ابولیلیٰ کا قتل:

اسی سال ۲۹/ ذی الحجہ کو بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ النوشری اور ابولیلیٰ بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے درمیان جنگ ہوئی' یہ جنگ پنج شنبہ کو اصبہان سے دو فرسخ اس طرف ہوئی۔ ابولیلیٰ کے حلق میں ایک تیر لگا جس نے اسے چھید دیا' وہ اپنے گھوڑے سے گرا' ساتھی بھاگ گئے' اس کا سر لے لیا گیا اور اسے اصبہان روانہ کر دیا گیا۔

امیر حج محمد بن عبداللہ:

اس سال محمد بن عبداللہ بن داؤد الہاشمی عرف اترجہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۵ھ کے واقعات

طائیوں کا قافلہ حجاج پر حملہ:

صالح بن مدرک الطائی نے طائیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ ۱۸/محرم چہارشنبہ کو الاجفر میں حجاج پر ڈاکہ ڈالا قافلہ سالار نے مقابلہ کیا اعراب کو قافلے پر فتح ہوئی۔ جس قدر مال و اسباب تجارت تھا سب لے لیا۔ آزاد اور باندی عورتوں کی ایک جماعت کو بھی گرفتار کر لیا۔ کہا گیا ہے کہ جو کچھ لوگوں سے لیا وہ بیس لاکھ دینار کا تھا۔

اسمٰعیل بن احمد کی معزولی:

اسی سال ۲۳/محرم کو المعتضد کے مکان میں خراسان کے حجاج کو ماورائے نہر بلخ پر کمینہ عمرو بن اللیث کی تولیت اور اسماعیل بن احمد کی معزولی کے متعلق فرمان پڑھ کر سنایا گیا۔

ابولیلیٰ کے سر کی تدفین:

اسی سال ۵/صفر کو الجبل سے المعتضد کے مولیٰ بدر اور عبیداللہ بن سلیمان کی جانب سے وصیف کامہ ایک جماعت سرداران لشکر کے ساتھ بغداد آیا اور الحارث بن عبدالعزیز بن ابی دلف عرف ابولیلیٰ کا سر لایا جسے المعتضد کے محل الثریا میں لے گئے۔ اس کے بھائی نے سر کو مانگا تو دے دیا گیا' دفن کی اجازت چاہی تو مل گئی' اسی روز عمر بن عبدالعزیز اور آنے والے سرداروں کو خلعت دیا گیا۔

آندھی اور پتھروں کی بارش:

اسی سال بیان کیا گیا ہے کہ کوفے سے ڈاک کے افسر نے لکھا کہ ۲۰/ ربیع الاول شب یک شنبہ کوفے کے اطراف میں ایک روز آندھی آئی جو مغرب تک رہی' پھر سیاہی چھا گئی' لوگ اللہ تعالیٰ سے گریہ وزار کرتے رہے' اس کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی جس میں ہولناک گرج اور پے در پے بجلی کی چمک تھی۔ ایک گھنٹے کے بعد قریہ احمد آباد اور اس کے نواح میں سیاہ و سفید پتھر گرے' جن کے رنگ مختلف تھے' بیچ میں ایک تنگ نشان تھا کہ عطر فروشوں کے پتھروں کے مشابہ معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اس میں سے ایک پتھر روانہ بھی

کیا تھا جو دفاتر میں اور لوگوں کے سامنے گشت کرایا گیا اور سب نے اسے دیکھا۔

امارت طرسوس پر ابن الاخشاد کا تقرر:

اسی ماہ کی ۲۱ تاریخ کو ابن الاخشاد بغداد سے ان لوگوں کے ہمراہ طرسوس پر امیر بن کے روانہ ہوا جو وہاں سے یہ درخواست کرنے آئے تھے کہ ان پر کوئی والی مقرر کیا جائے۔ اسی روز بغداد سے المعتضد کا مولیٰ فاتک موصل اور دیار ربیعہ اور دیار مصر اور شامی سرحدوں اور جزیرے کے عمال کی نگرانی اور ان مقامات کے ڈاک کے معاملات کی اصلاح پر غور کرنے کے لیے روانہ ہوا۔

آندھی سے تباہی:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا بصرے سے یہ خبر آئی کہ وہاں بعد نماز جمعہ ۲۵ ربیع الاول کو ایک زرد آندھی اٹھی' پھر سبز ہو گئی' پھر سیاہ' پھر لگاتار اتنی بارشیں ہوئیں کہ لوگوں نے نہیں دیکھی تھیں۔ اس کے بعد اتنے بڑے بڑے اولے پڑے کہ ایک اولے کا وزن کہا گیا ہے کہ ڈیڑھ سو درہم تھا۔ اس آندھی نے نہر حسین کے پانچ سو کھجور کے درخت اکھاڑ دیے اور نہر معقل کے سو درخت۔

اسی سال حلوان بن الخلیل بن ریمال کی وفات ہوئی۔

بکر بن عبدالعزیز کی وفات:

۵/ جمادی الآخر کو یہ خبر آئی کہ بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی طبرستان میں کسی بیماری سے وفات ہوگئی اور وہ وہیں دفن کر دیا گیا۔ جو شخص یہ خبر لایا تھا بیان کیا گیا ہے کہ اسے ایک ہزار دینار دیے گئے۔

اسی سال المعتضد نے محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان اور آرمینیہ کا والی بنایا جس نے اس پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا اور مخالفت کی تھی۔ اسے سواریاں اور خلعت بھیجے گئے۔

راغب کی بحری جنگ:

اسی سال ۳/ شعبان کو یہ خبر آئی کہ الموفق کے مولیٰ راغب نے بحری جنگ کی۔ اللہ نے اسے بہت سی کشتیوں پر اور جو رومی ان میں تھے۔ ان پر فتح عطا فرمائی۔ تین ہزار رومی کہ ان کشتیوں میں تھے سب کی گردن ماردی' کشتیاں جلا دیں رومیوں کے بہت سے قلعے فتح کر لیے اور مسلمان صحیح وسالم واپس ہوئے۔

امارت آمد پر محمد بن احمد بن عیسیٰ کا تقرر:

اسی سال ذی الحجہ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کی وفات اس کے بیٹے محمد ابن احمد بن عیسیٰ کے آمد اور علاقہ متصلہ پر کہ اس کے باپ کے قبضے میں تھا' تغلب کرنے کی خبر آئی۔

اسی سال ۱۹/ ذی الحجہ کو المعتضد بغداد سے نکلا' ہمراہ اس کا بیٹا ابو محمد اور سردار اور غلام بھی نکلے بغداد میں صالح الامین دربان کو اپنا نائب بنایا۔ مقدمات فوج داری اور دونوں پلوں کے معاملات وغیرہ اس کے سپرد کیے۔

ہارون بن خمارویہ کی المعتضد سے درخواست:

اسی سال ہارون بن خمارویہ بن طولون اور اس کے ساتھ کے مصری سرداروں نے وصیف قاطرمیز کو المعتضد کے پاس روانہ کر کے مصر و شام کا جو علاقہ ان کے قبضے میں تھا اس کو ٹھیکے کے طور پر دینے کی درخواست کی تھی اور ہارون اسی طور پر رکھا گیا تھا جس

طور پر اس کا باپ تھا۔ وصیف بغداد آیا تو المعتضد نے اسے واپس کیا۔ اس کے ہمراہ عبداللہ بن الفتح کو بھی روانہ کیا۔ کہ ان سے بالمشافہ گفتگو کرے اور ان سے شرائط طے کرلے۔ وہ دونوں اس کام کے لیے اسی سال کے آخر میں نکلے۔

اسی سال ذی الحجہ میں ابن الاخشاد نے اہل طرسوس وغیرہم سے جنگ کی۔ سلندو تک پہنچ گیا۔ جو فتح ہوگیا۔ طرسوس میں اس کی واپسی ۲۸۶ھ میں ہوئی تھی۔

امیر حج محمد بن عبداللہ:

اسی سال محمد بن عبداللہ بن داؤد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۶ھ کے واقعات

محمد بن ابی الساج نے اپنے بیٹے ابوالمسافر کو اس اطاعت ووفاداری کا ضامن بنا کر بغداد روانہ کیا جس کا اس نے حکومت سے ذمہ لیا تھا۔ مذکور ہے کہ وہ اسی سال ۷/محرم یوم سہ شنبہ کو اس طرح آیا کہ اس کے ہمراہ گھوڑوں اور اسباب وغیرہ کے تحفے بھی تھے۔ المعتضد اس زمانے میں بغداد سے غائب تھا۔

معتضد کا محاصرآمد:

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں یہ خبر آئی کہ المعتضد باللہ آمد تک پہنچ گیا۔ لشکر کو وہاں ٹھیرایا۔ محمد بن احمد بن عیسیٰ بن شیخ نے المعتضد اور اس کے ساتھ کے گروہوں پر شہر آمد کے دروازے بند کردیے۔ المعتضد نے لشکر کو اس کے گرداگرد منتشر کر کے ان کا محاصرہ کرلیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کے چند دن باقی تھے جب ہوا۔ اس کے بعد لڑائیاں ہونے لگیں۔ منجنیقیں نصب کی گئیں۔ اہل آمد نے بھی اپنی دیوار شہر پناہ پر منجنیقیں نصب کیں اور ان سے سنگ باری کی۔

ابن احمد بن عیسیٰ کی امان طلبی:

۱۹/ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کو محمد بن احمد بن عیسیٰ نے المعتضد کے پاس کسی کو بھیج کر اپنے لیے اور اپنے گھر والوں اور اہل آمد کے لیے امان طلب کی۔ اس نے قبول کرلیا۔ اسی روز محمد بن احمد بن عیسیٰ اور اس کے ہمراہی اور ساتھی نکل کر المعتضد کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھ کے رؤسا کو خلعت دیے۔ وہ ان خیموں میں ٹھیرے جو ان کے لیے لگائے گئے تھے۔ المعتضد اپنے لشکر سے ابن عیسیٰ بن شیخ کے مکانات کی طرف منتقل ہوگیا۔ اس نے اس واقعے کے متعلق ۲۰/ جمادی الاولیٰ یوم یک شنبہ کو بغداد لکھا۔

اسی سال ۲۵/ جمادی الاولیٰ کو آمد کی فتح کے متعلق المعتضد کا فرمان بغداد آیا جسے جامع مسجد کے منبر پر پڑھ کر سنایا۔

ہارون بن خمارویہ کی تجدید ولایت کی درخواست:

اسی سال المعتضد کے پاس جب کہ وہ آمد میں مقیم تھا' ہارون بن خمارویہ کے نام کے خطوط کے جوابات لے کر عبداللہ بن الفتح واپس آیا' اور اسے یہ بتایا کہ ہارون نے وعدہ کیا ہے کہ وہ قنسرین اور العواصم کے عاملوں کو سپرد کردے گا اور بغداد کے بیت المال میں ساڑھے چار لاکھ دینار سالانہ روانہ کرے گا۔ وہ درخواست کرتا ہے کہ مصر وشام پر اس کی ولایت کی تجدید کردی جائے۔ المعتضد اپنے خدام میں سے کسی کو اس کے پاس روانہ کرے۔ معتضد نے اس درخواست کو قبول کرلیا اور اس کے پاس بدر القدامی اور عبداللہ

بن الفتح کو پروانہ ولایت اور خلعت کے ساتھ روانہ کر دیا۔ وہ دونوں اسے لے کے آمد سے مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ المعتضد کے عاملوں نے جمادی الاولیٰ میں ہارون کے ساتھیوں سے قنسرین اور العوصم کے اعمال کا جائزہ لے لیا۔ المعتضد نے جمادی الاولیٰ کے بقیہ ایام اور جمادی الآخر کے تیئیس دن تک آمد میں قیام کیا۔ ۲۳/ تاریخ یوم شنبہ کو الرقہ کی جانب کوچ کیا اور اپنے فرزند علی کو مع ماتحت لشکر کے وہاں کے اور قنسرین اور العوصم اور دیار ربیعہ اور دیار مضر کے انتظام کے لیے چھوڑ دیا۔ اس زمانے میں علی بن المعتضد کا کاتب الحسین بن عمرو نصرانی تھا۔ ان علاقوں کے معاملات میں غور اور ان کے عمال سے مراسلت الحسین بن عمرو کے سپرد کی گئی۔ المعتضد کے حکم سے آمد کی شہر پناہ منہدم کر دی گئی۔

عمرو بن اللیث کے تحفے۔

اسی سال کمینہ عمرو بن اللیث کا ہدیہ نیشاپور سے بغداد پہنچا' چالیس لاکھ درہم اور بیس گھوڑے مع زین اور جڑاؤ لگام کے اور ڈیڑھ سو گھوڑے مع کامدار جھولوں کے اور کپڑے اور خوشبو اور باز اور شکرے بھیجے تھے۔ یہ واقعہ ۲۲/ جمادی الآخرہ یوم پنج شنبہ کو ہوا۔

جنابی قرمطی کا ظہور:

اسی سال بحرین میں قرامطہ میں سے ایک شخص ظاہر ہوا جس کا عرف ابو سعید الجنابی تھا۔ اعراب اور قرامطہ کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے شروع میں اس نے خروج کیا تھا۔ جمادی الآخرہ میں اس کے ساتھیوں کی کثرت ہو گئی' اس کی حالت مضبوط ہو گئی اس نے اپنے گرد کے دیہات والوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد موضع القطیف گیا جس کے اور بصرے کے درمیان چند منزلیں تھیں' جو لوگ تھے انہیں بھی قتل کر دیا۔

مذکور ہے کہ اس کا ارادہ بصرے کا تھا' احمد بن محمد بن یحییٰ الواثقی نے جو اس وقت معاون بصرہ اور کور دجلہ کا حاکم تھا حکومت کو ان قرامطہ کا ارادہ جو اسے معلوم ہوا تھا لکھ دیا۔ حکام نے اسے اور محمد بن ہشام کو جو وہاں کے اعمال صدقات وخراج وجاگیر پر مامور تھا بصرے پر شہر پناہ بنانے کو لکھا اس کے خرچ کا اندازہ چودہ ہزار دینار کیا گیا۔ اسی قدر خرچ سے وہ بنائی گئی۔

اعراب بنی شیبان کی غارت گری:

اسی سال رجب میں بنی شیبان کے اعراب کی ایک جماعت الانبار گئی۔ دیہات کو لوٹا جو لوگ مل گئے انہیں قتل کیا اور مویشی ہنکا لے گئے۔ احمد بن محمد ابن کمشجور جو وہاں کے معاون پر مامور تھا نکلا مگر ان کے مقابلے کی طاقت نہ تھی' عرض داشت بھیجی جس میں ان کے معاملات کی اطلاع دی تھی۔ مدینۃ السلام سے نفیس المولدی اور احمد بن محمد الزرنجی اور المظفر بن حاج کو اس کی مدد کے لیے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ وہ اعراب کے مقام تک پہنچ گئے۔ الانبار کے ایک موضع میں جو المنقبۃ کہلاتا تھا جنگ کی مگر اعراب نے انہیں شکست دے دی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ ان میں اکثر فرات میں غرق ہو گئے یا منتشر ہو گئے۔ اس واقعے کی اور اعراب کے ان کو بھگا دینے کی خبر کے متعلق ابن حاج کا عریضہ ۲۴/ رجب دوشنبہ کو آیا۔ اعراب ٹھیر کر اس علاقے میں فساد کرتے اور دیہات میں بغاوت کرتے رہے۔ المعتضد نے الرقہ سے العباس بن عمرو الغنوی اور خفیف الاذکوتکینی اور سرداروں کی ایک جماعت کو ان کے قتال کے لیے ان کی جانب روانہ کیا۔ یہ سردار اسی سال کے آخر شعبان میں پہنچے۔ اعراب کو ان کی خبر پہنچ گئی تو وہ اس مقام سے جو الانبار کے دیہات میں تھا کوچ کر کے عین التمر کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں اتر گئے۔ سردار الانبار میں داخل

ہو کے ٹھیر گئے۔ اعراب نے عین التمر اور کوفے کے اطراف میں ویسا ہی فساد کیا جیسا کہ انہوں نے الانبار کے علاقے میں کیا تھا۔ یہ واقعہ شعبان کے بقیہ ایام اور رمضان میں ہوا۔

راغب کی گرفتاری و وفات:

اسی سال المعتضد نے ابو احمد کے مولیٰ راغب کو جو طرسوس میں تھا کسی کو بھیج کر اپنے پاس الرقہ میں آنے کا حکم دیا۔ وہ پہنچا تو اسے ایک روز تک اپنے لشکر میں رہنے دیا۔ دوسرے روز اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور وہ سب لے لیا جو اس کے ہمراہ تھا۔ بغداد میں ۹/ شعبان یوم دوشنبہ کو اس کی خبر پہنچی۔ چند روز کے بعد راغب مر گیا۔ ۲۴/ رجب یوم سہ شنبہ کو طرسوس میں راغب کے غلام مکنون اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کا مال لے لیا گیا گرفتار کرنے پر ابن الاخشاد مقرر کیا گیا تھا۔

مونس خازن کی اعراب پر فوج کشی:

اسی سال ۲۰/ رمضان کو المعتضد نے کوفے کے اطراف اور عین التمر میں مونس خازن کو اعراب کی جانب روانہ کیا سرداروں میں سے العباس بن عمرو اور خفیف الاذ کوتکین وغیرہما کو اس کے ساتھ کر دیا۔ مونس اور اس کے ہمراہی روانہ ہو کے موضع نینوئی میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اعراب اپنے مقام سے کوچ کر گئے ہیں۔ بعض طریق مکہ کے بیابان میں اور بعض شام کے بیابان میں داخل ہو گئے ہیں۔ پھر وہ چند روز تک ٹھیر کے مدینۃ السلام روانہ ہوئے۔

عمال کا عزل ونصب:

اسی سال شوال میں المعتضد اور عبیداللہ بن سلیمان نے دفتر مشرق محمد بن داؤد بن الجراح کے سپرد کیا۔ احمد بن محمد بن الفرات کو اس سے معزول کیا گیا۔ دفتر مغرب علی بن عیسیٰ داؤد بن الجراح کے سپرد کیا اور ابن الفرات کو اس سے معزول کیا گیا۔

۲۸۷ھ کے واقعات

ابن احمد بن عیسیٰ کی گرفتاری:

المعتضد نے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن شیخ اور اس کے اعزہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے انہیں بیڑیاں پہنا دیں اور ابن طاہر کے مکان میں قید کر دیا۔ کوئی قرابت دار بیان کیا گیا ہے کہ عبیداللہ بن سلیمان کے پاس گیا اور اسے یہ اطلاع دی کہ محمد اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بھاگنے پر تیار ہے۔ عبیداللہ نے المعتضد کو لکھا' المعتضد نے اسے لکھا جس میں گرفتار کر لینے کا حکم تھا' اس نے اسی سال ۴/ محرم چہار شنبہ کو ایسا کیا۔

اعراب کی سرکوبی:

اسی سال کے اسی مہینے میں ابو الاغر کا ایک معروضہ آیا کہ قبیلہ طے والے جمع ہو کے آپس میں متفق ہو گئے' جن اعراب پر قادر ہوئے ان سے مدد مانگی' حاجیوں کے قافلے کو روکا' حاجی مدینۃ السلام واپس ہوتے ہوئے المعدن سے کچھ اوپر دس میل آگے بڑھ گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اعراب کے پیادے وسوار نے اس طرح مقابلہ کیا کہ ہمراہ خیمہ اور عورتیں اور اونٹ بھی تھے' پیادے تین ہزار سے زائد تھے۔ پنج شنبہ ۲۷/ ذی الحجہ کو دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ رات کو علیحدہ ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو جمعے کی صبح سے

نصف النہار تک جنگ کی۔ اللہ نے اپنے دوستوں پر مدد نازل کی۔ اعراب پشت پھیر کر بھاگے اور پھر جمع نہیں ہوئے۔ حاجی صحیح وسالم روانہ ہو گئے۔ اس نے اپنا معروضہ سعید بن الاصغر بن عبدالاعلیٰ کے ہمراہ روانہ کیا جو اس کے چچا کی اولاد اور معززین میں سے تھا۔ اور صالح بن مدرک کے گرفتار کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ ۲۷/محرم یوم شنبہ کو ابوالاغراس طرح مدینۃ السلام پہنچا کہ اس کے آگے صالح بن مدرک کا سر جحنش کا سر اور صالح کے ایک حبشی غلام کا سر اور چچا زاد بھائیوں میں سے چار قیدی تھے۔ وہ المعتضد کے محل میں گیا تو اس نے خلعت دیا۔ اسے سونے کا طوق پہنایا گیا۔ سر الجسر الاعلیٰ کے سرے پر لٹکا دیے گئے اور قیدی قید خانے میں داخل کر دیے گئے۔

براز الروز میں محل کی تعمیر:

اسی سال ۱۶/صفر کو براز الروز کے ایک بعید مقام سے المعتضد بغداد میں داخل ہوا۔ براز الروز کے اس مقام پر جسے اس نے پسند کیا تھا ایک محل تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ وہاں آلات روانہ کر دیے گئے اور اس کی تعمیر کی ابتدا کر دی گئی۔

قرامطہ کا زور:

اسی سال کے ربیع الاول میں بحرین میں قرامطہ کا زور ہو گیا۔ ہجر کے گرد و نواح کو لوٹا بعض لوگ بصرے کے قریب ہو گئے۔ احمد بن محمد بن یحییٰ الواثقی نے مدد کی درخواست کی۔ اسی ماہ کے آخر میں اس کے پاس آٹھ کشتیاں روانہ کی گئیں جن میں تین سو آدمی تھے۔ المعتضد نے ایک لشکر کے انتخاب کا حکم دیا کہ اسے بصرے روانہ کرے۔

۱۰ ماہ ربیع الآخر یوم یک شنبہ کو المعتضد کے مولیٰ بدر نے محل میں اجلاس کیا۔ امور خاصہ و عامہ اور خراج و جاگیر و معاون کے امور میں غور کیا۔ ۱۱/ ماہ ربیع الآخر یوم دوشنبہ کو محمد بن الحمید کاتب مر گیا جو زمام مشرق و مغرب کے دفتر کا والی تھا۔

اسی ماہ کی ۱۳/ تاریخ یوم چہار شنبہ کو جعفر بن محمد بن حفص اس دفتر پر والی بنایا گیا۔ وہ اسی روز دفتر گیا اور اس میں اجلاس کیا۔

امارت یمامہ و بحرین پر ابن عمرو الغنوی کا تقرر:

اسی سال ربیع الآخر میں المعتضد نے عباس بن عمرو الغنوی کو یمامہ اور بحرین پر اور ابوسعید الجنابی اور اس کے ہمراہ قرامطہ کی جنگ پر والی بنایا۔ تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے۔ عباس نے چند روز تک الفرک میں پڑاؤ کیا۔ ساتھی جمع ہو گئے تو بصرے چلا گیا۔ وہاں سے بحرین و یمامہ روانہ ہوا۔

اسی سال بیان کیا گیا ہے کہ دشمن (قیصر روم کا لشکر) طرسوس کے باب قلمیہ تک پہنچ گیا۔ ابو ثابت جو ابن الاخشاد کی موت کے بعد امیر طرسوس تھا روانہ ہو کے دشمن کی تلاش میں نہر الریحان تک پہنچ گیا' پھر ابو ثابت گرفتار ہو گیا اور اس کے ساتھ لوگوں پر مصیبت آ گئی۔ ابن کلوب درب السلامہ میں جنگ کر رہا تھا۔ پھر جب وہ اپنی جنگ سے لوٹا تو باشندگان سرحد کے مشائخ کو جمع کیا کہ وہ کسی حاکم کا انتخاب کریں جو ان کے معاملات کا انتظام کرے' ان کی رائے علی بن الاعرابی پر متفق ہو گئی۔ انہوں نے ابو ثابت کے بیٹے کے اختلاف کے بعد اس کو اپنا والی بنا لیا۔ مذکور ہے کہ اس کے باپ نے اسے نائب بنا دیا تھا اس نے شہر والوں سے لڑنے کے لیے ایک جماعت جمع کر لی۔ ابن کلوب کے بیچ بچاؤ سے ابو ثابت کا بیٹا راضی ہو گیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر میں ہوا۔

الغیل اسی زمانے میں بلاد روم میں جنگ کر رہا تھا وہ طرسوس واپس آیا خبر آئی کہ ابن ثابت کو اور اس کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو قونیہ کے قلعے سے قسطنطنیہ روانہ کر دیا گیا۔

ماہ ربیع الآخر میں اسحاق بن ایوب مر گیا جس کے سپرد دیار ربیعہ کے معاون تھے۔ جو کچھ اس کے سپرد تھا وہ عبداللہ بن الہیثم بن عبداللہ المعتمر کے سپرد کر دیا گیا۔

عمرو بن اللیث اور اسمٰعیل بن احمد کی جنگ:

۲۵/ جمادی الاولیٰ یوم چہارشنبہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ بارگاہ خلافت میں یہ عریضہ آیا کہ اسمٰعیل بن احمد نے کمینہ عمرو کو گرفتار کر کے اس کے لشکر کو تباہ کر دیا۔

اسماعیل وعمرو کا واقعہ یہ ہے کہ عمرو نے خلافت سے درخواست کی تھی' جس کی بنا پر اس کو ماوراء النہر کا والی بنا دیا گیا۔ وہ نیشاپور ہی میں تھا کہ خلعت حکومت اور ماوراء النہر کا پرچم ولایت پہنچا۔ عمرو وہاں سے اسماعیل بن احمد کی جنگ کے لیے نکلا۔ اسماعیل بن احمد نے اسے لکھا کہ ''تو کشادہ دنیا کا والی بنایا گیا ہے۔ میرے قبضے میں صرف ماوراء النہر ہے اور میں ایک سرحد میں ہوں۔ لہٰذا جو کچھ تیرے قبضے میں ہے اسی پر قناعت کر اور مجھے اس سرحد پر رہنے دے''۔ عمرو نے انکار کر دیا۔ نہر بلخ اور اس کے عبور کی دشواریوں کا حال بیان کیا گیا تو اس نے کہا کہ ''اگر میں چاہوں تو مال کے توڑوں سے اس کا بند باندھوں اور عبور کروں''۔ ضرور کروں گا۔ جب اسماعیل مایوس ہو گیا تو اپنے ہمراہیوں کو' وہاں کے رہنے والوں کو اور دہقانوں کو جمع کیا۔ نہر عبور کر کے غربی جانب گیا۔ عمرو آ کے بلخ میں اتر گیا۔ اسماعیل نے تمام اطراف کو اس پر بند کر دیا۔ محاصرے کی سی حالت ہو گئی۔ عمرو اپنے کردار پر شرمندہ ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اسماعیل سے جنگ سے باز رہنے کی خواہش کی مگر اسماعیل نے انکار کیا۔ ان دونوں کے درمیان کثیر قتال ہوا۔ عمرو کو شکست ہوئی وہ پشت پھیر کر بھاگا۔

عمرو بن اللیث کی گرفتاری:

راستے میں ایک ایسی جھاڑی میں گذرا جس کو کہا گیا کہ وہ قریب تر ہے اس نے اپنے عام ہمراہیوں سے کہا کہ تم لوگ کھلے راستے میں چلو خود ایک قلیل جماعت کے ہمراہ جھاڑی میں داخل ہوا تھا کہ اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس کے گر پڑا۔ اور عمرو کی جان بچنے کی کوئی تدبیر نہ رہی۔ ہمراہی اس طرح چلے گئے کہ اس کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ اسماعیل کے ساتھی آ گئے انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر لیا۔

جب اس کی خبر المعتضد کو پہنچی تو بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اسماعیل کی تعریف اور عمرو کی مذمت کی۔

وصیف کی معتضد سے درخواست:

اسی سال ۲۹/ جمادی الاولیٰ کو سلطان کے پاس یہ خبر آئی کہ ابن ابی الساج کا خادم وصیف برزعہ سے بھاگ کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ محمد بن ابی الساج کو چھوڑ کر ملطیہ چلا گیا اور المعتضد کو لکھا کہ اسے سرحدوں کا والی بنا دے کہ ان کا انتظام کرے۔ المعتضد نے اسے ایک فرمان لکھا جس میں اپنے پاس آنے کا حکم تھا۔ اس کے پاس رشیق الحرمی کو روانہ کیا۔

بنت خمارویہ بن طولون کی وفات:

اسی سال ۷/ رجب کو خمارویہ بن طولون کی بیٹی کی جو المعتضد کی زوجہ تھی وفات ہوئی۔ اسے قصر الرصافہ کے اندر دفن کیا گیا۔

وصیف کے وفد کی آمد:

۱۰/ رجب کو تین آدمیوں کا وفد آیا جن کو ابن الساج کے خادم وصیف نے المعتضد کے پاس بھیج کر یہ درخواست کی تھی کہ وہ

اسے سرحدوں کا والی بنا دے اور اس کے پاس خلعت روانہ کرے۔ مذکور ہے کہ المعتضد نے پیامبروں سے اس سبب کے اقرار کرانے کا حکم دیا جس کی وجہ سے وصیف نے اپنے ساتھی ابن ابی الساج سے جدائی اختیار کی اور سرحدوں کا قصد کیا۔ زدوکوب کے ذریعے ان سے اقرار کرایا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ اس نے باہم اس امر پر اتفاق ہونے کی وجہ سے جدائی اختیار کی کہ جب اس مقام پر جائے جہاں اب ہے تو اس کا ساتھی مل جائے۔ دونوں دیار مضر گئے اور زبردستی اس پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقع لوگوں میں شائع ہو گیا۔ اور لوگ اس کے متعلق آپس میں بات چیت کرنے لگے۔

اسی سال ۱۱/ رجب کو حامد بن العباس کو فارس میں خراج و جاگیر پر والی بنایا گیا جو کمینہ عمرو بن اللیث کے قبضے میں تھا۔ اس کی ولایت کے فرمان اس کے بھائی احمد بن العباس کو دے دیے گئے۔ واسط اور کور دجلہ کے والی ہونے کے باعث اس وقت حامد واسط میں مقیم تھا۔ عیسیٰ النوشری کو جو اصبہان میں تھا۔ فارس کی معونت پر والی بن کر وہاں جانے کو لکھا گیا۔

قرامطہ سے مقابلہ:

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا العباس بن عمرو الغنوی مع اس لشکر کے جو اس کے ساتھ کیا گیا تھا اور مع بصرے کے رضا کار مجاہدین کے جو عجلت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہوئے تھے' ابوسعید جنابی اور اس کے ساتھی قرامطہ سے مقابلے کو چلے۔ ابوسعید کے مخبر ملے۔ العباس نے اپنی جماعت کو چھوڑ دیا اور ان کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ابوسعید اور اس کے ہمراہیوں سے شام کے وقت ملا۔ آپس میں جنگ کی رات نے دونوں کو روک دیا۔ ہر فریق اپنے اپنے مقام پر واپس ہوا۔ جب رات ہوگئی تو بنی ضبہ کے وہ اعراب جو العباس کے ہمراہ تھے بصرے واپس ہو گئے۔ وہ تقریباً تین سو تھے۔ بصرے کے رضا کاروں نے ان کی پیروی کی۔ صبح ہوئی تو عباس نے سویرے ہی قرامطہ سے جنگ کی۔ قرامطہ نے سختی سے مقابلہ کیا۔

عباس بن عمرو الغنوی کی شکست و گرفتاری:

العباس کے میسرے کے سردار نے جو احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا غلام نجاح تھا اپنے ساتھیوں کو تقریباً سو آدمی کی جماعت کے ہمراہ ابوسعید کے میمنے پر حملہ کیا۔ وہ ان میں گھس گئے تو وہ اور اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے۔ الجنابی اور اس کے ساتھیوں نے العباس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو انہیں شکست ہوئی۔ العباس گرفتار ہو گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے بھی تقریباً سات سو آدمی گرفتار ہو گئے۔ العباس کے لشکر میں جو کچھ تھا اس پر الجنابی نے قبضہ کرلیا۔

اسیران جنگ کا انجام:

جنگ کا دوسرا دن ہوا تو العباس کے جو ساتھی گرفتار ہوئے تھے وہ الجنابی کے پاس حاضر کیے گئے۔ اس نے سب کو قتل کر دیا۔ پھر ایندھن کا حکم دیا جو ان پر ڈالا گیا اور انہیں جلا دیا گیا۔ یہ واقعہ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ رجب کے آخر میں ہوا' اور اس کی خبر بغداد میں ۴/ شعبان کو آئی۔ اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا الجنابی ہجر کی طرف گیا۔ وہاں داخل ہوا' باشندوں کو امن دیا' اور یہ اس کے العباس کی جنگ سے پلٹنے کے بعد ہوا۔

عباس کے شکست خوردہ ساتھیوں کا خاتمہ:

العباس بن عمرو کے شکست خوردہ ساتھی بصرے کے ارادے سے واپس ہوئے ان میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا تھا جو

بغیر زادراہ و آب و لباس کے تھے' بصرے سے ایک جماعت تقریباً چار سو کجاوے کے ہمراہ جن پر کھانا پانی اور کپڑا تھا ان کی جانب نکلی۔ ان پر بنو اسد نے حملہ کیا اور ان کجاووں کو مع ان اشیاء کے جو ان پر تھیں لے لیا اور ان کجاووں کے ہمراہ جو لوگ تھے ان میں سے ایک جماعت کو اور ابوالعباس کے بچے ہوئے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

اہل بصرہ میں خوف وہراس:

بصرے میں اس کی وجہ سے شدید اضطراب ہوا۔ لوگوں نے وہاں سے منتقل ہو جانے کا قصد کیا۔ احمد بن محمد الواثقی نے جو بصرے کے معاون کا متولی تھا' انہیں اس سے روکا' انہیں اپنے اوپر قرامطہ کے حملے کا اندیشہ ہوا۔

عباس بن عمرو الغنوی کی رہائی:

اسی سال ۸/ رمضان کو جیسا کہ بیان کیا گیا بارگاہ خلافت میں الابلہ سے العباس بن عمرو کے بحری سواریوں میں سے ایک سواری میں پہنچنے کے متعلق ایک عریضہ آیا کہ ابوسعید الجنابی نے اسے اور اس کے ایک خادم کو رہا کر دیا۔

۱۱/ رمضان کو ابوالعباس بن عمرو مدینۃ السلام پہنچا اور الثریا میں المعتضد کے حضور باریاب ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ جنگ کے بعد چند روز تک الجنابی کے پاس رہا۔ اس نے بلا کے کہا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ میں تجھے رہا کر دوں۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا جا اور جو کچھ تو نے دیکھا وہ اس سے بیان کر دے جس نے تجھے میرے پاس روانہ کیا۔ اور اسے کجاووں پر سوار کرا کے اپنے آدمی اس کے ہمراہ کر دیے جس قدر زادراہ اور پانی کی انہیں حاجت تھی وہ ان کے ساتھ بار کر دیا۔ ان آدمیوں کو جنھیں اس کے ہمراہ روانہ کیا یہ حکم دیا کہ وہ اسے اس کے امن کے مقام تک پہنچا دیں۔ وہ اسے لے چلے' یہاں تک کہ وہ کسی ساحل تک پہنچا' اور وہاں ایک کشتی پا گیا۔ وہ اس میں سوار ہو کے الابلہ روانہ ہو گیا۔ المعتضد نے اسے خلعت دے کے واپس کر دیا۔

۱۱/ شوال یوم پنج شنبہ کو المعتضد نے اپنے باب الشماسیہ کے خیمے سے ابن ابی الساج کے خادم وصیف کی تلاش میں کوچ کیا۔ اس کو پوشیدہ رکھا اور یہ ظاہر کیا کہ اس کا قصد دیار مضر کے علاقے کا ہے۔

قرامطہ کا مسلمانوں پر ظلم وستم

اسی ماہ کی ۱۲/ تاریخ یوم جمعہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا یہ خبر آئی کہ قرامطہ نے اہل جنبلا کے دیہات پر ان کے والی بدر غلام الطائی پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے قتل کر دیا۔ اور مکانوں میں آگ لگا دی۔

خادم وصیف کی گرفتاری:

۱۴/ ذی القعدہ کو المعتضد وصیف خادم کی تلاش میں کنیسۃ السوداء میں اترا۔ یوم دوشنبہ و سہ شنبہ کو قیام کیا۔ یہاں تک کہ لوگ ملے اور اس نے المصیصہ کے راستے میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ جاسوس آئے کہ خادم عین زربہ کا ارادہ کرتا ہے۔ سرحد والے اور باخبر لوگ ۱۷/ ذی القعدہ پنج شنبہ کو الرکاضہ میں حاضر کیے گئے۔ ان سے عین زربہ کا متوسط ترین راستہ دریافت کیا تو ان لوگوں نے اسے جیحان کے راستے سے منع کیا۔ اس نے اپنے بیٹے علی کو اور اس کے ہمراہ الحسن بن علی کو پہلے' جعفر کو اس کے پیچھے' محمد بن کمشجور کو جعفر کے پیچھے اس کے پیچھے خاقان المفلحی کو' پھر مونس خادم کو' پھر مونس خازن کو روانہ کیا' پھر الحجر کے غلاموں کے ہمراہ ان لوگوں کے نشان قدم پر خود روانہ ہوا۔ عین زربہ سے گزر گیا اس کے لیے وہاں ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ اس میں خفیف السمرقندی کو مع اس کے گروہ کے چھوڑ دیا۔ خود سرداروں

کے نشان قدم پر خادم کے قصد سے روانہ ہوا۔ جب نماز عصر ہوگئی تو اس کے پاس خادم کی گرفتاری کی خوش خبریاں آئیں۔ اس کو انہوں نے المعتضد کے پاس پہنچا دیا تو اس نے مونس خادم کے سپرد کر دیا جو اس زمانے میں لشکر کی پولیس کا حاکم تھا۔ اس نے خادم کے ساتھیوں کے لیے وعدہ امان کا اور لشکر میں اس شخص سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کیا۔ جس کے کجاوے میں خادم کے لشکر کی لوٹ کی کوئی چیز پائی جائے اور وہ اسے اس کے ساتھیوں کے پاس نہ پہنچا دے۔ بہت سے آدمیوں کو لوگوں نے وہ مال لوٹا دیا جو ان کے لشکر سے لوٹا تھا۔

اہل عین زربہ کی معتضد سے درخواست:

بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ اور وصیف خادم کی گرفتاری ۱۷/ ذی القعدہ یوم پنج شنبہ کو ہوئی۔ اس دن سے کہ جس دن المعتضد نے اپنے باب الشماسیہ کے خیمے سے کوچ کیا تھا خادم کی گرفتاری تک چھتیس دن ہوئے تھے۔ جب المعتضد نے خادم کو گرفتار کر لیا تو بیان کیا گیا ہے کہ وہ عین زربہ واپس ہوا۔ وہاں اس نے دو روز قیام کیا تیسرے دن کی صبح ہوئی تو عین زربہ کے باشندے اس کے پاس جمع ہوئے۔ انہوں نے اپنے شہر میں غلے کی تنگی کی وجہ سے اس سے یہ درخواست کی کہ وہ کوچ کر جائے۔ اس نے تیسرے دن وہاں سے کوچ کیا اور سوائے ابن المبارک کے نائب ابوالاغر کے مع اپنے تمام لشکروں کے المصیصہ میں اترا کیونکہ ابوالاغر کو روانہ کر دیا تھا کہ وہ خادم کے راستے کو بند کر دے کہ مرعش اور ملطیہ کے علاقے میں نہ جا سکے۔

وصیف خادم کے ساتھیوں کو امان:

خادم نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عیال کو مرعش روانہ کر دیا تھا' خادم کے ساتھیوں کو جو بھاگ گئے تھے جب اس امان کی جس کا المعتضد نے ان کے لیے وعدہ کیا تھا اور ان کے اسباب انہیں واپس کرنے کا حکم دیا تھا خبر پہنچی تو وہ لوگ ان کی امان میں داخل ہو کر المعتضد کے لشکر میں مل گئے۔ کہا گیا ہے کہ المعتضد کا نزول المصیصہ میں ۲۰/ ذی القعدہ یک شنبہ کو ہوا تھا اور وہ دوسرے یک شنبے تک وہاں مقیم رہا۔ اس نے معززین طرسوس کو اپنے پاس آنے کو لکھا۔ جو لوگ پاس آئے ان میں سے الغیل بھی تھا جو اس سرحد کے رؤسا میں سے تھا۔ اس کا ایک بیٹا اور ایک اور شخص جس کا نام ابن المہندس تھا اور ان کے ہمراہ ایک جماعت بھی تھی' یہ لوگ دوسروں کے ہمراہ قید کیے گئے اور ان میں سے اکثر رہا کر دیے گئے جن کو قید کیا تھا اپنے ہمراہ بغداد لے گیا۔ اس نے کچھ ان کے خلاف پایا۔ اس لیے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ان لوگوں نے وصیف خادم سے خط و کتابت کی تھی۔

بحری کشتیوں کا اتلاف:

المعتضد نے ان تمام بحری سواریوں اور ان کے آلات کے جلانے کا حکم دیا جن میں مسلمان جنگ کیا کرتے تھے۔ مذکور ہے کہ دمیانہ کا غلام یازمان ہی تھا' جس نے اسے اس چیز کا مشورہ دیا جو اہل طرسوس کے خلاف اس کے دل میں تھی۔ وہ سب جلا دیا گیا ان بحری سواریوں میں تقریباً پچاس وہ قدیم کشتیاں تھیں جن پر رقم کثیر صرف کی گئی تھی کہ ایسا بیڑہ اس وقت میں نہیں بن سکتا۔ یہ سب جلا دی گئیں۔ اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ ان کے بازوؤں کو توڑ دیا۔ اس سے رومی طاقت ور ہو گئے۔ اور وہ بحری جنگ سے مطمئن ہو گئے۔ المعتضد نے شامی سرحدوں کو انہیں سرحد والوں کی متفقہ درخواست پر حسن بن علی کے سپرد کیا۔

المعتضد کی المصیصہ سے مراجعت:

المعتضد نے جیسا کہ کہا گیا المصیصہ ۲/ ذی الحجہ کو فندق الحسین میں اترا۔ پھر اسکندریہ میں' پھر بغراس میں' پھر انطاکیہ میں

وہاں قربانی کے دن (۱۰ ذی الحجہ) تک قیام کیا۔ دوسرے دن (۱۱ ذی الحجہ) کی صبح کو کوچ کیا۔ ارتاح میں اترا' پھر الاثارب میں' پھر حلب میں' وہاں دو روز مقیم رہا' پھر الناعورہ کی طرف کوچ کیا' پھر خساف اور صفین کی طرف' وہاں کی جزیرے والی سمت میں اور دوسری جانب میں امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کے بیت المال میں۔ پھر بالس کی طرف' پھر دوسری طرف' پھر بطن وامان کی طرف' پھر الرقہ کی طرف جہاں ۲۸/ ذی الحجہ تک مقیم رہا۔

محمد بن زید علوی کی پیش قدمی:

۲۵/شوال کو خبر آئی کہ زید العلوی کو قتل کر دیا گیا۔

مذکور ہے کہ محمد بن زید کو جب اسماعیل بن احمد کے عمرو بن اللیث کو گرفتار کر لینے کی خبر پہنچی تو وہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ خراسان کی جانب یہ گمان کر کے نکلے کہ اسماعیل بن احمد اپنے اسی عمل سے آگے نہ بڑھے گا جس پر وہ کمینہ عمرو بن اللیث کے زمانہ ولایت خراسان میں والی تھا۔ خراسان میں کوئی مدافعت کرنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ عمرو گرفتار ہو گیا ہے اور وہاں سلطنت کی جانب سے کوئی عامل نہیں ہے۔ جرجان تک پہنچ کے وہاں مقیم ہو گئے۔

ابن زید علوی کا قتل:

اسماعیل نے ان کو لکھ کر طبرستان واپس جانے اور جرجان کو اپنے لیے چھوڑ دینے کی درخواست کی۔ ابن زید نے انکار کیا۔ اسماعیل نے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا' ایک شخص کو جو رافع کی ولایت خراسان کے زمانے میں رافع بن ہرثمہ کا نائب تھا' جس کو محمد بن ہارون پکارا جاتا تھا' محمد بن زید کی جنگ کے لیے نامزد کیا' اس نے اس کے لیے منظور کیا' اس نے اپنے آدمیوں اور لشکر میں سے بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ کر دی۔ اور اسے ابن زید کی جنگ کے لیے روانہ کر دیا۔ محمد بن ہارون جب ابن زید کی جانب روانہ ہوا۔ تو دونوں کا باب جرجان پر مقابلہ ہوا۔ انہوں نے نہایت شدید قتال کیا۔ محمد بن ہارون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ وہ لوٹا تو علوی کی صفیں ٹوٹ چکی تھیں۔ محمد بن زید کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور وہ پشت پھیر کر بھاگے۔ ان میں سے جیسا کہ بیان کیا گیا بہت سے آدمی مقتول ہوئے۔ ابن زید کو تلوار کے چند زخم لگے اور ان کے بیٹے زید گرفتار ہو گئے۔ محمد بن ہارون نے لشکر اور جو کچھ اس میں تھا گھیر لیا۔ اس جنگ کے چند روز کے بعد محمد بن زید انہی زخموں سے مر گئے۔ چنانچہ وہ باب جرجان پر دفن کئے گئے۔ ان کے بیٹے زید کو اسماعیل بن احمد کے پاس روانہ کر دیا گیا اور محمد بن ہارون طبرستان روانہ ہو گیا۔

قرامطہ پر حملہ:

۱۲/ ذی القعدہ یوم شنبہ کو الطائی نے غلام بدر کے روذمیستان وغیرہ کے نواح میں قرامطہ پر ان کی غفلت کی حالت میں حملہ کیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا اس نے ان میں قتل عظیم برپا کیا۔ پھر دیہات کے ویران ہو جانے کے اندیشے سے چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ لوگ اس کے کاشت کار اور پیشہ ور لوگ تھے ان کے رؤسا کو ان کے ٹھکانوں میں تلاش کیا ان میں سے جس پر قابو ملا اسے قتل کر دیا۔

امیر حج محمد بن عبداللہ:

اس سال محمد بن عبداللہ بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۸ھ کے واقعات

آذربائیجان میں وباء:

بیان کیا گیا ہے کہ آذربائیجان میں وباء واقع ہونے کی خبر پہنچی جس سے مخلوق کثیر ہلاک ہوگئی' یہاں تک کہ لوگوں کو کپڑا تک نہ ملا کہ کفن دیتے' پہننے کے کپڑوں اور کمبلوں کا کفن دیا' اس نوبت تک پہنچے کہ انہیں کوئی مردوں کا دفن کرنے والا نہیں ملتا تھا راستوں میں پڑا ہوا چھوڑ دیتے تھے۔

اسی سال طاہر محمد بن عمرو بن اللیث کے ساتھی فارس میں داخل ہوگئے اور وہاں سے انہوں نے خلافت کے عاملوں کو نکال دیا۔ یہ واقعہ اسی سال ۱۸/ صفر کو ہوا۔

اسی سال آذربائیجان میں محمد بن ابی الساج کی جس کا لقب افشین تھا وفات ہوئی۔ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت اور اس کے غلام جمع ہوئے۔ انہوں نے دیوداد بن محمد کو اپنا امیر بنالیا۔ یوسف بن ابی الساج نے اختلاف کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا۔

عمرو بن اللیث کی بغداد میں آمد:

۲۸/ ماہ ربیع الآخر کو الاہواز کے ڈاک کے افسر کا خط آیا جس میں اس نے یہ بیان کیا تھا کہ طاہر بن محمد بن عمرو بن اللیث کے ساتھی الاہواز کے ارادے سے سنبیل تک پہنچ گئے۔ شروع جمادی الاولی میں عمرو بن اللیث عبداللہ بن الفتح نے جسے اسماعیل بن احمد کے پاس روانہ کیا تھا اور اسماعیل بن احمد کے غلام اشناس نے بغداد میں داخل کیا۔ مجھ سے بیان کیا گیا کہ اسمٰعیل بن احمد نے اسے اپنے پاس اسیر ہو کر رہنے میں اور امیر المومنین کے دروازے پر روانہ کردینے میں اختیار دیا تھا۔ اس نے اپنی روانگی کو اختیار کیا تو اس نے روانہ کردیا۔

۲/ جمادی الآخر کو جیسا کہ بیان کیا گیا الاہواز کے ڈاک کے افسر کا خط آیا کہ'' طاہر بن محمد بن عمرو کے پاس اسماعیل بن احمد کا خط آیا ہے جس میں اس نے اطلاع دی کہ خلافت نے اسے سجستان کا والی بنادیا ہے' اور وہاں روانہ ہونے کا حکم دیا ہے۔ طاہر کے پاس وہ فارس کو جانے والا ہے کہ اس پر حملہ کر کے سجستان کو واپس جائے۔ طاہر نکلا اور اس نے اپنے چچازاد بھائی کو جوار جان میں اپنے لشکر میں مقیم تھا۔ ایک خط لکھا جس میں اسے مع اپنے ہمراہیوں کے اپنے پاس فارس کی جانب واپس آنے کا حکم تھا''۔

اسی سال المعتضد نے اپنے مولیٰ بدر کو فارس کا والی بنایا اور اسے طاہر بن محمد کے زبردستی قبضہ کرلینے کی وجہ سے وہاں جانے کا حکم دیا۔ ۹/ جمادی الآخرہ کو خلعت دیا۔ سرداروں کی ایک جماعت اس کے ساتھ کردی۔ وہ فوج اور غلاموں کے بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔

اسمٰعیل بن احمد' اشناس اور ابن فتح کے لیے خلعت:

اسی سال ۱۰/ جمادی الآخرہ کو عبداللہ بن الفتح اور اسماعیل کا غلام اشناس اسماعیل بن احمد بن سامان کے پاس المعتضد کی جانب سے خلعت لے کر روانہ ہوئے۔ زرہ اور تاج اور تلوار جو سونے سے بنائے گئے تھے اور سب پر جواہر جڑے تھے اور ہدایا اور تیس لاکھ درہم بھی تھے کہ خراسان کے اس لشکر میں تقسیم کرے جنھیں سجستان کی جانب طاہر بن محمد بن عمرو کے ساتھیوں کی جنگ کے

لیے جو وہاں تھے روانہ کرے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مال جس کو المعتضد نے اس کے پاس روانہ کیا تھا وہ ایک کروڑ درہم تھے۔ جن میں سے اس نے کچھ بغداد سے روانہ کیے اور باقی کے لیے الجبل کے عاملوں کو لکھ دیا اور انہیں یہ حکم دیا گیا کہ اسے پیامبروں کے حوالے کر دیں۔

اسی سال رجب میں المعتضد کا مولیٰ بدر ارض فارس کے قریب تک پہنچ گیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو کے جو متعلقین تھے وہاں سے ہٹ گئے' بدر کے ساتھی داخل ہو گئے اور اس کے عاملوں نے وہاں سے خراج وصول کیا۔

ایک علوی کا صنعاء پر حملہ:

اسی سال ۲/ رمضان کو بیان کیا گیا کہ مکے کے عامل عج بن حاج کا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ بنی یعفر نے ایک شخص پر جس نے زبردستی صنعاء پر قبضہ کر لیا تھا حملہ کیا۔ بیان کیا گیا کہ وہ علوی تھا۔ ان لوگوں نے اسے شکست دے دی تو اس نے ایک بستی کی پناہ لی جسے اس نے محفوظ کر لیا تھا' لوگ اس کے پاس گئے اس پر حملہ کیا' اسے پھر بھگا دیا۔ اس کے ایک بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ مگر وہ تقریباً پچاس آدمیوں کے ہمراہ بچ گیا۔ بنو یعفر صنعا میں داخل ہو گئے وہاں انہوں نے المعتضد کے نام کا خطبہ پڑھا۔

متفرق واقعات:

اسی سال یوسف بن ابی الساج نے جو ایک قلیل جماعت کے ہمراہ تھا اپنے برادر زادہ دیوداد بن محمد پر حملہ کیا حالانکہ اس کے ہمراہ اس کے باپ محمد بن ابی الساج کا لشکر تھا۔ اس کا لشکر بھاگ گیا اور دیوداد ایک قلیل جماعت کے ہمراہ رہ گیا۔ یوسف نے اس سے اپنے ہمراہ قیام کی درخواست کی۔ اس نے انکار کیا اور موصل کا راستہ اختیار کیا۔ ۲۳/ رمضان یوم پنج شنبہ کو اسی سال بغداد آیا۔ یہ جنگ ان دونوں کے درمیان آذربائیجان کے نواح میں ہوئی تھی۔

اسی سال الحسن بن علی کورہ کے عامل نزار بن محمد نے زمستانی جہاد کیا۔ رومیوں کے بہت سے قلعے فتح کیے۔ طرسوس میں سو کفار اور کچھ اوپر ساتھ کفار شرفاء اور پادریوں میں سے اور بہت سی صلیبیں اور ان کے جھنڈے داخل کیے۔ پھر انہیں بغداد روانہ کر دیا۔

۱۲/ ذی الحجہ کو الرقہ سے تاجروں کے خطوط آئے کہ رومی بہت سی کشتیوں کے ساتھ آئے۔ ان کی ایک جماعت خشکی پر علاقہ کنسوم تک آ گئی۔ وہ پندرہ ہزار سے زائد مسلمانوں کو ہنکا لے گئے۔ جن میں مرد عورت اور بچے تھے۔ ایک جماعت ذمیوں کی بھی گرفتار کر لی۔

اسی سال ابو سعید الجنابی کے ساتھی بصرے کے قریب ہو گئے۔ اہل بصرہ کی پریشانی بہت بڑھ گئی۔ وہاں سے بھاگنے اور منتقل ہو جانے کا قصد کیا مگر والی نے روکا۔

اسی سال آخر ذی الحجہ میں ابن ابی الساج کا خادم قتل کر دیا گیا۔ اس کی لاش روانہ کر دی گئی جو شرقی جانب لٹکا دی گئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ مرا اور قتل نہیں کیا گیا۔ جب مر گیا تو اس کا سر کاٹ لیا گیا۔

امیر حج ابو بکر ہارون بن محمد:

اس سال ابو بکر ہارون بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۹ھ کے واقعات

ابن ابی فوارس قرامطی پر عتاب:

کوفے کے دیہات میں قرامطہ پھیل گئے۔ ان کی جانب احمد بن محمد الطائی کے غلام شبل کو روانہ کیا گیا اور اسے ان کی تلاش کا حکم دیا گیا اس نے جس پر قابو پایا اسے گرفتار کر کے باب خلافت روانہ کر دیا۔ ان کے ایک رئیس پر قابو پا گیا جس کا عرف ابن ابی فوارس تھا' اسے بھی ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ المعتضد نے اسے ۲۲/محرم کو بلایا تو اس نے بدزبانی کی حسب حکم اس کی ڈاڑھیں اکھاڑ دی گئیں۔ اس کے ایک ہاتھ کو صبح کے وقت مد (وزنی باٹ) سے بیکار کر دیا گیا اور دوسرے میں پتھر لٹکا دیا گیا۔ اسی حال میں نصف النہار سے مغرب تک چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے روز اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیے گئے اور گردن مار کر شرقی جانب لٹکا دیا گیا۔ چند روز بعد اس کی لاش الیاسریہ روانہ کر دی گئی۔ وہاں قرامطہ کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔

۲/ربیع الاول کو باب الشماسیہ میں جن لوگوں کے مکان و دکان تھی انہیں اپنے مکان و دکان سے نکال دیا گیا کہ اپنے غلے کے برتن لے لو اور نکل جاؤ۔ اس لیے کہ المعتضد نے یہ سوچا تھا کہ وہاں پر وہ اپنے لیے ایک محل تعمیر کر کے سکونت اختیار کرے۔ شہر پناہ کی دیوار کے مقام پر خط لگا دیا گیا۔ اور اس کا بعض حصہ کھود دیا گیا۔ دجلے کے کنارے ایک چبوترہ بنانے کی ابتدا کی گئی جس کی تعمیر کا المعتضد نے حکم دیا تھا کہ منتقل ہو کر محل کی تعمیر سے فراغت ہونے تک وہاں مقیم رہے۔

المعتضد کی وفات:

اسی سال ربیع الآخر شب دوشنبہ کو المعتضد کی وفات ہوئی۔ صبح ہوئی تو یوسف ابن یعقوب اور ابو حازم عبدالحمید بن عبدالعزیز اور ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب کو حاضر کیا گیا۔ نماز جنازہ میں القاسم بن عبیداللہ بن سلیمان وزیر اور ابو حازم اور ابو عمر اور گھر والے اور خاص لوگ حاضر ہوئے۔ اس نے یہ وصیت کی تھی کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان میں دفن کیا جائے۔ وہاں قبر کھودی گئی۔ قصر الحسنی سے رات کے وقت اٹھایا گیا اور وہیں اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

اسی سال ۲۳/ربیع الآخر کو جو ۲۸۹ھ تھا قصر الحسنی میں القاسم بن عبیداللہ بن سلیمان نے دربار کیا۔ اور لوگوں کو اجازت دی گئی۔ سب نے المعتضد کی تعزیت اور المکتفی کی نئی حکومت کی تہنیت کی۔ اس نے کاتبوں اور سرداروں کو المکتفی باللہ کی تجدید بیعت کا حکم دیا۔ سب نے اس کو قبول کیا۔
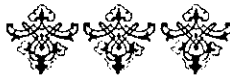
باب ۷

خلیفہ المکتفی باللہ

بیعت خلافت:

المعتضد کی وفات ہوگئی تو القاسم بن عبید اللہ نے المکتفی کو اس حادثے کے عریضے لکھے اور اسی وقت روانہ کر دیے۔ المکتفی الرقہ میں مقیم تھا۔ یہ خبر پہنچی تو اسی روز اپنے کاتب الحسین بن عمرو النصرانی کو جو لوگ اس کے لشکر میں تھے ان سے بیعت لینے اور ان کے لیے عطا مقرر کرنے کا حکم دیا۔ الحسین نے یہی کیا۔ وہ الرقہ سے روانہ ہو کر بغداد کی جانب نکلا۔ دیار ربیعہ و دیار مضر اور مغرب کے علاقوں میں ایسے شخص کو روانہ کیا کہ جو انہیں قابو میں رکھے۔ ۸/ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ کو المکتفی قصر الحسنی میں داخل ہوا۔ ان قید خانوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جو اس کے باپ نے اہل جرائم کے لیے تیار کیے تھے۔ اسی روز المکتفی نے اپنی زبان سے القاسم کی ابن عبید اللہ کے لیے کنیت مقرر کی اور اسے خلعت دیا۔ اسی روز کمینہ عمرو بن اللیث مرا اور دوسرے روز قصر الحسنی کے قریب دفن کیا گیا۔

عمرو بن اللیث کے قتل کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ المعتضد نے اپنی موت کے قریب کہ بولنے سے قاصر ہو گیا تھا' صافی الحرمی کو اشارے سے عمرو بن اللیث کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنی گردن اور آنکھوں پر رکھ کر الاعور (کانے' عمرو بن اللیث) کا ذبح مراد لیا تھا۔ مگر صافی نے المعتضد کا حال معلوم ہونے اور اس کی وفات کی نزدیکی کی وجہ سے یہ نہیں کیا اور اس نے عمرو کے قتل کو ناپسند کیا۔

عمرو بن اللیث کا قتل:

المکتفی بغداد میں داخل ہوا تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ القاسم بن عبید اللہ سے عمرو کے متعلق دریافت کیا کہ آیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں' مکتفی اس کی زندگی سے مسرور ہوا اور بیان کیا کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ احسان کرے' عمرو اپنے زمانہ قیام رے میں المکتفی کو ہدیہ بھیجا کرتا تھا اور بکثرت تکریم کرتا تھا۔ ابن نے اس کے بدلے کا ارادہ کیا۔ مذکور ہے کہ القاسم بن عبید اللہ نے اس کو ناپسند کیا۔ مخفی طور پر کسی کو عمرو کے پاس بھیجا جس نے اسے قتل کر دیا۔

محمد بن ہارون کا رے پر قبضہ:

اسی سال ۲۶/ رجب کو یہ خبر آئی کہ اہل الرے کی ایک جماعت نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت کی جس کو اسماعیل بن احمد حاکم خراسان نے محمد بن زید العلوی کے قتل کے بعد طبرستان پر عامل بنایا تھا۔ محمد بن ہارون معزول کر دیا گیا۔ اہل رے نے اس سے درخواست کی کہ یہاں آئے۔ اس لیے کہ اوکرتمش ترک نے جوان پر والی بنایا گیا تھا بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کی تھی۔ اس نے جنگ کی پھر محمد بن ہارون نے شکست دی۔ اسے اس کے دو بیٹوں کو اور شاہی سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام ابرون تھا برادر کیغلغ تھا قتل کر دیا محمد بن ہارون الرے میں داخل ہو کے اس پر غالب آ گیا۔

اسی سال رجب میں بغداد میں زلزلہ آیا اور یہ زلزلہ بہت دنوں تک رہا۔

اسی سال المعتضد کے غلام بدر کا قتل ہوا۔

القاسم اور بدر میں مخاصمت:

سبب یہ ہوا کہ القاسم بن عبیداللہ نے المعتضد کے بعد خلافت کو المعتضد کی اولاد کے علاوہ کسی اور کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا تھا اس معاملے میں بدر سے گفتگو کی تھی' مگر بدر نے انکار کیا کہ میں ایسا نہیں ہوں۔ کہ خلافت اپنے اس آقا کی اولاد سے پھیر دوں جو میرا ولی نعمت ہے۔ جب القاسم نے یہ دیکھا اور جان لیا کہ اسے بدر کی مخالفت کا کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ بدر المعتضد کے لشکر کا افسر' معاملات پر غالب تھا۔ اور جتنے غلام و خدام تھے سب اس کی اطاعت کرتے تھے۔ قاسم کو بدر سے کینہ ہو گیا۔

بدر سے المکتفی کو نفرت:

المعتضد کی موت کا حادثہ اس وقت پیش آیا کہ بدر فارس میں تھا۔ القاسم نے المکتفی کے لیے خلافت کا انتظام کیا اور اسی وقت اس سے بیعت کر لی جب کہ وہ الرقہ میں تھا۔ المکتفی اور بدر کے درمیان اس کے والد کی حیات ہی میں نفرت تھی۔ القاسم نے جب المکتفی کے باپ کے غلاموں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے ان سے بیعت لے لی تو جو کچھ کیا وہ المکتفی کو لکھ دیا۔ المکتفی بغداد آیا۔ بدر اب تک فارس ہی میں تھا' بغداد میں آ گیا تو القاسم نے جو کچھ بدر سے بیان کیا تھا اس سے اپنی جان بچانے کے لیے بدر کے ہلاک کرنے کی کوشش کی کہ مبادا وہ المکتفی کے پاس آئے اور المعتضد کی زندگی میں جو القاسم کا یہ ارادہ تھا کہ خلافت کو اس کی موت کے بعد اس کی اولاد سے پھیر دے' اس کی اسے اطلاع کر دے۔

بدر کے خلاف سازش:

المکتفی نے محمد بن کمشجور اور ایک جماعت کے ذریعے سے ان سرداروں کو نامہ' پیام روانہ کیے جو بدر کے ساتھ تھے جس میں انہیں اپنے پاس آنے اور بدر سے جدا ہو جانے کا حکم تھا۔ سرداروں کو یہ شقے خفیہ طور پر پہنچا دیے گئے۔ الموفق کے خادم یانس کو روانہ کیا گیا اس کے ہمراہ ایک کروڑ درہم بھی تھے کہ ان کو المکتفی کی بیعت کے لیے انعام میں صرف کرے۔ یانس انہیں لے کے نکلا' الاہواز پہنچا تو بدر نے اس کے پاس کسی ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے اس سے مال چھین لیا۔ یانس مدینۃ السلام واپس ہو گیا۔ پھر جب المکتفی کے شقے سرداروں کو پہنچے جو بدر کے ساتھ تھے تو ایک جماعت نے بدر کو چھوڑ دیا اور اس سے پھر کر مدینۃ السلام آ گئے۔ ان میں سے العباس بن عمرو الغنوی اور خاقان المفلحی اور محمد بن اسحاق بن کنداج اور خفیف الاذکوتکینی اور کچھ لوگ ان کے علاوہ تھے جب وہ لوگ مدینۃ السلام پہنچ گئے خلیفہ کے حضور میں باریاب ہوئے۔ خلیفہ نے ان میں سے کچھ اوپر تیس آدمیوں کو خلعت دیا۔ سرداروں کی ایک جماعت کو فی کس ایک لاکھ درہم اور دوسروں کو اس سے کم انعام دیا۔ بعض کو خلعت دیا اور انعام کچھ نہیں دیا۔

بدر جب واسط کا ارادہ کر کے واپس ہوا۔ المکتفی کو بدر کے واسط آنے کی خبر پہنچی تو اس نے بدر کے مکان پر پہرہ مقرر کر دیا۔ اس کے سرداروں اور غلاموں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ نحریر الکبیر اور عریب الجبلی اور منصور بن اخت عیسیٰ النوشری قید کر دیے گئے۔ ان سرداروں کو المکتفی نے اپنے پاس بلایا کہ میں تم پر کسی کو امیر نہیں بناؤں گا جسے کوئی حاجت ہو وزیر سے عرض کرے کیونکہ اسے تمہاری حوائج پوری کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔ ڈھالوں اور جھنڈوں سے بدر کا نام مٹا دینے کا حکم دیا۔ اس پر المعتضد باللہ کا مولیٰ ابوالنجم مقرر تھا۔ بدر نے المکتفی کو ایک عریضہ لکھا جسے اس نے زیدان السعیدی کو دیا اور اسے تیز دوڑنے والی سواریوں پر سوار کیا۔

جب یہ عریضہ المکتفی کو پہنچا تو اس نے لے لیا اور زیدان پر پہرہ مقرر کر دیا۔ الحسن بن علی کورہ کو ایک لشکر کے ہمراہ واسط کی طرف روانہ کیا۔ مذکور ہے کہ المکتفی نے اسے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔

بدر کو مکتفی کی پیش کش:

اسی سال ۲۹/ شعبان کو مغرب کے وقت محمد بن یوسف کو ایک پیام کے ساتھ بدر کے پاس روانہ کیا۔ المکتفی نے بدر کے پاس جس وقت وہ فارس سے جدا ہوا تھا ایک پیام بھیجا کہ وہ جس علاقے کی ولایت چاہے منظور ہے' خواہ اصبہان ہو' یا رے الجبال جہاں چاہے مع پیادہ و سواروں کے جن کا وہ چاہے لے جا سکتا ہے' اس علاقے کا والی بن کر مع ان لوگوں کے قیام کرے' بدر نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اپنے آقا کے دروازے پر جانا ضروری ہے۔ القاسم بن عبید اللہ کو اس کی شکایت کرنے کا موقع مل گیا اس نے المکتفی سے کہا کہ ''امیر المومنین ہم نے اس کے سامنے یہ پیش کیا کہ وہ جس علاقے میں جانا چاہے۔ ہم اس کے سپرد کر دیں مگر اس نے سوائے تیرے دروازے پر آنے کے اور سب سے انکار کر دیا''۔ خلیفہ کو بدر کے کینے سے ڈرایا اور اس کی جنگ سے دہشت دلائی۔

بدر کے لیے المکتفی کا امان نامہ:

بدر کو یہ خبر پہنچی کہ اس کے مکان پر پہرہ مقرر کر دیا گیا اور اس کے غلاموں اور عزیزوں کو قید کر دیا گیا تو اسے شر کا یقین ہو گیا۔ اس نے کسی اور کو روانہ کیا جو اس کے بیٹے ہلال کی رہائی کی تدبیر کرے۔ القاسم بن عبید اللہ کو اطلاع ہوئی تو اس کی حفاظت کا حکم دیا۔ ابو حازم قاضی شرقیہ کو بلایا' اسے بدر کے پاس جانے' اس سے ملنے' اس کا دل خوش کرنے اس کو اور اس کی جان و مال و اولاد کو امیر المومنین کی جانب سے امان دینے کا حکم دیا' مذکور ہے کہ ابو حازم نے اس سے کہا کہ مجھے اس بات کی امیر المومنین سے سننے کی ضرورت ہے کہ بدر کو امیر المومنین کا بالمشافہ پیغام پہنچا دوں۔ اس نے جواب دیا کہ تو واپس جا کہ میں اس معاملے میں تیرے لیے امیر المومنین سے اجازت لے لوں بعد کو ابو عمر محمد بن یوسف کو بلایا اور اسے بھی وہی حکم دیا جیسا ابو حازم کو دیا تھا۔ اس نے فوراً قبول کر لیا۔ القاسم بن عبید اللہ نے المکتفی کی جانب سے ایک امان نامہ ابو عمر کو دیا۔ وہ اسے بدر کے پاس لے گیا۔ جب بدر واسط سے جدا ہوا تو اس کے ساتھی اور اکثر غلام جدا ہو گئے۔ جیسے عیسیٰ النوشری اور اس کا داماد یانس جس نے امن لے لیا تھا' احمد بن سمعان' نحر الصغیر' یہ لوگ بحالت امان المکتفی کے خیمے میں چلے گئے۔

سرداروں کی گرفتاری:

اسی سال کے رمضان کی دوسری تاریخ ہوئی تو المکتفی بغداد سے اپنے خیمے کی طرف جو نہر دیالے میں تھا نکلا اور اس کے ہمرکاب تمام لشکر بھی نکلا۔ اس نے اسی مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس جماعت کو جو اس کے خیمے میں آ گئی تھی جن کے میں نے نام لیے اور سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کو خلعت دیا۔ ایک جماعت پر پہرہ مقرر کر دیا' نو کے بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں بیڑیاں پہنے ہوئے نئے قید خانے روانہ کرنے کا حکم دیا۔

بدر کی روانگی بغداد:

بیان کیا گیا ہے کہ ابو عمر محمد بن یوسف سے واسط کے قریب ملاقات کی اور اسے امان نامہ دے دیا۔ جو کچھ القاسم بن عبید اللہ نے کہا تھا اس کی خبر المکتفی کی جانب سے دی۔ اسی کے ہمراہ بدر کی حواقہ (آگ لگانے والی کشتی) میں سوار ہو گیا۔ وہ اسے شرقی

جانب لے جا رہا تھا' غلام جن کے ہاتھ میں چپو تھے مع لشکر کی ایک جماعت کے اور کردوں کی مخلوق کثیر اور الجبل کے باشندے اس کی رفتار کے ساتھ ساتھ دجلے کے کنارے پر چل رہے تھے۔ بدر اور ابو عمر کے درمیان یہ امر قرار پایا کہ بدر مطیع و فرمانبردار بن کے بغداد میں چلے۔ بدر نے دجلے کو عبور کیا اور النعمانیہ تک پہنچ گیا۔ اس نے اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہتھیار اتار ڈالیں اور کسی سے جنگ نہ کریں۔ جو امان نامہ ابو عمر اس کے پاس لایا تھا اس کی انہیں خبر دی۔

بدر کا قتل:

اس وقت کہ چل رہا تھا اس کے پاس محمد بن اسحاق بن کنداج ایک کشتی میں آیا۔ ہمراہ غلاموں کی بھی ایک جماعت تھی' وہ حراقہ (بدر کی کشتی) میں آ گیا۔ اس نے بدر کی خبر دریافت کی۔ اس نے اس کا دل خوش کرنے کو دل پسند باتیں کیں۔ حالانکہ ان تمام معاملات میں وہی سرگروہ بنا ہوا تھا۔ القاسم بن عبیداللہ نے یہ حکم دے کے اسے روانہ کیا تھا کہ ''جب تو بدر کے ساتھ اکٹھا ہو جائے اس کے ہمراہ کسی مقام تک جائے تو مجھے آگاہ کر دینا''۔ اس نے کسی کو بھیج کر اطلاع دے دی۔ القاسم بن عبیداللہ نے لؤلؤ کو بلایا جو خلیفہ کا غلام تھا' اس سے کہا کہ ''میں نے تجھے ایک کام کے لیے نامزد کیا ہے''۔ اس نے کہا ''بسر وچشم''۔ کہا ''تو جا' ابن کنداجیق سے بدر کو بچا اور اس کا سر میرے پاس لے آ''۔ وہ ایک نہایت تیز رفتار کشتی میں روانہ ہو کے سیب بنی کوما اور اضطربد کے درمیان بدر اور اس کے ہمراہیوں کے سامنے آ گیا۔ اپنی کشتی سے بدر کی کشتی میں منتقل ہو گیا۔ بدر سے کہا کھڑا ہو۔ اس نے کہا کیا خبر ہے؟ کہا تیرے لیے کوئی خوف نہیں ہے۔ پھر اسے وہ اپنی کشتی میں لے کے جزیرہ الصافیہ تک لے گیا۔ جزیرے میں نکالا' خود بھی نکلا' تلوار مانگی' اسے نیام سے باہر کر لیا۔ جب بدر کو قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے درخواست کی کہ ''اتنی مہلت دے دے کہ دو رکعت نماز ادا کر لے''۔ یہ مہلت مل گئی۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر اس کے پاس آ گیا تو اس نے اس کی گردن مار دی۔ یہ واقعہ ۶/ رمضان یوم جمعہ کو زوال سے پہلے ہوا۔

بدر کی املاک کی ضبطی:

بدر کا سر لے کے اپنی تیز رفتار کشتی (طیار) میں سوار ہو کے المکتفی کی چھاؤنی میں آیا جو نہر دیالے میں تھی۔ بدر کا سر ہمراہ تھا۔ لاش وہیں چھوڑ دی گئی جو وہیں پڑی رہی۔ اس کے اعزہ نے کسی کو بھیجا جس نے خفیہ طور پر لاش اٹھالی اور ایک صندوق میں رکھ لی۔ حج کا زمانہ آیا تو چھپا کے مکے روانہ کر دی۔ کہا گیا ہے کہ بدر کی لاش مکے ہی میں مدفون ہوئی۔ یہی اس نے وصیت بھی کی تھی۔ اپنے قتل سے قبل تمام غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ قتل کے بعد حکومت نے بدر کی جاگیر اور جائیداد اور مکانات اور اس کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ قتل کی خبر المکتفی کو اسی سال ۷/ رمضان کو پہنچی تو اس نے واپسی کے لیے مدینۃ السلام کی طرف کوچ کیا۔ جو لشکر ہمرکاب تھا وہ بھی چلا۔ بدر کا سر اس کے پاس چھاؤنی سے کوچ کرنے سے پہلے پہنچا دیا گیا۔ اس نے حکم دیا تو صاف کیا گیا اور خزانے میں رکھ دیا گیا۔ ابو عمر قاضی اپنی شتاب کاری سے ملول و غمگین ہو کر دو شنبے کو اپنے مکان واپس آیا۔ لوگوں نے اس کے بارے میں چرچے کیے کہ وہی بدر کے قتل کا سبب ہوا۔

بدر کے قتل پر مرثیہ:

اس باب میں متعدد نظمیں ہوئیں جو کچھ کہا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

''مدینۃ المنصور کے قاضی سے کہہ دے کہ کس دلیل سے تو نے امیر کے سر لینے کو حلال کر دیا۔ تیری وہ قسمیں کہاں گئیں'

جن پر خدا گواہ ہے کہ وہ ایک بدکار کی قسم تھی۔
تیرے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے جدا نہ ہوتے تھے جب تک تو نے تخت کے بادشاہ کو نہیں دیکھا تھا۔
اے بے حیا اور اے سب سے زیادہ جھوٹے اور اے جھوٹی شہادت دینے والے۔
یہ قاضیوں کا فعل نہیں ہے' اس جسارت کو کون اچھا سمجھے گا۔
تو نے بہترین ماہ کے روشن جمعے میں کس فعل کا ارتکاب کیا۔
جس کو تو نے رمضان میں قتل کیا وہ تو سجدہ مغفرت کر کے روزے کی حالت میں چلا گیا۔
اے یوسف بن یعقوب کی اولاد اہل بغداد تم سے دھوکے میں رہے۔
اللہ تعالیٰ تمہارے گروہ کو ہلاک کرے اور مجھے اس وزیر کی زندگی ہی میں تمہاری ذلت دکھادے۔
تاکہ وہ منکر نکیر کے بعد حاکم عادل کے روبرو جواب دینے کے لیے تیار کیا جائے۔
تم سب کے سب ابوحازم پر قربان ہو جو تمام امور میں درست ہے''۔

زیدان السعیدی اور مصاحبین بدر کی گرفتاری:

۷/ رمضان کو زیدان السعیدی جو بدر کی جانب سے قاصد بنا کے المکتفی کے پاس بھیجا گیا تھا مع بدر کے ان نو سرداروں کے جن کے بیڑیاں ڈالی گئی تھیں اور ان سات مصاحبوں کے جو ان کے بعد اس کشتی میں گرفتار کیے گئے تھے جس میں پردہ تھا اور وہ مقید کر کے بصرے روانہ کر دیے گئے' وہاں کے قید خانے میں بند کر دیے گئے۔

مذکور ہے کہ لؤلؤ جو بدر کے قتل پر مقرر کیا گیا جو محمد بن ہارون کا وہی غلام تھا جو محمد بن زید کو طبرستان میں اور اکرتمش کو رے میں قتل کر کے محمد بن ہارون کے غلاموں کی ایک جماعت کے ہمراہ بحالت امان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا تھا۔

عبدالواحد بن ابی احمد کا قتل:

اسی سال ۱۶/ رمضان شب دوشنبہ کو عبدالواحد بن ابی احمد الموفق جیسا کہ بیان کیا گیا قتل کر دیا گیا۔ کہا گیا ہے کہ جب وہ گرفتار کیا گیا تو اس کی ماں نے ہمراہ ایک دایہ کو مونس کے گھر پر بھیج دیا تھا' مگر اسے اور دایہ کو جدا جدا کر دیا گیا۔ وہ دو تین دن رہی پھر اپنی بیوی کے مکان پر واپس کر دی گئی۔ عبدالواحد کی والدہ نے جب اس کا حال دریافت کیا تو کہہ دیا گیا کہ وہ المکتفی کے مکان میں بخیریت ہے وہ اس کی زندگی کی امیدوار رہی۔ جب المکتفی مر گیا تو مایوس ہو گئی اور اس کا ماتم کیا۔

ابن جستان کی شکست:

اسی سال کے ۲۱/ شعبان کو اسماعیل بن احمد حاکم خراسان کی جانب سے اس جنگ کی خبر کے متعلق خلافت میں عرض داشت پہنچی جو طبرستان میں اس کے ساتھیوں اور ابن جستان الدیلمی کے درمیان ہوئی تھی کہ اس کے ساتھیوں نے ابن جستان کو شکست دی یہ عریضہ بغداد کی دونوں جامع مسجدوں میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اسحاق الفرغانی اور ابوالاغر کی جنگ:

بدر قتل کر دیا گیا تو ایک شخص جس کا نام اسحاق الفرغانی تھا بدر کے ساتھیوں میں سے تھا۔ وہ ایک جماعت کے ہمراہ حکومت کی

مخالفت پر آمادہ ہو کے البادیہ کے نواح میں چلا آیا۔ وہاں ابوالاغر سے جنگ ہوئی جس میں ابوالاغر نے شکست کھائی اور اس کے ساتھیوں اور سرداروں کی ایک جماعت قتل ہوئی۔ مونس خازن کو بہت بڑی جماعت کے ہمراہ اسحاق الفرغانی کی جنگ کے لیے کوفے روانہ کیا گیا۔ ختم ذی القعدہ پر خاقان المفلحی کو خلعت دیا گیا اور اسے الرے کی معونت کا والی بنایا گیا۔ پانچ ہزار آدمی اس کے ماتحت کیے گئے۔

زکرویہ کا خروج:

اسی سال شام میں ایک شخص ظاہر ہوا جس نے اعراب کی بہت بڑی جماعت جمع کر لی۔ انھیں دمشق میں لایا۔ جہاں ہارون بن خمارویہ بن احمد بن طولون کی جانب سے طغج بن جف مامور تھا۔ یہ اس سال کے آخر میں ہوا۔ اس کے اور طغج کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں جس میں کہا جاتا ہے کہ مخلوق کثیر قتل ہوئی۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ زکرویہ بن مہرویہ ہی قرامطہ کا باعث تھا۔ جب المعتضد کی جانب سے کوفے کے دیہات میں جو قرامطہ تھے ان کی جانب پے در پے لشکروں کے روانگی ہونے لگی۔ ان کی تلاش میں اصرار اور قتل کی گرم بازاری ہوئی تو زکرویہ نے دیکھا کہ کوفے کے دیہات میں نہ (قرامطہ) کوئی مدافعت کرنے والا ہے اور نہ کوئی اطمینان کی صورت ہے۔ اس نے کوفے کے قریب اسد وطے وتمیم وغیر ہم قبائل عرب کے ورغلانے کی کوشش کی اور انہیں اپنی دعوت دی۔ یہ یقین دلایا کہ دیہات میں جو قرامطہ ہیں سب شریک ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ عرب اسے مان لیں، مگر ان لوگوں نے نہیں مانا۔ قبیلۂ کلب کی ایک جماعت تھی جو السماوہ کے خشکی کے راستے کی حفاظت کرتی تھی۔ جو کوفے ودمشق کے درمیان تدمر وغیرہما کی سڑک پر تھا۔ قاصدوں کو اور تجار کے مال کو اپنے اونٹوں پر لادا کرتی تھی۔ زکرویہ نے اپنی اولاد کو ان کے پاس بھیجا۔ ان لوگوں نے بیعت کر لی اور ان میں شامل ہو گئے۔ علیؓ ابن ابی طالب اور محمد بن اسماعیل بن جعفرؒ سے اپنے آپ کو منسوب کر لیا۔ بیان یہ کیا کہ انھیں حکومت کی جانب سے خوف ہے اور وہ ان کی پناہ لیں گے۔ کلبیوں نے اس کو قبول کر لیا قرامطہ کی دعوت دینے کی کوشش بھی کی مگر اس کو کسی نے قبول نہ کیا۔ البتہ بنی العلیص بن ضمضم بن عدی ابن جناب کہ قبیلہ کلب ہی کے ایک جز و تھے مع اپنے موالی کے ساتھ ہو گئے۔

ابن زکرویہ کی بیعت:

اواخر ۲۸۹ھ کے السماوہ کے علاقے میں ابن زکرویہ سے بیعت کر لی جس کا نام یحییٰ اور کنیت ابوالقاسم تھی۔ ان لوگوں نے اس مکر کی وجہ سے جس کا جال ان میں پھیلایا تھا۔ اسے شیخ کا لقب دیا تھا' اس نے بھی اپنے آپ کو یہی لقب دیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ وہ ابوعبداللہ ابن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمدؒ ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ محمدؒ بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علیؓ ابن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن اسماعیل کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ جس کا نام عبداللہ ہو۔ یقین دلایا کہ اس کا باپ عرف ابومحمود اس کا سبب ہے دیہات اور مشرق ومغرب میں اس کے ایک لاکھ چشمے ہیں۔ وہ جس اونٹنی پر سوار ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔ جب لوگ اس کے پیچھے چلیں گے تو کامیاب ہوں گے۔

دام تزویر:

غیب کی باتیں کہیں ان کے سامنے اپنا ایک ناقص بازو ظاہر کیا کہ وہ ایک نشان ہے۔ بنی الاصبغ کی ایک جماعت اس کی طرف

مائل ہوگئی۔ اس کے ساتھ خلوص ظاہر کیا۔ ان کا نام فاطمین رکھا گیا اور اس کا دین اختیار کر لیا۔ المعتضد باللہ کے مولیٰ سبک الدیلمی نے دیار مضر کی فرات کے غربی جانب الرصافہ کے علاقے میں ان کا قصد کیا۔ انہوں نے دھوکے سے اس کو قتل کر دیا' الرصافہ کی مسجد کو جلا دیا۔ دیہات میں جہاں گزرتے تھے تعرض کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ شام کے علاقے تک پہنچ گئے جو ہارون بن خمارویہ کی جاگیر میں تھا اور اس نے اس کا انتظام طغج بن جف کے سپرد کر دیا تھا۔ وہاں گئے جو ہارون بن خمارویہ کی جاگیر میں تھا اور اس نے اس کا انتظام طغج بن جف کے سپرد کر دیا تھا۔ وہاں اس نے قیام کیا طغج کے ہر لشکر کو جس نے مقابلہ کیا شکست دی۔ اسے اسی کے شہر دمشق میں محصور کر دیا۔

ابن زکرویہ کا قتل:

مصریوں نے ابن طولون کے غلام بدر الکبیر کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جو اس کی جنگ کے لیے طغج کے ساتھ ہو گیا' اس نے دمشق کے قریب ان پر حملہ کیا۔ اللہ نے اپنے دشمن یحییٰ بن زکرویہ کو قتل کر دیا۔

قتل کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ کسی بربری نے اسے چھوٹے نیزے سے مارا اور کسی آگ لگانے والے نے تعاقب کر کے اس پر آتشی پچکاری چلائی۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ لڑائی زوروں پر تھی جنگ مصریوں تک پہنچ گئی تو لوگ ہٹ گئے۔

حسین بن زکرویہ:

بنی علیص ان کے موالی اور بنی الاصبغ نے اتفاق کر کے ''شیخ'' کے بھائی ''حسین بن زکرویہ کو اپنا سرہنگ بنایا۔ اس نے انہیں یقین دلایا کہ وہ احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے۔ اس کی عمر کچھ اوپر بیس سال کی تھی۔ الشیخ نے پہلے ہی بنی العلیص کے موالی کو روانہ کر دیا تھا' انہوں نے ایک جماعت کو قتل کر دیا' اور انہیں ذلیل سمجھا۔ الحسین بن زکرویہ سے جس کا نام احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر رکھا گیا تھا۔ اس کے بھائی کے بعد بیعت کر لی۔ اس نے اپنے چہرے میں ایک خال ظاہر کیا۔ جس کو بیان کیا کہ یہ نشان ہے اور اس پر اس کے چچا کا بیٹا عیسیٰ بن مہرویہ جس کا نام عبداللہ ہے آ گیا ہے۔ یقین دلایا کہ وہ عبداللہ بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے۔ اس نے اسے المدثر کا لقب دیا اور اس سے عہد کیا۔ بیان کیا کہ جس سورت میں المدثر کا ذکر ہے اس کے یہی معنی ہیں۔ اور اس نے اپنے عزیزوں میں سے ایک لڑکے کا لقب المطوق رکھا۔ مسلمان قیدیوں کا قتل اس کے سپرد کیا۔ وہ مصریوں پر اور حمص اور شام کے لشکر پر غالب آ گیا۔ ان مقامات کے منبروں پر اس کا نام امیر المومنین لیا جاتا تھا۔ یہ تمام واقعات ۲۸۹ھ میں اور ۲۹۰ھ میں ہوئے۔

متفرق واقعات:

اسی سال نویں ذی الحجہ کو بغداد میں لوگوں نے گرمی کے لباس میں عصر کی نماز پڑھی۔ عصر کے وقت شمالی آندھی آئی جس سے اس قدر سردی ہوگئی۔ کہ لوگوں کو سردی کی شدت کی وجہ سے آگ کی اور آگ سے تاپنے کی اور روئی دار کپڑوں اور جبوں کے پہننے کی حاجت ہوئی سردی بڑھتی رہی یہاں تک کہ پانی جم گیا۔

اسی سال رے میں اسماعیل بن احمد اور محمد بن ہارون کے درمیان جنگ ہوئی۔ ابن ہارون اس وقت تقریباً آٹھ ہزار کے ساتھ تھا۔ محمد بن ہارون بھاگا اور اس کے ساتھی آگے چلے گئے تقریباً ایک ہزار اس کے پیچھے ہو گئے۔ اور الدیلم کی طرف چلے گئے۔

وہاں وہ پناہ گزین ہو کر داخل ہو گیا۔ اسماعیل بن احمد رے میں آ گیا جو لوگ بھاگے تھے ان میں سے تقریباً ایک ہزار آدمی جیسا کہ بیان کیا گیا حکام کے دروازے پر چلے گئے۔

اسی سال ۴/ جمادی الآخرہ کو جزیرے کی سرحدوں پر گرمائی جہاد کے لیے القاسم بن سیما کو مقرر کیا گیا اور اسے بتیس لاکھ دینار کا اختیار دیا گیا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۰ھ کے واقعات

۲/محرم کو المکتفی نے اسماعیل بن احمد کے پاس خلعت اور ولایت رے کا فرمان ایک قاصد کے ساتھ بھیجا اور عبداللہ بن الفتح کے ہمراہ تحفے روانہ کیے۔

قرامطہ پر ابوالاغر کی فوج کشی:

اسی سال ۲۵/محرم کو بیان کیا گیا ہے کہ الرقہ سے علی بن عیسیٰ کا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ ابن زکرویہ قرمطی عرف شیخ ایک بڑے مجمع کے ساتھ الرقہ میں آیا۔ سپاہ خلافت کی ایک جماعت نکلی جن کا رئیس المکتفی کا غلام سبک تھا۔ اس پر انہوں نے حملہ کیا۔ سبک مارا گیا' سپاہی بھاگ گئے۔ ۶/ ربیع الآخر کو یہ خبر آئی کہ طغج بن جف نے دمشق سے قرمطی کے مقابلے کے لیے ایک لشکر بھیجا جن کا سرخیل ''بشیر'' نامی ایک غلام تھا' قرمطی نے ان سے جنگ کی' لشکر کو شکست دی اور بشیر کو قتل کر دیا۔

۱۷/ ربیع الآخر کو ابوالاغر کو خلعت دے کے شام کے نواح میں قرمطی کی جنگ کے لیے روانہ کیا گیا۔ وہ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ حلب گیا۔

۱۹/ ربیع الآخر کو ابوالعشائر احمد بن نصر کو خلعت دیا گیا۔ اور اسے طرسوس کا والی بنایا گیا اور مظفر بن حاج کو اہل سرحد کی شکایت کی وجہ سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔

قرامطہ کے متعلق تجار دمشق کی اطلاع:

اسی سال کے نصف میں جمادی الاولی کو دمشق سے سوداگروں کے خطوط بغداد آئے جن پر ۲۳/ ربیع الآخر کی تاریخ تھی۔ خبر دی تھی کہ شیخ قرمطی نے طغج بن جف کو کئی مرتبہ شکست دی۔ سوائے چند کے اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ وہ قلیل جماعت کے ساتھ رہ گیا اور نکلنے سے باز آ گیا۔ صرف عام لوگ جمع ہو جاتے ہیں پھر قتال کے لیے نکلتے ہیں۔ اور وہ بھی ہلاکت کے قریب ہیں۔

اسی روز بغداد کے تاجروں کی ایک جماعت جمع ہوئی۔ یوسف بن یعقوب کے پاس گئے اور خطوط سنائے اس سے وزیر کے پاس جانے کی درخواست کی کہ اہل دمشق کے حال کی خبر دے۔ اس نے وعدہ کیا۔

عمال کا عزل ونصب:

۲۳/ جمادی الاولی کو ابوحازم اور یوسف اور اس کا بیٹا محمد ایوان حکومت میں حاضر کیے گئے۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن اللیث کا

ساتھی بھی حاضر کیا گیا اسے فارس کے مال کا ٹھیکہ دار بنایا گیا المکتفی نے طاہر کو اعمال فارس کا عہدہ دیا۔ اس کے ساتھی کو خلعت دیا' خلعت مع فرمان تقرر اس کے پاس روانہ کر دیے گئے۔

ابوسعید خوارزمی کا فرار:

جمادی الاولیٰ میں مدینۃ السلام سے امن لینے والا سردار جس کا عرف ابوسعید الخوارزمی تھا' بھاگ گیا۔ اس نے موصل کا راستہ اختیار کیا تو عبداللہ عرف غلام نون کو' جس کے سپرد تکریت کے معاون اور اس کے متصل علاقے کے اعمال سامرا اور موصل کی حد تک تھے' اس کے روکنے اور گرفتار کرنے کے لیے لکھا گیا۔ انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ عبداللہ نے اسے روک لیا ہے۔ ابوسعید نے اسے دھوکہ دیا یہاں تک کہ دونوں بغیر جنگ کے جمع ہو گئے۔ ابوسعید نے اس پر ناگہانی حملہ کر کے قتل کر دیا۔

ابوسعید شہرزور کی طرف چلا گیا۔ وہ اور ابن ابی ربیع الکردی جمع ہوئے۔ اس نے اسے داماد بنا لیا۔ دونوں کے دونوں حکومت کی نافرمانی پر متفق ہو گئے۔ ابوسعید اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ جو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تھے سب منتشر ہو گئے۔

۱۰/ جمادی الآخرہ کو ابوالعشائر اپنے طرسوس کے عمل پر روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ جہاد کے لیے رضا کار مجاہدین کی ایک جماعت بھی تھی اور المکتفی کی جانب سے ملک روم کے لیے ہدایا بھی تھے۔

المکتفی کی روانگی سامرا:

۲۰/ جمادی الآخرہ کو مصر کے بعد المکتفی سامرا کے قصد سے وہاں منتقل ہونے کے لیے عمارت بنانے کے ارادے سے نکلا۔

۲۵/ جمادی الآخرہ یوم پنج شنبہ کو داخل ہوا۔ ان خیموں کی طرف لوٹا جو اس کے لیے الجوسق (محل) میں لگائے گئے تھے۔ القاسم بن عبیداللہ کو اور تعمیر کا تخمینہ کرنے والوں کو بلایا۔ ان لوگوں نے تعمیر کا اور اس پر خرچ کرنے کے لیے جتنے مال کی ضرورت ہو گی۔ سب کا اندازہ کیا۔ موازنہ کثیر اور مدت تکمیل تعمیر طویل دکھائی۔ القاسم اس بارے میں خلیفہ کی رائے کو بدلنے اور خرچ کو بہت گراں بتانے لگا۔ تمام مصارف اندازے سے باہر نکلے لہٰذا اس ارادے سے باز رکھا۔ اس نے ناشتہ کیا اور سو گیا۔ جب اپنی نیند سے اٹھا تو سوار ہو کر ساحل کی طرف گیا' ایک بادبان میں سوار ہوا اور القاسم بن عبیداللہ کو بھی کشتی میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بہت سے لوگوں نے جب اوروں کو لوٹتا ہوا پایا تو وہ سامرا پہنچنے سے پہلے ہی راستے سے لوٹ گئے۔

ابن عبیداللہ کے فرزندوں کے لیے اعزاز و خلعت:

۷/ رجب کو القاسم بن عبیداللہ کے لڑکوں کو خلعت دیا گیا' بڑے کو شہزادوں اور بیگموں کی جاگیر و تنخواہ کا والی بنایا گیا۔ چھوٹے کو ابواحمد بن المکتفی کے کاتبوں کا میر منشی بنایا گیا۔ یہ اعمال الحسین بن عمرو النصرانی کے سپرد تھے جو ان دونوں سے معزول کر دیا گیا۔ القاسم بن عبیداللہ نے الحسین بن عمرو پر تہمت لگائی تھی کہ اس نے المکتفی سے اس کی چغلی کھائی ہے۔ الحسین بن عمرو نے المکتفی کے سامنے القاسم بن عبیداللہ سے صفائی کر لی تھی۔ مگر القاسم اس کے خلاف تدبیر کرتا رہا اور المکتفی کے دل کو اس سے بیزار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جو چاہا کیا۔

قتل ابن زکرویہ:

۱۶/ شعبان یوم جمعہ کو مدینۃ السلام کی دونوں جامع مسجدوں میں یحییٰ بن زکرویہ المقلب بالشیخ کے قتل کے متعلق دو خط پڑھے

کرسنائے گئے۔ مصریوں نے باب دمشق پر اس کو قتل کر دیا۔ یہ جنگ اس کے اور اہل دمشق اور ان کے مصری مددگاروں میں برابر ہوتی رہی۔ اس نے قرمطی لشکروں کو شکست دے دی۔ ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ یحییٰ بن زکرویہ ایک کجاوہ دار اونٹ پر سوار ہوتا تھا۔ ڈھیلے کپڑے پہنتا تھا' بدوی طریقے کا عمامہ باندھتا تھا' اور ناک پر کپڑا باندھے رہتا تھا۔ اپنے ظاہر ہونے سے قتل ہونے تک کبھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوا۔ ساتھیوں کو یہ حکم دیا تھا کہ ''اس وقت تک کسی سے جنگ نہ کریں اگر چہ کوئی اس پر حملہ ہی کر دے' جب تک وہ اپنی جانب سے اپنے اونٹ کو نہ بھیجے''۔ کہا تھا کہ جب تم ایسا کرو گے تو تمہیں شکست نہیں ہو گی۔

مذکور ہے کہ جب وہ ان اطراف میں سے کسی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا تھا جہاں اس سے جنگ کرنے والے ہوتے تھے تو اس طرف والوں کو شکست ہو جاتی تھی۔ اس عمل سے اس نے اعراب کو گمراہ کر دیا تھا۔

الحسین بن زکرویہ کی امارت:

جب وہ دن ہوا جس میں یحییٰ بن زکرویہ المقلب بالشیخ قتل کیا گیا اور لوگ اس کے بھائی الحسین بن زکرویہ کی طرف بھاگے تو اس نے اپنے بھائی الشیخ کو مقتولین میں تلاش کیا' اسے پایا تو چھپایا' الحسین بن زکرویہ نے اپنے آپ کو خود ہی مقرر کر لیا' اپنا نام احمد بن عبداللہ رکھ لیا۔ کنیت ابوالعباس رکھی۔ بدر کے ساتھیوں کو الشیخ کے قتل کا علم ہوا تو لاش تلاش کی مگر نہ پائی۔ الحسین ابن زکرویہ نے بھی ویسی ہی دعوت دی جیسی اس کے بھائی نے دی تھی۔ اہل بادیہ اور دوسرے لوگوں میں سے اکثر نے اسے مان لیا اور اس کی شوکت بہت بڑھ گئی۔ وہاں سے نکل کے دمشق کی طرف چلا گیا۔

الحسین بن زکرویہ کا حمص پر قبضہ:

مذکور ہے کہ دمشق کے باشندوں نے اس سے خراج پر صلح کر لی جو ادا بھی کر دیا۔ وہاں سے حمص کے اطراف میں جا کر زبردستی قبضہ کر لیا' منبروں پر اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اپنا نام المہدی رکھ لیا۔ شہر حمص گیا تو باشندوں نے اس کی اطاعت کر لی۔ اس کے خوف سے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ وہ داخل ہو گیا۔

الحسین بن زکرویہ کا قتل عام:

حماۃ اور معرۃ النعمان وغیرہما گیا' باشندوں کو' عورتوں کو اور بچوں کو قتل کر ڈالا' بعلبک گیا اور وہاں کے اکثر باشندوں کو قتل کر دیا' ان میں سے سوائے چند کے کوئی باقی نہ رہا۔ سلیمہ گیا تو باشندوں نے جنگ کی اور اسے داخل ہونے سے روکا' اس نے صلح کر لی اور انہیں امان دے دی۔ تو دروازہ کھول دیا اور وہ داخل ہو گیا۔ وہاں جو بنی ہاشم تھے انہیں سے ابتدا کی۔ ان کی بڑی جماعت تھی جن سب کو اس نے قتل کر دیا دوسرے درجے پر اہل سلیمہ کو لیا اور ان سب کو قتل کر دیا۔ جانوروں اور کاتبوں کے بچوں کو بھی قتل کیا۔ وہاں سے اس حالت میں نکلا کہ کوئی آنکھ دیکھنے والی نہ تھی۔ اطراف کے دیہات میں قتل کرتا' قید کرتا' آگ لگاتا اور راستے کو خوف دلاتا چلا گیا۔

ابوالحسن طبیب کا ایک زخمی عورت کے متعلق بیان:

باب المحول کے ایک طبیب سے جس کا نام ابوالحسن تھا مذکور ہے کہ چہرے کے سیاہ نشان والے قرمطی اور اس کے ساتھیوں کے بغداد میں داخل کیے جانے کے بعد میرے پاس ایک عورت آئی اس نے مجھ سے کہا کہ میرے شانے میں کچھ ہو گیا ہے' اس

کا علاج کرنے میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا زخم۔ میں نے کہا میں تو آنکھ کا معالج ہوں۔ یہاں ایک عورت ہے جو عورتوں کا علاج کرتی ہے اور زخموں کی بھی دوا کرتی ہے۔ تو اس کے آنے کا انتظار کر۔ وہ بیٹھ گئی۔ میں نے اسے دردمند اور بے تاب اور گریاں دیکھا تو اس سے حال دریافت کیا کہ تیرے زخم کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا میرا قصہ طویل ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ سے بیان کر اور سچ سچ بیان کر۔ جو لوگ میرے پاس تھے وہ ہٹ گئے تھے۔ اس نے کہا کہ میرا ایک بیٹا تھا جو کھو گیا' اس کی جدائی دراز ہوگئی' میرے پاس اپنے چھوٹے بھائیوں کو چھوڑ گیا۔ میں تنگ ہوئی (حاجت مند ہوگئی) اور اس کی مشتاق ہوئی۔ وہ الرقہ کے نواح میں گیا تھا' میں موصل میں شہر و نواح میں اور الرقہ کے اطراف میں تمام مقامات پر اسے تلاش کرتی ہوئی' اور اس کو پوچھتی ہوئی نکلی مگر پتا نہ لگا الرقہ سے تلاش میں نکلی تو قرمطی کے لشکر میں گھومنے اور اسے تلاش کرنے لگی۔ یکایک میں نے اسے دیکھا اور لپٹ گئی۔ میں نے کہا میرے بیٹے۔ اس نے کہا میری ماں۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا میرے بھائی کیا ہوئے؟ میں نے کہا بخریت ہیں۔ اس کے بعد جو تنگی ہمیں لاحق ہوئی تھی اس کی میں نے شکایت کی۔ مجھے وہ اپنے ٹھکانے پر لے گیا میرے سامنے بیٹھ گیا۔ اور حالات دریافت کرنے لگا۔ میں نے اسے خبر دی۔ اس نے کہا یہ باتیں چھوڑ مجھے یہ بتا کہ تیرا دین کیا ہے؟ میں نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ اس نے کہا بھلا میں تجھے کیسے نہ پہچانوں گا؟ میں نے کہا پھر کیوں میرا دین پوچھتا ہے؟ تو مجھے بھی جانتا ہے اور میرا دین بھی جانتا ہے کہا ہم جس دین میں تھے وہ بالکل باطل ہے دین تو وہ ہے جس میں ہم لوگ اب ہیں۔ مجھے یہ گراں گزرا اور تعجب ہوا۔ جب اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو نکلا اور چھوڑ گیا۔ گوشت روٹی اور جو میرے لیے مناسب تھا اور کہا اسے پکا' مگر میں نے اسے چھوا تک نہیں۔ اس نے خود ہی پکایا اور اپنے مکان کی درستی کی۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا' وہ نکل کر گیا۔ وہ شخص اس سے کہہ رہا تھا کہ یہ جو تیرے پاس آئی ہے کیا اچھا ہوتا اگر کچھ عورتوں کے معاملات کے قابل ہوتی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میرے ہمراہ چل۔

ایک ہاشمی عورت کا واقعہ:

میں روانہ ہوئی تو اس نے مجھے ایک مکان میں داخل کیا' میں نے دیکھا کہ ایک عورت ہے' دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ میں اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور اس سے باتیں کرنے لگی مگر وہ مجھ سے بات نہ کرتی تھی۔ جو مجھے اس کے پاس لایا تھا۔ اس نے کہا کہ اس سے پیدا کرنا تیرا فرض نہیں' تو اس کی حالت کی اصلاح کر اور گفتگو کو چھوڑ۔ میں ٹھیر گئی۔ یہاں تک کہ اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے اس کا حال درست کیا۔ باتیں کیں۔ اس کے ساتھ مہربانی کرنے لگی۔ اور اس سے کہنے لگی کہ اے عورت مجھ سے ناراض نہ ہو کیونکہ تجھ پر میرا حق واجب ہے۔ مجھے اپنے حال سے اور اپنے قصے سے آگاہ کر کہ اس بچے کا والد کون ہے؟ اس نے کہا کہ تو اس لیے اس کے باپ کو دریافت کرتی ہے کہ اس سے کچھ مطالبہ کرے؟ میں نے کہا نہیں' البتہ میں یہ چاہتی ہوں کہ تیرا حال معلوم کروں۔ اس نے بیان کیا کہ ''میں ایک ہاشمی عورت ہوں''۔ سر اٹھایا تو میں نے اس کے چہرے کو سب سے زیادہ حسین دیکھا۔ ''یہ قوم ہم لوگوں کے پاس آئی' میرے ماں باپ بھائی شہر سب کو ذبح کر دیا۔ اس کے رئیس نے مجھ کو گرفتار کر لیا' میں پانچ دن اس کے پاس رہی' پھر اس نے مجھے نکال دیا اور اپنے ساتھیوں کے حوالے کر دیا کہ اس کو پاک کر دو' انھوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو میں روئی۔ اس کے سرداروں میں سے ایک شخص اس کے سامنے تھا۔ اس نے کہا اسے مجھے دے دے' اس نے کہا لے لے۔ اس نے مجھے لے لیا۔ سامنے اس کے

ساتھیوں میں سے تین آدمی کھڑے ہوئے تھے انہوں نے اپنی تلواریں میان سے باہر کرلیں کہ ہم لوگ اسے تیرے سپرد نہ کریں گے یا تو ہمیں دے دے ورنہ ہم اسے قتل کریں گے انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور شور مچایا' ان کے رئیس قرمطی نے انہیں بلایا اور واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے اسے خبر دی' اس نے کہا کہ وہ تم چاروں کے لیے ہے۔ انہوں نے مجھے لے لیا۔ میں ان چاروں کے ساتھ مقیم ہوں۔ اور بخدا میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا ان میں سے کس کا ہے''۔ شام کے بعد ایک شخص آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اسے مبارک باد دے۔ میں نے اسے بچے کی مبارک باد دی' اس نے مجھے ایک چاندی کا سکہ دیا۔ دوسرا اور تیسرا آیا' میں نے ان میں سے ہر ایک کو مبارک باد دیتی رہی اور مجھے چاندی کا سکہ دیتا رہا۔ جب پچھلی رات ہوئی تو ایک شخص کے ہمراہ ایک جماعت آئی' اس کے آگے آگے شمع تھی' ریشمی کپڑے پہنے تھا جن میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ مجھ سے کہا اسے مبارک باد دے۔ میں اٹھی اور کہا خدا تیرا چہرہ روشن کرے' سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے یہ بیٹا عطا کیا۔ میں نے اسے دعا دی تو اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں ایک ہزار درہم تھے۔ وہ شخص کوٹھری میں سو گیا۔

ضعیفہ کی قرمطی سردار سے درخواست:

میں اس عورت کے ساتھ ایک کوٹھری میں سو گئی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے عورت سے کہا اے عورت تجھ پر میرا حق واجب ہے لہٰذا میرے معاملے میں اللہ اللہ کر کے مجھے چھڑا دے اس نے کہا تجھے کس سے چھڑا دوں؟ میں نے اسے اپنے بیٹے کا حال بتایا کہ'' میں تو اس کے شوق میں تھی اور اس نے مجھ سے یہ یہ باتیں کیں اس کی کوئی چیز میرے قبضے میں نہیں ہے' میری کمزور بیٹیاں ہیں جنھیں میں برے حال میں اپنے پیچھے چھوڑ آئی ہوں' تو مجھے یہاں سے چھڑا دے' اپنی بیٹیوں تک پہنچ جاؤں''۔ اس نے کہا'' اس آدمی کو پکڑ جو اس جماعت کے آخر میں آیا تھا اور اس سے اس کی درخواست کر تو وہ تجھے چھڑا دے گا''۔ دن بھر ٹھیری رہی یہاں تک کہ شام ہوگئی' جب وہ واپس آیا تو میں اس کے آگے گئی' ہاتھ اور پاؤں چوما اور کہا'' اے میرے سردار میرا حق تجھ پر واجب ہے۔ اللہ نے مجھے تیرے ہاتھ سے جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے بے نیاز کر دیا ہے' میری کمزور اور محتاج لڑکیاں ہیں اگر تو مجھے جانے کی اجازت دے دے گا تو میں تیرے پاس اپنی لڑکیوں کو بھی لے آؤں گی کہ وہ تیری خدمت کریں اور تیرے سامنے رہیں''۔ اس نے کہا تو (ایسا) کرے گی؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو بلایا اور کہا اس کے ساتھ جاؤ یہاں تک کہ اسے فلاں فلاں مقام پر پہنچا دو۔ پھر اسے چھوڑ کے واپس آ جاؤ۔

ضعیفہ کے زخمی ہونے کا بیان:

انہوں نے مجھے ایک گھوڑے پر سوار کیا اور لے چلے۔ ہم جا رہے تھے کہ یکایک میں نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ مہمیز مارتا چلا آتا ہے۔ حالانکہ ہم لوگ' جیسا کہ مجھے میرے ساتھ والی جماعت نے خبر دی۔ دس فرسخ چلے تھے کہ مجھ سے مل گیا اور کہا کہ'' او بدکار تیرا یہ خیال ہے کہ تو جائے گی اور اپنی لڑکیوں کو لائے گی''۔ اپنی تلوار میان سے باہر نکالی کہ مجھے مارے مگر اس جماعت نے روک لیا' پھر بھی تلوار کی نوک میرے شانے میں اتر گئی۔ اس جماعت نے بھی اپنی تلواریں سونت لیں وہ میرے پاس سے ہٹ گیا۔ وہ مجھے لے چلے یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اس مقام تک پہنچا دیا جو ان کے سردار نے نامزد کیا تھا' وہاں تک پہنچا کے مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ اب میں یہاں آئی ہوں اور اپنے زخم کے علاج کے لیے پھری ہوں تو مجھ سے اسی مقام کو بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے میں یہاں آئی

ہوں۔ یہ بھی کہا کہ جب امیر المومنین کے پاس قرمطی کو اور اس کے قیدی ساتھیوں کو لایا گیا تو میں نکلی کہ انہیں دیکھوں۔ میں نے اپنے بیٹے کو ایک اونٹ پر لمبی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے حالانکہ وہ ایک نوجوان آدمی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا تیرے لیے آسانی نہ کرے اور نہ تجھے رہائی دے۔ حبیب نے کہا کہ جب علاج کرنے والی عورت آئی تو میں اس عورت کے ساتھ اس کی طرف جانے کو اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے لیے اسے نصیحت کی اس نے اس زخم کا علاج کیا۔ اور ایک مرہم دیا۔ میں نے علاج کرنے والی عورت سے اس عورت کے واپس ہونے کے بعد دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا اور اس سے کہا کہ سانس لے' اس نے سانس لی تو میرے ہاتھ کے نیچے زخم سے ہوا نکلی' میں نہیں سمجھتی کہ وہ اس سے اچھی ہو جائے گی۔ وہ چلی گئی پھر ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آئی۔

الحسین بن عمر و النصرانی کا بغداد سے اخراج:

اسی سال ۱۹/ شوال کو القاسم بن عبید اللہ نے الحسین بن عمر و النصرانی کو گرفتار کیا اور اسے قید کر دیا۔ یہ اس لیے ہوا کہ وہ اس کے معاملے میں برابر المکتفی سے چغلی کھاتا رہا اور اس کی برائی کرتا رہا' یہاں تک کہ گرفتاری کی اجازت لے لی۔ جس وقت الحسین گرفتار کیا گیا تو الحسین بن عمر و النصرانی کا کاتب الشیرازی بھاگ گیا۔ اسے تلاش کیا گیا' اس کے پڑوسیوں کے مکان بند کر دیے گئے اور یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص اسے پائے گا اسے اتنا انعام ملے گا مگر وہ نہیں ملا۔ اسی ماہ کی ۲۳/ کو الحسین بن عمرو کو اس شرط پر اس کے گھر واپس کیا گیا کہ وہ بغداد سے نکل جائے اس جمعے کے بعد کہ جس میں الحسین بن عمر و النصرانی نکلا اور بطور جلاء وطنی علاقہ واسط کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا کاتب الشیرازی ۳/ ذی القعدہ کو مل گیا۔

اہل مصر کی قرامطیوں کے خلاف شکایت:

اسی سال ۲/ رمضان کو المکتفی نے لشکر کو تنخواہیں دینے اور علاقہ شام میں قرمطی کی جنگ کے لیے روانگی کی تیاری کا حکم دیا' ایک ہی دفعہ میں لشکر کے لیے ایک لاکھ دینار نکالے گئے۔ یہ اس لیے ہوا کہ اہل مصر نے المکتفی کو لکھ کر ابن زکرویہ عرف صاحب الشامہ سے جو انہوں نے مقابلہ کیا تھا اس کی شکایت کی کہ اس نے شہروں کو ویران کر دیا' لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس کے قبل اس کے بھائی کا مقابلہ کیا تھا تو اس وقت بھی یہی مصیبت نازل ہوئی تھی کہ ان میں سے سوائے قلیل تعداد کے کوئی نہیں بچا۔

۵/ رمضان کو المکتفی کے خیمے نکالے گئے اور باب الشماسیہ میں لگا دیے گئے۔ ۷/ تاریخ کی پچھلی شب کو المکتفی باب الشماسیہ کے خیمے کی جانب نکلا۔ ہمراہ اس کے سردار اور غلام اور لشکر بھی تھے۔ ۱۲/ رمضان کو المکتفی باب الشماسیہ کے خیمے کی جانب نکلا ہمراہ اس کے سردار اور غلام اور لشکر بھی تھے ۱۲ رمضان کو المکتفی سحر کے وقت باب الشماسیہ کے خیمے سے نکل کے موصل کے راستے پر روانہ ہوا۔

قرامطیوں کا ابو الاغر کے لشکر پر حملہ:

اسی سال کے نصف رمضان کو ابو الاغر حلب روانہ ہوا۔ حلب کے قریب وادی بطنان میں اترا' ساتھ ہی اس کے تمام ساتھی اترے' بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے اپنے کپڑے اتار دیے اور جنگل میں داخل ہو کر اس کے پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے لگے' وہ دن شدید گرمی کا تھا' اسی حالت میں تھے کہ یکایک القرمطی عرف صاحب الشامہ کا لشکر آ گیا' وہ شخص جس کا عرف المطوق تھا ان کی طرف بڑھا' اور اسی حالت میں ان پر حملہ کر دیا۔ اس نے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا' لشکر کو لوٹ لیا۔ ابو الاغر

اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بچ گیا۔ اور حلب میں داخل ہو گیا۔ اس کے ہمراہ بقدر ایک ہزار آدمی کے بچ گئے حالانکہ وہ دس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ تھا اور فرغانی سرداروں اور سپاہیوں کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی جو باب خلافت پر مامور تھے۔ ان میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا۔ القرمطی کے ساتھی باب حلب کی طرف گئے تو ان سے ابوالاغر نے اور اس کے بقیہ ساتھیوں نے اور شہر والوں نے جنگ کی' انہوں نے ان لوگوں سے وہ مال واسباب واسلحہ وسامان جو لے لیا تھا ایک جنگ کے بعد واپس کر لیا۔

المکتفی مع ہمراہی لشکر کے روانہ ہو کے الرقہ پہنچ گیا اور اتر گیا۔ لشکروں کو القرمطی کی جانب یکے بعد دیگرے روانہ کیا۔

قرامطیوں کی شکست کی اطلاع:

۲/شوال کو مدینۃ السلام میں ابوالقاسم بن عبیداللہ کی جانب سے ایک خط آیا جس میں یہ خبر تھی کہ اس کے پاس دمشق سے ابن طولون کے ساتھی بدر الحمامی کا ایک خط آیا۔ جس میں یہ خبر دی ہے کہ اس نے القرمطی صاحب الشامہ پر حملہ کیا' اسے شکست دی' اس کے ساتھیوں میں تلوار چلائی' ان میں سے جو بچ گیا وہ البادیہ کی طرف چلا گیا۔ امیر المومنین نے اس کے پیچھے سرداروں میں سے الحسین بن حمدان بن حمدون وغیرہ کو روانہ کیا۔

قرامطی قلعہ پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں البحرین سے اس کے امیر ابن بانوا کی جانب سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے قرامطہ کے ایک قلعے پر حملہ کیا جو اس میں تھے ان پر فتح ہوئی۔ اسی سال ۱۳ ذی القعدہ کو جیسا کہ بیان کیا گیا البحرین سے ابن بانوا کا ایک دوسرا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے ابوسعید الجنابی کے قرابت داروں اور اس کے ولی عہد پر جو مقرر کیا گیا تھا حملہ کر کے اسے شکست دی۔ اس شکست خوردہ کا مقام القطیف میں تھا۔ ساتھیوں کو شکست ہونے کے بعد وہ بھی مقتول پایا گیا۔ پھر اس کا سر کاٹ لیا گیا۔ اور وہ القطیف میں داخل ہو گیا اور اسے فتح کر لیا۔

صاحب الشامۃ ابن زکرویہ کا عامل کے نام فرمان:

اور صاحب الشامۃ کا اپنے کسی عامل کے نام خط یہ ہے۔

'' بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ احمد بن عبداللہ کی جانب سے جو مہدی ہے اور اللہ کی طرف سے اس کی مدد کی گئی ہے' جو اللہ کے دین کا مددگار ہے اللہ کے کام کو قائم کرنے والا ہے' اللہ کا حکم دینے والا ہے اللہ کی اس کتاب کی دعوت دینے والا ہے جو اللہ کے محترم امور کی حفاظت کرنے والی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے پسندیدہ ہے مسلمانوں کا امیر اور مومنین کا امام ہے' منافقین کو ذلیل کرنے والا ہے تمام عالم پر اللہ کا خلیفہ ہے' ظالموں کی جڑ کاٹنے والا' حد سے بڑھنے والوں کا سر توڑنے والا' ملحدوں کا برباد کرنے والا' خلاف حق چلنے والوں کا قاتل' فساد کرنے والوں کا ہلاک کرنے والا' اہل بصیرت کا چراغ' طالبان نور کی روشنی اور مخالفین کا پراگندہ کرنے والا' سید المرسلین کی سنت کا انتظام کرنے والا' خیر الوصیین ﷺ اہل بیت الطیبین وسلم کثیرا کا بیٹا ہے۔

اس کی جانب سے جعفر بن حمید الکروی کے نام۔

سلام علیک۔ میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے نانا محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل کرے۔

امـا بـعد۔ اللہ کے کافر دشمنوں کی جو خبریں تیری جانب ظاہر ہوئیں اور تیرے علاقے میں انہوں نے جو کچھ ظلم اور تباہی اور زمین میں فساد کیا اس کی خبر مجھے دی گئی ہے۔ ہمیں یہ بہت گراں معلوم ہوا اور ہم نے مناسب سمجھا کہ وہاں اپنے ان لشکروں کو بھیجیں۔ جو اللہ کے ظالم دشمنوں سے انتقام لیں کہ زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ ہم نے اپنے قائم مقام عطیر کو اور مومنین کی ایک جماعت کو شہر حمص کی جانب روانہ کر دیا اور لشکروں سے ان کی امداد کی۔ ہم لوگ بھی ان کے پیچھے ہیں۔ ہم نے اللہ کے دشمنوں کی تلاش میں خواہ وہ کہیں ہوں۔ انہیں تیرے علاقے میں جانے کا مشورہ دیا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طریق پر اچھے نتائج نکالے گا۔ مناسب یہ ہے کہ تو اپنا دل اور اپنے ان ہمراہیوں کا دل جو ہمارے دوست ہیں' مضبوط رکھ اور اللہ پر اور اس کی مدد پر بھروسا رکھ جس کو وہ ہر اس شخص کے بارے میں جو اس کی اطاعت سے پھر گیا اور ایمان سے ہٹ گیا۔ بار بار ہمارے پاس بھیجتا رہا ہے اس علاقے کے حالات اور وہاں جو نئی بات ہو اس کی ہمیں جلد اطلاع دے اور اس کے حالات میں سے ہم سے کچھ پوشیدہ نہ کر' انشاء اللہ۔

اے اللہ تو ہی ہر عیب سے بالکل پاک ہے۔ وہاں ان کی دعا سلامتی ہے ہماری آخری دعوت یہ ہے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ میرے نانا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے' صلى الله عليه و علىٰ اهل بيته وسلم كثيرا۔

عامل کا صاحب الشامۃ کے نام خط:

اس کے عامل کے خط کی نقل یہ ہے جو اسی کے نام ہے

''بسم الله الرحمن الرحيم۔ عبداللہ احمد امام مہدی کے لیے جس کی اللہ کی طرف سے تائید کی گئی ہے۔

(اس کے بعد پورا خطاب خط کے القاب کے طور پر ہے جو اس کے عامل کے نام ہے اور جس کو ہم نے ابھی ابھی خط سابق میں نقل کیا ہے)

خیر الوصیین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی اہل بیتہ الطیبین وسلم کثیرا کے بیٹے کے نام۔

عامر بن عیسیٰ الغقائی کی جانب سے امیر المومنین پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

امـا بـعد۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر دراز کرے' اللہ اس کی عزت و تائید و مدد و سلامت و کرامت و نعمت و سعادت کو ہمیشہ رکھے' اس پر اپنی نعمتیں نازل کرے اس کے ساتھ اپنا احسان اور زیادہ کرے۔ اپنی بارگاہ میں اس کی فضیلت کو بڑھائے۔

میرے پاس میرے سردار امیر المومنین کا فرمان پہنچا' اللہ اس کی عمر دراز کرے' جس میں اس نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ اس نے اپنا لشکر منصور اپنے کسی سردار کے ہمراہ ہمارے علاقے میں اللہ کے دشمن بنی القصیص اور خائن ابن وحیم کے جہاد کے لیے' خواہ وہ کہیں بھی ہوں ان کی تلاش کے لیے اور ان پر اور ان کے متعلقین پر اور ان کی جائیداد پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے' مجھے اس نے اپنے فرمان میں (خدا ہمیشہ مجھے اس کی عزت دکھائے) اپنے عزیزوں اور ساتھیوں میں سے اس شخص کے ساتھ جس پر میں قادر ہوں۔ ان کے مقابلے کے لیے اور لشکر کی مدد کرنے اور ان کے قوت پہنچانے اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے اور ہر اس امر کا قصد کرنے کا حکم دیا تھا جس کا وہ لوگ مشورہ دیں اور حکم دیں۔ میں نے یہ سب کچھ سمجھ لیا۔ امیر المومنین کو اللہ عزت دے۔ یہ فرمان

میرے پاس اس وقت تک نہیں پہنچا جب تک کہ لشکر منصور نہیں پہنچا۔ وہ ابن وحیم کے علاقے میں کسی قدر کامیاب ہوا۔ وہ اس خط کو لوٹا لے گئے جو مسرور بن احمد الدامیہ کی جانب سے ان کے پاس آیا تھا کہ وہ شہر افامیہ میں اس کا اعلان کریں۔ میرے پاس اسی خط کی تہ میں جس کے مضمون کا تذکرہ میں نے اپنے اسی خط کے شروع میں کیا ہے۔ مسرور بن احمد کا خط آیا جس میں اس نے مجھے تمام ساتھیوں کو قبیلوں کو تیار ہوں' جمع کر کے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا اور مخالفت سے ڈرایا تھا اس کا خط میرے پاس ایسے وقت آیا کہ ہمیں صحت کے ساتھ بے دین صلح کے غلام سبک کے تقریباً ایک ہزار سوار و پیادہ کے ہمراہ شہر مرقہ میں نازل ہونے کی خبر ملی تھی۔ وہ ہمارے شہر کے قریب ہو گیا ہے اور اس نے ہمارے علاقے میں خون ریزی کی ہے۔

امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کے غلام احمد بن الولید نے میرے پاس اپنے تمام ساتھیوں کو بھیج دیا ہے۔ میں نے بھی اپنے سب ساتھیوں کو بلا بھیجا ہے۔ ہم نے ان سب کو اپنے پاس جمع کر لیا ہے۔ مخبروں کو مرقہ کے نواح میں روانہ کیا ہے کہ ہمیں اس خائن کے عادت معلوم ہوں کہ اس کا کہاں کا قصد ہے تو پھر ہمارا قصد بھی اسی طرف ہو۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ ہمیں اس پر فتح دے گا اور اپنی قدرت واحسان سے اس پر قابو عطا فرمائے گا۔ اگر یہ حادثہ اور اس بے دین کا اس نواح میں نزول اور اس کا ہمارے شہر کے نزدیک آنا نہ ہوتا تو میں اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ شہر افامیہ روانہ ہونے میں کبھی تاخیر نہ کرتا کہ میرا ہاتھ ان سرداروں کے ہاتھوں کے ساتھ ہوتا جو وہاں ان لوگوں سے جہاد کے لیے مقیم ہیں جو اس علاقے میں ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیتا اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

میں نے اپنے سردار امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کو مسرور بن احمد سے اپنے پیچھے رہنے کا سبب بتا دیا کہ وہ اس کے علم میں رہے پھر بھی اگر' ادام اللہ عزہ' مجھے افامیہ کی روانگی کا حکم دے گا تو میری روانگی اس کی رائے سے ہوگی اور انشاء اللہ میں اس پر عمل کروں گا جو مجھے حکم دے گا۔ اللہ تعالیٰ امیر المومنین پر کامل انعام کرے۔ اس کی عزت وسلامت کو ہمیشہ رکھے' اسے اپنی کرامت عطا کرے اور عافیت ومغفرت کا لباس پہنائے:

والسلام علیٰ امیر المومنین ورحمة الله وبركاته' والحمد لله رب العلمین وصلى الله علیٰ محمد النبی و علیٰ اهل بيته الطاهرين الاخيار.

افسر جنگ محمد بن سلیمان کی روانگی:

اسی سال القاسم بن عبید اللہ نے لشکروں کو صاحب الشامہ (قرمطی) کی جانب روانہ کیا' اس کی جنگ کا محمد بن سلیمان کو افسر بنایا جس کے سپرد دفتر فوج تھا۔ تمام سرداروں کو اس کے ساتھ کر دیا اور انہیں اس کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم دیا۔ وہ الرقہ سے ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ جو سردار اس سے پہلے جا چکے تھے انہیں اس کی فرمانبرداری کے لیے لکھ دیا گیا۔

رومی قاصدوں کی آمد:

اسی سال شاہ روم کے دو قاصد آئے جن میں ایک خادم تھا اور دوسرا جوان اس نے ان مسلمانوں کا فدیہ طلب کیا تھا جو وہاں

قید تھے۔ان دونوں کے ہمراہ شاہ روم کی جانب سے تحفے تھے اور مسلمان قیدی تھے جن کو اس نے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا تھا۔ان دونوں نے جو مانگا اسے قبول کیا گیا اور انہیں خلعت دیا گیا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک بن عبداللہ بن العباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۱ھ کے واقعات

محمد بن سلیمان اور قرامطیوں کی جنگ:

المکتفی کے مدینۃ السلام سے صاحب الشامہ کی جنگ کے لیے اس کی الرقہ جانے اور اپنے لشکروں کو حلب اور حمص کے درمیان پھیلانے اور صاحب الشامہ کی جنگ پر محمد بن سلیمان کاتب کو والی بنانے اور لشکر اور سرداروں کا معالہ اس کے سپرد کرنے کے متعلق میرا بیان گزر چکا۔جب یہ سال آیا تو وزیر القاسم بن عبیداللہ نے محمد بن سلیمان اور دوسرے سرداروں کو لکھا کہ صاحب الشامہ اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کریں۔وہ لوگ اس کی جانب روانہ ہو کے ایک ایسے مقام تک پہنچے کہ ان کے اور حماۃ کے درمیان جیسا کہ کہا گیا بارہ میل تھا اس مقام پر ۶/محرم یوم سہ شنبہ کو قرمطی کے ساتھیوں سے مقابلہ ہوا۔قرمطی نے اپنے ساتھیوں کو آگے کر دیا تھا اور وہ خود ایک جماعت کے ہمراہ پیچھے رہ گیا تھا۔اس کے ساتھ وہ مال بھی تھا جو اس نے جمع کیا تھا۔اس نے گاؤں کو اپنے پیچھے کر لیا تھا۔

صاحب الشامہ کا فرار:

جنگ شروع ہوگئی اور خوب ہونے لگی۔قرمطی کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔وہ قتل کیے گئے اور بکثرت گرفتار کیے گئے۔باقی لوگ جنگلوں میں منتشر ہو گئے۔خلافت کے سپاہیوں نے شب ۷/محرم یوم چہار شنبہ کو ان کا تعاقب کیا۔جب قرمطی نے وہ سراسیمگی و شکست دیکھی جو اس کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تو کہا گیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی پر جس کی کنیت ابوالفضل تھی مال کو لاد دیا اور اسے یہ حکم دیا کہ جنگلوں میں چلا جائے۔یہاں تک کہ جب وہ خود کسی مقام میں ظاہر ہو تو اس کے پاس آجائے۔وہ خود اور اس کے چچا زاد بھائی المدثر اور اس کا ساتھی المطوق اور اس کا ایک رومی غلام سوار ہو گئے۔اس نے ایک رہبر لے لیا اور جنگل میں گذرتا ہوا کوفے کے ارادے سے روانہ ہوا۔یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا جو الدالیہ کے نام سے مشہور تھا اور طریق قرات کے اعمال میں سے تھا (یعنی اس پر لاہ فرات کے عامل کے حکم و عامل کی حکومت تھی)

صاحب الشامہ کی گرفتاری:

ان کے ہمراہ جو کچھ رسد و چارہ تھا سب ختم ہو گیا۔اپنے ہمراہیوں میں سے کسی کو بھیجا کہ ضروری اشیاء حاصل کرے۔وہ الدالیہ میں جو دالیہ ابن خلوق کے نام سے مشہور تھا۔ضروریات کی خریداری کے لیے داخل ہوا تو لوگوں کو اس کی شکل اجنبی معلوم ہوئی۔کچھ پوچھا تو وہ صاف نہ بول سکا۔اس کے علاقے کے اسلحہ خانے کے افسر کو اس کا حال بتایا گیا جس کا عرف ابی خبزہ تھا اور

امیر المومنین المکتفی کے الرحبہ وطریق فرات کے عامل احمد بن محمد بن کشمرد کا نائب تھا۔ وہ ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر آیا۔ اس شخص سے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے خبر دی کہ صاحب الشامہ ایک ٹیلے کے پیچھے تین آدمیوں کے ہمراہ ہے‘ وہ ان کی طرف روانہ ہوا اور انہیں گرفتار کر کے ابوخبزہ اور ابن کشمرد نے المکتفی کے پاس الرقہ روانہ کیا۔ قرمطی کے دوستوں اور گروہوں میں سے جن پر اہل لشکر قادر ہوئے انہیں قتل اور قید کرنے کے بعد تلاش کرنے سے لوٹ آئے۔

فتح نامہ:

محمد بن سلیمان نے وزیر کو فتح کے متعلق یہ لکھا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے وہ عریضے کہ قرمطی اور اس کے گروہوں کی خبر کے بارے میں وزیر کے پاس‘ اللہ اسے عزت دے‘ پہلے بھیجے تھے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ پہنچ گئے ہوں گے۔ جب ۶/ محرم یوم شنبہ ہوا تو میں نے وفاداروں کے تمام لشکر کے ہمراہ موضع القروانہ سے العلیانہ کی طرف کوچ کیا۔ ہم نے انھیں ان کے مراتب کے موافق قلب اور میمنے اور میسرے وغیرہ میں مرتب کیا۔ میں دور نہ ہوا تھا کہ یہ خبر آئی کہ کافر قرمطی نے اسمٰعیل بن النعمان کے بھائی کے بیٹے النعمان کو جو اس کے تبلیغ کرنے والوں میں سے ہے‘ تین ہزار سواروں اور کچھ پیادوں کے ہمراہ روانہ کیا ہے جو موضع تمنع میں کہ اس کے اور حماۃ کے درمیان بارہ میل ہیں‘ اترا ہے‘ اس کے پاس وہ تمام سردار و پیادہ جو شہر النعمان اور الفصیصی کے نواح اور بقیہ اطراف میں تھے جمع ہو گئے ہیں۔ اس خبر کو میں نے تمام لوگوں اور سرداروں سے چھپایا اور اسے ظاہر نہیں کیا۔ اس رہبر سے جو میرے ہمراہ تھا اس موضع کا حال دریافت کیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے بیان کیا کہ چھ میل۔ میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا اور رہبر کو چلنے کا حکم دیا۔ ہم روانہ ہوئے‘ میں کافروں کے پاس پہنچا تو انہیں تیاری کی حالت میں پایا۔ ہم نے ان کے مخبروں کو دیکھا‘ جب انہوں نے ہمیں آتا دیکھا تو وہ بھی ہماری طرف بڑھے اور ہم ان کی طرف چلے۔ وہ چھ دستوں میں منتشر ہو گئے اور انہوں نے جیسا کہ مجھے ان لوگوں نے خبر دی جن پر میں فتح مند ہوا‘ اپنے سرداروں سے مسرور العلیصی اور ابوالحمل اور ہارون العلیصی کے غلام اور ابوالعذاب اور رجاء اور صافی اور ابویعلی العلوی کو پندرہ سو سواروں کے ہمراہ اپنے میسرے پر کیا ہمارے میمنے کے مقابل اپنے میسرے کے پیچھے چار سو سواروں کے ہمراہ ایک لشکر کو کمین بنایا۔ قلب میں النعمان العلیصی اور ابوالحطی اور الحماری اور اپنے بہادروں کی ایک جماعت کو چودہ سو سوار اور تین ہزار پیادے کے ہمراہ کیا میمنے میں کلیب العلیصی اور السدید العلیصی اور الحسین بن العلیصی اور ابوالجراح العلیصی اور حمید العلیصی اور ایک جماعت کو چودہ سو سواروں کے ہمراہ کیا اور دو سو سواروں کو کمین بنایا۔ وہ برابر ہماری طرف بڑھتے رہے۔ ہم لوگ بغیر اس کے کہ جدا جدا ہو جائیں‘ اللہ عزوجل کے بھروسے پر ان کی طرف چلتے رہے۔

میں نے وفاداروں اور غلاموں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو برانگیختہ کیا اور انہیں خوف دلایا‘ فریقین میں سے جب ایک نے دوسرے کو دیکھا تو اس لشکر کو جو ان کے میسرے میں تھا تازیانے مار کر برانگختہ کیا‘ اس نے الحسین بن حمدان کا جو میمنے کے بازو میں تھا قصد کیا‘ الحسین نے‘ خدا اس پر برکت کرے اور اسے جزائے خیر دے‘ خود بھی اور اس کے مقام کے تمام ساتھیوں نے

اپنے نیزوں سے اس کا مقابلہ کیا جو ان کے سینوں میں توڑ دیئے' وہ لوگ ان کے مقابلے سے بھاگے قرامطہ نے ان پر دوبارہ حملہ کیا تو انہوں نے تلواریں لے لیں اور منہ پر مار کر روک لیا۔ شروع جنگ ہی میں کفار کے چھ سو سوار بچھڑ گئے۔ الحسین کے ساتھیوں نے پانچ سو آدمی اور چار سو چاندی کے طوق لے لیے۔ وہ لوگ پشت پھیر کر شکست اٹھا کے پلٹے۔ الحسین نے ان کا تعاقب کیا تو اس پر پلٹ پڑے اور برابر حملے پر حملے کرتے رہے۔ اس دوران میں ان کی ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت بچھڑتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے انہیں فنا کر دیا اور ان میں سے سوائے چند کے جو دو سو سے بھی کم تھے کوئی نہ بچا۔

اس لشکر نے جو ان کے میمنے میں تھا قاسم بن سیما اور یمن خادم اور جو لوگ بنی شیبان اور بنی تمیم کے ان دونوں کے ہمراہ تھے ان پر حملہ کیا۔ ان لوگوں نے نیزوں سے ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ نیزے ان کے سینے میں توڑ دیے۔ بعض سے بعض مل گئے۔ فاجروں کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی۔ ان کے حملے کے وقت خلیفہ بن المبارک اور لولو نے ان پر حملہ کیا میں نے اسے تین سو سواروں کے ہمراہ خلیفہ اور اس کے تمام ساتھیوں کا بازو بنا دیا تھا حالانکہ وہ لوگ بنی شیبان و تمیم سے جنگ کر رہے تھے۔ کفار میں قتل عظیم برپا کیا۔ انہوں نے ان کا تعاقب کیا۔

بنو شیبان نے ان میں سے تین سو آدمی اور سو طوق گرفتار کیے اور خلیفہ کے ساتھیوں نے بھی اسی قدر گرفتار کیے۔ النعمان اور جو اس کے ہمراہ قلب میں تھے ہماری طرف بڑھے میں نے اور میرے ساتھ والوں نے حملہ کیا۔ میں قلب اور میمنے کے درمیان تھا۔ خاقان اور نصر القشوری اور محمد بن کمشجور نے جو لوگ میمنے میں ان کے ہمراہ تھے اور وصیف موشکیر اور محمد بن اسحاق بن کنداجیق اور کیغلغ کے دونوں بیٹوں اور المبارک القمی اور ربیعہ بن محمد اور مہاجر بن طلیق اور المظفر بن حاج اور عبداللہ بن حمدان اور فی الکبیر اور وصیف البکتمری اور محمد بن قرامغان نے حملے کیے وہ سب میمنے کے بازو میں تھے جنھوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا جو قلب میں تھے اور جوان لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تھے جنہوں نے الحسین ابن حمدان پر حملہ کیا تھا۔ وہ کفار کے سوار پیادہ کو برابر قتل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ میل سے زیادہ تک انہیں قتل کیا۔ میدان جنگ سے میں نصف میل آگے بڑھ گیا تو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار کی جانب سے آدمیوں اور گاؤں پر حیلہ اور مکر کیا گیا ہوگا میں رک گیا یہاں تک کہ وہ لوگ بھی مجھ سے مل گئے۔ میں نے انہیں اور تمام لوگوں کو اپنے پاس جمع کر لیا۔ میرے آگے آگے امیر المومنین کا نیزہ مبارک تھا جسے میں نے اور لوگوں نے اول وقت میں اٹھایا تھا۔

عیسیٰ النوشری مع اپنے سوار و پیادہ کے جیسا کہ میں نے اس کے لیے مقرر کر دیا تھا ان کے پیچھے دیہات کی طرف سے میدان جنگ کو روکے رہا اور اپنے مقام سے نہیں ہٹا' یہاں تک کہ سب لوگ ہر مقام سے میرے پاس آ گئے میں نے اسی مقام میں اپنا خیمہ نصب کیا جہاں میں ٹھیرا تھا یہاں تک کہ سب لوگ اترے اور میں ٹھیرا رہا۔ میں نے نماز مغرب پڑھی' لشکر میں قرار آ گیا' مخبروں کو روانہ کیا' اور میں نے اس پر اللہ کی بہت حمد کی کہ اس نے ہمارے لیے مدد مہیا فرمائی' امیر المومنین کے سرداروں اور اس کے غلاموں نے اور عجم وغیرہ نے اس دولت مبارکہ کی مدد کی اور اس کی خیر خواہی میں کوئی ایسا مرتبہ نہیں چھوڑا کہ جس پر وہ نہ پہنچے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر برکت نازل کرے۔ جب لوگوں نے آرام کر لیا تو میں اور تمام سردار نکلے کہ صبح تک ہم لشکر کے باہر قیام کریں کہ مبادا کفار کوئی چال نہ چلیں۔

میں اللہ سے تمام نعمت اور توفیق شکر مانگتا ہوں' اللہ میرے سردار وزیر کو عزت دے اب میں حماۃ کی جانب کوچ کرنے والا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلیمہ روانہ ہوں گا۔ کیونکہ ان کفار میں سے جو اس کافر کے ہمراہ بچے ہیں وہ سلیمہ میں ہیں کیونکہ وہ کافر تین دن سے اس طرف گیا ہے میں اس امر کا محتاج ہوں کہ وزیر تمام سرداروں اور تمام قبائل عرب کو بنی شیبان و تغلب و بنی تمیم کو حکم نامے روانہ کر دے' اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی جزائے خیر دے جو کچھ ان سے اس جنگ میں ہوا' ان میں سے کسی نے' نہ چھوٹے نے نہ بڑے نے کوئی دقیقہ چھوڑا۔ اللہ کے لیے حمد ہے اس پر جو اس نے عطا فرمایا اور اسی سے میں تمام نعمت کی درخواست کرتا ہوں۔ جب میں نے سر جمع کرنے کا حکم دیا تو ابوالجمل اور ابوالعذاب اور ابوالبغل کا سر بھی ملا اور کہا گیا کہ النعمان بھی قتل کر دیا گیا۔ میں نے اس کی تلاش کے لیے اور اس کا سر لینے کے لیے اور اسے اور سروں کے ساتھ امیر المومنین کی بارگاہ میں روانہ کرنے کا حکم دیا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ''۔

صاحب الشامہ کی روانگی بغداد:

۱۶/محرم یوم دوشنبہ کو صاحب الشامہ کو الرقہ کی طرف لوگوں کے سامنے ایک دو کوہان والے اونٹ پر نکالا گیا۔ وہ حریر کی لمبی ٹوپی اور دیبا کی عبا پہنے تھا۔ اس کے آگے آگے المدثر اور المطوق دو اونٹوں پر تھے' المکتفی نے اپنے لشکروں کو محمد بن سلیمان کے ہمراہ چھوڑ دیا اور خود اپنے خاص غلاموں اور خادموں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ القاسم بن عبید اللہ بھی اس کے ہمراہ الرقہ سے بغداد روانہ ہوا۔ اسی کے ساتھ القرمطی اور المدثر اور المطوق اور اس جنگ کے قیدیوں کی ایک جماعت بھی روانہ کی گئی۔ یہ واقعہ اسی سال اول صفر میں ہوا۔ جب بغداد پہنچا تو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے یہ قصد کیا کہ القرمطی کو دقل (کھجور کے لٹھے) پر مصلوب کر کے اور دقل کو ہاتھی کی پشت پر کر کے مدینۃ السلام میں داخل کرے۔ اس نے دروازوں کی ان محرابوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جن میں سے ہاتھی گزرے کیونکہ وہ دقل سے پست تھیں۔ جیسے باب الرصافہ اور باب الطاق وغیرہم بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ نے اس کے اس فعل کو ناپسند کیا یا رومان کے غلام دمیانہ نے ایک کرسی بنائی اور یہ کرسی ہاتھی کی پشت سے باندھ دی گئی' بیان کیا گیا ہے کہ ہاتھی کی پشت سے اس کی بلندی ڈھائی گز تھی۔

صاحب الشامہ کی بغداد میں آمد:

۲/ ماہ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو صبح کے وقت المکتفی مدینۃ السلام میں داخل ہوا۔ اور اس نے قیدیوں کو بیڑیاں پہنا کر اور المطوق کو اونٹوں پر اپنے آگے کیا۔ وہ حریر کی عبائیں اور حریر کی لمبی ٹوپیاں پہنے تھے' ان کے درمیان ایک لڑکا تھا جس کی ڈاڑھی نہیں نکلی تھی' اس کے منہ میں ایک گاؤدم لکڑی کر دی گئی تھی اور وہ دہانے کے طور پر اس کی گدی سے باندھ دی گئی تھی۔ یہ اس لیے کہ وہ الرقہ میں داخل کیا گیا تو جب لوگ اس پر بددعا کرتے تھے تو وہ ان کو گالیاں دیتا تھا اور ان پر تھوکتا تھا۔ اس کے ساتھ یہ کیا گیا کہ وہ کسی انسان کو گالی نہ دے۔

قرامطی عمال کی گرفتاری:

المکتفی نے مصلائے عتیق کے شرقی جانب ایک جبوترہ بنانے کا حکم دیا جو بیس گز مکسر ہو اور جس کی بلندی تقریباً دس

گز ہو۔اس کے لیے سیڑھیاں بنائی گئیں۔جن سے اس پر چڑھا جاتا تھا۔المکتفی نے مدینۃ السلام واپس آنے کے وقت اپنے لشکروں کو محمد بن سلیمان کے ہمراہ الرقہ میں چھوڑ دیا تھا۔محمد بن سلیمان نے القرمطی کے ان سرداروں اور قاضیوں اور پولیس والوں کو جو اس نواح میں تھے سمیٹ کے گرفتار کرلیا اور ان کے بیڑیاں ڈال دیں۔سردار جو اس کے ہمراہ رہ گئے تھے' فرات کے راستے سے مدینۃ السلام کی طرف روانہ ہوئے۔شب پنج شنبہ ۱۲/ ربیع الاول کو باب الانبار پہنچا۔ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت بھی تھی' جن میں خاقان المفلحی اور محمد بن اسحاق بن کنداجیق وغیرہما تھے۔

قرامطی سرداروں کی اسیری:

ان سرداروں کو جو بغداد میں تھے محمد بن سلیمان کے استقبال اور اس کے ہمراہ آنے کا حکم دیا گیا۔وہ بغداد میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے آگے آگے کچھ اوپر ستر قیدی تھے۔الثریا گیا تو اسے خلعت دیا گیا اور سونے کا طوق پہنایا گیا اور سونے کے دو کنگن پہنائے گئے۔ساتھ آنے والے تمام سرداروں کو بھی خلعت دیے گئے' طوق اور کنگن پہنا کے اپنے اپنے مکانوں کو واپس کیے گئے۔قیدیوں کے لیے قید خانے کا حکم دیا۔

صاحب الشامہ سے مذکور ہے کہ جب وہ المکتفی کی قید میں تھا تو اس نے اس دسترخوان سے جو اس کے پاس داخل کیا جاتا تھا ایک پیالہ لے کے توڑ ڈالا اور اس کی ایک کرچ لے لی اور اس سے اپنے جسم کی کوئی رگ کاٹ ڈالی جس سے بہت سا خون نکلا' جسے اپنے ہاتھ سے بند کر دیا۔جب وہ شخص اس سے واقف ہوا کہ اس کی خدمت کے لیے مقرر کیا گیا تھا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ اس نے کیوں کیا۔اس نے کہا میرے خون میں جوش پیدا ہوگیا تھا تو میں نے اسے نکال دیا پھر اس نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ تندرست ہو گیا اور اس کی قوت واپس آ گئی۔

قرامطیوں کی طلبی:

جب ۲۳/ ربیع الاول دوشنبے کا دن ہوا تو المکتفی نے سرداروں اور غلاموں کو اس چبوترے پر حاضر ہونے کا حکم دیا جس کے بنانے کا اس نے حکم دیا تھا۔مخلوق کثیر حاضر ہونے کے لیے نکلی' احمد بن محمد الواثقی جو اس زمانے میں مدینۃ السلام کی پولیس کا والی تھا اور محمد بن سلیمان کاتب لشکر چبوترے پر بیٹھ گئے۔ان قیدیوں کو جنھیں المکتفی اپنے ہمراہ الرقہ سے لایا تھا اور جنھیں محمد بن سلیمان لایا تھا' اور ان قرامطہ کو جو قید خانے میں تھے اور جو کوفے میں جمع کیے گئے تھے اہل بغداد کی ایک جماعت کو جو قرامطہ کی رائے پر تھی' باقی شہروں کے بدمعاشوں کی ایک جماعت کو جو قرامطہ نہ تھے اور بہت تھوڑے تھے اونٹوں پر سوار کیا گیا' وہ چبوترے پر حاضر کیے گئے' اپنے اونٹوں پر ٹھیرائے گئے' ان میں سے ہر شخص پر دو خادم مقرر کیے گئے۔کہا گیا ہے کہ وہ لوگ تین سو بیس سے کچھ زائد تھے اور کہا گیا ہے کہ تین سو ساٹھ تھے۔

قرامطیوں پر عتاب:

الحسین بن زکرویہ القرمطی عرف صاحب الشامہ کو بھی لایا گیا اس کے ہمراہ اس کا چچازاد بھائی عرف المدثر بھی ایک خچر پر

ایسی عماری میں تھا جس پر پردہ لٹکا دیا گیا تھا۔ ان کے ہمراہ پیادہ وسواروں کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان دونوں کو چبوترے پر چڑھایا گیا اور دونوں کو بٹھایا گیا۔ ان قیدیوں میں سے چونتیس آدمیوں کو آگے کیا گیا اور یکے بعد دیگرے اس طرح ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور گردنیں ماردی گئیں کہ آدمی کو پکڑا جاتا تھا' پھر اسے منہ کے بل ڈال دیا جاتا تھا' پھر اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جاتا تھا اور اسے نیچے پھینک دیا جاتا تھا' پھر اسے بٹھایا جاتا تھا' پھر اس کا سر کھینچا جاتا تھا اور اس کی گردن ماردی جاتی تھی۔ سر اور لاش کو نیچے پھینک دیا جاتا تھا۔ ان قیدیوں میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو چلا رہے تھے' فریاد کر رہے تھے اور قسم کھا رہے تھے کہ وہ قرامطہ میں سے نہیں ہیں۔ جب ان چونتیس آدمیوں کو قتل کر دیا گیا جو بیان کیا جاتا ہے کہ القرامطی کے معزز ساتھیوں اور ان کے بڑوں میں سے تھے تو المدثر کو آگے کیا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے' گردن ماردی گئی۔

الحسین بن زکرویہ کا قتل:

پھر القرامطی کو آگے کیا گیا' اسے دوسو تازیانے مارے گئے' پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹے تھے اور داغا گیا' پھر اسے بے حس کر دیا گیا' پھر ایک لکڑی لی گئی اور اس میں آگ لگائی گئی۔ اور اسے اس کے دونوں کولوں اور پیٹ پر رکھا گیا' وہ اپنی دونوں آنکھیں کھولنے لگا اور پھر بند کرنے لگا۔ جب انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ مر جائے گا تو اس کی گردن ماردی گئی' اس کا سر ایک لکڑی پر بلند کیا گیا۔ جو لوگ چبوترے پر تھے انھوں نے بھی تکبیر کہی اور باقی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔

قرامطیوں کے سروں کی تشہیر:

جب وہ قتل کر دیا گیا تو سردار اور وہ لوگ جو یہ دیکھنے کے لیے آئے تھے کہ القرمطی کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے' واپس ہو گئے اور الواثقی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس مقام پر عشاء کے آخر وقت تک ٹھیرا رہا' یہاں تک کہ باقی قیدیوں کی گردنیں بھی ماری گئیں' جو چبوترے پر حاضر کیے گئے تھے۔ پھر وہ واپس ہوا۔ جب دوسرا دن ہوا تو مقتولین کے سر مصلیٰ سے الجسر روانہ کیے گئے۔ القرمطی کا بدن بغداد کے الجسر الاعلیٰ کے ایک کنارے لٹکا دیا گیا۔ چارشنبے کو مقتولین کی لاشوں کے لیے چبوترے کے کنارے کنوئیں کھودے گئے۔ وہ اس میں ڈال دیے گئے اور کنوئیں پاٹ دیے گئے۔ کچھ دن کے بعد چبوترہ حکماً منہدم کر دیا گیا۔

قرمطی مبلغ ابواحمد کو امان:

۱۴ ربیع الآخر کو القاسم بن سیما اپنے طریق الفرات کے عمل سے واپس ہو کر بغداد آیا اس کے ہمراہ بنی العلیص کا ایک شخص تھا جو صاحب الشامہ القرمطی کے ساتھیوں میں سے تھا اور اس کے پاس امان میں داخل ہوا تھا' وہ القرمطی کے مبلغین میں سے تھا' اس کی کنیت ابو محمد تھی۔ اس کے امان میں داخل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ حکومت نے اس کے پاس قاصد بھیجا اور اس سے احسان کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ امان میں داخل ہو جائے۔ یہ اس لیے کہ شام کے نواح میں رؤسائے قرمطہ میں سے اس کے سوا کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ اور وہ بنی العلیص کے موالی میں سے تھا۔ جنگ نے اسے کسی دشوار علاقے میں پوشیدہ کر دیا تھا۔ جس سے وہ بچ گیا۔ اپنی جان کے خوف سے اسے امان اور اطاعت میں داخل ہونے کی رغبت ہوئی' جو اس کے ساتھ تھے مدینۃ السلام پہنچے۔ وہ سب کچھ اوپر ساٹھ آدمی تھے' انھیں امن دیا گیا' احسان کیا گیا اور وہ مال دیا گیا جو ان کے پاس روانہ کیا گیا تھا۔ اسے اور اس کے ہمراہیوں کو القاسم بن سیما کے

ہمراہ مالک بن طوق کے میدان کی طرف روانہ کر دیا گیا ان کے لیے تنخواہیں جاری کی گئیں۔

قرامطی جماعت کی بدعہدی وقتل:

جب القاسم بن سیما اپنے علاقے تک پہنچ گیا اور وہ لوگ بھی اس کے ہمراہ ایک مدت تک رہے تو انھوں نے اس کے ساتھ بدعہدی کرنے پر اتفاق کرلیا اور اس کے متعلق آپس میں مشورہ کیا۔ قاسم ان کے ارادے سے واقف ہو گیا' اس نے سبقت کر کے تلوار چلا دی' انھیں ہلاک کر دیا اور ان کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا جو بنی العلیص باقی رہ گئے وہ نکال دیے گئے اور انکی عزت جاتی رہی' وہ ایک مدت تک ارض السماوہ اور اس کے نواح میں نظر بند کر دیے گئے یہاں تک کہ خبیث زکرویہ نے ان سے مراسلت کی اور یہ لکھا کہ اس کے پاس وحی آئی ہے کہ ''الشیخ اور اس کا بھائی قتل کیے جائیں گے اور اس کا وہ امام جس پر وحی آتی ہے وہ ان دونوں کے بعد ظاہر ہوگا اور وہ فتح مند ہوگا''۔

۹/ جمادی الاولیٰ یوم پنج شنبہ کو المکتفی نے اپنے بیٹے محمد کا جس کی کنیت ابواحمد تھی ابوالحسین القاسم بن عبیداللہ کی بیٹی سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا۔

علاقہ جبی میں سیلاب:

اسی سال آخر ماہ جمادی الاول میں جیسا کہ بیان کیا گیا جبی کے علاقے سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ جبی اور اس کے متصل کے علاقے میں کسی وادی (دامن کوہ) میں الجبل سے سیلاب آیا جس سے تقریباً تیس فرسخ علاقہ غرق ہو گیا جس میں مخلوق کثیر غرق ہوگئی۔ مویشی اور غلے بھی غرق ہو گئے۔ مکانات اور دیہات ویران ہو گئے۔ ڈوبنے والوں میں سے بارہ سو آدمی نکالے گئے' جو نہ ملے ان کے علاوہ تھے۔

محمد بن سلیمان کی روانگی:

یکم رجب یوم یک شنبہ کو المکتفی نے کاتب لشکر محمد بن سلیمان کو اور بڑے بڑے سرداروں کی ایک جماعت کو خلعت دیا جن میں محمد بن اسحاق بن کنداجیق اور خلیفہ بن المبارک عرف ابوالاغر اور کیغلغ کے دونوں بیٹے اور بندقۃ بن کمشجور اور دوسرے سردار بھی تھے۔ انھیں محمد بن سلیمان کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا۔ محمد بن سلیمان خلعت پہن کر نکلا' باب الشماسیہ میں اپنے خیمے میں اترا وہیں پڑاؤ کیا اور سرداروں کی جماعت نے بھی اس کے ہمراہ پڑاؤ کیا۔ ان کی یہ روانگی دمشق ومصر کے ارادے سے ہارون بن خمارویہ کے اعمال پر قبضہ کرنے کے لیے ہوئی تھی۔ اس لیے کہ حکومت کو معلوم ہو چکا تھا کہ مصر ضعیف ہو چکا ہے' اہل مصر قرمطی سے لڑنے آئے تھے مگر یا تو قتل ہوئے یا جان چرا کر چلے گئے۔ محمد بن سلیمان اور جو اس کے ساتھ تھے تقریباً دس ہزار آدمی تھے' انھوں نے ۶/ رجب کو باب الشماسیہ سے کوچ کیا۔ اس نے رفتار میں تیزی کا حکم دیا۔

ترکوں پر اچانک حملہ:

۲۷/ رجب کو مدینۃ السلام کی دونوں جامع مسجدوں میں وہ عریضہ پڑھ کر سنایا گیا جو خراسان سے اسماعیل بن احمد کی جانب سے آیا تھا' جس میں یہ ذکر تھا کہ ترکوں نے بہت بڑے لشکر اور مخلوق کثیر کے ساتھ مسلمانوں کا قصد کیا۔ ان کے لشکر میں

سات سوتر کی قبے تھے۔ قبہ ان کے رؤسا کے سوا کسی کے لیے نہیں ہوتا۔ اس کے سرداروں میں سے ایک شخص کو لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا گیا۔ لوگوں میں کوچ کا اعلان کیا گیا تو رضا کار مجاہدین میں سے بہت سے لوگ نکلے صاحب لشکر مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے ترکوں کی جانب روانہ ہوا۔ مسلمان ان کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ لوگ غافل تھے۔ صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ مخلوق کثیر قتل کر دی گئی اور باقی بھاگ گئے' لشکر لوٹ لیا گیا' مسلمان اپنے مقام پر صحیح وسالم اور مال غنیمت لے کے واپس ہوئے۔

اسی سال کے شعبان میں یہ خبر آئی کہ شاہ روم نے دس صلیبیں جن کے ہمراہ ایک لاکھ آدمی تھے سرحدوں کی جانب روانہ کیں۔ ان کی ایک جماعت نے الحدث کی جانب قصد کیا۔ لوٹا اور جن مسلمانوں پر قابو پایا انھیں قید کیا اور آگ لگا دی۔

قرمطیوں کے متعلق ابن سیما کا خط:

اسی سال کے رمضان میں القاسم بن سیما کا الرحبہ سے عریضہ آیا' جس میں یہ ذکر تھا کہ ''ان اعراب بنی العلیص اور ان کے موالی نے جو القرمطی کے ساتھ تھے اور اب خلافت سے اور اس سے امن لے لیا تھا انھوں نے عہد توڑ دیا اور بے وفائی کی' ان کا ارادہ تھا کہ عید الفطر کے دن لوگوں کے نماز عید میں مشغول ہونے کے وقت وہ الرحبہ پر حملہ کریں گے اور جس کو پائیں گے اسے قتل کریں گے' آگ لگا دیں گے اور لوٹ لیں گے' میں نے حیلے سے ان پر حملہ کر دیا کہ کچھ قتل کر ڈالے اور ڈیڑھ سو کو گرفتار کر لیا جو ان کے علاوہ تھے کہ دریائے فرات میں غرق ہوئے۔ میں قیدیوں کو لا رہا ہوں ان میں ایک جماعت رؤساء کی بھی ہے اور جو قتل ہوئے ان کے سر بھی۔

غلام زرافہ کی کارگذاری:

اسی سال آخر ماہ رمضان میں جیسا کہ کہا گیا الرقہ سے ابو معدان کی جانب سے طرسوس سے خبر رسانی کی ذیل میں ایک مراسلہ آیا کہ ''اللہ نے ایک شخص غلام زرافہ کو اس جنگ میں ظاہر کیا جو اس وقت رومیوں نے شہر انطاکیہ میں کی۔ لوگوں کا یہ گمان تھا کہ دریا کے ساحل پر قسطنطیہ اور یہ شہر برابر ہو گیا۔ غلام زرافہ نے اسے زبردست تلوار کے ذریعے سے فتح کر لیا۔ کہا گیا ہے کہ اس نے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور قریب قریب اتنے ہی قید کیے۔ مسلمان قیدیوں میں سے چار ہزار آدمیوں کو چھڑا لیا۔ رومیوں کی ساٹھ کشتیاں لے لیں' جن میں غلام اور سونا چاندی اور مال واسباب غنیمت کو بار کیا۔ ہر شخص کے حصے کا جو اس جنگ میں حاضر تھا اندازہ کیا تو وہ ایک ہزار دینار ہوا۔ مسلمان اس سے خوش ہوئے اور میں نے اس عریضے کے بھیجنے میں اس لیے عجلت کی کہ وزیر کو اس کی اطلاع ہو جائے' یہ عریضہ ۱۰/ رمضان یوم پنج شنبہ کو لکھا گیا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اسی سال الفضل بن عبدالملک بن عبداللہ بن العباس بن محمد نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام کیا۔

۲۹۲ھ کے واقعات

باغیوں کی گرفتاری:

بصرے سے بغداد میں نزار بن محمد نے حکومت کے حضور میں ایک شخص کو روانہ کیا۔ جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ اس نے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا اور واسط گیا تھا۔ نزار نے اس کی تلاش میں کسی کو روانہ کیا جس نے اسے واسط میں گرفتار کر کے بصرے روانہ کر دیا۔ بصرے میں ایک جماعت کو گرفتار کر لیا جس کے متعلق بیان کیا گیا کہ انھوں نے اس سے بیعت کی ہے نزار نے ان سب کو ایک کشتی میں بغداد روانہ کر دیا۔ وہ لوگ فرضۃ البصر یین (بصریوں کے گھاٹ) پر ٹھیرائے گئے۔ سرداروں کی ایک جماعت کو فرضۃ البصر یین روانہ کیا گیا۔ اس شخص کو دو کوہان کے اونٹ پر سوار کیا گیا۔ اس کے آگے آگے اس کا بیٹا بھی جو بچہ تھا ایک اونٹ پر تھا۔ ہمراہ انتالیس آدمی بھی اونٹوں پر تھے۔ ان کی ایک جماعت حریر کی لمبی ٹوپیاں اور حریر کی عبائیں پہنے تھی۔ ان میں سے اکثر فریاد کر رہے تھے اور قسم کھا رہے تھے کہ وہ بری ہیں' وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ اس نے کس امر کا دعویٰ کیا۔ ان سب کو کھجور والوں اور باب الکرخ اور الخلد میں لے چلے یہاں تک کہ المکتفی کے محل تک پہنچا دیا۔ اس نے ان کے واپس کرنے اور نئے قید خانے میں قید کرنے کا حکم دیا۔

اسی سال محرم میں اندرونقش الرومی نے مرعش اور اس کے نواح کو لوٹا۔ اہل مصیصہ اور اہل طرسوس بھاگے۔ ابوالرجال بن ابی بکار پر مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مصیبت آ گئی۔

محمد بن سلیمان کی مصر پر فوج کشی:

اسی سال محرم میں محمد بن سلیمان' ہارون بن خمارویہ کی جنگ کے لیے حدود مصر کی جانب روانہ ہوا۔ المکتفی نے یازمان کے غلام دمیانہ کو بغداد سے روانہ ہوا اور اسے دریا کے سفر اور مصر جانے اور نیل میں داخل ہونے اور مصر کے لشکر کی رسد بند کرنے کا حکم دیا۔ وہ گیا اور نیل میں داخل ہو کے الجسر تک پہنچ گیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ اس نے ان پر تنگی کی محمد بن سلیمان لشکروں کے ہمراہ ان لوگوں کی طرف خشکی کے راستے سے روانہ ہوا۔ الفسطاط کے قریب پہنچا تو سرداران شہر نے اس سے خط و کتابت کی۔ سب سے پہلے جو شخص نکلا وہ بدر الحمامی تھا۔ وہ قوم کا رئیس تھا اس کے اس فعل نے ان لوگوں کو توڑ دیا۔ پھر تو ان مصری سرداروں کا سلسلہ بندھ گیا جو اس سے امان لے رہے تھے۔

آل طولون کی گرفتاری:

جب ہارون نے اور اس کے ساتھ کے بقیہ لوگوں نے یہ دیکھا تو وہ محمد بن سلیمان کی طرف بڑھے۔ ان کے درمیان جیسا کہ بیان کیا گیا کئی لڑائیاں ہوئیں۔ بعض دنوں میں ہارون کے ساتھیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ انھوں نے آپس میں جنگ کی تو ہارون نکلا کہ اس کو ٹھنڈا کرے اسے کسی مغربی نے ایک تیر مار اور قتل کر دیا۔ محمد بن سلیمان کو یہ خبر پہنچی تو وہ اور اس کے ساتھی الفسطاط میں داخل

ہوئے۔ طولون کے اہل وعیال واعزہ کے مکانات پر قبضہ کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ وہ دس سے کچھ زائد تھے انھیں بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ تمام مال لے لیا اور فتح کی خبر لکھ دی۔ یہ واقعہ اسی سال کے صفر میں ہوا تھا۔ محمد بن سلیمان کو طولون کے اہل وعیال اور سرداروں کی روانگی کے متعلق لکھا گیا کہ ان میں سے کسی کو وہ نہ مصر میں چھوڑے اور نہ شام میں ان سب کو بغداد روانہ کر دے۔ اس نے یہی کیا۔

الحسین بن زکرویہ کی لاش کا انجام:

اسی سال ۳/ ماہ ربیع الاول کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان کی شرقی جانب کی دیوار جو پہلے پل (الجسر الاول) کے سرے پر تھی۔ الحسین بن زکرویہ القرمطی پر گر پڑی جو اس دیوار کے قریب مصلوب (لٹکا ہوا) تھا۔ اس نے اسے اس طرح پیس دیا کہ پھر اس میں سے کچھ نہ ملا۔

ابراہیم الخلیجی کی بغاوت:

اسی سال ماہ رمضان میں یہ خبر آئی کہ مصریوں کا ایک سردار جس کا عرف الخلیجی اور نام ابراہیم تھا۔ حدود مصر کے آخر میں محمد بن سلیمان سے لشکر وغیرہ کی جماعت کے ہمراہ پیچھے رہ گیا جن کو اس نے اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔ سلطنت کا مخالف بن کر مصر کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں ایک جماعت جو فتنے کو پسند کرتی تھی ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ مجمع بہت ہو گیا۔ جب وہ مصر گیا تو عیسیٰ النوشری نے اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ عیسیٰ النوشری اس زمانے میں وہاں کی معونت پر عامل تھا مگر وہ الخلیجی کے ہمراہیوں کی کثرت کی وجہ سے عاجز رہا۔ وہ اس کے مقابلے سے الاسکندریہ چلا گیا اور مصر کو خالی کر دیا۔ الخلیجی داخل ہو گیا۔

فاتک اور بدر الحمامی کی روانگی مصر:

اسی سال حکومت نے المعتضد کے مولیٰ فاتک کو مغرب کی حالت کی اصلاح اور الخلیجی کی جنگ کے لیے نامزد کر کے بدر الحمامی کو اس کا مشیر مقرر کر کے بھیجا۔ سرداروں کو ایک جماعت اور بہت سے لشکر کو اس کے ہمراہ کیا۔ اسی سال ۷/ شوال کو فاتک اور بدر الحمامی کو ان دونوں کی روانگی مصر کی نامزدگی پر خلعت دیا گیا اور انھیں بہت جلد روانگی کا حکم دیا گیا۔ اور ۱۲/ شوال کو فاتک اور بدر الحمامی روانہ ہوئے۔

اسی سال نصف شوال کو رستم بن بردوا شہر طرسوس میں اس پر اور شامی سرحدوں پر والی بن کر داخل ہوا۔

قیدیوں کا تبادلہ:

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیے کا معاملہ ہوا۔ اس کا پہلا دن اسی سال ۲۴/ ذی القعدہ کو ہوا۔ جن کو مسلمان کی طرف سے فدیے میں دیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار سے تقریباً دو سو زائد تھے۔ رومیوں نے بدعہدی کی اور پلٹ گئے۔ مسلمان بھی ان رومی قیدیوں کو لے کر جو ان کے ساتھ باقی رہ گئے تھے واپس ہوئے فدیہ اور صلح کا عقد ابو العشائر اور قاضی مکرم کی جانب سے ہوا تھا۔ جب اندرونقش سے مرعش کی لوٹ کا اور ابو الرجال وغیرہ کے قتل کا واقعہ سرزد ہوا تو ابو العشائر کو معزول کر دیا گیا اور رستم کو والی بنایا گیا۔ پھر فدیہ اس کے ہاتھ پر ہوا، جو شخص رومیوں کی جانب سے معاملہ فدیہ پر مقرر تھا اس کا نام اسطانہ تھا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال میں الفضل بن عبد الملک ابن عبد اللہ بن العباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۳ھ کے واقعات

۲۵/صفر کو خبر آئی کہ الخلیجی نے کہ زبردستی مصر پر غلبہ کر لیا تھا۔ احمد بن کیغلغ اور سرداروں کی ایک جماعت سے العریش کے قریب جنگ کی۔ اس نے انھیں بہت ہی بری شکست دی۔ اس کی جانب روانگی کے لیے ان سرداروں کی ایک جماعت نامزد کی گئی' جو مدینۃ السلام میں مقیم تھے جن میں ابراہیم بن کیغلغ بھی تھا' وہ لوگ روانہ ہو گئے۔

ابو قابوس کی امان طلبی:

اسی سال ۷/ ربیع الاول کو طاہر بن محمد بن عمرو بن اللیث الصفاء کا ایک سردار جس کا عرف ابو قابوس تھا سیستانی لشکر کو چھوڑ کر طالب امان ہو کر مدینۃ السلام آیا یہ اس لیے ہوا کہ طاہر بن محمد سیر و شکار میں مشغول ہو گیا اور شکار و تفریح کے لیے بجستان کی طرف چلا گیا۔ فارس کی حکومت پر اللیث بن علی بن اللیث اور عمرو بن اللیث کے مولیٰ سبکری نے غلبہ کر لیا۔ اس نے طاہر کے عمل اور نام میں اپنے لیے تدبیر کی تو ان میں اور ابو قابوس میں اختلاف ہو گیا۔ اس نے انھیں چھوڑ دیا اور حکومت کے دروازے پر چلا گیا۔ حکومت نے اسے قبول کر لیا۔ اسے اور اس کی ہمراہی جماعت کو خلعت دیا' خوش آمدید کہا اور اس کا اکرام کیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن اللیث نے ابو قابوس کو اپنے پاس واپس کرنے کی درخواست کی کہ اس نے اسے بعض اعمال فارس میں کافی سمجھا تھا اس نے مال وصول کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا اگر اسے واپس نہ کیا جائے تو یہ درخواست ہے کہ وہ مال فارس جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا ہے اور جسے وہ اپنے ہمراہ لے گیا ہے اس کے لیے محسوب کر لیا جائے۔ مگر حکومت نے اس میں سے کسی بات کو قبول نہ کیا۔

برادر ابن زکرویہ کا خروج:

اسی سال کے اسی مہینے میں یہ خبر آئی کہ الحسین بن زکرویہ عرف صاحب الشامہ کا ایک بھائی ایک جماعت کے ہمراہ فرات کے راستے سے الدالیہ میں ظاہر ہوا ہے۔ اس کے پاس اعراب کی اور چوروں کی ایک جماعت جمع ہو گئی ہے' وہ انھیں خشکی کے راستے سے دمشق کی طرف لے گیا۔ اس علاقے میں فساد برپا کیا اور وہاں کے باشندوں سے جنگ کی اس کے مقابلے کے لیے الحسین بن حمدان بن حمدون نامزد کیا گیا جو لشکر کی جماعت کثیر کے ہمراہ نکلا۔ القرمطی کی دمشق کی جانب روانگی اسی سال کے جمادی الاولیٰ میں ہوئی تھی۔

بلاد یمن کی تاراجی:

پھر یہ خبر آئی کہ یہ قرمطی طبریہ گیا تو لوگ اس کے داخل کرنے سے رکے۔ اس نے جنگ کی اور داخل ہو گیا۔ وہاں جو عورتیں اور مرد تھے ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا شہر کو لوٹ لیا اور البادیہ کے نواح میں لوٹ گیا۔ ماہ ربیع الآخر میں یہ خبر آئی کہ وہ داعی جو یمن

کے نواح میں تھا وہ شہر صنعاء چلا گیا۔ اس سے وہاں کے باشندوں نے جنگ کی جس میں وہ ان پر فتح مند ہوا۔ باشندوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سوائے چند کے کوئی نہ بچا اور وہ یمن کے تمام شہروں پر زبردستی غالب آ گیا۔

ابو غانم عبداللہ بن سعید:

محمد بن داؤد بن الجراح سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ زکرویہ بن مہرویہ نے اپنے بیٹے صاحب الشامہ کے قتل کے بعد ایک شخص کو جو بچوں کو پڑھاتا تھا قریہ الزابوقہ روانہ کیا جو الفلوجہ کے علاقے میں تھا۔ اس شخص کا نام عبداللہ بن سعید اور کنیت ابو غانم تھی مگر اس نے اپنا نام نصر رکھ لیا کہ اپنا حال پوشیدہ رکھے۔ قبائل کلب پر گھوم کر انھیں اپنی رائے کی دعوت دینے لگا مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ سوائے ایک شخص کے جو بنی زیاد میں سے تھا اور جس کا نام مقدام بن الکیال تھا۔ اس نے اس کے لیے ان کی چند جماعتوں کو جو فاطمیوں کی طرف منسوب تھے اور العلیصیین کے بیوقوفوں کو اور قبیلہ کلب کی تمام شاخوں کے بدمعاشوں کو گمراہ کر دیا اور علاقہ شام کا قصد کیا۔ دمشق اور الاردن پر احمد بن کیغلغ عامل تھا جو مصر میں اس ابن خلیج کی جنگ کے لیے مقیم تھا۔ جس نے محمد بن سلیمان کی مخالفت کی اور مصر کی طرف لوٹا اور اس پر غالب آ گیا۔

عبداللہ بن سعید کی غارت گری:

عبداللہ بن سعید نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بصریٰ اور اذرعات کی طرف چلا گیا جو حوران اور البثینہ کے دیہات میں سے تھے۔ ان کے باشندوں سے اس نے جنگ کی پھر انھیں امان دی۔ جب وہ مطیع ہو گئے تو جوانوں کو قتل کر دیا' بچوں کو قید کر لیا اور مال واسباب کو لے لیا۔ دمشق کے قصد سے روانہ ہوا تو بالمقابل مصریوں کی وہ جماعت نکلی جو دمشق کی حفاظت کے لیے مامور تھی۔ احمد بن کیغلغ ان کو صالح بن الفضل کے ساتھ چھوڑ گیا تھا وہ ان پر غالب آ گئے' ان کی خون ریزی کی' امان کا وعدہ کر کے انھیں دھوکا دیا' صالح کو قتل کر دیا' اس کے لشکر کو توڑ دیا' شہر دمشق کا لالچ نہیں کیا حالانکہ وہ اسی کی طرف گئے تھے۔

اردن کی تباہی:

انھوں نے طبریہ کی طرف شہر جند الاردن کا قصد کیا۔ دمشق کے لشکر کی ایک جماعت بھی جو فتنے میں مبتلا ہو گئی ان سے مل گئی تھی یوسف بن ابراہیم بن بغامردی نے جنگ کی جو الاردن پر احمد بن کیغلغ کا عامل تھا۔ اسے ان لوگوں نے شکست دی اور اسے امان دے کے بدعہدی کی اور اسے قتل کر دیا۔ شہر الاردن کو لوٹ لیا' عورتوں کو قید کر لیا اور باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ حکومت نے الحسین بن حمدان کے ساتھ بڑے بڑے سرداروں کو ان کی تلاش میں روانہ کیا۔ دمشق میں ابن حمدان ایسے وقت آیا کہ اللہ کے دشمن طبریہ میں داخل ہو چکے تھے۔ جب اس کی خبر انھیں پہنچی تو السماوہ کا رخ کیا۔ الحسین بیابان سماوہ میں ان کو تلاش کرتا ہوا ان کے پیچھے پیچھے گیا حالانکہ وہ لوگ ایک دریا سے دوسرے دریا کی طرف منتقل ہو رہے تھے اور اسے برباد کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے ان دونوں ندیوں کی پناہ لے لی جو الدمعانہ اور الحالہ کے نام سے مشہور تھیں الحسین پانی نہ ملنے کے باعث ان کے تعاقب سے رک گیا' اور الرحبہ لوٹ آیا۔

قریہ ہیت کی تاراجی:

قرامطہ اپنے گمراہ کے ہمراہ جس نے اپنا نام نصر رکھا تھا قریہ ہیت کی طرف رات کے وقت روانہ ہوئے' وہ ۲۱/ شعبان کو صبح کو

طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اس حالت میں وہاں پہنچے کہ باشندے غافل تھے۔ نصر نے قریہ ہیت کو لوٹ لیا' اور باشندوں میں سے جس پر قابو پایا' قتل کر دیا مکانوں کو جلا دیا اور ان کشتیوں کو لوٹ لیا جو دریائے فرات میں سفر کے لیے تیار تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ شہر کے باشندوں سے تقریباً دوسو آدمیوں کو قتل کیا جن میں مرد و عورت اور بچے تھے۔ جس مال و اسباب پر قابو پایا سب کچھ لے لیا۔ کہا گیا ہے کہ تین ہزار کجاووں میں جو اس کے ہمراہ تھے تقریباً دوسو کھتے گیہوں کے دونوں طرف برابر کر کے بھر لیے اور گیہوں اور عطر اور ردی سامان میں سے وہ تمام چیزیں جن کی اسے حاجت تھی' وہاں جس دن داخل ہوا تھا اس کے بقیہ حصے میں اور اس کے بعد کے دن بھی مقیم رہا۔ وہاں سے بعد مغرب البریہ کی طرف کوچ کیا۔ یہ مصیبت جو اس نے پہنچائی یہ صرف اس شہر (ہیت) کے اطراف کے مکانات کو پہنچائی۔ باشندے شہر پناہ کی وجہ سے محفوظ رہے۔

محمد بن اسحاق بن کنداجیق اس قرمطی کے سبب سے سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ ہیت کی جانب روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد مونس خازن نے اس کا تعاقب کیا۔

محمد بن داؤد کا بیان:

محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ قرامطہ صبح کے وقت ہیت اس حالت میں پہنچے کہ وہاں کے باشندے غافل تھے مگر اللہ نے اس کی دیوار شہر پناہ کے ذریعے سے ان کی اس سے حفاظت کی۔ حکومت نے عجلت کے ساتھ محمد بن اسحاق بن کنداجیق کو ان کی جانب روانہ کیا مگر وہ لوگ اس میں تین دن کے سوا نہیں ٹھہرے' یہاں تک کہ محمد بن اسحاق ان سے قریب ہو گیا تو وہ ان سے الماکین کی طرف بھاگے۔ محمد ان کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے انھیں اس حالت میں پایا کہ ان لوگوں نے اس کے اور اپنے درمیان کے دربار تباہ کر دیے تھے۔ دربار سے اس کے پاس اونٹ اور بہت سا پانی اور کھانا روانہ کیا گیا۔ الحسین بن حمدان کو الرحبہ کی جانب سے ان کی طرف روانہ ہونے کو لکھا گیا کہ وہ اور محمد بن اسحاق ان لوگوں پر حملہ کرنے میں متفق ہو جائیں۔

عبداللہ بن سعید کا قتل:

جب کلبیوں کو معلوم ہوا کہ لشکر آ رہا ہے تو انھوں نے اللہ کے دشمن کے متعلق جس نے اپنا نام نصر رکھا تھا مشورہ کیا۔ انھوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے یکا یک قتل کر دیا اور اس کا قاتل ان میں سے تنہا ایک ہی شخص تھا جس کا نام الذئب القائم تھا۔ جو کچھ اس سے ہوا اس کے ذریعے تقرب حاصل کرنے اور بقیہ لوگوں کے لیے امان طلب کرنے کے لیے باب حکومت روانہ ہوا' اسے بہت انعام دیا گیا' تعریف کی گئی' اور اس کی قوم کی تلاش کو روک دیا گیا۔ وہ چند روز ٹھہر کے بھاگ گیا۔ محمد بن اسحاق کے مخبر نصر کے سر پر کامیاب ہو گئے۔ اسے کاٹ لیا اور مدینۃ السلام میں بھیج دیا۔ اس کے بعد قرامطہ نے آپس میں ایسی خون ریزی کی کہ خون کے دریا بہہ گئے۔ مقدام بن الکیال وہ تمام مال بچا کر جو اس کے پاس جمع کیا گیا تھا علاقہ طے کی طرف چلا گیا۔ انھیں کا ایک گروہ کہ ان امور کو ناپسند کرتا تھا' بنی اسد میں چلا گیا جو عین التمر کے نواح میں مقیم تھے' وہاں وہ ان کے پڑوسی بن گئے انھوں نے حکومت میں ایک وفد روانہ کیا' جو کچھ سرزد ہوا اس کی معذرت اور بنی اسد کے پڑوس میں رہنے کی درخواست کی۔ یہ درخواست قبول کر لی گئی' بقیہ فاسق جو دین قرامطہ میں بصیرت رکھنے والے تھے وہ الماکین پر پائے گئے۔ حکومت نے حسین بن حمدان کو ان کی بیخ کنی کے لیے لکھا۔

زکرویہ کی ہدایات:

زکرویہ نے اپنے ایک مبلغ کو ان کے پاس روانہ کیا جو السواد کے کسان' نہر تلحانا کا دہقان' القاسم بن احمد بن علی نام اور عرف ابو محمد تھا۔ اس نے بتایا کہ الذئب ابن القائم کے فعل نے اسے بیزار کر دیا ہے' ان پر سخت کر دیا ہے۔ وہ لوگ دین سے پھر گئے ہیں۔ ان کے ظہور کا اب وقت آ گیا ہے۔ کوفے میں چالیس ہزار آدمیوں نے اس سے بیعت کی ہے اور دیہات میں چار لاکھ آدمیوں نے ان کے وعدے کا وہ دن ہے جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے حکیم موسیٰ علیہ اسلام اور اپنے دشمن فرعون کی شان میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ "تمھارے وعدے کا دن یوم الزینۃ (میلے کا دن) ہے اور یہ وہ دن ہے جس دن لوگ دن چڑھے اٹھائے جائیں گے"۔ زکرویہ انھیں یہ حکم دیتا ہے کہ اپنا حال چھپائیں۔ روانگی شام کی جانب ظاہر کریں اور جائیں کوفے کی طرف' یہاں تک کہ یوم النحر کو جو ۱۰/ ذی الحجہ یوم پنج شنبہ ۲۹۳ھ کو ہوگا۔ صبح کے وقت وہاں پہنچیں تو روکے نہ جائیں گے اور ان کے لیے وہ وعدہ ظاہر اور پورا ہوگا جس کا اس کے رسول ان کے پاس لاتے رہے اور القاسم بن احمد کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔

قرامطیوں کا اہل کوفہ پر حملہ:

لوگوں نے اس کے حکم کی فرمانبرداری کی' کوفے کے دروازے پر اس وقت پہنچے کہ اہل شہر اپنے عامل اسحاق بن عمران کے ہمراہ عید گاہ سے واپس ہو چکے تھے جو اس روز کوفے کے دروازے پر پہنچے آٹھ سو سوار تھے یا اس کے قریب قریب جن کا سردار الذبلانی بن مہرویہ تھا جو اہل الصوار یا اہل جنبلاء میں سے تھا۔ وہ لوگ زرہ و جوشن اور عمدہ قسم کے آلات سے آراستہ تھے' ہمراہ ایک جماعت پیادہ بھی تھی جو کجاووں پر تھے۔ عوام میں سے جو ملا انھوں نے حملہ کیا' ایک جماعت کا مال و اسباب چھین لیا۔ تقریباً بیس آدمیوں کو قتل کر دیا' لوگ کوفے کی طرف دوڑے اور داخل ہو گئے۔ اور آپس میں ہتھیار ہتھیار کی ندا دینے لگے۔

قرامطہ کی مراجعت قادسیہ:

اسحاق بن عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ قرامطہ میں سے تقریباً ایک ہزار سوار باب کندہ سے شہر کوفہ میں داخل ہو گئے۔ عوام اور سپاہ کی ایک جماعت جمع ہو گئی انھوں نے ان کو پتھر مارے' جنگ کی اور ان پر ڈھالیں ڈال دیں جس سے ان کے تقریباً بیس آدمی مقتول ہوئے' انھیں شہر سے نکال دیا۔ اسحاق بن عمران اور اس کے ساتھ کا لشکر نکلا۔ القرامطہ کے مقابلے میں جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے۔ اسحاق بن عمران نے اہل کوفہ کو پہرہ دینے کا حکم دیا کہ قرامطہ کو غفلت میں موقع نہ ملے جس سے شہر میں داخل ہو جائیں۔ یوم النحر کو عصر کے وقت تک ان میں جنگ ہوتی رہی' قرامطہ القادسیہ کی طرف بھاگے۔ اہل کوفہ نے شہر پناہ اور خندق کو درست کر لیا۔ رات دن سپاہ کے ہمراہ کھڑے ہو کر اپنے شہر کی حفاظت کرتے رہے۔

اسحاق بن عمران کی امداد طلبی:

اسحاق بن عمران نے حکومت کو لکھ کر امداد طلب کی۔ حکومت نے سرداروں کی ایک جماعت بھیجی جن میں طاہر بن علی بن وزیر اور وصیف بن صوارتکین ترکی اور الفضل بن موسیٰ بن بغا اور بشر خادم الافشینی اور جنی الصفوانی اور رائق الخزی تھے۔ الحجر وغیرہ کے غلاموں کی ایک جماعت کو ان کے ساتھ کیا۔ ان کا سب سے پہلا دستہ نصف ذی الحجہ یوم سہ شنبہ کو روانہ ہوا۔ ان میں کوئی رئیس نہ تھا' ہر ایک اپنے ساتھیوں پر رئیس تھا۔ القاسم بن سیما وغیرہ رؤسائے اعراب کو کوہستانی میدانوں کے اعراب کو دیار مضر اور طریق

الفرات اور دقوقا اور خانیجار وغیرہ نواح میں جمع کرنے کا حکم دیا گیا کہ ان قرامطہ کی جانب روانہ ہوں کیونکہ سپاہی شام اور مصر کے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے' ان کے پاس مراسلے گئے اور وہ حاضر ہوئے۔ خبر آئی کہ جو لوگ اسحاق بن عمران کی مدد کے لیے روانہ ہوئے تھے' وہ اپنے آدمیوں کے ہمراہ زکرویہ کی جانب روانہ ہو گئے اسحاق بن عمران کو مع اس کے ہمراہی آدمیوں کے کوفے میں چھوڑ دیا کہ اس کی حفاظت کرے ایک ایسے مقام تک گئے جس کے اور قادسیہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ اور الصوار کے نام سے مشہور تھا جو بیابان میں ایک پہاڑی میدان تھا۔ وہاں پر زکرویہ ان سے ملا۔ وہ لوگ ۲۱/ ذی الحجہ یوم دوشنبہ کو اس کے مقابلے میں صف بستہ ہو گئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جنگ ۲۰/ ذی الحجہ یوم یک شنبہ کو ہوئی۔

زکرویہ کا حملہ:

سپاہیوں کی ترتیب اس طرح رکھی گئی کہ ان کے اور ان کی آبادی کے درمیان تقریباً ایک میل رہ گیا اور وہاں سپاہیوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا۔ باہم شدید جنگ ہوئی۔ دن کے شروع ہی میں قرمطی اور اس کے ساتھیوں کو ایسی شکست ہوتی نظر آئی کہ قریب تھا کہ ان پر فتح حاصل ہو جائے۔ زکرویہ نے پیچھے ایک لشکر کو پوشیدہ کیا تھا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ جب نصف النہار ہوا تو پوشیدہ لشکر نکل آیا' بستی لوٹ لی' سپاہیوں نے اپنے پیچھے تلوار دیکھی تو بری طرح بھاگے' قرمطی اور اس کے ساتھیوں نے تلوار چلائی اور جس طرح چاہا انھیں قتل کیا۔ الحجر کے غلاموں کی ایک جماعت نے جو خزر وغیرہ تھے' صبر کیا' وہ تقریباً سو غلام تھے۔ ایسی جاں فروشی کے ساتھ لڑے کہ قرامطہ کو شدید طور پر زخمی کرنے کے بعد سب کے سب قتل کر دیے گئے۔

قرامطہ کی کامیابی:

قرامطہ نے بستی کو گھیر کے اس پر قبضہ کر لیا' بجز اس کے کوئی نہ بچا جو اپنے گھوڑے پر تھا' چنانچہ وہ راستہ بھولا اور اسے بچا دیا یا جو بہت زخمی ہو گیا اور اپنے آپ کو مقتولین میں ڈال دیا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد مشکل سے روانہ ہو کے کوفے میں داخل ہو گیا۔ تیز رفتار گدھے جن پر ہتھیار اور آلات تھے سپاہ کے ہمراہ روانہ کیے تھے ان میں سے تین سو گدھے اور خچروں میں سے پانچ سو خچر اس بستی میں لے لیے گئے مذکور ہے کہ جو سپاہی اس جنگ میں مقتول ہوئے ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ جو ان کے غلاموں اور حمالوں اور آبادی والوں کے علاوہ تھے۔

قرمطی اور اس کے ساتھیوں نے جو کچھ اس جنگ میں لیا اس سے وہ قوی ہو گئے۔ وہ ان خرمنوں میں آیا جو اس کے ایک جانب تھے۔ چنانچہ اس میں سے اس نے غلہ اور جو لیے اور انھیں حکومت کے خچروں پر لاد کر اپنے لشکر لے گیا۔ مقام جنگ سے کوچ کر کے کوہی میدان میں تقریباً پانچ میل ایک ایسے مقام تک گیا جو نہر المثیہ کے قریب تھا' اس لیے کہ مقتولین کی بدبو نے تکلیف پہنچا رکھی تھی۔

قرامطہ کی بجانب کوفہ پیش قدمی و پسپائی:

محمد بن داؤد بن الجراح سے مذکور ہے کہ وہ اعراب جن کے پاس زکرویہ نے قاصد بھیجا تھا اس وقت کوفے کے دروازے پر پہنچے کہ مسلمان اسحاق بن عمران کے ساتھ اپنی عید گاہ سے واپس آ چکے تھے۔ وہ دونوں جانب پھیل کے کوفے کے مکانات میں داخل ہو گئے۔ القاسم بن احمد کے لیے جو زکرویہ کا مبلغ تھا قبہ بنایا تھا کہتے تھے کہ ''یہ ابن رسول اللہ ہے''۔ اور یہ پکارتے تھے ''یال

ثارات الحسین' ' اس سے ان کی مراد الحسین بن زکرویہ تھی جو مدینۃ السلام کے باب جسر پر مصلوب تھا۔ ان کا اشعار '' یا احمد یا محمد '' تھا اس سے ان کی مراد زکرویہ کے وہ دونوں بیٹے تھے جو قتل کر دیے گئے تھے اور انھوں نے سفید جھنڈے ظاہر کیے اور ان کا اندازہ یہ تھا کہ وہ کوفیوں کے چرواہوں کو اس سے گمراہ کر دیں گے۔ اسحاق بن عمران اور اس کے ہمراہیوں نے سبقت کی اور انھیں دفع کر دیا' ان میں سے جو ثابت قدم رہا اسے قتل کر ڈالا۔ ایک جماعت آل ابی طالب کی بھی آ گئی۔ انھوں نے اسحاق بن عمران کی ہمراہی میں جنگ کی۔ عوام کی بھی ایک جماعت آ گئی' انھوں نے بھی جنگ کی' قرامطہ نامراد واپس ہو کے اسی روز ایک گاؤں میں چلے گئے جو العشیرہ کہلاتا تھا کہ طسوج السالحین و نہر یوسف کے اس آخری علاقے میں تھا جو خشکی کے متصل ہے۔

زکرویہ بن مہرویہ:

اللہ کے دشمن زکرویہ بن مہرویہ کی جانب ایسے شخص کو روانہ کیا جو قریہ الدریہ میں زمین کے اس گڑھے سے اسے نکال دے جس میں وہ برسوں پوشیدہ رہا تھا۔ قریہ الصوار والے اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے' اسے ولی اللہ کہتے تھے۔ جب اسے دیکھا تو سجدہ کیا۔ اس کے ہمراہ مبلغین اور مخصوصین کی ایک جماعت بھی حاضر ہوئی۔ اس نے انھیں یہ بتایا کہ القاسم بن احمد کا ان پر سب سے زیادہ احسان ہے۔ اسی نے انھیں دین سے نکل جانے کے بعد اس کی طرف لوٹایا ہے۔ وہ لوگ جب اس کا حکم مانیں گے تو انھیں اپنی عید کا یقین کر لینا چاہیے وہ انھیں ان کی مرادوں تک پہنچا دے گا' کچھ خاص علامات مقرر کیں جن میں آیات قرآنیہ کو جس بارے میں نازل ہوئی تھیں اس سے بدل کر بیان کر دیا۔

متبعین زکرویہ کا عہد:

زکرویہ کے لیے ان تمام عربی اور موالی اور نبطی اشخاص نے جن کے دلوں میں کفر کی محبت جم گئی تھی اس امر کا اقرار کر لیا کہ وہ ان کا رئیس مقدم اور ملجا و ماوا ہے' مدد ملنے اور کامیاب ہونے کا یقین کر لیا۔ وہ انھیں اس طرح لے چلا کہ خود ان سے پوشیدہ تھا وہ سب اس کو '' سید '' پکارتے تھے اور اپنے لشکروں کے سامنے اسے ظاہر نہ کرتے تھے۔ اس کے بعد القاسم تمام امور کا والی تھا وہ انھیں فرات کے آبپاشی والے حصے کے آخر تک جو کوفے کے علاقے میں تھا اپنی رائے سے چلاتا رہا۔ انھیں یہ بتایا کہ اطراف کوفہ کے کل باشندے اس کے پاس آنے والے ہیں۔ وہاں وہ بیس روز سے زائد ٹھہر کر اپنے قاصدوں کو باشندگان اطراف کوفہ کے پاس جنھیں وہ اپنی طرف منسوب کر چکا تھا بھیجتا رہا' مگر باشندگان اطراف میں سے سوائے ان لوگوں کے کہ بدنصیبی جن کے شامل حال تھی اور کوئی اس سے نہ ملا اور وہ بھی عورتوں اور بچوں کے ساتھ تقریباً پانچ سو آدمی تھے۔

بغداد سے فوجی دستوں کی روانگی:

حکومت نے یکے بعد دیگرے لشکر اس کی جانب روانہ کیے۔ جو لوگ الانبار اور ہیت گئے تھے انھیں اس کے انتظام کے لیے اس خوف سے لکھا گیا کہ جو الماعین میں مقیم تھے وہ کوفے جاتے وقت دوبارہ اس پر حملہ نہ کر دیں۔ سرداروں کی ایک جماعت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئی' جن میں بشر الافشینی اور جنی الصفوانی اور نحریر العمری اور امیر المومنین کا غلام رائق اور وہ چھوٹے غلام تھے جو الحجریہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان لوگوں نے قریہ الصوار کے قریب اللہ کے دشمنوں پر حملہ کیا۔ ان کے پیادہ اور سواروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ ان لوگوں نے اپنے مکانات ان لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیے تو یہ اس میں داخل ہو گئے۔ اور اسی میں مشغول ہو

گئے۔ قرامطہ پھر پلٹ پڑے۔ انھوں نے ان کو بھگا دیا۔

زکرویہ کی پوشیدگی:

ایک شخص سے مذکور ہے کہ وہ اس وقت محمد بن داؤد بن الجراح کی مجلس میں موجود تھا جب کہ اس کے پاس قرامطہ کی ایک جماعت داخل کی گئی جن میں زکرویہ کا ہم زلف بھی تھا۔ جو کچھ اس نے اس سے بیان کیا اس میں یہ بھی تھا کہ زکرویہ میرے مقام پر میرے مکان کے تہ خانے میں پوشیدہ تھا جس کا دروازہ لوہے کا تھا۔ ہمارا ایک تنور تھا جسے ہم منتقل کیا کرتے تھے۔ جب ہمارے پاس طلب آئی تو ہم نے تنور کو تہ خانے کے دروازے پر رکھ دیا اور ایک عورت ٹھیر کر اسے گرم کرتی رہی۔ یہ المعتضد کے زمانے کا واقعہ ہے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس حالت میں نہ نکلوں گا کہ المعتضد زندہ ہے۔ وہ اسی طرح چار سال رہا۔ پھر وہ میرے ہاں سے ایک ایسے مکان میں منتقل ہو گیا جس میں مکان کے دروازے کے پیچھے ایک کوٹھری اس طرح بنائی گئی تھی کہ جب گھر کا دروازہ کھولا جاتا تھا تو وہ کوٹھری کے دروازے پر ڈھک جاتا تھا' اندر آنے والا اندر آتا تھا مگر وہ اس کوٹھری کے دروازے کو نہیں دیکھتا تھا۔ یہی حال رہا یہاں تک کہ المعتضد مر گیا۔ اس وقت اس نے مبلغوں کو روانہ کیا اور نکلنے کی تیاری کی۔ جب اس جنگ کی خبر حکومت کو پہنچی جو الصوار میں قرمطی اور خلافت کے سپاہیوں کے درمیان ہوئی' لوگوں نے اسے بہت سخت جانا تو ان سرداروں کی ایک جماعت کوفے کی روانگی کے لیے نامزد کی گئی جن کا میں نے ذکر کیا۔ سرلشکری محمد بن کنداج کو دی گئی' بنی شیبان والنمر کے اعراب میں سے تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے گئے اور انھیں تنخواہیں دی گئیں۔ ۱۸/ جمادی الاولیٰ کو مکے سے دس آدمی کی ایک جماعت آئی۔ وہ خلافت کے دروازے پر گئے اور اپنے شہر کی طرف لشکر بھیجنے کی درخواست کی' اس لیے کہ انھیں علاقہ یمن میں جس شخص نے خروج کیا تھا جس سے یہ خوف تھا کہ وہ ان کے شہر کو کچل ڈالے گا۔ کیونکہ ان کے خیال میں وہ اس کے قریب آ گیا تھا۔

بغداد میں قرامطہ کی شکست کا اعلان:

۱۲/ رجب یوم جمعہ کو بغداد کے منبر پر وہ خط پڑھ کر سنایا گیا جو حکومت کے پاس آیا تھا کہ صنعاء اور یمن کے شہروں کے باشندے اس خارجی کے مقابلے پر جمع ہوئے جو زبردستی ان شہروں پر غالب آ گیا تھا۔ انھوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی' اس کے گمراہوں کو بھگا دیا۔ وہ نواح یمن کے کسی موضع میں چلا گیا۔ ۳/ شوال کو حکومت نے مظفر بن حاج کو خلعت دے کے اسے یمن کا عہدہ دار بنایا۔ ۵/ ذی القعدہ کو ابن حاج نکلا اور اپنے عمل یمن کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی موت تک وہیں مقیم رہا۔

اسی سال ۲۳/ رجب کو المکتفی کا خیمہ نکالا گیا' اور اس بنا پر اسے باب الشماسیہ میں نصب کیا گیا کہ وہ ابن الخلیج کے سبب سے شام کی طرف روانہ ہوگا۔

فاتک اور الخلیجی کی جنگ:

اسی ماہ کی ۲۴/ تاریخ کو مصر سے فاتک کا ایک خریطہ آیا۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ وہ اور سردار الخلیجی کی طرف بڑھے۔ ان کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ آخری جنگ میں ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیے گئے۔ بقیہ لوگ بھاگے تو وہ ان پر فتح مند ہو گئے' ان کی چھاؤنی کو گھیر لیا۔ الخلیجی بھاگ کے الفسطاط میں داخل ہو گیا۔ کسی کے پاس وہیں چھپ گیا۔ وفاداران خلافت الفسطاط میں داخل ہوئے۔ جب ٹھیر گئے تو الخلیجی اور اس شخص کو بتا دیا گیا جس کے ساتھ وہ پوشیدہ تھا اور جو اس کے پیروکاروں میں سے تھا' اس نے

گئے۔ قرامطہ پھر پلٹ پڑے۔ انھوں نے ان کو بھگا دیا۔

زکرویہ کی پوشیدگی:

ایک شخص سے مذکور ہے کہ وہ اس وقت محمد بن داؤد بن الجراح کی مجلس میں موجود تھا جب کہ اس کے پاس قرامطہ کی ایک جماعت داخل کی گئی جن میں زکرویہ کا ہم زلف بھی تھا۔ جو کچھ اس نے اس سے بیان کیا اس میں یہ بھی تھا کہ زکرویہ میرے مقام پر میرے مکان کے تہ خانے میں پوشیدہ تھا جس کا دروازہ لوہے کا تھا۔ ہمارا ایک تنور تھا جسے ہم منتقل کیا کرتے تھے۔ جب ہمارے پاس طلب آئی تو ہم نے تنور کو تہ خانے کے دروازے پر رکھ دیا اور ایک عورت ٹھیر کر اسے گرم کرتی رہی۔ وہ اسی طرح چار سال رہا۔ یہ المعتضد کے زمانے کا واقعہ ہے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس حالت میں نہ نکلوں گا کہ المعتضد زندہ ہے۔ پھر وہ میرے ہاں سے ایک ایسے مکان میں منتقل ہو گیا جس میں مکان کے دروازے کے پیچھے ایک کوٹھری اس طرح بنائی گئی تھی کہ جب گھر کا دروازہ کھولا جاتا تھا تو وہ کوٹھری کے دروازے پر ڈھک جاتا تھا' اندر آنے والا اندر آتا تھا مگر وہ اس کوٹھری کے دروازے کو نہیں دیکھتا تھا۔ جس میں وہ تھا' یہی حال رہا یہاں تک کہ المعتضد مر گیا۔ اس وقت اس نے مبلغوں کو روانہ کیا اور نکلنے کی تیاری کی۔ جب اس جنگ کی خبر حکومت کو پہنچی جو الصوار میں قرمطی اور خلافت کے سپاہیوں کے درمیان ہوئی' لوگوں نے اسے بہت سخت جانا تو ان سرداروں کی ایک جماعت کوفے کی روانگی کے لیے نامزد کی گئی جن کا میں نے ذکر کیا۔ سرلشکری محمد بن کنداج کو دی گئی' بنی شیبان والنمر کے اعراب میں سے تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے گئے اور انھیں تنخواہیں دی گئیں۔ ۱۸/ جمادی الاولیٰ کو مکے سے دس آدمی کی ایک جماعت آئی۔ وہ خلافت کے دروازے پر گئے اور اپنے شہر کی طرف لشکر بھیجنے کی درخواست کی' اس لیے کہ انھیں علاقہ یمن میں جس شخص نے خروج کیا تھا جس سے یہ خوف تھا کہ وہ ان کے شہر کو کچل ڈالے گا۔ کیونکہ ان کے خیال میں وہ اس کے قریب آ گیا تھا۔

بغداد میں قرامطہ کی شکست کا اعلان:

۱۲/ رجب یوم جمعہ کو بغداد کے منبر پر وہ خط پڑھ کر سنایا گیا جو حکومت کے پاس آیا تھا کہ صنعاء اور یمن کے شہروں کے باشندے اس خارجی کے مقابلے پر جمع ہوئے جو زبردستی ان شہروں پر غالب آ گیا تھا۔ انھوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی' اس کے گمراہوں کو بھگا دیا۔ وہ نواحِ یمن کے کسی موضع میں چلا گیا۔ ۳/ شوال کو حکومت نے مظفر بن حاج کو خلعت دے کے اسے یمن کا عہدہ دار بنایا۔ ۵/ ذی القعدہ کو ابن حاج نکلا اور اپنے عمل یمن کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی موت تک وہیں مقیم رہا۔

اسی سال ۲۳/ رجب کو المکتفی کا خیمہ نکالا گیا' اور اس بنا پر اسے باب الشماسیہ میں نصب کیا گیا کہ وہ ابن الخلیج کے سبب سے شام کی طرف روانہ ہوگا۔

فاتک اور الخلیجی کی جنگ:

اسی ماہ کی ۲۴/ تاریخ کو مصر سے فاتک کا ایک خریطہ آیا۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ وہ اور سردار الخلیجی کی طرف بڑھے۔ ان کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ آخری جنگ میں ان کے اکثر ساتھی قتل کر دیے گئے۔ بقیہ لوگ بھاگے تو وہ ان پر فتح مند ہو گئے' ان کی چھاؤنی کو گھیر لیا۔ الخلیجی بھاگ کے الفسطاط میں داخل ہو گیا۔ کسی کے پاس وہیں چھپ گیا۔ وفادارانِ خلافت الفسطاط میں داخل ہوئے۔ جب ٹھیر گئے تو الخلیجی اور اس شخص کو بتا دیا گیا جس کے ساتھ وہ پوشیدہ تھا اور جو اس کے پیروکاروں میں سے تھا' اس نے

انھیں گرفتار کر کے اپنے پاس قید کر لیا۔

الخلیجی کی گرفتاری وروانگی بغداد:

فاتک کو الخلیجی اور جو اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے' مدینۃ السلام بھیجنے کو لکھا گیا۔ المکتفی کے وہ خیمے واپس کیے گئے جو باب الشماسیہ تک روانہ کیے گئے تھے۔ اس کے خزانوں کے واپس کرنے کو کسی کو بھیجا گیا اور وہ بھی واپس کیے گئے' وہ تکریت سے آگے بڑھ گئے تھے۔ فاتک نے الخلیجی کو اور اس جماعت کو جو اس کے ساتھ گرفتار کی گئی تھی محمد بن ابی الساج کے مولیٰ بشر کے ہمراہ مصر سے مدینۃ السلام روانہ کر دیا جب اسی سال میں نصف رمضان کو پنج شنبے کا دن ہوا تو وہ باب الشماسیہ سے مدینۃ السلام میں داخل کیا گیا۔ اس کے آگے آگے اکیس آدمی تھے جو اونٹوں پر تھے لمبی ٹوپیاں اور حریر کی عبائیں پہنے تھے۔ ان میں جیسا کہ کہا گیا بینک کے دو بیٹے تھے۔ ابن اشکال بھی تھا جو کمینہ عمرو کے لشکر سے یہاں امان لے کے آیا تھا۔ ایک حبشی غلام ''صندل المزاحمی بھی تھا المکتفی کے پاس خلیجی پہنچا تو اس نے اس کی طرف دیکھا اور دار الخلافت میں اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور دوسرے لوگوں کو جدید قید خانے میں قید کرنے کا حکم دیا۔ انھیں ابن عمرویہ کے پاس روانہ کر دیا گیا جس کے سپرد بغداد کی پولیس تھی۔ المکتفی نے اپنے وزیر العباس بن الحسن کو اس کی حسن تدبیر کا جو اس فتح میں ہوئی' خلعت دیا۔ بشر الافشینی کو بھی خلعت دیا۔

۵/شوال کو نصر القرمطی کا سر ایک نیزے پر نصب کر کے بغداد میں داخل کیا گیا جس نے ہیت کو لوٹا تھا۔

رومیوں کا قورس پر حملہ:

۷/شوال کو مدینۃ السلام میں یہ خبر آئی کہ رومیوں نے قورس پر دھاوا کیا۔ باشندوں نے ان سے قتال کیا۔ انھوں نے ان کو شکست دی اور ان کے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ بنی تمیم کے رؤسا کو قتل کر دیا۔ بستی میں داخل ہو گئے۔ مسجد کو جلا دیا اور جس قدر باشندے بچ گئے تھے سب کو بھگا دیا۔

امیر حج الفضل بن عبد الملک:

اس سال الفضل بن عبد الملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۴ھ کے واقعات

ابن کیغلغ اور رستم کی رومیوں پر فوج کشی:

اول محرم میں ابن کیغلغ غازی بن کر طرسوس میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ رستم بھی روانہ ہوا۔ یہ رستم کی دوسری جنگ تھی' وہ سلند و پہنچے اللہ نے انھیں فتح دی' آلس گئے' ان کے قبضے میں تقریباً پانچ ہزار سر آئے۔ رومیوں کا قتل عظیم کیا اور صحیح وسالم واپس ہوئے۔

زکرویہ کا قافلہ حجاج پر حملہ کرنے کا منصوبہ:

۱۲/محرم کو مدینۃ السلام میں یہ خبر آئی کہ زکرویہ بن مہرویہ قرمطی حاجیوں کے ارادے سے نہر المثینہ سے کوچ کر کے ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا کہ اس کے اور واقصہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ رہ گیا' اور محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ وہ لوگ خشکی میں مشرق

کی جانب روانہ ہو کے ماء سلیمان پہنچے۔ ان کے اور بستی کے درمیان ایک صحرائے بے آب رہ گیا۔ وہ اسی مقام پر حاجیوں کے ارادے سے ٹھیر کر پہلے قافلے کا انتظار کر رہا تھا۔ قافلہ ٦/ یا ٧/ محرم کو واقصہ پہنچا۔ اہل منزل نے ڈرایا اور خبر دی کہ ان کے اور غنیم کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے' کوچ کیا اور ٹھہرے نہیں تو بچ گئے۔ اس قافلے میں الحسن بن موسیٰ الربعی اور سیما الابراہیمی بھی تھے۔ جب قافلہ بالکل روانہ ہو گیا تو قرمطی واقصہ گیا' قافلے کا حال پوچھا تو انھوں نے اسے بتایا کہ وہ واقصہ میں نہیں ٹھیرا' اس نے ان پر الزام لگایا کہ تمھیں نے ان کو ڈرایا ہوگا' وہاں کے گھسیاروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور گھاس جلا دی۔ باشندے اپنے قلعے میں محفوظ ہو گئے۔ وہ وہاں چند روز رہ کر زبالہ کی طرف کوچ کر گیا۔

محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ لشکر زکرویہ کی تلاش میں عیون الطف کی طرف گئے۔ جب انھیں اس کا سلیمان میں ہونا معلوم ہوا تو وہاں سے واپس ہوئے۔ علان بن کشمرد تنہا سواروں کے ایک دستے کے ہمراہ مکے کے سیدھے راستے پر زکرویہ کی جانب روانہ ہوا۔ السیال میں اتر کے واقصہ کا رخ کیا' پہلے قافلے کے گزرنے کے بعد وہاں اترا۔ زکرویہ اپنے راستے میں بنی اسد کے گروہوں پر گذرا اور وہ انھیں اپنے ساتھ لے کے مکے سے واپس آنے والے حاجیوں کے ارادے سے براہ راست ان کو لوٹ لینے چلا۔

قافلہ حجاج پر حملہ:

اسی سال ١٦/ محرم کو کوفے سے یہ منحوس خبر آئی کہ زکرویہ نے ١١/ محرم یوم یک شنبہ کو خراسانی قافلے کو مکہ کے راستے میں العقبہ میں روکا۔ ان لوگوں نے اس سے شدید جنگ کی' اس نے بڑی بدسلوکی کے ساتھ پوچھا کہ آیا تم سرکاری جماعت ہو؟ انھوں نے جواب دیا نہیں ہم تو حاجی ہیں۔ یہ سن کر کہا۔ ''اچھا تم لوگ جاؤ کہ میں تمھارا قصد نہیں کرتا''۔ جب قافلہ روانہ ہوا تو اس نے تعاقب کر کے اس پر حملہ کیا۔ اس کے ساتھی اونٹوں کے نیزے بھونکتے اور تلواروں سے ان کا پیٹ چاک کرنے لگے۔ اونٹ بھڑ کے اور قافلہ رک گیا۔ خبیث کے ساتھی حاجیوں پر ٹوٹ کر جس طرح بنا قتل کرنے لگے۔ مردوں اور عورتوں کو قتل کیا' جن عورتوں کو چاہا گرفتار کر لیا اور جو کچھ قافلے میں تھا سب پر قابض ہو گئے۔

علان بن کشمرد کی مراجعت:

قافلے میں سے جو شخص بچ گیا وہ علان بن کشمرد سے ملا تھا۔ خبر دریافت کی تو اس نے خراسانی قافلے پر جو کچھ نازل ہوا اسے بتایا کہ ''تیرے اور اس قوم کے درمیان تھوڑا ہی فاصلہ ہے۔ آج رات کو یا کل دوسرا قافلہ پہنچے گا۔ اگر وہ شاہی جھنڈا دیکھیں گے تو ان کے دل مضبوط ہو جائیں گے۔ اور ان کے بارے میں اللہ ہی اللہ ہے''۔ علان اسی وقت لوٹ گیا اور اپنے ہمراہیوں کو بھی لوٹنے کا حکم دیا کہ میں آدمیوں کو قتل کے لیے پیش نہیں کروں گا۔

قافلہ حجاج پر قرامطہ کا دوسرا حملہ:

دوسرے قافلے والے آگے روانہ ہوئے جس میں المبارک القمی' احمد بن نصر العقیلی اور احمد بن علی بن الحسین الہمدانی بھی تھے۔ یہ لوگ فاجروں کے پاس پہنچ گئے' جو واقصہ سے کوچ کر چکے تھے' وہاں کے پانی تباہ کر دیے تھے۔ حوضوں اور کنوؤں کو ان اونٹوں اور گھوڑوں کی لاشوں سے پاٹ دیا تھا جو پیٹ پھٹے ہوئے ان کے ہمراہ تھے۔ منزل العقبہ میں ١٢/ محرم دوشنبے کو اترے تو ان سے دوسرے قافلے والوں نے جنگ کی۔ ابوالعشائر مع اپنے ساتھیوں کے قافلے کے شروع میں تھا۔ مبارک القمی مع اپنے ہمراہیوں

کے ساقہ میں تھا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی۔ حاجیوں نے ان کو بھگا دیا قریب تھا کہ فتح یاب ہوں فاجروں نے ان کے درمیانی حصے میں غفلت پائی تو اس جانب سے ان پر حملہ آور ہوئے۔ اپنے نیزے اونٹوں کی پسلیوں اور پیٹوں میں رکھ دیے اونٹوں نے حاجیوں کو کچل ڈالا۔ قرمطی ان پر قابو پا گئے' خوب تلوار چلائی اور آخر تک سب کو قتل کر ڈالا۔ سوائے اس کے جسے انھوں نے غلام بنا لیا۔ العقبہ کے چند میل اس طرف سواروں کو روانہ کیا جو ان لوگوں سے ملے کہ تلوار سے بچ گئے تھے' ان کو امان دی' وہ لوٹے تو سب کو قتل کر دیا اور جن عورتوں کو پسند کیا انھیں قید کر لیا۔ مال اسباب لے گئے۔ المبارک القمی اور اس کا بیٹا المظفر قتل کر دیا گیا۔ ابو العشائر قید کر لیا گیا۔ مقتولین کو جمع کر کے ایک کو دوسرے پر رکھا گیا یہاں تک کہ وہ بہت بڑے ٹیلے کے مثل ہو گئے۔ ابو العشائر کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کاٹے گئے اور اس کی گردن ماردی گئی۔ وہ عورتیں رہا کر دی گئیں جن کی انھیں خواہش نہ تھی۔

حجاج کا قتل:

زخمیوں کی وہ جماعت بچ گئی جو مقتولین کے درمیان پڑ گئے تھے۔ وہ رات میں بدشواری کھسکے اور چلے گئے۔ ان میں سے کچھ مر گئے کچھ بچ گئے۔ جو بہت کم تھے۔ قرامطہ کی عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ مقتولین میں گھومتی تھیں جو ان پر پانی پیش کرتے تھے۔ ان سے جو بات کرتا تھا اسے وہ اجازت دیتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ قافلے میں تقریباً بیس ہزار حاجی تھے جو سب کے سب قتل کر دیے گئے سوائے ان چند آدمیوں کے جو دشمن پر غالب آ کر بغیر زاد راہ کے بچ گئے یا جو مجروح ہو کر مقتولین میں پڑ گئے اور بعد کو بچ گئے' یا جس کو انھوں نے اپنی خدمت کے لیے غلام بنا لیا بیان کیا گیا ہے کہ جو مال اور قیمتی اسباب اس قافلے سے ان لوگوں نے لیے اس کی قیمت بیس لاکھ دینار تھی۔

بعض سکہ ڈھالنے والوں سے مذکور ہے کہ ہمارے پاس مصر کے سکے ڈھالنے والوں کے خطوط آئے کہ تم لوگ مال دار بن جاؤ گے کیونکہ ابن طولون کے اعزہ نے اور ان مصری سرداروں نے جو مدینۃ السلام روانہ کر دیے گئے اور جو ان کی طرح مالدار تھے انھوں نے اپنے مصر کے مال کو مدینۃ السلام منگا بھیجا تھا اور انھوں نے مال لے جانے کے لیے سونے اور چاندی کے برتن اور زیور ڈھلوا لیے تھے اور وہ مکے بھیجا گیا تھا کہ حاجیوں کے ساتھ اسے مدینۃ السلام لے جائیں۔ وہ مدینۃ السلام جانے والے قافلوں کے ساتھ روانہ کیا گیا پھر وہ سب جاتا رہا۔

قرامطہ کا خراسانی قافلہ پر حملہ:

مذکور ہے کہ جس وقت دوشنبے کو قرامطہ اس قافلے کو قتل کر رہے اور لوٹ رہے تھے تو یکایک خراسانی قافلہ آ گیا۔ قرامطہ کی ایک جماعت ان کی جانب نکلی اور ان پر حملہ کر دیا' کیونکہ ان لوگوں کا راستہ بھی یہی تھا۔ جب زکرویہ حاجیوں کے دوسرے قافلے سے فارغ ہو گیا' ان کے مال لے لیے' ان کی عورتوں کو تباہ کر چکا تو حوضوں اور کنوؤں کو آدمیوں اور جانوروں کی لاشوں سے پاٹنے کے بعد اسی وقت العقبہ سے روانہ ہو گیا۔

محمد بن جراح کاتب کی روانگی کوفہ:

دوسرے قافلے پر اس کی رہزنی کی خبر مدینۃ السلام میں ۱۶/محرم یوم جمعہ کو عشا کے وقت پہنچی تھی۔ یہ واقعہ تمام لوگوں پر اور سلطان پر بہت گراں گزرا۔ العباس ابن الحسن بن ایوب وزیر نے محمد بن جراح کاتب کو جو دفتر خراج و دفتر ضیاع مشرق اور دفتر

لشکر کا متولی تھا کوفے روانہ ہونے اور قرمطی کے مقابلے کے لیے لشکر روانہ کرنے کے لیے' وہاں قیام کرنے کے لیے نامزد کیا وہ بغداد سے ۱۹/محرم کو نکلا اور اپنے ہمراہ لشکر کو دینے کے لیے بہت سا مال لے گیا۔ زکرویہ زبالہ چلا گیا اور وہاں اتر گیا۔ سیاہ مقیم قادسیہ کے خوف سے کہ کہیں وہ اسے پا جائیں اپنے آگے اور پیچھے مخبر روانہ کیے کہ اس تیسرے قافلے کی بھی امید تھی جس میں مال اور سوداگر تھے۔

الثعلبیہ سے الشقوق اور وہاں الشقوق اور البطان کے درمیان الرمل کے کنارے موضع الطلیح میں ٹھیر کر تیسرے قافلے کا انتظار کرنے لگا' اس قافلے کے سرداروں میں نفیس المولدی اور صالح الاسود بھی تھے اور اس کے ہمراہ شمسہ وخزانہ بھی تھا۔ شمسہ وہ تھا جس میں المعتضد نے نہایت عمدہ جواہر لگائے تھے۔ اسی قافلے میں ابراہیم بن ابی الاشعث بھی تھا جس کے سپرد مکہ ومدینہ کا محکمہ قضاء اور مکہ کا کام اور اس کی صلاح کا خرچ تھا۔ میمون بن ابراہیم کاتب تھا جس کے سپرد خراج وضیاح کی معتمدی تھی۔ احمد بن محمد بن احمد عرف ابن الہزلج اور الفرات بن احمد ابن محمد بن الفرات اور الحسن بن اسماعیل جو العباس بن الحسن کا قرابت دار تھا اور حرمین کے ڈاک کے محکمے کا متولی تھا اور علی بن العباس النہیکی تھا۔

زکرویہ کا محاصرہ فید:

جب اس قافلے والے فید تک پہنچے تو انھیں خبیث زکرویہ اور اس کے ساتھیوں کی خبر ملی' وہ لوگ فید میں حکومت کی جانب سے قوت پہنچائے جانے کے انتظار میں چند روز ٹھیرے۔ حالانکہ ابن کشمردان لشکروں کے ساتھ جنھیں حکومت نے اس کے ہمراہ اور اس کے قبل وبعد بھیجا تھا راستے سے قادسیہ لوٹ گیا تھا۔ زکرویہ فید گیا۔ وہاں کے عامل کا نام حامد بن فیروز تھا۔ حامد نے دو قلعوں میں سے ایک میں تقریباً ان سو آدمیوں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ مسجد میں تھے' پناہ لے لی۔ دوسرے قلعے کو آدمیوں سے بھر دیا۔ زکرویہ اہل فید سے مراسلت کر کے یہ درخواست کرنے لگا کہ وہ لوگ اپنے عامل کو اور وہاں کے لشکر کو اس کے سپرد کر دیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو میں انھیں امان دے دوں گا۔ مگر ان لوگوں نے اس کی درخوات کو منظور نہ کیا۔ جب انھوں نے قبول نہ کیا تو اس نے جنگ کی مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ اسے باشندوں کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تو ہٹ گیا۔ پہلے النباج گیا پھر حفیر ابی موسیٰ الاشعری کو روانہ ہوا۔

زکرویہ کا قتل:

ماہ ربیع الاول کے شروع میں المکتفی نے وصیف بن صوارتکین کو روانہ کیا' اس کے ہمراہ ایک جماعت سرداروں کی بھی تھی۔ وہ قادسیہ سے خفان کے راستے پر روانہ ہوئے۔ وصیف نے ۲۲/ربیع الاول یوم شنبہ کو اس سے مقابلہ کیا۔ دن بھر خون ریزی کی۔ رات ان کے درمیان حائل ہوگئی۔ ان لوگوں نے پہرے کی حالت میں رات بسر کی صبح کو جنگ دوبارہ چھڑی۔ لشکر نے ان کا قتل عظیم کیا اور وہ اللہ کے دشمن زکرویہ تک پہنچ گئے۔ وہ پشت پھیرے ہوئے تھا کہ کسی لشکری نے اس کی گدی پر تلوار کی ایسی ضرب ماری جو اس کے دماغ تک پہنچ گئی' وہ اور اس کا نائب اور اس کے خاص لوگوں اور قرابت داروں کی ایک جماعت کو جن میں اس کا بیٹا اور اس کا کاتب اور اس کی بیوی بھی تھی گرفتار کر لیا گیا۔ لشکر شاہی نے جو کچھ اس کے لشکر میں تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ زکرویہ پانچ دن زندہ رہا پھر اس کا پیٹ چاک کر کے اسی ہئیت میں اسے روانہ کر دیا گیا۔ حاجی قیدیوں کو جو اس کے ہاتھ میں زندہ بچ گئے تھے واپس کر دیا گیا۔

ایک بطریق کا قبول اسلام:

اسی سال ابن کیغلغ نے طرسوس میں رومیوں سے جہاد کیا جہاں اسے دشمن کے چار ہزار قیدی اور بہت سے گھوڑے اور مویشی اور اسباب ملا' ایک بطریق اس کی امان میں داخل ہوا اور اسلام لایا۔ طرسوس سے اس کی روانگی بغرض جہاد اسی سال کے اول محرم میں ہوئی تھی۔

اندرونقش بطریق کی امان طلبی:

اسی سال اندرونقش بطریق نے خلافت سے بطلب امان خط وکتابت کی' وہ بادشاہ روم کی جانب سے سرحد والوں کی جنگ پر مامور تھا۔ اس کی درخواست قبول ہوئی وہ خود بھی نکلا اور اس نے اپنے ہمراہ ان دو سو مسلمانوں کو بھی نکالا جو اس کے قلعے میں قید تھے۔ بادشاہ روم نے کسی ایسے شخص کو روانہ کیا تھا جو اسے گرفتار کرلے۔ اس نے ان مسلمانوں کو جو قلعے میں قید تھے ہتھیار دے دیے۔ ان کے ساتھ اپنے ایک بیٹے کو بھی نکالا۔ ان لوگوں نے اس بطریق پر رات کے وقت حملہ کر دیا جو اس کے گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیا گیا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا اور جو کچھ ان کے لشکر میں تھا وہ سب غنیمت میں لے لیا۔

قونیہ کی تباہی:

رستم سرحد والوں کے ہمراہ جمادی الاولیٰ میں اندرونقش کے قصد سے نکلا تھا کہ اسے رہا کرائے۔ چنانچہ اس جنگ کے بعد رستم قونیہ پہنچا' بطریقوں کو مسلمانوں کے ان کی طرف جانے کا علم ہوا تو وہ واپس ہو گئے۔ اندرونقش نے اپنے بیٹے کو رستم کے پاس روانہ کیا۔ رستم نے اپنے کاتب کو اور بحریین کی ایک جماعت کو روانہ کیا۔ یہ لوگ قلعے میں سوئے جب صبح ہوئی تو اندرونقش اور وہ تمام مسلمان قیدی جو اس کے ہمراہ تھے اور جو ان میں سے ان کے پاس چلے گئے تھے اور جن نصاریٰ نے اس کی رائے کی موافقت کر لی تھی سب نکلے۔ اس نے اپنا مال واسباب بھی نکال کر مسلمانوں کی چھاؤنی میں پہنچا دیا۔ مسلمانوں نے قونیہ کو تباہ کر دیا۔ وہ لوگ اور اندرونقش اور مسلمان قیدی اور وہ نصاریٰ جو اندرونقش کے ہمراہ تھے۔ طرسوس کی طرف لوٹے۔

زکرویہ کی جماعت کا فرار:

اسی سال جمادی الآخرہ میں حسین بن حمدان بن حمدون کے ساتھیوں اور زکرویہ کے ساتھیوں کی اس جماعت کے درمیان جنگ ہوئی جو اس جنگ میں بھاگ گئے تھے جس میں اس پر جو مصیبت آنا تھی وہ آئی۔ انھوں نے شام کے ارادے سے فرات کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اس نے ان پر ایسا حملہ کیا جس میں ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا۔

رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ:

اسی سال بادشاہ روم کے قاصد کہ ایک ان میں سے اس کے بیٹے الیون کا ماموں تھا' بسیل خادم اور ان کے ہمراہ ایک جماعت تھی۔ بادشاہ کی جانب سے المکتفی کے نام ایک خریطہ لے کے باب الشماسیہ پہنچے جس میں اس نے اپنے شہر کے مسلمانوں سے بلاد اسلام کے رومیوں سے مبادلے کی درخواست کی تھی کہ ''المکتفی اپنا ایک قاصد بلاد روم روانہ کرے کہ وہ ان مسلمان قیدیوں کو جمع کرے جو اس ملک میں ہیں اور وہ اس کے ساتھ کسی ایسے امر پر مجتمع ہو جائے جس پر دونوں اتفاق کرلیں' بسیل خادم طرسوس میں

رہے کہ اس کے پاس وہ رومی قیدی جمع ہو جائیں جو سرحدوں میں ہیں کہ وہ انھیں مقام فدیہ تبادلہ تک لے جائے''۔ وہ لوگ چند روز باب الشماسیہ میں مقیم رہے' پھر بغداد میں داخل کیے گئے۔ ان کے ہمراہ بادشاہ روم کی جانب سے ہدیہ اور دس مسلمان قیدی بھی تھے۔ ان کا ہدیہ قبول کیا گیا اور بادشاہ روم کی درخواست منظور کی گئی۔

متفرق واقعات:

اسی سال شام میں اس خیال سے ایک شخص کو گرفتار کیا گیا کہ وہ السفیانی ہے۔ اسے اور اس کے ہمراہ ایک جماعت کو شام سے حاکم کے دروازے پر روانہ کر دیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ وہ مجنون ہے۔

اسی سال مکے کے راستے میں اعراب نے دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا' جن میں سے ایک کا عرف الحداد اور دوسرے کا المنتقم تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں جو المنتقم تھا وہ زکرویہ کی بیوی کا بھائی تھا۔ ان دونوں کو انھوں نے کوفے میں نزار کے حوالے کر دیا۔ نزار نے انھیں حکام کے پاس روانہ کر دیا۔ اعراب سے مذکور ہے کہ یہ دونوں ان کے پاس جا کر انھیں بغاوت کی دعوت دیتے تھے۔

اسی سال الحسین بن حمدان نے شام کے راستے سے ایک شخص کو جس کا عرف الکیال تھا مع ساٹھ آدمیوں کے جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے حکام کے پاس روانہ کر دیا۔ جنھوں نے اس سے امن لیا تھا اور جو زکرویہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

اسی سال اندرونقش بطریق بغداد پہنچا۔

اسی سال الحسین بن حمدان اور کلب اور النمر اور اسد وغیرہ کے اعراب کے درمیان جنگ ہوئی جو اسی سال ماہ رمضان میں اس کی مخالفت پر جمع ہوئے تھے۔ انھوں نے اسے شکست دی اور باب حلب تک پہنچا دیا۔

اسی سال اعراب طے نے فید میں وصیف بن صوارتکین کا محاصرہ کیا۔ وہ امیر حج بنا کے روانہ کیا گیا تھا۔ تین دن تک اس کا محاصرہ رہا پھر وہ نکلا اور ان سے جنگ کی۔ کچھ بدویوں کو قتل کیا۔ اعراب بھاگ گئے۔ وصیف فید سے مع اپنے ہمراہی حاجیوں کے روانہ ہو گیا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اسی سال الفضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۵ھ کے واقعات

ابن ابراہیم المسمعی کا خروج:

عبداللہ بن ابراہیم المسمعی نے شہر اصبہان سے کسی گاؤں پر خروج کیا جو چند فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ تقریباً دس ہزار کاشت کار شامل ہو گئے۔ بدر الحمامی کو اس کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔ اس کے ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت اور تقریباً پانچ ہزار آدمی لشکر کے شامل کیے گئے۔

بدویوں کا قتل:

اسی سال حسین بن موسیٰ کا ان اعراب طے پر ان کی غفلت کی حالت میں حملہ ہوا۔ جنھوں نے وصیف بن صوارتکین سے جنگ کی تھی۔ کہا گیا ہے کہ اس نے ستر بدویوں کو قتل کر دیا اور سواروں کی ایک جماعت کو قید کر لیا۔

ابوابراہیم اسماعیل کی وفات:

اسی سال ۱۴/ صفر کو ابوابراہیم اسمٰعیل بن احمد عامل خراسان و ماوراء النہر کی وفات ہوئی۔ اس کا بیٹا احمد بن اسمٰعیل بن احمد اس کا قائم مقام اور اپنے باپ کے اعمال کا والی بنایا گیا۔ مذکور ہے کہ ۴/ ماہ ربیع الآخر کو دربار کیا۔ اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے کے طاہر بن علی بن وزیر کو دیا' اسے خلعت سے مخلع کیا اور جھنڈا لے کے احمد بن اسمٰعیل کے پاس جانے کا حکم دیا۔

منصور بن عبداللہ کی معذرت:

اسی سال منصور بن عبداللہ ابن منصور کاتب کو عبداللہ بن ابراہیم المسمعی کے پاس روانہ کیا گیا۔ انجام مخالفت کا خوف دلایا گیا۔ وہ اس کے پاس روانہ ہو گیا۔ جب پہنچا تو اس سے گفتگو کی۔ وہ فرمانبرداری میں واپس آ گیا اور اپنے غلاموں کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ ہو کے اپنے عمل اصبہان پر کسی کو نائب بنا دیا۔ اس کے ہمراہ منصور بن عبداللہ بھی تھا' یہاں تک کہ باب خلافت پر پہنچ گیا۔ المکتفی اس سے راضی ہو گیا' انعام دیا اور اس سے اور اس کے بیٹے کو خلعت سے سرفراز کیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال الحسین بن موسیٰ نے الکردی پر حملہ کیا جو زبردستی نواح میں موصل پر غالب آ گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں پر فتح مند ہوا۔ اس کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ الکردی بچ گیا۔ پہاڑوں میں پناہ لے لی اور اس کا پتہ نہ لگا۔

اسی سال المظفر بن حاج کو یمن کے اس حصے پر جس پر بعض خارجی غالب آ گئے تھے فتح ہوئی۔ اس نے ان کے ایک رئیس کو جس کا عرف الحکیمی تھا گرفتار کر لیا۔

اسی سال ۱۷/ جمادی الآخرہ کو خاقان المفلحی کو یوسف بن ابی الساج کی جنگ کے لیے آذربائیجان کی روانگی کا حکم دیا گیا۔ لشکر کے تقریباً چار ہزار آدمی اس کے ساتھ کیے گئے۔ ۱۷/ رمضان کو ابومضر زیادۃ اللہ بن الاغلب کا قاصد بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ فتح الاعجمی تھا' تحائف بھی تھے جو المکتفی کو بھیجے گئے تھے۔ اسی سال ذی القعدہ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان معاملہ مبادلہ وفدیہ مکمل ہوا۔ جن عورتوں اور مردوں کا فدیہ دیا گیا وہ تین ہزار تھے۔

المکتفی باللہ کی وفات:

۱۲/ ذی القعدہ کو المکتفی باللہ کی وفات ہوئی۔ جس روز اس کی وفات ہوئی اس دن وہ بتیس سال کا تھا۔ ۲۶۴ھ میں پیدا ہوا تھا۔ کنیت ابومحمد تھی۔ اس کی ماں ترکی ام ولد تھی جس کا نام جیجک تھا۔ متوسط اندام' خوش رنگ' خوبصورت بال اور سر پر زلفیں اور بھری ہوئی ڈاڑھی تھی۔

باب ۸

خلیفہ المقتدر باللہ

بیعت خلافت:

جعفر بن المعتضد باللہ سے بیعت کی گئی۔ بیعت کے بعد المقتدر باللہ کا خطاب دیا گیا۔ وہ اس روز تیرہ برس ایک مہینے اکیس دن کا تھا۔ اس کی ولادت ۲۲/ رمضان شب جمعہ کو ۲۸۲ھ میں ہوئی تھی۔ کنیت ابوالفضل تھی۔ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام شغب تھا۔

المکتفی باللہ کی تدفین:

مذکور ہے کہ جس روز اس سے بیعت کی گئی اس روز بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے۔ جب المقتدر کی بیعت ہوگئی تو المکتفی کو غسل دیا گیا' نماز جنازہ ادا کی گئی اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان میں ایک مقام پر دفن کر دیا گیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال حج بن حاج اور لشکر کے درمیان ایام منیٰ میں دوسرے روز (۱۱/ ذی الحجہ کو) ان لوگوں کے المقتدر کی بیعت کا انعام طلب کرنے کے سبب سے ایسی جنگ ہوئی جس میں ایک جماعت مقتول ہوئی اور ایک مجروح۔ جو لوگ منیٰ میں تھے وہ بستان ابن عامر بھاگ گئے۔ لشکر نے منیٰ میں ابی عدنان ربیعۃ ابن محمد کا خیمہ لوٹ لیا جو قافلوں کے امرا میں سے تھا۔ مکے سے واپس ہونے والوں کو راستے میں رہزنی اور پیاس کی ایسی شدید تکلیف پہنچی کہ کہا گیا ہے ایک جماعت پیاس سے مرگئی۔ میں نے بعض لوگوں سے سنا جو یہ بیان کرتے تھے کہ آدمی اپنے ہاتھ میں پیشاب کرتا تھا پھر اسے پی لیتا تھا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۶ھ کے واقعات

المقتدر کی معزولی کا منصوبہ:

سرداروں اور کاتبوں اور قاضیوں کی ایک جماعت نے المقتدر کی معزولی پر اتفاق کر کے مشورہ کیا کہ کس کو بجائے اس کے منتخب کیا جائے۔ اتفاق رائے عبداللہ بن المعتز پر ہوا۔ انھوں نے اس معاملے میں اس سے گفتگو کی تو اس نے اس شرط پر منظور کیا کہ خون ریزی و جنگ نہ ہو۔ انھوں نے اسے یہ خبر دی کہ حکومت بخوشی اس کے سپرد کر دی جائے گی' تمام سردار اور لشکر اور کاتب جوان کے پیچھے ہیں سب اس سے راضی ہیں آخر اسی شرط پر بیعت کر لی۔ اس معاملے میں سرگردہ محمد بن داؤد بن الجراح اور ابوالمثنیٰ احمد ابن یعقوب قاضی تھے۔ محمد بن داؤد بن الجراح نے سرداروں کی ایک جماعت سے المقتدر کے ناگہانی قتل اور عبداللہ بن المعتز کی بیعت کا تصفیہ کیا تھا۔

العباس بن الحسن کا قتل:

العباس بن الحسن کی رائے بھی یہی تھی۔ جب العباس نے یہ دیکھا کہ اس کا معاملہ المقتدر ہی کے ساتھ قابل اعتماد ہے تو اس کی رائے بدل گئی اس وقت دوسروں نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ جو لوگ اس کے قتل پر مقرر تھے وہ بدر الاعجمی اور الحسین بن حمدان اور وصیف بن صوار تکین تھے۔

ابن المعتز کی بیعت:

یک شنبے کا دن تھا کہ المقتدر کو سرداروں اور کاتبوں اور بغداد کے قاضیوں نے معزول کر دیا' عبداللہ بن المعتز سے بیعت کر لی اور اسے الراضی باللہ کا خطاب دیا۔ وہ شخص جس نے سرداروں سے اس کی بیعت لی اور انھیں حلف دینے پر اور ان کے نام پکارنے پر مقرر ہوا وہ کاتب لشکر محمد ابن سعید الا رزق تھا۔

اسی روز الحسین بن حمدان اور دار الخلافت کے غلاموں کے درمیان صبح سے نصف النہار تک شدید جنگ ہوئی۔

ابن المعتز کی گرفتاری:

اسی روز وہ جماعتیں جنھیں محمد بن داؤد نے ابن المعتز کی بیعت کے لیے جمع کیا تھا اس کے پاس سے منتشر ہو گئیں۔ اس لیے کہ وہ خادم جو مونس کہا جاتا تھا' اس نے دار الخلافت کے کچھ غلاموں کو کشتیوں میں سوار کیا اور ان کشتیوں کو جن میں وہ سوار تھے دجلے میں لے گیا۔ جب وہ لوگ اس مکان کے مقابل پہنچے جس میں ابن المعتز اور محمد داؤد تھا تو وہ ان پر چلائے اور انھیں تیر مارے۔ وہ منتشر ہو گئے۔ جو لشکر اور کاتب اور سردار اس مکان میں تھے وہ بھاگے' ابن المعتز بھی بھاگا۔ بعض لوگ جنھوں نے ابن المعتز سے بیعت کی تھی المقتدر سے مل گئے اور انھوں نے یہ عذر کیا کہ انھیں اس کے پاس جانے سے روکا گیا۔ بعض چھپ گئے جو گرفتار کر کے قتل کر دیے گئے۔ عام لوگوں نے ابن داؤد اور العباس بن الحسن کے مکانات لوٹ لیے' جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں ابن المعتز بھی گرفتار کر لیا گیا۔

بغداد میں برف باری:

اسی سال ۲۶/ ربیع الاول یوم شنبہ کو بغداد میں صبح سے نماز عصر تک برف گری یہاں تک کہ مکانوں اور چھتوں پر تقریباً چار انگل ہو گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی برف بغداد میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔

اسی سال ۲۸/ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو محمد بن یوسف قاضی اور محمد ابن عمرو یہ اور ابو المثنیٰ اور ابن الجصاص اور الا رزق کاتب لشکر کو ایک جماعت کے ساتھ مونس خازن کے سپرد کیا گیا۔ ابو المثنیٰ کو اس نے باب حکومت میں چھوڑ دیا اور دوسروں کو اپنے مکان لے گیا۔ بعض نے اپنا فدیہ دے دیا۔ بعض قتل کر دیے گئے اور بعض کی سفارش کی گئی تو رہا کر دیے گئے۔

طاہر بن محمد اور سبکری کی جنگ:

اسی سال طاہر بن محمد بن عمرو بن اللیث اور عمرو بن اللیث کے غلام سبکری کے درمیان جنگ ہوئی۔ سبکری نے طاہر کو گرفتار کر لیا اور اسے اس کے بھائی یعقوب بن محمد کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا۔

حسین بن حمدان کی امان طلبی:

اسی سال ابو القاسم بن سیما کو سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کے ہمراہ حسین بن حمدان بن حمدون کی تلاش میں روانہ

کیا گیا۔ وہ اس کام کے لیے قرقیسیا اور الرحبہ اور الدالیہ گیا۔ الحسین کے بھائی عبداللہ بن حمدان بن حمدون کو اپنے بھائی کی تلاش کے لیے لکھا۔ اس نے اور اس کے بھائی نے ایک مقام پر جو الاعمی کے نام سے مشہور تھا اور دجلے کی غربی جانب تکریت اور السود قانیہ کے درمیان تھا مقابلہ کیا۔ عبداللہ بھاگ گیا الحسین نے کسی کو بھیج کر امان طلب کی جو مل گئی۔

حسین بن حمدان کی بغداد میں آمد:

اسی سال ۲۳/ جمادی الآخرہ کو الحسین بن حمدان بغداد پہنچا اور باب حرب میں اترا' دوسرے روز اسے خلعت دیا گیا اور قم اور قاشان کا عہدہ دار بنایا گیا۔ ۲۴/ جمادی الآخرہ کو یوسف بن ابی الساج کے کاتب اور اس کے قاصد ابن دلیل نصرانی کو خلعت دیا گیا۔ یوسف بن ابی الساج کو المراغہ اور آذربائیجان کا عہدہ دار بنایا گیا' خلعت روانہ کیے گئے اور اپنے عمل کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔

مونس خادم کا جہاد:

اسی سال نصف شعبان کو مونس خادم کو خلعت دیا گیا اور اسے زمستانی جہاد کے لیے طرسوس جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ اس کے لیے روانہ ہوا۔ وہ بہت بڑے لشکر اور سرداروں کی ایک جماعت اور الحجر کے غلاموں کے ہمراہ نکلا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۷ھ کے واقعات

مونس خادم کی کامیاب مہم:

مونس خادم بہت بڑے لشکر کے ہمراہ بلاد روم میں سرحد ملطیہ سے زمستانی جہاد کو چلا۔ اس کے ہمراہ ابوالاغر السلمی بھی تھا۔ وہ روم پر فتح مند ہوا اور آخر ۲۹۶ھ میں کفار کو گرفتار کیا۔ اس کی اطلاع ۶/محرم کو آئی۔

اللیث بن علی کی سرکشی:

اسی سال نافرمان اللیث بن علی بن اللیث ایک لشکر کے ہمراہ فارس گیا اور زبردستی اس پر غالب آ کے وہاں سے سبکری کو نکال دیا۔ طاہر ابن محمد کو گرفتار کر کے سلطان کے پاس بھیجنے کے بعد حکومت نے سبکری کو والی بنا دیا تھا۔ المقتدر نے اللیث بن علی کی جنگ کے لیے مونس خادم کو فارس کی روانگی کا حکم دیا۔ وہ اسی سال رمضان میں اس کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال شوال میں المقتدر نے القاسم بن سیما کو بڑے لشکر کے ہمراہ بلاد روم میں زمستانی جہاد کے لیے روانہ کیا۔

اللیث بن علی کی شکست:

اسی سال مونس خادم اور اللیث بن علی بن اللیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں اللیث کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت گرفتار اور قتل کی گئی۔ ایک بڑی جماعت مونس کی پناہ میں آ گئی۔ شاہی سپاہی النوبندجان میں داخل ہو گئے۔ جس پر اللیث نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک بن عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس ابن محمد نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام کیا۔

۲۹۸ھ کے واقعات

القاسم بن سیما نے روم میں زمستانی جہاد کیا۔

سبکری اور وصیف کامہ کی جنگ:

اسی سال المقتدر نے عمرو بن اللیث کے غلام سبکری کی جنگ کے لیے وصیف کامہ الدیلمی کو لشکر اور سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ کیا۔ اسی سال سبکری اور وصیف کامہ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں وصیف کامہ نے اسے شکست دے کے فارس سے نکال دیا۔ وصیف اور اس کے ہمراہی فارس میں داخل ہو گئے۔ سبکری کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت امان میں آ گئی' سر لشکر ''القتال'' گرفتار کر لیا گیا۔ سبکری مع اپنے مال و ذخیرے کے بھاگ کر احمد بن اسماعیل بن احمد کے پاس گیا۔ اس نے جو کچھ اس کے ساتھ تھا لے لیا اور قید کر دیا۔

محمد بن علی بن اللیث کی گرفتاری:

اسی سال بست اور الرخج کے نواح میں احمد بن اسماعیل بن احمد اور محمد بن علی بن اللیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں احمد بن اسمٰعیل نے اسے گرفتار کر لیا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۹ھ کے واقعات

ملیح الارمنی کا محاصرہ:

نواح طرسوس میں رستم بن بردوا نے زمستانی جہاد کیا جو بنی نفیس کی طرف والی سرحدوں کا والی تھا۔ اس کے ہمراہ دمیانہ بھی تھا' اس نے ملیح الارمنی کے قلعے کا محاصرہ کیا' پھر وہاں سے کوچ کیا۔ بھیڑ بکری والوں کے مکانات جو بیرون شہر تھے جلا دیے۔

سجستان کی فتح:

اسی سال احمد بن اسماعیل بن احمد عریضہ لے کے آیا جس میں یہ خبر تھی کہ اس نے سجستان فتح کر لیا اور اس کے ساتھی اس میں داخل ہو گئے اور انھوں نے نافرمان کے ساتھیوں کو نکال دیا۔ المعدل بن علی بن اللیث مع اپنے ان ساتھیوں کے جو اس کے ہمراہ تھے اس کی امان میں چلا گیا۔ اس روز المعدل زرنج میں مقیم تھا' پھر وہ احمد بن اسماعیل کے پاس چلا گیا جو بست اور الرخج میں مقیم تھا۔ ابن اسماعیل نے اسے اور اس کے عیال کو اور اس کے ہمراہیوں کو ہرات روانہ کر دیا۔ سجستان اور بست اور الرخج کے درمیان ساٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ ۱۰/صفر یوم دوشنبہ کو اس کے متعلق خریطہ آیا۔

اسی سال زکرویہ کا ساتھی العطیر امان لے کے بغداد پہنچا۔ اس کے ہمراہ الاغر بھی تھا۔ وہ بھی زکرویہ کے سرداروں میں سے تھا۔

علی بن محمد بن الفرات پر عتاب:

اسی سال ذی الحجہ میں ۴/ تاریخ کو علی بن محمد بن الفرات پر عتاب ہوا۔ اسے قید کیا گیا اور اس کے اور اس کے اہل وعیال کے مکانات پر پہرہ لگا دیا گیا۔ جو کچھ ملا سب لے لیا گیا۔ اس کے اور اس کے بھائی کے بیٹوں کے اور ان کے اہل وعیال کے مکانات لوٹ لیے گئے۔ محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزیر بنایا گیا۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۳۰۰ھ کے واقعات

ایک خارجی کی سرکوبی:

عامل برقہ کا قاصد بغداد میں اس خارجی کی خبر لایا جس نے خروج کیا تھا۔ عمل برقہ، عمل مصر سے چار فرسخ پیچھے تک تھا۔ اس کے بعد عمل مغرب تھا۔ اسے اس کے لشکر پر فتح ہوئی۔ مخلوق کو قتل کر دیا۔ ہمراہ مقتولین کے ناک کان کا ہار اور خارجی کے کچھ جھنڈے بھی تھے۔

بغداد میں امراض کی کثرت:

اسی سال بغداد میں امراض کی کثرت ہوئی۔ مذکور ہے کہ جنگل کے کتے اور بھیڑیے اس میں بدحواس ہو گئے۔ وہ انسانوں اور گھوڑوں اور جانوروں کو تلاش کرتے تھے۔ جب کسی انسان کو کاٹ لیتے تھے تو اسے ہلاک کر دیتے تھے۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۳۰۱ھ کے واقعات

محمد بن عبیداللہ کی معزولی:

المقتدر نے محمد بن عبیداللہ کو وزارت سے معزول کر کے اسے مع اس کے بیٹوں عبداللہ اور عبدالواحد کے قید کر دیا۔ علی بن عیسیٰ بن داؤد ابن الجراح کو اپنا وزیر بنایا۔

بغداد میں وبا کی کثرت:

اس سال بھی بغداد میں وبا کی کثرت ہوئی۔ ایک قسم کی وبا وہ تھی جس کا نام لوگوں نے حنین رکھا۔ ایک قسم وہ تھی جس کا نام الماسرا رکھا۔ حنین میں سلامت تھی اور الماسرا ہلاک کرنے والا طاعون تھا۔

حسین بن منصور حلاج:

اسی سال علی بن عیسیٰ وزیر کے مکان پر ایک شخص کو حاضر کیا گیا۔ جس کے متعلق بیان کیا گیا کہ اس کا عرف الحلاج اور کنیت ابومحمد مشعوذ ہے۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک ساتھی بھی تھا۔ میں نے لوگوں کی ایک جماعت سے سنا جن کا یہ گمان تھا کہ وہ رب (پرودگار) ہونے کا مدعی ہے۔ اسے اور اس کے ساتھی کو تین دن تک ہر روز شروع سے نصف النہار تک لٹکایا گیا۔ ان دونوں کو اتارا جاتا تھا اور ان کے قید کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ وہ طویل مدت تک قید رکھا گیا۔ ایک جماعت اس سے فتنے میں مبتلا ہوگئی جن میں نصر القشوری وغیرہ بھی تھے' یہاں تک کہ جو اس کی برائی کرتا تھا لوگ اسے بددعا دیتے تھے۔ اور اس پر غل مچاتے تھے۔ اس کا معاملہ پھیل گیا۔ اور وہ قید سے نکالا گیا' اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے گئے۔ پھر اس کی گردن ماردی گئی' پھر اسے آگ میں جلا دیا گیا۔

الحسین بن حمدان کی فتوحات:

اس سال الحسین بن حمدان بن حمدون نے زمستانی جہاد کیا۔ طرسوس سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے بہت سے قلعے فتح کیے اور رومیوں کی مخلوق کثیر کو قتل کیا۔

احمد بن اسمٰعیل کا قتل:

اسی سال احمد بن اسماعیل ابن احمد جو خراسان و ماوراء النہر کا حاکم تھا قتل کیا گیا۔ ایک ایسے ترک غلام نے قتل کیا جو اس کا خاص غلام تھا۔ اس نے اور اس کے ساتھ دو غلاموں نے جو اس کے خیمے میں گھس گئے اسے ذبح کر دیا۔ پھر اس طرح بھاگے کہ ان کا پتا نہ لگا

نصر بن احمد اور اسحٰق بن احمد میں اختلاف:

اسی سال نصر بن احمد بن اسماعیل بن احمد اور اس کے باپ کے چچا اسحٰق بن احمد کے درمیان اختلاف ہوا۔ نصر بن احمد کے ساتھ اس کے باپ کے غلام اور اس کے کاتب اور اس کے سرداروں کی جماعت اور مال واسباب وہتھیار تھے' وہ اپنے باپ کے قتل کے بعد بخارا چلا گیا۔ اسحاق بن احمد سمرقند میں نقرس سے علیل تھا۔ اس نے سمرقند کے لوگوں سے خواہش کی کہ اسے اپنا سردار بنالیں۔ ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لیے اسماعیل بن احمد کے عمل کی درخواست کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسحاق نے اپنے عریضے عمران المرزبانی کو روانہ کیے تاکہ وہ انھیں پہنچادے۔ نصر بن احمد بن اسمٰعیل نے حماد بن احمد کو بھیجے۔

جنگ باب بخارا:

اسی سال ۱۶/ شعبان کو نصر بن احمد بن اسمٰعیل اور اس کے بخارا والے ساتھیوں اور اس کے باپ کے چچا اسحاق بن احمد اور اس کے سمرقند والے ساتھیوں کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں نصر اور اس کے ساتھیوں نے اسحاق اور اہل سمرقند کو اور ان کو جو اس نواح کے باشندوں میں سے اس کے ساتھ ہو گئے تھے شکست دی اور وہ سب بھاگ کر اس سے جدا ہو گئے۔ یہ جنگ ان کے درمیان باب بخارا پر ہوئی تھی۔

اسحٰق بن احمد کی گرفتاری:

اسی سال اہل بخارا نے اسحاق بن احمد اور اس کے ہمراہیوں کو شکست دینے کے بعد اہل سمرقند پر دھاوا کیا۔ ان کے درمیان

یہ دوسری جنگ تھی' جس میں اہل بخارا کو اہل سمرقند پر فتح ہوئی۔ انھوں نے اس کو پسپا کر دیا۔ انھیں تلوار کے گھاٹ اتارا اور زبردستی سمرقند میں داخل ہو گئے۔ اسحاق بن احمد گرفتار کر لیا گیا اور جو کام اس کے سپرد تھا اس پر عمرو بن نصر بن احمد کے ایک بیٹے کو والی بنا دیا۔

متفرق واقعات:

اسی سال ابن البصری کے ساتھی جو اہل مغرب میں سے تھے برقہ میں داخل ہوئے' وہاں سے انھوں نے عامل کو نکال دیا۔

ابوبکر محمد بن علی بن احمد ابن ابی زنبور الماذرائی کو اعمال مصر اور اس کے خراج کا والی بنایا گیا۔

اسی سال ابوسعید الجنابی کو قتل کیا گیا جس نے نواح بحرین میں خروج کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ اس کا خادم اس کے قتل کا مرتکب ہوا۔

اسی سال بغداد میں بیماریوں کی کثرت ہوئی۔ باشندوں میں موت پھیل گئی۔ الحربیہ اور شہر کے بیرونی مکانات کے باشندوں میں اس کی کثرت تھی۔ اسی سال ابن البصری کا ایک سردار بربریوں اور مغربیوں کے ہمراہ الاسکندریہ پہنچا۔ اسی سال عامل تکین کا مصر سے عریضہ آیا جس میں اس نے مدد کی درخواست کی تھی۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک:

اس سال الفضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

۳۰۲ھ کے واقعات

ابن عبدالباقی کی کمک:

علی بن عیسیٰ وزیر کے ابن عبدالباقی کو اسی سال دو ہزار سواروں کے ہمراہ تابستانی جہاد میں ابن ابی الساج کے خادم بشر کی مدد کے لیے جو طرسوس کا والی تھا طرسوس روانہ کیا۔ انھیں تابستانی جہاد کا موقع نہ ملا تو انھوں نے سخت سردی برف میں زمستانی جہاد کیا۔

الاطروش کا حسن انتظام:

اسی سال الحسن بن علی العلوی الاطروش طبرستان پر غالب آنے کے بعد آمل سے ہٹ کے سالوس جا کر وہیں مقیم ہو گئے۔ حاکم الرے صعلوک نے لشکر بھیجا مگر اس کا لشکر وہاں ٹھیر نہ سکا۔ الحسن بن علی وہاں پلٹ آئے۔ لوگوں نے الاطروش کا سا عدل اور اس کی سی حسن سیرت اور اس کا سا حق کو قائم کرنا نہیں دیکھا۔

حباسہ کا اسکندریہ پر غلبہ:

اسی سال ابن البصری کا ساتھی حباسہ الاسکندریہ میں داخل ہو کے اس پر غالب آ گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دو سو بحری کشتیوں کے ساتھ وہاں وارد ہوا۔ اسی سال ابن البصری کا ساتھی حباسہ ایک مقام پر پہنچا جو فسطاط مصر سے ایک منزل پر تھا جس کا نام سفط تھا۔ وہاں سے لوٹ کے ایک منزل میں اتر گیا جو الفساط اور الاسکندریہ کے درمیان تھی۔

اسی سال مونس خادم حباسہ کی جنگ کے لیے مصر روانہ ہوا۔ اسے آدمیوں اور ہتھیار اور مال سے قوت دی گئی۔

الحسین بن عبداللہ کی گرفتاری:

اسی سال ۲۳/ جمادی الاولیٰ کو الحسین بن عبداللہ عرف ابن الجصاص اور اس کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی تمام

اشیا چھین لی گئیں' اسے قید کیا گیا اور بیڑیاں پہنا دی گئیں۔

اسی سال ۲۴/ جمادی الاولیٰ کو مصر میں سپاہیوں اور حباسہ اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایک جنگ ہوئی جس میں فریقین کی ایک جماعت مقتول اور ایک جماعت مجروح ہوئی۔ ایک دن بعد دوسری ہوئی جو ویسی ہی ہوئی جیسی اس دن ہوئی تھی۔ اس کے بعد تیسری اسی سال جمادی الآخرہ میں ہوئی۔ اسی سال ۱۶/ جمادی الآخرہ کو اس جنگ کے متعلق خط آیا جو ان کے درمیان ہوئی تھی۔ جس میں سپاہیوں نے مغربیوں کو شکست دی۔

رومی اسیروں کی تعداد:

اسی سال عامل طرسوس کا ایک عریضہ آیا جس میں اس نے اپنے جہاد روم کا اور جتنے وہاں قلعے فتح کیے اور جو مال غنیمت پایا اور گرفتار اِن کیں اس کا ذکر تھا۔ اس نے ڈیڑھ سو بطریق گرفتار کیے۔ گرفتاری کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی۔

مغربیوں کی شکست:

۱۹/ رجب کو مصر سے یہ خبر آئی کہ سپاہیوں نے حباسہ اور ان مغربی لوگوں کا مقابلہ کیا جو قتال کرتے تھے۔ مغربیوں کو شکست ہوئی۔ انھوں نے ان کے سات ہزار آدمیوں کو قتل وقید کیا' باقی لوگ ہزیمت اٹھا کے بھاگ گئے۔ یہ جنگ پنج شنبہ ختم جمادی الآخرہ کو ہوئی۔

حباسہ کی مصالحت کی کوشش:

اسی سال حباسہ اور اس کے مغربی ساتھی اسکندریہ سے مغرب کا رخ کر کے واپس ہوئے۔ حباسہ نے جیسا کہ بیان کیا گیا عامل مصر سے امان میں داخل ہونے کی گفتگو کی تھی اور اس بارے میں ان دونوں کے درمیان خط و کتابت ہوئی تھی۔ اس کی واپسی اس اختلاف کی وجہ سے ہوئی جو اس کے ساتھیوں میں اس مقام پر پیدا ہوا جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔

یانس خادم کی غارت گری:

اسی سال یانس خادم نے وادی الذئاب کے نواح اور جو اس مقام کے قریب تھا وہاں کے عربوں پر حملہ کیا۔ اس نے ان کا قتل عظیم کیا۔ مذکور ہے کہ ان کے سات ہزار آدمی قتل کئے' ان کے مکانات لوٹ لیے۔ مکانات میں اسے تجار کا وہ مال و اسباب ملا جس کو انھوں نے رہزنی کر کے جمع کیا تھا' جس کی کثرت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

۶/ ذی الحجہ کو المامون کی آزاد کردہ باندی ہلاک ہوگئی۔

امیر حج الفضل بن عبدالملک

اس سال الفضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال ۲۲/ ذی الحجہ کو اعراب نے الحاجر سے تین فرسخ پر البر کے متصل مکے سے واپس آنے والوں پر خروج کیا اور رہزنی کر کے ان کے ساتھ کا مال لے لیا۔ ان کے اونٹ جس قدر جی چاہا ہنکا لے گئے کہا گیا ہے کہ دو سو اسی آزاد عورتیں گرفتار کر لیں۔ یہ ان لونڈیوں باندیوں کے علاوہ تھیں جو انھوں نے لی تھیں۔